کھلاڑی

مصنف: ایم اے راحت

urdunovelist.blogspot.com

غلطی سرخ رنگ کے بڑے بندر کی تھی۔ کٹہرے کی چھت بھی بھلا کوئی سونے کی جگہ ہوتی ہے مگر اس کی حرکتیں ایسی ہی ہوتی تھیں۔ شدید مشقت کے بعد تھکے ہوئے تمام بندر کٹہرے میں اپنے اپنے ٹھکانوں میں دراز ہو گئے تھے مگر وہ سرخا وسیع و عریض کٹہرے کی چھت کی سلاخوں سے جا چمٹا تھا اور وہیں اس نے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔ دوسرے بندروں نے ناگواری سے اسے دیکھا تھا اور منہ ٹیڑھے کر کے اپنے جگہوں پر دراز ہو گئے تھے۔ سرخا بدستور سلاخوں سے چمٹا رہا اسے نیچے سوتے ہوئے بندروں کی بے چینی سے لطف آ رہا تھا۔ بہت دیر تک وہ ان سے مزے لیتا رہا پھر وہ سب بے خبر سو گئے تو سرخے کی آنکھوں میں بھی غنودگی رینگنے لگی اور پھر جیسے ہی اسے نیند کا جھونکا آیا سلاخوں میں لپٹے ہوئے ہاتھ پاؤں بے جان ہو گئے اور وہ بھد سے نیچے آ رہا۔ تین بندروں کو چوٹیں لگی تھیں اور وہ بری طرح چیخ پڑے تھے۔ ان کی چیخوں سے دوسرے بھی جاگ گئے۔ چوٹ کھائے ہوئے بندر مرنے مارنے پر آمادہ ہو گئے۔ ان میں سے ایک نے سرخے کی دم دانتوں میں دبالی دو اچھل کر اس کی پشت پر چڑھ گئے اور اسے کاٹنے لگے۔ سرخے نے اپنے قوی ہیکل بدن کو زوردار جھٹکے دے کر ان کی گرفت سے تو آزادی حاصل کر لی لیکن سب ہی کو اپنا مخالف پا کر وہ ایک کونے میں جا دبکا۔ تمام بندر شدید احتجاج کر رہے تھے اور متحدہ طور پر سرخے کو سزا دینے پر تل گئے تھے۔ ان کی کرخت آوازیں سن کر قریب کے کٹہرے سے شیر دھاڑا اور جواب میں سونا ہتھنی تین بار چنگھاڑی اور اچھا خاصا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ کسی خیمے میں سوئے ہوئے جانوروں کے محافظ جاگ کر ٹارچیں اور ہنٹر لے کر دوڑے۔ شیر اور ہاتھی تو غصے کا اظہار کر کے خاموش ہو گئے تھے مگر بندروں کے کٹہرے میں مسلسل ہنگامہ برپا تھا۔ دو محافظ ان کے پاس پہنچ گئے۔ چند سمجھدار بندر تو ٹارچوں کی روشنی دیکھ کر ہی اپنی جگہ لڑھک گئے تھے اور انہوں نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ لیکن جو زیادہ پرجوش ہو گئے تھے انہیں محافظوں کی لکڑیاں کھانی پڑیں۔ سرخ بندر سیانا نکلا وہ فوراً ایک گوشے میں سوتا بن گیا۔ احتجاج کرنے والے پٹ پٹا کر خاموش ہو گئے تھے اور ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔

KitabPk.Com

مگر ایک خیمے میں سوتے ہوئے غلام شاہ کی نیند اچٹ گئی تھی۔ اس کی آنکھ اس ہنگامے سے کھلی تھی اور وہ فوراً ہی اس پر غور کرنے لگا تھا۔ بندروں کی چیخیں سن کر وہ صورتحال کا اندازہ لگاتا رہا۔ پھر شیر اور ہتھنی کی احتجاجی آوازیں بھی اس نے سنیں۔ سرکس کے تمام ارکان کو یقین تھا کہ غلام شاہ تمام جانوروں کی بولی سمجھتا ہے۔ بارہا اس کا تجربہ ہو چکا تھا اس سے یہ سوال بھی کیا گیا تھا تو اس نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

''کاہے نا ہیں۔ ہمارا کنبہ ہے سروا۔ کنبے دارن کی بولیاں نا ہیں سمجھیں گے تو کنبہ کیسے چلے گا۔''

غلام شاہ گہری گہری سانسیں لیتا رہا۔ خیمے میں کاربائڈ لیمپ کے نیلے شیشے سے مدہم روشنی چھلک رہی تھی۔ تمام جنریٹر تین بجے بند کر دیے جاتے تھے اور ضروری جگہوں پر کاربائڈ لیمپ روشن کر دیے جاتے تھے تاکہ بجلی کی بچت ہو اور پھر جنریٹروں کی آوازیں بھی نیند میں مداخلت کرتی تھیں۔ خود

غلام شاہ کو مدہم روشنی میں سونے کی عادت تھی۔ اس لئے ایک لیمپ اس کے خیمے میں روشن رہتا تھا۔

بندروں کی آوازیں ختم ہوگئیں تو غلام شاہ نے گردن جھٹکی اور آہستہ سے بڑبڑایا۔ "صبح کو کھیر لیں گے۔" پھر اس نے دونوں ہاتھوں کے سہارے سے کروٹ بدلی وہ سونے کی کوشش کرنے لگا۔ اس کا جسم نامکمل تھا بس سر سے لے کر گھٹنوں تک، اس کے بعد کچھ نہ تھا۔ دونوں پاؤں گھٹنوں کے پاس سے غائب تھے۔

کروٹ لے کر وہ آنکھیں بند کرنے والا تھا کہ دفعتہً اس کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔ وہ ایک دم اکڑ گیا قوی ہیکل بدن میں پھڑکن ہونے لگی۔ سانس رک گیا اور سماعت کام کرنے لگی۔ سرسراہٹ تکیے سے کچھ فاصلے پر تھی اور وہ سرسراہٹ کسی چھوٹی سی چیز کی نہ تھی۔ کوئی لمبی، لچلچی لچک والی شے تھی۔ سر کے بالکل قریب، اس کی تیز چمکدار آنکھیں حلقوں میں گردش کرنے لگیں۔ زبان خشک ہونٹوں کو تر کرنے لگی۔ پھر اس کے ہونٹوں سے ایک غیر انسانی آواز خارج ہوئی۔ "ٹل، ٹلل، ٹلل" اور سرسراہٹ ایک دم رک گئی ساتھ ہی ایک ہولناک پھنکار سنائی دی۔ پھنکار کی جگہ کا اندازہ غلام شاہ کو ہوگیا اور اس نے ایک بار پھر ہونٹوں سے وہی آواز نکالی اور اس کا ہاتھ پیچھے رینگ گیا۔ ٹانگوں پر پڑے ہوئے کھیس کو اس نے انگلیوں کی گرفت میں لیا اور اسے اوپر سرکانے لگا۔ اس کی دوسری آواز کے جواب میں پھنکار پھر سنائی تھی اور غلام شاہ نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے چہرے اور آنکھوں میں اب نیند کا شائبہ بھی نہ تھا۔ کھیس تھوڑا سا اور اوپر سرکا اور اس کے بعد بجلی سی چمک گئی۔ کھیس اوپر کو لپکا اور غلام شاہ کا بدن اچھل کر دھپ سے نیچے فرش پر آ گرا۔ لیکن سیاہ کوڑیالہ سانپ کھیس کی گرفت میں نہیں آیا تھا بلکہ اس کی ضرب سے وہ بھی غلام شاہ سے چند فٹ کے فاصلے پر ہی گرا تھا۔ نیچے گرتے ہی سانپ نے خود کو سنبھالا اور بدن کو لہرا دے کر غلام شاہ پر لپکا۔ غلام شاہ نے ایک پلٹی کھائی اور سانپ کے نشانے کی زد سے نکل گیا لیکن اب وہ سی مینڈک کی طرح کٹے ہوئے پاؤں اور دونوں ہاتھ زمین پر ٹکائے سانپ کو دیکھ رہا تھا۔ سانپ نے بدن سمیٹا اور پھن اٹھالیا چند لمحات ننھی ننھی آنکھوں سے غلام شاہ کو دیکھتا رہا اور پھر اشانک دوبارہ اس پر جھپٹا سانپ نے پھن مارا لیکن اس کا پھن خالی زمین پر لگا۔ غلام شاہ نے وہ جگہ خالی کر دی اور ایک سمت ہوگیا۔ سانپ نے دوسرا حملہ کیا تو وہ دوسری طرف سرک گیا۔ وہ سانپ سے زیادہ پھرتیلا ثابت ہو رہا تھا۔ سانپ نے بھی پینترا بدلا اور اس بار پورے بدن کو اوپر اٹھا کر لہرایا تاکہ مدمقابل اگر جگہ خالی کر لے تب بھی اس کی زد میں آجائے لیکن اس کا اندازہ غلط ثابت ہوا۔ غلام شاہ مینڈک کی طرح اپنی جگہ سے اچھلا اور نیچے آیا تو سانپ کا پھن اس کے چھوڑے پنجے کے شکنجے میں تھا دوسرے لمحے اس نے سانپ کے پھن کو دانتوں میں دبایا اور آن کی آن میں پھن باقی بدن سے جدا ہوگیا۔ اس نے پھن کو زور سے خیمے کے بانس پر دے مارا۔ سانپ کا باقی بدن بری طرح لہریں لے رہا تھا۔ دفعتہً ایک اور آہٹ ہوئی اور غلام شاہ نے قلابازی کھا کر اپنی جگہ خالی کر دی۔ ایک جگہ اٹھتے ہوئے خیمے کے پاس اسے دو جوتے نظر

آئے جو دوسرے لمحے غائب ہوگئے تھے۔ یہ جگہ غلام شاہ کے بستر کے سرہانے کے پاس تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ کوئی وہاں موجود تھا۔ غلام شاہ نے اس بار جو قلابازی کھائی تھی اس سے اس کا بدن ان دو نیزوں سے ٹکرایا جن پر ایک بڑی ڈھال ٹکی ہوئی تھی اور دونوں نیزے کراس کی شکل میں رکھے ہوئے تھے۔ تانبے کی ڈھال کے گرنے سے زوردار آواز پیدا ہوئی تھی اور اس آواز سے برابر کے خیمے میں سویا ہوا اکبر شاہ جاگ گیا تھا۔ دوسرے لمحے اکبر شاہ غلام شاہ کے خیمے کا پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوگیا۔ اندر کا منظر دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں وہ تیزی سے آگے بڑھا تو اچانک اس کو بے سر کا سانپ نظر آیا جو اذیت کے عالم میں بدن رگڑ رہا تھا۔ اکبر شاہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ غلام شاہ نے ایک گہری سانس لے کر بدن کو ڈھیلا چھوڑ دیا تھا۔

''کیا ہوا شیخا یہ کیا ہوا یہ۔ یہ'' اکبر شاہ کے منہ سے آواز نکلی اور غلام شاہ مسکرا دیا۔

''ارے کچھ نا ہیں ہوا۔ یہ اندر گھس آئے رہے۔ مارنا پڑا اسسروا کو۔''

''مگر اس کا پھن؟''

''او کا رہن۔'' او!'' غلام شاہ نے سانپ کے پھن کی طرف اشارہ کیا۔

''مگر یہ آ کہاں سے گیا۔''

''ارے تو کہاں سے آئے رہن، جہاں سے تو آیا وہاں سے اے بھی آئے رہن۔ ہٹو اجا سو جا۔ اے ڈھال گر کے تمو کا بھی جگائے رہن، جا سو جا ہٹوا جا پوت......''

''آؤ شیخا، بستر پر چلو۔'' اکبر شاہ نے آگے بڑھ کر غلام شاہ کو سہارا دیا۔ وہ خود بھی شاندار ورزشی جسم کا مالک تھا۔ مگر غلام شاہ کو بستر پر پہنچاتے ہوئے اس کی موٹی گردن کی رگیں پھول گئی تھیں۔

''تھوڑی دیر تمہارے پاس رکنا چاہتا ہوں شیخا۔''

''ارے تیری کھوپڑیا کھراب ہوئی گئی کا رے۔ کا بات ہے بول؟'' غلام شاہ نے کہا۔

''آخر یہ سانپ کہاں سے آیا؟''

''ہمری ناک سے نکلت رہے راجہ ہلسی رہن ہم۔ کا سمجھا۔'' غلام شاہ ہنس پڑا۔

''دیکھو شیخا میں اب بھی یہی کہوں گا کہ جھولے کی رسی کمزور نہیں تھی اسے کاٹا گیا تھا اور تم بال بال بچے تھے ورنہ دو من وزنی جھولا تمہارے سر پر گرا ہوتا

سب گول رسی کو دیکھ کر ہی کہہ رہے تھے کہ اسے کاٹا گیا تھا وہ کمزور نہیں تھی اور اب یہ سانپ۔''

''ارے اوا کبرا، تو کس پر الجام لگانا چاوے ہے اے وہ سب ہماری اولاد ربن، بچے باپ کو ماریں گے، بات کرت ہے۔ارے جا پوت سون دے ہمکا۔'' غلام شاہ نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

اکبر شاہ تھوڑی دیر تک یونہی کھڑا اسے دیکھتا رہا پھر پاؤں پٹختا ہوا باہر نکل گیا۔ غلام شاہ نے آنکھیں بند کر لی تھیں پھر جب اسے اکبر شاہ کے چلے جانے کا اندازہ ہو گیا تو اس نے آنکھیں کھول کر خیمے کے دروازے کی طرف دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ آہستہ سے بولا ''اکڑ گئے رام بھروسے لعل۔'' پھر آہستہ آہستہ اس کی یہ مسکراہٹ لوٹ گئی۔ اس نے تشویش بھری نظروں سے سانپ کے بے جان بدن کو دیکھا اور اس کی آنکھوں میں دو جوتے گھوم گئے جو اٹھے ہوئے خیمے کے پاس نظر آئے تھے۔ وہ ان جوتوں کے بارے میں سوچتا رہا پھر اس کے منہ سے آہستہ سے نکلا۔''ارے کیون ہے بھائی تو، کا غلطی ہو گئی ہم سے پوت، تم سب کا اولاد کی طرح پالے رہیں بتائے تو دے بھیا کھواہ مکھواہ ہمار جان کا لاگو ہوئے رہے۔ ہم تو سے ناہیں مرے رہیں گے بڑا وہ کھت تک جب تک ہمار آرجو پوری نا ہوے جینا ہے ہمیں بڑا ناہیں تو وہاں جا کر سرمندگی ہو گئی بڑے کے سامنے۔'' غلام شاہ کی آنکھوں کی کوریں بھیگ گئیں۔

کلیم شاہ یاد آ گیا تھا جو اس سے صرف پانچ سال بڑا تھا باپ بچپن میں مر گیا تھا ایک دوسرے کی گردن میں بانہیں ڈالے جوان ہوئے تھے ان کا تعلق ''نٹوں'' کے ایک قبیلے سے تھا خانہ بدوش تھے۔ نگری نگری بازیگری کے کمالات اور شعبدے دکھا کر پیٹ پالتے تھے۔ باپ نے بلندی سے چھلانگ لگائی اور سر کے بل آ گرا۔ بھیجا نکل پڑا تھا مگر اس وقت غلام شاہ ایک سال کا تھا اور کلیم شاہ چھ سال کا۔ باپ کے کرتب کوئی نہ سیکھ سکا تھا۔ بس کلیم شاہ ''تماشے'' پر ضربیں لگا لیتا تھا الٹی سیدھی، البتہ قبیلے والوں نے پورا پورا ساتھ دیا تھا اور بچوں کو باپ کی کمی نہ محسوس ہونے دی تھی۔ سردار ابراہیم نے بانس کا کام سکھایا تھا۔ خلیفہ درویش نے بانگڑی میں ماہر کر دیا تھا۔ سب کے بچے تھے اس لئے جسے جو کچھ آتا تھا اس نے ان بچوں پر نچھاور کر دیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قبیلے کے سب سے زیادہ ہنرمند بن گئے۔ شان ہی دوسری ہو گئی یہاں تک کہ جوانی آ گئی۔ ماں نے بڑے کی شادی کر دی اور گھر میں بھوجائی آ گئی مگر ساس نے بہت جلد بہو کے لئے اپنی جگہ خالی کر دی اور دنیا سے چلی گئی۔ دونوں بھائی اچھی کمائی کر رہے تھے اور زندگی عیش سے گزر رہی تھی۔ کلیم شاہ کے ہاں پہلے اکبر شاہ اور اس کے بعد سونیا پیدا ہوئے۔ کلیم شاہ سے زیادہ غلام شاہ خوش تھا اور گوشت کے ان لوتھڑوں کو سینے میں چھپائے پھرتا تھا۔ ایک دن بھوجائی نے کہا ''ارے گلا مورے تو کا سادی ناہیں کرنی رے۔ ایسے ہی نات نگوڑا پھرتا رہے گا کا۔ لوگ کہیں گے بھوجائی دیورا کی کمائی کھائے جات ہے۔''

''کیوں سسر جبان کھولے گا بھوجائی جبان نکال کر ہتھیلی پانہ ٹکائی دے رہن۔ ہاں۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''پھر بھی بیرا سادی تو کرنی ہے نا!''

''ارے کا کریں گے سادی کر کے بھیانے کر لی بہوت ہے۔''

''ارے سادی کرے گا بچے ہوئنگے کنبہ بڑھے گا!''

''ہے رہے بھوجائی۔ اپنے دو بچے ہی بہوت رہن۔ ہو رہی سونی ارے اوا کبرا آ جائیو آ جار ہے۔'' یہ کہہ کر غلام شاہ دونوں بچوں کو سینے سے لگا لیتا اور بھاوج مسکرا مسکرا کر اسے دیکھتی رہتی۔ مست زندگی تھی۔ میلے ٹھیلے ہوتے تو کمائی بڑھ جاتی۔ میلے نہ ہوتے تو گاؤں دیہاتوں میں نکل جاتے اور تن اور پیٹ کا کام چل جاتا کوئی پریشانی نہیں تھی۔ پھر ایک بڑے شہر میں نمائش لگی اور قبیلہ قافلے کی شکل میں چل پڑا۔ میونسپلٹی سے ڈیرے کی اجازت مل گئی اور قبیلے والے مصروف ہو گئے۔ عورتوں نے ڈم ڈم گاڑیوں، ڈگڈگیوں، سارنگیوں اور گجریوں کے چھابڑے اٹھائے۔ مرد ڈھول تاشے، بانس بکرے اور بندر، کتے سنبھال کر چل پڑے۔ نمائش کے اندر تو جگہ نہیں ملتی تھی وہاں بڑے بڑے سرکس اور دوسرے کھیل تماشوں کے تنبوں لگے ہوئے تھے۔ باہر آزادی تھی اور اچھے خاصے مجمع مل جاتے تھے۔ اس بار نمائش میں انگلش سرکس کی بڑی دھوم تھی۔ سرکس کا مالک کوئی پارسی تھا مگر اس کے ساتھ کئی انگریز بازیگر مرد اور عورتیں بھی تھیں۔ عورتیں نیم عریاں لباس پہن کر پنڈال میں تھرکتیں تو بچے بڑوں کو بتاتے کہ سفید میم معمولی سے کپڑے پہن کر سفید گھوڑے پر کرتب دکھاتی ہے تو بڑے بوڑھے بھی ''سفید گھوڑا'' دیکھنے نکل پڑتے۔ یہ کھیل تماشے عموماً شام اور رات کو ہوتے تھے۔ اس لئے نٹوں کی کمائی دن میں خوب ہو جاتی تھی۔ ایسی ہی ایک شام کلیم شاہ اور غلام شاہ مجمع لگائے کرتب دکھا رہے تھے کہ انگلش سرکس کا پارسی مالک اپنے سفید فام رنگ ماسٹر کے ساتھ ادھر نکل آیا۔ اس کے مطلب کی بات تھی اس لئے وہ بھی مجمع میں شامل ہو گیا۔ غلام شاہ چند رہ فٹ کے تین بانسوں کو بیچ سے باندھ کر انہیں ایک بلند درخت کی سب سے اونچی شاخ پر ٹکائے کسی بیلنس کے بغیر ان پر دوڑ لگا رہا تھا۔ پلک جھپکتے اوپر پلک جھپکتے نیچے۔ پارسی سیٹھ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

غلام شاہ نے دوسرا کرتب دکھایا۔ وہ ایک لمبے بانس کو لے کر دوڑا اور پھر بانس کے سرے پر اوپر اٹھ گیا۔ اب بانس کا ایک سرا زمین پر تھا اور غلام شاہ اس کی نوک پر طرح طرح کے کرتب دکھا رہا تھا۔ بیلنس کا یہ کمال نا قابل یقین تھا۔

''مائی گاڈ۔ تم نے دیکھا مسٹر پیڈرو۔ یہ آدمی جادوگر ہے ہمارے ہاں کوئی یہ کام دکھا سکتا ہے۔''

''یہ کون ہے مسٹر مانجی۔''

''ایسٹرن لوگ ہے، سڑکوں پر تماشے دکھانے والا ہے یہ سچ ہے، مسٹر پیڈرو کہ ایشیا بہترین صلاحیتوں سے مالا مال ہے۔ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ یہاں فن کا قدر نہیں ہوتا ان لوگوں کو پیٹ بھر کر روٹی مل جائے تو یہ یورپ کا بستر گول کر سکتا ہے۔ دیکھو، دیکھو او مائی گاڈ، دیکھو۔'' پارسی سیٹھ مضطربانہ انداز میں بولا۔ غلام شاہ بانس کی نوک پر کود رہا تھا اور لوگ تالیاں بجا رہے تھے۔

''اگر یہ آدمی میرے سرکس کو مل جائے تو میں اسے تربیت دے کر دھوم مچا سکتا ہوں۔'' پارسی سیٹھ بولا۔

''اوہ! یہ جاہل لوگ ہے۔'' پیڈرو نفرت سے بولا۔

''اس کی باڈی دیکھو؟ اگر اسے شاندار لباس پہنا دو تو تم اس کا بٹلر لگے گا مسٹر پیڈرو۔'' مانجی نے یہ بات ازراہ مذاق کہی تھی مگر پیڈرو کے دل کو لگ گئی۔ غلام شاہ کے فن کے بارے میں کچھ نہ کہہ سکتا تھا کیونکہ جو کچھ دیکھ رہا تھا اسے دیکھ کر اپنی آنکھوں کو بھی یقین نہیں آ رہا تھا لیکن وہ دل میں جھلس کر رہ گیا تھا۔ تماشا ختم ہو گیا اور لوگ اٹھنی اور چونی اور روپیہ کلیم شاہ کو دینے لگے جو ایک پیالہ لے کر چکا لگا رہا تھا۔ جب وہ مانجی کے سامنے پہنچا تو مانے نے پیالے میں بہت سارے نوٹ بھر دیئے۔ کلیم شاہ کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

''مالک جیوت اے صاب، بال بچے جیوت رہیں۔'' وہ کانپتا ہوا بولا۔

''کیا نام ہے تمہارا۔''

''کلیم سا، مالک۔''

''اور وہ کون ہے؟''

''گلاموں مائی باپ، گلاموں سا ہے ہمارا چھوٹا بھین۔''

''تم نے یہ کام کہاں سیکھا؟''

''پشتوں کا ترکہ ہے مالک۔ باپ دادا کی سیکھ ہے۔''

''تم نے کبھی انگلش سرکس دیکھی ہے۔''

''ناہیں مالک۔''

''رات کو آؤ۔ لو یہ پرچی رکھ لو گیٹ کیپر کو دکھا دینا وہ تمہیں اندر آنے دے گا۔ آؤ گے۔''

''جرور مالک۔''

''اپنا بھائی کو بھی لاناں۔''

''جرور لاوت ایں مالک۔ مولائے بنائے رکھے۔'' کلیم شاہ نے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا اور مانجی وہاں سے چل پڑا۔

''اس آدمی کو ہر قیمت پر ہمارے ہاتھ لگنا چاہئے پیڈرو۔ میں اسے پارس بنا دوں گا۔'' اس نے کہا۔

''ضرور مسٹر مانجی۔'' پیڈرو نے سرد لہجے میں کہا اور کلیم شاہ کانپتا ہوا غلام شاہ کے پاس پہنچ گیا۔

''ارے دیکھ گلامو۔ ارے دیکھو تو سہی بھین۔ ارے مکدر کھل گئی اے گلامو۔ پوری نماس میں اتنے پیسے ناہیں مل سکت تھے۔ پر مولانے سن لی اے بھین سارے دلدر دور ہو جات رہے۔''

''ہم دیکھ رہے ہے بڑے۔ سب ری مسکل دور ہوئی گئی۔ ارے اب تو بھوجائی کے لئے نئی کپڑے کھریدیں گے ہم۔ بھری سونی اور اکبر چنوا کے گڈے بن جائی رہیں۔ ارے واہ رے مولا۔'' غلام شاہ کی خوشی کا بھی کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

''جانت رہن او کون تھا۔''

''ناہیں بڑی۔''

''انگلش سرکس والا۔ ہمیں سرکس میں بلائی رہے۔''

''کیا۔'' غلام شاہ سانس روک کر بولا۔

''آج ہی رات۔''

''ہمکا بھی لے جائی ہے بڑے۔''

جب وہ دونوں سرکس پہنچے تو انگلش سرکس گیٹ کیپر نے ان دونوں کو سب سے آگے لے جا کر بٹھایا تھا اور وہ سحر زدہ سے بیٹھ گئے تھے۔ سرکس شروع ہو گیا دونوں بڑی دلچسپی سے اسے دیکھ رہے تھے۔ ساتھ ہی تبصرے جاری تھے۔ غلام شاہ کہہ رہا تھا۔

''دھت تیرے کی۔ ای سب تو ہم کرلئی ہے۔ ای کا مسکل رہے۔''

''ہاں رے۔ یہی کام بڑے رہیں۔'' وہ نہیں جانتے تھے کہ مانجی سیٹھ ان کے بالکل پیچھے بیٹھا ان کی باتیں سن رہا ہے۔ سرکس ختم ہوا تو اس کے عقب سے ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

''تمہارا خیال ہے تم جھولوں پر اور دوسری چیزوں پر یہ کام دکھا سکتے ہو۔''

''ارے مالک تم ہاں مائی باپ۔ یہ سر بچے اپنی اے مانو کوئی مسکل کام نا ہیں رہے۔''

''اس طرح کھیل تماشے دکھا کر تم کتنے پیسے کما لیتے ہو۔''

''بس مالک مولا کا کرم رہے۔ پیٹ بھر جات ہے۔''

''میں اس سرکس کا مالک ہوں۔ اگر تم چاہو تو میرے پاس کام کر سکتے ہو، تمہیں اور تمہارے سارے گھر والوں کو دنیا کی ہر چیز دوں گا۔ ایک ایک ہزار روپے تنخواہ ہوگی۔ تمہارا کھانا، کپڑا اور ضرورت کی ہر چیز تمہارے گھر والوں کو مفت ملے گی۔ پھر ہم لوگ دنیا کے ہر ملک میں جاتے ہیں تم اور تمہارے بچے عیش کریں گے بولو منظور ہے۔''

''بڑا۔ بڑا بولے گا مالک۔'' غلام شاہ ہانپتا کانپتا ہوا بولا۔

''تو ہی بول بڑوا۔'' کلیم شاہ نے کہا۔

''نا بڑے۔ میری طبیعت تو کھراب ہوئی رہے۔''

''اور کا چاہئے مالک، ہم تمرے گلام۔ مالک ہم تمرے کھادم۔'' کلیم شاہ نے اپنے سنہرے مستقبل کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''کل گیارہ بجے آ جاؤ۔ میں تمہارا انتظار کروں گا۔''

''آ جائیں گے مالک۔ جرور آ جائیں گے۔'' واپس میں ان کے ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے تھے۔

''او سر نے دارو تو نا ہیں پی رکھی تھی کا۔''

''نا رے گلامو، مکدت چیت رہیں۔ مولا نے چھپر پھاڑ دین ہے۔'' کلیم شاہ مسرور لہجے میں بولا۔

رات کو دونوں بھائی ایک دوسرے کو پکارت رہے۔

''ارے او گلامو، سوئی رہے رہے۔''

''نا بڑے۔ جاگ رہنا۔''

''ارے ای مرگا سسر کا مرگئی رہے۔ بولت ہی نا ہیں۔ پوری رات گجر گئی رہے۔''

''نا ہیں بڑے۔ آج رات۔ جرا لمبی رہے۔''

❁❁❁

دوسرے دن صبح سے وہ بوکھلائے بوکھلائے پھرتے رہے۔ صبح نو بجے ہی وہ انگلش سرکس کے آس پاس چکر لگانے لگے تھے۔ پھر ایک گھڑی والے بابو سے وقت پوچھ کر دونوں سرکس میں داخل ہو گئے۔ سرکس کے فنکار مشق کر رہے تھے اور مانجی ان کے درمیان پیڈرو کے ساتھ کھڑا یہ مشق دیکھ رہا تھا۔ اس کی نگاہ ان دونوں پر پڑ گئی اور اس نے ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ ''آ گیا تم لوگ۔ آؤ، آؤ۔'' وہ پیڈرو کو چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ ''یہ مشق دیکھو اور بتاؤ تم اس میں سے کون سا کرتب آسانی سے کر سکتے ہو۔'' دونوں خاموشی سے ان لوگوں کی مشق دیکھتے رہے۔ پیڈرو کی آنکھوں میں آگ سلگ رہی تھی۔ کچھ دیر گزر گئی تب مانجی نے پوچھا۔

''ہاں بھئی کیسا لگا یہ سب تم لوگ کو۔''

''برا نا مانتا مالک۔ ای سب کھیل تماسا تو بچے کر لیتے ہیں۔ او تمرا جھولا نا ہیں رے۔ ہم او کا پر سے دس چھلانگ لگا سکت ہیں کہو تو کر کے دکھائی رے۔'' کلیم شاہ نے کہا۔

''ضرور کر کے دکھاؤ۔''

''حکم مالک۔ ارے چھوٹے پڑھ لئی۔ بسم اللہ۔''

کلیم شاہ نے کہا اور مانجی کے اشارے پر لوگ جھولے سے اتر گئے۔ غلام شاہ اور کلیم شاہ مختلف سمتوں سے جھولے پر چڑھ گئے تھے۔ پچاس فٹ کی بلندی پر لٹکے ہوئے جھولوں پر دونوں جا کھڑے ہوئے۔ نیچے جال تنا ہوا تھا۔ مانجی گردن اٹھائے اوپر دیکھ رہا تھا۔ سرکس میں۔ ''ٹریپنر'' کا ماہر ایک ہی شخص تھا اور اس کا تعلق یورپ سے تھا۔ یہ شخص جھولے سے خلا میں تین قلابازیاں کھا کر دوسرے جھولے پر جاتا تھا اور یہ کھیل سرکس کا سب سے خطرناک کھیل سمجھا جاتا تھا۔ اس کی وجہ سے ''کاسٹر'' کی بہت عزت کی جاتی تھی۔ مانجی نے دوسرے کئی لوگوں کو ٹرائی کیا تھا لیکن صرف ایک لڑکا اور چھلانگیں لگا سکا تھا اور بعد میں گر گیا تھا جال کے باوجود اس کا بازو ٹوٹ گیا تھا پیڈرو کاسٹر کے پاس جا کھڑا ہوا۔

''انہیں کا تذکرہ کیا تھا میں نے تم سے۔''

''میں سمجھ گیا۔ لیکن یہ دونوں ہیں کیا چیز۔''

''دیکھو۔ دیکھو او مائی گاڈ۔'' پیڈرو نے کاسٹر کا بازو پکڑ لیا۔ کلیم شاہ نے پہلے ہی مرحلے پر ان لوگوں کو ششدر کر دیا تھا۔ اس نے پہلے جھولے کو زور سے دور پھینکا اور پھر اسٹینڈ سے چھلانگ لگا کر اسے پکڑا اور دوسری طرف پہنچ گیا۔ ادھر غلام شاہ نے بھی یہی کیا تھا۔ پھر دونوں نے دوبارہ اپنی جگہ چھوڑ دی اور تلے اوپر انداز میں جھولنے لگے۔ پھر غلام شاہ نے جھولا پھینکا اور کلیم شاہ نے جھولے کے قریب پہنچنے سے پہلے اسٹینڈ کو چھوڑ دیا۔ اس نے

چھ چلابازیاں کھائیں اور جھولے کو پکڑ کر دوسری طرف پہنچ گیا۔ اس نے ابھی اسٹینڈ پر قدم نہیں رکھے تھے کہ غلام شاہ نے اپنی جگہ چھوڑ کر آٹھ قلابازیاں کھائیں اور پھر کلیم شاہ کے پھینکے ہوئے جھولے کو پکڑا۔ مانجی ہی نہیں دوسرے لوگوں کے حلق سے بھی آوازیں نکل رہی تھیں۔ وہ دونوں بندروں سے زیادہ پھرتی کا مظاہرہ کر رہے تھے اور وہاں موجود لوگ سانس لینا بھول گئے تھے۔ ان کا انداز اس قدر مکمل تھا جیسے انہوں نے انہیں جھولوں پر زندگی گزاری ہو۔ وہ خلا میں اڑنا جانتے ہوں۔ پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ جھولا کتنے فاصلے پر ہے اور کوئی چوک بھی ہو سکتی ہے۔

پھر مانجی نے تالیاں بجائیں اور انہیں نیچے اترنے کے لئے کہا۔

''تم دونوں کو ملازم رکھ لیا گیا۔'' مانجی نے کہا۔

''ارے ابھی سے مالک۔ ابھی ہم کرت کا ہے۔ تم دیکھو تو مالک بہوت سے کھیل آت ہیں ہم کا۔''

''بس اتنا کافی ہے...... سنو۔'' مانجی ان لوگوں کو آئندہ کے بارے میں بتانے لگا۔

''اس کا نتیجہ جانتے ہو کاسٹر۔'' پیڈرو نے آہستہ سے کہا۔

''اندازہ لگا رہا ہوں۔'' کاسٹر نے کہا۔

''لیکن میں اندازہ لگا چکا ہوں۔'' پیڈرو بولا۔

''کیا کر سکتے ہیں ہم۔''

''اپنی ہی نہیں دوسروں کی بھی نوکریاں بچاؤ۔''

''مگر کیسے۔''

''میں بتا سکتا ہوں۔'' پیڈروں نے کہا اور کاسٹر کو آہستہ آہستہ کچھ سمجھانے لگا۔

ادھر کلیم شاہ اور غلام شاہ کے سانس پھولے ہوئے تھے۔ مانجی نے انہیں ایک ایک ماہ کی تنخواہ ایڈوانس میں دے دی اور دوسرے دن اپنے خاندان کے ساتھ سرکس میں آ جانے کے لئے کہا تھا۔ دونوں دیوانوں کی طرح ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈالے باہر نکلے تھے۔ غلام شاہ تو راستے سے ہی بھاگ گیا تھا اور کلیم شاہ گھر پہنچ گیا تھا۔ نمائش میں دو کانیں دیر سے کھلتی تھیں اور غلام شاہ ان دکانوں کے گرد چکرا تا رہا تھا۔ پھر وہ نہ جانے کیا کیا خرید کر گھر پہنچا تھا۔ شام کو شاہ مدار کی نیاز بھی دلوائی گئی تھی اور رات کو نہ جانے کب تک دونوں بے تکی باتیں کرتے رہے تھے۔ آدھی رات کا وقت تھا جب اچانک ان کا خیمہ مشعل بن گیا کسی کی آنکھ نہیں کھلی تھی سوائے غلام شاہ کے اس کو اپنا سر اس طرح چکراتا ہوا محسوس ہو رہا تھا جیسے نہ جانے کتنی دارو

پی لی ہو۔ پھر بھی اس آگ کو محسوس کر کے بری طرح چیخا اور اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔ غالباً انہیں کسی خواب آور گیس سے بے ہوش کیا گیا تھا۔ وہ اٹھا تو اچانک ایک تیز دھار کلہاڑی اس کے پیروں پر پڑی اور اس کا ایک پاؤں گھٹنے کے پاس سے الگ ہو گیا۔ ایک دلخراش چیخ کے ساتھ وہ پلٹا ہی تھا کہ دوسرا وار ہوا اور اس نے وار کرنے والے کو دیکھ لیا تھا یہ وہی تھا جسے سرکس کے مالک نے پیڈرو کہہ کر مخاطب کیا تھا۔

''اری۔ اری اوا ے بھا...... بھا۔'' اس کے منہ سے اتنا ہی نکل سکا تھا اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

پھر نہ جانے کیا کیا ہوا تھا اسے اسپتال میں ہوش آیا تھا یا اس کی دماغی حالت بہتر ہوئی تھی ایک نرس کو دیکھ کر اس نے کہا۔

''ارے اوری بہنیا ای کون سی جگہ ہے رہے۔''

''خاموش لیٹے رہو ورنہ ڈاکٹر صاحب انجکشن لگا دیں گے۔'' نرس نے ڈانٹ کر کہا۔

''ارے کا ہے لگا دیں گے۔ انجن سن۔'' وہ بگڑ کر اٹھا مگر ایک طرف لڑھک گیا تب اس نے اپنے پیروں کو دیکھا۔ گھٹنوں کے بعد کچھ نہیں تھا۔ اس کے حلق سے دلخراش چیخ نکل گئی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔ ''اے کا ہو گئے رے بہنیا۔ ارے کا ہوئے گئے رہے۔'' روتے روتے اسے کلیم شاہ کا خیال آیا اور وہ خاموش ہو گیا۔

''بڈا۔ ہمارا بڈا کدر ہے۔''

بعد میں اسے سب کچھ معلوم ہو گیا کلیم شاہ مر گیا تھا وہ اسپتال میں تھا نمائش ختم ہو گئی تھی ڈیرے والے ابھی یہیں آباد تھے۔ بھوجائی بھی جل گئی تھی مگر وہ ٹھیک ہو گئی۔ بچے محفوظ تھے۔

''اوہ سسر پڈڑا۔ ناہیں پڈرو۔ او سسر سب کو چھ کرن۔ او سسر، ارے نا چھوڑے کوئے'' بھین کی کسم نا چھوڑے رے تو کا۔'' بھاوج کا چہرہ جل گیا تھا۔ اس کا دل جل گیا تھا اور اس دل جلے کے ساتھ وہ زیادہ دن تک نہ جی سکی۔ سونیا اور اکبر شاہ اس کی ذمہ داری بن بن گئے تھے۔ ڈیرے والوں نے مشورے دیئے۔

''یہ تو بھیک مانگ لیا گلام شاہ۔'' غلام شاہ کی آنکھیں کبوتر کے خون کی طرح سرخ ہو گئیں۔ مگر مشورہ دینے والے کو گھورنے کے علاوہ اس نے اور کچھ نہ کہا تھا۔ پھر ڈیرے والوں نے اسے عجیب عجیب حرکتیں کرتے ہوئے دیکھا وہ جہاں بھی جاتے غلام شاہ کوئی ویرانہ تلاش کر لیتا۔ سونی اور اکبر اس کے ساتھ ہوتے اور وہ کرتبوں کی مشق کرتا رہتا۔ وہ اس قسم کے کرتبوں پر زور دے رہا تھا جن پر پاؤں کا استعمال نہ ہو اور یہ ایک نئی چیز تھی ہاتھوں اور کٹے ہوئے پیروں کو مینڈک کی طرح زمین پر ٹکا کر وہ اتنی لمبی چھلانگ لگا تا کہ دیکھنے والوں کو یقین کرنا مشکل ہوتا۔ اس کا بدن فولاد ہو گیا تھا لوہے

کے بڑے بڑے حلقے فضا میں اچھالے جاتے اور وہ مختلف سمتوں سے پھینکتے ہوئے حلقوں سے گزر جاتا۔
ریاست ٹونک کے نواب صاحب نے اس کے کمالات دیکھے اور ششدر رہ گئے۔ انسانی عزم کی یہ انتہا دیکھ کر وہ بہت متاثر ہوئے تھے انہوں نے غلام شاہ سے کہا۔

''میں تمہارے لئے وہ سب کچھ کرنا چاہتا ہوں جو تمہاری آرزو ہے۔''

''کروگے مالک؟''

''وعدہ کرتا ہوں''

''ہم کا ایک تنبو بنوائے دو۔''

نواب صاحب نے وعدہ پورا کیا نہ صرف تنبوں بلکہ جو کچھ غلام شاہ نے مانگا نواب صاحب نے اسے دیا اور غلام شاہ نہال ہوگیا۔ ڈیرے کے جن لوگوں نے اس سے تعاون کرنا چاہا اس نے انہیں اپنے ساتھ شامل کرلیا اور غلام شاہ خانہ بدوشوں کے قبیلے سے الگ ہوگیا۔ اس کا الگ قبیلہ بن گیا تھا اور اب وہ شہر شہر تنبو لگا کر تماشے دکھاتا تھا۔ تنبو بڑے ہوتے گئے پھیلتے گئے کارکنوں کے بچے بڑے ہوئے ایک سے ایک شاندار تھا وقت کی جدتیں اپنائی گئیں اور سب کچھ مل گیا۔ شیر، چیتے، ہاتھی، گھوڑے ایک بہترین سرکس بن چکا تھا۔ غلام شاہ اب اس کا مالک تھا۔
سرکس اس کا کنبہ تھا۔ دولت کی ریل پیل تھی کسی شے کی کمی نہیں تھی۔ تمام کے تمام وہ لوگ تھے جو وہیں پل بڑھ کر جوان ہوئے تھے۔ ہر ایک کو ضرورت کے مطابق تربیت دی گئی تھی۔ اکبر شاہ رنگ ماسٹر تھا۔ سونیا جھولے کی ماہر تھی۔ حسن و جوانی کی دولت سے مالا مال۔ جسمانی طور پر اس قدر دلکش کہ سرکس میں زیادہ رش اس کی وجہ سے ہوتا تھا۔ بے شمار لڑکیاں لڑکے۔
غلام شاہ نے گہری سانس لی اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔ اکبر شاہ کو اس نے ڈانٹ کر بھگا دیا تھا مگر خود اس کے چہرے پر سوچ کے آثار تھے۔
''خون ہے وہ۔ کیوں'' ایک بار پھر وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔
''ہم تو تم سب کو اولاد جانت ہیں۔ کا غلطی ہوگئی۔'' اسے اکبر شاہ کی بات پر بھی یقین تھا۔ جھولے کی رسی کاٹی گئی تھی اور وہ اس وقت اس جھولے کے نیچے وہیل چیئر پر بیٹھا ہوا تھا۔ بال بال بچا تھا مگر اس نے جان بوجھ کر بات ٹال دی تھی اور اب وہ سانپ......؟ سرکس اس وقت ایک چھوٹے سے قصبے میں لگا ہوا تھا۔

❁❁❁

دوسری صبح ناشتے سے فارغ ہوا تھا کہ اکبر شاہ جمالو کے ساتھ اندر آ گیا۔ جمالو سرکس میں سانپوں کے کمالات دکھاتا تھا۔ اس کے پاس سولہ سانپ تھے جنہیں وہ بدن پر لپیٹ لیتا تھا۔ اس کا چہرہ فق ہو رہا تھا۔

''گن لو شیخا۔ سب گن لو پورے سولہ کے سولہ ہیں ایک بھی کم نہیں ہوا اور شیخا کوئی سوچنے کی بات ہے۔ باپ ہو تم ہمارے۔ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ ہم'' جمالو رو پڑا۔

''ارے رے رے۔ کا ہوئی گوا، بھوا۔ ارے او اکبرا......!''

''پتہ چلنا ضروری ہے شیخا کہ سانپ کہاں سے آیا۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''ارے یہ سانپ کہاں سے چڑھ گیا تو ہارکھو پڑیا پر۔ منع کر دیا تھا رات میں تو کا۔ تو جا جمالوا ای سسر تو۔ ارے تو ہماری بات نا مانیں رے اکبرا۔''

''پتہ چلائے بغیر نا ئیں مانوں گا شیخا۔ یہ نظر انداز کرنے کی بات ہے؟ معاف کرنا شیخا تمہاری یہ بات میں نہیں مانوں گا۔'' اکبر شاہ بھاری قدموں سے باہر نکل گیا۔

''جملوا بھوا۔ اس سسر کی بات کا برا نا ہیں ماننا پگلا ہے یہ تو۔ جا تو جا کام کر اپنا۔'' جمالو باہر نکل گیا تھا۔

دن کے بارہ بجے تھے۔ غلام شاہ رنگ میں وہیل چیئر پر بیٹھا مشقیں دیکھ رہا تھا۔ سونیا جھولے پر بہترین کمالات دکھا رہی تھی اور غلام شاہ کی آنکھوں میں فخر کے آثار تھے کہ اکبر شاہ آتا نظر آیا۔ اس کے پیچھے دو سپیرے تھے جو جھولیاں لٹکائے ہوئے تھے۔ سرکس کے چار جوان ان کے پیچھے تھے اور سپیرے پریشان تھے مشق کرنے والے رک کر ان لوگوں کو دیکھنے لگے۔ غلام شاہ کی تیوریاں چڑھ گئی تھیں۔

''شیخا۔ سانپ ان لوگوں سے خریدا گیا تھا۔ پانچ سو روپے دیئے گئے تھے انہیں۔ سانپ زہر سے بھرا ہوا تھا۔ یہ ان دونوں نے اعتراف کیا ہے۔''

''کون کھریدا رے......؟ غلام شاہ نے پوچھا۔

''یہ اسے شکل سے پہچانیں گے۔ تم اجازت دو شیخا ایک ایک کو ان کے سامنے لایا جائے گا۔ میں شناخت کرائے بغیر نہ رہوں گا۔'' اکبر شاہ کرخت لہجے میں بولا۔

''اکبرا......'' غلام شاہ مسرور لہجے میں بولا۔ ''رات سے اب تک ہم کتنی بار تو کا منع کری رے؟''

''مگر شیخا......؟''

''تو کا سرم رہے کچھ۔ جو بات ہم منع کری اور تو کرت ہے ہمار بات کا کوئی وجن نا رہے کا۔''

''شیخا میری بات سنو۔ ہم یں پتہ تو چلنا چاہیئے۔''

''ارے جرا جوتی تو لاؤ رے۔ بہت بتیاں بتائے رہے ہم ای کا۔ ارے او بھاگو ادھر سے۔ ارے جات ہو کہ ناہیں۔'' غلام شاہ نے سپیروں سے کہا اور وہ موقع غنیمت جان کر ایسے دوڑے کے پلٹ کر نہیں دیکھا۔

''جو رے اپنا کام کرو...... اکبرا تو کا ہم دیکھ لئی۔''

غلام شاہ بنا راض ہوتا رہا، اکبر شاہ پاؤں پٹختا وہاں سے چلا گیا۔ غلام شاہ پھر مشقیں دیکھنے میں مصروف ہو گیا اور دوسرے لوگ اپنا کام کرنے لگے۔

دوپہر کے کھانے کے بعد سونیا ایک خوبصورت لباس پہنے غلام شاہ کے خیمے میں داخل ہوئی۔ دودھ جیسے رنگ کے چہرے پر سرخ سمندر رواں دواں تھا۔ حسین تراش کے بالوں کے گچھے جھول رہے تھے۔ بڑی بڑی پرکشش آنکھوں پر پلکوں کی جھالریں تھیں۔ ایسا روپ نکالا تھا اس نے کہ دیکھنے والے دل پکڑ کر رہ جاتے تھے۔

''ہیلو انکل...... !'' وہ مسکراتی ہوئی آگے بڑھ آئی اور غلام شاہ چونک پڑا۔ اس نے گھور کر سونیا کو دیکھا اور غصیلے لہجے میں بولا۔

''آؤ۔ آؤ انکل کی کھلکھتی۔ او میم صاب جی کسوانگریج بابو کی لے پالک بن جائی ریواو کا ساتھ گٹپاؤ۔ ارے تم دونوں بھائی کا ہمار دماگ کھراب کر کے مانو گے رہے۔'

''چاچا جانی۔'' سونیا نے غلام شاہ کی گردن میں بانہیں ڈال دیں۔

''نہ جبان دکھے ہے چاچا کہتے ہوئے۔ کہو کیسے ناجل ہوئیں؟''

''یہ اکبر بھیا کا منہ کیوں پھولا ہوا ہے؟''

''گلگلے رکھ چھوڑے ہوں گے سسرنے گالا میں۔ ہمکا کا معلوم؟''

''وہ کہتا ہے تمہارے اوپر دو جملے ہوئے اور تم انہیں سیریس نہیں لے رہے۔ اگر ایسا ہے چاچا جی۔''

''اور ہم سسر جیسے جندگی بھر تالیاں بجا کر اور کو بے منکا کر روجی کمات رہن کو تو آسانی سے ہمیں مار جات ایں۔''

''مگر چاچا جی......''

''دیکھو ری سونی۔ اس سرکس ماں جتنے سسرے ہیں سب ہمارے اپنے ہیں۔ ایک ایک کو جانت رہیں ہم۔ سب کے مجاج سمجھت ہیں سب کے پھیلے کھود کریں ہیں اندھے ناہیں ہم۔ کوئی پھکر نہ کرے باہر کی بات ہوتی تو منع نہ کرتے۔ پر تو کھود سوچ۔ ناری نا۔ کچھ نا ہو گا ہمکا سب آرام کرو۔''

''ہوں؟ ٹھیک ہے چاچا۔ میں اکبر کو سمجھا دوں گی۔''

''تو کا ہے سمجھائے گی ری۔ پھر وہی بکرے کی تین ٹانگ۔ تو کون ہوت او کا سمجھانے واری۔''

''چاچا میں نے ایک نیا آئٹم تیار کیا ہے۔ کل تمہیں اس کی مشکل دکھاؤں گی۔''

''ایٹم بم تیار کرا تو ہمار کھوپڑیا پہ مار دیت سسرا کو۔ مگج گھما کر رکھ دیا ہے سسرانے۔'' غلام شاہ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ سونیا دیر تک لاڈ کرتی رہی اور غلام شاہ سے برا بھلا سنتی رہی پھر وہ ہنستی ہوئی چلی گئی۔

❁❁❁

شام کو تیاریاں شروع ہو گئیں۔ ٹکٹوں کے اسٹال سج گئے۔ مچان پر جوکر پہنچ گئے۔ اناؤنسر نے اپنا کام شروع کر دیا۔ اکبر شاہ رنگ کا جائزہ لے رہا تھا۔ جھولوں کی چیکنگ ہو گئی تھی۔ جانوروں کا مزاج دیکھا جا رہا تھا۔ ڈریسنگ روم میں ڈریس تیار کئے جا رہے تھے۔ وقت پر لگا کراڑ گیا۔ پنڈال کھچا کھچ بھر گیا اور غلام شاہ ایک مخصوص جگہ سے ایک ایک چیز کا جائزہ لیتا رہا۔ اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ سرکس شروع ہو گیا۔ تمام فنکار اپنے اپنے وقت پر اپنا پروگرام پیش کرنے لگے۔ پھر چنکو منکو نے اپنا آئٹم پیش کیا۔ دونوں بونے تھے اور جڑواں بھائی تھے۔ دونوں کا قد ملا کر ساڑھے پانچ فٹ بنتا تھا۔ منکو نے چنکو کو کندھے پر بٹھایا ہوا تھا اور ایک خاص لباس پہنا ہوا تھا۔ دیکھنے والوں کو صرف چنکو نظر آیا جو خوفزدہ ہو کر بھاگ رہا تھا۔ پھر ماسٹر ایاز تو خوفناک شکل بنائے ہوئے ہاتھ میں ننگی تلوار لئے دوڑتا نظر آیا اور چنکو نے اس کے وار روکنے کے لئے قلابازیاں کھانا شروع کر دیں۔ کمال کا آئٹم تھا۔ دیکھنے والے سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ وہ دو ہوں گے۔ ایک جگہ تلوار کا وار کاری ہوا اور چنکو دو ٹکڑے ہو گیا۔ مصنوعی خون بہا اور دیکھنے والوں کی چیخیں نکل گئیں۔ دونوں ٹکڑے الگ الگ پڑے ہوئے تھے اور ایاز ان کے درمیان فتح کا ناچ ناچ رہا تھا۔ پھر اچانک دونوں ٹکڑے اٹھ کھڑے ہوئے اور بھوت بن کر ماسٹر ایاز پر حملے کرنے لگے۔ ایسے ایسے مناظر پیش کئے گئے کہ دیکھنے والے دنگ رہ گئے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آدھے انسان کیسے بھاگ رہے ہیں۔ غلام شاہ بھی مسکرا رہا تھا۔ مگر پھر اچانک اس کی مسکراہٹ سکڑ گئی وہ کسی سوچ میں گم ہو گیا تھا۔

❁❁❁

دوسرے دن صبح معمول کے مطابق تھی۔ غلام شاہ نے ایاز کو بلایا اور ماسٹر ایاز مؤدبانہ انداز میں اس کے سامنے آ گیا...... جی شیخا۔''

''ارے کا ہے رہے ایاج۔ تورا سکار کا سو کر ختم ہوئی گئی رہے؟ تا جی مچھلی کھائے بڑی دن ہوئے گئے۔''

''جی شیخا۔ بس فرصت کہاں ملتی ہے۔''

''آرے بٹوا ایک نہر ہے یہاں۔چلیں گا۔''

''کوئی حرج تو نہیں ہو گا شیخا۔''

''نا رے! ہم دونن ہی چلی ہے۔دوپہر تک واپس آ جائی ہے۔پر کسی کو بتانا نہیں۔کھاموشی سے نکل چلی ہے۔تو اپنا سامان کھاموشی سے جیپ میں رکھ لینا۔''

''جو حکم شیخا......'' ماسٹر ایاز نے کہا اور چلا گیا۔غلام شاہ خود بھی تیار ہو گیا جاتے ہوئے اس نے کہا کہ ایک ضروری کام سے جا رہا ہے۔اس سے زیادہ اس نے کسی کو کچھ نہیں بتایا تھا۔ماسٹر ایاز نے مچھلی پکڑنے کا تمام سامان جیپ میں رکھ دیا تھا۔وہ خود ہی اسٹیئرنگ پر تھا اور غلام شاہ اسے راستہ بتاتا جا رہا تھا۔سرکس کی جگہ سے کوئی چھ میل دور ایک پرفضا علاقے میں واقعی نہر نظر آ رہی تھی۔غلام شاہ کے اشارے پر ایاز نے جیپ روک دی اور پھر غلام شاہ کو سہارا دے کر نیچے اتارا۔

''تا جی مچھلی کی بات ہی کچھ اور رہن ایاج۔لاڈور اور بنسی تو گھوم پھر لے اگر جی جات تو......! اور ہاں سن گاڑی ادھر سے ہٹا کر کھڑی کر دیں۔''

''جی!'' ایاز نے جواب دیا اور ڈور بنسی اور دوسری چیزیں غلام شاہ کو دے دیں۔غلام شاہ اطمینان سے کانٹے میں چارہ لگا رہا تھا۔جیپ اسٹارٹ ہو کر وہاں سے آگے بڑھ گئی۔غلام شاہ نہر پر نظر جما کو بیٹھ گیا تھا۔کافی دیر گزر گئی پھر ایک مچھلی پھنس گئی اور غلام شاہ نے اسے مہارت سے نکال لیا۔ایاز کچھ فاصلے سے غلام شاہ کو دیکھ رہا تھا۔

''ہو رے ایاج......آ جا آ گئی سسریا۔'' اور ایاز نے آگے بڑھ کر مچھلی تحویل میں لے لی۔

''بہت بڑی مچھلی ماری ہے شیخا۔'' ایاز نے کہا۔

''ارے نا ہیں بٹوا۔ہم اس سے بھی بڑی مچھلی کو سکار کرنے ادھر آت رہیں بٹوا۔'' غلام شاہ نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

''یہ......یہ مچھلی بھی کافی بڑی ہے شیخا۔'' ایاز کسی قدر گھبرا گیا اور غلام شاہ پھٹ پڑا۔

پھول گئی سانس رے۔ارے اور کتنا وکھت دیویں تجھے اے سسروا۔جیپ تیرے حوالے کر دین کہ ہمیں ڈھکیل دے کہیں۔اکیلا چھوڑ دیں تجھے کہ جو ہتھیار چات ساتھ لے لیں۔الگ بھیج دیت تو کا کہ دور سے حملہ کرنا چاہے تو پریسانی نہ ہو۔گردن جھکا کر بیٹھ گئے کہ دکھا دینا چاہے تو نہیں میں ڈھکیل دیوے۔ارے اور کا کریں کا کھود ہی گردن کاٹ کے رکھ دیں تیری سامنے۔'' غلام شاہ پھٹ پڑا اور پھر اس نے اچھل کر مینڈک جیسی پوزیشن اختیار کر لی اور اسے گھورتا ہوا بولا۔'' مار ہمیں نا تو تو را ٹینٹوا چبا کر ادھر ہی نہر میں پھینک جاویں گے۔ہاں۔چل حملہ کر سامنے سے بے سرم مردوں کی طرح

نا ہیں تو واپس نہ جاوے گا دوبارہ سرکس ماں۔''

ایاز کے پورے بدن میں تھرتھری پڑ گئی تھی۔خوف سے اس کی آنکھیں چڑھنے لگی تھیں۔وہ بمشکل تمام خود کو پکڑ کر گرنے سے بچا رہا تھا اور غلام شاہ خونی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''جھولے کی رسی کاٹ ہے تو۔سپیرا سے سانپ خرید کر پھینک رہے ہم پر۔کا ہے رے۔کا جرورت آ گئی تو ہمارے مرنے کی سسروا۔ابھی بڑا کام کرنا ہے ہمیں۔بڑے کا بدلہ لینا ہے ہمکا اس پڈروا سے۔نا تو مرجاتے تیری کھوسی کے لئے تیرے ہاتھوں۔اسے سن جھوٹ نا ہیں سنیں گے کھدا کسم جان سے مار ڈی ہے تو کا۔مار سکت ہے تو مار،اکیلے میں کسو کو پتہ بھی نا ہیں چلے گا۔اپاہج ہی تو کا مسکل نہ ہوگی۔نا مار سکت ہے تو بول کا مسکل پڑی ہے تجھے۔جبان کھول دے ورنہ مرجات ہمارے ہاتھوں۔جلدی کر۔جلدی کر۔''غلام شاہ کی آواز میں درندگی پیدا ہوتی جا رہی تھی اور ماسٹر ایاز کے پیروں کی جان نکلتی جا رہی تھی۔

غلام شاہ کا چہرہ خون میں ڈوبا محسوس ہوتا تھا۔اس کی آنکھوں کا رنگ بھی گہرا سرخ ہو گیا تھا۔دفعتہً غلام شاہ مینڈک کی طرح اچھلا اور ماسٹر ایاز پر جا پڑا۔اس نے ایاز کو بری طرح دبوچ لیا اور ماسٹر ایاز کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکل گئی۔

''کچھا کھائی جائی ہے تو ہار۔کھون پی جائی ہے تو ہار۔بول دے۔سچ بول دے۔کا ہے کرت ایسا۔بول دے آکھری بار۔کہتا ہوں رے۔سچ بول دے۔''

''چھوڑ دے شیغا۔بتاتا ہوں چھوڑ دے۔''ایاز کے حلق سے بمشکل آواز نکل رہی تھی۔

''بول بتا۔''

''سانولی۔سانولی۔میں اسے پیار کرتا ہوں شیغا،میں اس کے بغیر جینا نہیں چاہتا۔''

''ایں!''غلام شاہ کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔

''ہاں شیغا۔تو فیصلہ کر کے یہاں سے جائے گا۔میں نے تجھے دوبارہ مارنے کی کوشش کی ہے۔ناکام رہا،پوری بات تجھے بتا دوں گا اس کے بعد شیغا تو مجھے مار دینا۔دیکھ شیغا قسم کھاتا ہوں اپنی ماں کی۔تو نے اگر مجھے زندہ چھوڑ دیا تو تیسری بار میں تجھے ضرور مار دوں گا۔شیغا اس بار میں تجھے ضرور مار دوں گا۔''

''ارے کا بکتا ہے سسرے،تو پیار سانولی سے کرے ہے اور جان ہماری لینا چاہتا ہے۔ارے تو نے ہمار کھوپڑیاں نچائے دی رے۔جرا اور کچھ بتا۔

کھل کر بات کر رے۔''

''شیخا میں اسے بہت پیار کرتا ہوں۔''

''ارے سسرے اس میں ہمرا کسور کا ہے بھائی۔''

غلام شاہ اب اسے چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا تھا۔

''تو نے شیخا۔ تم نے شیخا پابندی لگا دی ہے تمہارا حکم ہے کہ سرکس کا کوئی لڑکا کسی لڑکی کو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے۔ تم نے سزا بھی بتا دی ہے شیخا۔ اس لئے ہم دونوں شادی بھی نہیں کر سکتے۔''

''دونوں۔'' غلام شاہ بے وقوفوں کی طرح بولا۔

''ہاں شیخا۔ ہم دونوں شادی کرنا چاہتے ہیں۔''

''ارے حرام خور تو اس واسطے ہمارے پیچھے لگ گیا رے۔''

''ہاں شیخا۔ یہی بات تھی۔ صرف اسی واسطے۔''

''ارے اب کا کہیں تو کا۔ چر کٹے نے سارا کسہ ہی ٹھنڈا کر دیا۔ ہنسی آ رہی ہے ہمکا۔ پیار کرت ہے خود اور مارے ہم اپاہج کو ہے رے۔ ارے بھائی ڈر گئے تو سے ہم ماں کسم ڈر گئے تو سے۔ ایک بات تو بتا ہیرا۔''

''پوچھو شیخا۔''

''دونوں چاہتے ہو ایک دوسرے کو۔''

''ہاں شیخا۔''

''ارے شیخا کی ایسا تیسی۔ ارے۔ او۔ اوہ۔ ہاہاہا۔ ہاہاہا'' غلام شاہ قہقہے لگانے لگا۔ دیر تک ہنستا رہا پھر سنجیدہ ہو گیا۔ کچھ دیر ایاز کو گھورتا رہا۔ پھر بولا۔

''اور ہؤا تو نے جھولے کی رسی کاٹی تھی رے؟''

''ہاں۔ میں نے کاٹی تھی۔'' ایاز نے اعتراف جرم کیا۔

''سپیرے سے سانپ کھرید کر ہم پر ڈالا رے؟ مارنا چاہا ہمیں۔ ہیں رے ہم مر جاتے تو؟''

ایاز کچھ نہ بولا۔اس کی آنکھوں میں نمی آنے لگی تھی۔
''ارے ہم مرجاتے تو سسرے پڑروا کو کون مارتا رے۔ارے اس نے ہمارے بھائی کو مارا تھا۔ ہمارا بھوجائی کو جلائے مارا تھا رے۔ ہمار ٹانگیں کٹوادی تھیں تو اسے مارسکتا ہے رے۔تورے ہاتھوں۔اف کریں تو اپنے باپ کی اولاد نا ہیں۔ارے تو نے ہماری ساری جندگی کی کوسس پر ٹانکا مارا۔تو نے سسرے تو نے یہ نا سوچا۔''
''میں پاگل ہو جاؤں گا شیخا۔میں پاگل ہو جاؤں گا۔'' ماسٹر ایاز پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔
''وارے گیدڑ۔روئے ہے سسرا دھت تیرے کی۔للیا ڈبوئے دی تو نے۔ارے چپ کرچہ کٹے ایک لپڑ دوں گا کہ جبڑا ٹوٹ جائی رے ہے۔ابے چپ۔'' غلام شاہ گرجا اور ایاز کی آواز رک گئی اس نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا۔
''مجھے معاف کر دو شیخا۔مجھے معاف کر دو۔''
''کبھی کا کر دیا رے پگلے۔جان ہو تم سب سے ہماری۔آ ادھر بیٹھ جا۔'' غلام شاہ نے محبت بھرے انداز میں کہا۔اب اس کے چہرے پر نرمی نظر آ رہی تھی۔ایاز اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔''سنوریا بھی تو سے محبت کرے ہے رے۔''
''ہاں شیخا۔''
''سادی کرو گے تم دونوں۔''
''ہاں شیخا۔''
''تو کر لو یا دلو، ہم تو ہے سسر کا۔کب روکت رہیں۔ہم نے تو بڑا بری باتن کو منع کیا ہے۔عیاسی اور بدمعاسی کو منع کیا ہے۔سرکس میں جو لڑکیاں بالیاں ہیں رے۔سب ای ہمار بیٹیاں ہیں۔باپ کی جندگی میں بیٹین کو کوئی بری آنکھ سے دیکھے تو باپ برداست کر سکتا رے۔اس کو منع کرت رہیں ہم۔جندگی ایک کرلو اللہ رسولؐ کے نام ساتھ ہم کب منع کرت رہیں سادی کرو بال بچے ہوں۔ ہماری آبادی بڑھے ارے کون سسرا روکت ہے رہے تجھے۔''
''شیخا۔'' ایاز خوشی سے اچھل پڑا۔اس نے غلام شاہ کے کٹے ہوئے پیروں پر سر رکھ دیا۔
''مکاری کرت ہے پر یہ نا ہیں بھولنا کہ تو نے ہمیں مارنے کی کوسس کی تھی؟''
''میں پاگل ہو گیا تھا شیخا۔کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔میں نے سانولی سے کہا کہ ہم دونوں سرکس سے بھاگ چلیں وہ تیار نہ ہوئی کوئی اور راستہ

نہ تھا۔''

''چل اب دیر ہوت رہے۔ اسے سریا کو بھی پانی میں پھینک دے۔ ہوگیا سکار۔ چل جلدی کر۔'' غلام شاہ نے مچھلی کی طرف اشارہ کر کے کہا اور ایاز نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ پھر وہ جیپ لینے چل پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد جیپ واپس چل پڑی۔ ایاز خاموش تھا۔ پھر کچھ دیر کے بعد اس نے آہستہ سے کہا۔

''تم شیخا۔ تم سانولی کے باپ سے بات کرو گے۔''

''کا تو کھود کرے گا۔ باپ ہے ہم سب کا۔ حد سے جیادہ بڑھ رہا ہے رے تو۔''

''نہیں شیخا تو نے مجھے معاف کر دیا مگر میں شاید خود کو بھی معاف نہ کر سکوں۔ شیخا ایک بات بتاؤ گے۔''

''پوچھ لے پوت، ایک ایک کر کے سب ری بتیاں پوچھ لے۔''

''تمہیں کیسے معلوم ہوا شیخا کہ یہ حملے میں نے تم پر کئے ہیں۔''

''جو تو کمال ہے ہے سروا۔ آئندہ جب تو ہم پر حملہ کرے تو سر ننگے پاؤں کرنا۔ تو ہار جوتے پہچان لئے تھے رے ہم نے۔''

''اوہ!'' ایاز نے آہستہ سے کہا۔

جاری ہے...

سرکس کے معمولات جاری تھے۔ مشق ہو رہی تھی۔ ہتھنی چنگھاڑ رہی تھی۔ بندر اچھل رہے تھے۔ رنگ میں گھوڑے دوڑ رہے تھے۔ زندگی رواں دواں تھی۔ سونیا غلام شاہ کے پاس آ گئی۔

''ہیلو شیخا۔''

''او ری سونی۔ ہم کا کتنی بار تو سے کہا کہ انگریجی بننے کی کوسس نا کر ہمارے سامنے۔ پر تو مانت ناہیں رے۔''

''میں نے ایک نیا آئٹم تیار کیا ہے۔ بتانا چاہتی ہوں۔''

''جا جا کر اکبر کو بتا۔ ہماری کھوپڑی ٹھیک ناہیں رے۔ اس وکھت۔''

''کبھی سنتے ہی نہیں ہو میری بات۔''

''ارے سب سسروا کی الگ الگ سنت ہیں ہم ہاں۔ اری سونی ادھر آ۔''

''ہاں شیخا۔'' سونیا ان کے قریب آ گئی۔ غلام شاہ اسے گھورنے لگا دیر تک گھورتا رہا پھر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

''جا بھاگ جا۔'' سونیا نے شانے جھٹکے پھر آگے بڑھ گئی۔ غلام شاہ آہستہ سے بڑبڑایا کو نو جانے سسر کون کس سے پیار کرت رہے اور سامت آئے بے چارے گلام شاہ کی۔ پہلے اس سسر کی کھوپڑیاں توڑو پھر سادی کر کے بچے کرو۔ تو بری ہوئی نا بھائی رے۔ سادی کر کھوس رہو ہم کا کا۔''

❁❁❁

رات کے شو کی تیاری مکمل ہو گئی۔ ٹکٹ فروخت ہوئے۔ پنڈال بھر گیا۔ غلام شاہ اپنی جگہ آ بیٹھا۔ ان لوگوں کے کمالات دیکھ کر اس کی آنکھوں میں فخر کے آثار ابھر آئے تھے۔ وہ شو دیکھتا رہا اس سرکس کو دنیا کے جدید ترین سرکسوں میں شمار کیا جا سکتا تھا حالانکہ سرکس کی عام روایات سے ہٹ کر یہ صرف ایک قبیلہ تھا۔ جس کے اجداد بازیگر تھے۔ نواب صاحب آف ٹونک نے انہیں سہارا دیا تھا اور غلام شاہ کے عزم نے اسے کچھ سے کچھ بنا دیا تھا۔ لیکن جدید زمانے کے سارے انداز اختیار کر لئے گئے تھے۔ بہت سے لوگوں کو ضرورت کے تحت انگریزی زبان بھی سکھائی گئی تھی اور اس سے بڑا فائدہ حاصل ہوا تھا۔ نئے نئے آئٹم بنائے جاتے تھے اور اس سلسلے میں سونیا کا دماغ بہت تیز تھا وہ خود اپنے لئے شاندار آئٹم بناتی تھی اور خاص طور سے جوکروں کے لئے وہ نئے نئے کھیل تیار کرتی تھی۔ چنگو منگو اس کے ماتحت تھے۔ مسٹر ایاز اور ان دونوں بونوں کا پروگرام اس نے ہی تیار کیا تھا۔ آج بھی جو آئٹم اس نے غلام شاہ کو بتانا چاہا نہایت شاندار تھا۔ غلام شاہ نے دو انسانی گیندیں لڑھکتی ہوئی دیکھیں اور بے اختیار ہنس پڑا۔ بے خیالی میں وہ زور سے چیخا۔

''ارے ری کا ہوئی گوا ان سسروں کو۔ ارے ہوا بھر دی ہے کا ان میں۔'' وہ رانیں پیٹ پیٹ کر کہنے لگا۔

چنکو منکو اچھلتے رہے۔ پھر چار جوان بدمعاشوں کا لباس پہن کر آئے اور ان دونوں کو ٹھوکریں لگانے لگے۔ غلام شاہ ہنستے ہنستے رک گیا۔ پھر وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔

''اری مر ہی نہ جائیں سسرے۔ یہ کا کرو ہو بھائی۔'' چنکو منکو بہت بڑی فٹ بال کی شکل میں اچھلتے رہے۔ دیکھنے والے قہقہے لگا رہے تھے۔ پھر اچانک ایک آواز کے ساتھ چنکو پھٹ گیا اور مردہ سی شکل میں زمین پر گر پڑا۔ بعد میں منکو کا بھی یہی حشر ہوا۔ پھر دونوں نے اٹھ کر پبلک کو سلام کیا۔

غلام شاہ آہستہ سے بڑبڑایا۔'' کمال ہے بھئی۔ ای سونی تو کان کاٹت رہی سب سسروں کے۔''

❀❀❀

دوسرے دن صبح اس نے خصوصی طور پر سونی کو بلایا تھا۔

''رات کو تو نے کمال کر دیا بیٹا۔ ان دونوں میں ہوا ہی بھر دی۔ پر ان کو اگر کچھ ہو جاتا تو کا ہوت ری۔''

''تمہیں کیا شیخا۔ میرے آئٹم سنتے ہو تم......؟''

''جرورت ہی کا ہے ہمیں۔ تجھ پر بھروسہ نا ہیں کا۔ پر یہ کیسے کیا تو نے؟''

''ربڑ کا مضبوط لباس پہنایا تھا انہیں۔''

''اوئی ہوئی۔ مسک کب کرائی تھی......؟''

''وہ بہت ذہین ہیں۔ ضرورت ہی نہیں پیش آئی۔''

''تیرے دونوں کھیل بڑھیا ہیں۔ کسی بڑے سہر میں دکھائیں گے۔ تیاریاں کر لے۔''

''یہاں کب تک رکو گے شیخا......؟''

''بس تین دن اور چوتھے دن سامان باندھ لئی ہے۔''

''اکبر شاہ پریشان ہے شیخا۔''

''کا ہے......؟'' غلام شاہ چونک کر بولا۔

''تمہیں پتہ ہی نہیں راتوں کو جاگ کر تمہاری حفاظت کرتا رہتا ہے۔''

''ارے، ارے۔ او سرکا ہے پاگل ہوا جات ہے رے۔ ارے بلاؤ کا ہم اسے اصل بات بتائے دیں۔''

''اصل بات کیا ہے شیخا......؟''

''تو بلاتو اسے۔'' غلام شاہ پریشان ہو کر بولا۔ اور سونیا چلی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد دونوں بہن بھائی اندر آ گئے تھے۔

''ہاں رے سیر دلبر ہمار حفاجت کرے ہے راتوں کو جاگ کر۔ ارے بٹوا تیرے جیسے سیر کے ہوتے ہوئے کون سسرا یہ جرأت کر سکے ہے ہمکا ٹیڑھی نجر سے دیکھ لے رے۔ نا رے نا اور پھر یہ سرکس نا ہے بٹوا۔ یہ تو قبیلہ ہے ہمارا کبنہ ہے گلام ساہ کا۔ کون گیر ہے یہاں۔ ہیں؟''

''میں آج بھی یہی کہتا ہوں شیخا، رسی ٹوٹی نہیں کاٹی گئی تھی اور سانپ خرید کر تم پر پھینکا گیا تھا......!''

''ہم کب منع کریں اس بات سے رے۔''

''جب تک یہ پتہ نہ چل جائے شیخا میں کیسے سکون سے بیٹھ سکتا ہوں۔ یہ پتہ چلنا ضروری ہے کہ وہ کون ہے؟''

''ہم بتا سکتے ہیں تجھ کو رے۔''

''ایں؟'' اکبر شاہ اچھل پڑا۔

''ہاں ہم بتا سکتے ہیں رے۔''

''کون ہے وہ؟''

''گلام ساہ!'' غلام شاہ نے جواب دیا اکبر شاہ کے ساتھ سونیا بھی اچھل پڑی تھی۔ اکبر شاہ حیران نظروں سے غلام شاہ کو دیکھنے لگا۔ وہ محبت بھرے انداز میں مسکرا رہا تھا۔

''مذاق کر رہے ہو شیخا کوئی سمجھ میں آنے والی بات ہے یہ؟''

''دیکھ رے بٹوا۔ ہر بندے کی ایک مجبوری ہوت ہے رے۔ میری بھی ایک مجبوری ہے رے۔ میرا جی چاہت ہے کہ میں اپنے محبت کرنے والوں کا حساب کروں۔ اسی لئے رسی ہم نے کاٹی جھولا گرا اور ہم نے دیکھا کہ سب پریسان ہو گئے، پاگل ہو گئے، ہمار جندگی کے لئے۔ سانپ ہم نے منگوایا اور ہمارا اکبر راتوں کی نیند کھو بیٹھا۔ چھاتی پھول گئی ہماری کھوسی سے۔ جندگی بڑھ گئی۔ یہ سوچ کے کہ تم لوگ کتنا چاہت ہو ہمیں۔ ہم تمہارے لئے مصیبت نا ہی بنے بٹوا بڑے کھوس ہیں ہم اور سنو ہم یہ چاہت ہیں کہ تم سب بھی پھلو پھولو۔ وہ جندگی گجارو جیسے ہمارے بڑے گجارتے آتے ہیں۔ ہمکا بتاؤ کہ کون کس سے سادی کرے گا۔ سادی کرو قبیلہ بڑھاؤ سرکس کے لئے بچے بھی تو جروری ہیں۔ ای قبیلہ بڑھتا رہے گا تو گلام ساہ کا نام بھی جندہ رہے

گا۔ ہم نٹ ہیں ہٹوا۔ گلی گلی تماسے دکھاتے تھے۔ اب اس سرکس ما جمع ہو گئے ہیں۔ ہم چاہت ہیں تم سب اس سرکس کے نیچے گھوس رہو۔ ہماری جندگی کا تو ایک ہی مقصد ہے۔ اس پڈروا کی موت تا کہ اوپر جا کر بڑے کے سامنے کہیں کہ کلیم ساہ بدلہ لے لیا ہم نے تو ہارا۔ بس ہٹوا ای چاہت ہیں ہم۔''

''شیخا......!'' دونوں بہن بھائی غلام شاہ سے لپٹ گئے۔

''اور کا ہٹوا اور کا ہے ہمار جندگی ما۔'' غلام شاہ کی آواز بھرا گئی۔

''شیخا اس کی تلاش کے لئے تم نے آدھی زندگی صرف کر دی۔ کہاں تلاش کرو گے۔ اب تم اسے۔ کب تک تلاش کرو گے۔ کون جانے وہ زندہ ہے یا مر گیا۔ کون جانے شیخا؟'' سونیا نے کہا۔

''نا ہی رے۔ وہ سسروا جندہ ہے۔ ایک بات بتاؤ تم لوگ...... ہم تمہیں جندہ نجر آویں ہیں۔''

''خدا تمہیں ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے شیخا۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''او سسروا بھی جندہ ہے ہم جندہ ہیں تو او بھی جندہ ہے کا سمجھے۔''

اس یقین کی وجہ بتاؤ گے شیخا۔'' اکبر شاہ بولا۔

''بڑے بحث کرت ہو تم۔ اچھا ایک وعدہ کرو تم لوگ۔''

''کیا......؟'' سونیا نے پوچھا۔

''ہم اگر یقین دلا دیں کہ پڈروا جندہ ہے تو تم دوبارہ اس کے بارے میں نا ہی پوچھو گے۔''

''یقین کس طرح دلاؤ گے شیخا......؟'' اکبر شاہ نے کہا اور غلام شاہ نے وہیل چیئر آگے بڑھا دی۔ وہ کینوس کی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری کی زپ کھول کر اس نے ٹین کی ایک پرانی صندوقچی نکالی جس میں چھوٹا سا تالہ پڑا ہوا تھا اس نے ایک ننھی سی چابی سے وہ تالا کھولا اس صندوقچی میں گیندے کا ایک تازہ پھول رکھا ہوا تھا۔ دونوں بہن بھائی حیران نظروں سے یہ کارروائی دیکھ رہے تھے۔ غلام شاہ نے پھول ان کے سامنے کر دیا۔

''سونگھو اسے کھس بو آئے ہے؟''

''ہاں شیخا؟''

''کتنا پرانا ہو گا رے یہ پھول؟''

''تازہ ہے شیخا۔''

''یہی تو ہم کہتے ہیں بٹوا۔ یہ تا جا ہے تو اوسر وا جندہ ہے۔ یہ ہمارا ایمان ہے بٹوا۔ یہ پھول سرا اکیس سال پرانا ہے۔ اکیس سال سے اسی پٹاری میں بند ہے مگر تا جا ہے۔ یہ پھول ہم نے ایک بجرگ کے مجار سے توڑا رے۔ بڑی سان والے بجرگ رہیں او۔ ہم نے ان سے کہا ہم اور کچھ نا چاہیں بس اس پڑ روا کو اس وکھت تک جندہ رہنے کی دعا کر دو جب تک وہ ہمارے سامنے نہ آ جائے ہم یہ نا کہت کہ ہمیں اس پر پہنچ دلا دو سامنے ہو جائے بس۔ اس کے بعد پھیصلہ مالک کرے گا اور بٹوا ہمیں بسارت مل گئی ہم کا کہا گیا کہ اس گیندے کے پھول کو سنبھال کر رکھیں جب تک یہ تا جا رہے گا پڑ روا جندہ رہے گا اور تم دیکھو لو یہ تا جا ہے۔''

''یہ اکیس سال پرانا ہے؟'' اکبر شاہ حیرت سے بولا۔

''بڑے کی کسم۔ ہم جھوٹ نا ہی بولت رہیں۔''

''اوہ......!'' دونوں بھائی بہن حیران رہ گئے۔ غلام شاہ نے پھول بڑی احتیاط سے واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا تھا۔ اسی وقت علیم خان خیمے میں داخل ہوا۔

''دو آدمی آپ سے ملنے آئے ہیں شیخا۔''

''کون ہیں رے وہ؟''

''معلوم نہیں شیخا؟''

''بلا لاؤ جاؤ تم دونوں جاؤ'' غلام شاہ نے کہا اور اکبر شاہ اور سونیا باہر نکل گئے۔ آنے والے دونوں افراد خوش پوش اور متمول معلوم ہوتے تھے۔ ان کے لباس قیمتی تھے اور شاندار بھی۔ غلام شاہ نے گہری نگاہوں سے انہیں دیکھا اور مسکرا کر بولا۔

''ارے آؤ بابو۔ انگریج کے انڈے تو نا ہی ہو تم گھبرانا ہے تمہیں تو ہم کسی گٹ پٹے کو بلائی لیں ہمار جبان میں بات کرو تو پھر ہم ہی ٹھیک ہیں۔''

دونوں نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا پھر ان میں سے ایک نے کہا۔ ''ہم اس سرکس کے مالک سے ملنا چاہتے ہیں۔''

''ساری جندگی نا ہی مل سکو گے بٹوا۔''

''کیوں؟''

''مالک ہوئی گا سسرا تو ملے گے نا اس سرکس میں سب کا مالک اللہ ہے اب بولو'' غلام شاہ نے ہنس کر کہا۔

''غلام شاہ صاحب سے ملنا چاہتے ہیں ہم۔''

''گلام ساہ تو ہم ہیں صاحب کوئی نہیں ہے رے یاں۔''

''اوہ آپ غلام شاہ ہیں۔''

''مان لوتو تمہاری مہربانی ہے بنوا۔''

''آپ بہت دلچسپ انسان ہیں آپ سے مل کر حیرت بھی ہوئی اور خوشی بھی۔''

''سرکس ہمار کنبہ ہے سسرا کنبے میں بجرگ تو ہویں ہیں۔ مالک نا ہویں ہاں یہ سرکس ہم نے ہی بنایا ہے رے۔''

''غلام شاہ صاحب پچھلے کئی دنوں سے ہم آپ کے سرکس کے شو دیکھ رہے ہیں اور اتنے متاثر ہیں ان سے کہ بیان نہیں کر سکتے۔ آپ کے فنکار دنیا کے کسی ملک کے فنکاروں سے کم نہیں بلکہ ان سے کہیں زیادہ شاندار ہیں۔ ہمارا تعلق پبلسٹی کی دنیا سے ہے اور ہم آپ کا انٹرویو کرنا چاہتے ہیں۔''

''ارے بھائی رے انگریجی میں کوئی کام کرو تو تمہارا گلام بھی تیار نہ ہوگا رے۔ اپنی جبان میں کچھ کہو تو بات بنے۔''

''یوں سمجھ لیجئے ہم آپ کے بارے میں کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔''

''پھائدہ......؟'' غلام شاہ نے کہا۔

''آپ کے سرکس کو شہرت ملے گی۔''

''اکھبار والے ہو؟''

''تقریباً۔''

''ہوں تو لکھ دو اپنے اکھبار میں جو چاہو۔''

''یہی اجازت لینا چاہتے ہیں۔ ہم ایک باقاعدہ کام کریں گے آپ کے سرکس کے فنکاروں سے ملیں گے ان کے ساتھ کچھ وقت گزاریں گے ان کی تصاویر بنائیں گے اور پھر ان پر بہترین تبصرے چھاپیں گے۔''

''ارے بھائی رے گلام ساہ جاہل آدمی ہے، گاڑھی گاڑھی باتیں نا سمجھت ہے جو کچھ تو لوگ کرنا چاہتے ہو کر ڈالو بھیّن لیکن ہمار کوئی نکسان نہ ہو۔ اکبرا کو بلاتے ہیں ہم وہ تمہاری ساری باتیں سمجھ لے گا۔''

''اکبرا کون ہے؟''

''ارے ہمار بھتیجا ہے اولاد ہے ہمار سب کچھ رے وہ۔ ابھی بلات ہیں او کا!''

''ضرور بلایئے غلام شاہ صاحب مگر کچھ سوال آپ سے بھی کرنا چاہتے ہیں ہم لوگ۔''

''ایک کا بھی جواب ٹھیک نا رہے گا۔ اکبر کو بلاتا ہوں تمہاری سمجھ ما ساری بات آ جائے گی۔'' غلام شاہ نے پھر چونک کر بولا۔ ''ارے بھائی رے ایک بات تو بتاؤ۔''

''ضرور شاہ صاحب۔''

''ارے تو ہار نام کیا ہے۔''

''میرا نام راجن لعل ہے اور یہ سہیل احمد ہیں۔''

''تم لوگ پہلے کوئی سرکس دیکھ چکے ہو۔''

''بے شمار......؟''

''ایک انگلش سرکس ہوتا تھا کسی جمانے میں۔ نام سنا ہے تم نے اس کا۔''

''انگلش سرکس نام تو کانوں کو سنا ہوا محسوس ہوتا ہے۔''

''وہ سسرا کدھر ہے پتہ ہے ہی نہیں چلا اس کا رے جندگی گجر گئی؟''

''انگریزوں کا تھا؟''

''نا رے مالک تو کوئی پارسی تھا پر۔'' غلام شاہ خاموش ہو گیا۔

''آپ اسے تلاش کرنا چاہتے ہیں؟''

''ہاں بھائی معلوم کر سکتے ہو اس کے بارے میں۔''

''ہاں کیوں نہیں یہ کون سا مشکل کام ہے۔'' ان دونوں نے غلام شاہ کے لہجے کے اشتیاق کو بھانپ لیا تھا۔

''ارے بھائی...... یہ کر دو تو بڑا احسان ہوگا ہمار اوپر، جو کہو گے مانیں گے تو ہار بات۔ پاؤں دھوئی کر پئیں گے تو ہار بیرا۔''

''ٹھیک ہے شاہ صاحب آپ فکر نہ کریں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے آپ سے مل کر جس قدر خوشی ہوئی ہے بیان نہیں کر سکتے۔''

''ارے اوئی اکبرا ارے کدھر ہے رے کھاطر کرو انہیں کی ارے کہاں مر گئے سب رے۔'' جواب میں دو تین آدمی اندر گھس آئے۔ ''اکبرا کو بلاؤ جلدی۔'' غلام شاہ نے کہا اور چند لمحات کے بعد اکبر شاہ اندر آ گیا۔ ''یہ دونوں دوست ہیں ہمار بھین ہیں ہوا اکھبار لکھیں ہیں کھوب کھاطر کرو ان کی

جو پوچھیں بتائے دیو۔ جو کہیں کرو ہمارا حکم ہے اکبرا!''

''ٹھیک ہے شیٹھا، آیئے جناب!'' اکبر شاہ نے کہا اور ان دونوں کو لے کر باہر نکل گیا۔

سہیل اور راجن نے گہری نظروں سے اکبر شاہ کا جائزہ لیا انہیں یہ نوجوان بے حد ذہین اور زیرک محسوس ہوا تھا۔ اکبر شاہ انہیں لئے ہوئے پنڈال کے ایک گوشے میں آ گیا۔ سرکس کے وہ تمام معمولات جاری تھے جو روزانہ کی کارروائیوں میں شمار ہوتے تھے۔ دونوں گہری نگاہوں سے ان تمام لوگوں کا جائزہ لے رہے تھے۔ اکبر شاہ ایک گوشے میں پڑی ہوئی کرسیوں پر جا بیٹھا اور ان دونوں کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا پھر وہ مہذب لہجے میں بولا۔

''آپ اخبار نویس ہیں؟''

''نہیں کسی اخبار سے ہمارا تعلق نہیں ہے لیکن ہم اپنے طور پر کچھ ایسے کام کرتے ہیں خاص طور سے ان لوگوں کے لئے جو بہترین فنکار ہوتے ہیں لیکن انہیں ان کے شایان شان پبلسٹی نہیں ملتی ہم ایسے لوگوں پر آرٹیکل لکھتے ہیں بڑے بڑے رسائل میں چھاپتے ہیں اور انہیں دنیا سے روشناس کرواتے ہیں۔ آپ کا سرکس ہم نے دیکھا اور یہ محسوس کیا کہ یہاں جو آئٹم پیش کیے جاتے ہیں وہ دنیا کے بڑے بڑے سرکسوں میں بھی پیش نہیں کیے جاتے۔ ثقافتی طائفے دوسرے ممالک میں جاتے اپنا فن پیش کرتے ہیں اور انہیں آسمان پر چڑھا دیا جاتا ہے لیکن اپنے وطن کے یہ فنکار جو اپنے چھوٹے سے پنڈال میں دنیا کے حیرت انگیز کارنامے دکھاتے ہیں دنیا سے الگ تھلگ رہتے ہیں اور صرف اپنی روٹیاں کماتے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ ہم آپ لوگوں کے بارے میں بڑے بڑے مضامین لکھیں اور یہ بتائیں کہ یہاں بھی کتنے بڑے بڑے فنکار موجود ہیں۔'' اکبر شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی وہ خلوص بھرے لہجے میں بولا۔

''اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے سرکس کے فنکار بے مثال ہیں لیکن ہم نے کبھی اس کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی کہ اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے علاوہ کہیں اور بھی اپنے بارے میں کچھ لکھیں یا بتائیں۔''

''یہ کام آپ کا ہے بھی نہیں۔ اکبر شاہ صاحب معاف کیجئے آپ کا نام لے کر پکارا گیا تھا اس لئے ہم بھی آپ کو اسی نام سے مخاطب کر رہے ہیں۔''

''کیوں نہیں! کیوں نہیں! اس میں حرج ہی کیا ہے۔''

''خیر اکبر صاحب ہم اپنے طور پر آپ کی خدمت کر کے خوشی محسوس کریں گے اور آپ سے ایک سلسلے میں بہت سے سوالات بھی کرنے ہیں ہمیں۔''

''ضرور میں آپ سے تعاون کروں گا۔'' اکبر شاہ نے کہا اور پھر ان لوگوں کے لئے چائے لانے کی ہدایت کر دی۔ سہیل اور راجن بڑے پرخلوص

''ہماری خواہش ہے اکبر شاہ صاحب کہ آپ ان فنکاروں سے ہمارا تعارف کرائیں۔''

''بہتر ہے شیتا نے مجھے حکم دیا ہے اس لئے میں اس کی تعمیل کروں گا۔''

''صرف حکم کی تعمیل نہیں ہم آپ کی دوستی بھی چاہتے ہیں۔ ہم آپ کے فین ہیں عقیدت مند ہیں قدر دان ہیں اور قدر دان سے بڑا دوست اور کوئی نہیں ہوتا ہم آپ کی دوستی چاہتے ہیں۔''

اکبر شاہ مسکرا پڑا۔ ''میری آپ سے دشمنی نہیں ہے۔''

''تو پھر دوستی ہے۔''

''یہی سمجھ لیجئے۔''

''ہمیں ایک ایسے حیرت ناک انسان کی دوستی پر فخر ہے جو لاکھوں نگاہوں کا مرکز ہوتا ہے۔''

اتنی دیر میں چائے آ گئی اور اکبر شاہ نے انہیں خلوص سے چائے پیش کی۔ سونیا بھی اس طرف آ گئی تھی اکبر شاہ اسے ان لوگوں کے بارے میں بتانے لگا پھر اس نے کہا۔

''سونیا تم لوگوں کو رنگ میں بلا لو تا کہ ان سے تعارف ہو جائے۔''

''میں بلاتی ہوں۔'' سونیا نے کہا اور وہاں سے چلی گئی چائے سے فراغت حاصل کر کے اکبر شاہ انہیں لے کر رنگ میں آ گیا۔ پھر ہلکے پھلکے کرتب دکھائے گئے اور ایک ایک کا تعارف ہوا۔

یہ بلال جاہ ہے گھوڑے کو پچھاڑ دیتا ہے۔ یہ سانولی ہے کھلے تاروں پر اس طرح دوڑتی ہے جیسے کرنٹ۔ یہ رؤف پاشا ہے ہاتھیوں کا کام دکھانے والا۔ یہ ایاز ہے بے شمار کرتب دکھانے والا وقت پر کوئی آرٹسٹ دستیاب نہ ہو تو اسے وہ کام سونپ دیا جاتا ہے۔''

''گویا آل راؤنڈر۔'' راجن نے پوچھا۔

''ہاں! یہ چنکو منکو ہیں ننھے جسموں کے مالک لیکن بجلی سے زیادہ تیز رفتار!'' اکبر شاہ ایک ایک کا تعارف کراتا رہا۔

''آپ کے دوسرے امور کون سنبھالتا ہے۔ میرا مطلب ہے قانونی معاملات......!''

''عموماً میں یہ کام کرتا ہوں لیکن دوسرے بھی ہیں۔''

''معاف کیجئے گا آپ کے ہاں تعلیم حاصل کرنے کا ذریعہ کیا ہے؟''

''ہر شخص کی ضرورت کے مطابق بتانے کے لئے ہمیں باہر کے لوگوں سے رابطہ کرنا پڑتا ہے لیکن بس وہ معاوضے پر حاصل کیے جاتے ہیں۔''

''یہاں کتنے دن قیام ہے آپ کا؟''

''صرف دو شو اور کریں گے۔''

''اس کے بعد کہاں جائیں گے؟''

''آگے کے شہر۔ شیتا کا یہی فیصلہ ہے۔''

سکیل اور راجن سوالات کرتے رہے دلچسپ تبصرے بھی کرتے جا رہے تھے۔ اکبر شاہ ان سے بے تکلف ہو چکا تھا۔ پھر انہوں نے اجازت طلب کر لی اور دوسری ملاقات کا وعدہ کر کے چلے گئے۔

❁❁❁

رات کے تین بج رہے تھے۔ سانولی نے بے چین نظروں سے سناٹے میں گھورا اور پھر انگلیاں چٹخانے لگی۔ وہ پریشان تھی۔ ایاز کو وہ دل کی گہرائیوں سے چاہتی تھی۔ یہ محبت نہ جانے کب سے پروان چڑھ رہی تھی۔ بہت سے آئٹم وہ ساتھ پیش کرتے تھے لیکن یہ چاہت تو شاید بچپن ہی سے دونوں کے دلوں میں تھی۔ ایاز کے ماں باپ بچپن میں مر چکے تھے مگر غلام شاہ نے قبیلے کے بہت سے لوگوں کی طرح ایاز کو بھی وہی شفقت دی تھی جو ایک باپ کی شفقت کہلاتی تھی۔ البتہ اس کے اصول بہت سخت، صاف بولنے کا عادی تھا۔ اس نے کہا تھا۔

''بچے ہو تم سب ہمارے بھی اس سے انکار نہ کریں گے پر ہمیں باپ ہی سمجھنا۔ جو کہیں وہ ماننا، ہمارا قبیلہ ہے اس کی تہذیب ہے۔ اس کی روایات ہیں۔ جس طرح ہم خانہ بدوش پھرتے تھے اور اپنی روایتوں کا پاس کرتے تھے۔ اسی طرح اس سرکس میں بھی ان روایات کی پابندی جاری رہنی چاہئے۔ یہاں کسی بھی گندگی کی سزا صرف موت ہوگی صرف موت۔'' اور وہ غلام شاہ کا لہجہ سمجھتے تھے۔ جانتے تھے کہ اس کے علاوہ وہ کچھ نہ ہوگا چنانچہ دونوں کے دل مرجھا گئے تھے ان کی سمجھ میں نہ آیا تھا کہ کیا کریں۔ ایاز نے ایک دن کہا۔

''سانولی کیا ہم ہمیشہ ندی کے دو کناروں کی مانند رہیں گے۔ ایک دوسرے کے سامنے مگر ایک دوسرے سے الگ۔''

''میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا ایاز۔''

''سانولی چلو یہاں سے نکل جائیں۔ یہ سب کچھ چھوڑ دیں۔ کہیں دور اپنی دنیا بسائیں زندگی بدل دیں اپنی۔''

''میں نے بھی یہ سوچا تھا ایاز لیکن میں کمزور ہوں ایسا نہیں کر سکتی اپنے ماں باپ کو نہیں چھوڑ سکتی۔ اگر میں نے ایسا کر لیا ایاز تو خوش نہ رہ سکوں گی تم

''ہاں!''

''سوچ لو!''

''وعدہ خلافی نہیں کروں گا۔'' ایاز نے کہا اور سانولی سنبھل گئی۔ لیکن اس کے باوجود وہ انتہائی خطرناک اقدامات کرتی رہی تھی اور پبلک خوفزدہ انداز میں چیختی اور تالیاں بجاتی رہی تھی۔ ایاز کا دم نکل رہا تھا اور غلام شاہ مسکرا رہا تھا پھر جب وہ جھولے سے اتری تو پبلک کئی منٹ تک تالیاں بجاتی رہی تھی۔

سانولی کٹہرے کے پاس ایاز کا انتظار کر رہی تھی پھر اسے ایاز نظر آیا۔

''دیر ہوگئی مجھے؟''

''نہیں بہت جلدی آگئے ہو۔''

''واقعی دیر تو نہیں ہوئی۔''

''کیا ہوا ہے تمہیں۔ اندازہ ہے میں کس قدر پریشان ہوں۔''

''سانولی مجھ سے ایک گناہ ہوگیا ہے۔ بہت بڑا گناہ ہوگیا ہے سانولی سمجھ میں نہیں آتا اس کا کفارہ کیسے ادا کروں۔''

''مجھے پریشان کر کے کفارہ ادا کر رہے ہو؟''

''یہ بات نہیں پریشان ہوں میں سانولی۔''

''بتاؤ کیا بات ہے؟''

''تم سانولی مجھ سے نفرت تو نہیں کروگی؟''

''نفرت، میں تم سے؟''

''میرا گناہ انتہائی گھناؤنا ہے سانولی۔''

''ہوا کیا آخر؟''

''سانولی میں دوبار، دوبار میں نے شیتا کو ہلاک کرنے کی کوشش کی ہے سانولی شیتا کو اس کا پتہ چل چکا ہے۔ سانولی اس نے......'' ایاز نے پوری تفصیل سانولی کو بتادی اور سانولی ساکت رہ گئی۔ ''اب سانولی میں سوچتا ہوں کہ شیتا کیا سوچ رہا ہوگا اگر اس نے ہماری شادی بھی کردی تو...... تو سانولی کیا یہ بات اس کے دل سے نکل جائے گی؟''

''بہت برا کیا تم نے ایاز...... بہت برا کیا۔ لیکن ایاز...... یہ سب تم نے میرے لئے کیا ہے، گناہ تو میرا بھی ہے۔ گناہ ہماری محبت کا ہے۔ ہم ساری عمر شیفا کی خدمت کر کے اپنے گناہ کو دھو دیں گے اور کیا کیا جاسکتا ہے۔''

''میں شیفا سے آنکھ نہیں ملاسکتا۔''

''شیفا عظیم ہے ایاز...... وہ ہمارا باپ ہے۔ باپ بچوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ پریشان نہ ہو اگر شیفا یہ نہ کرتا تو ہمیں بھی مرنا پڑتا۔ اس گناہ کا کفارہ اسی طرح ادا کیا جاسکتا ہے کہ ہم یکجا ہو کر شیفا کے مقصد کے لئے زندگی کی بازی لگا دیں۔'' ایاز گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ دفعتہً اس کے حلق سے ایک آہ نکل گئی کسی نے اس کے سر پر زوردار چپت لگائی تھی۔ ایاز یہی سمجھا کہ شیفا اس کے پیچھے موجود ہے اور اس نے ان کی باتیں سن لی ہیں لیکن سانولی کو ہنستے دیکھ کر وہ پلٹا ایک شریر بندر نے کٹہرے کی سلاخوں سے ہاتھ نکال کر اس کے سر پر دھپ رسید کی تھی جیسے کہہ رہا ہو چغد کہیں کا۔

❁❁❁

راجن اور سہیل سرکس سے باہر نکل آئے ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ دیر تک وہ خاموشی سے چلتے رہے پھر ایک چھوٹے سے مکان میں داخل ہو گئے۔ اندر ایک شخص اور موجود تھا جس نے دروازہ کھولا تھا لیکن وہ دونوں اسے نظرانداز کر کے آگے بڑھے اور ایک کمرے میں داخل ہو گئے۔ یہاں دونوں نے لباس وغیرہ تبدیل کئے اور پھر لکڑی کی بھدی کرسیوں پر دراز ہو گئے۔

''کیا خیال ہے سہیل۔'' راجن نے پوچھا۔

''کامیابی؟''

''ہاں ایک حد تک۔ تم نے کیا فیصلہ کیا؟''

''تمہاری رائے سننا چاہتا ہوں۔''

''اپاہج آدمی خطرناک ہے۔ نچلے درجے سے تعلق رکھتا ہے لیکن لالچ میں نہیں آئے گا۔''

''میں تم سے متفق ہوں۔''

''لیکن وہ دونوں۔ میرا مطلب ہے سانولی اور ایاز ہمارے کام کے وہی دونوں ہیں۔''

''ونڈرفل۔ لوگوں کی رائے ہے کہ ہم دونوں ہمیشہ ایک ہی بات سوچتے ہیں میں نے بھی انہی کا انتخاب کیا ہے۔''

''شرط یہ ہے کہ وہ دونوں تیار ہو جائیں۔''

''کام آسان نہیں ہے کافی محنت کرنی پڑے گی۔ لنگڑے نے بڑا خطرناک نظام قائم کیا ہے۔''

''ہاں ہمیں اس کی اُمید نہیں تھی ماسٹر کا خیال تھا کہ وہ لوگ کام کے لئے فوراً تیار ہو جائیں گے لیکن یہاں صورتحال مختلف نظر آتی ہے۔''

''مشورہ کرلیا جائے۔''

''ضروری ہے ویسے بھی ماسٹر نے حکم دیا تھا کہ کام شروع کرنے کے بعد اسے رپورٹ دی جائے۔''

''رپورٹ دے دو!'' راجن نے کہا اور سہیل نے گردن ہلا دی۔ پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ایک چھوٹی سی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری کھول کر اس نے ایک ٹرانسمیٹر نکال لیا اور اس کا ایریل نکال کر کچھ بٹن دبانے لگا ہواؤں کا شور ابھرا پھر ایک آواز سنائی دی۔ ''ہاں.....کون ہے؟''

''سہیل۔ ماسٹر سے بات کرنا چاہتا ہے۔'' دوسری طرف سے انتظار کرنے کے لئے کہا گیا اور چند لمحات کے بعد دوسری طرف سے ایک غیر ملکی لہجہ ابھرا۔

''لیں مسٹر سہیل!''

''ماسٹر ہم نے کام کا آغاز کر دیا ہے سرکس کا مالک ایک خطرناک آدمی ہے وہ لالچ میں نہیں آئے گا مگر جو لوگ ہمارے لئے کارآمد ہیں ہم نے ان کا انتخاب کرلیا ہے اور ہمیں اُمید ہے کہ وہ ہمارے قابو میں آجائیں گے البتہ اس میں کچھ وقت لگ جائے گا۔''

''ابھی ہمارے پاس کافی وقت ہے اس کی فکر مت کرو۔ سرکس وہاں سے کب روانہ ہو رہا ہے۔''

''دو دن کے بعد ممکن ہے ایک آدھ دن اور لگ جائے۔''

''رخ اسی طرف ہے نا؟''

''سو فیصدی ہم معلوم کر چکے ہیں۔''

''مجھے پہلے سے علم تھا۔ بہرحال ہم اس کے استقبال کے لئے تیار ہیں تم بے فکر ہو کر اپنا کام جاری رکھو!'' دوسری طرف سے آواز بند ہو گئی۔

❁❁❁

سرکس کا آخری شو ہو رہا تھا، تمام فنکار.....شائقین پر پھول نچھاور کر رہے تھے اور اپنا اپنا فن دکھا رہے تھے۔ راجن اور سہیل کیمروں سے تصاویر بنا رہے تھے۔ جس کی اجازت وہ اکبر شاہ کے ذریعے شیتا سے حاصل کر چکے تھے۔ اکبر شاہ کے علاوہ دوسرے لوگوں سے بھی ان کی دوستی ہو گئی تھی۔ بہت مختصر وقت میں انہوں نے ان لوگوں کو جال میں پھانس لیا تھا۔ خاص طور سے اکبر شاہ تو ان کا کچھ زیادہ ہی گرویدہ ہو گیا تھا۔ دونوں میں کوئی ایسی خوبی ضرور تھی جس کے ذریعے وہ آسانی سے دوست بنا لیتے تھے، آج کے آخری شو میں انہوں نے تمام فنکاروں کی تصاویر بنانے کی اجازت طلب

کی تھی اور اس وقت اپنے کام میں مصروف تھے۔ ویسے تو کئی بار ان لوگوں کی تصاویر اخبارات والے چھاپ چکے تھے لیکن وہ محض ایک کاروباری انداز تھا۔ جب کہ یہاں کچھ دوستی کا سا ماحول تھا۔ چنانچہ بہت سے فنکاروں نے اپنے اپنے آئٹم کی خصوصی تصاویر بنوائی تھیں اور سہیل اور راجن دو قیمتی کیمروں سے ان کی فرمائش پوری کر رہے تھے۔ شو کامیابی سے جاری رہا۔ ہر فنکار نے شائقین کو خراج عقیدت پیش کیا۔ اس شو کی خوبی یہی تھی کہ آخری شو ہونے کی وجہ سے فنکار مقامی میزبانوں کا شکریہ ادا کر رہے تھے پھر شو کا وقت ختم ہو گیا۔ شائقین پنڈال سے باہر نکلنے لگے راجن اور سہیل ابھی تک یہیں موجود تھے۔ سونیا نے ہنستے ہوئے سہیل سے کہا۔

''مسٹر سہیل آپ ضرورت سے زیادہ سادہ لوح اور دوست نواز ہیں ہم تو خیر پیشہ ورانہ طور پر اس وقت تک مصروف رہے ہیں لیکن آپ لوگوں کی مصروفیات ہمارے علم سے باہر ہیں۔''

''نہیں مس سونیا عقیدت ہی تو ایک ایسا جذبہ ہے جو انسان کو ہر طرح سے مجبور کر دیتا ہے آپ لوگوں کا فن دیکھ کر ہم جیسا کہ پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ اپنی حیرتوں اور اس کے بعد تاثر پر قابو نہیں پا سکے اور پھر آپ لوگ ایک بالکل اجنبی پیشے سے متعلق ہونے کے باوجود اتنے خوش اخلاق اور ملنسار نکلے کہ چند ہی روز میں یہ خیال بھی نہ رہا کہ ہماری بے تکلفی پہلے سے نہیں ہے باقی رہا آپ کے اس سوال کا جواب کہ ہم بلاوجہ یہ سب کچھ کر رہے ہیں تو یہ حقیقت نہیں ہے جیسا کہ ہم اپنا تعارف کرا چکے ہیں کہ ہم بہت سے شو بزنس کے شعبوں کو کور کرتے ہیں آپ کی ان تصاویر سے بھی ہم بڑا مالی فائدہ حاصل کریں گے اور اطمینان رکھئے آپ کو اس میں نہ پریشانی ہوگی نہ کسی قسم کی ذہنی کوفت۔''

''افوہ! اتنے مختصر سوال کا اتنا طویل جواب تو نہیں مانگا تھا میں نے۔''

''بھئی اب تم لوگ یہ بتاؤ کہ تم سے ملاقات کب ہوگی؟ اکبر شاہ نے درمیان میں دخل دے کر کہا۔

''اکبر شاہ تم لوگوں تک پہنچنا بھلا کون سا مشکل کام ہے۔ اگر ہم واقعی تم سے محبت کرتے ہیں تو ہمارے درمیان زیادہ فاصلے نہیں رہیں گے تم اس کی بالکل فکر مت کرو۔'' اکبر شاہ کو غلام شاہ نے کسی کام سے طلب کر لیا تھا اس لئے وہ چلا گیا۔ سونیا اور دوسرے چند فنکار ان لوگوں سے تھوڑی دیر گفتگو کرتے رہے اور پھر انہوں نے بھی اجازت طلب کر لی۔ سہیل اور راجن باہر آ گئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنی اسی رہائش گاہ میں داخل ہو گئے جہاں ان کا قیام تھا دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ تھی سہیل نے ہنستے ہوئے راجہ سے کہا۔

''سرکس کے فنکار اس بات پر حیران ہیں کہ ہم دونوں بے فکرے ان لوگوں کے پیچھے کیوں لگے ہوئے ہیں لیکن انہیں کیا معلوم کہ وہ ہمارے لئے کیا حیثیت رکھتے ہیں۔''

''ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پروگرام کیا ہے؟''

''پروگرام وہی ہے جو پہلے سے طے کر چکے ہیں۔ صبح ہوتے ہی تم روانہ ہو جاؤ۔ یہ تصاویر لے جاؤ اور اس سلسلے میں جو کام تمہارے سپرد کیا گیا ہے اس کی تکمیل کر ڈالو تمہاری ذہانت بس یہی ہے کہ اس میں زیادہ وقت صرف نہ کرو۔''

''اور تم؟'' راجن نے سہیل سے پوچھا۔

''میں سرکس کا پیچھا کرتا ہوا بائی روڈ وہاں تک پہنچوں گا۔''

''نہایت ہوشیاری سے کام کرنا ہوگا۔'' راجن نے تشویش سے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

''مطمئن رہو اور اپنا کام خوش اسلوبی سے انجام دو۔'' اس نے گہری سانس لے کر کہا۔

❁❁❁

سرکس کھل گیا۔ دن رات کا کام تھا اور سب اس کے ماہر، بڑے بڑے تنبو آن کی آن میں لپیٹ دیئے گئے۔ بازاروں سے خریداری کر لی گئی۔ ٹرکوں کی ٹنکیاں پٹرول سے بھروائی گئیں۔ ویسے بھی بہت طویل فاصلہ طے نہیں کرنا تھا اس لئے کوئی بڑی خریداری ضروری نہ سمجھی گئی لیکن ان تمام کارروائیوں کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی کیونکہ یہ سب کچھ ایک معذور انسان کا کارنامہ تھا جو جاہل اور ان پڑھ تھا۔ قبیلے کے لوگوں نے بحالت مجبوری اسے مشورہ دیا تھا کہ بھیک کا پیالہ اٹھا لے لیکن غلام شاہ کے دل کی آگ نے کوئی اور ہی شکل اختیار کر لی۔ اس کی غیور فطرت بھیک لینا نہیں بھیک دینا جانتی تھی اور آج درحقیقت وہ اس قابل تھا کہ لوگوں کی تقدیریں بنا دے۔ ایک بڑے اور جدید سرکس کے لئے جو کچھ ضروری ہو سکتا تھا اس کے پاس موجود تھا دیکھنے والے تو یہی سوچ سکتے تھے کہ اس پھیلاوے کو سمیٹنے کے لئے کئی دن درکار ہوتے ہوں گے لیکن دیکھنے والوں نے ہی یہ دیکھا کہ علی الصباح یہ کام شروع ہوا اور دوپہر سے پہلے ختم ہو گیا۔ کرین نے جانوروں کے کٹہرے ٹرک پر لادے اور یہ آخری کام تھا۔ دوپہر کے کھانے کے بعد ٹرک اور جیپیں اسٹارٹ ہو کر چل پڑیں دوسرے شہر کے لئے۔ اس کام پر مامور دو افراد پہلے ہی بھیج دیئے گئے تھے جنہیں جگہ حاصل کرنا تھی اور ان کی طرف سے اطلاع مل گئی تھی کہ کام ہو گیا ہے۔

غلام شاہ ایک جیپ میں سونیا اور اکبر کے ساتھ موجود تھا اور حسب عادت خوش نظر آ رہا تھا۔ جس شہر میں وہ جا رہے تھے وہاں کئی بار سرکس لگا چکے تھے۔ کافی بڑا شہر تھا لاتعداد سرکاری دفاتر تھے بے شمار صنعتیں لگی ہوئی تھیں۔ شہر کے لوگ زندہ دل تھے اور پنڈال کھچا کھچ بھر جاتا تھا۔

''وہاں کتنے دن رکو گے شیخا۔'' اکبر شاہ نے پوچھا۔

''اجاجت تو ڈیڑھ مہینہ کی لی ہے کچھ دن اور بڑھا لیں گے۔ بعد ماں سیدھے نیا نگر چلی ہے میلہ میں۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''نیا نگر'' اکبر شاہ چونک کر بولا۔

''ہاں رے کا ہوئی ہے۔''

''نیا نگر تو تم کبھی نہیں جاتے شیخا۔ اور پھر وہ تو بہت دور ہے۔''

''ارے تو کا ہوا رے، لمبا سفر کرلئی ہے۔''

''مگر نیا نگر کی کہانیاں۔''

''او ہو دیکھ لیں گے رے ادھر جا کے۔ ٹھاکروں کا علاکا ہے رے، بڑے نام سنے ہیں ان ٹھاکروں کے جرا ہم بھی تو دیکھیں، ہیں کا اور۔''

''سنا ہے بہت خوبصورت علاقہ ہے۔''

''اور بہت کچھ سنا ہے بیرا۔ بڑی بری جمینیں ہیں ان لوگاں کی بڑی سان وارے ہیں۔''

''ہم ضرور وہاں چلیں گے شیخا یہ اکبر بھیا تو بس ڈرتے ہیں ہر جگہ سے۔'' سونیا نے کہا اور اکبر مسکرا پڑا۔

''ہاں ڈرتا ہوں سونیا، اپنے لئے نہیں تیرے لئے۔ شیخا نے ہمارے ہاتھ باندھ دیئے ہیں۔ ہمیں حکم ہے کہ کسی انسان کو ہمارے ہاتھوں نقصان نہ پہنچے ورنہ۔ ہم کسی سے نہیں ڈرتے۔''

''ارے تو گلت کہی ہے ہم۔ کتل وگارت گری کرو گے تم۔ اللہ کے بندوں کو مارو گے۔ دیکھو بڑا برائی کرن وارے تو برائی ہی کری ہے۔ اس کے جباب میں تم لوگ برائی کرو گے تو پھر کا رئی ہے۔ برائی کو بھلائی سے روکو بات بن جائی ہے۔''

''اور شیخا اگر بات نہ بنے تو۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''تو ہمار کھپڑیا میں ڈنڈا دے مارو بھائی رے۔ سب کی باتیں نئی جنی ہیں۔'' غلام شاہ جھلا کر بولا اور سونیا ہنس پڑی۔ اکبر شاہ سوچ میں ڈوب گیا۔

دوپہر کے بعد سفر شروع کیا گیا تھا بہت زیادہ دور نہ گئے تھے کہ شام ہوگئی۔ سورج پوری طرح ڈھلنے بھی نہ پایا تھا کہ غلام شاہ نے قافلے کو روک دیا۔ بہت خوبصورت سبز علاقہ تھا۔ کچھ فاصلے پر ایک ندی نظر آ رہی تھی۔ قافلہ رک گیا لوگوں کا خیال تھا کہ شاید ابھی کم از کم دو گھنٹے سفر اور جاری رہے گا لیکن شاید علاقے کی خوبصورتی کے پیش نگاہ غلام شاہ نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ تمام ٹرک ایک دائرے کی شکل میں کھڑے کر لئے گئے ان کے درمیان وسیع جگہ چھوڑ دی گئی تھی۔ کٹہرے وغیرہ بھی ٹرکوں کے اس احاطے کے درمیان ہی تھے کسی غیر آباد جگہ قیام کی یہی ترتیب ہوتی تھی۔ قیام کے فوراً بعد

ضروریات زندگی کا آغاز ہو گیا۔ غلام شاہ کو وہیل چیئر پر منتقل کر دیا گیا تھا اور وہ اس وسیع و عریض احاطے میں وہی چیئر چلا رہا تھا۔ پھر اس کی یہ کرسی کریم شاہ کے پاس رکی جو رسیاں لپیٹ کر گچھے بنا رہا تھا۔

''ہے رے کریما کا کرت ہے بھائی رے؟''

''کچھ ناہیں سیکھا بس یہ رسیاں چیک کرت رہے۔'' کریم شاہ نے جواب دیا۔

''او جیتا رہے بھائی۔ تو کا بھی۔ ''چیک'' کرن آئی گوا۔ انگریجی ماں کی اکرن لاگا تیں بھی۔ واہ رے انگریجا کے لونڈے۔'' کریم شاہ ہنسنے لگا تھا۔

''کا کریں سکھیاں ان جوان چھوکروں نے ہمارا جبان کھراب کر ڈاری رے۔''

''آرے بھائی چیک کرن والی تو اور بھی بہت سی رسیاں ہیں تو او کا ناہیں چیک کرے گا رے۔''

''کون سی رسیاں سیکھا۔''

''آرے تو ہار اولاد کی بات کروں ہوں رے۔ سسر اولاد بھی تو رسیوں کی طرح پنڈے سے لپٹی رہے ہے۔ چھوکرے سسرے تو جیادہ پریسان ناکریں پن بیٹیاں آنکھن لڑت ہیں سونیا کو دیکھو سسری بھاری جات ہے اور بھی جوان چھوکریاں ہیں سب کے بارے میں سوچنا ہے رے تیری چھوری سنوریا ہے تو او کے بارے ماکبھونا سوچے۔''

''سچ کہوں سیکھا تو یار ہے ہمرا، یوں لاگے ہے جیسے ہم نے سب کچھ تو ہار کندے پر لاد رکھا رے۔ ہم جانت ہیں تیری آنکھ چاروں طرف دیکھے ہے تو جو ہے سب کے بارے ماں سوچن وارا۔''

''محبت ہے تم لوگوں کی، لنگڑوا کو بادساہ بنا دیا، مہربانی رے بھائی تمری سن کریما توری بیٹا کے لئے ہم لڑکا دیکھ لیت ہیں۔ تو ہاں کر دے۔''

''ہاں سیکھا، ہمری طرپھ سے ہاں۔''

''ارے باورے یہ تو پوچھ لے ہے کون۔'' غلام شاہ مسرور لہجے میں ہنس کر بولا۔

''نی سیکھا، رے پوچھ لیا تو بات ہی کا۔ تیری سان ما بٹا لگائیں کیا۔ نا سیکھا جب تو ان کی سادی کرے گا تب ہم لونڈا دیکھیں گے۔'' کریم شاہ نے کہا۔

''اللہ تو کا کھوس رکھے بھائی۔ ہم نے ایاج کے بارے میں سوچا رے۔ بہت اچھا لڑکا رے اور سن رے کریما کل ہم ان دونوں کی سادی کر دیں گے کل۔ آگے ناہیں بڑھیں گے سمجھا۔''

''جو تیری مرجی سیکھا۔ جو تیرے مرجی ہم کچھ بولئی کا۔'' کریم بخش خوشی سے کپکپاتا ہوا بولا۔

''چھ چھوکرا تیار کرلے منہ اندھیرے سکار کرنے نکل جادین۔ بریانی پکوئی ہے ہاں بڑھیا واری۔''

''ٹھیک ہے سیکھا اور......!''

بس رے اور کچھ ناہیں، رت جگائی ہوئی ہے گلگلا پکت رہے ہاں۔'' غلام شاہ جلدی جلدی کرسی دھکیلتا آگے بڑھ گیا اور پھر احاطے کے بیچ آ کر بولا۔'' ارے او سسروا سرکس وارو سب آئی جاؤ رے ہمار پاس۔ آؤ رے ڈھول ڈبہ بجان کی تیاری کرلو رے یاد کروگے سیکھا کو۔''

کام کرنے والوں نے گردنیں گھما گھما کر غلام شاہ کو دیکھا۔ پھر سب اس کے گرد جمع ہونے لگے۔ جب ایک ایک شخص اس کے سامنے پہنچ گیا تو غلام شاہ نے کہا۔'' جانت ہو بٹوا ہم اس جنگل ماں منگل منان واسطے سرکس ادھر روک دین۔ ہمرے یار کریم ساہ اور ہم نے طے کیا رے کہ سنوریا اور ایاج کی سادی کرائی دیں۔ سارے چھوکروا، لڑکے وارے اور ساری چھوکریاں لڑکی وارن رہیں۔ کل جبال کے بعد ان دونوں کا نکاح پڑھائی جائے ہے باکی جو تمہاری مرجی آئے کرو۔ ہمری طرف سے اجاجت ہے رے۔''

مجمع میں سانولی اور ایاز بھی موجود تھے، دونوں دنگ رہ گئے پھر اچانک لڑکیوں نے سانولی کے گرد گھیرا ڈال دیا اور نوجوان ایاز شاہ سے فٹ بال کھیلنے لگے۔ غلام شاہ ان سب کے بیچ قہقہے لگا رہا تھا۔

جاری ہے......

آن کی آن میں منظر ہی بدل گیا چاروں طرف سے قہقہے ابھرنے لگے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ لوگ ایک جدید زمانے کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے والے سرکس سے تعلق رکھتے ہیں۔ بس خانہ بدوشوں کا ایک قبیلہ معلوم ہوتا تھا جو اپنی روایتوں میں گم تھا۔ سانولی کے لئے قناتیں لگادی گئیں۔ ٹرکوں کو پیچھے ہٹا کر احاطہ وسیع کرلیا گیا الاؤ جل گئے۔ کڑھاؤ چڑھ گئے۔ آٹا گندھنے لگا، گڑ کے شیرے میں سونف ملا کر آٹے میں شامل کی گئی اور خمیر تیار کیا جانے لگا۔ کریم شاہ نے اپنا کام شروع کردیا تھا۔ چھ شکاری لڑکے تیار کیے گئے جنہیں تازہ گوشت مہیا کرنا تھا۔ مرچ مصالحے نکال لیے گئے ڈھول کی آوازیں پیا گھر جانے کے مدھر گیت ایک دوسرے سے ٹھٹھول، دیگوں کی صفائی کفگیروں کی ٹھناٹھن، یوں صبح ہوئی، شکاریوں نے کمال کردکھایا تھا۔ ہرنوں کی پوری ڈار شکار کرڈالی تھی۔ دوپہر کو بھنے ہوئے ہرن، شام کو بریانی اور کھجور کا زردہ تیار ہوا۔ زوال کے بعد بارات تیار ہوئی۔ قاضی کے فرائض مولوی افضل نے سرانجام دیئے۔ غلام شاہ بولا۔

''ارے بھائی مولبی صاحب، جرا مجبوط نکاح پڑھانا رے یہ آج کل کے چھوکرے چھوکریاں ناک پر کہ رکھیں ہیں، آج سادی کل جھگڑا پرسو......!''

''ہر نکاح مضبوط ہوتا ہے غلام شاہ۔ میرا پڑھایا ہوا کوئی نکاح ٹوٹا ہے آج تک۔ زیادہ مضبوطی چاہتے ہو تو خود پڑھالو'' مولی افضل تک چڑھے آدمی تھے، غلام شاہ نے قہقہہ لگایا۔

''ارے واہ رے ہری مرچ۔ بڑی تیجی ہے بھئی۔ ہمکا تو بس اتنا ہی نکاح آئے رہے کہ'' گاجر کی پینڈی گل کھیرے کا پھول، کہو بھائی رے چھوکرواتیں چھوکریاں کبول پڑھاؤ بھائی پڑھاؤ ہم چپ رہی ہے۔''

مولوی افضل نے نکاح پڑھایا اور اس فریضے کی تکمیل ہوتے ہی ایاز غلام شاہ کے قدموں میں آگرا، اس کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں۔ اسے وہ سب کچھ یاد آرہا تھا جو اس نے غلام شاہ کے ساتھ کیا تھا۔

''ناہیں بٹوا ناہیں۔ تو کا رکھست کر کے ناہیں لے جات۔ ارے کیسے چھوکری کی طرح روتا ہے رے۔ بری بات بٹوا بری بات چپ ہو جا رے۔ سسرے۔ سب ہنسیں رے۔'' بمشکل تمام ایاز کو غلام شاہ سے الگ کیا گیا۔ غلام شاہ نے آہستہ سے کہا۔''ماں باپ یاد آئے رہے ہوں گے بے چارے کو پر جانے والوں کو کون روک سکتا ہے۔''

رات گزر گئی دوسرے دن ڈیرے اٹھا دیے گئے اور سفر جاری ہوگیا۔ دن بھر سفر کیا گیا تھا اور شام کو پانچ بجے وہ شہر میں داخل ہو گئے۔

❁❁❁

شہر ایک ایک شاندار ہوٹل میں راجن اور سہیل ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ راجن نے ابھی تھوڑی دیر قبل ماسٹر سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کر کے سرکس

کے آجانے کی اطلاع دی تھی اور ماسٹر نے اطمینان کا اظہار کر کے کہا تھا کہ دوسرے کام بھی اطمینان بخش طور پر انجام پا رہے ہیں۔ وہ اپنا کام جاری رکھیں۔ اس کام سے فارغ ہو کر سہیل راجن کو تفصیلات بتانے لگا۔

''ان لوگوں کے مشن کو میں ابھی تک نہیں سمجھ سکا۔ پوری رات ناچ گانا ہوتا رہا دوسرے دن خوب ہنگامے تھے۔ ویسے راجن یہ الگ زندگی ہے۔ آزاد ایڈونچر سے بھرپور۔''

''تم نے لڑکی کو دیکھا ہے جس کا نام سونیا ہے؟''

''پاگل کر دینے والا حسن ہے مگر ساتھ ہی اور بھی بہت کچھ دیکھا ہے۔''

''کیا؟''

''وہ خطرناک جمناسٹر ہے اور سرکس میں خطرناک شیر اور ہاتھی وغیرہ بھی ہیں۔'' سہیل نے کہا اور راجن ہنسنے لگا۔ ''تم نے تصویریں تیار کر لیں۔''

''ہاں!''

''دکھاؤ۔'' اس نے کہا اور راجن نے الماری سے ایک بیگ نکال کر کھول لیا اس میں سے دو البم نکالے اور ایک اس کے سامنے رکھ دیا۔ سرکس کے بہترین مناظر تھے اور انتہائی معیاری فوٹوگرافی کی گئی تھی۔ بہت دیر تک تصویریں دیکھتا رہا پھر سہیل نے کہا۔

''ماسٹر کو البم پہنچا دیا۔''

''ابھی کہاں، اطلاع دے دی ہے اس نے کہا ہے کہ وہ خود منگوا لے گا یہ دوسرا البم اس کے لئے ہے۔''

''مارکنگ کر دی ہے؟'' سہیل نے پوچھا۔

''ہاں تم دیکھ لو۔'' راجن بولا اور اس نے دوسرا البم اٹھا لیا۔ پہلے البم والی تصاویر ہی تھیں لیکن اس میں سانولی اور ایاز کے تمام آئٹم خصوصی طور پر پیش کئے گئے تھے اور ان پر سرخ نشان لگائے گئے تھے۔ ایک ایک منظر کو نہایت خوبی سے اجاگر کیا گیا تھا۔ پورا البم دیکھنے کے بعد اس نے گردن ہلائی اور بولا۔ ''میرے خیال میں اطمینان بخش ہے۔''

زیادہ رات نہ ہوئی تھی کہ کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی راجن نے دروازہ کھول دیا۔ ایک دبلا پتلا نوجوان سامنے کھڑا تھا۔

''جی فرمایئے۔'' راجن نے پوچھا۔

''مارننگ واک صحت کے لئے بہتر ہوتی ہے۔'' نوجوان نے کہا۔

''اندر آ جاؤ۔'' راجن بولا اور نوجوان مسکراتا ہوا اندر آ گیا۔ راجن نے البم اسے دیتے ہوئے کہا۔ ''اب اس کی حفاظت تمہاری ذمہ داری ہے۔

''بے فکر رہو۔'' نوجوان بولا۔

''اور کوئی ہدایت......!''

''نہیں! چلتا ہوں۔'' نوجوان نے البم کو اپنے لباس میں محفوظ کر لیا اور باہر نکل گیا۔ راجن دروازہ بند کر کے اس کے پاس آ بیٹھا تھا دوسرے دن صبح سے دونوں تیاریاں کرنے لگے اور پھر ہوٹل سے باہر نکل آئے۔ ابھی زیادہ دور نہیں پہنچے تھے کہ انہوں نے سرکس کی ایک جیپ دیکھی جو بڑے بڑے بورڈ لگائے گشت کر رہی تھی اس پر دو مسخرے اچھل رہے تھے اور سرکس کے بارے میں اعلان ہو رہا تھا۔ آج رات پہلا شو پیش کیا جا رہا تھا۔

''کیا خیال ہے۔'' راجن نے پوچھا۔

''کوئی حرج نہیں ہے۔''

''تو پھر آؤ چلیں۔'' راجن بولا اور انہوں نے ایک ٹیکسی روک لی تھوڑی دیر کے بعد دونوں اس علاقے میں پہنچ گئے جہاں سرکس کے تنبو تن گئے تھے۔ زمین پر ایک نیا شہر آباد ہو گیا تھا اور سرکس کے لوگ مصروف تھے۔ شیروں کی آوازیں ابھر رہی تھیں بہت سے لوگ آس پاس موجود تھے۔ انہیں سرکس سے دور رکھنے کے لئے ناکہ بندی کر دی گئی تھی اور چند لوگ نگرانی کر رہے تھے۔ اندر جانے کے لئے راستہ رکھا گیا تھا۔ ان دونوں کو شاید دور سے ہی دیکھ لیا گیا۔ رؤف پاشا نے ان کا استقبال کیا تھا۔

''آپ لوگ یہاں کب آئے؟''

''بس آپ ہماری محبت دیکھ لیں خاں صاحب۔ جہاں آپ وہاں ہم۔''

''شیتا کہاں ہیں۔'' سہیل نے پوچھا۔

''جھولے کسوار ہے ہیں۔ آیئے اندر آیئے۔'' رؤف پاشا نے کہا اور سرکس کے صدر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دوسری طرف سے شیر کے گرجنے کی آواز آ رہی تھی۔ اندر چند لوگ نظر آ رہے تھے جو مختلف کاموں میں لگے ہوئے تھے۔

''شیتا کہاں ہے ابھی تو یہاں تھا۔ جا تو شیتا کہاں ہے۔'' رؤف پاشا نے ایک آدمی سے پوچھا۔

''جگا بگڑ گیا ہے شیتا اسے دیکھنے گیا ہے۔''

''آیئے۔'' رؤف پاشا نے کہا اور ایک سمت چل پڑا سہیل نے جلدی سے پوچھا۔

''یہ جگا کون ہے؟''

''ببر شیر ہے پتہ نہیں کیا بات ہے۔ جگا تو بہت شریف ہے آیئے دیکھیں۔''

''اور اس وقت مصروفیت ہے ہم بعد میں آ جائیں گے۔'' سہیل نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں پھر سہی۔'' راجن بھی جلدی سے بولا اور رؤف پاشا ہنس پڑا وہ ان دونوں کی گھبراہٹ تاڑ گیا تھا۔

''نہیں صاحب۔ سرکس کے بارے میں لکھ رہے ہیں تو یہ منظر بھی دیکھئے بلکہ تصویر بنایئے۔''

''کک کیمرہ، اس وقت تو کیمرہ بھی نہیں ہے ہمارے پاس۔'' سہیل نے کہا۔

''ارے آیئے شیر کٹہرے میں بند ہے اور کٹہرہ بہت مضبوط ہے فکر نہ کریں۔'' رؤف پاشا نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور دونوں بادل نخواستہ اس کے ساتھ چل پڑے لیکن ان کے چہروں پر گھبراہٹ نمایاں ہو گئی تھی۔ رؤف پاشا دوسرے طرف نکل آیا۔ وسیع و عریض کٹہرہ سامنے ہی نظر آ رہا تھا۔ اکبر شاہ کٹہرے کی چھت پر چڑھا ہوا تھا اور شیر کٹہرے میں بری طرح اچھل رہا تھا۔ وہ چھلانگیں مار کر چھت تک پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا جہاں اکبر شاہ موجود تھا۔ ایک طرف وہیل چیئر پر غلام شاہ بھی موجود تھا جو ببر شیر کو دیکھ رہا تھا جو گہری نظروں سے ہر ممکن کوشش کر رہا تھا کہ کٹہرہ توڑ کر باہر نکل آئے۔ پھر غلام شاہ کی آواز ابھری۔

نیچے آ جا اکبرا۔ اتر یا بٹوا۔ ای سسر جیادہ ہی گرم ہوئے رہے۔ آ نیچے آ جا بیکار ہے رے۔'' اس نے چیئر آگے بڑھائی اور کٹہرے کی طرف بڑھ گیا۔

اکبر شاہ نیچے اتر آیا۔

''اسے انجکشن لگانا ضروری ہے شیخا۔'' اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔ غلام شاہ نے کوئی جواب نہ دیا وہ سلاخوں کو جھنجھوڑنے لگا۔

''کا ہوئی گوا رے حرام کھور تو کا۔ مارے کھائے گا ہمار ہاتھوں سے ارے گلا مو ہیں ہم۔''

''پیچھے ہٹ جاؤ شیخا۔ یہ پاگل ہو گیا ہے۔'' اکبر شاہ مضطربانہ انداز میں بولا۔

''اور ہم پاگل ہوئی گوے تو ٹھکانے لگ جئی ہے ای حرام کھور رسی لے آ دو ٹکڑے۔''

''شیخا!'' اکبر شاہ نے احتجاج کیا۔

''ارے رسی لئی آ۔ سنت نا ہیں کا۔'' غلام شاہ کا چہرہ بگڑ گیا اور اسے رسی کے دو ٹکڑے فراہم کر دیئے گئے۔ غلام شاہ نے ادھر ادھر دیکھا پھر کہا۔ آ ؤ جرا اوپر چڑھائی دو ہمکا۔ نیچے کا دروجہ کھولنا ٹھیک نا ہیں رہے گا۔''

''تم...... تم کٹہرے میں اترو گے شیتا! یہ ٹھیک نہیں ہوگا۔'' اکبر شاہ نے کہا اور دوسرے لمحے غلام شاہ وہیل چیئر سے کود گیا اس کی آنکھیں سرخ ہوگئی تھیں۔ نیچے اتر کر وہ کٹے ہوئے پیروں اور ہاتھوں کی مدد سے پیچھے ہٹا اور دوسرے لمحے سہیل اور راجن کے حلق سے آوازیں نکل گئیں۔ شیتا نے دونوں ہاتھ زمین پر دبا کر ایک چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ کٹہرے کی چھت پر تھا۔ اکبر شاہ اور دوسرے لوگ مضطربانہ انداز میں ہاتھ ملتے رہ گئے۔ غلام شاہ نے چھت کا دروازہ کھولا اور نیچے کود گیا۔ شیر نے پلٹ کر اس پر حملہ کیا اور باہر موجود تمام لوگ چیخ پڑے۔ اکبر شاہ نے اپنے لباس سے پستول نکال لیا۔ راجن اور سہیل تھر تھر کانپ رہے تھے۔ شیر غلام شاہ پر جھپٹا اور غلام شاہ نے دونوں ہاتھ زمین پر ٹکا کر اپنا بدن دولتی کے انداز میں گھمایا۔ نتیجہ ناقابل یقین تھا۔ شیر اس ضرب سے بری طرح اچھلا اور کٹہرے کی سلاخوں سے ٹکرا کر زمین پر گرا لیکن اس نے پلٹی کھائی اور پھر غلام شاہ پر لپکا یہ دوسری بات ہے کہ جب وہ غلام شاہ تک پہنچا تو غلام شاہ برق رفتاری سے اچھل کر اپنی جگہ چھوڑ چکا تھا۔ نہ صرف جگہ چھوڑ چکا تھا بلکہ ایک جگہ بدن ٹکا کر وہ دوبارہ اچھلا تھا اور خود شیر پر آ گرا تھا۔ اب وہ شیر کی پشت پر تھا اور اس نے اپنی رانوں میں شیر کی کمر دبا لی تھی پھر اس نے دونوں ہاتھ شیر کی بغلوں سے نکال کر اس کی گردن پر آ جمے۔ شیر پوری قوت صرف کر کے غلام شاہ کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا اس کے پچھلے پیر نیچے کٹہرے کے فرش پر پھسل رہے تھے مگر اسے اٹھنے میں ناکامی ہو رہی تھی غلام شاہ کا چہرہ انگارے کی طرح سرخ ہو رہا تھا مگر گردن کی رگیں پھولیں ہوئی تھیں۔ پھر اس نے ٹھوڑی شیر کی گدی سے ٹکائی اور اس کی تھوتھنی نیچے رگڑنے لگا شیر آفت میں گرفتار ہو گیا تھا۔ غلام شاہ نے اسے مفلوج کر کے رکھ دیا تھا۔ راجن اور سہیل بت بنے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ ٹارزن کی فرضی کہانیاں سنی تھیں انہوں نے فلموں میں اسے شیروں سے لڑتے ہوئے دیکھا تھا۔ شیر افگن کی تردید نہ ہو سکی تھی لیکن یہ واقعہ آنکھوں دیکھا تھا تو اسے مرتے دم تک فراموش نہ کیا جا سکتا تھا۔ وہ شیر کے انداز میں ڈھیلا پن محسوس کر رہے تھے۔ غلام شاہ اسے دبوچے بیٹھا رہا۔ شیر اپنی تمام کوششوں میں ناکام ہو چکا تھا کافی دیر اسی طرح گزر گئی۔ غلام شاہ پر اب غنودگی سی طاری ہوگئی تھی پھر اچانک اس نے اپنے دونوں ہاتھ شیر کی بغلوں سے نکال لئے اور اسے پیروں کی مدد سے پلٹ دیا۔ پھر اس نے شیر کے دونوں ہاتھ رسیوں کے پھندوں میں پھنسائے اور انہیں ایک خاص انداز میں بری طرح جکڑ دیا۔ رسی کے دوسرے ٹکڑے سے اس نے شیر کے پاؤں کس دیئے تھے۔ شیر کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن وہ جنبش نہیں کر رہا تھا۔ غلام شاہ نے ایک ہاتھ اس کے منہ پر مارا اور کچھ بڑبڑایا پھر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ رؤف پاشا نے جلدی سے دروازہ کھول دیا تھا۔

اکبر شاہ، غلام شاہ کو سہارا دینے کے لئے آگے بڑھا تو وہ غرا کر بولا۔ ''پیچھے ہٹ جئی ہو سسروا نا تو ایک لات دئی ہے تو بار منہ پر حرام کھور بات ہی نا مانت رہیں۔ تم سب سسروا کو پال پوس کر جوان کر دیا ہے اور اب تم ہمکا بے وکوف سمجھ لئی ہے ارے ہم جو کہت ہیں او کا کوئی مطبل ہوے رے۔

انجکشن لگائی دیئے سسرا کو دو مہینہ کے لئے بیمار ڈال دو۔ تمرا کا جات ہے۔ بھائی جناور ہے کوئی بات ہووی گئے مرچی کے کھلا پھ بگڑ گیا تو مار دو سسروا کو۔ ارے کا ہے کو مار دو بھائی بچہ سے برا کری ہے ہم او کا بھی۔ واہ رے تمہاری محبت۔ ارے ہٹو سامنے سے۔'' غلام شاہ اپاہجوں کی طرح کھسکتا ہوا وہیل چیئر پر آ گیا اور خود ہی اسے چلاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ تمام لوگ ساکت تھے پھر اکبر شاہ نے دونوں کو دیکھا اور مسکرا دیا۔

''معاف کیجئے گا اکبر شاہ صاحب ہمیں یقین ہے کہ کچھ دن کے بعد ہم لوگ آپ کے سرکس ہی کے رکن ہوں گے۔ آپ لوگ اتنے پرکشش ہیں کہ آپ سے دور رہنے کو جی نہیں چاہتا۔''

''بیکار دل نہ لگائیں مسٹر سہیل۔ اس کے لئے آپ کو نٹوں کے قبیلے ہی میں پیدا ہونا چاہئے تھا۔ شیگا نے جانور بھی پالے ہیں تو معصوم بچوں کی شکل میں۔ وہ خود ہی انہیں جوان کرتا ہے خود ان پر ناراض ہوتا ہے خود انہیں پیار کرتا ہے۔ آپ لوگوں نے دیکھ لیا۔''

''ایک سوال کروں اکبر شاہ؟'' راجن نے پوچھا۔

''جی فرمایئے۔''

''یہ شیگا خود کتنے ہارس پاور کے ہیں۔''

''نظر نہ لگایئے بس اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ہاتھی بھی بگڑ جائے تو شیگا اس کا بھی حشر کر سکتا ہے۔''

''مائی گاڈ......!'' راجن ہونٹ سکوڑ کر خاموش ہو گیا۔

''آیئے! آپ سے بیٹھ کر باتیں کی جائیں شیگا ناراض ہو گیا ہے اب اسے چھیڑنا خطرناک ہو گا۔ یہ بتایئے آپ لوگ یہاں کب آئے......؟''

''پچھلی رات!''

''اچانک ہی آمد ہو گئی؟''

''ہمارا کام ہی ایسا ہے۔ کچھ ضروری امور تھے جو نمٹانے تھے یہاں آپ کے سرکس کی پبلسٹی جیپ دیکھی باز نہ رہ سکے۔''

''چائے پئیں گے آپ لوگ......؟''

''ان حالات میں اگر ممکن ہو تو؟''

''او نہیں یہاں ایسے حالات اکثر رہتے ہیں۔ اوہ سونیا آؤ دیکھو ہمارے مہمان آئے ہیں۔''

''ہیلو مسٹر راجن، ہیلو مسٹر سہیل۔''

''ہیلو مس سونیا یہ البم آپ کو پیش کرنا تھا۔'' اس نے کہا اور البم نکال کر سونیا کے حوالے کر دیا۔ اکبر شاہ نے چائے کے لئے کہہ دیا تھا سونیا البم کی تصاویر دیکھ کر اچھل پڑی۔

''اکبر بھیا دیکھو تو کتنی خوبصورت فوٹوگرافی کی ہے اور اتنے اچھے فوٹوگراف میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ ایک ایک منظر بڑی مہارت سے بنایا گیا ہے۔''

''یہ صرف کاروبار نہیں ہے مس سونیا بلکہ آپ سے ایک عقیدت اور محبت ہے۔'' اس نے کہا۔

''بے حد شکریہ۔ کیا میں یہ البم رکھ سکتی ہوں؟''

''آپ ہی کے لئے ہے۔''

''لاؤ سونیا مجھے بھی دکھاؤ۔'' اکبر شاہ نے کہا اور سونیا سے البم لے کر دیکھنے لگا۔ اس نے بھی تصویروں کی بہت تعریف کی تھی پھر اس نے کہا۔ ''اس میں کوئی شک نہیں مسٹر سہیل کہ یہ البم ہمارے لئے بے حد کارآمد ہے۔ اس کی بعض تصاویر بے حد خوبصورت ہیں اور ہم اس کے ہورڈنگ بنوا سکتے ہیں۔ لیجئے چائے پیجئے۔ ارے ہاں آپ کو سانولی اور ایاز کے بارے میں معلوم ہے؟''

''سانولی اور ایاز......؟''

''ہاں...... یہ دونوں کی تصویریں ہیں آپ نے بڑے خوبصورت پوز بنائے ہیں ان کے۔''

''اوہ ہاں یہ دونوں مگر یہ خیریت سے تو ہیں؟''

''بہت زیادہ خیریت سے ہیں ان کی شادی ہوگئی ہے۔''

''ارے...... کب...... کیسے......؟'' ''کہاں؟'' دونوں اچانک چونک کر بولے اور انہیں مختصر تفصیل بتائی گئی۔

''ویری گڈ تب ان کی شادی کا تحفہ ہم پر بھی واجب ہوگیا۔ انہیں تحفے کے ساتھ ہی مبارکباد دیں گے۔''

''ہمارے سرکس پر آپ کی کتاب کب تک مکمل ہو جائے گی مسٹر راجن؟''

''بہت جلد۔ بس اس کی تکمیل تک ہم آپ کو زحمت دیتے رہیں گے۔''

''آپ کی آمد سے ہمیں خوشی ہوتی ہے۔'' چائے پینے کے بعد دونوں وہاں سے چل پڑے تھے لیکن رات کے شو میں وہ شائقین کے ساتھ موجود تھے اور انہوں نے خصوصی طور پر سانولی اور ایاز پر نگاہ رکھی تھی کچھ نئے اور خاص آئٹم ان دونوں نے پیش کئے تھے۔

دوسرے دن وہ پھر سرکس میں موجود تھے۔ سہیل نے ایک خوبصورت سونے کا لاکٹ سانولی کو اور راجن نے ایک نہایت قیمتی گھڑی ایاز کو شادی کے

تحفے کے طور پر پیش کی تھی۔ غلام شاہ سے ان کی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔

''شیر کا کیا ہوا؟'' سہیل نے پوچھا۔

''اسے دو دن بھوک پیاس کی سزا دی گئی ہے۔''

''اس کے بعد کیا ہوگا؟''

''معاف کر دیا جاوے گا شیخا خود اسے کھولے گا۔''

''بھوکے شیر کے بارے میں سنا ہے کہ وہ اور خطرناک ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں اس کے پاس جانا خطرناک نہ ہوگا؟''

''شیخا سب کو درست کرنا جانتا ہے۔'' اکبر شاہ نے ہنس کر کہا واپسی پر سہیل نے راجن سے کہا۔

''یہ غلام شاہ ایک پراسرار انسان نہیں ہے؟''

''مجھے تو وہ انسان معلوم ہی نہیں ہوتا۔ یقین کرو میں اس سے خوفزدہ ہوں۔''

''یہ کام ہو جائے تو بہت بڑی بات ہوگی اب کیا ارادہ ہے؟''

''میرے خیال میں اب کام شروع کر دیا جائے۔''

''نئے شادی شدہ جوڑے کو دعوت دی جائے مگر دوسرے لوگوں کو نظر انداز کرنا بھی مناسب نہ ہوگا۔''

''وہ دعوت قبول بھی نہ کریں گے۔ مشکل نظر آتا ہے۔''

''تو پھر ان سے تنہائی میں ملاقات کا کیا ذریعہ ہو؟''

''میرے خیال میں اب دو تین دن ان کی نگرانی کی جائے ہوسکتا ہے وہ دونوں تنہا نکلیں۔'' راجن نے تجویز پیش کی اور پھر پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا......!

شیخا کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ دوسری صبح شیر کو کھول دیا گیا وہ بالکل سیدھا ہو گیا تھا۔ شیخا معمول کے مطابق سارے کاموں میں دلچسپی لینے لگا تھا۔ سونیا نے موقع غنیمت دیکھ کر البم شیخا کو دکھایا اور شیخا بغور البم کو دیکھنے لگا۔

''کیسی تصویریں ہیں شیخا؟'' سونیا نے لاڈ سے پوچھا۔

''بہوت بڑھیا کہاں سے آئیں۔''

''راجن اور سہیل نے بنائی تھیں نا......''

''ایں...... ہاں وہ دونوں۔ شیخا خاموش ہوگیا۔ کچھ دیر خاموش رہا اور پھر بولا''وہ دونوں کا روج آت ہیں رے۔''

''ہاں شیخا...... بہت اچھے لوگ ہیں۔ انہوں نے سانولی اور ایاز کو قیمتی تحفے بھی دیے ہیں سونے کا لاکٹ اور گھڑی۔''

''سونے کا لکلوا اور گھڑی......؟''غلام شاہ پرخیال انداز میں بولا۔

''سانولی اور ایاز نے دونوں چیزیں میرے حوالے کر دی ہیں اور کہا ہے کہ شیخا کی اجازت کے بغیر وہ ان چیزوں کو نہیں لے سکتے۔ منع اس لئے نہیں کیا تھا کہ تم ناراض نہ ہو جاؤ بس وہ تمہارے غصہ ٹھنڈا ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔''

''روج آت ہیں۔ اس سمر ما بھی آت ہیں۔''شیخا پرخیال انداز میں بولا پھر اس نے کہا۔''اکبر کو ہمار پاس بھیج دئی ہے اور گھڑی اور لکلوا بھی۔''

''میں بھی آؤں شیخا؟''

''آجئی ہے۔''غلام شاہ نے کہا اور اپنی چیئر دھکیلتا ہوا اپنے خیمے کی طرف چل پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد اکبر شاہ اور سونیا اس کے پیچھے پہنچ گئے لاکٹ اور گھڑی غلام شاہ کے سامنے رکھ دیے تھے اور وہ انہیں بغور دیکھتا رہا پھر اس نے کہا''اکبرا...... ان سسر کے بارے میں کچھ سوچی ہے؟''

''کیا شیخا......؟''

''دیکھو بٹوا اس سسر دنیا کو ہم اچھی طرح جانت ہیں رے کوئی حرام خور مطلب بنا دمڑی نا دیت کسی کو۔ اور ای دیت ہیں سونا کا لکلوا گھڑی، کا ہے رے...... ساتھ ساتھ لگن آئے رے ہمار بیچ ما گھس بیٹھ رہے ہمار دل نا مانے ہے رے۔''

''تمہارا کیا خیال ہے شیخا!''

''ارے کا کہت سکت بٹوا ہمکا کچھ گڑبڑ مالوم دیوے ہے رے۔''

''انہیں آسانی سے ٹالا جاسکتا ہے شیخا ہم منع کر دیں گے تو بھلا وہ کیسے آسکیں گے۔''اکبر شاہ نے کہا۔

''ارے نا نا، ایسا نا کرنا ای اکلمندی نا ہوئی ہے پھر ہمکا مالوم کیسے ہوئی ہے رے او سسرے چاہت کا ہیں رے۔ ایسا کرو۔''

''کیا شیخا؟''

''آ جاد چھوڑ دیو ان کا۔ کھوب دوستی کرو جو کہیں کرو بس ہوسیار رہو۔ نجر رکھو۔ ایک منٹ گافل نہ رہو ان سے جو بات چھپی ہوئی ہے رے پھر سامنے آئے گی۔''

''ٹھیک ہے شیخا۔ اطمینان رکھو ایسا ہی ہوگا۔''

''سنوریا سے کہو للکو ا پہن لے ایاج سے کہو گھڑے پہن لے تم لوگ بھی کھوب بے تکلف ہو جاؤ۔ سسرے کھل جائیں گے دو چار دن ما۔'' غلام شاہ نے کہا اور سونیا اور اکبر شاہ گردن ہلانے لگے۔

راجن اور سہیل دو دن تک نہ آئے لیکن تیسرے دن وہ پھر آ گئے۔ آج وہ سانولی اور ایاز کی علیحدہ تصویروں کا البم لائے تھے۔ دونوں اپنی یہ تصویریں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ سہیل نے کہا۔

''ہمیں اس بات پر حیرت ہے کہ یہ نیا جوڑا شادی ہونے کے بعد بھی اسی طرح کام کرتا ہے بھئی کچھ تو تبدیلی ہونی چاہئے عارضی ہی کیوں نہ ہو۔''

''شیخا کی طرف سے کوئی پابندی نہیں ہوتی یہ سب کچھ ان کی مرضی پر منحصر ہے۔'' اکبر شاہ نے جلدی سے کہا۔

''تب پھر اس جوڑے کو ایک ڈنر دینا چاہتے ہیں کیا یہ ممکن ہے؟''

''کیوں نہیں ...... اتنی دوستی کے بعد انکار کیسے کیا جا سکتا ہے۔''

''ڈنر کا مطلب ہے رات کو ہمیں جانا ہوگا یہ کیسے ممکن ہے اکبر شاہ۔'' ایاز نے کہا۔

''تمہارے آئٹم دوسرے لوگ سنبھال لیں گے فکر مت کرو!'' اکبر شاہ بولا۔

''مگر صرف ہم دونوں؟''

''اور شادی تمہاری ہوئی ہے۔ ٹھیک ہے مسٹر سہیل آپ جب چاہیں انہیں مدعو کر سکتے ہیں۔''

''آپ لوگ نہیں ہوں گے کیوں نہ لنچ کا پروگرام کر لیا جائے۔''

''اب تو آپ سے دوستی ہو گئی ہے لنچ پر ہم کسی دن بلائیں گے آپ کو۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''تب پھر نئے جوڑے کو آج ہی ڈنر کی دعوت ہے۔'' راجن مسرور لہجے میں بولا۔ ''آپ جب چاہیں انہیں ساتھ لے لیں۔'' اکبر شاہ نے کہا آج راجن اور سہیل کی کافی پذیرائی ہوئی تھی جب وہ چلے گئے تو ایاز نے کہا۔

''اکبر بھیا۔ یہ بے تکی بات ہے اور پھر شیخا کی اجازت کے بغیر۔''

''شیخا کی اجازت سے ہی میں نے تمہیں اجازت دی ہے۔''

''کیا مطلب؟''

''سنو، جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنو اور ذہن میں محفوظ رکھو، اکبر شاہ، سانولی اور ایاز کو آہستہ آہستہ کچھ سمجھانے لگا۔ دونوں کے چہرے سرخ ہو گئے تھے سانولی خوفزدہ لہجے میں بولی۔

''اور اگر کوئی ایسی ویسی بات ہو گئی تو......''

''شیٹا ہزار آنکھوں سے جاگتا ہے تم لوگوں کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے مگر جو کچھ تمہیں بتایا گیا ہے اس میں کمی نہ ہونے پائے۔''

''ٹھیک ہے کام شیٹا نے دیا ہے ہمیں پھر کمی کا کیا سوال ہے۔'' ایاز نے کہا اور اکبر شاہ نے گردن ہلا دی۔ راجن اور سہیل بڑے اہتمام سے انہیں لینے آئے تھے لیکن یہ بات ان کے فرشتے بھی نہیں جانتے تھے کہ جب وہ انہیں لے کر ٹیکسی میں بیٹھے تو دو موٹر سائیکلیں اور اسٹارٹ ہوئیں اور ٹیکسی کے پیچھے چل پڑیں ان پر دو چست و چالاک جوان سوار تھے۔

سانولی نے ایک خوبصورت لباس پہنا تھا اور ایاز بھی دولہا ہی نظر آ رہا تھا۔ راجن اور سہیل نے کھانے کا اہتمام ہوٹل کے کمرے میں ہی کیا تھا وہاں پہنچ کر انہوں نے پہلے ان لوگوں کو پھول اور پھر کچھ اور قیمتی تحائف دیے اور ایاز شرمندہ ہونے لگا۔

''آپ لوگ اتنے احسانات کر رہے ہیں ہم پر کہ ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ جواب میں ہم کیا کر سکتے ہیں۔''

''ہم آپ سے کس قدر متاثر ہیں مسٹر ایاز بتا نہیں سکتے۔ آپ دونوں ہمارے آئیڈیل ہیں۔ سرکس میں جن لوگوں نے ہمیں سب سے زیادہ متاثر کیا وہ آپ دونوں تھے۔ یہ دوسری بات ہے کہ دوسروں کی وجہ سے ہم اس کا اظہار نہیں کر سکے۔''

''بے حد شکریہ۔'' ایاز نے کہا۔ کھانا کھایا گیا جس کے دوران غلام شاہ اور دوسروں کے بارے میں باتیں ہوتی رہیں۔ سہیل اور راجن ان سے کافی بے تکلف ہو گئے تھے اور پھر راجن نے کہا۔

''آپ لوگوں نے ایک نئی زندگی کا آغاز کیا ہے آنے والے وقت میں آپ سے کچھ اور زندگیاں ملوث ہوں گی کیا آپ ساری عمر اس سرکس میں گزار دیں گے۔ آپ کے بچوں کا اس کے علاوہ کوئی مستقبل نہ ہو گا۔''

''ہمارے بچوں کا بھی یہی مستقبل ہو گا مسٹر راجن جو ہمارا ہے۔''

''کیا یہ دانشمندی ہے۔ سرکس کو کوئی حادثہ پیش آ سکتا ہے معاف کیجئے گا غلام شاہ کے بعد ممکن ہے آپ کو وہ آسانیاں حاصل نہ رہیں جو آج حاصل ہیں۔ مستقبل کے بارے میں سوچنا ضروری ہے۔''

''ہم نے ہوش سنبھالنے کے بعد یہی سب کچھ کیا ہے کوئی اور راستہ بھی تو نہیں ہے ہمارے لئے۔''

''دولت حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں آپ......؟''

''کون نہیں ہوتا۔''

''دوستوں پر بھروسہ کرتے ہیں......؟''

''کیوں نہیں۔''

''ہمیں دوست سمجھ سکتے ہیں؟''

''مجھے آپ پر بھروسہ ہے۔'' ایاز نے کہا۔

''تو پھر یوں سمجھئے مسٹر ایاز ہم ایک معمولی سے کام کے عوض آپ کو ایک لاکھ روپے دلوا سکتے ہیں۔''

ایاز کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ سانولی کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ دونوں سکتے کے عالم میں راجن کو دیکھنے لگے۔ سہیل بولا۔

''اور کام بھی وہ آپ آسانی سے کر سکتے ہیں بس تھوڑی محنت اور ایک لاکھ روپیہ نقد بلکہ پیشگی۔''

''کام کیا ہوگا؟''

''وہ بعد میں بتا دیا جائے گا یہ بتایئے سرکس ختم ہونے کے بعد آپ کیا کرتے ہیں؟''

''آرام......''

''رات گئے سرکس سے باہر آنے میں آپ کو کوئی دقت تو نہ ہوگی؟''

''بالکل نہیں۔''

''ویری گڈ۔ کل دن میں آپ کو ایک لاکھ روپے ادا کر دیئے جائیں گے اور کل رات کو آپ کو کام بتا دیا جائے گا اس کے باوجود کام آپ کو مشکل محسوس ہو تو آپ انکار کر سکتے ہیں، ہمیں اعتراض نہ ہوگا۔''

''ہم دونوں کو آج رات نیند نہیں آئے گی۔''

''ایک دوسرے کو دلاسہ دیجئے۔ ایک لاکھ روپے کے مصرف کے بارے میں منصوبے بنایئے وقت آرام سے گزر جائے گا۔'' سہیل ہنس کر بولا۔

''آپ نے اتنا عمدہ کھانا کھلا کر ایک ایسی بات کہہ دی کہ پیٹ ضرور خراب ہو جائے گا بہرحال ہم ہر قیمت پر یہ رقم کمانا چاہتے ہیں اور اس کے لئے یہ خطرناک کام کر سکتے ہیں فیصلہ صرف آپ کو کرنا ہے کہ آپ نے جو کچھ کہا ہے وہ ایک دلچسپ مذاق ہے یا حقیقت؟''

"یہ فیصلہ کل دن میں ہو جائے گا!" سہیل بولا اور پھر وہ لوگ ٹیکسی میں انہیں چھوڑنے آئے تھے۔ شو جاری تھا لیکن وہ اپنے خیمے میں آ گئے تھے اور واقعی آدھی رات تک جاگتے رہے تھے۔

پھر دوسرے دن دوپہر کو سہیل نے ایک لاکھ روپے کے نئے نوٹ خاموشی سے ایاز کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ "رات ساڑھے تین بجے مسٹر ایاز۔ سرکس کے سامنے پیپل کے درخت کے پاس آپ دونوں کا انتظار کروں گا۔ ہوشیاری سے آ جایئے گا...... ہوشیاری اور احتیاط شرط ہے......"

❁❁❁

سہیل اور راجن آج کے شو میں بھی موجود تھے اور ان کے انداز سے کسی خاص بات کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ غلام شاہ خوش نصیب تھا کہ اس کا سرکس ہمیشہ ہی شاندار چلتا تھا۔ ہر چھوٹے بڑے شہر میں اس کی پذیرائی ہوئی تھی اور پنڈال ہمیشہ ہی کھچا کھچ بھر جاتا تھا۔ اسی لحاظ سے آمدنی بھی شاندار تھی اور جو لوگ سرکس میں کام کرتے تھے ان کے ذہنوں میں کبھی کسی کمی کا احساس نہیں جاگا تھا بلکہ وہ سب خوشحال تھے۔ انہیں اعلیٰ درجے کی تنخواہیں بھی ملتی تھیں اور اخراجات کچھ نہ تھے۔ تمام ذمے داریاں غلام شاہ کے سر تھیں اور اس نے ہر شعبہ اتنا مضبوط کر دیا تھا کہ کہیں کسی قسم کی کمی نہ تھی۔

اس وقت بھی بندروں کی فوج مارچ کر رہی تھی اور بندر ہی بینڈ بجا رہے تھے۔ بچوں کا ہنستے ہنستے برا حال تھا۔ بڑے بھی شریک تھے۔ پھر اچانک جنگ چھڑ گئی۔ وہ گروہ بن گئے۔ بندوقیں سیدھی ہو گئیں اور فوجی پوزیشن لے کر لیٹ گئے۔ بینڈ درمیان میں پھنس گیا تھا اور میوزیشن اپنی جان بچانے کے لئے طرح طرح کی حرکتیں کر رہے تھے۔ پنڈال میں ہر شخص گلا پھاڑ پھاڑ کر ہنس رہا تھا۔ دیر تک یہ جنگ جاری رہی۔ پہلے بندوقیں چلیں پھر وہی کھینچی گئیں۔ آخر سیٹی بجی اور دونوں فوجیں میدان چھوڑ کر بھاگ گئیں۔ تالیوں کے شور سے کان پڑی آواز سنائی نہ دے رہی تھی اور پھر تالیوں کی گونج ہی میں ہاتھی اندر داخل ہوا۔ وہ سونڈ اٹھائے تیز تیز چلتا ہوا اندر آیا تھا۔ انداز ایسا تھا جیسے جنگ کرنے والے بندروں کو تلاش کر رہا ہو۔ رنگ کا چکر لگا کر اس نے ایک جگہ سونڈ ڈالی اور ایک چھپے ہوئے بندر کو تلاش کر لیا۔ اسے سونڈ میں دبا کر وہ آگے بڑھا تو ایک اور بندر مل گیا لیکن درحقیقت وہ چنکو اور منکو تھے جو بندروں کا روپ دھارے ہوئے تھے۔ دوسرے بندر کو پکڑنے کے لئے ہاتھی نے پہلے بندر یعنی منکو کو گردن پر بٹھایا اور دوسرے بندر کو اٹھانے کے لئے سونڈ آگے بڑھائی تو منکو اس کی گرفت سے اچھل کر ایک جھولے پر چڑھ گیا۔ ہاتھی نے چنکو کو چھوڑ کر جھولے سے لٹکے ہوئے منکو کو دوبارہ پکڑا تو چنکو اچھل کر ہاتھی کی پشت پر چڑھ گیا۔ ایک بار پھر قہقہے ابھرنے لگے۔ وہ دونوں بندروں کی شکل میں ہاتھی کے جسم پر دوڑتے پھر رہے تھے اور ہاتھی انہیں پکڑنے کے چکر میں پریشان ہو گیا تھا۔ وہ کبھی اس کی دم میں لٹک جاتے کبھی کان میں اور ہاتھی کی ہر کوشش ناکام ہو رہی تھی بالآخر تھک کر بیٹھ گیا۔

اس آئٹم کی پیش کار سونیا تھی جس نے اندر آ کر چنگو اور منگو کا تعارف کرایا ہاتھی بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پبلک سے خراج وصول کر کے یہ سب اندر چلے گئے اور بلال جان ایک نیا پروگرام لے کر اندر آ گیا۔

غلام شاہ اپنی جگہ موجود تھا اور ایک اجنبی سے باتیں کرتا جا رہا تھا۔ یہ اجنبی ایک دراز قامت شخص تھا جس کے چوڑے جبڑے اس کی سخت گیر طبیعت کا پتہ دیتے تھے۔ ویسے غلام شاہ سے وہ کچھ مرغوب نظر آتا تھا۔

''آپ نے یہ سب کچھ کیسے کر لیا شاہ صاحب۔''

''ارے میری کہاں مجال جو اتنا بکھیڑا کر ئی ہے جو ہون ہوئے ہے بیرا کھود ہوئی جائی ہے یاں۔''

''میں آپ سے بہت متاثر ہوا ہوں۔''

''تو پھر ہم کا کری ہے بھیّن بول جباب دے۔''

''نہیں میرا مطلب ہے۔'' وہ گڑبڑا کر بولا۔

''بنا مطلب بات کر بیرا۔ بس مالک کی مہربانی رہے ارے اک بات تو بتا پوت۔''

''جی شاہ صاحب۔''

''تے نے کبھو انگلش سرکس کا نام سنا ہے۔''

''انگلش سرکس! نہیں شاہ صاحب میں نے نہیں سنا۔ مگر ایک بات جانتا ہوں۔''

''کا رے؟''

''آپ کے سرکس سے اچھا نہ ہوگا وہ۔''

غلام شاہ نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا پھر ایک ٹھنڈی سانس بھر کر خاموش ہو گیا۔

''آپ نے اس کے بارے میں کسی خاص وجہ سے پوچھا تھا شاہ صاحب۔''

''ہاں پوت ایک بات کہیں تو سے۔ تو ہار کام ہوئی جائی ہے بھائی اگر تے نے کوئی پھائدہ ہوئے رے تو ہم کا وئی ہے۔''

''ابھی کیا کہا جا سکتا ہے شاہ صاحب ویسے آپ حکم کریں میں کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی؟''

''تو کا کوئی پھائدہ پہنچے ہماری جات سے بڑا تو ہمارے لئے انگلس سرکس جرور تلاش کری ہے۔ او کے بارے میں کچھ معلوم ہوئی جائی ہے تو ہم کا

تلاش کر کے ہمیں اس کے بارے میں ضرور بتائی ہے۔ تیرا بڑا احسان ہوئی ہے بھائی۔''

''آپ کو انگلش سرکس کی تلاش ہے۔''

''ہاں رے۔'' غلام شاہ کے حلق سے سسکی سی نکل گئی اور اس کا آخری آئٹم بھی ختم ہو گیا اور لوگ کھڑے ہو گئے۔ غلام شاہ نے بھی اپنی جگہ چھوڑ دی تھی اور اس کا ساتھی بھی کھڑا ہو گیا تھا۔

''اچھا شاہ صاحب اجازت۔''

''ہاں بھائی کا نام رے تو ہار بھول گئے ہم۔''

''خان ارشاد خان۔'' اس نے غلام شاہ سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا اور پھر وہ آگے بڑھ گیا۔

پنڈال خالی ہو گیا راجن اور سنبل بھی عام لوگوں کے ساتھ چلے گئے تھے۔ تمام فنکار بھی پھرتی سے اپنے اپنے کام ختم کر کے بالآخر آرام کرنے اپنے خیموں میں جا گھسے جنریٹر بند ہو گئے کاربائڈ اور کیروسین لیمپ روشن ہو گئے۔ اپنے علیحدہ خیمے میں ایاز اور سانولی جاگ رہے تھے۔ ایاز نے کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

''ابھی دیر ہے۔''

''ہاں! کچھ دیر آرام کرلیں۔''

''لیٹ گئے تو نیند آ جائے گی۔''

''باتیں کرتے رہیں گے۔''

''تم لیٹ جاؤ سو گئیں تو جگا دوں گا۔''

''تم اکیلے جاگو گے۔''

''جاگ لوں گا۔'' ایاز مسکرا کر بولا۔

''نہیں ایاز۔ ہم دونوں اکیلے بہت جاگ چکے ہیں۔ اب ایسا نہیں ہوگا۔ سانولی نے کہا اور ایاز مسکرانے لگا۔ سانولی بولی۔'' میں چائے کا بندوبست کرتی ہوں۔''

سانولی خیمے سے باہر نکل گئی اور ایاز انتظار کرتا رہا۔ نہ جانے کن سوچوں میں گم ہو گیا تھا۔ جب سانولی واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں چائے کے مگ

تھے۔ ایاز اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔ پھر اس نے چائے کا گھونٹ لے کر کہا۔

خلا میں لٹکتے ہوئے جھولوں پر ناقابل یقین کارنامے دکھانے والی انسانوں کے سانس روک دینے والی آزاد فاختہ، بیوی بن کر کیسی کیسی الجھنوں میں پھنس گئی۔ کیسا لگتا ہے سانولی۔''

''سچ ماننا میری بات۔''

''ہمیشہ ہمیشہ۔'' ایاز نے محبت سے کہا۔

''وہ سب کچھ تو صبح کی روشنی اور شام کی دھندلاہٹوں کا معمول ہے زندگی تو تمہارے پہلو میں جاگتی ہے ایاز اسی وقت محسوس ہوتا ہے کہ دنیا میں کچھ اپنا بھی ہے۔''

''ہاں سانولی سچ کہتی ہو۔''

وقت گزرتا رہا پھر ایاز نے گھڑی دیکھ کر کہا تیار ہو جاؤ۔''

دونوں نے لباس تبدیل کئے اور پھر خیمے سے باہر نکل آئے۔ ننھا سا شہر سو رہا تھا جانوروں کے کٹہروں میں بھی خاموشی تھی۔ وہ پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہوئے سرکس کے احاطے سے باہر نکل آئے اور پھر پیپل کے اس درخت کی جانب چل پڑے جو اندھیرے میں لپٹا کھڑا تھا۔ آس پاس کی خاموشی طاری تھی اور کوئی نظر نہیں آ رہا تھا دونوں پیڑ کے سائے میں جا کھڑے ہوئے۔

''یہاں تو کوئی نہیں ہے۔''

''ہونا تو چاہئے۔'' ایاز پر تشویش لہجے میں بولی۔ سانولی چاروں طرف دیکھتی رہی ایک ایک لمحہ سنسنی خیز گزر رہا تھا۔ پھر اچانک ہلکی ہلکی دو آوازیں ہوئیں اور دونوں اچھل پڑے۔ پیپل کے درخت سے دو سائے نیچے کودے تھے۔

''ہیلو۔'' راجن کی آواز ابھری۔

''اوہ! تم لوگ۔ خوب سرکس والوں سے دوستی رہی تو کل کسی جھولے میں الٹے لٹکے نظر آؤ گے۔''

سہیل ہنسنے لگا پھر بولا۔ ''ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے اب تو یہی جی چاہتا ہے کہ ہم بھی تمہاری طرح جھولوں پر تھرکتے پھریں۔''

''درخت کے اوپر کیا کر رہے تھے؟''

''وہی ہوا جس کا خدشہ تھا انتظار کرنے کے لئے اس سے بہتر جگہ اور کوئی نہیں ملی۔''

''یقین کرو مائی ڈیئر مسٹر ایاز اب تو یہی جی چاہتا ہے کہ تمہارا ساتھ نہ چھوڑا جائے۔ آؤ چلتے ہیں۔ دیر ہو رہی ہے۔'' سہیل نے کہا۔

سانولی اور ایاز ان کے ساتھ آگے بڑھ گئے بکھراں سناٹے میں چاروں تھوڑی دیر تک چلے اور اس کے بعد ایک مکان کی آڑ میں پہنچ گئے جہاں ایک کار کھڑی ہوئی تھی۔ سہیل نے کار کا دروازہ کھولا اور پھر پچھلی نشستوں کا دروازہ کھول کر ان دونوں سے اندر بیٹھنے کے لئے کہا۔ راجن گھوم کر سہیل کے پاس آ بیٹھا تھا۔ سہیل نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی فاصلہ طے ہوتا رہا۔ سانولی اور ایاز خاموشی سے کھڑکی کے شیشوں سے باہر پھیلے ہوئے بکھراں سناٹے کو دیکھتے رہے نجانے ان کی ذہنی رو کس طرف بھٹک رہی تھی۔ تقریباً تین ساڑھے تین میل کا یہ فاصلہ طے ہوا اور اس کے بعد وہ ایک ایسے علاقے میں پہنچ گئے جہاں چوڑی اور عظیم الشان سڑک کے دونوں سمت عمارتیں بنی ہوئی تھیں۔ یہ دفاتر کا علاقہ تھا اور کئی کئی منزلیں خاموش کھڑی تھیں۔ ایک خاص عمارت کے سامنے فٹ پاتھ کے پاس سہیل نے کار روک دی اور ان دونوں کو نیچے اترنے کا اشارہ کر کے خود بھی نیچے اتر آیا۔

عمارت کے صدر گیٹ سے داخلہ نہ ہوا لفٹ بند تھی انہیں سیڑھیوں کے ذریعے تیسری منزل تک جانا پڑا یہاں پہنچ کر سہیل نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ سانولی اور ایاز بھی اس کے ساتھ تھے اندر پہنچنے کے بعد سہیل نے ایک مدھم بلب جلا دیا اور انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا، سانولی اور ایاز خاموشی سے بیٹھ گئے تھے۔ سہیل مسکراتی نگاہوں سے انہیں دیکھتا رہا پھر بولا۔ ''تم دونوں کے دل کی دھڑکنیں تو تیز ہوں گی سوچ رہے ہو گے کہ نجانے کس عذاب میں پھنس گئے ہیں؟''

''اب اس موضوع پر گفتگو کرنا بالکل بے کار ہے مائی ڈیئر مسٹر سہیل۔ آپ ہمیں بتائیے کہ ہمیں کل کیا کرنا ہے ہم اپنا کام انجام دینے کے لئے بے چین ہیں۔''

''دوست اس دور میں پیسہ کمانا دنیا کا سب سے مشکل کام ہے۔ اس سے زیادہ مشکل کام ابھی وجود ہی میں نہیں آیا۔ تاہم میں تمہارا زیادہ وقت ضائع نہیں کروں گا آؤ میرے ساتھ۔''

راجن اور سہیل اٹھ کر کمرے کے سامنے والے حصے میں پہنچ گئے جہاں ایک وسیع و عریض بالکونی نظر آ رہی تھی۔ انہوں نے سامنے نظر آنے والی ایک سات منزلہ عمارت کی جانب اشارہ کیا۔

''اگر تم سے کہا جائے مسٹر ایاز کہ تمہیں اس عمارت سے ساتویں منزل کی اس عمارت میں پہنچنا ہے تو کیا یہ تمہارے لئے ممکن ہو گا؟''

''بالکل ہو سکتا ہے بشرطیکہ تم ہمیں پرواز کا کوئی طریقہ بتا دو۔'' ایاز ہنس کر بولا۔

''تمہاری پرواز تو ہم دونوں دیکھ چکے ہیں آؤ تمہیں یہ بتا دیں کہ تم کس طریقے سے یہاں سے وہاں پہنچو گے۔''

سہیل نے راجن کو اشارہ کیا اور راجن کمرے میں داخل ہو کر واپس آیا تو اس کے پاس ایک عجیب و غریب بکس تھا جو کافی وزنی معلوم ہوتا تھا اور راجن اسے بمشکل تمام اٹھا کر یہاں تک لایا تھا۔ بکس میں کچھ بٹن لگے ہوئے تھے۔ اس کی پچھلی سمت ہک لگے ہوئے تھے۔ جو فولادی اور مضبوط تھے۔ سہیل نے بکس ایک سٹینڈر پر رکھا اور پھر اس کے ہک آگے کھینچے۔ انہیں کھینچنے کے بعد اس نے بالکونی میں بنے ہوئے ایک ستون میں پھنسا دیا اور ہک کے کلپ آپس میں جڑ گئے۔ سانولی اور ایاز دلچسپ نگاہوں سے ان کی یہ کارروائی دیکھ رہے تھے۔ بکس کو ایک خاص پوزیشن میں لے آیا گیا تھا اور اس سلسلے میں تمام تر عمل مشینی تھا بکس کے سامنے والے حصے میں ایک عجیب و غریب قسم کا آنکڑا لگا ہوا تھا۔ جس پر اسپرنگ نظر آرہے تھے۔ ایاز دلچسپی سے اسے دیکھتا رہا اور سہیل نے اسے بتایا۔

''یہ ہک مضبوط ترین اسٹیل کے بنے ہوئے ہیں اور یہ اینکر نما چیز اس سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔ اس میں خوبی ہے کہ یہ جس چیز میں پیوست ہو جائے اسی سمت سے عمل کیے بغیر اس کا کھولنا ممکن نہیں۔ اب تم ذرا غور سے اس سامنے والی عمارت کے اس ستون کی جانب دیکھو جو ہمیں نظر آرہا ہے۔ اگر اس طرح ممکن نہ ہو تو لو یہ دوربین سنبھال لو۔''

سہیل نے اپنے لباس سے ایک دوربین نکال کر ایاز کو دے دی اور ایاز اسے سامنے والی عمارت کے اس ستون کی جانب سیٹ کرنے لگا جس کی طرف سہیل نے اشارہ کیا تھا۔ راجن اور سہیل اپنے کام میں مصروف تھے۔ سانولی کو سامنے سے ہٹا دیا گیا اور جگہ خالی چھوڑ دی گئی۔ اس کے بعد سہیل نے ایک سرخ بٹن دبایا اور زناٹے کی ہلکی سی آواز کے ساتھ وہ اینکر نما ہک برق رفتاری سے آگے بڑھا۔ بالکل یوں لگا تھا جیسے کسی رائفل سے گولی فائر کی گئی ہو۔ ہک کے ساتھ ساتھ ایک لمبا چکنا اور مضبوط تار آگے بڑھ رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہک سامنے والے ستون تک پہنچا اور اس میں پیوست ہو گیا۔ سانولی اور ایاز کی آنکھیں حیرت زدہ انداز میں پھٹی ہوئی تھیں۔ یہ انوکھی چیز ان کے لئے باعث حیرت تھی ہک اس جگہ پھنس گیا اور سہیل نے چوکور بکس میں مزید کچھ کارروائی کی اور تار اس طرح تن گیا کہ اس میں ذرہ برابر لچک نہ رہی اب یہاں سے سڑک کے پاس اس عمارت تک اس تار کا راستہ بن گیا تھا۔

''یہ کام بے شک انتہائی خطرناک ہے لیکن آپ لوگوں کو دیکھتے ہوئے ہم نے یہ جرأت کر ڈالی ہے۔ اب آپ بتایئے کہ آپ دونوں میں سے کون اس تار پر چل کر وہاں تک جانا پسند کرے گا۔'' ایاز نے گہری نگاہوں سے سہیل کو دیکھا اور پھر سانولی فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔

''یہ تو کوئی مشکل کام نہیں ہے میں بہ آسانی اس عمارت تک جا سکتی ہوں۔''

ایاز کے چہرے پر اضطراب کے آثار پھیل گئے اس نے کہا۔ ''نہیں سانولی یہ کام تم سے زیادہ آسانی سے میں کر سکتا ہوں۔''

''جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ایاز تم جانتے ہو کہ میرے لئے بالکل مشکل نہیں ہے۔''

راجن نے ان دونوں کی گفتگو میں مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ ''اور اگر میری رائے پوچھی جائے تو میں بھی یہ کہوں گا کہ محترمہ سانولی اس سلسلے میں زیادہ کارآمد ہیں۔ شیر سے زیادہ شیرنی نڈر اور طاقتور ہوتی ہے۔ چنانچہ محترمہ سانولی آپ ہی ہمیں یہ جادوئی کارنامہ دکھائیں۔'' سانولی نے گردن خم کی۔ ایاز کی مٹھیاں بھینچ گئی تھیں۔ لیکن بہرطور اس نے کچھ نہ کہا۔ سانولی نے جوتے اتارے اور تار پر چل کر اس عمارت تک جانے کے لئے تیار ہو گئی۔ ایاز نے تار کی لچک کا جائزہ لیا اور خود اس پر کافی دور تک جا کر واپس آ گیا۔ پھر اس نے واپس آنے کے بعد پوچھا۔

''لیکن مسٹر سہیل وہاں تک جا کر سانولی کو کرنا کیا ہے؟''

''وہاں تک جا کر واپس آ جانا ہے بس۔''

''اس سے فائدہ۔''

''یہ بعد میں بتا دیا جائے گا۔''

''اگر آپ ایسی بات ہم سے پہلے کہہ دیتے تو ہم اپنے مخصوص قسم کے جوتے لے کر آتے جو اس تار پر چلنے میں معاون ثابت ہوتے۔''

''اس کے لئے مجھے افسوس ہے۔ تاہم اگر یہ ممکن نہ ہو تو میں اصرار نہیں کروں گا۔ یہ کام کل بھی کیا جا سکتا ہے۔''

''نہیں جوتوں کی ضرورت نہیں ہے میں سمجھتی ہوں۔'' سانولی نے کہا اور اس کے بعد وہ تار پر چڑھ گئی۔ چند قدم چل کر اس نے اپنے آپ کو بیلنس کیا اور اس کے بعد جس برق رفتاری سے وہ اس جگہ سے سامنے والی عمارت تک پہنچی اسے دیکھ کر سہیل اور راجن کے سانس رک گئے۔ سانولی وہاں پہنچی اور وہاں بالکونی میں اتر کر اس نے ہاتھ ہلایا۔ پھر واپسی کے لئے تیاریاں کرنے لگی اور پلک جھپکنے میں وہ ان لوگوں کے پاس واپس پہنچ گئی، راجن اور سہیل نے مسرور انداز میں تالیاں بجائی تھیں۔ اس دوران راجن کچھ کارروائی کرتا رہا تھا لیکن اس کی جانب نہ سہیل متوجہ تھا نہ ایاز۔ یہ کارروائی کیا تھی اس بارے میں ان دونوں کو بھی کچھ نہیں معلوم ہو سکا تھا۔ سانولی واپس آئی تو سہیل اور راجن نے اسے پر خلوص مبارکباد دی اور پھر راجن کہنے لگا۔

''مسٹر ایاز بات یہیں تک محدود نہیں ہے۔ ابھی پچاس ہزار روپے کی گنجائش اور ہے آپ لوگوں کے لئے اور جو کام ہم آپ کے سپرد کرنا چاہتے ہیں اس کی تکمیل ہوتے ہی پچاس ہزار روپے آپ کو مزید ادا کر دیئے جائیں گے۔ بلکہ ادائیگی کا تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ آپ چاہیں تو کل دن میں وہ پچاس ہزار روپے ہم سے لے سکتے ہیں۔''

''مطلب یہ ہے کہ کام ابھی باقی ہے؟'' ایاز نے کہا۔

''یہ تو صرف مشق تھی بالکل اسی طرح جیسے آپ دن کی روشنی میں اپنے پنڈال میں مشق کرتے ہیں۔''

''اصل کام کیا ہوگا؟''

''کل رات آخری رات ہے اور اس کے بعد ہمارا یہ کام ختم ہو جائے گا۔ اس عمارت میں داخل ہو کر ہمیں یہاں سے ایک چیز حاصل کرنی ہے اور اس کی تفصیلات آپ کو کل ہی بتائی جائیں گی۔ لیکن یوں سمجھ لیجئے کہ یہ کام فائنل ہو جائے گا اور اس کے بعد ہمارے اور آپ کے درمیان صرف دوستی کا رشتہ رہے گا۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔''

''اس قسم کے کاموں پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوتا لیکن جو چیز آپ کو وہاں سے لانی ہے وہ کیا ہے؟''

''ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس سے آپ کو یہ احساس ہو کہ ہم نے وہاں ڈاکہ زنی کی ہے۔ نہ وہاں ہیرے ہیں نہ دولت ایک بہت ہی معمولی سی شے ہے جو ہمیں اس عمارت کے ایک کمرے سے حاصل کرنی ہے اور مسٹر ایاز اس عمارت تک پہنچنے کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے۔ اس کے داخلی دروازے سے داخل ہوتے ہی اندر الارم بجنے لگیں گے اور اتنے مشکل مراحل سے گزرنا پڑے گا کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا لیکن یہ طریقہ کار نہایت مناسب ہے اور اس میں کوئی دقت نہیں ہوگی۔''

''آپ کو اپنے بکس پر مکمل بھروسہ ہے؟''

آپ نے خود دیکھ لیا کہ اس کا طریقہ کار کیا ہے اب ہم اسے واپس لاتے ہیں۔ براہ کرم تھوڑے فاصلہ پر ہٹ جائیے تار کی لچک ادھر ادھر بھی ہو سکتی ہے۔ حالانکہ اس کے امکانات نہیں ہیں۔'' سہیل نے کہا اور اس کے بعد وہ اس چوکور بکس پر عمل کرنے لگا۔ دوسری عمارت پر بندھے ہوئے ہک کھلے اور پھر اس زناٹے سے تار واپس اندر آیا کہ یہ لوگ حیران رہ گئے۔ اینکر نما ہک بکس سے آلگا تھا اور بکس کے اگلے حصے پر ربڑ کے ٹپ لگے ہونے کی وجہ سے کوئی زوردار آواز بھی نہیں ہوئی تھی۔''

''آپ کا یہ آلہ انتہائی خطرناک ہے۔''

''بعد میں آپ کو یہ بطور تحفہ بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔'' سہیل نے کہا اور ایاز اسے دیکھتا رہ گیا۔ یہ چیز واقعی اسے بے حد پسند آئی تھی اور اس کے حصول کی تمنا اس کے دل میں چٹکیاں لینے لگی تھی پھر اس نے گہری سانس لے کر کہا۔

جاری ہے...

''ٹھیک ہے مسٹر سہیل ہم آپ کا یہ کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔''

''کل دن کی روشنی میں آپ کو پچاس ہزار روپے مزید مل جائیں گے۔''

''بہت بہت شکریہ یہ ڈیڑھ لاکھ روپے ہمارے مستقبل کے لئے بہترین معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔''

''اور آپ پر ہمارا اعتماد بھی کمزور نہیں ہے دوستی کے لئے یہ ضروری ہے کہ زبان بند رکھی جائے۔''

''بار بار یہ الفاظ کہہ کر آپ ہمیں شرمندہ کر رہے ہیں میرے خیال میں ہمارے اور آپ کے درمیان کسی بد اعتمادی کی گنجائش نہیں ہے۔'' ایاز نے کہا۔

''قطعی نہیں بالکل نہیں تو اب آپ آئیے ہم آپ کو واپس چھوڑ دیتے ہیں۔'' دونوں تیار ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد وہی کار انہیں لے کر واپس چل پڑی اور پیپل کے اسی درخت کے پاس انہیں چھوڑ دیا گیا۔ سہیل اور راجن نے ایاز سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

''کل تک کے لئے خدا حافظ''

''خدا حافظ!'' ایاز نے کہا اور دونوں کار میں بیٹھ کر واپس چل پڑے۔ سانولی اور ایاز انہیں دیکھتے رہے پھر جب ان کی کار کی سرخ روشنی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تو ایاز نے گہری سانس لے کر کہا۔

''آؤ سانولی۔'' دونوں سرکس کے عقبی حصے کی طرف بڑھ گئے۔

❀❀❀

پنڈال میں بھانت بھانت کے تماشے ہو رہے تھے۔ آٹھ گھوڑے دائرے کی شکل میں دوڑ رہے تھے اور رؤف پاشا ان پر قلابازیاں کھا رہا تھا۔ کبھی وہ ایک گھوڑے پر بیٹھتا کبھی دوسرے گھوڑے پر۔ کسی کی پشت پر سر کے بل کھڑا ہوتا تو کبھی نیچے کھسک کر اس کے پیٹ سے چپک جاتا۔ عبدل شاہ لکڑی کی دس گلیاں اچھال رہا تھا۔ تقریباً دو دو فٹ کے لکڑی کے دس ٹکڑے فضا میں زناٹے بھر رہے تھے اور نہایت برق رفتاری سے عبدل شاہ کے ہاتھوں سے نکل رہے تھے۔ غلام شاہ وہیل چیئر پر بیٹھا چاروں طرف نظریں دوڑا رہا تھا اور ایاز کرسی کے پیچھے کھڑا ان تمام مشقوں کو دیکھ رہا تھا۔ عبدل کے ہاتھ سے ایک گلی نکلی اور اس نے اسے دوسرے ہاتھ میں دبی گلی کی نوک پر سیدھا روک لیا۔ ایک ہاتھ سے اس نے گلی روکی تھی اور دوسرا ہاتھ باقی آٹھ گلیوں کو مسلسل متحرک رکھے ہوئے تھا۔ ایک اور گلی اچھلی اور عبدل کے ساکت ہاتھ پر آ رکی، پھر چوتھی، پانچویں اور چھٹی گلی بھی رک گئی۔ غلام شاہ ادھر متوجہ ہو گیا۔

''ایا جی۔'' اس نے آہستہ سے پکارا۔

''ہاں شینا۔''

''ای سسر عبدل کو دیکھ بڑھیا بھائی بڑھیا باپ بھی گلی کا کھیل بڑھیا جانت رہا تھا۔ لمبے بانس کی نوک پر جا کر کھڑا ہوئی تھا۔ بڑوں نے سچ کہا۔'' باپ پر پوت پتا پر گھوڑا۔ بہت ناہیں تو تھوڑا تھوڑا۔'' بڑھیا سب ری گلیاں کھڑی ہوتی تکیں رے۔ واہ بھائی واہ انعام لئی گئے ای تو۔ ارے ای دیکھ۔''

چنکو ایک بڑی گیند کھیلتا ہوا آیا اور عبدل نے وہ گیند خالی ہاتھ سے سنبھال لی۔ بیس فٹ کی بلندی تک لکڑی کے ٹکڑے ایک دوسرے کی نوک پر سیدھے کھڑے تھے اور عبدل گیند کو گدے دے رہا تھا۔ گیند زیادہ سے زیادہ بلند ہوتی جا رہی تھی۔ عبدل اسے روکتا اور زیادہ قوت سے ہاتھ مار کر اس کی بلندی زیادہ کر دیتا پھر اس نے گیند پر پوری قوت سے ہاتھ مارا اور اس کے ساتھ ہی جھک کر اسے گلی کی آخری نوک پر سنبھال لیا۔ غلام شاہ نے بے اختیار تالیاں بجائیں اور چیخ کر بولا۔

''اورے عبدل۔ ادھر آ پوت۔'' اور عبدل کی ساری گلیاں گر پڑیں۔ نیچے چنکو بری طرح اچھل اور چیخ رہا تھا۔ کیونکہ گلیاں اسی پر گر رہی تھیں۔ عبدل شینا کے پاس پہنچا تو اس نے جیب سے ایک اٹھنی نکال کر عبدل کی طرف بڑھا دی۔

''بہت بڑھیا ہوئی گوا تو ہار گلی کا کھیل ہؤا۔ باپ سے دوئی ہاتھ آگے بڑھ گیا۔''

عبدل کے ہاتھ میں اٹھنی تھی اور اس کی آنکھیں بھیگتی جا رہی تھیں پھر اس نے سر جھکایا شینا نے اس کے سر کو دونوں ہاتھوں میں لے کر اس کی پیشانی چوم لی۔ عبدل کی سسکیاں جاری ہو گئی تھیں۔ اس نے اٹھنی کو ہتھیلی پر رکھ کر چوما اور پھر تیزی سے رنگ سے باہر نکل کر پردے کے پیچھے چلا گیا۔ بہت سے لوگ اس طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

''اسے کیا ہوا شینا۔'' ایاز حیرت سے بولا۔

''کسے رے۔''

''اسی عبدل کو۔ انعام لے کر یہ رو کیوں پڑا۔'' ایاز نے کہا۔

''ای نا پوچھت رے تو کہ ہم ای کا اٹھنی انعام کا ہے دئی رے۔''

''ہاں شینا تمہارا انعام تو ہزار سے کم نہیں ہوتا۔''

''تو نا جانت ہؤا۔ ای اٹھنی او کے لئے لاکھ سے کم نا رہی ہا۔ مرحوم کلو جب اسی کے کسی کام سے کھوس ہوتا تو ای کا اٹھنی انعام ماں دیتا رہت تھا۔ ہم

کو بھی اوہی یاد آت رہن اور عبدل کو بھی اوہی یاد آت۔ ریت دوہرائی دئی ہم نے اور روئی پڑا۔'' غلام شاہ نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔
کلوا عبدل کا باپ تھا اور مر چکا تھا۔ دفعتہً غلام شاہ نے چونک کر کہا۔ '' آئی رے حرام کھور۔''
ٹینٹ کے دروازے سے راجن اور سہیل اندر آئے تھے۔ غلام شاہ نے خود وہیل چیئر کا رخ موڑ دیا اور بلال شاہ کی طرف بڑھ گیا جو بندروں کو سنبھال کر لا رہا تھا۔ سونیا بلال شاہ سے باتیں کرنے لگی اور غلام شاہ بھی ان کے پاس پہنچ گیا۔
'' ہے ری بندروں کی کمانڈر۔ کا ہو رہا رے۔''
میں اور بلال شاہ ایک نئی آئٹم تیار کر رہے ہیں شیخا۔'' سونیا نے کہا۔
'' کرو بھائی کرو ہمکا یکین رہے ایک دن تم لوگاں ایٹم بم تیار کر کے ضرور منڈوا پر ماروئی ہو۔'' غلام شاہ ہنس کر بولا۔
'' شیخا وہ خان ارشاد خان آیا ہے۔''
'' کا ہے بھائی؟''
'' آپ سے ملنا چاہتا ہے۔''
'' ای سسرا ے جرورت سے جیادہ ہی ملن چاہت رہن ارے بھین اپنا کام کرو، ہمکا کاہے پریسان کرتے ہو۔ آگے بھی کھان پیچھے بھی کھان بیچ ماں بھکست رہن ارساد۔ ڈھکیل بھائی اے سسر ڈھکیل۔'' غلام شاہ بڑبڑاتا ہوا بولا اکبر شاہ کرسی دھکیل کر خیمے تک لے جانے لگا۔
راجن اور سہیل رؤف پاشا کی سواری دیکھ رہے تھے۔ پھر وہ بلال شاہ کے پاس آ گئے۔ سانولی جھولے پر چڑھی ہوئی تھی۔ ایاز ٹہلتا ہوا ان کے پاس آ گیا۔
'' ہیلو راجن، ہیلو سہیل۔''
'' ہیلو ایاز...... کیا ہو رہا ہے؟''
'' بس دیکھ لو...... آؤ میرے ساتھ۔'' ایاز نے کہا اور رنگ سے باہر جانے والے راستے پر چل پڑا۔
'' کسی کو ہماری دوستی پر شبہ تو نہیں ہوا؟''
'' سرکس کے مفادات کے لئے ہم سب ایک ہیں ذاتیات پر کوئی پابندی نہیں۔ کوئی بھی کسی سے دوستی کر سکتا ہے۔'' ایاز نے کہا اور ان لوگوں کو خیمے میں لے آیا۔

''بیٹھو......!''

''ہمارے خیال میں یہ جگہ خطرناک ہے۔ کھلی جگہ ہر حال میں اچھی ہوتی ہے جبکہ دیواروں کے دوسری طرف خطرات رہتے ہیں۔ اجازت دو تو خیمے کے گرد ایک چکر لگا لوں۔'' سہیل نے کہا۔

''ضرور لگا لو۔ لیکن ایسی کوئی بات نہیں یہاں کوئی کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔'' ایاز نے جواب دیا لیکن سہیل خیمے کے چاروں طرف گھوم کر دیکھ آیا پھر اس نے جیب سے نوٹوں کا بنڈل نکالا اور ایاز کو دیتا ہوا بولا۔

''پورے پچاس ہزار ہیں گن لو۔''

''اس کی گنجائش کہاں ہے۔'' ایاز نے نوٹ سنبھال کر جیب میں رکھ لئے تھے۔

''تم نے اس عجیب وغریب کام کے بارے میں سوچا تو ضرور ہوگا۔''

''ہاں خطرناک کام ہے مگر تم نے یہ کہہ کر ہمیں مطمئن کر دیا ہے کہ یہ دولت لوٹنے کا کوئی پلان نہیں۔ برا مت ماننا سہیل اگر ایسا کرنا ہوتو ہم خود بھی یہ کام کر سکتے تھے۔'' ایاز بولا۔

''معاف کرنا میرے دوست۔ ایسا کوئی کام ہم اپنے دوستوں سے لے بھی نہیں سکتے۔''

''مگر وہ ہے کیا شے......؟''

''وقت سے پہلے نہ پوچھو...... تمہاری مہربانی ہوگی۔''

''اوّل تو تمہاری دوستی اور محبت...... دوسرے یہ ڈیڑھ لاکھ روپے جو در حقیقت ہم ساری عمر اکٹھے نہیں کر سکتے تھے۔ سانولی ڈر رہی تھی مگر ہم دونوں اپنے سنہرے مستقبل کی تعمیر چاہتے ہیں۔''

''یہی ذہانت ہے۔'' راجن نے کہا۔ پھر بولا...... ''رات کو اسی وقت پیپل کے درخت کے نیچے۔

''ہم دونوں موجود ہوں گے۔'' ایاز خلوص سے بولا۔

''تو پھر ہم چلتے ہیں آج زیادہ دیر تو نہ رکیں گے۔''

''شیخا سے نہیں ملو گے......؟''

''آج نہیں......!'' دونوں اٹھ گئے پھر وہ دوبارہ پنڈال میں داخل ہوئے۔ دو چار منٹ وہاں گزارے اور باہر نکل گئے۔ ایاز نوٹوں کا بنڈل

تھپتھپاتے ہوئے کچھ سوچ رہا تھا۔

❁❁❁

وسیع و عریض عمارت کی اس رہائشی عمارت کے ایک فلیٹ کے دروازے پر راجن نے تیل بجائی اور چند لمحات کے بعد دروازہ کھل گیا۔ ایک دراز قامت عورت نے دروازہ کھولا تھا جو کسی سفید نسل سے تعلق رکھتی تھی۔ ان دونوں کو دیکھ کر اس نے راستہ چھوڑ دیا۔ ''ماسٹر تمہارا انتظار کر رہا ہے تم لوگ کچھ لیٹ ہو گئے۔''

''ہاں میڈم اس کے لئے معذرت خواہ ہیں۔'' راجن نے کہا۔ عورت انہیں ایک کمرے میں لے گئی جہاں ایک بھاری بدن اور کرخت چہرے والا غیر ملکی موجود تھا۔

''سوری ماسٹر ہمیں کچھ دیر ہو گئی تھی تیار ہونے میں کچھ وقت لگ گیا تھا۔'' سہیل نے کہا کرخت چہرے والے نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموش نظروں سے انہیں دیکھتا رہا۔ سہیل عورت سے بولا، میڈم آپ نے فلم دکھانے کا بندوبست کر لیا ہے؟''

''ہاں وہ پروجیکٹر ہے۔'' عورت نے ایک سمت اشارہ کر کے کہا۔

''تم نے اطراف پر نگاہ رکھی ہے؟'' ماسٹر نے پہلا سوال کیا۔

''جہاں تک ممکن ہو سکا ہے ماسٹر، آپ نے یہ ذمہ داری کچھ اور لوگوں کو بھی سونپی ہے۔''

''ان لوگوں کی رپورٹ کچھ مشکوک ہے۔'' ماسٹر نے کہا اور راجن اور سہیل چونک پڑے۔ وہ سوالیہ نظروں سے ماسٹر کو دیکھ رہے تھے۔ ''تاہم تصدیق نہ ہو سکی ہے کہ کچھ اجنبی چہرے سرکس کے آس پاس دیکھے گئے ہیں اس کے علاوہ سرکس کے کچھ لوگ تمہارے پیچھے بھی دیکھے گئے ہیں لیکن صرف دن کی روشنی میں اس لئے انہیں نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اگر یہ تعاقب رات میں بھی ہوتا تو......'' ماسٹر خاموش ہو گیا۔

''بظاہر ماسٹر اس کا خطرہ نہیں ہے وہ لوگ ایک پسماندہ خانہ بدوش قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اور روایتی قسم کے لوگ ہیں۔ بے شک وہ اپنے فن کے ماہر ہیں لیکن ان کے ہاں مجرمانہ ذہانت نہیں پائی جاتی۔ جہاں تک اجنبی چہروں کا تعلق ہے تو بے شمار شائقین سرکس کے پاس منڈلاتے رہتے ہیں وہ دن کی روشنی میں اپنے پسندیدہ فنکاروں کو دیکھنا چاہتے ہیں۔''

''شاید۔ پھر بھی آخری وقت تک ہمیں ہوشیار رہنا ہو گا۔''

''یقیناً ماسٹر۔''

''باقی رقم ادا کر دی گئی؟''

''جی ماسٹر۔''

''کیا رد عمل ہے؟''

''وہ معمولی قسم کے میاں بیوی ہیں ماسٹر۔ کیونکہ باہر کے لوگ نہیں ہیں بلکہ ان کی پرورش ہی غلام شاہ نے کی ہے اور وہ اس سے آگے نہیں سوچ سکتے اس لئے اس دولت نے ان کی آنکھوں میں مستقبل کی روشنی پیدا کر دی ہے۔ میرا دعویٰ ہے ماسٹر کہ وہ کسی غداری کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے۔''

''فلم دکھاؤ۔'' ماسٹر نے مطمئن ہو کر کہا اور سہیل ایک فلم اسپول لے کر پروجیکٹر کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے پروجیکٹر پر اسپول چڑھایا اور کمرے میں اندھیرا کر دیا گیا۔ فلم میں سانولی کو اس تار پر چل کر دوسری عمارت تک جاتے ہوئے دکھایا گیا تھا اور یہ فلم راجن نے اس وقت خاموشی سے بنائی تھی جب ایاز اور سہیل سانولی کی طرف متوجہ تھے۔

فلم دو تین بار دیکھی گئی اور ماسٹر نے مطمئن انداز میں گردن ہلا کر کہا۔ ''لڑکی پرفیکٹ ہے کام مکمل کر لو۔''

''اور کوئی خاص حکم ماسٹر۔''

''نہیں بس محتاط رہو۔'' ماسٹر نے کہا، عورت اس دوران بالکل خاموش رہی۔

تھوڑی دیر کے بعد ہی وہ وہاں سے نکل آئے اور ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر اپنے ہوٹل پہنچ گئے۔ یہاں آ کر انہوں نے لباس تبدیل کئے اور بستروں پر دراز ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد سہیل نے کہا۔

''میں سخت اعصابی کشیدگی محسوس کر رہا ہوں راجن۔ ماسٹر کے شبہے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟''

''غلط ہے۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ وہاں اتنا ذہین کون ہے اور پھر کسی کے رویے سے کوئی اندازہ تو ہوتا۔''

''ہوں۔ یہ ٹھیک ہے سب سے مشکل مرحلہ ابھی موجود ہے۔''

''کیا؟''

''سانولی اور ایاز ہمارے مقصد کی تکمیل کے لئے تیار ہو جائیں گے؟''

''ہونا پڑے گا۔ کونسا پہلو کمزور چھوڑا ہے ہم نے۔ وہ عمارت ان کے علم میں نہیں ہے جو اصل ہے۔ ڈیڑھ لاکھ روپے وہ لوگ وصول کر چکے ہیں اس

کے باوجود اگر وقت پر کوئی گڑبڑ ہوئی تو پھر انگلیاں، ٹیڑھی کرنی پڑیں گی۔ ایاز کی کنپٹی پر پستول رکھ کر سانولی کو مجبور کیا جائے گا۔'' سہیل ایک گہری سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

وقت گزرتا رہا۔ پھر راجن نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا اور بستر سے اتر آیا۔'' اٹھو سہیل اب تو آخری مراحل رہ گئے ہیں کام کی تکمیل کے بعد پر تعیش لمحات کا تصور کرو۔ ہم دس لاکھ روپے کے مالک ہوں گے اور ہمارے ان تمام خوابوں کی تکمیل ہو جائے گی جو ہم بہت عرصہ سے دیکھ رہے ہیں۔ سہیل پھیکے انداز میں مسکرا دیا تھا۔ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر انہوں نے لباس پہنے اور پھر تیار ہو کر سرکس کی طرف چل پڑے۔

سرکس کے سامنے جم غفیر لگا ہوا تھا۔ ٹکٹ فروخت ہو چکے تھے اور بے شمار لوگ مایوس کھڑے تھے۔ لاؤڈ اسپیکر پر ان سے معذرت کی جا رہی تھی اور کل دن میں نشستیں محفوظ کرانے کی دعوت دی جا رہی تھی۔ سامنے مچان پر رقص کرنے والے مسخرے اندر چلے گئے تھے۔ اندر سے آرکسٹرا کی آوازیں آ رہی تھیں۔ دونوں اپنا مخصوص کارڈ دکھا کر اندر داخل ہو گئے اور انہوں نے اپنی نشستیں سنبھال لیں، شو شروع ہو گیا۔ مخصوص گیلری میں انہوں نے غلام شاہ کو دیکھا، جو جو نظر آیا اسے دیکھتے رہے۔ کوئی ایسی بات نہیں تھی جو باعث تشویش ہوتی۔ کافی اطمینان ہو گیا تھا شو جاری تھا۔ سانولی اور ایاز بھی پر سکون تھے۔ انہوں نے بہترین آئٹم پیش کیا اور داد و تحسین وصول کر کے چلے گئے تھے۔ بالآخر شو ختم ہو گیا اور یہ دونوں بھی دوسروں کے ساتھ باہر نکل آئے۔

رات اپنا سفر طے کرتی رہی۔ سہیل اور راجن اب ان دونوں کا انتظار کر رہے تھے۔ پھر انہوں نے سانولی اور ایاز کو آتے ہوئے دیکھا اور ان کے دل دھڑک اٹھے۔ ان کی نظریں دور دور تک بھٹک رہی تھیں۔

'' ماسٹر کا خیال سو فیصدی غلط ہے۔'' راجن نے پر جوش لہجے میں کہا سہیل کچھ نہ بولا۔ پوری طرح مطمئن ہو کر وہ ان دونوں کے پاس پہنچ گئے۔ رسمی گفتگو کے بعد وہ انہیں کار میں لے کر چل پڑے تھے۔

'' تم لوگ خوف زدہ تو نہیں ہو۔'' راجن نے پوچھا۔

'' ایسا کوئی کام ہم نے اس سے پہلے نہیں کیا مسٹر راجن۔ خوف تو ہے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ آج یہ سلسلہ ختم ہو جائے۔ کسی بھی وقت ہماری گمشدگی کا راز کھل سکتا ہے چونکہ یہ سرکس کے اصول کے خلاف ہے اس لئے جواب دہی مشکل ہو جائے گی۔'' ایاز نے کہا۔

'' یقیناً آپ لوگوں کے تعاون اور ہمت سے یہ کام آج رات ختم ہو جائے گا۔'' راجن نے پر اعتماد لہجے میں کہا۔ ان لوگوں کا رخ اسی عمارت کی طرف تھا جس پر پچھلی رات ان دونوں کو لے جایا گیا تھا۔

عمارت کے اسی مخصوص کمرے میں داخل ہوتے ہی سہیل نے کہا۔ ''آپ کو یقین ہے ایاز کہ سرکس کا کوئی شخص آپ کی طرف مشکوک نہیں ہوا ہے۔''

''اس کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ آپ کو یہ خیال کیسے آیا۔'' ایاز نے چونک کر پوچھا۔

''میں بس ایسے ہی پوچھ رہا تھا۔ بیٹھئے۔'' اس نے کہا اور ان دونوں کے بیٹھنے کے بعد وہ خود بھی ان کے سامنے بیٹھ گئے۔

''سانولی جی آپ اپنے کام کے لئے تیار ہیں۔''

''پوری طرح تیار ہوں۔ لیکن آپ وعدہ کر چکے ہیں کہ آج یہ کام ختم ہو جائے گا۔''

''سو فیصدی۔ اب آپ کو جو کچھ بتایا جا رہا ہے اسے غور سے سن لیں اور اسی کے مطابق عمل کریں۔'' راجن نے کہا۔ اس کے بعد وہ اٹھا اور اس نے کمرے کے تمام پردے وغیرہ درست کر کے وہاں تیز روشنی کر دی۔ پھر ایک الماری سے اس نے ایک بڑا سا پیکٹ نکالا اور ان کے نزدیک آ کر بیٹھا۔ سب کے چہرے سرخ ہو رہے تھے۔ راجن نے آہستہ سے کہا۔

''پہلی بات تو یہ ہے مسٹر ایاز اور میڈم سانولی کہ ہماری مطلوبہ عمارت سامنے والی عمارت نہیں بلکہ یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک دوسری عمارت ہے۔ وہ عمارت پانچ منزلہ ہے البتہ جو خصوصیات آپ کو بتائی گئی ہیں وہ اس عمارت میں ہیں۔ اس کے داخلی گیٹ سے کوئی اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ وہاں سکیورٹی ہوتی ہے اور الارم لگے ہوئے ہیں۔ آپ کو اس عمارت کی چوتھی منزل پر جانا ہوگا۔''

''اوہ! لیکن آپ نے مسٹر راجن.........'' ایاز نے کہا۔

''ہماری کچھ مجبوریوں کو مدنگاہ رکھیں پلیز۔ اس عمارت میں داخلہ اس عمارت سے زیادہ آسان ہے۔ یہ ذمہ داری ہماری ہے۔ یہ اس عمارت کی تصویر ہے۔ راجن نے ایک بڑی تصویر پیکٹ سے نکال کر میز پر پھیلا دی۔ پھر وہ ایک پنسل سے پوری تفصیل بتانے لگا۔'' آپ کو اس عمارت کی چوتھی منزل سے کام شروع کرنا ہوگا۔ یہ محفوظ جگہ ہے اور کسی مداخلت کا خطرہ نہیں۔ اس عمارت کی بالکنی میں اتر کر آپ بالکل سامنے والا دروازہ کھولیں گی۔ دروازہ لاک ہوگا۔ یہ ماسٹر چابی ہے جسے استعمال کرنے میں آپ کو کوئی دقت نہ ہوگا۔ آپ اس دروازے سے اندر داخل ہو جائیں گی۔ اس کے دوسری طرف آپ کو ایک بڑا کمرہ نظر آئے گا۔ اس کمرے میں بہت سی الماریاں ہوں گی جن پر نمبر پڑے ہوئے ہیں۔ اس مدھم ٹارچ کی روشنی میں آپ بائیس نمبر الماری تلاش کریں گی۔ یہ الماریاں عام ساخت کی ہیں۔ اس تصویر پر دیکھیں۔'' راجن نے سانولی کو محدود شعاع والی ٹارچ دی اور پھر تصویر دکھانے لگا سانولی اور ایاز الماری دیکھنے لگے۔

''الماری کے سامنے کے حصے میں یہ جالی نظر آ رہی ہے۔ آپ اس جالی کو اس کٹر سے کاٹ دیں گی۔ راستہ صاف ہو جائے گا۔ پھر آپ کو تین نمبر

سیٹ کرنے ہوں گے۔'' راجن سانولی کو بڑی تفصیل سے سمجھاتا رہا پھر بولا۔'' اس الماری سے آپ کو صرف ایک فائل اٹھانا ہے باقی کوئی چیز ہماری ضرورت کی نہیں ہے۔ فائل کی نقل یہ ہے۔ آپ اسے ذہن نشین کرلیں راجن نے سفید رنگ کی ایک فائل سانولی کے سامنے کردی جس پر تین جمع کے نشان بنے ہوئے تھے۔ فائل لے کر آپ واپس آجائیں اور آپ کا کام ختم۔''

ایاز اور سانولی گہرے گہرے سانس لیتے رہے راجن نے سانولی کو دیکھتے ہوئے کہا۔'' کہئے میڈم آپ سمجھ گئیں۔ کوئی اور سوال۔''

''نہیں۔'' سانولی گھٹے گھٹے لہجے میں بولی۔

''آپ شاید خوف زدہ ہیں لیکن آپ کو یہ گارنٹی دی جاتی ہے کہ آپ کو کوئی خطرہ نہیں پیش آئے گا۔ بس اپنی سرکس کی مہارت کی وجہ سے آپ یہ کام کر سکتی ہیں۔ اگر ہم میں سے کوئی اس انداز سے وہاں جاسکتا تو شاید آپ کے بارے میں سوچا بھی نہ جاتا۔''

''نہیں میں تیار ہوں۔'' سانولی نے کہا۔

''یہ کام اگر میں سرانجام دوں تو۔'' ایاز نے کہا۔

''نہیں مسٹر ایاز۔ اب یہ ممکن نہیں ہے۔ براہ کرم اس پروگرام میں کوئی رخنہ اندازی نہ کریں۔ یہ سب کچھ اتنا مشکل نہیں ہے جتنا آپ سمجھ رہے ہیں ہم نے اس پر پوری ریسرچ کی ہے۔ بس اتنی مشکل ضرور ہے کہ اس عمارت میں کسی باقاعدہ راستے سے داخل ہونا ناممکن ہے مگر یہ راستہ بالکل محفوظ ہے۔''

''تم اس بارے میں فکر نہ کرو ایاز۔ مسٹر سہیل اب یہاں وقت ضائع کرنا مناسب نہیں ہے۔ رات بہت کم باقی رہ گئی ہے۔'' سانولی نے کہا۔

''بس آپ لوگوں کو ان تفصیلات سے آگاہ کرنا ضروری تھا۔ آیئے ہم تیار ہیں۔'' ایک بار پھر وہ دونوں شاطر انہیں لے کر چل پڑے۔ راستہ زیادہ طویل نہ تھا۔ وہ مطلوبہ جگہ پر پہنچ گئے اور پھر راجن نے اسی عمارت کی طرف اشارہ کیا۔ خصوصی تار کو ایک الیکٹرک پول سے مضبوطی سے باندھ دیا گیا۔ اس سلسلے میں یہ لوگ پہلے سے ہر کام کا تعین کر چکے تھے۔ کار کی چھت پر کیریئر لگا ہوا تھا جہاں چڑھ کر پول کے اس مخصوص حصے تک پہنچا گیا جہاں سے اس سفر کا آغاز کرنا تھا۔ یہاں سے مطمئن ہو کر سہیل نے وہ عجیب چوکور بکس سنبھال لیا جہاں سے اینکر نما ہک فائر کرنا تھا۔ دوربین پر اینگل سیٹ کیا گیا اور بالآخر ہک فائر کردیا گیا۔ اس کام میں یہ لوگ مہارت حاصل کر چکے تھے چنانچہ ہک بالکونی کے ستون میں جا پھنسا اور پھر پورے اعتماد کے ساتھ اس کی مضبوطی کا جائزہ لے لیا گیا۔ اس کے دوران سانولی تیاریاں کر چکی تھی۔ تار کی مضبوطی کا تعین کرنے کے بعد سانولی نے ضرورت کی چیزیں سنبھال کر لباس میں محفوظ کیں اور تار پر چڑھ کر بیلنس سنبھالنے لگی۔ پھر اس نے آگے کا سفر شروع کیا۔ ایاز دل کی دھڑکنوں کو سنبھالے اسے

آگے بڑھتا دیکھ رہا تھا۔ سانولی نے حیرت انگیز پھرتی سے فاصلہ طے کیا تھا اور پلک جھپکتے وہ بالکنی میں اترتی نظر آئی تھی۔ جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہوگئی تو ایاز نے گہری سانس لے کر کہا۔

''آخر اس فائل میں کیا ہے۔'' سہیل یا راجن جواب بھی نہ دے پائے تھے کہ دفعتہً انہوں نے ایک کار کے انجن کی آواز سنی۔ سیاہ رنگ کی لمبی کار اسی طرف آ رہی تھی۔ سب کے چہرے دھواں ہوگئے۔ اچانک راجن نے پستول نکال کر ایاز کی کنپٹی پر رکھ دیا اور اس کی سرد آواز ابھری۔

''صرف ایک جنبش تمہاری کنپٹی میں سوراخ کر سکتی ہے۔ مسٹر ایاز۔ کوئی حرکت کئے بغیر بتاؤ اس کار میں کون ہے۔ اسے سنبھالنا تمہارا کام ہے ورنہ ادھر تم زندگی کھو بیٹھو گے اور ادھر سانولی۔ خبردار کوئی چالاکی تمہیں موت کے سوا کچھ نہ دے گی۔ جلدی بولو کون ہے اس کار میں......!!

ایاز کا منہ کھلا اور بند ہوگیا راجن کے پستول کی نال اس کی کنپٹی سے لگی ہوئی تھی اور سیاہ رنگ کی لمبی کار قریب آتی جارہی تھی۔ اس کی ہیڈ لائٹس بجھی ہوئی تھیں پھر اچانک سہیل کے منہ سے آواز نکلی۔'' اوہ، راجن وہ ماسٹر ہے۔''

''ایں......؟'' راجن نے حیران لہجے میں کہا اور اس کے پستول والا ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا۔ سیاہ رنگ کی کار ان کے قریب آ کر رک گئی تھی، ماسٹر کی آواز سنائی دی۔

''کتنی دیر باقی رہ گئی ہے؟''

''وہ...... وہ ماسٹر عمارت میں داخل ہو چکی ہے۔'' راجن نے لکنت زدہ لہجے میں کہا۔ ماسٹر اس عمارت کی طرف دیکھنے لگا جس میں سانولی گئی ہوئی تھی۔ راجن نے ایاز کی طرف دیکھا اور سرگوشی کے انداز میں بولا۔

''معاف کرنا دوست کچھ غلط فہمی ہوگئی تھی۔ بدقسمتی سے ان کاموں میں بدگمانی ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ اوہ دیکھو سانولی واپس آ رہی ہے۔'' بالکونی میں سانولی نظر آئی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ تار پر چڑھ گئی۔ پھر اس نے بیلنس سنبھالا اور تار پر آگے بڑھنے لگی۔ ماسٹر کار سے نیچے اتر آیا اور منہ کھولے سانولی کو واپس آتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ سانولی تار کا سفر طے کر کے نیچے آ گئی اور ماسٹر بے صبری سے آگے بڑھ آیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر کہا۔

''لاؤ...... فائل مجھے دے دو۔'' ایاز نے سہارا دے کر سانولی کو نیچے اتارا اور ماسٹر فائل کو دیکھنے لگا۔ پھر اس نے مسرور لہجے میں کہا۔'' ویری گڈ...... تم نے اپنا کام خوش اسلوبی سے انجام دیا ہے لڑکی۔'' ابھی الفاظ اس کے منہ سے ادا بھی نہیں ہوئے تھے کہ دفعتہً وہ تیز روشنیوں میں نہا گئے۔ روشنیاں سرچ لائٹوں کی تھیں اور آس پاس کی کچھ عمارتوں سے ان پر ڈالی گئی تھیں۔ ماسٹر بری طرح اچھلا تھا۔ راجن اور سہیل بھی ششدر رہ گئے تھے۔ پھر چند فائر ہوئے اور گولیاں ان کے آس پاس زمین سے ٹکرائیں۔ دوسرے لمحے ایاز نے راجن پر چھلانگ لگائی اور اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ

کر کھینچ لیں۔ ماسٹر نے کار کے کھلے دروازے میں چھلانگ لگا دی تھی۔ میگا فون پر آواز ابھری۔
''تم لوگ پولیس کے نرغے میں ہو، کوئی بھی حرکت تمہیں گولیوں سے چھلنی کر سکتی ہے۔'' لیکن ماسٹر نے اچانک کار اسٹارٹ کر کے پوری قوت سے کلچ چھوڑ دیا۔ طاقتور انجن والی کار نے غرا کر چھلانگ لگائی اور سہیل اس کی لپیٹ میں آیا اور کار برق رفتار سے آگے بڑھ گئی۔ کچھ آوازیں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی ایک پولیس کار سائرن کھول کر کالی کار کے پیچھے دوڑ پڑی لیکن اس کار میں صرف دو پولیس والے تھے۔ باقی پولیس والے عمارتوں میں جگہ جگہ چھپے ہوئے تھے اور اب برق رفتاری سے اتر اتر کر دوسری کار کی طرف بھاگ رہے تھے۔ وہ شروع ہی سے افراتفری کا شکار تھے۔ اپنے اعلیٰ افسر اور اس مشن کے کمانڈر خان ارشاد خان کی ہدایت پر انہوں نے اصل مورچہ بندی اس عمارت کے اطراف کی تھی جہاں پہلے دن سانولی اور ایاز کو لے جایا گیا تھا۔ سارا کام نہایت رازداری سے ہوا تھا۔ راجن اور سہیل کی طرف سے غلام شاہ اس دن مشکوک ہوا تھا جب انہوں نے سانولی اور ایاز کو قیمتی تحائف پیش کئے تھے۔ غلام شاہ دنیا شناس تھا اسے شبہ ہو گیا اور اس کی ہدایت پر اکبر شاہ ان دونوں کی تاک میں لگ گیا۔ پھر سانولی اور ایاز نے ایک لاکھ روپے غلام شاہ کے قدموں میں رکھ کر کہا۔
''وہ لوگ ہم سے کوئی کام لینا چاہتے ہیں شیخا اور یہ ایک لاکھ روپے انہوں نے پیشگی ادا کئے ہیں۔''
''کام کا ہے رے......؟'' غلام شاہ نے پوچھا۔
''یہ رات کو بتائیں گے۔'' ایاز بولا اور غلام شاہ مسکرا پڑا۔
''ایک لاکھ بہوت ہوت ہیرا...... ای تم ہمکا کاہے دیت رہو تمہاری کام آئی ہے۔''
''تمہاری جوتیوں کی خاک ان سے لاکھوں گنا قیمتی ہے ہمارے لئے شیخا۔'' ایاز نے کہا۔
''ارے او سسر ہمار مجاک اڑائی ہے۔ آدھی جندگی گجر گئی ہمکا جوتیاں پہنے بگیر...... جیتے رہو بٹوا۔ جیسے او سسر کہیں کرتے رہو۔ پھکر مت کری ہے۔ ہم جاگت رہیں۔ محنت کر کے روجی کمات ہیں۔ ہم بٹوا اگر ڈاکے ڈارنے ہوتے تو کھدا کسم ہم سے بڑا ڈاکو نو ہوت۔ بے پھکر ہوئی کر ان کی ہاں میں ہاں ملات رہو۔ سب ٹھیک ہوئی جائی ہے۔''
اس کے بعد غلام شاہ کے مخصوص لوگوں نے پولیس سے رابطہ قائم کیا تھا اور مقامی پولیس کے ایک افسر اعلیٰ خان ارشاد خان کو اس آپریشن کا چارج دیا گیا تھا۔ سانولی اور ایاز مکمل رپورٹ دیتے رہتے تھے اور پولیس ان کے انکشافات کی روشنی میں اپنے طور پر عمل کر رہی تھی حالانکہ غلام شاہ نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تھا۔

''رے بھائی ارساد تے ایسے کا ہے نا کر بھائی کہ ان دوئی سسر کا پکڑلئی۔ ہتھکڑی ماکس لئی۔ پھر مار مار کر لپڑ منہ لال کر دئی سسر کھو د جبان کھول دیں گے کہ کا چکر چلائی رہت۔''

''نہیں شاہ صاحب پولیس حقیقت کی تہہ تک پہنچنا چاہتی ہے۔ ان لوگوں کو رنگے ہاتھوں پکڑنا چاہتی ہے۔''

''رے بھائی کہیں تے ہمار بچوں کو تہہ مانہیں گھسیٹر دئی ہو۔''

''آپ مطمئن رہیں شاہ صاحب پولیس ان کی ہزار آنکھوں سے نگرانی کر رہی ہے۔''

اور یہ سچ بھی تھا۔ ایاز اور سانولی نے مزید پچاس ہزار روپے اور عمارت کی تفصیل غلام شاہ کو بتادی تھی۔ نتیجے میں پولیس نے اس عمارت کے گرد انتظامات کیئے تھے جس کی نشاندہی کی گئی تھی مگر عین وقت پر عمارت بدل گئی تھی اور یہ نئی عمارت جس کا انتخاب غیر متوقع طور پر کیا گیا پولیس کے لئے نہایت سنسنی خیز نوعیت کی حامل تھی۔ اس کا تعلق محکمہ داخلہ سے تھا اور وہ منزل جہاں سانولی کو بھیجا گیا تھا اس عمارت کا اسٹرانگ روم تھا۔ جہاں سرکاری راز پوشیدہ رہتے تھے۔ پولیس چونکہ مسلسل ایاز اور سانولی کا پیچھا کر رہی تھی اس لئے نئی جگہ کا انکشاف ہوگیا اور برق رفتاری سے ہنگامی طور پر صرف پولیس کی دو گاڑیاں یہاں آسکیں۔ پولیس والوں نے افراتفری میں انتظامات کیئے انہیں زیادہ وقت نہ مل سکا تھا۔ تاہم وائرلیس پر دوسری گاڑیوں کو ہدایات جاری کی جارہی تھیں۔ خود غلام شاہ اور اکبر شاہ بھی خان ارشاد خان کے ساتھ ایک پولیس وین میں موجود تھے۔ تمام واقعہ ان کی نگاہوں کے سامنے ہوا تھا چونکہ وہ روشنی میں تھے اس لئے ماسٹر کو بھاگتے ہوئے دیکھ لیا گیا تھا۔ صرف ایک پولیس وین ماسٹر کی کار کے پیچھے بھاگی تھی جس میں پولیس کے صرف دو جوان تھے۔ ''اری او سسر وا نکل گئی۔ ارے، ارے۔'' غلام شاہ کے منہ سے نکلا...... اسی وقت ایک پولیس سارجنٹ اپنی موٹر سائیکل پر وہاں پہنچا ابھی اس نے موٹر سائنکل کا انجن بھی بند نہیں کیا تھا کہ دفعتہً اکبر شاہ وین سے کود پڑا۔ اس نے سارجنٹ کو گھسیٹ کر نیچے اتارا اور موٹر سائیکل پر بیٹھ کر اسے ہوا کر دیا۔ وہ پولیس وین اور کار کے پیچھے چل پڑا تھا۔ غلام شاہ منہ پھاڑ کر رہ گیا۔ اسی دوران ایک اور پولیس وین وہاں پہنچی اور ارشاد خان نے اسے بھی ان کے پیچھے دوڑا دیا وہ سخت مضطرب تھا اور وائرلیس پر پٹرول گاڑیوں کو ہدایات دے رہا تھا۔ عمارتوں میں چھپے پولیس والے باہر نکل آئے اور انہوں نے اس جگہ گھیرا ڈال لیا جہاں سے یہ کارروائی ہوئی تھی۔ راجن کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں جب کہ سہیل نے موقع پر ہی دم توڑ دیا تھا۔

یہاں کے بارے میں ہدایات دے کر خان ارشاد خان اپنی وین میں بیٹھا اور اس نے وین طوفانی انداز میں آگے بڑھادی۔ غلام شاہ اس کے ساتھ تھا۔ ارشاد خان مسلسل وائرلیس پر پوزیشن معلوم کر رہا تھا۔

''سیاہ کار موبل روڈ پر اڑی جا رہی ہے۔ ہم اس کی رفتار کا مقابلہ نہیں کر پا رہے ہیں البتہ ایک سارجنٹ اپنی بائیک اس کے پیچھے لگائے ہوئے ہے۔'' وائرلیس سے آواز ابھری۔

''موبائل آٹھ سو سات سے سرور شیخ بات کر رہا ہے۔ سیاہ گاڑی اسپورٹس اسٹیڈیم کی طرف جا رہی ہے ہم اس کے پیچھے ہیں۔ ایک پولیس سارجنٹ اس کے قریب ہے اور سیاہ گاڑی پر فائرنگ کر رہی ہے۔''

''او ہمارا اکبرا او ہے نا بھائی ارسا دے؟''

''ہاں......!'' ارشاد خان نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

''ارے ہم تو کا بتائی دے اور ہمار بھتیجوا رہے ہاں۔ سیر کا بھتیجوا کون ہووے گا بول بتائی تو جرا؟''

''شیر کا بھتیجا......؟'' ارشاد خان پریشانی سے بولا۔

''تو اور کا۔ اسے ناہیں جانت رہے تو...... اور نوکری کرلئی ہو پولیس ماں...... ارے ہیرا سیر کا بھتیجوا سیر ہووے ہے بلکہ وہ ڈبل سیر ہووے ہے ہاں۔ او ناہیں چھوڑے گا او سروا کو کا سمجھا......؟ ہاں بتائی دے ہیں تو کا......!''

خان ارشاد خان موبائل وین کو برق رفتاری سے دوڑاتا رہا۔ آگے اس نے دو اور پولیس گاڑیاں دیکھیں جو تیز رفتاری کے ریکارڈ قائم کر رہی تھیں۔ پھر اسے فائرنگ کی آوازیں بھی سنائی دینے لگیں۔ اسٹیڈیم قریب آتا جا رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سیاہ رنگ کی کار اسٹیڈیم کے بڑے گیٹ کو توڑتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔ پولیس گاڑیاں ابھی پیچھے تھیں لیکن سارجنٹ کی موٹر سائیکل نے سیاہ گاڑی کا پیچھا نہیں چھوڑا تھا جس پر اکبر شاہ سوار تھا۔ اسٹیڈیم کے عین درمیان رات کی تاریکی میں ایک ہیلی کاپٹر کا ہیولا نظر آ رہا تھا۔ جس کے نزدیک ایک انسانی وجود بھی تھا۔ سیاہ رنگ کی کار اسی کے قریب جا رہی تھی۔ زمین پر ٹہلتے ہوئے انسانی وجود نے جلدی سے ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھولا اور پائلٹ سیٹ پر جا بیٹھا۔ اس نے کلیپ کانوں پر چڑھائے تھے۔ یہ وہی دراز قامت عورت تھی جو ماسٹر کی اقامت گاہ پر راجن وغیرہ کو ملی تھی۔ ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ کر ماسٹر نے پورے بریک لگائے اور کار لٹو کی طرح گھوم گئی۔ ماسٹر نے سہمی ہوئی نظروں سے موٹر سائیکل کو دیکھا جو تیر کی طرح اس کی سیدھ میں آ رہی تھی اور پھر اندھا دھند ہاتھ میں پکڑے ہوئے پستول سے کئی فائر جھونک دیے۔ موٹر سائیکل پھر اسی طرح لہرائی جس طرح وہ پہلے لہرا لہرا کر ماسٹر کی گولیوں سے اپنے سوار کو بچاتی رہی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ ماسٹر کے سر پر پہنچ گئی اور اس کی زد سے بچنے کے لئے ماسٹر کو کافی لمبی چھلانگ لگانی پڑی وہ زمین پر گر گیا۔ موٹر سائیکل چونکہ کار کی سیدھ میں تھی اس لئے سوار کو کار کی ٹکر سے بچنے کے لئے اسے اچھالنا پڑا تھا۔ انتہائی تیز اسپیڈ کی وجہ سے وہ کافی دور نکل گیا تھا۔

اس طرح ماسٹر کو اٹھ کر ہیلی کاپٹر کے پاس آنے کا موقع مل گیا۔ البتہ اس دوران پولیس کی گاڑیاں اسٹیڈیم میں داخل ہوگئی تھیں اور تیزی سے حصار قائم کرتی ہوئی ہیلی کاپٹر کے قریب آتی جارہی تھیں۔ ماسٹر ہیلی کاپٹر میں داخل ہوگیا اور اس کی ساتھی عورت نے مشین اسٹارٹ کردی۔ ہیلی کاپٹر کے پر گھومنے لگے اور ماسٹر چیخا۔

''جلدی...... جلدی۔'' پروں کے گھومنے کی رفتار تیز ہوگئی لیکن اکبر شاہ سنبھل کر پلٹ پڑا تھا۔ ہیلی کاپٹر بس فضا میں بلند ہونے والا تھا اور اکبر شاہ کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ اب اسے کس طرح روکے پھر اچانک ہی اس نے ایک جنونی فیصلہ کیا اور دوسرے لمحے اس کا بدن ایک مخصوص زاویے سے تن گیا۔ موٹر سائیکل نے ایک لمبی خوفناک چھلانگ اور سیدھی ہیلی کاپٹر کے گھومتے ہوئے پروں میں جا گھسی۔ البتہ اکبر شاہ زاویہ درست کرتے ہی الٹا چھلانگ لگا کر کود گیا تھا اور اس نے زمین پر کئی قلابازیاں کھائی تھیں۔ تڑاخا بے حد زوردار تھا۔ ہیلی کاپٹر کے پروں کی چرخی ٹوٹ گئی اور موٹر سائیکل دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑی۔ اس کے پٹرول ٹینک کے پھٹنے سے ایک اور زوردار دھماکہ ہوا تھا۔ پولیس موبائلز نے بریک لگائے تھے اور پولیس کے جوان بدحواسی میں گاڑیوں سے نیچے کود پڑے تھے۔

ہیلی کاپٹر کی مشین بند ہوگئی تھی اور چند لمحات کے بعد پولیس گاڑیاں اس کے قریب پہنچ گئیں۔ ماسٹر اور اس کی ساتھی عورت پتھرائی ہوئی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

''ارے اوئی اکبرا...... تو تے ٹھیک ہے نا رے۔ کدھر گیو پوت، اوئی اکبرا......!'' غلام شاہ نے بے چینی سے آواز دی۔

''میں ٹھیک ہوں شیخا......!'' اکبر شاہ کی آواز ابھری اور غلام شاہ کا گھن گرج دار قہقہہ گونج اٹھا۔

''ارے ہم پہلے ہی کہت رہن اس کھان سے۔ ارے کیوں رے اچھروا...... بولت رہے تو کا ہمار بھتیجوا کون رہے...... کون رہے رہے او......؟''

''ڈبل شیر......'' ارشاد خان نے کہا اور غلام شاہ پھر ہنس پڑا۔

''جی کھوس کر دئی رے بھین تے نے۔'' پولیس کے جوانوں نے ماسٹر اور اس کی ساتھی عورت کو کھینچ کر ہیلی کاپٹر سے نیچے اتار لیا تھا۔

دوسری صبح محکمہ پولیس اور دوسرے انتظامی محکموں کے لئے کچھ بھی رہی ہو لیکن سرکس کے معمولات جوں کے توں تھے۔ تمام کام معمول کے مطابق شروع ہوگئے تھے۔ جھولے درست کئے جارہے تھے جانوروں کو خوراک دے دی گئی تھی۔ فیاضا سونا ہتھنی کو رابت کے گولے بنا بنا کر دے رہا تھا۔ غلام شاہ وہیل چیئر پر بندروں کے کٹہروں کے سامنے تھا اور ان کے بارے میں ہدایات دے رہا تھا۔ بندر خوشیار ہے تھے۔ قریب ہی سونیا کھڑی کسی سے باتیں کررہی تھی۔ اچانک غلام شاہ نے اسے آواز دی۔

''ہے رے سونی......اری سونی بٹیاری۔''

''کیا ہے چاچا......کیا بات ہے......؟''

''واہ ری منتجم...... بڑا انتجام ہے تیرا بھائی رے سسر سارے کے سارے تیری جان کو روئی رہے ان کی سکایت نا سنے تو...... اے تو نا انسا پچھی ہے بھائی۔''

''سب ٹھیک ہے شیخا......کیا شکایت ہے ان کو......؟''

''دھت تیرے کی، میری بٹیا جانور پال لینا مسکل کام نا رہے ان کی کھبر گیری اصل کام ہووے ہے۔ دیکھ جرا اس سانڈ کو دیکھ سسر وا کیسا سر پکڑ بیٹھا رے۔ اوتنگ کرے ہے ان سب کا۔ سکات کریں ہیں اے سب رے تو ایسا کر اس سرکھے کو اس بڑے جنگلے سے نکال کر دوسرے چھوٹے جنگلے ما ڈالوائی دے۔''

''مگر شیخا......!''

''ارے جو کہت رہن تو کا اوئی کر...... اے جیادہ جوان ہوئی رہے سسر کو دوئی دن بھوکا ماریں تو ٹھیک ہوئی جئی ہے ہا۔'' غلام شاہ سرخ بندر کو گھورتا ہوا بولا۔

''کمال ہے۔ ٹھیک ہے شیخا میں ابھی چھوٹا جنگلہ منگوائے لیتی ہوں۔''

''اور تو سسر ٹھیک کرنے کا اپنے آپ کو نا ہیں تو ہمار کھوپڑیا گھوم گئی تو جندگی بھر کے لئے ٹھیک ہوئی جائی ہے ہاں۔'' سونیا نے سرخ بندر کے چہرے پر عجیب سے تاثرات دیکھے تھے وہ یقیناً غلام شاہ سے نظریں چرا رہا تھا۔ غلام شاہ نے وہیل چیئر آگے بڑھا دی۔

سرکس کے پنڈال میں معمول کے مطابق مشقیں شروع ہو گئیں۔ سارے فنکار اپنے اپنے پیش کیے جانے والے فنون کی مشق کرنے لگے کہ باہر پولیس کا سائرن گونجا اور غلام شاہ کے کان کھڑے ہو گئے۔ اکبر شاہ باہر نکل گیا تھا۔ پھر وہ شاندار وردیوں میں ملبوس کئی پولیس افسروں کے ساتھ اندر آیا۔ ان میں ارشاد خان بھی تھا......!

''لے او......وہ ان سسرا نے جان چھوڑی تو اب اے دوئی کھان پہنچو آ گئے۔ بھگتو بھائی انہیں بھی۔''

''ہیلو شاہ صاحب۔'' خان ارشاد خان مسکراتا ہوا آگے بڑھا۔

''ہلاؤ بھائی تمھو ہلاؤ۔ ارے تمکا ہلان جلان کا اتنا سوک کاہے رہے بھائی۔ ہلائے بگیر کوئی بات نا کر سکت رہو۔''

''میں نہیں سمجھا شاہ صاحب۔''

''سمجھ ہوئی تو سمجھونا۔''

''یہ پولیس کے بڑے بڑے افسر ہیں شاہ صاحب آپ کا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں۔ آپ کے بھتیجے اکبر شاہ نے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے اس کے لئے حکومت انہیں انعام دینا چاہتی ہے۔ حکومت کی ایک بڑی شخصیت آپ سے ملنا چاہتی ہے آپ کو وقت نکالنا ہوگا۔''

''ارے بھائی ارساد کھان۔ آؤ ہمار ساتھ آؤ......! غلام شاہ نے وہیل چیئر دھکیلتے ہوئے کہا اور پھر ان لوگوں کو لے کر اپنے خیمے میں داخل ہو گیا۔ اکبر شاہ ساتھ تھا اس نے سب کے لئے بیٹھنے کا انتظام کیا۔ جب سب بیٹھ گئے تو غلام شاہ بولا۔'' دیکھ بھائی رے ہم ٹھرے جاہل گنوار۔ ای سسر پنڈال سنبھالے رہیں تو بہوت رہے تو ہار کام ہوئی گئے۔ ہمکا کھوسی رہے او سسر دوئی ہمار بچوں سے گلت کام کرائی رہے۔ ہم نے اپنا پھرج سمجھ کر پولیس کو اطلاع کرا دئی بس رے بھائی۔ ہم کسی بڑی سکھسیت سے نا ملیں گے۔ سب سے بری سکھسیت تو مالک کی رہے اور ہاں ایک بات اور بیرا...... اکبرا...... ارے او ئی اکبرا۔''

''جی شیخا۔''

''او ئی نکال سسر کا گج کے ٹکڑے۔'' غلام شاہ نے کہا اور اکبر شاہ ایک طرف بڑھ گیا۔ پھر اس نے ڈیڑھ لاکھ روپے نکال کر غلام شاہ کو دے دیئے۔

''ای رکم ان لوگوں نے سنوریاں اور اپاج کو دی رہے تو ہار امانت رہے بھائی مالک ہمکا محنت مجوری سے جو کچھ دئی رہے او ہمار لئے کافی ہے۔ ای تو سنبھال بھائی جو تیری مرجی ہو کر...... ہم اس جمین پر رہت رہیں۔ اس کا ہم پر بہت کرج ہے جو اور ہو سکے گا کریں گے بھائی بس۔''

''آپ بہت بڑے انسان ہیں غلام شاہ صاحب جانتے ہیں وہ شخص کون تھا جو ہمارے ملک کا ایک اہم راز لے کر فرار ہو رہا تھا۔ وہ ایک غیر ملکی جاسوس تھا اعلیٰ حکام نہیں جانتے تھے کہ یہ معاملہ اتنا بڑا ہے اگر آپ وطن دوستی کا ثبوت نہ دیتے تو ہمیں بہت بڑے نقصان سے دوچار ہونا پڑتا۔ اس رقم سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے یہ آپ رکھیں اور میری رائے ہے کہ آپ اس بڑی شخصیت کی دعوت قبول کر لیں۔ بڑے فائدے ہوں گے آپ کو۔''

''دیکھ رے بھائی ارسادے، تو ہار باتیں سن کر ہمار پیٹ سسر کھراب ہوئی جات رہے، بیرا ہم تو کا کہت رہن بات کھتم ہوئی گئی ہمار جان چھوڑ۔ دوئی چار چھ کا حساب ہمکا نا آت۔ تے نے جو کہا ہم کرت رہیں۔ ای پیسہ ہمار لئے حرام رہے تو اے لے جا اور بیرا بس ہمیں ہمار کام کرن دے تیری مہربانی ہوگی بھائی۔''

''لیکن غلام شاہ صاحب آپ۔'' خان ارشاد نے کچھ کہنا چاہا لیکن دوسرے افسر نے اسے روک دیا اور خود بولا۔

''جیسے آپ کی مرضی شاہ صاحب، آپ نے حکومت کی مدد کی ہے ہمیں بھی کوئی کام بتایئے۔''

''تے پکھو کانڈے کا آدمی معلوم ہوئی رہے تو ہمیں جرور بتائی رہے باکی تو ہار مہربانی رہے۔''

''حکومت تمہارے لئے ایک سرٹیفکیٹ جاری کرے گی جس کے تحت پورے ملک میں تمہیں کوئی وقت پیش آئے گی تو حکومت تمہاری مدد کرے گی۔''

''تیری مہربانی بھائی۔'' غلام شاہ بیزاری سے بولا، بمشکل تمام افسر واپس گئے تھے۔

''ارے بھائی اکبرا۔ کو تو سسر کو چھٹنکی بھر تیل لے کر بھیج دے بیرا اے سسر ہمار کھوپڑیا گھمائی گئے رے بھائی۔ بہوت باتیں کرتے ہیں رے کھوپڑیا پچک جاتی رہے۔'' غلام شاہ نے گہری گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

سرکس کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ ہر شو بیک جا رہا تھا۔ سارے کام معمول کے مطابق ہو رہے تھے۔ زیادہ تر ایڈوانس بکنگ ہو جاتی تھی۔ چھوٹے ٹکٹ بھی ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو جاتے تھے۔ اس دن بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ خوبصورت خدوخال والے چھریرے بدن کے نوجوان نے کہا۔

''کوئی بھی ٹکٹ، اسی شو کا۔''

''ممکن نہیں صاحب۔''

''ہشت، دنیا کا کوئی بھی کام ناممکن نہیں ہوتا۔ مجھے یہ شو دیکھنا ہے۔'' نوجوان برا سا منہ بنا کر بولا۔

''کیسے دیکھیں گے صاحب؟''

''معلوم کرنا چاہتے ہو اٹھو آؤ میرے ساتھ بس ایک منٹ کے لئے دیکھو یہ پنڈال میں جانے کا راستہ ہے۔ اگر گیٹ پر کھڑا ہوا شخص مجھے اندر جانے سے روکے گا تو میں یوں کروں گا۔ مسٹر ان سے پوچھو یہ کیا کہتے ہیں۔'' اس نے گیٹ کیپر کو مخاطب کیا اور گیٹ کیپر چند قدم آگے بڑھ کر بکنگ کلرک کے پاس آ گیا تو جوان خاموشی سے اندر رینگ گیا تھا۔

''کیا بات ہے۔'' گیٹ کیپر نے ساتھی بکنگ کلرک سے پوچھا۔

''تم نے اپنی جگہ کیوں چھوڑ دی۔ وہ چار سو بیس ہے۔ باہر نکالو اسے۔'' بکنگ کلرک نے کہا، اور گیٹ کیپر اندر لپکا۔ لیکن لوگ ابھی اپنی اپنی سیٹیں تلاش کر رہے تھے۔ پنڈال میں افراتفری تھی کسی ایک آدمی کو تلاش کرنا ممکن نہیں تھا۔ گیٹ کیپر پریشانی سے گردن اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگا۔ نوجوان کافی فاصلے پر بالکل سامنے کے حصے میں لوگوں سے ٹکٹ لے کر انہیں ان کی سیٹوں پر بٹھا رہا تھا۔

''یہ آپ کا نمبر نہیں ہے آپ ادھر آیئے۔'' دوسرے آدمی کو لے کر وہ تیسری جگہ پہنچا اور یہاں بھی اس نے یہی حرکت دہرائی اس طرح اس نے کئی

سیٹوں کی ردوبدل کی اور آخری آدمی سے ٹکٹ لے کر آگے بڑھ گیا۔ جس شخص کو اس نے راستے میں روک کر اس سے ٹکٹ مانگا تھا وہ اپنی سیٹ کی تلاش میں نظریں دوڑانے لگا۔ پھر پلٹا تو نوجوان غائب تھا۔ وہ پریشانی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا جب کہ نوجوان نے اپنے پاس موجود نمبر کی سیٹ تلاش کی اور اطمینان سے اس پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس شخص کا ٹکٹ غائب ہوا تھا اس بے چارے کو اپنی سیٹ کا نمبر بھی نہیں معلوم تھا منتظمین کو بتاتا پھر رہا تھا کہ انہی میں سے ایک نے اس کا ٹکٹ لیا تھا اور پھر نہ جانے کہاں غائب ہو گیا۔ دیر تک افراتفری رہی پھر نہ جانے اس شخص کا کیا ہوا نوجوان شخص اطمینان سے ایک عمدہ جگہ بیٹھا سامنے دیکھ رہا تھا۔

شو کا آغاز ہو گیا اور پنڈال میں خاموشی چھا گئی۔ نوجوان کے قریب ایک ادھیڑ عمر شخص بیٹھا ہوا تھا۔ نوجوان نے جھک کر اس سے کہا۔

''اس سے پہلے آپ نے یہ سرکس دیکھا ہے؟''

''نہیں۔''

''میں نے بھی نہیں دیکھا کوئی بات نہیں۔'' وہ پھر سامنے متوجہ ہو گیا۔ ادھیڑ عمر شخص نے عجیب سے نظروں سے نوجوان کو دیکھا تھا۔ سرکس میں گھوڑوں کے کرتب پیش کیے جا رہے تھے۔ نوجوان ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ ''انسان ظالم ہے آپ کا کیا خیال ہے اس بارے میں۔'' مخاطب وہی ادھیڑ عمر شخص تھا۔

''جی'' اس نے تیکھی نظروں سے نوجوان کو دیکھا۔

''فدوی کو شارق زماں کہتے ہیں۔'' نوجوان مسکرا کر بولا۔

''بہتر ہے میرے لائق کوئی خدمت ......'' ادھیڑ عمر شخص طنزیہ بولا۔

''عرض کر رہا تھا کہ انسان ظالم ہے۔''

''کیوں؟''

''یہ جانور، جن کی سرشت کچھ اور ہے انسان کے ظلم کا شکار ہو کر اپنی فطرت کے خلاف عمل کر رہے ہیں۔ چٹیل میدانوں میں پرخار راستوں پر زقندیں بھرنے والے یہ سرکش جانور انسان کی گرفت میں آ کر کس طرح بے بس ہو گئے ہیں اور اس کے عوض انہیں کیا ملتا ہے۔ صرف خوراک، جو ہر ذی روح کا ازلی مسئلہ ہے۔''

''جی ہاں درست ہے!'' ادھیڑ عمر شخص جلے کٹے لہجے میں بولا۔ اور پہلو بدل کر اپنے ساتھ بیٹھی عورت کو دیکھنے لگا۔

''اس فطرت کا آغاز کہاں سے ہوا؟'' نوجوان پھر بولا۔

''آپ فلاسفر ہیں۔'' ادھیڑ عمر شخص نے پوچھا۔

''جی نہیں۔ کنڈیکٹر ہوں۔''

''کیا مطلب؟'' ادھیڑ عمر شخص بولا۔

''پیشے کے اعتبار سے کنڈیکٹر ہوں۔ کوئی اعتراض ہے آپ کو۔''

''جی نہیں۔'' ادھیڑ عمر شخص جھینکے دار آواز میں بولا۔ نوجوان خاموش ہو کر سامنے دیکھنے لگا۔ گھوڑوں کے بعد گلیاں اچھالنے کا کمال پیش کیا گیا اور کافی دیر پرسکون گزر گئی۔ پھر شیروں کو رنگ میں لایا گیا اور نوجوان غمزدہ لہجے میں بولا۔

''کسی زمانے میں یہ شیر ہوں گے۔''

''اب کیا لگ رہے ہیں آپ کو۔''

''بے بس، ستم رسیدہ۔''

''اور اس کے بارے میں کیا خیال ہے جوان کے دانتوں میں اپنی گردن پھنسا رہا ہے۔''

''وہ اپنی برتری کا اعتراف کرا رہا ہے۔'' نوجوان نے جواب دیا اور ادھیڑ عمر شخص برا سا منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔ ایک کے بعد دوسرا آئٹم پیش کیا گیا اور نوجوان خاموش بیٹھا رہا۔ پھر ادھیڑ عمر شخص کی بھی شامت آئی اور اس نے خود نوجوان کو مخاطب کیا۔

''آپ بالکل خاموش ہو گئے جناب۔ اب لوگوں کے بارے میں کیا خیال ہے جوان کمالات کو پیش کرتے ہوئے زندگی کی بازی لگا رہے ہیں۔ ان کا مسئلہ کیا ہے۔ لباس اور روٹی یا کچھ اور......؟''

''اس لڑکی کے بارے میں کیا خیال ہے۔'' نوجوان نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ سونیا اس وقت جھولے پر اپنا کمال پیش کر رہی تھی۔

''خود دیکھ لو۔ وہ عورت ہے لیکن کس قدر نڈر کس قدر دلیر۔''

''اور کس قدر حسین۔ آپ نے الورا کی کیلاس دیکھی ہے؟''

''نہیں۔''

''یونان کی سائیکی۔''

''وہ بھی نہیں!''

''وہ پتھروں کے نقوش میں ڈھل کر حسن کی دیویاں بنی ہیں کسی سنگتراش کے تخیل نے انہیں حسن بخشا ہے لیکن یہ۔'' نوجوان لہجہ کھویا کھویا تھا۔

''عاشق ہوگئے اس پر۔'' ادھیڑ عمر شخص نے کہا۔

''ہاں!''

''تو پھر خود بھی سرکس میں شامل ہو جاؤ۔'' ادھیڑ عمر شخص نے ہنس کر کہا اور نوجوان چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے بڑی عقیدت سے ادھیڑ عمر شخص کا ایک ہاتھ پکڑا اور چوم کر آنکھوں سے لگایا اور ادھیڑ عمر شخص نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ گھسیٹ لیا۔ ''بہت زیادہ بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہے ہو۔''

''آپ نے ایک اہم ترین مسئلے کا حل اتنی آسانی سے پیش کر دیا کہ آپ سے عقیدت ہوگئی۔ آہ کاش یہ ممکن ہو جائے۔'' نوجوان حسرت بھرے لہجے میں بولا اور پھر اس نے ادھیڑ عمر شخص کے قریب بیٹھی ہوئی عورت کو دیکھتے ہوئے رازداری سے پوچھا۔ ''مسز ہیں؟''

''جی ہاں اور آپ سے عاجز ہیں۔''

''مسز آپ کی ہیں اور عاجز مجھ سے ہیں۔'' نوجوان حیرت سے بولا۔

''ہاں کئی بار کہہ چکی ہیں کہ یہ کون ہے جو مسلسل کان کھائے جا رہا ہے۔'' ادھیڑ عمر شخص نے کہا۔

''مگر وہ تو سکون سے سرکس دیکھ رہی ہیں۔ ویسے محترم آپ کی لو میرج ہے؟''

''کیا یہ سوال بدتمیزی کی حد میں نہیں داخل ہو جاتا؟''

''میری مجبوری سمجھ کر نظر انداز کر دیں۔ آپ کو علم ہے کہ اچانک مجھے عشق ہوگیا ہے۔ ایسے لمحات میں کسی تجربہ کار شخص کی رہنمائی مشعل راہ ہوتی ہے جو کچھ آپ سے معلوم ہو جائے ویسے معاف کیجئے گا آپ کے کوٹ کے کالر میں یہ خوبصورت گلاب کا پھول آپ کی مسز نے ہی لگایا ہوگا۔''

''بھائی میں نے ٹکٹ کی رقم خرچ کی ہے مجھے شو دیکھنے دو۔'' ادھیڑ عمر شخص نے کہا۔

''کسی کے کام آنا ثواب ہوتا ہے بس چند ضروری سوالات کروں گا اس کے بعد خاموش ہو جاؤں گا۔''

''جی فرمایئے؟''

جاری ہے......

''آپ نے لومیرج کی ہے؟''

''جی نہیں والدین نے لڑکی پسند کی اور ہم نے سر جھکا دیا۔ ہمارے دور کے نوجوان ان لغویات سے دور ہوتے تھے۔''

''کیا مطلب۔''

''مجنوں انیس سو نوے میں پیدا ہوا تھا۔ فرہاد کی کہانی شاید انیس سو ستر کی ہے، مسٹر رانجھا، محترم پنوں، آنجہانی رومیو کون سے سن کی کہانی سناتے ہیں۔''

''یہ سب افسانے ہیں۔'' ادھیڑ عمر شخص نے کہا۔

''اور افسانہ نویس اس دور کے لوگ ہیں۔''

''اور کوئی سوال باقی رہ گیا ہے؟'' ادھیڑ عمر شخص نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں!''

''وہ بھی کر لو۔''

''اس عشق کو آگے بڑھانے کے سلسلے میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اور کیا میں اس کھیل کے اختتام پر اسے ایک پھول پیش کر دوں؟''

''ضرور کر دو اور خدا کے لئے میری جان بخشی کر دو۔'' ادھیڑ عمر شخص نے کہا اور نوجوان ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا۔ سونیا جھولے پر بہترین کمالات پیش کر رہی تھی اور لوگ بے اختیار تالیاں بجا رہے تھے۔ پھر وہ جھولے سے اتر آئی اور میوزک کے جھماکے ہونے لگے۔ سونیا داد وصول کر کے سرخم کر رہی تھی کہ نوجوان سیٹوں کے بیچ سے گزرتا اس کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے گلاب کا ایک خوبصورت پھول سونیا کو پیش کرتے ہوئے کہا۔

''حسن اور وہ بھی اس کمال کا، اگر دوسرے انوکھے کمالات کا بھی حامل ہو تو اسے کیا کہیں گے۔''

''جی!'' سونیا نے حیرت سے کہا۔

''گلاب کے پھول سے زیادہ خوبصورت پھول کو پھول پیش کرنا کچھ عجیب ہے لیکن اسے ایک غریب کی عقیدت سمجھ کر قبول کر لیں۔''

''شکریہ'' سونیا نے پھول لے لیا۔

''دوسری ملاقات اس سرکس سے باہر کرنا چاہتا ہوں۔ جگہ بتایئے۔'' نوجوان بولا اور سونیا پریشان ہو گئی اسی وقت رؤف خان آگے بڑھ آیا۔

''کیا بات ہے؟''

''عقیدت کا پھول پیش کر رہا تھا۔ آپ کا سرکس بہت عمدہ ہے میں خود جگہ بھی تلاش کرلوں گا۔'' آخری الفاظ اس نے سونیا سے کہے تھے اور پھر وہ پلٹ کر اپنی سیٹ کی طرف آیا۔ ادھیڑ عمر آدمی کرخت نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ نوجوان اسے دیکھ کر پرمسرت لہجے میں بولا۔

''آغاز عمدہ ہوا ہے۔ اس نے پھول قبول کرلیا آپ کا کیا خیال ہے۔''

''تم مجھے چار سو بیس معلوم ہوتے ہو، میں کہتا ہوں کہ تم نے میرے کوٹ سے پھول کیوں نکالا۔'' ادھیڑ عمر شخص نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''آپ کے خیال میں یہاں گلزار کھلا ہوا ہے کہ میں کہیں سے بھی پھول توڑ لیتا۔ عجیب کنجوس انسان ہیں آپ، ایک پھول کے لئے اس قدر ناراض ہو رہے ہیں۔ اس کے عوض میں آپ کو آپ کے گھر تک چھوڑ دوں گا فکر نہ کریں۔'' نوجوان نے کہا۔ اس کے الفاظ شاید ادھیڑ عمر شخص کے لئے باعث طمانیت تھے اس نے خاموشی اختیار کرلی تھی۔

شو جاری رہا اور پھر اس کا آخری آئٹم پیش کر کے اختتام کا اعلان کر دیا گیا۔ لوگ سیٹوں سے اٹھ گئے۔ ادھیڑ عمر شخص نوجوان کے ساتھ ہی باہر نکلا تھا۔ نوجوان کی اس پیشکش کے بعد اس کے انداز میں نرمی اور تعاون پیدا ہو گیا تھا۔ دونوں میاں بیوی بھیڑ سے گزرتے ہوئے باہر نکل آئے ادھیڑ عمر شخص نے نوجوان سے کہا۔

''آیئے جناب عاشق صاحب آپ نے ہمیں گھر تک چھوڑنے کا وعدہ کیا تھا۔ آیئے راستے میں آپ کو عشق کے کچھ گر سمجھا دیئے جائیں ویسے سرکس میں کام کرنے والی کوئی حسینہ مشکل ہی سے آپ کے عشق کا جواب دے سکتی ہے۔''

''کیوں؟''

''وہ چونکہ بچپن ہی سے سخت اور بے خوف مشقت کر کے نازک احساسات سے دور رہی ہے اس لئے اس کے دل میں محبت کا گداز جاگنا مشکل ہے۔''

''مجھے اس سے اختلاف ہے۔'' نوجوان بولا۔

''کیوں؟''

''کہا جاتا ہے چہرے دل کا آئینہ ہوتے ہیں وہ دل گداز اور احساسات سے دور ہوتی تو اس کے چہرے پر کرختگی ہوتی جب کہ آپ نے اس کا چہرہ دیکھا ہے؟''

''ہاں دیکھا تو تھا۔''

''اس خوبصورت چہرے کی مناسبت سے اس کا دل بھی ملائم ہوگا مجھے یقین ہے۔''

''اے کس چکر میں پڑ گئے تم۔ اس عمر میں ایسی باتیں کرتے ہوئے شرم نہیں آ رہی۔'' ادھیڑ عمر شخص کے ساتھ چلنے والی خاتون کو محترم کی یہ دلچسپی ناگوار گزر رہی تھی۔

''سمجھنے کی کوشش کرو۔ وہ پورے شو کے دوران میرے کان کھاتا رہا ہے نئی نسل کا دل پھینک نوجوان ہے۔ اب وہ اپنی گاڑی میں ہمیں ہمارے گھر چھوڑے گا پیسوں کی بھی بچت ہوگی اور وقت کی بھی۔ اس وقت سواری والے بھی منہ کھول کر پیسے مانگیں گے۔'' صاحب نے سرگوشی میں بیگم صاحب سے کہا اور وہ خاموش ہو گئیں۔

''ہاں میاں صاحبزادے، کہاں ہے تمہاری گاڑی، غالباً اس طرف کھڑی ہوئی ہے۔''

''گاڑی؟'' نوجوان منہ پھاڑ کر بولا۔

''دور ہے کیا......؟''

''شاید بہت دور، بہت ہی دور، مجھ تک کب پہنچے گی مجھے معلوم نہیں۔''

''کیا مطلب؟''

''میں نے ابھی خریدی ہی نہیں۔'' نوجوان بولا اور ادھیڑ عمر شخص رک گیا۔

''تو پھر تم ہمیں گھر کیسے چھوڑو گے......؟''

''خراماں، خراماں، گفتگو کرتے ہوئے۔'' نوجوان نے جواب دیا۔

اور بزرگ آپے سے باہر ہو گئے۔

''اے بے شرم نہیں آتی لفنگے کہیں کے دفعان ہو جا میرے سامنے سے ورنہ، اچھا نہ ہوگا۔ پھول تیرے باپ کا تھا کیا۔ محبوبہ کو تحفہ پیش کر دیا۔ چلا جا قسم اللہ کی ورنہ ورنہ پولیس کو بلا لوں گا......!''

''بہتر ہے آپ جانے پر اصرار کر رہے ہیں تو خدا حافظ، اچھا چچی جان خدا حافظ نہ جانے آپ نے اتنی زندگی ایسے خود غرض اور کنجوس شخص کے ساتھ کیسے گزاری۔'' نوجوان نے کہا اور بزرگ کو کوٹ کے بٹن کھولتے دیکھ کر جلدی سے کھسک کر بھیڑ میں گم ہو گیا۔

❁❁❁

سرکس کی دنیا زندگی سے بھرپور تھی۔ نت نئے ہنگامے نت نیا ماحول ایڈونچر ہی ایڈونچر ہر لمحہ موت سے پنجہ کشی، ہر شام موت کے ساتھ سفر، کبھی زندگی کو یکسانیت کا شکار نہ ہونے دیتا تھا۔ صبح ہوتی مشقیں شروع ہو جاتیں نئے نئے آئٹم بنائے جاتے۔ پہلے کاغذی کارروائی ہوتی اسکرپٹ لکھے جاتے پھر فنکاروں کا سلیکشن، صحیح لوگوں کا انتخاب اس کے بعد مشق اور آئٹم کی کامیابی کی کوشش اور کامیابی کے بعد خوشی، کسی تبدیلی کی ضرورت ہی نہیں محسوس ہوتی تھی۔ سو وہ بچپن سے اسی ماحول کو دیکھ رہی تھی یہ سب کچھ اس کے خمیر میں رچا ہوا تھا۔ غلام شاہ نے حقیقتاً اس سرکس کو ایک الگ دنیا کا ماحول دے دیا تھا۔ یہاں شادیاں بھی ہوتی تھیں بچے بھی ہوتے تھے۔ موتیں بھی ہوتی تھیں، خوشی اور غم کا ہر احساس یہاں موجود تھا اس کے ساتھ غلام شاہ کی محبت تھی، غمگساری تھی، سرکس کے کتے سے بھی اسے پیار تھا اور سب غلام شاہ کی ان عنایتوں کو جانتے تھے۔ سب اس بزرگ سے پیار کرتے تھے جو منارہ محبت تھا۔

وہ جگہ جگہ جاتے تھے، نئے نئے شہر نئے نئے لوگ، بعض جگہ انہیں خطرناک حالات کا سامنا بھی کرنا پڑا تھا۔ کچھ لوگ دشمن بھی بنے تھے مگر غلام شاہ کی فراست نے ہر مرحلے سے خود کو گزار دیا تھا۔ ایک شہر میں سرکس کے دو افراد نے ایک خوفناک ڈاکے کو ناکام بنایا تھا۔ ڈاکو لوٹ مار کر چکے تھے لیکن سرکس والوں نے انہیں لوٹے ہوئے مال کے ساتھ فرار نہ ہونے دیا تھا اور اس طرح کرتبوں سے گھیرا تھا کہ ڈاکو پاگل ہو گئے تھے۔ ڈاکوؤں کے سرغنہ بلبیرا نے کہا تھا۔

’’آج تو نے میرا راستہ روکا ہے غلام شاہ، یاد رکھنا بلبیرا کی دشمنی تجھے بہت مہنگی پڑے گی۔ میری سزا ضرور ختم ہو جائے گی اور جیل سے نکل کر میرا پہلا قدم تیری موت ہوگا۔ میں تجھے تلاش کر لوں گا غلام شاہ، میں تجھے ضرور تلاش کر لوں گا۔‘‘

’’ارے تو بھین تے کون سا نیک کام کرت رہا ہے ہمار تو سے دشمنی کا ہے بیرا ہم نے تو ایک نیک کام کرنے کے لئے تو کا پکڑا ہے باکی تیری مرجی۔‘‘

پرانی بات تھی سب بھول گئے تھے مگر سونیا کو بلبیرا کی بھیانک صورت یاد تھی۔ بہت واقعات یاد تھے اور اکثر وہ ان سوچوں میں گم ہو جاتی تھی۔ ایک بار ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا تھا۔ ایک چھوٹے سے قصبے کے ایک رئیس زادے کو سونیا پسند آ گئی تھی اور انہوں نے سونیا کو اغوا کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ مگر سرکس کے کتوں نے یہ منصوبہ ناکام بنا دیا اور جو لوگ سونیا کو اغواء کرنے آئے تھے وہ نہ صرف کپڑے چیتھڑوں کی شکل میں لے گئے تھے بلکہ چودہ چودہ انجکشنوں کی بیاری بھی ساتھ لے گئے تھے۔ بعد میں غلام شاہ نے رئیس زادہ کے باپ سے کہا تھا۔

’’ارے بھائی نباب صاحب بسر اولاد پیدا کر لینا ہی کام نا رہے انہیں اچھی تربیت بھی جروری رہے۔ ای سسر تو ہار نام کھوب روشن کرے ارے ای کا اسپتال سے لا کر کچھ سکھائی پڑھائی بھی دو۔‘‘ نواب شریف آدمی تھے شرمندہ ہوئے اور معافی بھی مانگی۔

بات آئی گئی ہوگئی، خود سونیا کے دل میں کبھی کوئی احساس نہ جاگا تھا اس کی نگاہیں اب تک کسی پر نہ ٹکی تھیں۔ لیکن آج کچھ عجیب ہوگیا تھا۔ سرکس میں پہننے والے لباس سنبھالتے ہوئے ایک لباس سے ایک سرخ گلاب کا پھول گر پڑا اور وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ سرخ گلاب میں ایک گلابی چہرہ ابھرا ہوا تھا دو شریر آنکھوں نے اس پھول سے باہر جھانکا تھا اور وہ ان آنکھوں کو دیکھتی رہ گئی تھی۔ تب گلاب کی پتیاں لرزنے لگیں۔

''حسن اور اس کمال کا، اگر دوسرے انوکھے کمالات کا بھی حال ہو تو اسے کیا کہیں گے۔ سونیا کو وہ چہرہ صاف نظر آ رہا تھا۔ سرخ و سفید رنگ تیکھے نقوش، شرارت سے مسکراتا ہوا یہ پہلا چہرہ تھا جو اسے یاد رہا تھا ورنہ......

اس کے کمالات کے بے شمار معترف اسے داد دے چکے تھے۔ وہ ان کا شکریہ ادا کرتی اور انہیں بھول جاتی لیکن یہ چہرہ......! پھر اس نے اپنی زندگی میں پہلا خواب دیکھا۔ اس سے پہلے اس نے کبھی خواب نہ دیکھا تھا۔ اس خواب میں اس نے اسے دیکھا۔

''گلاب کے پھول سے زیادہ خوبصورت پھول کو پھول پیش کرنا عجیب لگتا ہے لیکن اسے ایک غریب کی عقیدت سمجھ کر قبول کرلیں۔''

''تم کون ہے......؟'' اس نے پوچھا۔

''پجاری......؟''

''ہندو ہو......!''

''نہیں''......؟؟

''پھر پجاری کیسے ہوگئے''......؟

''پتھر کی مورتیاں نہیں پوجتا ایک پیکر حسن کا پرستار بن گیا ہوں کیا کروں مجبوری ہے۔''

''کیا مجبوری ہے۔''

''دوسری ملاقات سرکس سے باہر کرنا چاہتا ہوں۔ جگہ بتایئے۔'' اس وقت عقب سے سونا ہتھنی نے سونڈ آگے بڑھائی اور اسے کمر سے پکڑ کر اٹھالیا۔

''نا......نا سونا...... نا چھوڑ دے اسے۔'' وہ جلدی سے بولی اور اپنی آواز سے ہی اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ حیران رہ گئی خواب......؟ نہ جانے کب دوبارہ نیند آئی تھی۔

مگر دوسری صبح معمول کے مطابق تھی۔ اب اسے کچھ یاد نہ تھا۔ سرکس کے وسیع و عریض ٹینٹ کے نیچے زندگی کا آغاز معمول کے مطابق ہوا تھا شاہ دنبل چیئر پر موجود تھا۔ پھر سونیا غلام شاہ سے باتیں کررہی تھی کہ وزیر خان اور نواز علی آگئے۔ غلام شاہ انہیں دیکھ کر چونک پڑا تھا۔

''ارے آؤ آؤ، بڑی جلدی آ گئے تم......؟''

''مکمل معلومات حاصل ہو گئی تھیں شیخا۔''

''بہوت بڑھیا، بہوت بڑھیا کہو کا کہانی رہے تیا نگر کی؟''

''ٹھاکروں کی بستی میں حکومت کا دخل نہیں ہے۔ بیاولی پرے ان کا راج ہے بیاولی تیز رفتار ندی ہے جس پر پل نہیں ہے کچھ گھاٹ اتار و ہیں اور دوسری طرف رہنے والے ہی ان کے بارے میں جانتے ہیں۔ یہ ندی سرحد کا کام دیتی ہے اور اس طرف رہنے والے اس ٹھاکروں کی اجازت کے بغیر عبور نہیں کرتے۔

''بڑھیا بہوت بڑھیا سسر مکھنیا ٹھیک ہی کہت رہی ارے او اکبرا کا رائے ہے تیری۔''

''چلیں گے شیخا تیا نگر بھی ضرور دیکھیں گے۔''

''اور کا معلوم ہوئی رہے وجیر کھان۔''

''بیاولی پرے تین ٹھاکر مشہور ہیں ٹھاکر راون سنگھ، ٹھاکر چیتل سنگھ اور ٹھاکر جگت سنگھ۔ راون اور چیتل سوتیلے بھائی ہیں اور دونوں میں چلتی ہے۔ جگت سنگھ ان کا چچا ہے۔ اس کی چراگاہیں الگ اور وسیع ہیں۔ آبادیاں بڑی ہیں اور میلے ٹھیلے ہوتے رہتے ہیں مگر اجازت کے ساتھ۔

سسر مکھنیا اے ہی کہت رہے ٹھیک ہے ارے ما ای تو بتائی دے ہے بھائی کہ تم لوگا نے بیاولی پار کرت رہی کا......''

''نا شیخا ار لی طرف سے ہی سب معلوم ہو گیا۔''

''چلو ٹھیک رہے کام تو ہوئی گوا......؟ جاؤ ستائے لیو۔'' غلام شاہ نے کہا اور دونوں چلے گئے غلام شاہ پھر اپنے کاموں میں مصروف ہو گیا تھا اکبر شاہ نے سونیا سے کہا۔

''تیا نگر میں میلے تو پہلے ہوئے ہیں سونی مگر شیخا نے ادھر کا رخ کبھی نہیں کیا۔ اس بار اسے کیا سوجھی ہے۔''

''تم نہیں جانتے اکبر بھیا۔''

''کوئی خاص بات ہے......؟'' اکبر شاہ نے چونک کر پوچھا۔

''میرا یہی خیال ہے۔ پچھلے دنوں جب ہم جون پور میں تھے تو اخباروں میں ایک خبر چھپی تھی۔

''کیا......؟''

''ڈاکو بلبیرا جیل سے چھوٹ گیا ہے اسے نیا نگر میں دیکھا ہے کیونکہ وہ بھی ٹھاکر ہے۔''

''اوہ تو...... لیکن شیخا ادھر کیوں جا رہا ہے۔''

''شیخا کو نہیں جانتے تم...... وہ بہت ٹھنڈے مزاج کا ہے مگر بلبیرا نے اسے چیلنج کیا تھا اس کے بعد سے آج تک اس نے بلبیرا کا نام نہیں لیا مگر وہ اس کے دل میں ضرور ہو گا۔ یہ شیخا کی فطرت ہے۔''

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو...... اس کا مطلب ہے نیا نگر کی طرف ہمارا رخ بہت خطرناک ہو گا۔ مگر شیخا، اسے باز نہیں رکھا جا سکتا۔'' اکبر شاہ کسی سوچ میں گم ہو گیا تھا......!

❁❁❁

سونیا نے بادل ناخواستہ پھول اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ وہ اپنا آئٹم پیش کر کے تماشائیوں سے خراج تحسین وصول کر رہی تھی کہ وہ اچانک کود تا پھلانگتا رنگ میں داخل ہو گیا اور اس نے ایک سرخ گلاب اسے پیش کر دیا۔

''یہ گلاب اپنے حسن پر نازاں ہوتے ہیں، میں انہیں تمہارے ہاتھ میں دے کر بے حقیقت کر دیتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ دیکھو حسن کیا ہوتا ہے ان کے رنگ کتنے پھیکے پڑ جاتے ہیں تمہارے ہاتھ میں آ کر۔'' اس نے ایک پر سحر مسکراہٹ سے کہا۔

رؤف پاشا آگے بڑھ کر بولا۔ ''آپ کا شکریہ جناب فنکاروں کو صرف اپنی تالیوں سے داد دیا کریں رنگ میں آنے کی اجازت نہیں ہے۔''

اس نے عجیب سی نظروں سے رؤف پاشا کو دیکھا اور مسکراتا ہوا رنگ سے باہر آ گیا۔ سونیا اس رات بھی بے سکون ہوئی تھی لیکن آج رات اس نے کوئی خواب نہ دیکھا بلکہ وہ رؤف پاشا سے متفق ہو گئی تھی۔ ایسی فضول باتوں کے لئے ہمارے پاس وقت کہاں۔ اس نے یہ کہہ کر خود کو سمجھا لیا تھا لیکن تیسرے دن بھی وہی ہوا۔ وہ اچانک ہی نمودار ہوا تھا اور خاموشی سے پھول دے کر چلا گیا۔ اس آئٹم میں رؤف پاشا اس کے ساتھ تھا۔ آج رؤف پاشا نے ناگوار نظروں سے اسے دیکھا تھا اور پھر بعد میں سونیا سے پوچھا۔

''یہ پھول دینے والا نوجوان کون ہے۔''

''لگتا تو آدمی ہی ہے۔'' وہ طنزیہ انداز میں بولی۔

''میرا مطلب ہے کہ، کہ وہ۔ یعنی پھول۔'' رؤف پاشا گھبرا گیا۔

''ہوش میں رہا کرو۔'' سونیا نے سرد لہجے میں کہا اور رؤف پاشا شرمندہ ہو گیا۔ وہ شاید سونیا سے یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ کہیں اس کا یہ عمل سونیا کی

اجازت سے تو نہیں ہے۔ البتہ سونیا کا اظہار ناراضگی دوسرے دن بھی اسے یاد رہا اور آئٹم کے درمیان ہی اس کی نگاہ اسی نوجوان پر پڑ گئی جو سامنے کی رو میں بیٹھا ہوا تھا۔ رؤف پاشا ہوشیار ہو گیا۔ آئٹم جاری رہا اور پھر ختم ہو گیا۔ رؤف پاشا سونیا سے پہلے نیچے اتر آیا اور اس نے دو آدمیوں کو ہدایت دے دی۔ نوجوان حسب معمول پھول ہاتھ میں لے کر رنگ کی طرف بڑھا لیکن دو آدمیوں نے اسے راستے میں ہی پکڑ لیا۔

''آپ کو پہلے دن منع کیا گیا تھا کہ فنکاروں کو صرف تالیوں سے داد دیا کریں رنگ میں آنا منع ہے۔''

''اوہ! معافی چاہتا ہوں۔'' نوجوان نے شرمندہ لہجے میں کہا اور اس کے انداز سے اسے پکڑنے والے نرم پڑ گئے۔ انہوں نے نوجوان کے بازو چھوڑ دیئے لیکن ان کے گمان میں بھی نہ تھا کہ ان کے ہاتھوں سے چھوٹتے ہی وہ دوبارہ رنگ میں جا گھسے گا۔ اس نے یہی کیا تھا اور وہ منہ دیکھتے رہ گئے تھے لیکن کوئی ہڑبونگ بھی نہ کر سکتے تھے شو خراب ہو جاتا۔ اس نے پھول سونیا کو پیش کرتے ہوئے کہا۔

''ظالم سماج سے دنیا کا کوئی گوشہ خالی نہیں ہے لیکن ہم بھی محبت کے متوالے ہیں باز نہ آئیں گے۔ یہ پھول اس وقت تک آپ پر نثار ہوتے رہیں گے جب تک آپ انہیں اپنے دل میں نہ سجا لیں۔ قبول فرمایئے۔'' اس نے پھول آگے بڑھا دیا۔ البتہ سونیا نے ہاتھ آگے نہ بڑھایا۔ رؤف پاشا کے متعین کردہ دونوں آدمی البتہ رنگ میں آ گئے تھے اور اسی طرف بڑھ رہے تھے۔ اس نے پھول سونیا کے پیروں میں رکھا اور دوسری طرف سے باہر نکل گیا۔

''پاگل معلوم ہوتا ہے۔ جانے دو۔'' سونیا نے کہا۔ رؤف پاشا نے کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا۔ البتہ پردے کے پیچھے شیرا کہنے لگی۔

''محبت کا متوالا ہے وہ۔''

''ہاں کیا خیال ہے۔'' سونیا مسکرا کر بولی۔

''خوبصورت بھی ہے اور نڈر بھی۔'' شیرا نے کہا۔

''تم کوشش کر سکتی ہو۔''

''محبت منتقل کہاں ہوتی ہیں سونیا۔ ویسے محبت کی توہین اچھی نہیں ہوتی، پھول لے لیا کرو۔''

''اتنی زور کا تھپڑ ماروں گی کہ رنگ خراب ہو جائے گا۔ سونیا نے چڑ کر کہا اور شیرا ہنسنے لگی۔ لیکن سونیا ذہنی انتشار کا شکار ہو گئی تھی۔ نوجوان کی جرأت اسے پریشان کر رہی تھی ورنہ محبت کے ایسے بہت سے متوالے آسانی سے سیدھے ہو چکے تھے۔ رات کو دیر تک وہ اس کے بارے میں سوچتی رہی خود اس کے دل میں کچھ نہ تھا لیکن خوامخواہ شیتا کے ہاتھوں نقصان اٹھا جائے گا۔ شیتا دوسرے قسم کا آدمی تھا۔ سمجھ جائے تو اچھا ہے ورنہ پھر شیتا جانے اور وہ

لیکن اسے کیسے سمجھایا جائے۔ اس کی کوئی ترکیب خود اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ سرکس کامیاب جا رہا تھا روزانہ شو فل ہو جاتا تھا۔ رمضانی دادا نے تجویز پیش کی۔

''سرکس کے دو شو ہو جائیں تو کیا حرج ہے، رش بہت جا رہا ہے۔''

''کا ہے رے۔ پیٹ بھر روٹی نا ملے کا، ارے او بھائی ہیرا۔ ارے ای رمجانی سسروا کو جرا کھلائی پلائی رہے رے۔ ای کا نڈ کھالی رہ جات ہے دوئی سو کریں گے سسروا۔'' غلام شاہ نے کہا۔

وہ بے نیاز انسان تھا کبھی دو شو نہیں کئے تھے۔ اس نے دولت کو ہمیشہ ٹھکرایا تھا۔ ویسے ایک شو کی آمدنی ہی اتنی ہو جاتی تھی کہ سارے کام بہ آسانی چل رہے تھے۔ دن کے معمول عام رہے کوئی خاص بات نہ ہوئی تھی شام ہو گئی اور سرکس کی زندگی جاگ اٹھی۔ رات کو سونیا کو سرکش یاد آ گیا اور اس کی نظریں بے اختیار پنڈال میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں اسے تلاش کرنے لگیں۔ لیکن وہ اسے تلاش نہ کر سکی تھی سونیا کا دل پریشان ضرور تھا۔ نہ جانے کیوں بار بار خیال آ رہا تھا کہ وہ آئے گا۔ لیکن وہ جس طرح آیا سونیا کے گمان میں بھی نہ تھا۔

اس کا آئٹم شروع ہونے والا تھا۔ وہ رسی پر چڑھ کر بلند و بالا جھولے پر پہنچ گئی۔ یہ جھولا سرکس کے تنبو کی چھت کے ساتھ تھا اور اس سے اونچا کوئی جھولا نہ تھا۔ دوسری طرف اس سے کافی فاصلے پر چنکو اور منکو چڑھ رہے تھے۔ آج ذرا تبدیلی کی گئی تھی اور رؤف پاشا کی جگہ چنکو اور منکو کو رکھا گیا تھا۔ اس کی مشق دن میں کر لی گئی تھی۔ سونیا ان دونوں کا مسخرہ پن دیکھتی رہی اور دونوں ایک دوسرے کو اوپر جانے کے لئے اکسا رہے تھے اور ایسی حرکتیں کر رہے تھے کہ تماشائی ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔ دفعتہً سونیا کو ''شش شش'' کی ایک آواز سنائی دی اور وہ اچھل پڑی۔ آواز بہت قریب کی تھی۔ دوسری بار یہ آواز سنائی دی تو اس کی نظریں بے اختیار اوپر اٹھ گئیں اچانک ہی اس کا خون رگوں میں منجمد ہو گیا۔ تنبو کے آخری سرے پر جہاں اس کے جوڑ تھے ایک چہرے نظر آیا تھا اور یہ چہرہ اجنبی تھا۔

''گلابی حسینہ کو گلاب کا پھول قبول ہو۔'' اس کی آواز ابھری ناقابل یقین بات تھی صرف نظری دھوکہ یا ذہن کی اختراع تنبو کی اس بلندی پر کسی عام آدمی کا پہنچ جانا ناممکن تھا۔ مگر یہ نہ نظری دھوکہ تھا نہ ذہنی اختراع۔ اس کا چہرہ نمایاں تھا۔ سونیا کو چکر آنے لگا۔ گلاب کا پھول بڑے صحیح نشانے پر جھولے پر آ گرا۔

''کہیں اور ملنے کی درخواست کی تھی قبول نہ ہوئی۔'' وہ بولا۔

''تم۔ تم۔'' سونیا کے حلق سے بمشکل نکلا۔

''تم سے تنہائی میں ملنا چاہتا ہوں۔''

''وہاں کیسے پہنچ گئے پاگل۔ مر جاؤ گے۔''

''مر چکا ہوں۔ تم پر۔ کہو تو نیچے کود جاؤں۔'' وہ ہنس کر بولا۔ پھر کہنے لگا۔ ''پھول اٹھا لو ورنہ نیچے کود جاؤں گا۔''

سونیا نے دہشت زدہ انداز میں پھول اٹھا لیا تھا۔

''سنو۔ تم سے ملنے تمہارے خیمے میں آؤں گا۔ تمہارے گلابی حسن کی قسم محبت کی تمام پاکیزگی کے ساتھ۔ تم مجھ پر شک نہ کرو گی۔''

سونیا نے نیچے دیکھا۔ چنکو اور منکو رسی کے ذریعے اوپر آ رہے تھے۔ پھر وہ جھولے پر آ گئے۔ سونیا نے اوپر دیکھا اس کا چہرہ غائب ہو چکا تھا۔ آہ نیچے کیسے اترا ہو گا۔ ذرا سی لغزش ہو گئی تو۔ مگر تنے ہوئے تنبو پر کہیں دباؤ نہ تھا۔ سونیا کا دل بند ہوا جا رہا تھا۔ چنکو نے جھولے پر جھولنا شروع کر دیا۔ اس کی دہشت ناک چیخیں ابھر رہی تھیں اور منکو اپنی جگہ خوف سے اچھل رہا تھا۔ یہ آئٹم کا ایک حصہ تھا وہ تیار ہو گئی۔ نہ جانے کس طرح اس نے خود کو سنبھالا تھا۔ اس کا دل ہی جانتا تھا۔ پھر منکو نے ایک انتہائی خطرناک قدم اٹھایا چنکو جیسے ہی رسی کے قریب پہنچا اس نے جھولے کی رسی پکڑ لی اور جھولے کے ساتھ سونیا کی طرف بڑھا۔ چنکو نے سونیا کے جھولے پر چھلانگ لگا دی اور سونیا نے آنے والا جھولا پکڑ لیا۔ لیکن وہ اس کے ساتھ ہی چلی گئی تھی۔ جب کہ چنکو اس کے تختے پر آ کھڑا ہوا تھا۔ منکو بدستور رسی پکڑے لٹکا ہوا تھا۔ سونیا دوسرے تختے پر چلی گئی اور منکو پھر چنکو کی طرف آیا۔ چنکو نے اچھل کر جھولا پکڑا تو منکو تختے پر آ گیا اور چنکو رسی سے لٹک گیا۔ یہ ایک دہشت ناک آئٹم تھا۔ لوگ خوفزدہ بھی تھے اور ہنس بھی رہے تھے۔ زمین سے ساٹھ فٹ کی بلندی پر زندگی کا مذاق اڑایا جا رہا تھا۔ مسخرے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے بلندی پر کرتب دکھائے جا رہے تھے کبھی سونیا جھولے پر ہوتی تو منکو رسی پکڑے خیمے میں ہوتا اور کبھی چنکو اس خطرناک انداز میں جھولے پر جاتا کہ لوگ چیخ پڑتے۔ سونیا کو اس سے زیادہ مشکل حالات کا سامنا کبھی نہ کرنا پڑا تھا۔ یہ آئٹم بھی اسی نے تیار کیا تھا بڑا مشکل اور بڑا ٹیکنیکل تھا لیکن اس کم بخت نے توجہ بانٹ لی تھی ذہن کو یکساں رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔ اس نے آئٹم کا وقت مختصر کر دیا اور اسے ختم کر کے جھولے سے نیچے اتر آئی۔ تالیوں کے شور سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ رؤف پاشا کے ذہن میں شاید اس نوجوان کا خیال تھا اس لئے اس کی نظریں چاروں طرف بھٹک رہی تھیں۔ لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ ایک سرخ گلاب سونیا کے لباس کے گریبان میں پوشیدہ ہے۔

سونیا کو ایک اور آئٹم پیش کرنا تھا لیکن اس نے سر درد کا بہانہ کر کے اسے سانولی کے سپرد کر دیا اور خود خیمے میں آ گئی۔ اسے چاروں طرف اس نوجوان کے بھوت نظر آ رہے تھے۔ سرکس کی اب تک کی زندگی میں بہت کچھ ہوا تھا۔ لیکن یہ اس سے مختلف تھا۔ اتنی بلندی پر چڑھ جانا ناممکن بات

تھی، وہ ہے کون۔

ساری رات بے کل رہی تھی ہر آہٹ پر آنکھ کھل جاتی اور یہی خیال آتا کہ وہ آ گیا ہے۔ اس نے یہی کہا تھا اور جو شخص تنبو کی اتنی بلندیاں عبور کر جائے اس کے لئے اس خیمے میں گھس آنا ناممکن نہیں تھا۔ صبح کے وقت سے بہت پہلے اٹھ گئی۔ چاروں طرف خاموشی کا راج تھا اور اس وقت واقعی اس کے سر میں درد ہونے لگا تھا۔ جو رات کی کچی پکی نیند کا اثر تھا۔ تب اچانک اسے غصہ آ گیا۔ خود پر بھی اور اس پر بھی۔ کیا حماقت ہے ایک گھٹیا سے آدمی کے لئے خود پر خوف مسلط کر لیا ہے۔ وہ کیا حیثیت رکھتا ہے اس زبردستی کو با آسانی ختم کیا جا سکتا ہے اکبر شاہ اس کے ہاتھ پاؤں توڑ کر پھینک دے گا۔ غلام شاہ کو پتہ چل جائے کہ وہ سونیا کو اس طرح پریشان کر رہا ہے تو وہ اس کی جان کا دشمن بن جائے گا۔ رعایت کی ایک حد ہوتی ہے اس کی یہ حرکت تباہ کن بھی ہو سکتی تھی وہ جھولے سے گر بھی سکتی تھی۔ ٹھیک ہے اب سامنے آؤ تمہیں سبق دینا ضروری ہو گیا ہے۔ اس نے گہری سانس لی اور اٹھ کر مطبخ کی طرف چل پڑی جہاں کے منتظمین صبح کے ناشتے کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے ہوں گے۔ ان سے کم از کم چائے تو مل سکتی ہے۔ اس کا اندازہ درست تھا۔ بڑے سے خیمے سے برتن کھڑکنے کی آوازیں ابھر رہی تھیں۔ چائے کے گرم گرم گھونٹ پیتے ہوئے اس نے کئی فیصلے کئے اور مطمئن ہو گئی اس کے لئے سزا ضروری ہے ورنہ وہ آگے بڑھے گا۔

❁❁❁

غلام شاہ کے سرکس میں کچھ تبدیلیاں نمایاں تھیں۔ جس سے وہ منفرد نوعیت اختیار کر گیا تھا۔ سب سے اہم بات یہ تھی کہ اس میں قبیلے سے باہر کے لوگ نہیں آ سکتے تھے اور غلام شاہ جیسے جاہل نے نہ جانے کون سی صلاحیتیں اختیار کر کے ہر شعبے کے لئے لوگ یہیں تیار کر لئے تھے۔ کوئی قانونی مسئلہ ہو یا انتظامی اس کے آدمی سب کچھ سنبھال لیا کرتے تھے۔ اسی طرح فنکاروں میں اس نے قبیلے کے لوگ ہی شامل کئے تھے ان کے پورے گھرانے اسی سرکس میں پھلے پھولے تھے۔ چنگو اور منگو جیسے بونے بھی اسی سرکس میں پیدا ہو کر جوان ہوئے تھے۔ دونوں جڑواں بھائی تھے۔ حیرت انگیز طور پر ہمشکل اور قد و سامت میں یکساں ان کی پیدائش کے وقت ہی معلوم ہو گیا تھا کہ وہ کیا ہیں اور اس کے بعد غلام شاہ نے ان پر شدید محنت کر کے انہیں آتش بنا دیا تھا۔ چھوٹے قد کی وجہ سے انہیں مسخروں کی حیثیت سے استعمال کیا گیا تھا لیکن ان کی صلاحیتیں اور کارکردگی بے مثال تھی اور وہ سرکس کے ہر شعبے کو سنبھال سکتے تھے۔ جھولے ہوں یا گھوڑے کی پشت سب کچھ ان کے لئے یکساں تھا۔ طبیعت میں ظرافت اور عمر کی شوخی تھی۔ سونیا کے چارج میں تھے اور سونیا ان سے کمال کے کام لیتی تھی۔ دونوں فطرتاً مست مولا تھے اور اپنے طور پر مطمئن زندگی گزار رہے تھے۔ سرکس کی زندگی سے ہٹ کر ان کی فطرت میں تجسس بہت زیادہ تھا۔ ہر چیک کو شک کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اس کے بارے میں الٹے سیدھے نظریات قائم کر لیتے تھے۔

یہ تقریباً چار ماہ قبل کی بات ہے کہ سرکس ایک شہر میں لگا ہوا تھا اور معمول کے مطابق شو ہو رہے تھے کہ سرکس میں ایک قتل ہو گیا۔ ایک ادھیڑ عمر شخص جو تماشائی کی حیثیت رکھتا تھا اس کی سیٹ پر قتل کر دیا گیا تھا۔ جس کا پتہ شو کے دوران ہی چل گیا اور بھگدڑ مچ گئی۔ چنکو اور منکو نے البتہ جھولے پر کام کرتے ہوئے ان دو افراد کو دیکھ لیا تھا جو مقتول کے پاس موجود تھے اور قتل کا پتہ چلنے سے قبل اٹھ کر باہر نکل گئے تھے۔ ان کے چہرے خطرناک تھے اور وہ دونوں کے ذہنوں میں محفوظ ہو گئے تھے۔ بعد میں پولیس کی کارروائی ہوئی۔

تفتیش ہوئی اور معاملہ کسی شکل میں رفع دفع ہو گیا۔ سرکس کا اس قتل سے کوئی تعلق نہ تھا۔ چنکو اور منکو دونوں چہروں کو فراموش نہیں کر سکے تھے۔ انہیں سو فیصدی یقین تھا کہ اس شخص کو انہیں دونوں نے قتل کیا ہے، اس وقت ان کے ذہنوں میں کوئی ایسی بات پیدا نہ ہوئی تھی کہ وہ آگے بڑھ کر خود کوئی کارروائی کرتے لیکن اس شہر میں آنے کے بعد سانولی اور ایاز نے جو کارنامہ سرانجام دیا تھا اس کے چرچے سرکس میں بہت ہوئے تھے اور چنکو منکو بھی دوسروں کی طرح سانولی اور ایاز سے مرعوب ہو گئے تھے۔ آج کے شو کے دوران اتفاقیہ طور پر ان کی نگاہیں ایک جانب اٹھیں تو دونوں نے ہی ان دونوں افراد کو دیکھ لیا جو آج تک ان کے ذہنوں سے محو نہ ہوئے تھے۔ وہ بہت عمدہ لباس میں ملبوس سیٹوں پر بیٹھے ہوئے سرکس دیکھ رہے تھے۔ اس وقت چنکو منکو کا آئٹم نہیں تھا اور وہ اپنا پہلا آئٹم پیش کر چکے تھے باقی پروگراموں میں صرف انہیں تفریحی اقدامات کرنے تھے اور اس کے لئے بھی کوئی مخصوص وقت متعین نہ تھا بلکہ شیڈول یہی تھا کہ اگر ضرورت پیش آئی تو انہیں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ دونوں نے ان چہروں کو دیکھا اور دونوں کے ہی ذہنوں میں تجسس جاگ اٹھا، چنکو نے منکو سے کہا......''

''تم نے بھی انہیں دیکھ لیا۔ کیا واقعی یہ وہی دونوں ہیں......؟''

''سو فیصدی۔''

''یہ قاتل ہیں اور ان کا سرکس میں موجود ہونا اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ آج پھر کوئی واردات ہونے والی ہے۔''

''اور اگر اس واردات کا سراغ لگا لیا جائے تو اس کا نتیجہ یہ کہ ہمیں بھی سانولی اور ایاز کی طرح عزت نصیب ہو گی۔'' منکو نے کہا اور چنکو بغور اسے دیکھنے لگا، پھر بولا......''

''کیا تم یہ خطرہ مول لینے کے لئے تیار ہو......؟''

''کوشش تو کرنی چاہئے وہ دونوں قاتل ہیں یہ بات ہم لوگ اچھی طرح جانتے ہیں......''

''آہ! اس کا مطلب ہے کہ سرکس میں پھر کوئی قتل ہونے والا ہے!''

''ہم اس قتل کو تو نہیں روک سکیں گے لیکن اس نئے قتل کا سراغ لگانے میں ہم پولیس کی بھرپور مدد کر سکتے ہیں۔''

''تو پھر تیار ہو جاؤ، میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنے کام کا آغاز کر دینا چاہئے۔''

''لیکن کس طرح......؟''

''ان دونوں کو نگاہوں میں رکھنا ہوگا۔ سرکس میں قتل کی جو بھی واردات ہو ہم اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔ لیکن ان دونوں کا تعاقب ہم بہ آسانی کر سکتے ہیں۔''

دونوں اپنے طور پر پلاننگ کرتے رہے اور اس کے بعد لباس وغیرہ تبدیل کر کے وہ باہر نکل آئے۔ سرکس کے آخری آئٹم پیش کئے جا رہے تھے اور بظاہر اب ان کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ انہوں نے ایک مخصوص جگہ منتخب کی اور اس کے بعد وہاں رک کر سرکس کا شو ختم ہونے کا انتظار کرتے رہے۔ شو ختم ہوا اور ان کی نظریں باہر نکلنے والے راستے پر جم گئیں۔ روشنی تیز تھی اور یہ روشنیاں اس وقت تک رہتی تھیں جب تک کہ سرکس کا آخری آدمی بھی باہر نہ نکل جائے۔ پارکنگ لاٹ پر بہت سی گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں اور وہ دونوں مستعدی سے اپنی نگاہیں دروازے پر جمائے ہوئے تھے کہ انہوں نے ان دونوں کو دیکھا جو باتیں کرتے ہوئے باہر نکل رہے تھے...... دونوں مستعد ہو گئے اور ان کی نظریں ان کا تعاقب کرنے لگیں پھر انہوں نے اپنی جگہ چھوڑی اور آہستہ آہستہ ان کے عقب میں چل پڑے......

گو یہ بات ابھی پتہ نہیں چل سکی تھی کہ سرکس میں آج کیا واردات ہوئی۔ بظاہر معاملات پرسکون نظر آتے تھے لیکن اگر کوئی واردات نہیں بھی ہوئی ہے تب بھی دونوں قاتل ان کی نگاہوں کے سامنے تھے اور ان کے بارے میں پتہ لگا کر کم از کم غلام شاہ کو اطلاع دی جا سکتی تھی۔ انہوں نے ان دونوں کو ایک بڑی بند گاڑی کی طرف جاتے دیکھا۔ سیاہ رنگ کی ایک بند گاڑی پارکنگ لاٹ پر ہی کھڑی ہوئی تھی۔ چنکو نے منکو کو اشارہ کیا اور دونوں تیزی سے چلتے ہوئے اس گاڑی کے عقب میں پہنچ گئے۔ گاڑی کے عقبی پائیدان پر چڑھ کر چنکو نے گاڑی کا عقبی دروازہ کھولنے کی کوشش کی تو اسے کوئی دقت نہ ہوئی، گاڑی غالباً کسی کمپنی کی سپلائی گاڑی تھی اور اس کے عقبی دروازے بند نہیں تھے...... دونوں پھرتی سے اوپر چڑھے اور گاڑی میں رینگ گئے، کیونکہ انہوں نے ان دونوں کو بھی گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

گاڑی کا دروازہ اندر سے بند کر کے دونوں نے پراطمینان نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھا اور منکو نے چنکو کے کان میں سرگوشی کی۔

''ہماری تقدیر ہمارا ساتھ دے رہی ہے۔ اگر کوئی تازہ قتل نہیں ہوا تب بھی دو قاتل ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں اور ہم ان کے بارے میں انکشاف کر کے شہرت کما سکتے ہیں۔ انہوں نے گاڑی کے عقبی حصے میں ایک بڑی جالی لگی ہوئی دیکھی اور انہیں خوف محسوس ہوا کہ کہیں عقبی سمت سے انہیں دیکھ نہ لیا جائے۔ البتہ گاڑی میں دونوں سائیڈ پر بڑی بڑی سیٹیں لگی ہوئی تھیں اور ان سیٹوں کے نیچے اتنی جگہ موجود تھی کہ وہ دونوں اس میں سما سکتے۔

چنانچہ دونوں الگ الگ ان سیٹوں کے نیچے گھس گئے اور اطمینان سے لیٹ گئے۔ اب ذرا ایک دوسرے سے سرگوشی میں گفتگو کرنا بھی مناسب نہیں تھا۔ حالانکہ انجن کی آواز کافی تھی اور اس کے شور میں ان کی گفتگو سن لئے جانے کا خطرہ نہیں تھا لیکن احتیاط کے پیش نگاہ دونوں ہی خاموش رہے تھے۔ گاڑی کا یہ سفر تقریباً بیس منٹ تک جاری رہا اور اس کے بعد وہ رکی لیکن پھر دوبارہ اسٹارٹ ہو کر چل پڑی لیکن اس بار شاید اس کا یہ سفر چند ہی گز کا تھا...... چنکو اور منکو آہٹیں محسوس کر رہے تھے۔ گاڑی کا انجن بند ہو گیا اور شاید وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ پھر ایک دروازے کی چرچراہٹ سنائی دی اور اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ دونوں دل کی دھڑکنوں پر قابو پانے کی کوشش کر رہے تھے۔ جاسوسی اور اس کے بعد شہرت کا تصور ان کے ذہن پر طاری ہو گیا تھا۔ جب انہیں اپنے اطراف میں بالکل خاموشی اور سناٹے کا احساس ہوا تو دونوں سیٹوں کے نیچے سے رینگ کر قریب آ گئے اور پھر وہ کھڑے ہو کر گاڑی کے سامنے والے حصے میں جھانکنے لگے......

گہری تاریکی میں انہیں کچھ نظر نہیں آیا تھا لیکن جالیوں کی دوسری سمت کا جائزہ لے کر یہ اندازہ ضرور ہو رہا تھا کہ اب ڈرائیونگ سیٹ پر کوئی موجود نہیں ہے۔ دونوں خاموشی سے گاڑی کے عقبی حصے کی جانب بڑھے اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آئے۔ گاڑی کسی ایسی تاریک جگہ کھڑی ہوئی تھی جس کے بارے میں کوئی اندازہ لگانا مشکل ہو رہا تھا لیکن دوسرے لمحے انہیں ایک اور احساس ہوا۔ یہ تاریکی بے مقصد نہیں ہے۔ رات کا وقت بے شک تھا لیکن گاڑی اگر کسی کھلی جگہ پر ہوتی تو کم از کم چھت پر آسمان ہی نظر آتا لیکن اب یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کے چاروں طرف دیواریں ہوں اور سر پر چھت۔

اس صورتحال نے انہیں ایک لمحے کے لئے خوفزدہ کر دیا۔ چنکو نے آہستہ سے منکو سے کہا۔

''یوں لگتا ہے جیسے ہم کسی گیراج میں بند ہو گئے ہیں۔'' منکو نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھے اور چند قدم چلتے ہی انہیں اپنے خیال کی تصدیق ہو گئی۔ ایک ٹھوس اور پتھریلی دیوار ان کے سامنے تھی۔ دونوں اس دیوار کو ٹٹولتے ہوئے آگے بڑھنے لگے اور دیوار کے آخری سرے تک پہنچ گئے اور پھر انہوں نے اس دیوار کے ساتھ ساتھ چاروں سمت کا سفر شروع کر دیا اور بالآخر ایک ایسی جگہ آ گئے جہاں ایک بند دروازہ کا احساس ہوتا تھا۔ دروازہ انتہائی مضبوط تھا اور باہر سے بند کر دیا گیا تھا۔ منکو آہستہ سے بولا......

''کمال ہے ہمیں ان کے اتر کر باہر جانے اور دروازہ بند کرنے کا احساس بھی نہ ہو سکا۔''

''اب یہ سوچو یہاں سے باہر کیسے نکلا جا سکتا ہے۔'' چنکو نے پریشان لہجے میں کہا اور دونوں دروازے پر زور آزمائی کرنے لگے۔ لیکن چند ہی لمحات کے بعد انہیں احساس ہو گیا کہ ان کی یہ کوشش مضحکہ خیز ہے۔ مضبوط دروازہ ٹس سے مس نہیں ہوا تھا۔ دونوں کی گھبراہٹیں عروج پر پہنچتی جا رہی تھیں۔ یہاں اس صورتحال سے دوچار ہو کر ان کے پاس کوئی چارہ کار نہیں رہا تھا اور گیراج کی یہ قید ان کے لئے خطرناک بھی ہو سکتی تھی۔ پریشانی کی گہری

گہری سانسیں لیتے ہوئے وہ تدبیریں سوچنے لگے، پھر دفعتاً منکو نے کہا۔

''یہاں تمہیں گھٹن کا احساس ہوتا ہے......؟''

''گھٹن......نہیں بالکل نہیں......''

''اس کا مقصد ہے کہ کوئی جگہ ایسی ہے جہاں سے ہوا آ رہی ہے۔''

''شاید۔'' چنکو بولا اور پھر وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اس کے بعد وہ کسی خیال کے تحت گاڑی کی چھت پر چڑھ گیا۔ گیراج نما جگہ کی چھت عام عمارتوں کی چھت سے کافی زیادہ بلند تھی۔ ان دونوں کی آنکھیں تاریکی میں دیکھنے کی عادی ہوتی جا رہی تھیں۔ گاڑی کی چھت پر سے چنکو نے اس روشندان کو دیکھا جہاں سے ہوا کے جھونکے آ رہے تھے۔ اس جگہ سے کھلا آسمان بھی نظر آ رہا تھا۔ اس دوران منکو بھی اس کے پاس پہنچ گیا۔

''روشندان میں سلاخیں ہیں۔'' منکو نے کہا۔

''ہاں لیکن اس کے علاوہ اور کوئی جگہ بھی نہیں ہمیں یہیں سے کوشش کرنا ہوگی۔''

''اور اگر ہم یہیں رک کر صبح کا انتظار کریں تو......''

''ان کے ہاتھوں مرنے میں آسانی ہوگی۔'' چنکو نے کہا اور منکو پریشانی سے گہری گہری سانسیں لینے لگا پھر بولا۔

''اسے کہتے ہیں کہ گیدڑ کی جب موت آتی ہے تو وہ جاسوسی شروع کر دیتا ہے۔'' چنکو نے کوئی جواب نہ دیا۔ دفعتاً وہ پیچھے ہٹا اور پھر اپنی جگہ اچھلنے لگا منکو اچھل اچھل کر ایک طرف ہو گیا تھا۔ ایک لمحے کے لئے اس کی سمجھ میں نہ آیا لیکن پھر جب اچانک چنکو نے ایک لمبی چھلانگ لگائی تو وہ اس کے اچھلنے کا مقصد سمجھا۔ چنکو اچھل کر روشن دان تک پہنچ گیا تھا منکو نے اسے روشن دان کی سلاخوں سے چمٹے ہوئے دیکھا۔ دوسرے لمحے چنکو نے اپنا سدھا ہوا منحنی جسم روشندان پر جما لیا۔ یہاں خود کو سنبھال کر اس نے ان سلاخوں کا جائزہ لیا۔ بہت مضبوط سلاخیں تھیں اور ان کے کمزور جسم انہیں جنبش بھی نہ دے سکتے تھے۔ چنکو نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ پھر اچانک اس نے کہا۔

''منکو۔ نیچے اترو گاڑی میں ٹائر تبدیل کرنے کے لئے جیک ضرور ہوگا وہ نکال کر مجھے دو......''

''کیا گاڑی چھت سے باہر نکالو گے۔'' منکو نے کہا اور پھر نیچے اتر گیا۔ جیک ملنا مشکل ثابت نہ ہوا تھا چنکو نے بڑی مہارت سے خود کو روشندان پر سنبھال رکھا تھا۔ منکو نے جیک اچھالا تو اس نے کیچ کر لیا۔ پھر اسے سلاخوں میں پھنسا کر اس نے جیک چلانے کی سلاخ بھی سنبھال لی۔ سلاخ کو ہک میں پھنسا کر اس نے بدن کی پوری قوت سے اسے گھمانا شروع کر دیا اور سلاخ سے لٹک گیا اور پوری قوت سے اپنے بدن کو جھٹکے دینے لگا۔ تھوڑی سی

سلاخ چلا کر وہ دوبارہ اوپر جاتا اور پھر اس طرح لٹک جاتا۔ کافی دیر کی کوشش سے سلاخوں کو ٹیڑھا کرنا شروع کر دیا اور جن سوراخوں میں سلاخیں لگی ہوئی تھیں ان سے مٹی جھڑنے لگی۔ سوراخ بڑے ہوئے تو دو سلاخیں باہر نکل آئیں اور چنکو نے انہیں منکو کی طرف اچھال دیا۔ اتنی جگہ ان کے ننھے منے جسموں کے لئے کافی تھی۔ چنانچہ چند منٹ کے بعد دونوں گیراج کی چھت پر پہنچ گئے۔ وسیع و عریض چھت دور تک پھیلی ہوئی تھی اور دونوں اس قید خانے نما گیراج سے باہر نکل آنے پر مسرور تھے۔

''کیا خیال ہے۔ نکل چلیں؟'' چنکو نے پوچھا۔ ''اور وہ دونوں قاتل؟''

''سوچ لو آگے اور بھی خطرات پیش آ سکتے ہیں۔''

''جہاں اتنی محنت کی ہے وہاں کچھ اور سہی ممکن ہے ہم دونوں کوئی کارنامہ انجام دینے میں کامیاب ہو جائیں۔ ویسے جہاں تک میرا اندازہ ہے یہ عمارت ان دونوں کی رہائش گاہ ہے ورنہ وہ اتنے اطمینان سے گاڑی اس گیراج میں نہ کھڑی کر دیتے۔''

''یقیناً۔''

''اس عمارت میں داخل ہو کر ان کے بارے میں اگر کچھ معلومات حاصل ہو سکے تو شاید ہم اس قتل کا سراغ لگا لیں۔''

کہیں یہ شیتا کی مرضی کے خلاف نہ ہو۔ ہم اس کی اجازت کے بغیر یہاں تک چلے آئے ہیں۔''

''اگر کوئی بات نہ بن سکی تو شیتا کو جھوٹی کہانی گھڑ کر سنا دیں گے۔''

''جھوٹی کہانی اور شیتا کو...... وہ ایک بار آنکھوں میں جھانکتا ہے اور سچ خود بخود منہ سے نکل پڑتا ہے۔''

''تو سچ بول دیں گے اس سے۔ ہم نے دو قاتلوں کو شناخت کیا اور وہ دوبارہ ہمیں نظر آئے تو ہم اس قتل کا سراغ لگانے نکل پڑے۔ شیتا نے ایک مجرم کو گرفتار کرانے کے لئے ساری سانولی اور ایاز کو اجازت دی تھی اگر ہم اس میں کامیاب ہو گئے تو وہ خوش ہوگا۔''

''اور ہم خود کسی مصیبت میں پھنس گئے تو؟''

''اتنے پھنس گئے ہیں تو تھوڑا سا اور سہی۔''

''ٹھیک ہے تو اب ارادہ کیا ہے؟''

''نیچے اتریں اور ان لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔'' چنکو نے کہا اور منکو کی نظریں ادھر ادھر بھٹکنے لگیں۔ پھر اس نے اشارہ کر کے کہا۔

''آؤ......!'' اور منکو اس کے ساتھ چل پڑا۔ طویل و عریض چھت اوپر سے سپاٹ تھی اور گیراج بھی اسی میں شامل تھا نیچے اترنے کے لئے انہیں کوئی

مناسب جگہ تلاش کرنی پڑتی کیونکہ گہرائی کافی تھی اور اتنا نیچے کودنا مشکل کام تھا لیکن چنکو نے شاید کچھ تلاش کر لیا تھا اور یہ کچھ کسی آتش دان کی چمنی تھی جو مخصوص طرز کی بنی ہوئی تھی۔ عمارت کی ساخت سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ قدیم طرز تعمیر کا نمونہ ہے ورنہ اس دور میں ایسی عمارتیں نہیں بنتی ہیں جس چمنی کو چنکو نے تاڑا تھا وہ بھی پرانے طرز کی اور اوپر سے کافی کشادہ تھی۔ کم از کم ان جیسے جسم کے لوگ اس میں داخل ہو سکتے تھے۔ چمنی سے مدہم سی روشنی بھی جھلک رہی تھی۔

''یہ ہمیں نیچے پہنچا سکتی ہے۔''

''اور ہم باآسانی روسٹ ہو سکتے ہیں۔'' منکو طنزیہ بولا۔

''عقل کی کمی ہے تمہارے اندر، تمہارے خیال میں آتش دان روشن ہوگا۔ یہ گرمیوں کا موسم ہے۔''

''چمنی نیچے سے تنگ تو ہو سکتی ہے۔''

''اس قسم کی چمنیاں نیچے سے کشادہ ہوتی ہیں۔ بلکہ میں نیچے جاتا ہوں اس کے بعد تم آجانا۔ میرے خیال میں عمارت کے اندرونی حصے میں داخل ہونے کے لئے اس سے عمدہ جگہ اور کوئی نہیں ہے۔ اگر ہم بیرونی ذریعہ سے اندر داخل ہونے کی کوشش کریں تو ناکامی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ تمام دروازہ بند ہوں گے۔ جب کہ اس چمنی کے ذریعے ہم عمارت کے اندرونی حصے میں داخل ہو سکتے ہیں۔''

''ٹھیک ہے، پہلے میں اندر جاتا ہوں۔'' منکو نے کہا۔

''نہیں پہلے میں جاؤں گا تم اوپر رکو۔'' چنکو نے کہا اور چمنی میں گھس گیا۔ چمنی اندر سے تنگ تو نہ تھی مگر اس میں کالک کے ابھار لگے ہوئے تھے۔ جن پر چنکو نے پاؤں جمائے تو وہ ٹوٹ گئے تاہم چنکو نے خود کو سنبھالا اور نیچے اترنے لگا۔ اس کا اندازہ درست تھا۔ چمنی نیچے جا کر کشادہ ہوتی گئی۔ البتہ اسے اندازہ نہیں تھا کہ آگے جا کر وہ اتنی کشادہ ہو جائے گی کہ اس کے ہاتھوں کے پھیلاؤ میں بھی نہ آئے گی۔ زیادہ نیچے نہ اترا تھا کہ دفعتہً چمنی کی دیواروں پر اس کے ہاتھوں کی گرفت باقی نہ رہی اور وہ نیچے آ گیا۔ اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی تھی مگر وہ نیچے کشادہ آتشدان میں جا گرا تھا۔ نیچے پاؤں ٹکے ہی تھے کہ اس کے کان جھنجھنا گئے۔ ایک انتہائی خوفناک نسوانی چیخ اسے سنائی دی تھی۔ کالک کا برادہ اڑا تو آنکھوں کے سامنے دھند پھیل گئی۔ جس جگہ وہ گرا تھا وہاں جیسے بھونچال آ گیا۔ کان پھاڑ دینے والی دوسری چیخ ابھری اور پھر جیسے کمرے کی چھت گر پڑی دھماکہ اتنا ہی زوردار تھا۔

❀❀❀

سونیا کو روگ لگ گیا تھا۔ غلام شاہ نے دونوں کی پرورش پھولوں کی طرح کی تھی وہ اس کی زندگی کا محور تھے۔ طویل عرصہ تک وہ انہیں سینے سے لگائے بھٹکتا پھرا تھا پھر کہیں جا کر وقت نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا لیکن انتہائی برے وقت میں بھی اس نے ان دونوں کو کوئی تکلیف نہیں ہونے دی تھی۔ بعد میں صورت حال ہی بدل گئی تھی اور وہ دونوں سرکس کے مالک سمجھے جاتے تھے یہ دوسری بات تھی کہ غلام شاہ کا رویہ تو سرکس کے جانوروں تک سے مشفقانہ تھا لیکن لوگ سونیا اور اکبر شاہ کا مقام سمجھتے تھے۔ سونیا کی ماں اتنی خوبصورت نہیں تھی لیکن سونیا نے وہ روپ نکالا تھا کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے تھے۔ بیشتر واقعات ہوئے تھے جن میں سونیا کے حصول کی کوششیں کی گئی تھیں لیکن اس کے گرد اتنے محافظ پھیلے ہوئے تھے کہ ایسے لوگوں کو جان بچانا مشکل ہو جاتا تھا سرکس میں سب اس کا احترام کرتے تھے اور اکبر شاہ کی بہن ہونے کے ناتے اسے وہی درجہ دیا جاتا تھا اس لئے سرکس میں کوئی ایسا جوان نہ تھا جو اس سے عشق کا دعویدار ہو۔

آج تک سونیا اس سلسلے میں پریشان نہ ہوئی تھی لیکن جب اسے وہ سرکش یاد آتا تو وہ ہراساں ہو جاتی۔ اس کے تیور خراب تھے اور وہ باعث پریشان بن سکتا تھا۔ سونیا بردبار تھی، سمجھدار تھی لیکن نوخیز تھی اور عمر کی دین سے ناآشنا نہ تھی۔ البتہ اپنے فن سرکس کے فروغ شیتا کی دیکھ بھال کے جذبوں کے علاوہ کوئی اور جذبہ اس کے دل میں نہ جاگا تھا۔ سرکس میں کئی شادیاں ہوئی تھیں اور اس وقت وہ اپنے قبیلے کے رسم و رواج کے مطابق ایک الھڑ دوشیزہ کے روپ میں نظر آتی لیکن یہ سب کچھ ایک وقت دلچسپی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا تھا۔ کھیل ختم، بات ختم..... ہاں جب اس دیوانے نے اسے پہلا پھول پیش کیا تھا تو اس کا انداز اس کے الفاظ اسے ضرور پسند آئے تھے۔ دوسروں سے کچھ مختلف بات تھی اس لئے اثر انداز ہوئی اور اس وقت اس نے پہلا خواب بھی دیکھ ڈالا۔ کیا اس کے بعد سنجیدگی عود کر آئی۔ شیتا بہت طاقتور تھا۔ حیرت انگیز اور پراسرار بھی تھا لیکن وہ کتنا نازک ہے یہ بھی وہ جانتی تھی اور اس نے خود کو ان خوبصورت الفاظ کے جال سے نکال لیا تھا۔ اس کی دوری کوشش بھی منفرد تھی اور وہ اس کی بیباکی کی قائل ہو گئی تھی۔

لیکن رؤف پاشا کے سخت اقدام کے بعد اس نے تنبو پر چڑھ کر جس دیوانگی کا ثبوت دیا تھا اس نے سونیا کو خوفزدہ کر دیا تھا۔ جان کی بازی لگا دینے والے محدود نہیں ہوتے اس نے آگے کی بات کی تھی اور اس رات سونیا نے فیصلہ کیا تھا کہ اب بات شیتا تک پہنچا دے گی۔ دن کے کسی حصے میں وہ اپنے فیصلے پر متردد نہیں ہوئی تھی لیکن جونہی رات ہوئی اس پر ہول سوار ہونے لگا۔ اب وہ کیا کرے گا۔ پورے پنڈال میں اس کا نشان نہیں تھا جھولے پر کام کرتے ہوئے نظریں کئی بار تنبو پر گئیں۔ یہ بات خطرناک تھی کوئی چوک ہو سکتی تھی لیکن مہارت نے ایسا نہ ہونے دیا۔ اپنا آئٹم پیش کر کے نیچے اتری تو دل دھڑک رہا تھا۔ مگر سب کچھ خیریت سے گزر گیا۔

تمام معاملات نمٹ چکے تھے۔ وہ اپنے خیمے میں واپس آ گئی اور جب اس نے تاریک خیمے میں کاربائیڈ لیمپ روشن کیا تو اس کا دل دھک سے ہو گیا۔

بستر پر گلاب کا تازہ پھول پڑا ہوا تھا۔ وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اس پھول کو دیکھتی رہی۔ پھر خیمے میں نگاہ دوڑائی کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں کوئی پوشیدہ ہوتا۔ بستر کے نیچے جھانکا باہر نکل کر آس پاس دیکھا خیمے کے اوپر سے تلاش کیا لیکن کوئی نہ تھا۔

رات بے سکون تھی اور اس بے سکونی میں اس پر شدید طیش آ رہا تھا۔ دماغ درست کر کے رکھ دوں گی ذلیل انسان کا۔ اسے کیا حق پہنچتا ہے مجھے پریشان کرنے کا۔ نفرت کرتی ہوں میں ایسے لوگوں سے۔ دوسرے دن اس نے خود کو سنبھال لیا تھا۔ لیکن ایک بے کلی تھی۔ ایک بے چینی تھی جو خود بخود دل میں پیدا ہو جاتی تھی۔ اس بے کلی میں عشق کا کوئی جذبہ نہ تھا چاہت کا کوئی تصور نہ تھا یہ بھی سوچا اس نے کہ غلام شاہ کو نہ سہی اکبر شاہ کو بتا دے کہ رات کی تاریکیوں میں کوئی اس کے خیمے تک آ جاتا ہے پھر خود کو سنبھالا۔ کسی کو شریک کرنے کی کیا ضرورت ہے وہ سامنے تو آئے۔ دیکھ لوں گی اسے...... پھول اس رات بھی موجود تھا اور اس کا خون خشک ہوئے بغیر نہ رہ سکا تھا۔

درحقیقت اسے روگ لگ گیا تھا۔ کئی راتوں سے سکون کی نیند نہ سو سکی تھی۔ یہ اندازہ تو اس نے لگا لیا تھا کہ جب وہ شو میں ہوتی ہے تو وہ یہاں آ جاتا ہے۔ تین راتیں اسی اذیت میں گزری تھیں۔ چوتھے دن ایک پروگرام ترتیب دیا اس رات اس نے شیڈول میں اپنا کوئی آئٹم نہیں رکھا تھا۔ ایسا ہوتا رہتا تھا اور یہ کوئی اہم بات نہیں تھی۔ کوئی کچھ نہیں سوچتا تھا۔ وہ رنگ میں موجود تھی۔ پروگرام شروع ہو گئے تھے اور اس نے انتظامی امور میں حصہ لیا تھا۔ تیسرے آئٹم کے آغاز پر وہ کھسک آئی اور دور کا راستہ اختیار کر کے اپنے خیمے پر آ گئی۔ اس کی نگاہیں ہوشیاری سے چاروں طرف کا جائزہ لے رہی تھیں۔ ہر طرف سناٹا پھیلا ہوا تھا۔ خیمے میں داخل ہو کر اس نے ٹارچ کی روشنی میں بستر کا جائزہ لیا پھول موجود نہ تھا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ آج پھنسے گا۔ اس نے سوچا اور خاموشی سے خیمے کے ایک گوشے میں جا کر بیٹھی۔ چند انتظامات بھی کیے تھے اس نے اور اس کے کان آہٹوں پر لگے رہے تھے۔ پنڈال سے میوزک کے بینگ ابھر رہے تھے۔ وہ انتظار کرتی رہی دماغ سن ہوا جا رہا تھا تمام حس آہٹوں پر لگی ہوئی تھی لیکن کوئی آہٹ نہ ابھری۔ یہ انتظار کتنا اذیت ناک تھا اس کا دل ہی جانتا تھا۔ وقت چیونٹی کی رفتار سے گزر رہا تھا۔ اس کی آنکھیں پتھرا گئیں غشی سی طاری ہونے لگی۔ پھر اس کے کانوں نے شو ختم ہونے کا بینگ سنا۔ لوگوں کی آوازیں سنیں بعد میں سرکس کے آخری کام انجام دینے والوں کی آوازیں بھی اسے سنائی دیں۔ جنریٹر بند ہو گئے خاموشی چھا گئی اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کچھ نہ ہوا تھا۔ بستر پر پھول نہ تھا۔

''خدا غارت کر دے کمبخت کو۔ کہاں مر گیا۔ آج کیوں نہ آیا۔ کیسے پتہ چل گیا اسے کہ میں موجود ہوں انسان ہے یا شیطان، کیا ہے وہ۔ پھر ایک اور خیال دل میں آیا۔ بددل تو نہیں ہو گیا۔ سوچا ہو کہ بیکار ہے پتھر سے سر پھوڑنا۔ یا ہو سکتا ہے کوئی حادثہ پیش آ گیا ہو۔ اچھا ہے جان چھوٹے بدبخت سے۔ وقت گزر چکا تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھی بدن پتھر ہو گیا تھا اعضاء تھکن سے چیخ رہے تھے شو کرتے ہوئے اس سے ہزار گنا کم تھکن ہوتی تھی آج تو

ٹوٹ کر رہ گئی تھی۔ جو انتظامات کئے تھے اس کے لئے انہیں سمیٹا۔ آگے بڑھ کر کاربائڈ لیمپ روشن کیا اور خیمے کا پردہ باندھنے کے لئے مڑی اور دل اچھل کر حلق میں آگیا۔ وہ خیمے کے دروازے پر کھڑا تھا ہاتھ میں سرخ پھول دبا ہوا تھا۔ اس کی آواز بند ہوگئی۔ بدن میں خون کی روانی رک گئی۔

''اندر آسکتا ہوں۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ آیا۔ وہ بے اختیار پیچھے ہٹ گئی تھی۔ بے حد شکریہ۔ مجھے اندازہ تھا کہ آپ اس قدر بداخلاق نہیں ہیں۔'' وہ اندر داخل ہوگیا اور پھر اس نے پھول آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''پھولوں کو محبت کے اظہار میں ایک خاص مقام حاصل ہوتا ہے قبول فرمایئے۔''

ہیجانی لمحات گھر آئے۔ تھکے ہوئے بدن میں انگارے بھر گئے۔ شدید غصے نے بدن کی تھکن نچوڑ کر تمام ذہنی قوتوں کو روشن کر دیا اور وہ مسکرا دی لیکن اس مسکراہٹ میں جہنم سلگ رہا تھا۔ پھر اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر پھول لے لیا۔

''شکریہ۔'' وہ بولی۔

''کتنا فرق ہے اس وقت اور اس وقت میں جب آپ کو رنگ میں پھول پیش کرتا تھا سب کچھ جھوٹ ہو جاتا تھا اور یہ جھوٹ مجبوراً بولنا پڑتا تھا۔''

''جھوٹ؟'' اس نے دلچسپی سے کہا پھر کرسی کی طرف اشارہ کر کے بولی۔ ''تشریف رکھئے۔''

''شکریہ وہ بیٹھ گیا اور سونیا نے دل میں سوچا۔ کاش اس سچویشن کا خیال پہلے سے آجاتا تو یہ کرسی لوہے کی ہوتی اس کے پیروں میں الیکٹرک کے ننگے تار بندھے ہوتے چاہے جنریٹر کیوں نہ چلانا پڑتا۔ لیکن، لیکن۔''

''ہاں جھوٹ۔'' اس نے بیٹھنے کے بعد کہا۔ ''عقیدت اور محبت میں فرق ہوتا ہے بے شک آپ کا کمال بے مثال، مگر آپ کے حسن کے سامنے ہر شے ماند پڑ جاتی ہے اور میرا پہلا پھول آپ کے حسن کو خراج تھا۔''

جاری ہے......

وہ پھول ہاتھ میں لئے میز پر جا بیٹھی۔ پھر اس نے کہا۔ ''آپ کون ہیں؟''

''آپ کا پرستار۔''

''نام نہیں ہے آپ کا۔''

''ہے۔ پوچھئے۔''

''کیا نام ہے؟''

''شارق زمان۔''

''کیا کرتے ہیں؟''

''عشق'' وہ جھٹ سے بولا۔

''یہی پیشہ ہے آپ کا؟''

''جی چند روز قبل زندگی کا آغاز کیا ہے۔'' وہ برجستہ بولا۔

''اس سے پہلے؟'' وہ بولی۔

''سوچتا تھا کیا کروں۔'' شارق نے جواب دیا اور وہ اسے گھورنے لگی۔ بہت شاطر انسان ہے۔ سونیا نے دل میں سوچا۔ اس کے بعد سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ اس سے کیا گفتگو کرے۔ چند لمحات کے بعد اس نے کہا۔

''آپ نے میرا نام نہیں پوچھا؟''

''آپ کے بارے میں تو مجھے سب کچھ معلوم ہے مس سونیا۔''

''اوہ واقعی۔ اب یہ فرمایئے میں آپ کے لئے کیا کر سکتی ہوں۔''

''میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔'' اس نے کہا سونیا ششدر رہ گئی۔ بیباکی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے وہ تو کہیں جھجکنا ہی نہ جانتا تھا۔ سونیا دل میں جھلس رہی تھی لیکن اسے اس طرح نہیں چھوڑا جا سکتا تھا اس کی ہر بیباکی کی سزا ضروری ہے۔ چنانچہ سونیا نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے آپ ہمارے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔''

''جو نہیں جانتا وہ آپ بتا دیں۔''

''ہم ایک قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اور ہمارے ہاں شادی قبیلے ہی میں ہوتی ہے۔''

''تو میں آپ کے قبیلے میں شامل ہو جاؤں گا۔''

''اس کے لئے آپ کو سرکس کا فنکار بننا ہوگا۔''

''یہ بھی کرلوں گا آپ بتایئے کیا آپ نے میری محبت قبول کرلی؟''

''اجارہ داری ہے جیسے آپ کی کہ آپ نے مجھ سے اظہار محبت کی اور میں اسے قبول کرنے پر مجبور ہوگئی آپ میرے معیار پر پورے اتریئے میں آپ کے بارے میں سوچوں گی۔''

''اصولی طور پر آپ کو اس شرط کا حق ہے۔ آپ کا معیار کیا ہے۔''

''آپ کو سرکس کے ہر فنکار پر برتری حاصل کرنا ہوگی۔ آپ جیسا فنکار سرکس میں کوئی دوسرا نہ ہو۔ اگر ایسا ہو گیا تو میں آپ کی محبت قبول کرلوں گی۔''

''ہوں!'' وہ کسی خیال میں ڈوب گیا پھر یک بیک مسکرا پڑا اور بولا۔ ''سرکس میں شمولیت کا کیا طریقہ ہے۔''

''اس کے لئے آپ کو شیخا کو تیار کرنا ہوگا جو ایک مشکل کام ہے۔''

''شیخا۔ یعنی غلام شاہ۔''

''میرا چچا۔ اور اس سرکس کا مالک اور اس قبیلے کا سردار۔ یہ سب کچھ بھی جانتے ہوں گے؟''

''ہاں، میں ان دنوں آپ کے بارے میں سب کچھ معلوم کرتا رہا ہوں۔ ٹھیک ہے مس سونیا اس پذیرائی کا بے حد شکریہ اب چلتا ہوں مگر آپ کو آپ کا وعدہ دوبارہ یاد دلاتا ہوں اگر میں نے آپ کی شرط پوری کردی تو آپ۔'' وہ کھڑا ہو گیا۔

سونیا نے دل میں سوچا کہ پذیرائی تو میں اب کروں گی تمہاری کیا یاد کرو گے تم بھی۔ وہ خیمے کے دروازے پر پہنچا تو سونیا نے کہا۔

''شیخا سے کب مل رہے ہیں آپ؟''

''کل دن میں۔'' اس نے کہا اور مسکراتا ہوا باہر نکل گیا۔ سونیا خیمے کے پردے کو دیکھتی رہی پھر اس نے دانت پیس کر ہاتھ پکڑے گلاب کے پھول کو زمین پر پھینک کر پاؤں سے مسل دیا۔ بڑی نازک پوزیشن کر دی تھی اس بدبخت نے اس کی رؤف پاشا اور دوسرے لوگوں نے اسے بارہا دیکھا ہے اگر کوئی اس وقت اس حصے میں اسے یہاں دیکھ لیتا تو کیا سوچتا۔ لیکن اب۔ اب جانتی تھی کہ شیخا تو کسی غیر جانور کو بھی سرکس میں شامل نہیں کرتا اس کی

کیا اوقات ہے۔ بہر حال وہ چلا گیا تھا ایک بار آ جائے سرکس میں اس وقت جب مشق ہو رہی ہو زندگی بھر یاد رکھے تو سونیا نام نہیں۔ ہو سکتا ہے کل آ ہی جائے۔ کوئی عمدہ سزا۔ کوئی ایسی چیز جس سے وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ کیا ہونا چاہئے۔ وہ سوچتی رہی پھر بے اختیار ہنس پڑی ہنستی رہی پھر اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''آہ کاش کل تم کسی طرح آ جاؤ۔ مسٹر شارق زمان ایسا استقبال کروں گی تمہارا کہ مرتے وقت تک یاد رکھو گے۔'' وہ اپنے منصوبے کی کڑیاں بنتی رہی اور مسکراتی رہی۔

❁❁❁

کالک کے ذرات کی دھند چھٹی تو چنکو نے ایک سرخ ہاتھی دیکھا جو زمین پر پڑا ہانپ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر خوف و دہشت کے آثار منجمد تھے اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے آتشدان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ چنکو نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے آنکھوں پر آ جانے والے کالک کے انبار کو صاف کیا تو اسے ہاتھی کی ساخت بدلی محسوس ہوئی۔ جسامت ہاتھی کی کہی جا سکتی تھی لیکن وہ ہاتھی نہ تھا بلکہ سرخ قیمتی گاؤن میں ملبوس کوئی عورت تھی جس کا قد و قامت ناقابل یقین تھا۔

گوشت کے پہاڑ میں جنبش ہوئی اور اس نے دونوں ہاتھ قالین پر ٹکا کر اٹھنے کی کوشش کی۔ اندر مدھم نیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی اور چونکہ چنکو آتشدان کی کالک میں غرق ہو گیا تھا اس لئے وہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ شاید اس کے گرنے کی آواز تھی جس نے عورت کو خوفزدہ کیا تھا وہ اور چیخ پڑی تھی بمشکل تمام پہاڑ اٹھ کر کھڑا ہو سکا اور چنکو نے سوچا کہ سونا جھنی میں اور اس میں بس تھوڑی سی ساخت اور قد کا فرق ہے ورنہ باقی سب کچھ وہی ہے۔

گوشت کا تودہ آہستہ آہستہ آگے سرکا وہ ہمت کر کے آتش دان کے پاس آ رہا تھا غالباً قریب سے صورتحال کا اندازہ لگانے کے لئے چنکو نے سوچا کہ اب نجات مشکل ہے اس لئے تہذیب و شرافت سے کام لے کر یہاں سے نکلنے کی آسانی حاصل کی جائے۔ عورت قریب پہنچی تو وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور مہذب لہجے میں بولا۔

''ہیلو میڈم۔ دراصل میں۔'' لیکن نتیجہ بہتر نہ نکلا۔ عورت کے حلق سے پھر ایک چنگھاڑ ابھری اور وہ اچھل کر دروازے کی طرف بھاگی۔ اس وقت دروازہ کھلا اور ایک اور حادثہ رونما ہو گیا تھا۔ جو کوئی بھی دروازہ کھول کر اندر داخل ہونے کی کوشش کر رہا تھا وہ طوفان کی زد میں آ گیا تھا اور طوفان انہیں ساتھ لئے ایک بار پھر زمین بوس ہو گیا تھا۔ دو گھٹی گھٹی مردانہ چیخوں کے ساتھ خاتون کی سریلی چنگھاڑ بھی شامل تھی۔ چنکو جلدی سے دوبارہ آتش دان میں گھس گیا اب وہ کافی پریشان ہو گیا تھا پھر اس نے ایک مردانہ آواز سنی۔

''کیا ہو گیا میڈم، آخر بات کیا ہے؟'' آواز میں جھلاہٹ نمایاں تھی۔

''او تم۔تم۔تم۔'' خاتون کے منہ سے ایک ناقابل فہم آواز نکلی لیکن ساتھ ہی انہوں نے اندر اشارہ بھی کیا تھا۔

''آؤ دیکھیں کیا ہے۔'' جھلائے ہوئے آدمی نے کہا اور اپنے دوسرے ساتھی کو اشارہ کیا۔

''میری ناک زخمی ہو گئی ہے۔خون بہہ رہا ہے۔'' دوسرے آدمی کی بھرائی ہوئی آواز ابھری۔

''خود کو سنبھال کر اندر آؤ۔ پہلے آدمی نے کہا اور خود اندر داخل ہو گیا۔

پھر پٹ کی آواز آئی اور کمرے میں تیز روشنی پھیل گئی۔چنکو نے روشنی میں تو وارد کو دیکھا اور اس کے اوسان خطا ہو گئے یہ انہی دونوں قاتلوں میں سے ایک تھا۔اس کا مطلب ہے کہ باہر جو دوسرا موجود ہے وہ اس کا ساتھی ہوگا۔ان سفاک قاتلوں کو اگر ان دونوں کے بارے میں علم ہو گیا تو یقیناً ان کی ننھی ننھی لاشوں کا سراغ بھی کسی کو نہ ملے گا۔اس سے قبل کہ وہ اسے دیکھ لیں نکل جانا ضروری ہے۔چنکو آتشدان سے لے کر کھلے ہوئے دروازے تک کے فاصلے کا اندازہ لگانے لگا۔گزرگاہ میں انسانی شکل کا ہاتھی حائل تھا اسے عبور کر لیا جائے تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے اور بہرحال سدھے ہوئے جسم والے چنکو کے لئے یہ مشکل کام نہیں تھا۔

ادھر وہ دونوں تیز روشنی میں کمرے کا جائزہ لے رہے تھے۔دوسرا آدمی بھی کسی نہ کسی طرح اندر داخل ہو گیا تھا۔

''غس بغس ،غم۔او۔وا۔'' خاتون نے انگلی سے آتشدان کی طرف اشارہ کیا۔ان کی زبان تو کسی کی سمجھ میں نہیں آئی تھی لیکن وہ دونوں انگلی کے اشارے پر روشندان کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔گویا خطرہ سر پر آ گیا اور دفعتہً چنکو نے طے شدہ چھلانگ لگائی۔اس میں اس کی پوری پوری ذہانت کارفرما تھی چنانچہ پہلی چھلانگ میں وہ خاتون کے کندھے پر پہنچا اس پر پاؤں جمائے اور دوسری چھلانگ میں دروازے کے باہر۔ذہانت کی بات یہ تھی کہ اس نے معزز خاتون اور ان دونوں حضرات کی قربت کا اندازہ لگا لیا تھا اور خاتون کے کندھے پر چڑھنے کا نتیجہ بھی جانتا تھا۔صورتحال اس کی توقع کے برعکس نہ نکلی۔خاتون ایک بار پھر چنگھاڑ کر ڈھیر ہو گئیں۔ پہلا سمجھدار آدمی تو بچ گیا لیکن جس کی ناک میں چوٹ لگی تھی وہ خاتون کے اچانک پھیل جانے والے ہاتھوں کی زد سے نہ بچ سکا اور اس کے منہ سے بے اختیار ایک گالی نکل گئی۔البتہ پہلے آدمی نے اس کالی عجیب وغریب گیند کو دیکھ لیا تھا۔اس کے منہ سے آواز نکلی۔

''یہ کیا تھا؟'' دہشت زدہ خاتون بھلا کیا جواب دیتیں۔اب ان کی آنکھیں بھی بند ہوتی جا رہی تھیں غالباً بے ہوش ہونے کی تیاریوں میں مصروف تھیں۔چنکو نے البتہ دروازے سے باہر نکلتے ہی فرار کی راہوں کی تلاش میں نگاہیں دوڑائیں۔اسے اندازہ تھا کہ اسے دیکھ لیا گیا ہے اور اب وہ

اس کے پیچھے دوڑ پڑیں گے لیکن منکو کے بغیر اس گھر سے نکل بھاگنا بھی ممکن نہ تھا خواہ کچھ بھی ہو جائے۔ وہ چاہتا تو مکان کا باہر جانے کا راستہ تلاش کر سکتا تھا لیکن منکو کی وجہ سے اس نے ایسا نہ کیا باہر اسے کچھ اور لوگ بھی نظر آئے جو کسی کام میں مصروف تھے ایک سمت سامان کا ڈھیر لگا ہوا تھا جن میں بڑے بڑے بکس نمایاں تھے۔ کئی آدمی اندر سے سامان نکال کر لا رہے تھے۔ چنکو دبے قدموں آگے بڑھا اور سامان کے پاس پہنچ گیا وہ چھپنے کے لئے کوئی جگہ تلاش کر رہا تھا۔ دفعتہً اسے اپنے عقب میں آہٹ سنائی دی اور وہ جلدی سے ایک بکس کی آڑ میں ہو گیا۔ آنے والا قریب آتا جا رہا تھا چنکو کو خطرہ ہوا کہ کہیں اسے دیکھ نہ لیا جائے چنانچہ وہ پھرتی سے بکس پر چڑھ کر اس کے کھلے ہوئے ڈھکنے سے اندر داخل ہو گیا۔ لیکن دوسرا لمحہ اس کے لئے بڑی سنسنی خیز تھا۔ آنے والا جو کوئی بھی تھا اس نے بکس کا ڈھکنا اوپر سے بند کر دیا تھا۔ چنکو کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ نکل گئی اور وہ بے بسی سے ہاتھ پاؤں مارنے لگا ڈھکنا بند ہو چکا تھا۔

اندر کمرے میں وہ دونوں زمین پر پڑی ہوئی خاتون کو سنبھالنے میں مصروف تھے۔ بمشکل تمام انہیں بے ہوش ہونے سے روکا گیا اور اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھایا گیا۔

''آہ! میں نے پہلے بھی کہا تھا۔ یہ عمارت آسیب زدہ ہے۔ مجھے چاروں طرف آسیب دوڑتے محسوس ہو رہے ہیں'' عورت نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہوا کیا تھا میڈم۔''

''میں یہیں بیٹھی ہوئی تھی کہ مجھے آہٹ سنائی دی۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا تو۔ تو'' خاتون نے آتشدان کی طرف خوف زدہ نظروں سے دیکھا اور خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی۔

''عجیب سی چیز تھی کوئی جانور بھی محسوس نہ ہوتا تھا۔ پیٹر تم نے اسے دیکھا تھا'' پہلے آدمی نے دوسرے آدمی سے کہا۔

''کیا میں اس قابل تھا؟'' پیٹر غصیلے لہجے میں بولا۔

''آہ! یقیناً وہ آسیب تھا۔ میں کہتی رہی ہوں یہ عمارت آسیب زدہ ہے۔ خدا کے لئے یہاں سے نکل چلو'' عورت رو دینے والے انداز میں بولی۔

''کچھ دیر اور رہ گئی ہے، ہم یہاں سے چل ہی رہے ہیں مگر وہ۔ آخر وہ کیا تھا؟''

''تم نے اس کا پیچھا کیوں نہیں کیا؟'' پیٹر بولا۔

''عجیب آدمی ہو، یہاں میڈم اس حال میں تھیں انہیں چھوڑ کر کیسے جا سکتا تھا آؤ اسے دیکھیں۔''

''نہیں۔'' عورت چیخ پڑی۔ ''میں یہاں اکیلی رہ جاؤں گی۔''

''ہم زیادہ دور نہیں ہیں میڈم۔ آپ اطمینان رکھیں۔'' پہلے آدمی نے کہا اور دوسرے کو سنبھال کر باہر آ گیا۔ کیا واقعی تم نے اسے نہیں دیکھا تھا پیٹر۔''

''وہ ہاتھی زادی پوری قوت سے مجھ سے ٹکرائی تھی۔ پیٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کیا چیز تھی؟''

''یقین کرو میرا دماغ تم سے زیادہ چکرایا ہوا ہے۔ وہ جانور نہیں تھا۔''

''پھر؟''

''بالکل انسان معلوم ہوتا تھا۔ ہاتھ پاؤں انسان جیسے تھے اور چہرہ، مائی گاڈ۔''

''بکواس مت کرو۔'' پیٹر نے اپنی ناز دباتے ہوئے کہا۔

''یقین کرو۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔'' دوسرے آدمی نے کہا۔

''جہنم میں جائے یہ سب کچھ۔ صبح کا انتظار کرنا کیا ضروری ہے۔ سامان تیار ہو چکا ہے کیوں نہ ہم چل دیں۔''

''بعض اوقات یہ شخص بالکل سنکی لگتا ہے مجھے۔ خواہ مخواہ خود کو پوز کرتا ہے۔''

''اس کی اس عظیم الشان سنک کے بارے میں کیا خیال ہے۔ جو ہمارے لئے مستقل مصیبت بنی ہوئی ہے۔'' پیٹر نے کوئی جواب نہ دیا دونوں اندرونی حصے سے باہر نکل آئے تھے۔ باہر ایک دیوہیکل ٹرک کھڑا ہوا تھا جس کے عقبی حصے کا تختہ نیچے گرا ہوا تھا اور ٹرک میں کچھ سامان کا انبار نظر آ رہا تھا۔ اطراف میں چند لوگ بھی موجود تھے۔ دونوں وہاں پہنچ گئے اور ادھر ادھر دیکھنے لگے۔

چنکو پر یہ افتاد پڑی تھی اور وہ ایک بکس میں بند ہو گیا تھا۔ ادھر منکو عمارت کی چھت پر چمنی کے قریب بیٹھے سے چنکو کی طرف سے اشارے کا منتظر تھا۔ اس کی نگاہیں چاروں طرف بھٹک رہی تھیں۔ چنکو کو چمنی میں اترے ہوئے چند لمحات بھی نہ گزرے ہوں گے کہ اچانک اسے چھت کے اس وسیع و عریض سلسلے کے ایک گوشے سے کچھ آہٹیں سنائی دیں اور وہ چونک کر ادھر دیکھنے لگا۔ آہٹیں مسلسل ہو رہی تھیں منکو سے نہ رہا گیا اور وہ صورت حال معلوم کرنے کے لئے دبے پاؤں اس طرف چل پڑا۔ یہ چھت کا آخری سرا تھا اور اس کے بعد عمارت کا کھلا ہوا حصہ نظر آ گیا تھا۔ اس سمت عمارت میں داخلے کا بڑا گیٹ تھا۔ گیٹ سے کچھ فاصلے پر اندرونی سمت ایک دیوہیکل ٹرک کھڑا ہوا تھا۔ جس کے اطراف تاریکی میں کچھ سامان کا انبار نظر آ رہا

تھا۔ آہٹیں اسی طرف سے ابھر رہی تھیں اور کچھ لوگ یہاں مصروف تھے۔ منکو کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ اسمگلنگ، یقیناً یہ لوگ اسمگلر تھے قتل وغارت گری، دہشت و بربریت، اپنے مفاد کے لئے دوسروں کی زندگی سے کھیلنا ایسے لوگوں کے لئے مشکل نہیں ہوتا۔ وہ دونوں سفاک قاتل اس عمارت میں داخل ہوئے تھے۔ سرکس میں یقیناً کوئی نیا قتل ہو چکا ہوگا۔ کسی ایسے انسان کا قتل جوان کی نشاندہی کرسکتا تھا اور یہاں اس ٹرک پر اسمگلنگ کا سامان جمع ہو رہا ہے۔ ایک سنسنی خیز انکشاف جو چنکو اور منکو کے ذریعہ ہوگا۔ اسمگلروں اور قاتلوں کے ایک عظیم الشان گروہ کی نشاندہی جس کا سہرہ سرکس کے دو ننھے مسخروں کے سر ہے۔ دو ننھے جانباز چنکو اور منکو۔ منکو کو اعلان سنائی دیا اور میوزک کا بینگ اس کے کانوں میں ابھرا۔ چشم تصور سے اس نے خود کو اور منکو کو پھولوں سے لدے ہوئے دیکھا شیخا مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''ہمار پوت رہن دوئی۔ ارے ہم جانت رہیں ای دونوں جرور کونو بڑا کارنامہ انجام دئی رہت۔ سو دیکھ لو۔ کا کر دکھائی ہے۔ ارے جیوت رہو بٹوا۔''

پھر منکو نے ایاز اور سانولی کو شرمندگی سے مسکراتے ہوئے دیکھا۔ جنہوں نے پولیس کے لئے کوئی کارنامہ انجام دیا تھا اور غرور سے پھولے پھرتے تھے۔ شیخا نے تعریف جو کردی تھی تھوڑی سی۔ چنکو اور منکو کے اس کارنامے کے سامنے ان دونوں کا کارنامہ کوئی حیثیت نہ رکھتا تھا۔ منکو نے حقارت سے گردن جھٹکی اور ہوش میں آ گیا۔ ابھی تو یہ کارنامہ زیر عمل تھا۔ اسمگلر آزاد تھے اور وہ کھلے آسمان کا قیدی۔ بے شک اسمگلر اس کے سامنے تھے خفیہ مال لادا جا رہا تھا لیکن وہ دونوں مخدوش حالت میں تھے۔ یہاں سے نکلنا ہی ایک مسئلہ تھا اور پہلے اس کے لئے کوشش کرنی تھی۔ چنکو کے بارے میں علم نہیں تھا کہ نیچے جا کر اس نے کیا کیا اسے ان اسمگلروں کی حقیقت معلوم ہوسکی یا نہیں۔ اوہ! وہ چونک پڑا۔ چنکو کا کیا ہوا۔ وہ اوپر واپس نہیں آیا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے دوبارہ چمنی کی طرف دوڑ لگادی۔ وہ چنکو کے لئے بے چین ہوگیا تھا۔ چمنی کے قریب پہنچ کر اس نے اندر جھانکا کوئی آواز سننے کی کوشش کی لیکن کوئی آواز نہ سنائی دی۔ وہ چمنی میں داخل ہوگیا اور تھوڑا سا نیچے اتر کر اس نے کان لگائے۔ نیچے سے روشنی کا ایک دھبہ نظر آ رہا تھا لیکن چنکو کا پتہ نہ تھا۔ وہ تھوڑا سا نیچے اترا اور پھر اچانک اس کے ہاتھوں کا پھیلاؤ ختم ہوگیا چمنی نیچے سے کافی کشادہ ہوگئی تھی۔ وہ بھد سے نیچے گر پڑا اور چمنی کی کالک کا برادہ فضا میں بلند ہوگیا۔ منکو کو کچھ نظر نہ آیا تھا لیکن ایک ہولناک چنگھاڑ نے اس کے حواس ضرور چھین لئے تھے۔ اس چنگھاڑ سے بے اوسان ہوکر وہ زور سے اچھلا اور آتشدان سے باہر آ گرا۔ چنگھاڑ پہلے سے زیادہ زور سے ابھری اور منکو کسی شے سے ٹکرایا وہ سوچے سمجھے بغیر اس شے کو پکڑ کر اس پر چڑھ گیا لیکن یہ لجلجا ستون اچانک متحرک ہوگیا تھا۔ ساتھ ہی ہولناک چیخیں منکو کے کان پھاڑے دے رہی تھیں۔ وہ گھبرا کر ستون سے نیچے کود گیا اب کچھ کچھ نظر آنے لگا تھا اور وہ سرخ ستون کو ادھر ادھر بھاگتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ تب ہی سامنے کا دروازہ

کھلا اور منکو اچھل کر دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ کھلے ہوئے دروازے سے دو آدمی دوڑتے ہوئے اندر داخل ہوئے تھے اور منکو برق رفتاری سے باہر نکل گیا تھا۔ بھاگتے ہوئے اس نے ایک مردانہ آواز سنی۔

''دیکھ کر، دیکھ کر، وہ گرنے والی ہے۔'' پھر ایک زوردار دھماکہ سنائی دیا تھا۔

❀❀❀

غلام شاہ آج نہ جانے کیوں خوش نظر آ رہا تھا۔ وہ رنگ میں تھا اور سب لوگوں سے ہنسی مذاق کر رہا تھا۔ مشقیں ہو رہی تھیں۔ سرکس کے فنکار اپنے اپنے فن کا ریاض کر رہے تھے۔ ماحول میں ایک عجیب سی زندگی نظر آ رہی تھی۔ اکبر شاہ بھی اس کے قریب ہی تھا کہ باہر سے کچھ ہڑبونگ کی آواز سنائی دی اور شیخا چونک کر داخلی دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ اچانک دروازے سے ایک نوجوان نے چھلانگ لگائی اور اندر گھس آیا۔ اس کے پیچھے رمضان اور فضل لگے ہوئے تھے۔ دونوں اندر گھستے ہی اس نوجوان پر لپکے مگر وہ اچھل کر غلام شاہ کے پاس آ گیا اور اس کی کرسی کے پیچھے پناہ لی۔

''پکڑو۔ پکڑو اسے اکبر بھیا، پکڑو۔'' رمضان چیخا۔

''ارے رے رے۔ کا چھپا چھپی کھیل رہے ہو بھائی۔ ارے او ئی پگل اور مجانی۔ ہوس کھراب ہو گئی کا رے۔ رکو مال جادو کا کوئی رے اے۔''

''یہ۔ یہ اندر گھس آیا ہے شیخا۔ یہ دھوکہ دے کر، دھوکہ دے کر۔'' رمضان نے ہانپتے ہوئے کہا۔

''ارے کا جنگلی سانڈ رہے ای۔ آدمی کا بچہ ہے ارے کا دماگ کھراب ہوئے رہے تم دونوں کا۔ ایں۔''

''شیخا۔ یہ ہمارے منع کرنے کے باوجود ہمیں دھوکہ دے کر زبردستی گھس آیا۔'' فضل نے کہا۔

''با با جور۔ جبر جستی، واہ بھائی واہ۔ بڑھیا بولت رہو عالم پھاجل ہوئی گئے رے تم لوگ تو۔ ارے دپھان ہو ادھر سے۔ چلو۔'' غلام شاہ نے ان دونوں کو ڈانٹا اور پھر نوجوان سے بولا۔ ''کا بات ہے پوت۔ سامنے آئی ہو، کونو کام رہے تو کا؟''

''ہاں! میں تمہارے پاس آنا چاہتا تھا شیخا۔ ان دونوں سے اجازت مانگی تو انہوں نے منع کر دیا مگر تم سے ملنا ضروری تھا۔''

''کرسی منگوائی ای کے لئے اکبرا۔ لاؤ رے مہمان رہے ای بٹوا ہمار چوکیدار کو منع کر دئی ہے ہم بٹوا۔ پگلول لوگ آئے جائی ہے تے برا نہ مانیو۔'' غلام شاہ نرمی سے بولا۔ اتنی دیر میں کرسی آ گئی تھی۔ ''بیٹھ جا۔'' غلام شاہ نے کہا۔ کچھ فاصلے سے رؤف پاشا آنے والے کو بری طرح گھور رہا تھا۔ وہ اس نوجوان کو پہچان گیا تھا۔

''ہاں بٹوا۔ اب بول کا کام رہے تو کا ہم سے۔''

''میرا نام شارق زمان ہے۔''

''جرور ہوگا۔ہم کب منع کرت ہیں۔''

''میں شیخا، میں تمہاری سرکس میں کام کرنا چاہتا ہوں۔''

''ایں۔سرکس میں کام کرنا چاہتا ہے۔کا کام کرے گا تو بھائی۔''

''میں تمہارا شاگرد بننا چاہتا ہوں۔میں تم سے یہ سارے جسمانی کرتب سیکھنا چاہتا ہوں۔''

''کاہے بھائی کا پریشانی ہوگئی تو کا۔''

''مجھے یہ سب کچھ پسند ہے۔تم دیکھ لینا شیخا ایک دن میں تمہارے سرکس کا سب سے بڑا فنکار بن جاؤں گا۔مجھے یقین ہے۔''

''ارے تے ان سب کی نوکری کھتم کرائی دے رہے ہیں اور ای سب تو ہار ہڈیاں کوٹ کاٹ کر پھینک دئی رہے۔ارے کاہے بھائی اپنی جان کے پیچھو پڑی ہے۔''

''نہیں شیخا۔جیسے یہ سب لوگ ایک دوسرے سے مل کر کام کرتے ہیں۔اتنے سارے لوگ ہیں یہاں ایک میں بھی شامل ہو جاؤں گا تو کیا بگڑ جائے گا۔یہ لوگ کہاں ایک دوسرے سے لڑتے ہیں۔''

''ای کی وجہ ہے بٹوا۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''کیا وجہ ہے شیخا؟''

''ای سسر سارن ایک ہی قبیلے کے ہیں۔بچپن سے ایک دوسرے کے ساتھ رہیں۔''

''قبیلے انسانوں سے بنتے ہیں شیخا۔اتنے بڑے قبیلے میں ایک انسان شامل ہو جائے تو قبیلے کا کیا بگڑے گا ہاں ایک انسان کو قبیلہ مل جائے گا۔میں ان سب کا ساتھی بننا چاہتا ہوں۔''

''پڑھا لکھا معلوم ہوت ہے بھئی۔پن بٹوا تو کو تو اور نوکریا کرلے ای سسرا اچھل کود ماں کا رکھا رہے۔ہم لوگ تو نٹ رہیں آنکھ کھولت ہی بانس پہ چڑھ جات ہیں۔پھر نیچے نہ اتر سکت کوئی ڈھنگ کا کام کر بٹوا۔صورت سکل بھی بڑھیا ہے اور پھر بٹوا ای سسر ریت ہے ہماری قبیلے سے باہر کے آدمی کو ہم سرکس ماں نہ رکھت رہے۔معافی۔'' ابھی غلام شاہ بات بھی پوری نہ کر پایا تھا کہ دفعتہً بندروں کا ایک غول بھرا مار کر اندر گھس آیا۔خونخوار بندروں نے اچانک نوجوان پر یلغار کر دی تھی۔ان کے پیچھے سونیا دوڑتی آ رہی تھی۔

''ہے۔ ہا۔ ہا۔'' سونیا کے حلق سے آواز نکلی۔ لیکن نوجوان کی کرسی الٹ گئی تھی اور دوسرے لمحے وہ الٹی قلابازیاں کھا کر کھڑا ہو گیا تھا۔ دو بندروں نے اس پر چھلانگ لگائی مگر ان سے پہلے نوجوان بہت اونچا اچھلا اور بندر اس کے نیچے سے نکل گئے۔ لیکن نوجوان اچھل کر شیتا کی کرسی پر آیا اس پر ہلکا سا پاؤں جما کر دوسری طرف الٹ گیا۔ بندر نہ جانے کیوں خونخوار ہو گئے تھے۔ وہ مسلسل نوجوان پر حملے کر رہے تھے۔ نوجوان ایک رسی سے لٹک کر دور نکل گیا۔ پھر ایک بیچے پول پر وہاں سے کرسی پر۔ کرسی سے ایک بانس پکڑ کر اوپر بندھے ہوئے رسے پر وہاں سے قلابازی کھا کر شیتا کی کرسی پر اور وہاں سے ایک جھولے پر۔ بندر اس پر مسلسل حملے کر رہے تھے لیکن ایک بھی بندر اس کے بدن کو نہ چھو پایا تھا۔ حالانکہ بندر بہت پھرتیلے ہوتے ہیں لیکن نوجوان نے انہیں نچا کر رکھ دیا تھا۔ بندر مسلسل کوشش کر رہے تھے اور نوجوان چھلاوہ بنا ہوا تھا۔ سرکس کے تمام فنکار بڑی دلچسپی سے یہ منظر دیکھ رہے تھے خود شیتا بھی منہ کھولے بیٹھا تھا۔ پھر دفعتہً اس کی دھاڑ ابھری۔

''ارے کا ہوت ہے ای۔ او تار جن کی سگی۔ روک ہم کہت ہیں روک ان سسروں کو۔ ہم ای کے لئے کرسی منگات ہیں۔ ای ہمارے بے جگتی رہے۔'' غلام شاہ کا لہجہ بدل گیا اور دفعتہً ہی سب سہم گئے۔ پھر وہ بندروں کو پکڑنے میں مصروف ہو گئے۔ سونیا عجیب سے انداز میں کھڑی رہ گئی تھی۔ اس نے بڑی محنت سے منصوبہ بنایا تھا۔ بندروں کو سمجھایا تھا اس کا پروگرام تھا کہ بندروں سے شارق زمان کو نچوا کر رکھ دے اور وہ درجنوں خراشیں اور بدن پر جھولتے چیتھڑے لے کر یہاں سے جائے۔ اسے یاد آ رہا تھا کہ اس پاگل نے ساٹھ فٹ سے زیادہ اونچے تنبو پر اسے جھولے پر پھول پیش کیا تھا۔ چشم تصور سے اس نے اس کا دوسرا ہی حلیہ دیکھا تھا لیکن شارق زمان نے بندروں کو ناکام کر دیا تھا۔ ذرا سی دیر میں تمام بندر پکڑ لئے گئے تھے اور سونیا وہاں سے پلٹ گئی۔

غلام شاہ نے نوجوان سے کہا۔ ''بیٹھ بٹوا۔ سرمندہ ہیں ہم تو سے۔ پر بھائی بڑا پھرتیلا ہے تے۔ سسر بندروا ہار گئے تو سے۔ معمولی بات ناہی کھدا کسم کو تو سرکس ماں کام کرے کا۔''

''اب کروں گا شیتا۔ یہ تو تم نے دیکھ لیا کہ میں تمہارے کام کا ہوں۔ مجھے اپنا شاگرد بنا لو۔''

''ہونا ہیں سکت پوت۔ کچھ نہ ہو سکت۔ اب تو جا۔ بڑے کام کرنے ہیں۔ ما پھ کر دینا ہمیں۔''

''تم نے مجھے مایوس کر دیا ہے شیتا۔''

''مجبوری ہے۔ ارے او اکیرا۔ اسے عجت سے باہر چھوڑ آ۔ جا بٹوا ہمار مجبوری سمجھ لے۔''

''مگر میں نے مایوس ہونا نہیں سیکھا۔ ایک دن تم مجھے سرکس میں جگہ دو گے۔ سمجھے شیتا۔''

''ریت ناتوڑ سکت ہوا۔ مجبوری ہے۔ ماپھ کر دے ہمکا جاب جا۔''

''تمہیں یہ ریت توڑنا ہوگی شینا۔ سمجھے تمہیں یہ ریت توڑنا ہوگی۔''

''ناتوڑ سکت۔ چھوڑ آ اکبرا اسے، جا۔ اسے چھوڑ آ۔'' غلام شاہ نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

''آؤ!'' اکبر شاہ کی سرد آواز ابھری اور اس نے شارق کے بازو پر ہاتھ رکھ دیا۔ شارق نے ایک نگاہ اکبر شاہ پر ڈالی پھر آہستہ سے بولا۔ ''بازو چھوڑ دو دوست میں اسے بے عزتی نہ محسوس کر جاؤں۔'' نہ جانے اس کا انداز کیسا تھا کہ اکبر شاہ کا ہاتھ خود بخود اس کے بازو سے ہٹ گیا۔ شارق نے ایک نگاہ ان سب پر ڈالی پھر باہر جانے والے راستے پر بڑھ گیا۔ غلام شاہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔

''بڑا پھرتیلا ہے بھئی۔ حرہے سرکون۔ ساگرد بنالو۔ کیسے بنالیں بھئی بات گلت نہ ہوئی جائے گی۔'' پھر اسے سونیا کا خیال آیا اور اس کے چہرے پر سوچ کے آثار پھیل گئے۔ مشقیں پھر جاری ہو گئیں۔ لیکن غلام شاہ ان میں دلچسپی نہ لے رہا تھا۔ بہت دیر تک وہ رنگ میں رہا پھر کرسی دھکیلتا ہوا اندرونی حصے کی طرف چل پڑا کئی راستے کاٹتا ہوا وہ بندروں کے کٹہرے کے پاس آ کھڑا ہوا۔ بندر اسے دیکھ کر اچھل کود مچانے لگے تھے۔ کچھ دیر وہاں رکا پھر یہاں سے چل پڑا۔ اس بار وہ سونیا کے خیمے کے سامنے رکا تھا۔

''ہوری سونی۔ اندر ہے کا رے۔ جواب میں سونیا جلدی سے باہر نکل آئی تھی۔

''چلکو ملکو کہاں ہیں شینا۔ کہیں بھیجا ہے انہیں۔ صبح سے بالکل نظر نہیں آئے۔''

''آئی جائی ہے نجر۔ آئی جائی ہے تو جرا اندر آ۔''

''نہ جانے کہاں چلے گئے۔ مجھے ان سے کام ہے۔''

''تو سے بھی کام رہے ہمکا۔''

''کہو شینا۔ وہ ایسے جاتے نہیں ہیں۔''

''اے تو بندروا کا اکلاک کا ہے کھراب کرے ہے ری۔ کا جھگڑا ہے تیرا اس سے۔''

''میں سمجھی نہیں شینا۔''

''ارے جب تے نے سمجھنا شروع کر دیا تھا تب ہم تو کا سب کچھ سمجھائے رہے بیٹا۔ اور ای وکھت بھی جو ہم تو کا سمجھائے رہن او تو سمجھ رہی ہے تو جانت رہے او کا۔''

''کسے شیتا؟''

''جاپر بندر چھوڑت رہے۔''

''وہ میں بندروں کو نئے آسکم کے لئے لا رہی تھی نہ جانے کیوں وہ بے قابو ہو گئے۔''

''مجال رے سسرا کی کہ ہمار سامنے بے کابو ہو جائی رہیں اس کا جو بتائی تے تتنے او کری رہے وہ۔ دیکھ ری سونی ای وکھت ہم جھوٹ نا کہیں گے۔''

''وہ بدتمیز ہے شیتا۔ اس نے کئی بار رنگ میں آ کر مجھے گلاب کا پھول دیا اور عجیب عجیب باتیں کیں۔ اس نے کہا تھا کہ شیتا کہ وہ سرکس میں کام کرنے کے لئے تمہارے پاس آئے گا۔ مجھے یہ سب اچھا نہیں لگا شیتا۔'' سونیا نے زبان کھول دی اور غلام شاہ کسی سوچ میں ڈوب گیا پھر وہ آہستہ آہستہ کرسی دھکیلتا ہوا خاموشی سے خیمے سے نکل گیا۔ سونیا کا دل دھڑک اٹھا غلام شاہ کا یہ انداز بڑا خوفناک تھا۔

❁❁❁

منکو کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ عجیب مصیبت میں گھر گئے تھے یہ جاسوسی مہنگی پڑ رہی تھی۔ گیراج سے آزادی ملنے کے بعد ہی اگر یہاں سے نکل جایا جاتا تو بہتر تھا لیکن ایاز اور سانولی کی طرح کوئی کارنامہ انجام دینے کا شوق اب گلے پڑ گیا تھا۔ سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ چنکو کہاں ہے۔ تھوڑی سی کوشش کر کے اس عمارت سے باہر نکلا جا سکتا ہے تھا لیکن اس وقت تک نہیں جب تک چنکو نہ مل جائے اور اب اس چنکو کی تلاش تھی۔ اسے وہ کیم شحیم عورت بھی یاد آ رہی تھی جسے وہ ستون سمجھ کر اس پر چڑھ گیا تھا۔ اس سے زیادہ اس نے کچھ نہ دیکھا تھا۔ اور اب وہ بیرونی حصے میں تھا۔ چنکو کسی اور مصیبت کا شکار تو نہیں ہو گیا وہ چنکو کے لئے سخت پریشان ہو گیا۔ اور پھر وہ نہایت ہوشیاری سے عمارت کے مختلف گوشوں میں چنکو کو تلاش کرنے لگا۔ عمارت میں اسے بہت سے لوگ نظر آئے تھے جو کسی خاص سرگرمی میں مصروف تھے اور اس سرگرمی کا اندازہ منکو لگا چکا تھا۔ چنکو مل جاتا تو اس سے مشورہ کیا جا سکتا تھا۔ ابھی تک اسے چنکو کا سراغ نہ مل پایا اور وہ سخت پریشان ہو گیا۔ پھر اس نے آخری ترکیب آزمانے کا فیصلہ کر لیا اور ایک جگہ منتخب کر کے رک گیا۔ دفعتہً ہی اس کے منہ سے طوطے کی آواز نکلی تھی۔ تین بار یہ آواز نکال کر وہ خاموش ہو گیا۔ اگر چنکو یہاں موجود ہے تو اسے جواب ضرور ملے گا۔ لیکن کوئی جواب نہ مل سکا تھا۔ منکو نے جگہ بدل دی اور بیرونی حصے میں نکل آیا۔ دیوہیکل ٹرک لوڈ ہو چکا تھا۔ ایک بار پھر اس نے طوطے کی آواز نکالی اور کچھ فاصلے پر بیٹھا ہوا آدمی چونک کر کھڑا ہو گیا اس نے ٹرک کے گرد ایک چکر لگایا اور پھر کچھ بڑبڑاتا ہوا اپنی جگہ جا بیٹھا۔ لیکن اس بار منکو کا کام ہو گیا تھا۔ اسے مدھم سی ٹیں ٹیں کی آواز سنائی دی یہ چنکو کا جواب تھا لیکن آواز اتنی مدھم تھی کہ منکو فاصلے کا اندازہ نہیں لگا پایا تھا۔ اس نے ایک بار پھر کوشش کی اور جواب میں اسے چنکو کا اشارہ مل گیا۔ اس بار سمت کا اندازہ بھی ہو گیا تھا۔ آواز ٹرک سے آئی تھی۔ منکو

ششدر رہ گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر زمین پر گھٹنوں کے بل چلتا ہوا ٹرک کے پاس آ گیا۔ دوسرے لمحے وہ ٹرک پر چڑھ گیا تھا۔ لیکن اسے موقع نہ مل سکا عمارت کی طرف سے چند افراد ٹارچیں روشن کئے اس طرف آ رہے تھے اور ٹرک کے آس پاس موجود لوگ بھی مستعد ہو کر کھڑے ہو گئے تھے۔ منکو کو اس خطرناک صورتحال کا احساس ہوا تو اس نے ٹرک میں چھپنے کے لئے جگہ تلاش کی۔ عجیب سا سامان ٹرک پر بار کیا گیا تھا۔ بہرحال اسے ایک جگہ مل گئی اور وہ اپنے ننھے سے جسم کو سمیٹ کر ساکت ہو گیا۔ اس وقت واقعی زندگی موت کا مسئلہ تھا کیونکہ آنے والے ٹرک پر چڑھ آئے تھے وہ آپس میں باتیں بھی کر رہے تھے۔ منکو نے دم سادھ لیا۔

''ہاں کیا حرج ہے مسٹر جونسن کا کہنا ہے کہ تم لوگ اپنے کام سے فارغ ہو گئے ہو تو روانہ ہو جاؤ۔ باقی لوگ صبح کی روشنی میں چل پڑیں گے۔ تم عالم آباد تک بے دھڑک چلے جاؤ عالم آباد سے پھر ساتھ سفر ہوگا کیونکہ آگے راستے خطرناک ہیں۔''

''ٹھیک ہے ویسے بھی رات کم باقی رہ گئی ہے ہم سو بھی نہیں سکتے۔'' کسی اور نے جواب دیا۔

''سامان سب ٹھیک رکھا ہے۔ چلو نیچے اترو۔'' ٹرک پر چڑھ آنے والے نیچے اتر گئے۔ منکو کے بدن نے پسینہ اگل دیا تھا۔ جو کچھ اس نے سنا تھا وہ بہت خوفناک تھا۔ لیکن کچھ کرنے کا موقع بھی تو نہیں تھا۔ آوازیں مسلسل ابھر رہی تھیں اور لوگ آس پاس موجود تھے۔ منکو اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکا یہاں تک کہ اس نے ٹرک کا انجن اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی اور پھر ٹرک آہستہ آہستہ رینگنے لگا۔ منکو کی پریشانی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ چنکو کی موجودگی بھی یقینی نہیں تھی بس اس کی آواز ٹرک سے آتی محسوس ہوئی تھی۔ کسی سڑک پر آ کر ٹرک نے رفتار پکڑی تو منکو نے اپنی جگہ چھوڑ دی۔ ایک بار پھر خطرہ مول لے کر اس نے طوطے کی آواز نکالی اور جواب میں اسے چنکو کی آواز سنائی دی۔

''میں یہاں ہوں منکو۔'' منکو اچھل پڑا۔ آواز اسے اپنے بالکل قریب سنائی دی تھی۔ ''اس بکس میں......!'' چنکو نے دوبارہ کہا۔

''وہ بکس میں......وہاں کیا کر رہے ہو......؟''

''سیر کرنے آیا تھا۔'' چنکو چڑ کر بولا۔

''ٹھہرو میں تمہیں نکالنے کی کوشش کرتا ہوں۔'' منکو نے کہا اور پھر وہ اس بکس پر رکھے بکسوں کو ٹٹولنے کی کوشش کرنے لگا۔ وزنی بکس ہلائے بھی نہیں جا سکتے تھے اس نے بے بسی سے کہا۔ ''مشکل ہے......اب کیا کیا جائے؟''

''آرام کرو......اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔''

''ٹھیک ہے سو جاؤ۔'' منکو جل کر بولا۔

''سونے کے لئے کس نے کہا ہے۔تم اس ٹرک تک کیسے پہنچے......؟''

''جاسوسی کرتا ہوا...... اب میں دنیا کا سب سے بڑا جاسوس ہوں لیکن افسوس ہمارے کارنامے دنیا کو نہ معلوم ہوسکیں گے کیونکہ بالآخر ہم ان اسمگلروں کے ہاتھوں فنا ہوجائیں گے۔''

''اسمگلر......؟''

''سو فیصدی...... میں پتہ لگا چکا ہوں...... یہ قاتلوں اور اسمگلروں کا ٹولہ ہے۔اس ٹرک میں قیمتی مال اسمگل کیا جارہا ہے جس میں ہم بھی شامل ہیں۔''

''اب کیا ہوگا......؟''

''وہی جو میں نے کہا ہے...... تمہیں ہی جاسوسی کی سوجھی تھی۔''

''کچھ سوچو منکو اس مصیبت سے کیسے نکلا جاسکتا ہے۔'' چنکو نے کہا اور منکو خاموش ہوگیا۔بہت دیر تک دونوں سوچ میں گم رہے تھے۔پھر وہ ایک دوسرے کو اپنی اپنی کہانی سنانے لگے۔ان لوگوں پر تبصرے بھی ہورہے تھے شیتا کی پریشانی بھی زیر بحث آئی تھی۔یوں یہ سفر جاری رہا۔پھر صبح ہوگئی۔دن کی روشنی میں ٹرک سے سامان کا جائزہ لیا گیا اس ٹوٹی ہوئی لکڑی کا جائزہ لیا گیا جس سے چنکو کو ہوا مل رہی تھی اور کچھ امید بندھ گئی۔لکڑی کمزوری تھی اور کوشش کرکے اسے توڑا جاسکتا تھا۔اس کی ذمہ داری منکو پر عائد ہوتی تھی...... وہ ٹرک میں کوئی ایسی شے تلاش کرنے لگا جو اس سلسلے میں کارآمد ہوسکتی تھی اور پھر ایک جگہ اسے ایک سلاخ نما چیز مل گئی جو بہت نفاست سے بنی ہوئی تھی لیکن اسے ٹوٹی لکڑی میں پھنسا کر زور لگایا گیا۔یہ لکڑی ہی کی خوبی تھی کہ اس نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور بالآخر انتھک کوشش سے اتنی جگہ بن گئی کہ چنکو باہر نکل آئے۔

منکو چنکو کی شکل دیکھ کر ہنس پڑا تھا۔''کیوں کیا ہوا......؟''

سونیا ہوتی تو تمہاری اس شکل کے ساتھ ایک نیا آئٹم تیار کرسکتی تھی۔'' منکو نے ہنستے ہوئے کہا۔جواب میں چنکو نے ایک آئینہ نکال کر منکو کے سامنے کردیا جسے وہ بکس سے نکال کر لایا تھا اور آئینے میں اپنی شکل دیکھ کر منکو کی ہنسی رک گئی۔اس کے ساتھ ہی انہوں نے ٹرک بھی رکتا ہوا محسوس کیا تھا۔ٹرک اوپر سے کھلا ہوا تھا اور چمکدار دھوپ پھیل چکی تھی۔دونوں ساکت ہوگئے۔اگلے حصے میں موجود لوگ نیچے اتر آئے تھے اور ان کی باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔وہ لوگ ٹرک کے عقبی حصے میں آگئے اور ان کی آوازیں صاف ہوگئیں۔غالباً ناشتے کی تیاریاں ہوئی تھیں اور وہ ایک درخت کی چھاؤں میں ناشتہ کرنے بیٹھ گئے تھے۔تین آدمی تھے اور کافی قوی ہیکل بھی تھے۔

''تمہیں اندازہ ہے کہ ہم نے کتنا سفر طے کرلیا ہے......؟'' چنکو نے پوچھا۔

''کوئی اندازہ نہیں ہوا سوائے اس کے کہ ہم بہت بڑی مصیبت کا شکار ہو گئے ہیں۔ یہ سفر ہمارے لئے بے حد خطرناک ثابت ہوگا اور شیتا اور دوسرے لوگ سخت پریشان ہوں گے اور ادھر ہم۔ آہ! انہیں دیکھ کس مزے سے کھا پی رہے ہیں کیا تمہیں بھوک نہیں لگ رہی......؟''

''شدید۔''

''ظاہر ہے اسے رفع کرنے کا کوئی انتظام نہیں ہے۔'' منکو نے کہا پھر کسی خیال کے تحت اس نے گردن ابھار کر اوپر دیکھا اور پھر ایک اونچی جگہ چڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ کوئی آواز پیدا کئے بغیر ایک بکس پر پہنچ گیا یہاں اس نے چاروں طرف دیکھا اور ایک ٹھنڈی سانس لے کر گردن جھٹکنے لگا۔ پھر نیچے اتر آیا۔

''نہایت ویران پہاڑی علاقہ ہے۔ کہیں کہیں درخت اگے ہوئے ہیں۔ ٹرک سڑک سے ہٹ کر کھڑا ہوا ہے مگر سڑک سے زیادہ دور نہیں ہے۔ اس وقت اگر ہم نے ٹرک چھوڑ دیا تو اس ویرانے میں زندگی ختم ہو جائے گی۔''

''ہم ٹرک نہیں چھوڑیں گے اس وقت تک جب تک کوئی بستی نہ نظر آ جائے۔''

''آہ...... مگر بھوک......!'' دونوں گردن لٹکا کر بیٹھ گئے۔ ٹرک والوں نے درخت کے نیچے ہی بسیرا کر لیا تھا اور آرام سے لیٹ گئے تھے۔ دونوں ان کا جائزہ لیتے رہے پھر اچانک چنکو نے منکو کا شانہ دبایا۔

''کیا بات ہے......؟''

''ہوشیار، میں ابھی آیا۔''

''کہاں جا رہے ہو......؟''

''تم احتیاط رکھنا...... زیادہ دیر نہیں لگاؤں گا۔ چنکو ٹرک کے اگلے حصے پر چڑھ کر نیچے اتر گیا پھر وہ زمین پر ہاتھوں پیروں کے بل چلتا ہوا آگے بڑھتا رہا رخ اسی درخت کی طرف تھا۔ چند منٹ کے بعد وہ درخت کے تنے کے عقب میں پہنچ گیا۔ یہاں ان لوگوں کا سامان رکھا ہوا تھا۔ چنکو نے بندر کی طرح ہاتھ بڑھا کر پہلے پانی کی بوتل اور پھر وہ بڑا برتن اٹھا لیا جس میں ان لوگوں نے ناشتہ رکھا تھا۔ برتن وزنی تھا مگر اتنا بھی نہیں کہ چنکو کے لئے اٹھانا ممکن نہ ہو۔ واپسی بھی اسی احتیاط سے ہوئی تھی اور منکو نے اوپر چڑھنے میں اس کی مدد کی تھی۔

''وہ لوگ یہ چیزیں غائب پا کر مشکوک نہ ہو جائیں۔''

''سب کچھ بعد میں سوچیں گے۔'' چنکو نے کہا۔ خوش قسمتی سے برتن میں عمدہ قسم کے پراٹھے اور کباب وغیرہ کافی مقدار میں موجود تھے۔ چنانچہ ان کا

سب سے بڑا مسئلہ حل ہو گیا۔ چنکو نے کہا۔ ''ان چیزوں پر ہمیں قبضہ رکھنا ہو گا آگے کے حالات کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔'' منکو ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا تھا کھانے سے فراغت کے بعد برتن ایک جگہ چھپا دیئے گئے تھے اور وہ لمبے لمبے لیٹ گئے۔

غالباً دوپہر ہو گئی تھی جب اچانک ہنگامہ سا برپا ہو گیا۔ بھاگ دوڑ کی آوازیں ابھرنے لگیں اور یہ دونوں سنبھل کر اپنی کمین گاہ میں بیٹھ گئے کچھ سمجھ میں نہیں آیا تھا لیکن دس منٹ کے بعد ٹرک اسٹارٹ ہو کر چل پڑا۔ شاید آگے کا سفر شروع ہو گیا تھا۔

پورا دن سخت وسوسوں کے درمیان کٹا پھر شام جھک آئی اور اس کے بعد اندھیرا اچھل گیا۔ دونوں زندگی سے عاجز آ گئے تھے اور پچھتاوے کا شکار تھے لیکن اب جو ہونا تھا وہ ہو چکا تھا۔ انہوں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ اب ٹرک کے ساتھ کچھ اور گاڑیاں بھی شامل ہو گئی ہیں ان کی روشنیاں جگمگا رہی تھیں وہ بے چارے اندر ہی سے حالات کا اندازہ لگا رہے تھے یہی غنیمت تھا کہ کسی نے ٹرک میں داخل ہونے کی کوشش نہیں کی تھی اور دوران سفر انہیں ایک عمدہ قیام گاہ مہیا ہو گئی تھی البتہ ان کے بدن اینٹھ گئے تھے۔ رات کافی ہو گئی مگر یہ لوگ سوئے نہیں تھے بلکہ اطراف میں کچھ تیز روشنیاں نظر آنے لگی تھیں ساتھ ہی میوزک کی آوازیں ابھر رہی تھیں۔ چنکو اور منکو کے ذہن میں تجسس جاگ اٹھا دونوں نے باہم مشورہ کر کے نیچے اترنے کا فیصلہ کر لیا۔ ان کی بچی ہوئی خوراک رات کو کام آ گئی تھی۔ دوسرے دن کے لئے کچھ نہ تھا۔ یہ خیال بھی ذہن میں تھا کہ اگر کچھ خوراک حاصل ہو جائے تو بہتر ہے۔ دونوں احتیاط سے نیچے اتر آئے۔ کسی جگہ سفید دودھیا روشنیاں چمک رہی تھیں۔ جہاں میلہ سا لگا ہوا تھا بہت سے لوگ کسی کام میں مصروف تھے۔

''یہ کیا ہو رہا ہے؟'' منکو نے پوچھا۔

''ادھر دیکھو۔ ان کے خیمے ہیں۔ کیا ان میں کوئی کچن بھی نہ ہو گا۔'' چنکو بولا۔

''موقع بہتر ہے آؤ تلاشی لے لیں۔'' وہ دونوں ان کیمپوں کی طرف بڑھ گئے۔ ابھی وہ خیموں سے کچھ فاصلے پر ہی تھے کہ دفعتہً فائرنگ کی آواز ابھرنے لگی اور وہ دہشت سے اچھل پڑے۔ انہوں نے سہمی ہوئی نظروں سے دوسری طرف دیکھا ایک گاڑی طوفانی رفتار سے اس طرف آ رہی تھی اور اس کے پیچھے دوسری گاڑیاں بھی دوڑ رہی تھیں جن میں سے ایک گاڑی پر رات کو دن میں تبدیل کرنے والی روشنیاں لگی ہوئی تھیں۔ پچھلی گاڑیوں سے فائرنگ کی جا رہی تھی اور آگے آنے والی کا رخ ان دونوں کی سمت ہی تھا۔

''بھاگو!'' منکو چیخا اور انہوں نے پوری قوت سے کیمپوں کی طرف دوڑ لگا دی ہولناک خطرہ سر پر آ گیا تھا کہ صورتحال ان کی سمجھ سے باہر تھی لیکن گاڑی انہیں کی طرف آ رہی تھی یقیناً انہیں دیکھ لیا گیا تھا۔

❀❀❀

چنکو منکو کی گمشدگی کو کئی دن گزر چکے تھے غلام شاہ کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ سب لوگ بری طرح پریشان تھے کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ دونوں کہاں گئے۔ ہر طرح سے تحقیقات کر لی گئی تھی لیکن کچھ پتہ نہیں چلتا تھا سرکس کے بیشتر لوگ ان کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ پچھلے دو دنوں سے اکبر شاہ کی شامت آ گئی تھی۔ غلام شاہ اس کے ساتھ جیپ میں بیٹھ کر نکلتا اور شہر بھر میں مارا مارا پھرتا تھا۔ کبھی کبھی وہ شہر سے باہر بھی چلا جاتا تھا اور کھنڈرات ویرانوں میں چنکو منکو کی لاشیں تلاش کرتا تھا۔ اس پر جنون طاری تھا اور وہ ان دنوں سخت چڑ چڑا ہو گیا تھا۔ اکبر شاہ اس کی کیفیت سے واقف تھا اس لئے کچھ نہ کہتا تھا مگر وہ اس کی تلاش سے سخت بیزار ہو گیا تھا۔ اس وقت بھی وہ پرانے شہر کی ایک سڑک پر جا رہے تھے دونوں طرف دکانیں بنی ہوئی تھیں اور لوگ خرید و فروخت میں مصروف تھے۔ غلام شاہ کی جیپ آہستہ روی سے اس سڑک پر جا رہی تھی کہ اچانک ایک آڑ سے ایک شخص نکل کر جیپ کے سامنے آ گیا۔ اس کے پیروں میں لمبے لمبے بانس بندھے ہوئے تھے وہ جیپ کے سامنے چلنے لگا۔ اس کی رفتار سست تھی اس لئے جیپ کی رفتار بھی سست کرنی پڑی اتنی جگہ نہیں تھی کہ جیپ آگے نکالی جا سکے۔ اکبر شاہ زور زور سے ہارن بجانے لگا اس پر جھنجھلاہٹ طاری ہونے لگی تھی لیکن بانسوں پر چلنے والے نے انہیں راستہ نہیں دیا تھا۔

''اے بازیگر۔ سامنے سے ہٹو۔ مرنا چاہتے ہو کیا۔'' اکبر شاہ غصے سے چیخا۔ بانسوں پر چلنے والے نے گردن موڑ کر مسکراتے ہوئے انہیں دیکھا اور اکبر شاہ کے منہ سے نکل گیا۔ ''او شیخا۔ یہ تو وہی ہے کیا نام تھا اس کا شارق زمان۔''

''ارے او بھائی راستہ دے دے ہمکا ایک طرف ہوئی جا ہٹوا۔ گاڑی آگے نکل جانے دو بیرا۔''

''تمہارے سرکس میں شامل ہونے کے لئے مشق کر رہا ہوں شیخا۔'' شارق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے تو بھین ہمار راستہ کاہے روکے رے۔ اور ای مسک ارے باؤلے ای کھیل تو چھوکریا کرت رہیں۔ ای کھیل سیکھ کر تو ہمار سرکس میں کام کرے گا۔''

''شیخا مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا۔ اسے ٹکر مار دوں گا۔'' اکبر شاہ دانت پیستا ہوا بولا۔

''ارے نا ہٹوا۔ کھپڑیا کا بو میں رکھ سمجھائے بجھائے کہ کام چلا لے۔ ارے او بھائی ای تو اچھا نا کرت رہے جانے دے ہمکا پوت۔''

''تم نے مجھے سرکس میں شامل نہ کر کے اچھا نہیں کیا شیخا۔''

''اے کو تو جبر دستی ہے رے۔ ای دیکھو حرام کھور کی بتیاں ارے ہٹ جا راستے سے بھائی تیری مہربانی ہوگی۔ غلام شاہ نے کہا مگر وہ اطمینان سے چلتا رہا۔ اکبر شاہ کے لئے یہ کیفیت ناقابل برداشت ہو گئی تھی۔ اس نے اچانک ایکسیلیٹر دبا دیا اور جیپ برق رفتاری سے آگے بڑھی۔ غلام شام

''ارے، ارے'' کرتا رہ گیا لیکن پھر اس کی آواز بند ہوگئی۔ اس نے شارق کو انہیں بانسوں پر قلانچیں بھرتے ہوئے دیکھا تھا وہ کسی دراز قامت زرافے کی طرح لمبی لمبی قلانچیں رہا تھا اس کی رفتار نا قابل یقین ہوتی جارہی تھی۔ غلام شاہ دم روکے اسے دیکھ رہا تھا۔ بانسوں پر وزن سادھ کر چلنا دوسری بات تھی لیکن اس طرح دوڑنا۔ وہ جیپ سے آگے آگے ہی جارہا تھا اور اکبر شاہ پر دیوانگی طاری ہوتی جارہی تھی۔ اس نے گیئر بدل کر جیپ کی رفتار اور تیز کردی لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے دوڑنے کی رفتار اور تیز ہوگئی تھی۔ جیپ کی رفتار اب اتنی تیز ہوگئی تھی کہ اس سے زیادہ دوڑنا انسانی بس سے باہر تھا۔ پھر اچانک جیپ دوڑتے ہوئے بانسوں سے ٹکرائی اور دونوں بانس فضا میں اڑ گئے۔

''روک دے حرام کھور۔ روک دے۔'' غلام شاہ نے اکبر شاہ کی گردن پکڑلی اور اکبر شاہ نے بریک لگادیئے۔ اڑتے ہوئے بانس نیچے گر گئے تھے لیکن وہ نہ گرا تھا۔

''ارے ارے اوئی اوئی کدر گیا۔'' غلام شاہ کی بھرائی ہوئی آواز ابھری۔ اور وہ گردن گھما کر پیچھے دیکھنے لگا۔ وہ ایک درخت کی شاخ سے لٹکا ہوا تھا۔ غلام شاہ نے ایک گہری سانس لی۔ ''کمال ہے بھئی۔ بہت پھرتیلا ہے کھدا کسم نکل چل اکبرا۔'' اکبر شاہ نے جیپ پھر آگے بڑھادی۔ غلام شاہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے ہوئے تھا۔ پھر اس زور سے گردن جھٹک دی اور آہستہ سے بولا۔ ''وارے کدر مر گئے حرام کھورو۔ پریشان کر مارا رے۔ چل اکبرا موڑ دے چل۔'' اکبر شاہ نے آگے چل کر جیپ واپس موڑ دی تھی۔

سرکس کے شو چل رہے تھے۔ حالانکہ سب پریشان تھے لیکن شو روکے نہیں جاسکتے تھے۔ آج رات بھی شو معمول کے مطابق جاری تھا اور تمام آئٹم حسب پروگرام پیش کیے جارہے تھے۔ اس وقت سونیا جھولے پر تھی اور اکیلے ہی پروگرام پیش کررہی تھی۔ وہ جھولے پر قلابازیاں کھاتی ہوئی دوسری طرف گئی اور وہاں جاکر رک گئی۔ لیکن اس وقت تنبو کی چھت کے پاس دو پاؤں نیچے اترے اور پھر کسی انسانی جسم نے ساٹھ فٹ کی بلندی سے ایک ہولناک چھلانگ لگائی اور خالی جھولے پر آ گیا۔ اس کے ہاتھوں میں سرخ پھولوں کا گلدستہ تھا۔ سونیا کا جھولا گردش کررہا تھا جونہی جھولا اس کے پاس آیا اس نے جھولا پکڑلیا اور پوری مہارت کے ساتھ سونیا کی طرف چل پڑا۔ سونیا کا سانس رک گیا تھا۔ سونیا کے جھولے پر پہنچ کر اس نے گلدستہ اسے پیش کرتے ہوئے کہا۔ ''ملاقات نہ ہونے کے تمام دنوں کا حساب ہے۔ قبول کیجیے مس سونیا۔'' اس نے گلدستہ سونیا کو دیا اور فوراً ہی پلٹ پڑا۔ لیکن وہ دوسرے جھولے پر نہیں گیا تھا بلکہ اس نے خوفناک انداز میں جھولنا شروع کردیا تھا۔ جھولا بار بار تنبو کی چھت کو چھو رہا تھا۔ پھر اچانک اس نے جھولا چھوڑ دیا ایک لمحے کے لئے اس کے پاؤں نکلتے ہوئے نظر آئے اور پھر غائب ہوگئے سونیا کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی تھی۔

❁❁❁

خوف و دہشت سے دونوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ فائروں کی آواز انتہائی دہشت ناک لگ رہی تھی۔ بس یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ابھی کوئی گولی ان کے جسم کے پار ہو جائے گی۔ لیکن خوش قسمتی سے گاڑیوں کے قریب پہنچنے سے پہلے وہ خیمہ کے قریب پہنچ گئے۔ چنکو نے برق رفتاری سے ایک خیمے کا نچلا حصہ اٹھایا اور منکو کو اندر داخل کر کے خود بھی اندر داخل ہو گیا۔ ان کے سانس دھونکنی بنے ہوئے تھے اور پورے بدن سے پسینہ بہہ رہا تھا۔ موت بالکل قریب آ گئی تھی۔ ان خطرناک لوگوں نے انہیں دیکھ لیا تھا۔ اب بچنا مشکل ہے۔ ظاہر ہے انہیں خطرہ پیدا ہو گیا ہو گا کہ کوئی اجنبی ان کے درمیان ہے اور ان کا راز فاش ہو گیا ہے۔

خیمہ بہت کشادہ تھا لیکن اس میں تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور یہ ان کے لئے بہتر تھا کوئی بھی ایسی جگہ مل جائے جو چھپنے کے لئے مناسب ہو ممکن ہے جان بچ جائے۔ وہ تاریکی میں ایسی جگہ تلاش کرنے لگے۔ دونوں بار بار ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے۔ پھر انہیں ایک الماری جیسی جگہ نظر آئی اور دونوں اس کا جائزہ لینے لگے۔ باہر کچھ آوازیں آتی سنائی دیں تو دونوں بادل ناخواستہ اس میں داخل ہو گئے۔ اندر کافی جگہ تھی۔ کچھ کپڑے وغیرہ لٹکے ہوئے تھے۔

''تیز روشنی، میں ہمیں دیکھ لیا گیا ہے۔''

''اب بچنا مشکل ہے وہ لوگ بالآخر ہمیں تلاش کر لیں گے۔''

''جو ہو گا دیکھا جائے گا اب کیا بھی کیا جا سکتا ہے۔'' دونوں حالات سے مایوس ہو گئے تھے۔ آہٹیں بند ہو گئیں اور وہ آنے والے لمحات کا انتظار کرتے رہے۔ باہر آوازیں مسلسل ابھر رہی تھیں اور فائرنگ بھی ہو رہی تھی۔ چنکو نے کہا۔

''اب وہ کس پر گولیاں چلا رہے ہیں۔''

''شاید ہوا میں، وہ ہمیں تلاش کرنے میں ناکام رہے۔'' دونوں سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کرتے رہے۔ پھر انہیں سنبھلنا پڑا۔ اس بار یقیناً کوئی خیمے میں آیا تھا۔ عجیب سی دھمک فضا میں گونج رہی تھی۔ پھر ایک سریلی گنگناہٹ سنائی دی اور انہیں کچھ اطمینان ہوا۔ کوئی عورت ہے اور اسے قطعی یہ معلوم نہیں ہے کہ کوئی خیمے میں موجود ہے۔ انہوں نے خود کو کپڑوں کے ڈھیر میں چھپا لیا۔ الماری شاید کینوس کی تھی۔ اس لئے باہر ہلکی سی آہٹ بھی سنائی دے رہی تھی۔ ایک بار وہ دونوں سہم گئے۔ خیمے میں اچانک تیز روشنی ہو گئی جو بالکل بجلی جیسی تھی لیکن ظاہر ہے بجلی نہ تھی ان لوگوں کے لئے کیا مشکل تھا جو رات میں دن نکال دیتے ہیں۔ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے وہ پھر گنگناہٹ الماری کے قریب آ گئی اور ساتھ ہی روشنی کا طوفان بھی۔ دو درخت کی شاخوں جیسے موٹے موٹے ہاتھ اندر داخل ہوئے اور انہوں نے ہینگر میں لٹکا ہوا ایک لباس اتار لیا۔ بدقسمتی سے منکو اسی لباس کے پیچھے

تھا اور اس کی طرف کا پٹ بھی کھلا تھا۔ اس نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھا اور اس کا سانس وہی گھٹ گیا۔ یہ تو وہی ہاتھی زادی تھی۔ البتہ عورت نے ابھی اسے نہیں دیکھا تھا اور لباس کا جائزہ لے رہی تھی پھر منکو کی بدنصیبی کہ اسے وہ لباس پسند نہ آیا اور وہ دوبارہ الماری کی طرف متوجہ ہوگئی۔ وہ اندھی بھی نہ تھی کہ اسے منکو نظر نہ آتا اور پھر چیخنے کے علاوہ اور کیا کر سکتی تھی۔ اس کی ہولناک چنگھاڑ ابھری اور وہ لباس پھینک کر بھاگی۔ دو چار الٹے سیدھے پاؤں پڑے وہی جانا پہچانا دھماکہ ابھرا۔ وہ ڈھیر ہوگئی تھی۔ منکو نے بھی غصے کے عالم میں اس پر چھلانگ لگائی تھی اور اس کے پیٹ پر دونوں پاؤں رکھتا ہوا خیمے کے پردے سے باہر نکلا تھا چنکو کے البتہ حواس گم تھے۔ وہ جنبش بھی نہ کر سکا تھا۔

خیمے کے باہر چونکہ تمام لوگ مستعد تھے اور فاصلہ بھی زیادہ نہیں تھا اس لئے فوراً ہی بہت سے افراد اندر گھس آئے۔ ان میں جونسن اور پیٹر بھی تھے۔

عورت اب بھی زمین پر زخمی پڑی چیخ رہی تھی۔

''اوہ یہ میڈم کو کیا ہوگیا۔'' کسی نے کہا۔

''شاید بھلا صاحب کو یاد کر رہی ہوں۔ جونسن نے جلے بھنے لہجے میں کہا۔

''کیا بات ہے میڈم خیریت کیا ہوگیا آپ کو؟''

''وہ وہ آہ وہ یہاں بھی آ گیا۔'' عورت نے خیمے کے پردے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''کون بھلا صاحب؟'' جونسن نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''نہیں وہی وہی آتشدان کا بھوت آسیب آسیب۔'' میڈم نے سریلی آواز میں کہا۔

''بڑھا ڈھیٹ اور بے شرم ہے آپ کو ایک بار دیکھنے کے باوجود دوبارہ یہاں آ گیا۔''

''کپڑوں کی الماری سے نکلا تھا۔''

''اگر وہ یہاں بھی آ گیا ہے تو اسے خود اپنی غلطی کا احساس ہوگیا ہوگا آپ اب آرام کیجئے۔ آئندہ وہ کبھی ادھر کا رخ نہ کرے گا۔'' جونسن سرد لہجے میں بولا اور دوسرے لوگوں سے بولا۔ ''کم از کم یہ شاٹ تو مکمل کر لو۔ بھلا صاحب آتش فشاں ہو جائیں گے خواہ مخواہ کی سننی پڑے گی۔'' وہ واپسی کے لئے پلٹ گیا کیم شحیم عورت اٹھ کر زمین پر بیٹھ گئی تھی۔

جاری ہے......

''سب جا رہے ہو، مجھے ڈر لگے گا۔''

''تو پھر فرمایئے آپ کی دلجوئی کے لئے کسے چھوڑا جائے۔'' جونسن نے کہا اور عورت چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

''تم مجھ پر طنز کر رہے ہو۔ میں بھلا سے تمہاری شکایت کروں گی۔''

''ضرور کیجئے تاکہ انہیں پتہ چل جائے کہ شوٹنگ میں دیر کیسے ہوئی۔'' جونسن بولا اور دوسروں کو اشارہ کر کے باہر نکل آیا۔ پھر اس نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ ''یار کم از کم یہ شاٹ تو مکمل کر لو ورنہ بھلا صاحب کچا ہی کھا جائیں گے پہلے ہی کام بہت لیٹ ہو چکا ہے۔''

وہ سب واپس چل پڑے کئی گاڑیاں ان کے پیچھے آئی تھیں اور وہ ایک جھیل کے کنارے پہنچ گئے تھے چست لباس میں ملبوس ایک نوجوان درخت پر چڑھ گیا جو جھیل کے کنارے تھا اور ایک جیپ نیچے کھڑی کر دی گئی۔ پھر چند افراد جو پولیس کے لباس میں ملبوس تھے تھوڑے فاصلے پر آ کھڑے ہوئے۔ پیٹر اور جونسن تیسری جیپ میں چڑھ گئے جس پر لائیٹیں فٹ تھیں اور تین کیمرے نصب تھے شاٹ نمبر دو دوہرایا گیا۔ کلیپ دیا گیا اور پھر کیمرے اسٹارٹ ہو گئے۔ نوجوان نے درخت سے جیپ پر چھلانگ لگائی اور اسے اسٹارٹ کر کے گیئر ڈال دیا جیپ تیر کی طرح آگے بڑھی اور پیچھے پولیس کے لباس میں ملبوس افراد نے فائرنگ شروع کر دی، لیکن ان کی جیپ کا سیلف پھنس گیا اور وہ آگے نہ بڑھ سکی لیکن چونکہ کیمروں والی جیپ برق رفتاری سے آگے بڑھی تھی اس لئے پولیس جیپ سے ٹکرا گئی۔ کیمرے گرتے گرتے بچے تھے۔ البتہ کئی لائیٹیں ٹوٹ گئی تھیں اور پیٹر اچھل کر آگے والی جیپ میں آ گرا تھا۔ اچھا خاصہ ہنگامہ برپا ہو گیا جونسن بری طرح چیخ رہا تھا۔

''او تو نے جیپ سائیڈ میں کیوں نہیں نکالی۔ پیچھے کیوں لگ گیا۔ کیمروں کو نقصان پہنچا ہوتا تو ذمہ داری کس پر ہوتی۔'' ادھر یہ ہنگامہ آرائی ہو رہی تھی اور ادھر خیمے میں دوسرا کھیل جاری تھا۔ گیم شحیم عورت جسے یہ لوگ میڈم کہہ کر پکارتے تھے کچھ دیر اسی طرح زمین پر بیٹھی رہی پھر کراہتی ہوئی اٹھ گئی۔

''بھلا صاحب کو آ جانے دو ایک ایک کو فٹ کرا دوں گی۔ آخر سمجھا کیا ہے انہوں نے مجھے۔'' وہ چند لمحات غصیلے انداز میں خیمے کے دروازے کو گھورتی رہی شاید آسیب اس کے ذہن سے نکل گیا تھا۔ وہ بڑبڑاتی ہوئی دوبارہ الماری کی طرف بڑھی اور ایک جھٹکے سے تمام لباسوں پر ہاتھ مار کر ایک لباس کھینچ لیا۔ لیکن بدبختی نے اس کا ساتھ نہ چھوڑا تھا۔ آتشدان کا بھوت الماری میں موجود تھا۔ میڈم کا منہ کھلا لیکن آواز نہ نکل سکی تھی۔ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ چنکو نے بھی نہ جانے کیوں بھاگنے کی کوشش نہیں کی تھی لیکن وہ نرم لہجے میں بولا۔ ''ہیلو میڈم۔''

''بو۔ بولتا بھی ہے۔'' عورت کے منہ سے بمشکل نکلا۔

''دوستی بھی کر سکتا ہوں۔'' چنکو نے کہا۔

''ہو، ہولی فادر۔'' عورت نے بمشکل تمام سینے پر کراس بنایا۔

''اگر آپ نہ چیخنے کا وعدہ کریں تو میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔''

''تم تم بھوت ہو؟''

''بالکل نہیں۔ بلکہ میں آپ کی طرح ایک انسان ہوں۔''

''میری طرح۔''

''میرا مطلب ہے آپ کے اس خوبصورت پاؤں کی طرح۔'' چنکو نے جواب دیا اور عورت نے جلدی سے اپنا اسکرٹ درست کر لیا لیکن لفظ خوبصورت نے اس پر اچھا اثر ڈالا تھا۔ وہ کسی قدر معتدل نظر آنے لگی۔

''تم واقعی انسان ہو؟''

''سو فیصدی۔''

''لیکن۔ لیکن تم باقی کہاں گئے۔'' اس نے معصومیت سے کہا۔

''باقی باہر موجود ہے اگر آپ اجازت دیں تو بلا لوں گا۔'' چنکو نے جواب دیا۔

''کیا مطلب؟'' وہ تعجب سے بولی۔

''مطلب ابھی آپ کی سمجھ میں آجائے گا میں بعد میں سمجھا دوں گا۔'' چنکو نے کہا۔

''تم آسیب نہیں ہو؟''

''قطعی نہیں!''

''پھر آتشدان سے کیوں برآمد ہوئے تھے۔''

''چمنی سے نیچے گر پڑا تھا۔'' چنکو نے کہا۔

''دوبار؟''

''نہیں دوسری بار گرنے والا میرا بقیہ تھا۔''

''تب ٹھیک ہے میں بلا وجہ ہی ڈر گئی تھی۔'' وہ مطمئن ہو کر بولی پھر اس نے کہا۔ ''تم اگر کچھ دیر کے لئے باہر چلے جاؤ تو میں لباس بدل لوں ویسے

تمہاری عمر کیا ہے؟''

''اتنی ہے کہ مجھے باہر نکال کر ہی لباس تبدیل کریں۔'' چنکو نے خیمے کے دروازے کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

''سنو!'' وہ جلدی سے بولی۔ ''تم واپس ضرور آجانا اب میں تم سے خوفزدہ نہیں ہوں۔ ہاں تم سے باتیں کروں گی دراصل میں یہاں بہت بور ہو رہی ہوں۔''

''میڈم کیا آپ ہمیں کھانا کھلا سکتی ہیں۔'' چنکو نے پوچھا۔

''کھانا؟ ہاں کیوں نہیں۔ میں تمہارے لئے کھانا منگواؤں گی تم بھوکے ہو؟''

''اتنے بھوکے کہ کھانا نہ ملا تو مر جائیں گے۔ مگر آپ ہمارے بارے میں کسی کو نہ بتائیں اس وقت تک جب تک ہم آپ کو اپنی کہانی نہ سنا دیں۔''

''کہانی۔ اوہ مجھے کہانیاں بہت پسند ہیں۔ ٹھیک ہے تم فکر نہ کرو میں تمہارے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتاؤں گی تم جاؤ۔'' چنکو باہر نکل آیا ایک بار پھر منکو کی تلاش تھی۔ طوطے کی ٹیں ٹیں کا تبادلہ ہوا منکو ایک جھاڑی میں دبکا ہوا مل گیا اور چنکو اسے صورت حال بتانے لگا۔ منکو نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔

''اب ہم بہت بڑے عذاب میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ نہ یہاں سے کہیں جا سکتے ہیں اور نہ ان کے سامنے آسکتے ہیں اگر اس سے دوستی ہو جائے تو مشکل حل ہو جائے گی۔''

''وہ بہت بڑی قد و قامت کی بہت بڑی بے وقوف عورت ہے۔ اس کے لئے کوئی عمدہ سی کہانی تیار کرو تا کہ اس کی دلچسپی اور دوستی حاصل کی جا سکے۔'' چنکو نے کہا اور منکو پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔

❁❁❁

لوگ اسے بھی سرکس کا کوئی آئٹم سمجھے تھے اور تالیاں دیر تک گونجتی رہی تھیں لیکن اکبر شاہ سونیا کی گھبراہٹ محسوس کر رہا تھا اس لئے اس نے خوبصورتی سے وہ آئٹم ختم کر کے سونیا کو جھولے سے اتار لیا اور فوراً ہی جانوروں کا کھیل شروع کر دیا۔ لیکن اکبر شاہ شدید غصے کے عالم میں تھا سرکس جاری تھا۔ اس نے اسی کے دوران تحقیقات شروع کر دی۔

''کیا ہو رہا ہے یہاں تم لوگ سوتے رہتے ہو۔ آخر کوئی باہر کا آدمی اندر کیسے آ گیا۔''

''ہم چوکس تھے اکبر بھائی۔''

''تب پھر وہ کسی ہیلی کاپٹر سے تنبو کی چھت پر اترا ہوگا۔''

''آئندہ اور خیال رکھیں گے۔ اگر وہ ہاتھ آجائے تو کیا کریں؟''

''ہاتھ پاؤں توڑ دینا۔ اس قابل نہ چھوڑنا کہ وہ دوبارہ ایسی کوئی حرکت کر سکے۔''

''مگر شیتا؟''

''شیتا کی نرم دلی نقصان بھی پہنچا سکتی ہے کم از کم اس سلسلے میں جو کچھ میں نے کہا ہے تم وہی کرنا۔ میں ذمہ داری قبول کروں گا۔''

''ٹھیک ہے اکبر بھیا وہ دوبارہ سرکس میں نہ داخل ہو سکے گا۔'' سیکورٹی کا انتظام کرنے والوں نے کہا۔

سونیا اس کے بعد البتہ کچھ نہ کر سکی تھی۔ سرکس کا شو ختم ہو گیا اور وہ آرام کرنے کے لئے خیمے میں آ گئی۔ مگر بار بار چونک پڑتی تھی۔ اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ اب تو صورتحال بدنامی کی حد میں داخل ہو گئی تھی اور یہ مفت کی بدنامی تھی۔ شیتا نے اسے لڑکوں کی طرح پرورش کیا تھا اور اس نے بھی اپنے کسی انداز کسی کام سے یہ احساس نہ ہونے دیا تھا کہ وہ لڑکی ہے۔ خطرناک سے خطرناک کام مردانہ وار کرتی تھی۔ یہ دوسری بات ہے کہ دل کے کچھ گوشے نرم تھے اور ان میں لطیف جذبات ابھرتے تھے لیکن زندگی کے معیار کی قائل تھی اور کسی گھٹیا کہانی کا کردار نہیں بننا چاہتی تھی۔ وہ احمق شخص اسے بدنام کرنے پر تلا ہوا تھا۔ سرکس میں بہت سی لڑکیاں تھیں جو خوبصورت بھی تھیں اور کارکردگی میں بھی بے مثال تھیں اگر ان کے کام کو بھی سراہا جاتا تو بات متوازن ہو جاتی لیکن اس دن رنگ میں اس نے پہلا پھول اسے ہی پیش کیا تھا اور اس کے بعد سے مسلسل رؤف پاشا تو پوری طرح مشکوک ہو گیا تھا یہ دوسری بات ہے کہ کچھ بول نہیں سکتا تھا اور اب آہ کاش اس دن بندر اسے نوچ ڈالتے بے عزتی ہوتی تو دوبارہ اس طرف کا رخ نہ کرتا لیکن وہ بندر جیسے پھرتیلے جانور سے بھی زیادہ پھرتیلا نکلا۔ آخر کون ہے، کیا کسی سرکس کا آدمی۔

خیمہ میں ایک سرسراہٹ ابھری اور اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا اس کے لئے دوبارہ یہاں گھس آنا کیا مشکل ہے۔ کہیں یہ آدمی خطرناک نہ ثابت ہو۔ پھر کیا کیا جائے، وہ بے چین ہو کر اٹھی خیمے کا اچھی طرح جائزہ لیا اور اس کا دروازہ مضبوطی سے باندھا اور دوبارہ بستر پر آ کر لیٹ گئی۔ لیکن نیند...... ! پھولوں کا گلدستہ اس نے بری طرح مسل کر پھینک دیا مگر کمبخت کتنا بے جگر ہے۔ آدمی معمولی نہیں ہے۔ کچھ کر ہی نہ ڈالے۔ اب تو مروت بھی نہیں کی جا سکتی شیتا سے مطالبہ کرے گی کہ اس کے خلاف کوئی سخت کارروائی کی جائے وہ اپنا وقار مجروح نہیں دیکھ سکتی تھی۔ غصے سے بھناتے ہوئے اس نے کروٹ بدلی آنکھیں بند کیں مگر بند آنکھوں میں وہ آسانی سے گھس آیا۔ اس کی شریر آنکھیں اسے دیکھ رہی تھیں اور ہونٹ کچھ کہہ رہے تھے۔ ''پھولوں سے زیادہ حسین۔ تمام دنوں کا حساب......''

تیری ان آنکھوں کو ہمیشہ کے لئے تاریک نہ کر دوں تو سونیا نام نہیں۔ سونیا نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

دوسرے دن کا آغاز ہو گیا۔ شیتا رنگ میں تھا۔ چنکو منکو کی گمشدگی کے بعد اس کے چہرے پر تازگی نہیں دیکھی گئی تھی ہر طرح کی تفتیش کر چکا تھا اس

وقت بھی ان سے اسی موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی۔

''ارے ایاج ایک کھیال ہماری دل ماں اور آیا ہے رے۔''

''کیا شیخا......؟''

''اوہی رے، ای بھی ہو سکتا ہے کہ ان سسروا کے دوسرے ساتھی بھی ہوں جن کو ہم نے گرپھتار کرائی رہے۔ انھن نے ان دوئی کو اگوا کرلئی ہے۔''

ایاز کچھ سوچنے لگا پھر بولا۔ ''ہو بھی سکتا ہے شیخا مگر چنکو منکو ہی کو کیوں؟''

''ارے بھائی، اس لنکا میں تو سب بارہ گج کے رہیں۔ اپنے کام ماں چنک منک کون سے کم رہیں کا ناہیں کرلیت ہو۔ ہوئی سکت اوسسران دونوں کو اپنے کام کا سمجھ کر پکڑ لئی گئے ہوں۔''

''شیخا تم پولیس میں رپورٹ کیوں نہیں کراتے۔''

''آج تک ناہی کری ہٹوا۔ اپنے کام کا خود ہی نمٹائی لئے رہیں ہم ای بھی سوچت رہیں کہ اپنی ہی کوئو گڑبڑ نا رہی ہو بات پولیس کے ہاتھ ماں پہنچ جئی ہے تو نکل نا سکت اسی مارے کھاموس رہیں ہیں۔''

''وہ کچھ لے کر تو نہیں بھاگے شیخا۔''

''سرکس میں جو کچھ رہے ہٹوا سب کا رہے ہم کو سسر کا ہاتھ کھوروکے ہیں۔ یہ بات کچھ سمجھ میں نا آت رہی۔ کلیجے تھے دوئی ہمار۔ جی ہی نا لگت ہے کا کریں۔'' غلام شاہ افسردگی سے بولا اور ایاز گردن جھکا کر سوچنے لگا دوسری طرف کچھ فاصلے پر رؤف پاشا اور اکبر شاہ رات کے واقعہ پر بات کر رہے تھے۔

''وہ سرپھرا دیوانہ اب بچ کر نہیں جانا چاہئے رؤف پاشا یہ ہماری بے عزتی بھی ہے اور بات بھی خطرناک ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا وہ ہے کیا۔''

''ایک آوارہ لفنگا اور کون۔''

''نہیں رؤف سارے آوارہ لفنگے ایسے نہیں ہوتے وہ بہت خطرناک ہے۔''

''آپ کو علم ہے کہ پہلی بار اس نے اس رنگ میں آکر سوفی کو پھول دیا تھا۔''

''ہاں یاد ہے مگر وہ قابل غور بات نہ تھی۔''

''بعد میں اسے روکا بھی گیا تھا مگر وہ نہ مانا سختی اسی وقت ہونی چاہئے تھی مگر لوگ شیخا کی نرم مزاجی کی وجہ سے خاموش رہے ہیں۔''

''سونیا جھولے سے گر بھی سکتی ہے۔ وہ خود بری طرح ڈسٹرب ہے میں نے اندازہ لگایا ہے۔''

''اب سیدھے سیدھے اس کا معاملہ پولیس کو دے دیا جائے۔'' رؤف پاشا نے کہا اور اکبر شاہ رؤف کو پرخیال نگاہوں سے دیکھنے لگا پھر بولا۔

تجویز بری نہیں ہے۔ ہم اس پر آسانی کیس بنا سکتے ہیں آؤ شیخا سے بات کریں۔'' اور دونوں غلام شاہ کی طرف چل پڑے غلام شاہ انہیں دیکھنے لگا۔

''اس آوارہ لفنگے کے بارے میں آپ نے کیا سوچا شیخا......؟'' اکبر شاہ نے کہا۔

''ارے سب کے بارے میں ماں سوچ رہن بٹوا۔ اوئی سسر چنک منک ہم کا دھوکہ دئی گئے۔''

''وہ تو ہے شیخا مگر یہ شارق زمان ہمیں ذلیل کر رہا ہے کیا آپ بھی اس کے ساتھ نرمی برتیں گے۔''

''پر بٹوا ہم او کا ماری نار ہے ای بہوت مسکل رہے۔''

''اسے پولیس کے حوالے کر دیا جائے شیخا اب اس کے ساتھ کوئی شریفانہ برتاؤ مناسب نہیں ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ......'' اکبر شاہ خاموش ہو گیا غلام شاہ نے ایک نگاہ اسے دیکھا پھر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

''ٹھیک ہے ہم سمجھت رہیں بٹوا ایاج تو جا بھائی اوارسادکھان رہے نا او کو بول کہ سیکھا اوسے ملنا چاہت ہے۔''

''میں ابھی چلا جاتا ہوں شیخا!'' ایاز نے کہا۔

محکمہ پولیس ان لوگوں کا شکرگزار تھا کیونکہ انہوں نے بہت بڑا کام کیا تھا اور بے لوث کیا تھا۔ افسر اعلیٰ ارشاد خان دوڑا چلا آیا تھا اس نے گرمجوشی سے غلام شاہ سے مصافحہ کیا تھا۔

''پچھلے دنوں کافی مصروفیت رہی شاہ صاحب آپ کے پاس آنا چاہتا تھا مگر پولیس کی نوکری ہی ایسی ہوتی ہے کام سے تو ملا جا سکتا ہے بنا کام مشکل ہو جاتا ہے میرے بیوی بچے بھی کئی دن سے آپ کا سرکس دیکھنے کے لئے ضد کر رہے ہیں کہئے کیسے مزاج ہیں آپ کے۔''

''پیارے بھائی تیری ریل گاڑی رکے تو ہم مجاج بتائی ہے۔'' غلام شاہ نے کہا اور ارشاد خان جھینپ گیا۔ ''بچّن کو سرکس جرور دکھائی ہی دیکھ بھائی ارسادکھان تو سے ایک کام آئی پڑے رہے کہیں تو برا تو نہ مانی ہے۔ سوچے گا تے نے ہم سے کام لئی رہے تو ہم کرج وصول کرے رہیں۔''

''کیسی باتیں کرتے ہیں شاہ صاحب آپ کا کوئی کام کر کے مجھے خوشی ہوگی۔''

''تیرے سہرماں آ کر پریشان ہوئی گئی رہے بھائی ارسادکھان ہمار سرکس ماں دوئی بونے دیکھ رہے تے۔ چنک منک۔ جڑواں ہیں سسر، ہم اولاد کی طرح پالے رہیں ان کا بھی۔''

''ہاں میں نے دیکھا ہے شیتا۔''

''چار دن سے غائب ہیں۔ اپنی مرضی سے تا گئے ای ہم جانتے ہیں وہ بھادار تھے ہمارے ایاج کا کہنا ہے کہ کہیں او معاملہ تو نا رہے بدلے ماں تو نا اٹھائی ہے ان دوئی کا۔''

''آپ کا مطلب ہے کہ یہ اس کیس کی کوئی کڑی ہو سکتی ہے۔''

''ہو بھی سکت ہے بیرا۔''

''ممکن نہیں شیتا پورا کیس اوپن ہو چکا ہے جو لوگ اس سے متعلق تھے پکڑے جا چکے ہیں تاہم یہ مسئلہ اپنی جگہ ہے میں ابھی انسپکٹر کو بلا کر ایف آئی آر درج کرائے دیتا ہوں۔ آپ بالکل اطمینان رکھیں۔ پوری پولیس فورس انہیں تلاش کرے گی دو تین دن میں وہ آپ کو مل جائیں گے۔''

''مالک تیرا بھلا کرے بھائی۔ ایک اور کام رہے او تو اکبرا سے پوچھ لے۔''

''جی اکبر شاہ صاحب بتایئے مجھے آپ کی خدمت کر کے خوشی ہو گی۔''

''شارق زمان نامی ایک آوارہ مزاج آدمی ہے جو پچھلے کچھ دنوں سے ہمیں پریشان کر رہا ہے ہم خود بھی اس کے ہاتھ پاؤں توڑ کر شہر کے کسی چوراہے پر ڈال سکتے ہیں لیکن شیتا ایسا نہیں چاہتے اس لئے آپ سے کہنا پڑ رہا ہے۔''

''اچھی بات ہے جو کام ہم کر سکتے ہیں وہ آپ کو کرنے کی کیا ضرورت ہے براہ کرم اس کے بارے میں تفصیل بتائیں۔''

اکبر شاہ نے پوری کہانی ارشاد خان کو سنا دی تھی۔

''انسپکٹر آ گیا ہے۔ مس سونیا کی طرف سے اس کی رپورٹ درج کرا دیں ہم اسے گرفتار کر لیں گے اور کوئی خدمت......؟''

''تے جلدی سے چنک منک کو تلاش کر دے بابو ہم اس سہر سے جلدی چلے جائی ہے بس۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''آپ اطمینان رکھیں شاہ صاحب یہ ذمہ داری میری ہے۔'' ارشاد خان نے کہا پھر اس نے پولیس ہیڈ کوارٹر سے مطلوبہ افراد طلب کئے ضروری کام کئے گئے اور ارشاد خان نے انسپکٹر کو ہدایت کی۔ ''سادہ لباس والوں کا ایک دستہ سرکس کے پنڈال میں تعینات رہے۔ ممکن ہے وہ سرکس دیکھنے آئے آپ اکبر شاہ صاحب صرف اس کا چہرہ شناخت کرا دیں۔ باقی کام پولیس کا ہو گا۔''

❀❀❀

میڈم کا نام شریمتی شرمیلا تھا۔ بھلا صاحب کی کزن تھیں اور بچپن میں ان کی سگائی بھلا صاحب سے ہو چکی تھی ان کے ماتا پتا مر چکے تھے اور وہ بھلا

صاحب کے ساتھ رہتی تھی۔ بھلا صاحب بہت جلد ان سے شادی کرنے والے تھے اور بقول میڈم کے انہیں بہت چاہتے تھے وہ فلم ڈائریکٹر تھے اور کئی فلمیں بنا چکے تھے اس بار وہ ایک خاص موضوع پر فلم بنا رہے تھے جس کی شوٹنگ انہیں پہاڑوں کے پار نیا نگر میں کرنی تھی اور یہ فلم یونٹ نیا نگر جا رہا تھا چونکہ بھلا صاحب کو بہت سی تیاریاں کر کے براہ راست نیا نگر پہنچنا تھا اس لئے یونٹ ساز و سامان کے ساتھ پہلے روانہ کر دیا گیا تھا اور اس ساز و سامان میں شریمتی شرمیلا بھی شامل تھیں۔ پیٹر اور جونسن بھلا صاحب کے سیکرٹری تھے اور ان کی غیر موجودگی میں اس یونٹ کے سربراہ، وہ فلم کی کہانی کے مطابق عمدہ لوکیشنز پر شوٹنگ بھی کر رہے تھے۔

چنکو اور منکو نے بھی شرمیلا جی کو ایک درد بھری کہانی سنا دی اور وہ آبدیدہ ہو گئی تھیں۔ ''تم دونوں آرام سے میرے ساتھ رہو تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ بھلا صاحب آئیں گے تو میں تمہیں مستقل ملازمت دلوا دوں گی۔''

''ہم ظاہر ہو کر نہیں رہ سکتے۔'' منکو نے کہا۔

''کیوں؟''

''جونسن اور پیٹر ہمارے دشمن ہیں وہ ضرور ہمارے خلاف کارروائی کریں گے۔''

''میں کہہ دوں گی تو نہیں کریں گے۔''

''نہیں میڈم ہم آپ کو پریشان نہیں کریں گے ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں یونہی بھٹکتے ہوئے دم توڑ دیں گے۔''

''تم میرے دوست بن چکے ہو میں بور ہوتی ہوں۔ تم سے باتیں کر کے مجھے خوشی ہو گی۔ اچھا یوں کرو تم اس وقت تک رہو جب تک بھلا صاحب نہیں آ جاتے بعد میں، میں سب ٹھیک کر لوں گی۔''

''ہم کہاں چھپیں گے؟'' چنکو نے افسردگی سے کہا اور میڈم کچھ سوچنے لگیں پھر خوش ہو کر بولیں۔

''اس الماری میں، تمہیں کوئی دقت نہ ہو گی۔ کھانا میرے ساتھ کھایا کرنا کچھ دن کی تو بات ہے۔''

''آپ کو پریشانی ہو گی۔''

''بالکل نہیں ہو گی۔ ہم دوست بن چکے ہیں۔'' اور وہ دونوں تیار ہو گئے تھے۔ بہرحال عارضی ٹھکانہ مل گیا تھا الماری بھی میڈم شرمیلا کی تھی اس لئے معمولی نہیں تھی اور پھر ان کی خوراک جس میں صرف بھنے ہوئے ہاتھی کی کمی ہوتی تھی اس میں سے کچھ نکل جانا کوئی خاص بات نہیں تھی۔ چنانچہ دونوں کا کام چل گیا۔ البتہ انہیں اپنی غلط فہمی پر بہت افسوس ہوا تھا پیٹر اور جونسن اب بھی انہیں اچھے آدمی نہیں محسوس ہوتے تھے اور وہ ان کے سامنے آنے

سے ڈرتے تھے کیونکہ بہرحال ان دونوں نے انہیں سرکس میں ضرور دیکھا تھا اور قتل بھی سرکس میں ہی ہوا تھا کون جانے یہی دونوں قاتل ہوں اور انہیں دیکھ کر شبہ کا شکار ہو جائیں البتہ اس انوکھی خواب گاہ کی پہلی رات انہوں نے گفتگو کرتے ہوئے ایک بات پر اطمینان محسوس کیا تھا۔

''یہ لوگ نیاگرا جا رہے ہیں۔''

''ہاں میں بھی یہی کہنا چاہتا تھا شیخا بھی نیاگرا آ گیا ہے اگر ہم یہ وقت کسی طرح گزار دیں تو اسے تلاش کیا جا سکتا ہے۔''

''مسئلہ صرف یہ وقت گزارنے کا ہے۔''

''اسی پر قناعت کرنا ہوگی۔ فی الحال یہ جگہ بری نہیں ہے کوئی مشکل پیش آئی تو دیکھا جائے گا تین دن تک انہیں کوئی مشکل پیش نہیں آئی لیکن چوتھے دن یہاں سے روانگی تھی۔ اس دن وہ خوفزدہ ہو رہے تھے۔ میڈم نے پیشکش کی تھی کہ وہ الماری میں ہی رہیں لیکن الماری کہاں رہے گی یہ نہیں معلوم تھا البتہ روانگی سے پہلے انہوں نے اس ٹرک کا جائزہ لیا تھا جس میں سفر کر کے وہ یہاں پہنچے تھے۔ ٹرک کا سامان اسی طرح تھا اور وہ بکس جوں کا توں تھا جس میں چنکو نے سفر کیا تھا چنانچہ سفر کے لئے اسے ہی محفوظ سمجھا گیا ہے۔ میڈم نے انہیں خوراک اور پانی مہیا کیا تھا اور دونوں نے وعدہ کیا تھا کہ دوران سفر بھی وہ موقع ملتے ہی اس سے ملتے رہیں گے لیکن یہ مشکل ثابت ہوا تھا اس بار سفر مسلسل تھا دن بھر وہ سفر کرتے رہے اور رات کو عارضی انداز میں رک جاتے تھے۔ ٹرک اس طرح دوسروں کے درمیان گھرا رہتا کہ اس سے اترنا ہی ممکن نہ ہوتا تین دن یہ سفر اسی تناسب سے جاری رہا ابتدائی دو دن تو انہوں نے گھسیٹ لئے تھے لیکن تیسرے دن ان کے پاس کھانے پینے کو کچھ نہیں تھا کوئی ایسا موقع بھی نہیں مل سکا تھا کہ کسی طور ان کی یہ مشکل حل ہوتی۔ چوتھی رات وہ بری طرح نڈھال ہو گئے تھے لیکن اس رات انہیں امداد حاصل ہو گئی۔ یہ مدد میڈم شرمیلا نے کی تھی ایک پوٹلی ٹرک میں آ گری تھی اور اس میں کھانے پینے کی اشیاء تھیں۔ پوٹلی گرنے کی آواز ہوئی تھی اور چنکو نے اس آواز پر توجہ دی تھی پھر تلاش کرنے پر انہیں پوٹلی دستیاب ہوئی تھی دونوں کی خوشیوں کا ٹھکانہ نہ رہا۔ یہ اندازہ لگانے میں بھی انہیں مشکل نہ ہوئی کہ یہ امداد کہاں سے حاصل ہوئی ہے ایک بار پھر زندگی بچ گئی تھی ورنہ نہ جانے کیا ہوتا ویسے بھی اس مسلسل سفر سے اعضاء اینٹھ گئے تھے اور وہ بدن میں شدید درد محسوس کر رہے تھے۔

رات گہری تاریک تھی اور چاروں طرف خاموشی طاری تھی۔ چنکو نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔ ''کیا خیال ہے نیچے اتریں۔''

''دیکھ لئے گئے تو......؟''

''احتیاط رکھیں گے۔''

''جاؤ گے کہاں؟''

''بس یونہی کچھ دور تک چہل قدمی کریں گے پھر واپس آ جائیں گے۔''

''سوچ لو کسی مشکل میں نہ پڑ جائیں۔''

''اب کون سی آسان زندگی گزار رہے ہیں آؤ۔'' اور دونوں اپنے ہلکے پھلکے جسموں کے ساتھ نیچے اتر آئے۔ قرب و جوار میں لوگ موجود تھے مگر سو رہے تھے۔ وہ سانس روکے ان کے درمیان سے نکل آئے اور پھر اس گھیرے سے کافی دور آ کر رکے۔

''یہ کمبخت رکے بغیر سفر کر رہے ہیں میرے خیال میں اب نیا نگر جا کر ہی رکیں گے۔''

''ایسا ہی لگتا ہے؟''

''جونہی ہمیں کوئی بستی نظر آئے گی ہم انہیں چھوڑ دیں گے پھر شیتا کی آمد کا انتظار کریں گے۔''

''ہاں شیتا کے آنے کا پتہ تو چل ہی جائے گا ویسے اب تک وہ ہمیں صبر کر چکا ہوگا۔ دفعتہً وہ دونوں خاموش ہو گئے۔ اچانک ہی انہیں چند سائے نظر آئے تھے جو زیادہ دور نہ تھے۔ منکو نے چنکو کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اسے نیچے بٹھا لیا اور وہ دونوں ساکت ہو گئے۔ آنے والے ان سے چند فٹ کے فاصلے پر رک گئے تھے۔ پھر ان میں سے ایک کی آواز ابھری۔

''یہ جگہ درست ہے۔ بیٹھ جاؤ۔'' تقریباً پانچ افراد تھے جو زمین پر بیٹھ گئے جو شخص بولا تھا اس کی آواز انہوں نے پہچان لی تھی وہ جونسن تھا۔ پھر ایک شعلہ سا لپکا غالباً سگریٹ جلائی گئی تھی سگریٹ جلانے والے کا چہرہ انہوں نے پہچان لیا تھا۔ یہ پیٹر تھا۔ جونسن کی آواز ابھری۔

''کام کا وقت آ گیا ہے۔ میں تم لوگوں کو آخری ہدایت دینا چاہتا ہوں۔ غور سے پوری تفصیل سن لو۔ کل پورا دن سفر کرنے کے بعد ہمیں بیاولی ندی کے قریب پہنچ جائیں گے لیکن ہمیں ندی سے کوئی دو میل پہلے کیمپ لگانا ہوگا۔ یہاں ہم شوٹنگ وغیرہ کریں گے اور یہاں سے راون سنگھ کو سگنل دیں گے۔ ندی کے پاس جانا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ ابتدائی چراگاہیں ٹھاکر جگت سنگھ کی ہیں اور اس کے آدمی سرحدوں پر پہرہ دیتے ہیں۔ سگنل کے جواب میں راون سنگھ کے آدمی ہمارے پاس پہنچ جائیں گے اور پھر وہ ہمیں صحیح راستہ بتائیں گے۔ لیکن اصل کام یہ ہے کہ اس کیمپ کو لگانے کے بعد ہم سارا اسلحہ کسی محفوظ جگہ منتقل کر دیں گے کیونکہ اس بات کے امکانات ہیں کہ یہاں پہنچ کر ڈکوں کی تلاشی ہو جائے۔ دوسرا خطرہ بھلا صاحب کا ہے وہ کسی بھی وقت پہنچ سکتے ہیں ان کی آمد سے سارا کھیل بگڑ جائے گا اور ہم اپنا کام نہ کر سکیں گے۔''

''سر بھلا صاحب اگر آڑے آئے تو انہیں ٹھکانے بھی تو لگایا جا سکتا ہے۔'' کسی نے کہا۔

''ہاں اور اس کے بعد تم اپنی باقی عمر انہی پہاڑوں میں گزارو گے۔ زیادہ عقلمند بننے کی کوشش مت کیا کرو۔ ہمیں اسی یونٹ کے ساتھ واپس بھی آنا

ہے اور یہ کام بھلا صاحب ہی آسانی سے کر سکتے ہیں کیونکہ جگت سنگھ سے ان کے گہرے تعلقات ہیں۔''

''اوہ۔ سوری سر......!''

''پریشانی بس یہ ہے کہ بیاولی کے اس راستے پر جگت سنگھ کی آبادی ہے اور چونکہ بھلا صاحب کو اس علاقے میں شوٹنگ کرنی تھی اس لئے ہمیں ادھر سے آنا پڑا۔ ایک اور لمبا راستہ طے کر کے ہم راون سنگھ کے علاقے میں پہنچ سکتے ہیں مگر یہ مجبوری آڑے آ گئی۔ راون سنگھ نے بہر حال اس سے اتفاق کیا ہے اور اس نے ہمیں سہولتیں بہم پہنچانے کا وعدہ کیا ہے۔ یہاں تک تو اسلحہ لانے میں ہمیں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ باقی کام بھی اسی آسانی سے ہونے چاہئیں۔ ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ اصل کام کسی مناسب جگہ کی تلاش اور اسلحہ کا وہاں منتقل کر دینا ہے۔ طریقہ کار وہی ہوگا جو میں بتا چکا ہوں۔ یعنی اس کیمپ کو آگ لگا کر پہلے اسلحہ پوشیدہ کرنے کے لئے جگہ تلاش کی جائے گی اور اس کے بعد شوٹنگ کی تیاریاں کروں گا۔ پورے یونٹ کو میں شوٹنگ کے لوکیشن پر لے جاؤں گا اور پیٹر کے ساتھ تم لوگ اسلحہ منتقل کر دو گے سمجھ گئے۔''

''جی سر۔''

''اب جو سوال کرنا چاہو کر سکتے ہو۔''

''نہیں سر اور کوئی سوال نہیں ہے۔''

''بھلا صاحب کی ہمیں سخت ضرورت ہے کیونکہ واپسی انہیں کے ساتھ ہوگی اس لئے عذاب کو بھی برداشت کرنا پڑ رہا ہے جس کا نام میڈم ہے۔ جانتے ہو کیا کہہ رہی تھی۔''

''کیا۔'' پیٹر نے دلچسپی سے پوچھا۔

''بھلا صاحب اسے اس فلم کی ہیروئن بننے پر مجبور کر رہے تھے مگر وہ راضی نہ ہوئی کیونکہ اسے کیمرے کے سامنے شرم آتی ہے۔'' تمام لوگ ہنس پڑے تھے دفعتہً ان میں سے ایک نے آہستہ سے کہا۔''

''وہ کیا ہے؟''

''کہاں؟'' جونسن چونکتے ہوئے لہجے میں بولا۔

''وہ سر......وہ سامنے!''

''پتھروں کے ٹکڑے ہیں اور کیا ہیں۔''

''سر میں نے ان میں جنبش دیکھی ہے۔'' دوسرے آدمی نے کہا اور جونسن تعجب سے چنکو اور منکو کو دیکھنے لگا۔ وہ دونوں بھی یہ الفاظ سن چکے تھے اور کسی قدر بدحواس ہو گئے تھے۔ دفعتہً جونسن نے ایک طاقتور ٹارچ کی روشنی ان پر ڈالی اور دونوں روشنی میں نہا گئے۔ لیکن انہوں نے دیر نہیں کی اور لمبی چھلانگیں لگائی تھیں۔ جونسن کو البتہ پستول نکالنے میں دیر ہو گئی تھی۔ وہ دھاڑا۔

''خبردار رک جاؤ ورنہ گولی ماردوں گا۔'' اس کے ساتھ ہی اس نے فائر کر دیا تھا۔ وہ جان توڑ کر بھاگ رہے تھے اور چند ہی لمحات میں وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں گاڑیاں وغیرہ کھڑی ہوئی تھیں۔ سب سے آگے انہیں ایک جیپ نظر آئی اور وہ اچھل کر اس میں چڑھ گئے۔ جونسن وغیرہ کو وہ ٹارچ روشن کئے آتے دیکھ رہے تھے۔ یہ لوگ شاید ان کی صحیح سمت کا جائزہ نہ لے پائے تھے۔ چنانچہ آن کی آن میں جیپ کے پاس آ کر دور نکل گئے۔ جب ان کے قدموں کی آواز معدوم ہو گئی تو منکو نے آہستہ سے کہا۔

''اب کیا کریں؟''

''وہ ایک ایک گوشہ چھان ماریں گے۔ ان کے پاس روشنی کا انتظام ہے اور ہمارا ان کی نظروں سے چھپنا مشکل ہو جائے گا۔''

''رات کو بچ گئے تو دن کی روشنی میں نہ بچ سکیں گے۔''

''یقیناً۔''

''پھر؟''

''فرار...... صرف فرار۔ آہ یہ دیکھو جیپ کی اگنیشن میں چابی بھی موجود ہے۔''

''مگر یہ ہماری گاڑی تو نہیں ہے۔ ہم اسے چلائیں گے کیسے...... دیکھو سیٹ پر بیٹھ جاؤ تو سر ڈیش بورڈ سے اوپر نہیں جاتا۔''

''ایک ترکیب ہو سکتی ہے۔''

''کیا؟'' منکو نے پوچھا۔

''تم ایکسیلیٹر سنبھالو۔ میں سیٹ پر بیٹھ کر اسٹیئرنگ سنبھالے لیتا ہوں۔ تم پوری قوت سے ایکسیلیٹر دبائے رکھو باقی کام میں سنبھال لوں گا۔''

''ہاں ممکن ہے۔''

''ہم ایسے گاڑی چلا چکے ہیں یاد نہیں؟''

''ہاں مگر وہ سرکس کے پنڈال کی بات ہے۔''

''زندگی بچانے کے لئے یہ کوشش ضروری ہے دیر نہ کرو......'' چنگو نے کہا اور دونوں تیار ہو گئے۔ چنگو سیٹ کی پشت پر جم گیا اور منگو نیچے بیٹھ گیا۔ پھر اچانک ہی رات کے سناٹے میں سیلف کی آواز ابھری اور جیپ اسٹارٹ ہو گئی۔ کافی فاصلے پر کچھ آوازیں سنائی دی تھیں اور وہ لوگ اس طرف دوڑ پڑے تھے۔

❀❀❀

اکبر شاہ اور رؤف پاشا اس وقت رنگ میں نہ تھے۔ دونوں پنڈال میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں اسے تلاش کر رہے تھے۔ غلام شاہ اپنی جگہ موجود تھا اور بلال جاہ اس کے پاس تھا۔ غلام شاہ کے چہرے پر پریشانی کے آثار تھے بلال جاہ نے اس کی وجہ پوچھی تو وہ بولا۔

''پریسانی کچھ جیادہ ہی ہو گئی رہے ہتوا۔ کچھ سمجھ ماں نہ آت ہے چنک منک سسراتے پودنے ناہیں رہیں کہ کوئی ان کا مارے گیر کید کر لے کھود بھاگے تو کا ہے۔ اے ہی بات سمجھ ماں نا آوے۔ اور اودوسرا بھائی تو کہہ دئی کہ...... کہ...... اب پولیس اوکا پکڑ لئی ہے مار لگائی ہی دل دکھ رہا ہے سسر کے لئے۔ پر کا کریں بھائی گلتی تیری ہے۔''

اکبر شاہ نے اسے دیکھ لیا اور سرگوشی کے انداز میں بولا۔''وہ رہا......!'' رؤف پاشا نے تصدیق کر دی تھی۔ ''انسپکٹر کو اطلاع دے دیں......؟ اکبر شاہ نے کہا۔

''اگر اس نے مداخلت کی تو شو بگڑ جائے گا۔''

''شو سنبھال لیں گے مگر اس کا گرفتار ہونا ضروری ہے۔'' اکبر شاہ نے کہا اور سادہ لباس میں ملبوس انسپکٹر کے پاس پہنچ گیا۔

''جی شاہ صاحب۔''

''نیلے رنگ کی شرٹ اور گرے پتلون والا۔ دوسری رو کے آخری حصے میں بیٹھا ہوا ہے۔''

''ہاں......وہی ہے......''

''بالکل وہی ہے۔''

''اوکے...... آپ اندر جائیں!'' انسپکٹر نے کہا اور پھر احتیاط سے اس نے چار سادہ لباس والے مسلح آدمی اس کی طرف روانہ کر دیئے۔ وہ اپنے برابر والے شخص سے کہہ رہا تھا۔''

''آپ نے یہ سرکس اس سے پہلے دیکھا ہے۔''

پریشان کرنے اور بغیر اجازت مجرمانہ طور پر سرکس میں داخل ہونے کے الزام میں گرفتار کیا جاتا ہے۔ ہتھکڑیاں ڈال دو......!''

شارق ایک لمحے کے لئے سنجیدہ ہوا پھر مسکرا دیا۔ ''شیبا سے مل سکتا ہوں انسپکٹر صاحب۔''

''اس وقت ممکن نہیں ہے۔''

''بعد میں ممکن ہو سکے گا؟''

''ہاں کیوں نہیں۔ انہوں نے آپ پر الزام لگایا ہے انہیں تھانے آ کر اس الزام کی تصدیق کرنا ہوگی۔''

''چلئے۔'' وہ آگے بڑھتا ہوا بولا۔

''ہتھکڑیاں ضروری ہیں۔'' انسپکٹر نے کہا۔

''رہنے دیجئے۔ میں کوئی گڑبڑ نہیں کروں گا۔'' اس نے کہا۔

''آپ گڑبڑ کر رہے ہیں۔ ہتھکڑیاں پہن لیجئے۔'' انسپکٹر نے سرد لہجے میں کہا۔

''بلاوجہ ضد کر رہے ہیں۔ آپ کی مرضی۔'' اس نے دونوں ہاتھ آگے بڑھا دیئے اور انسپکٹر کے اشارے پر اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں۔ انسپکٹر اسے لے کر اپنی جیپ کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔

''خاں صاحب کو اطلاع دیتے ہوئے تھانے آ جاؤ۔'' یہ الفاظ شاید اس نے اپنے ایک ساتھی سے کہے تھے۔ شارق زمان خاموشی سے جیپ میں آ بیٹھا۔ انسپکٹر بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا اور جیپ چل پڑی۔ انسپکٹر اس کے تعاون سے متاثر ہو گیا تھا۔ اس نے کہا۔

''سرکس کے مالک کے الزامات درست ہیں مسٹر شارق......؟''

''الزامات......'' وہ گہری سانس لے کر بولا۔ پھر اس نے کہا۔ ''آپ سے ایک سوال پوچھوں انسپکٹر۔''

''پوچھئے۔''

''سرکس شو بزنس کا شعبہ ہے۔ کسی فنکار کو عقیدت کے طور پر پھول پیش کرنا جرم ہے......؟''

''میرے خیال میں نہیں۔'' انسپکٹر نے جواب دیا۔

''اس کے علاوہ۔ سرکس کے فنکار اپنے اپنے آئٹم پیش کرتے ہیں۔ میرے اندر بھی ایک فنکار تڑپ رہا ہے جو کارکردگی یہ لوگ دکھاتے ہیں میں بھی وہی پیش کر سکتا ہوں اگر میں اس کا اظہار کر کے نوکری مانگوں تو یہ جرم ہے......؟''

''نوکری کے حصول کی کوشش تو جرم نہیں ہے۔''

''بس یہی دو جرم میں نے کئے ہیں۔''

''آپ بغیر اجازت سرکس میں داخل ہوئے تھے......؟''

''نہیں...... میں نے چوکیدار سے اجازت لی تھی۔''

''گویا یہ الزام جھوٹا ہے۔''

''جھوٹا نہیں ہے۔ اس لئے کہ چوکیداروں نے اجازت نہیں دی تھی۔''

''پھر......؟''

''بس میں ان کے آگے تھا اور وہ میرے پیچھے۔'' اس نے کہا اور انسپکٹر بے اختیار مسکرا پڑا۔

''سگریٹ پئیں گے آپ۔'' اس نے جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر انسپکٹر کو پیش کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں شکریہ...... میں نہیں پیتا۔'' انسپکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسے یہ نوجوان کافی دلچسپ محسوس ہوا تھا۔ شارق نے ایک سگریٹ نکال کر ہونٹوں میں دبایا اور پھر ماچس سے اسے سلگانے لگا۔ انسپکٹر بدستور مسکرا رہا تھا۔ لیکن اچانک ہی اسے ایک سنسنی خیز احساس ہوا۔ وہ آزادی سے سگریٹ پی رہا تھا اور ہتھکڑیاں...... اس نے حیرت سے دیکھا۔ ہتھکڑیوں کا جوڑا اس کی گود میں رکھا ہوا تھا......!

انسپکٹر ششدر رہ گیا۔ اسے یقین تھا کہ کانسٹیبل نے شارق کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنائی تھیں لیکن اب وہ اس کے ہاتھوں کے بجائے گود میں رکھی ہوئی تھیں۔ انسپکٹر نے بڑی پھرتی سے پستول نکال کر ہاتھ میں لیا اور اس کی نال شارق کی کنپٹی پر رکھ دی۔ پھر دوسرے ہاتھ سے اس کی انگلیوں میں دبا سگریٹ چھین لیا۔ وہ حیرت سے انسپکٹر کو دیکھنے لگا پھر بولا۔

''کمال ہے انسپکٹر صاحب! میں نے تو خود آپ کو سگریٹ پیش کیا تھا پھر اس ڈاکہ زنی کی ضرورت کیوں پیش آ گئی۔''

''کیا کرنا چاہتے تھے تم!'' انسپکٹر غرایا۔

''میں نے سگریٹ کے صرف چھ کش لئے ہیں۔'' شارق نے کہا۔

''ہاں...... پھر......؟''

''ساتواں کش لینا چاہتا تھا'' وہ بے چارگی سے بولا۔

''پیارے لعل گاڑی روکو اور تم نے کوئی جنبش کی تو میں بے دریغ گولی ماردوں گا۔''

''بلا وجہ اتنے اچھے تعلقات خراب کر رہے ہو انسپکٹر آخر اچانک کیا ہو گیا۔'' شارق بڑبڑایا اسی اثناء میں گاڑی رک گئی تھی۔ انسپکٹر نے دوسرے کانسٹیبل سے کہا۔

''ہتھکڑیاں اس کے ہاتھوں میں پہناؤ، چابی میرے جیب میں ہے۔'' اور کانسٹیبل بھی بوکھلا گئے کیونکہ انہوں نے خود اسے ہتھکڑیوں سمیت جیپ میں بٹھایا تھا۔ بہرحال اسے دوبارہ ہتھکڑیاں پہنا دی گئیں اور انسپکٹر اس کی نگرانی کرتا رہا۔ شارق برا سا منہ بنا کر خاموش ہو گیا تھا۔ پھر دوبارہ ایسی کوئی حرکت نہ ہوئی تھانے لا کر اسے لاک اپ میں ڈال دیا گیا تھا۔ شارق نے اس پر بھی تعرض نہ کیا۔ وہ لاک اپ کے ایک گوشے میں جا بیٹھا تھا۔

ادھر ارشاد خاں نے اس کی گرفتاری کے بعد غلام شاہ سے ملاقات کی اور مسکرا کر گردن خم کرتے ہوئے کہا۔ ''اور کوئی حکم دیں شاہ صاحب وہ گرفتار ہو چکا ہے۔''

''تیرا شکریہ بھائی پر ایک بات کہتی ہے بیرا، مار وارنہ لگائی ہے او کا کو تو ماں کا پوت ہے اور بھی۔'' غلام شاہ نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''ویسے کوئی الزام لگانا پڑے گا اس پر تاکہ کچھ عرصہ کی سزا دی جا سکے۔ کوئی چیز چرائی تو نہیں اس نے؟''

''ارے نا بھائی...... کیسی باتیں کرے ہے۔ جبر جستی او کا چور بتائے رہے۔ تے اپنا یار رہے تو اتی بات بھی کہدی تو سے۔ ہم دوئی چار روج ماں منڈوا اٹھائی دے یہاں سے جیسے ہی ہم جائیں تو او کا چھوڑ دے۔ ہماری دشمنی نا ہے اس سے بس سر بات نا مانی رہے بیرا جو کوئی بھی ہے انسان تو ہے۔''

''شیخا میں ایک بات اور سوچ رہا تھا۔''

''سوچ......!'' غلام شاہ گہری سانس بھر کر بولا۔

''آ کر اس طرح تم تک آنے کی کوئی وجہ ضرور ہو گی۔ وہ بار بار ایسی کوشش کیوں کرتا تھا میرے دل میں ایک اور شبہ جاگ رہا ہے کہیں ان دونوں آدمیوں کی گمشدگی میں اس کا ہاتھ تو نہیں ہے۔''

''ایں......؟'' شیخا اچھل پڑا۔ اکبر شاہ بھی چونک پڑا تھا۔ غلام شاہ چند لمحات خاموش رہا پھر اس نے کہا۔ ''مگر او...... او کا ہے ایسا کرے۔ او......''

اکبر شاہ کے چہرے پر بھی تجسس جاگ اٹھا تھا۔ ''ہو سکتا ہے خاں صاحب، ہو سکتا ہے۔''

''اگر ایسا ہوئی رہے تو۔ تو ٹھیک نا ہے۔ پھر او کا نا چھوڑی ہے ہم۔ مگر او ایسا کا ہے کرے۔ ارے بھیا ارساد کھان تو او سے جرور معلوم کر۔'' غلام شاہ الجھ

گیا تھا۔

''آپ فکر نہ کریں شاہ صاحب۔ آپ نے پولیس کی مدد کی ہے بڑے افسر آپ کی مدد کریں گے۔ اسے بتانا پڑے گا کہ آپ کے آدمی کہاں ہیں۔ اگر فرصت مل سکے تو آپ کل صبح دس بجے تھانے آجائیں۔ میں کانسٹیبل بھیج دوں گا آپ کے پاس۔ آپ کی موجودگی میں ہم اس سے معلوم کریں گے۔''

''آجائی ہے۔'' غلام شاہ نے مدھم لہجے میں کہا۔ مگر نہ جانے کیوں اس رات وہ سو نہ سکا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بار بار اس کا چہرہ آجاتا تھا۔ زندگی سے بھرپور، شرارت سے مسکراتا ہوا چہرہ۔ دوسری صبح وہ عام دنوں سے پہلے اٹھ گیا تھا اور کچھ بے چین نظر آتا تھا۔ پہلے سونی سے ہی ملاقات ہوئی تھی۔

''ارے او سنوریا۔ چاپی لی کا......؟''

''ابھی نہیں شیخا۔ لاؤں تمہارے لئے......؟''

''لے آ بیٹا۔ ہم منڈوے ماں بیٹھے رہیں۔'' غلام شاہ نے کہا اور سونیا چلی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ چائے لے کر آئی تو غلام شاہ گردن جھکائے بیٹھا تھا۔

''کیا بات ہے شیخا۔ پریشان ہو۔''

''ہاں بیٹا نیند نہ آئی رہے رات بھر۔''

''چنکو منکو کے لئے پریشان ہو؟''

''ہاں نہ جانے سسر کدھر جائی مرے۔ ارے پکڑ لیا تھا کو نے تو اتا تا ہوئی رہے ان سے کہ نکل آت۔ اتے بودے تو نا ہیں رہے وہ!''

''یہ تو ٹھیک ہے شیخا۔ انہیں پکڑے رکھنا آسان نہیں۔''

''اس سسر نے بھی کھوپڑیا تھمائی رہے۔''

''کس نے......؟''

''ارے اوکی حرام کھور بتائی رہے سارک سارک تو کا معلوم رہے ناکھان ارسادنی اوکا گرپھتار کرلئی رہے۔''

''ہاں مجھے معلوم ہے۔ مگر اس کا اب کیا قصہ ہے......؟''

''تو پولیس کو نا جانے بیٹا۔ مار مار کراوکی ہڈیاں توڑ دے گی۔ ویسے لونڈا ابڑھیا تھا۔ بڑا اپھرتیلا۔ کیلے ہی کا نار ہے اور ہم کیبلے کی ریت نا توڑ سکت۔ سب راکھیل بگڑ جائی ہے۔''

''اتنا نرم دل ہونا بھی اچھی بات نہیں ہے شیخا۔ اس نے یہ حرکتیں کیوں کی تھیں کوئی نقصان بھی پہنچا سکتا تھا وہ ہمیں۔'' سونیا نے اس کی باتیں یاد کر کے

کہا۔ اس نے کسی کو یہ نہیں بتایا تھا کہ ایک رات وہ اس کے خیمے میں بھی آ گیا تھا۔

''اری بٹیا، جناور اور انسان ماں فرک ہوئے ہے اور پھر او تو سسر کے لئے دل دیکھے ہے اور وہ بھیا ارساد کھاں۔ او اسے چور او بنائی دے رہیں۔ ہونہہ۔ ای اکبر نا جاگا کا......؟'' غلام شاہ نے کہا۔

''جگاؤں؟'' سونیا نے پوچھا۔

''نا۔ سونے دے۔ ابھی سونے دے۔ ای گھوڑے کا ہے بے چین رہیں آ جرا دیکھیں!'' غلام شاہ وہیل چیئر دھکیلتا ہوا منڈوے سے باہر نکل آیا۔

❀❀❀

خان ارشاد خان غلام شاہ سے بہت متاثر تھا اس لئے صبح دس بجے اس نے کانسٹیبل کو سرکس بھیجنے کے بجائے خود ہی ادھر کا رخ کر لیا تھا۔ اکبر شاہ اور غلام شاہ انتظار ہی کر رہے تھے۔

''آیئے شاہ صاحب کسی کانسٹیبل کے ذریعے آپ کو بلانا آپ کے شایان شان نہیں سمجھا میں خود ہی آپ کو لینے آ گیا۔''

''تیری مہربانی بھائی۔'' غلام شاہ نے کہا اور پھر اکبر شاہ کے ساتھ ارشاد خاں کی پولیس جیپ میں آ بیٹھا۔ راستے میں اس نے کہا۔ ''چنگ منک کے بارے ماں بات ہوئی او سے؟''

''نہیں شاہ صاحب۔ اسے لاک اپ کر دیا ہے میں ابھی وہاں نہیں گیا۔ اب آپ کے ساتھ چل رہا ہوں۔'' ارشاد خان نے کہا اور غلام شاہ خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ تھانے پہنچ گئے تھے۔ انسپکٹر موجود تھا اس نے ان لوگوں کا استقبال کیا۔

''کیا حال ہے اس کا۔ کچھ پوچھ گچھ تو نہیں کی تم نے۔'' ارشاد خاں نے انسپکٹر سے پوچھا۔

''جناب عالی۔ میں اس شخص کے سلسلے میں سخت پریشان ہوں۔ میری درخواست ہے کہ اسے ہیڈ کوارٹر یا جیل بھیج دیا جائے۔''

''کیوں، کیا بات ہے......؟''

''کانسٹیبل اس سے خوفزدہ ہو گئے ہیں۔ آپ یقین کریں اس کی حرکتیں غیر انسانی ہیں۔''

''کیا یہ میری بات کا جواب ہے؟'' ارشاد خاں نے سخت لہجے میں کہا۔

''سوری سر۔ دماغ چکرایا ہوا ہے۔ کل جب میں اسے لے کر جیپ میں آ رہا تھا تو میری نگرانی میں اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالی گئی تھیں۔ چابی

میں نے کانسٹیبل سے لے کر اپنی جیب میں رکھی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر سگریٹ جلالی مجھے احساس ہوا تو میں نے چونک کر دیکھا ہتھکڑیاں اس کی گود میں رکھی ہوئی تھیں اور بند تھیں۔ اس نے پہلے بھی کہا تھا کہ وہ کوئی گڑبڑ نہیں کرے گا اسے ہتھکڑیاں نہ پہنائی جائیں۔ بہرحال میں نے اسے دوبارہ ہتھکڑیاں پہنادیں اور پھر یہاں لا کر لاک اپ میں بند کر دیا۔ رات کو اس کا جائزہ لے کر میں چلا گیا تھا۔ صبح ساڑھے سات بجے میرے اے ایس آئی نے مجھے گھبرائے ہوئے انداز میں فون کیا کہ ملزم لاک اپ سے غائب ہے اور لاک اپ کا تالا کھلا ہوا ہے۔ میں یہاں پہنچا تو کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ چابیاں رات کے سنتری کے پاس موجود تھیں لیکن تالا باقاعدہ کھلا ہوا تھا۔ میں خود بھی پریشان ہو گیا اور اس کے بعد اس کی تلاش میں مصروف ہو گیا نو بجے کے قریب ایک سنتری اتفاق سے لاک اپ کے سامنے سے گزرا تو اس نے اسے لاک اپ میں دیکھا۔ تالا بند تھا اور وہ اندر موجود تھا۔ اگر بات صرف دوسروں کی ہوتی تو میں اسے کہانی سمجھتا لیکن میں نے خود لاک اپ کا معائنہ کیا تھا۔ سنتری کی رپورٹ پر میں لاک اپ کے سامنے پہنچا تو وہ مجھے شکایت کرنے لگا کہ اسے چائے وغیرہ بھی نہیں دی گئی ہے۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ کہاں غائب ہو گیا تھا تو اس نے کہا کہ لاک اپ میں اسے مچھر کاٹ رہے تھے اس لئے وہ آرمز روم میں جا کر سو گیا تھا۔ آرمز روم میں دو کمبلوں کا بستر موجود تھا اور پنکھا کھلا ہوا تھا۔ بہرحال میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ لاک اپ سے کیسے نکلا تو وہ مسکرا کر بولا ''میں فنکار ہوں۔ غلام شاہ مجھے اپنی سرکس میں شامل نہ کر کے ایک بہترین فنکار کے ساتھ ناانصافی کر رہا ہے۔ ایسے بے شمار کھیل مجھے آتے ہیں۔ اس نے کہا کہ وہ چاہتا تو بھاگ سکتا تھا مگر اس نے قانون سے تعاون کیا ہے اور ہمیشہ کرتا رہے گا کیونکہ وہ صرف فنکار ہے مجرم نہیں۔''

غلام شاہ، اکبر شاہ اور ارشاد خان کا منہ حیرت سے کھلا ہوا تھا۔

''یہ کیسے ممکن ہے۔'' ارشاد خاں نے کہا۔

''آپ کسی سے تصدیق کر سکتے ہیں۔ میں نے دو سنتری لاک اپ کے سامنے کھڑے کر دیئے ہیں۔''

''چھلاوہ رہے کا سر......؟'' غلام شاہ بولا۔

''اسے ناشتہ دیا......؟'' ارشاد خاں نے پوچھا۔

''دے دیا سر......!''

''جاؤ احتیاط سے لے آؤ......!'' ارشاد خان نے حکم دیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ ہتھکڑیوں کے ساتھ انسپکٹر کے دفتر میں حاضر ہو گیا۔

جاری ہے......

''اولگوادیں ہتھکڑیاں شیتا۔ خوش ہو گئے افسوس ہوگا ایک دن۔ ارے تمہارے اپنے ہیں شیتا۔ تمہاری سرکس کے ایک رکن!''

''تم بہت چالباز ہو، ہتھکڑیاں کھول لیتے ہو، لاک اپ سے نکل جاتے ہو۔ یہ نہیں جانتے کہ میں تمہاری ٹانگیں تڑوا سکتا ہوں۔'' ارشاد خاں نے کہا اور وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

''ہم تو اس سے زیادہ بھی بہت کچھ کر سکتے ہیں پولیس آفیسر ہمیں اس کے لئے مجبور کبھی نہ کرنا۔ ہم سچ بول کر زندگی گزارنے کے قائل ہیں۔ مجرم مت بنا دینا ہمیں۔ ہم جرم نہیں کرنا چاہتے اور جہاں تک ٹانگیں تڑوانے کی بات ہے تو تمہیں اس کا اختیار نہیں ہے اور یہ جملے تمہارا جرم تصور کئے جائیں گے اور دوسری بار تمہارے لئے یہ الفاظ ناقابل معافی ہوں گے سمجھے......؟'' اس کا لہجہ بدل گیا اور عجیب لہجہ تھا، نہ جانے کیوں ارشاد خان کی زبان بھی نہ کھل سکی تھی حالانکہ اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔ غلام شاہ عجیب سی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

ارشاد خاں پھنسے پھنسے لہجے میں بولا...... ''تم نے سرکس کے دو آدمیوں کو اغواء کیا ہے۔ کہاں رکھا ہے ان دونوں کو تم نے اور کیوں اغواء کیا ہے انہیں۔''

''کیا......؟'' وہ حیرت سے بولا۔ اسے چنگ منگ کے بارے میں تفصیل بتائی گئی تو وہ بولا۔

''اس سرکس کے ایک ایک رکن کو میں اپنا ساتھی سمجھتا ہوں۔ انہیں کوئی نقصان پہنچانے کا تصور نہیں کر سکتا۔ انہیں تلاش کرو افسر غلط فہمی کا شکار نہ ہو۔ میں نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی اور نہ ہی ایسی کوئی وجہ تھی۔ شیتا مجھے تمہاری سرکس سے محبت ہے زندگی میں اسے نقصان کبھی نہ پہنچاؤں گا یاد رکھنا......!''

''چرب زبانی سے کام لے رہے ہو۔ آپ فکر نہ کریں شاہ صاحب ہمارا واسطہ اس سے زیادہ چالباز مجرموں سے پڑتا ہے بہت جلد آپ کو ساری حقیقتوں کا علم ہو جائے گا۔ انسپکٹر اس کے پیروں میں بیڑیاں ڈلوا دو۔ میں اسے جیل بھجوانے کے انتظامات کرتا ہوں۔ آیئے شاہ صاحب میں آپ کو سرکس پہنچا دوں۔'' ارشاد خاں اٹھ گیا۔

❁❁❁

اس سے زیادہ حیرت ناک ڈرائیونگ کبھی نہ کی گئی ہوگی۔ ڈرائیور دو پارٹس میں تھے۔ منکو جلدی جلدی گیئر بدل کر ایکسیلیٹر پر دباؤ بڑھاتا تھا اور چنکو سیٹ کے اوپر بیٹھا مضبوطی سے اسٹیئرنگ سنبھالے ہوئے تھا۔ میدانی علاقہ تھا اور میدان بھی ناہموار نہیں تھا اس لئے کوئی خطرناک لمحہ نہ آیا اور یہ لوگ آن کی آن میں کیمپ سے دور نکل آئے۔ نہ جانے کیوں پیٹر اور جونسن نے گاڑیوں میں بیٹھ کر ان کا تعاقب نہیں کیا۔ چنکو بار بار عقب میں نگاہیں دوڑا رہا تھا لیکن اسے کوئی گاڑی پیچھے آتی نظر نہ آئی۔ تاہم اس نے منکو کو رفتار سست کرنے کے لئے نہ کہا۔ یہ صرف سرکس کی مہارت تھی ورنہ کسی

چھوڑے موٹے اور جانے پہچانے علاقے میں سرکس دکھایا جاسکتا تھا طویل اور انجانے راستوں پر نہیں۔ لیکن جوں جوں وہ آگے بڑھ رہے تھے راستہ بہتر سے بہتر ہوتا جا رہا تھا۔ چنکو نے بڑی مہارت سے یہ سفر جاری رکھا اور وہ ہر موڑ کاٹ رہا تھا اور ہر رکاوٹ سے گاڑی بچا رہا تھا منکو نے بھی جسم کو سادھ رکھا تھا اور ہر موڑ پر اپنے بدن کی لچک سے کام لے رہا تھا۔

''اب رفتار سست کر دو۔'' بہت دیر کے بعد چنکو نے کہا۔

''کوئی پیچھے تو نہیں ہے؟''

''نہیں۔'' رفتار سست ہو گئی لیکن ان کا سفر جاری تھا۔ البتہ اب وہ ہیجان ختم ہو گیا تھا اور وہ کسی قدر پرسکون ہو گئے تھے۔

''سوال یہ ہے کہ جائیں کہاں؟'' منکو بولا۔

''کہیں بھی اب دوبارہ اس کیمپ کا رخ تو نہیں کر سکتے۔''

''تم نے ان لوگوں کی باتیں سنی تھیں؟''

''ہاں وہ اسلحے کے اسمگلر ہیں۔''

''اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ سرکس میں وہ قتل انہوں نے ہی کیا تھا۔ گویا ہمارا اندازہ غلط نہیں تھا۔''

''مگر اب وہ ان اندازوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ ہم کہاں ہیں آگے کیا ہے اس کے بارے میں ہمیں کچھ نہیں معلوم۔''

''آہ کاش کوئی آبادی مل جائے۔'' چنکو حسرت سے بولا پھر چونک کر کہنے لگا۔ ''لیکن ہمارا چلتے رہنا ضروری ہے ہو سکتا ہے دن کی روشنی میں وہ ہمیں تلاش کریں۔ حالانکہ انہیں ہمارے بارے میں کچھ معلومات نہیں ہیں۔ تاہم انہوں نے دیکھ لیا ہے۔'' دونوں باتیں کرتے رہے لیکن جیپ رکی نہیں تھی اور یہ سفر ساری رات ہی جاری رہا تھا۔ پھر صبح کی روشنی نمودار ہو گئی اور اس وقت جیپ کو جھٹکے لگنے شروع ہو گئے۔ منکو نے ایکسیلیٹر پر سے پاؤں ہٹا کر گیئر نیوٹرل کر لیا اور جیپ کا انجن بند ہو گیا۔

''پیٹرول ختم۔''

''اور بدنصیبی کا آغاز۔ اور دور دور تک کسی بستی کا نشان نہیں ہے۔'' دونوں جیپ سے نیچے اتر آئے اور اطراف کے ماحول کا جائزہ لینے لگے۔ لق و دق میدان پھیلے ہوئے تھے جن کے اختتام پر سربلند پہاڑ نظر آ رہے تھے۔ راستہ باقاعدہ نہ تھا لیکن اس پر کہیں کہیں گاڑیوں کے نشانات موجود تھے۔ کہیں کہیں درختوں کے جھنڈ بھی موجود تھے لیکن یہ خودرو درخت تھے اور ان سے کوئی فائدہ نہیں حاصل ہو سکتا تھا۔ ہاں میدانی سلسلے کے اختتامی حصے میں

انہیں کھجور اور ناریل کے درخت بھی نظر آنے لگے تھے لیکن وہاں تک کا فاصلہ میلوں کا تھا۔

دفعتہً چنکو اچھل پڑا۔ چاروں طرف کا جائزہ لینے کے بعد اس کی نگاہ جیپ کے پچھلے حصے پر پڑی تھی اور یہاں اسے پیٹرول کے دو بیرل بند نظر آئے تھے وہ جلدی سے ان کے قریب پہنچا اور ان کا اندازہ لگانے لگا پھر اس نے مسرور لہجے میں کہا۔

''منکو پیٹرول تو موجود ہے۔'' پیٹرول جیپ کی ٹنکی میں منتقل کرنے کے لئے انہیں شدید مشقت کا سامنا کرنا پڑا تھا کیونکہ بیرل کا وزن ان کی جسمانی قوت سے کہیں زیادہ تھا۔ بہرحال اس انتھک جدوجہد نے انہیں کامیاب کر دیا پھر پیٹرول ڈسٹری بیوٹر میں آنے کا انتظار کرنا پڑا۔ بالآخر جیپ دوبارہ اسٹارٹ ہوگئی۔ دونوں نے باہمی مشورے سے اسے درختوں کے اس جھنڈ کی طرف لے جانے کا فیصلہ کیا جو ناریل اور کھجور کے درختوں کا تھا۔ وسیع و عریض میدان عبور کرتے کرتے سورج پوری طرح چمک اٹھا تھا۔ چمکتے ہوئے سورج کی روشنی میں انہوں نے ایک موجیں مارتے ہوئے پہاڑی دریا کو بھی دیکھ لیا تھا جس پر پرندے پرواز کر رہے تھے۔ درختوں کا جھنڈ دریا سے کافی فاصلے پر تھا اور انہیں اس وقت وہیں پہنچنا تھا۔ اس کوشش میں انہیں کامیابی حاصل ہوگئی۔ چاروں طرف اونچی اونچی پہاڑی چٹانیں اور ٹیلے بکھرے ہوئے تھے۔ لیکن ابھی انہوں نے جیپ کسی مناسب جگہ روکی بھی نہ تھی کہ دفعتہً ایک ہولناک آواز سے ان کے اعصاب کشیدہ ہوگئے۔ رائفل کی آواز تھی اور گولی چنکو کے سر کے پاس سنسناتی ہوئی نکل گئی تھی۔ منکو نے بریک پر دباؤ ڈالا ابھی صورت حال کا کوئی اندازہ بھی نہ ہو سکا تھا کہ انہیں بالکل سامنے سے دو گھوڑے آتے نظر آئے جن پر سوار موجود تھے اور ان میں سے ایک نے گولی چلائی تھی۔ گھڑسواروں نے انہیں دیکھ لیا تھا ابھی یہ اعصابی جھٹکے سے سنبھل بھی نہ پائے تھے کہ دوسرا فائر ہوا اور چنکو نے بے اختیار نیچے چھلانگ لگا دی۔ بلاشبہ اس چھلانگ نے اس کی زندگی بچا دی ورنہ اس بار نشانہ غلط نہ تھا۔ وہ جیپ سے نیچے اترتے ہی بری طرح بھاگا اور گھڑسوار ان کی طرف دوڑ پڑے۔ چنکو اپنے ننھے سے قد کی وجہ سے انہیں نظر نہ آیا تھا پھر جب وہ جیپ سے دوسری طرف پہنچے تو انہیں کوئی نہیں ملا کیونکہ چنکو کو ایک ٹیلے کی آڑ مل گئی تھی اور ٹیلہ بھی انسان قد سے اونچا نہیں تھا اس لئے وہ اسے بے تحاشہ دوڑتے نہ دیکھ سکے تھے۔ چنانچہ انہوں نے گھوڑے روکے اور گردن اٹھا اٹھا کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ عجیب سے لوگ تھے۔ دیہاتی لباس پہنے ہوئے سر پر پگڑیاں بندھی ہوئی لیکن تومند اور خونخوار نظر آتے تھے۔ جب وہ اس ٹیلے کے دوسری طرف پہنچے تو وہاں بھی انہیں کوئی نظر نہ آیا۔ اس دوران منکو صورتحال کی نزاکت بھانپ کر سیٹ کے نیچے رینگ گیا تھا جیپ اس نے اسٹارٹ ہی چھوڑ دی تھی دونوں گھڑسوار چند لمحے پر تجسس نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھتے رہے۔ پھر جیپ کی طرف پلٹ آئے انہوں نے جیپ میں جھانکا پھر ان میں سے ایک بولا۔

''کون تھا وہ۔ تلاش کرو۔'' دونوں نے گھوڑوں کا رخ بدلا اور دوسری سمت چل پڑے۔ چنکو صورتحال کا اندازہ لگا رہا تھا جب وہ کچھ دور نکل گئے تو

اس نے سیٹ کے نیچے سے نکل کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر ان کی توجہ چنکو کی طرف سے ہٹانے کے لئے اس نے جیپ دوبارہ سنبھال لی اور اسے گیئر میں ڈال کر آگے بڑھا دیا۔

گھڑسوار زیادہ دور نہ گئے تھے وہ برق رفتاری سے پلٹے اور جیپ کی طرف دوڑے لیکن جب ان کی نظر جیپ پر پڑی تو دونوں نے لگامیں کھینچ لیں دونوں میں سے ایک نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ ''خود بخود...... خود بخود۔''

''اسٹیئرنگ پر کوئی نہیں ہے۔'' دوسرا بولا۔ اس اثناء میں جیپ دور نکل گئی تھی لیکن چونکہ منکو کو کچھ نظر نہیں آ رہا تھا اس لئے جیپ اطمینان سے ایک درخت سے ٹکرا کر رک گئی منکو نے خود کو سنبھال کر نیچے چھلانگ لگا دی تھی لیکن گھڑسوار نہ جانے کیوں آگے نہیں بڑھے تھے۔ چند لمحات وہ اپنی جگہ کھڑے کچھ باتیں کرتے رہے اور پھر انہوں نے گھوڑوں کے رخ بدل کر انہیں برق رفتاری سے دوڑا دیا۔

ایک بار پھر جان بچ گئی تھی۔ نہ جانے کون لوگ تھے۔ منکو نے ان کے دور نکل جانے کے بعد منہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر طوطے کی تیز آواز نکالی اور اسے فوراً ہی جواب ملا۔ پھر چند منٹ کے بعد چنکو اس کے پاس پہنچ گیا۔ خوف کے مارے دونوں کی حالت خراب تھی۔ ''نئی مصیبت۔ نہ جانے کون لوگ ہیں۔''

''یہ ہمیں نظرانداز نہیں کریں گے۔''

''پھر کیا کیا جائے؟''

''جیپ میں چھپنے کی کوئی جگہ تلاش کی جائے۔''

''او وہ مصیبت آ جائے گی۔''

''درخت......''

''ہاں ان پر جان بچ سکتی ہے۔'' دونوں نے اطراف میں پھیلے ہوئے درختوں کا جائزہ لیا اور پھر دو گھنے درخت منتخب کر کے ان پر چڑھ گئے۔ دونوں کھجوروں کے درخت تھے۔ جیپ ان سے زیادہ دور نہیں تھی۔ کافی دیر گزر گئی اور پھر کھجوروں کی خوشبو نے انہیں اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ وہ پہنچ سے دور نہ تھیں چنانچہ دونوں تن بہ تقدیر پیٹ کی آگ بجھانے لگے ان کا اندازہ درست تھا۔ اس مرتبہ گھڑسواروں کی تعداد دس کے قریب تھی اور ایک قوی ہیکل شخص ان میں نمایاں تھا۔ اب کے سب مسلح تھے اور تیز رفتاری سے اس طرف آ رہے تھے منکو نے چنکو کو خطرے سے آگاہ کیا اور دونوں نے حتی الامکان پتوں میں چھپ کر دم سادھ لئے۔ گھڑسوار جیپ کے پاس پہنچ گئے تھے۔ قوی ہیکل شخص گھوڑے سے نیچے کود گیا اور پھر وہ جیپ کی تلاشی لینے

لگا اس نے جیپ کے سامان پر غور کیا اور پھر پر خیال انداز میں بولا۔

''کون ہو سکتا ہے؟''

''کچھ عجیب سی بات تھی ٹھاکر۔ وہ جیپ سے اتر کر بھاگ گیا تھا اور پھر جیپ خود بخود چل پڑی تھی۔''

''جوتے مار مار کر بھیجا نکال دوں گا۔ گانجے کے نشے میں ہو گے تم دونوں۔''

''بھگوان کی سوگند ٹھاکر۔ ہم نشے میں نہیں ہیں تم منہ سونگھ سکتے ہو۔''

''پھر کہاں مر گیا وہ۔ جیپ بھی ختم ہو گئی ریڈی ایٹر ٹوٹ گیا ہے۔ سنو جو اسے یہاں تک لایا ہے وہ زیادہ دور نہ گیا ہو گا۔ تم لوگ اسے تلاش کرو۔ اسی وقت یہ علاقہ صاف ستھرا ہونا چاہئے۔ ٹھاکر راون سنگھ کا مال آنے والا ہے۔''

''جی ٹھاکر۔''

''چار آدمی یہاں رک جاؤ۔ جو کوئی بھی ہے اسے پکڑ کر میرے پاس لے آنا۔''

''ٹھیک ہے ٹھاکر۔ قوی ہیکل شخص نے چار آدمیوں کا انتخاب کیا اور پھر خود گھوڑے کی پشت پر ہاتھ رکھ کر نہایت پھرتی سے اس پر سوار ہو گیا پانچ دوسرے گھڑسوار اس کے پیچھے چل پڑے تھے۔ باقی چار میں وہ دونوں بھی تھے جنہوں نے چنکو منکو کو دیکھا تھا۔ جب ٹھاکر دور نکل گیا تو ان میں سے ایک نے کہا۔

''تم دونوں بھاگ کیوں آئے تھے۔''

''دارے بھائی ہم نے اسے جیپ چلاتے ہوئے دیکھا تھا اس پر دو گولیاں چلائی تھیں اور وہ ہمارے سامنے اتر کر بھاگا پھر نظر نہ آیا اور اس کے بعد جیپ خود بخود چل پڑی اسٹیئرنگ پر کوئی نہ تھا۔''

''پھر وہ کیا تھا۔''

''بیاولی کا چھلاوہ۔''

''اور تم اس لئے بھاگ آئے؟''

''اس سے پہلے بھی ایک دفعہ اسے دیکھ چکے ہیں۔ اس وقت اس کے کندھوں پر سر نہیں تھا کیوں بھا دوں۔''

''ہاں بہت سے لوگوں نے اسے دیکھا ہے۔''

''مگر جیپ میں تم نے ہی دیکھا ہے۔''

''مذاق اڑا رہے ہو تم تلاش کر لو۔'' پہلے دو سواروں میں سے ایک نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

''آؤ!'' اس نے کہا اور چاروں نے گھوڑوں کے رخ بدل دیئے۔

چنکو اور منکو سہمی ہوئی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔ جب وہ دور نکل گئے تو چنکو نے منکو کو پکارا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دوسرے درخت کے پتوں میں جھانکنے لگا پھر بولا۔ ''وہاں۔''

''پہچانا اسے۔'' چنکو بولا۔

''پہچان لیا......وہ......وہ بلبیرا تھا۔ ڈاکو بلبیرا۔'' منکو نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

❁❁❁

غلام شاہ آج بھی مشق کے دوران رنگ میں نہیں آیا تھا۔ اکبر شاہ ذہنی طور پر پریشان تھا۔ اس نے سونیا سے کہا۔

''شیخا کی باتیں سمجھ میں نہیں آ رہیں آخر وہ کیا چاہتا ہے؟''

''کہتے ہیں طبیعت خراب ہے۔''

''چنکو منکو سے زیادہ وہ اس بدمعاش کے لئے پریشان ہیں۔ اتنا رحمدل ہونا بھی اچھا نہیں ہوتا۔ آخر اس سے ہمارا واسطہ ہی کیا ہے۔ تم نے بھی شیخا کو نہیں سمجھایا۔''

''میری بات سمجھ جائے گا وہ۔''

''کوشش تو کرو میں تو کئی بار جھک مار چکا ہوں اور اب مجھے غصہ آنے لگا ہے۔''

''شیخا پر غصہ کرو گے۔''

''تو پھر بتاؤ کیا کروں۔''

''میں بات کرتی ہوں۔'' سونیا نے کہا اور غلام شاہ کے خیمے کی طرف چل پڑی۔ غلام شاہ وہیل چیئر پر آنکھیں بند کئے ہوئے بیٹھا تھا۔ سونیا کے قدموں کی چاپ پر اس نے آنکھیں کھول دیں۔

''اری سونی۔ ہم کونو کا ہاتھ تم لوگ کو بلوائی ہی رہے تھے۔''

''کیا کر رہے ہو شیخا۔''

''ارے جھک مار رہے ہیں۔ ای ٹم ٹم پر بیٹھے ہوئے اور کا کر رہے ہیں۔''

''تمہاری طبیعت اب کیسی ہے۔''

''اندر سے بیمار ہوئی گئے ہیں بار سے ٹھیک ہیں۔''

''آخر یہ کیا الجھن تم نے خود پر لادی ہے شیخا۔''

''جناور مجھت ہو تم لوگ سیکھا کو کا۔ انسان نا رہی ہم۔ جناور بن کر ہی تم کا پالا پوسار ہے ہیں۔''

''نہیں شیخا مگر تم کیوں پریشان ہو۔''

''ارے ایک پریسانی ہے ہم کا۔ اوئی سسر چنک منک سینے ماں ٹھم لگائی کر چلے گئے کوئی پتہ نا چلے ان کا۔ آکھر کیوں گئے دونوں؟''

''ہو سکتا ہے شیخا وہ اپنی مرضی سے گئے ہوں۔ ورنہ کوئی نشان تو ملتا ان کا۔''

''واہ ری اپنی مرجی۔ پھر تو کوئی بات ہی نہ ہوئی۔ کا ہے چلے گئے آکھر کوئی بات تھی تو بتاتے ہمکا۔ ایسے تو ایک ایک کر کے سب سسر جا سکت ہیں......!''

''کیسے روکو گے شیخا انہیں......وہ سب اپنی مرضی سے تمہارے ساتھ رہتے ہیں۔''

''تو کا ای بھی ہو سکت ہے کہ ایک روج ہم اکیلے رہ جاویں؟'' غلام شاہ افسردگی سے بولا۔

''تمہیں سوئی اور اکبر پر بھروسہ نہیں ہے شیخا؟''

''ارے نا ہیں بیٹا تو دونوں تو ہمار جگر کے ٹکڑے ہو۔ دوسروں کی بات کرت رہے ہم۔''

''تو ایسا مت سوچا کرو۔ جو چلا گیا اسے جانے دو۔ تم پریشانی چھوڑ دو۔''

''ایک بار......بس ایک بار ہمیں او حرام کھور پڑ روا مل جائی۔ بس ایک بار پھر تو ہم کھودی سارا کھڑاک کھتم کر دئی ہے۔ ہمیں کا جرورت پڑی ہے ای سرکس لگانے کی۔ ایک بات بتائے گی بیٹا؟''

''پوچھو شیخا۔''

''ہمار بیٹا ہے نا......؟''

''ہاں کیوں نہیں۔''

''اوئی سسر سارک کے بارے میں تیری کا رائے ہے۔'' غلام شاہ نے کہا اور سونیا چونک پڑی۔

میری کیا رائے ہوسکتی ہے شیتا......؟'' اس نے کہا۔

اوہکا پاگل کروئی ہے۔ ایسا لونڈا ہم کھدا کسم پہلے نا دیکھت رہیں۔ ارے چھلاوہ ہے، وہ پولیس والا کا نچائی کے رکھدئی ہے۔ پر ہماری وجہ سے او جیل چلا گیا۔ ہمار دل بت دکھت ہے او کے واسطے......!''

وہ حد سے آگے بڑھ رہا تھا شیتا۔ اس کے لئے یہ ضروری تھا'' سونیا نے کہا۔

''کس کی کا حد ہے بیٹا کون جانت رہے۔ تو ایسا کرا کبر سے کہہ کہ او دوئی دن ماں سرکس اٹھاوے۔ بس دو سوا اور کرلے۔''

''کیا......؟'' سونیا اچھل پڑی۔

''پرسوں ہم نیا نگری میں ہوں گے۔ کہہ دے اکبراسے......!''

''مگر شیتا۔ یہاں شو بہت رش لے رہے ہیں اور ہمارا وقت بھی باقی ہے ابھی یہ مناسب نہ ہوگا!''

''جرورت سے جیادہ نہ بولت لگت ہو تم لوگ۔ ہمار سسر بات کا جبن ہی نا رہے کا کہیں ہم تم سے۔ اب دوئی سو بھی نا۔ بس آج کا سو آکھری ہوئی ہے۔ جا اکبراسے کہہ دے آج آکھری سو ہوگا۔'' غلام شاہ نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے شیتا۔ جو تمہارا حکم......!''

ارے ہاں۔ تم لوگ کو دولت کی پھکر پڑی رہے۔ ہم پیٹ بھر کھانا کھا سکت اور تم کمائی ہو دولت۔ ارے جا بھئی۔ جا جو ہم کہت ہیں کرو......!''

سرکس کے آخری شو کا اعلان ہو گیا۔ کوئی بھی اس سے متفق نہیں تھا۔ لیکن غلام شاہ کے مختلف لہجے ہوتے تھے اور جس لہجے میں اس نے یہاں سے جانے کے لئے کہا تھا وہ جانے ہی کا لہجہ تھا اور اس کے بعد کوئی بھی گنجائش نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ آخری شو ہوا اور اس کے بعد سرکس اکھڑنے لگا۔ کارکنوں نے رات ہی سے کام شروع کر دیا تھا اور دوسرے دن کام مکمل ہو گیا۔ شام چھ بجے سرکس کی گاڑیاں اسٹارٹ ہو کر چل پڑیں۔ تین گھنٹے تک سفر کیا گیا اور پھر ایک جگہ قیام کے لئے منتخب کر لی گئی۔ کچھ دور کسی بستی کی روشنیاں جگمگا رہی تھیں لیکن ڈیرہ بستی سے دور ڈالا گیا تھا۔ رات پرسکون گزر گئی اور کوئی قابل ذکر بات نہ ہوئی دوسرے دن شیتا بھی خوشگوار کیفیت میں تھا۔ اکبر شاہ اور سونیا سے اس نے کہا۔

''آگے چل کر دوسرے دوئی سہر اور ملیں گے ہمکا پر تم لوگ بستی چلے جاؤ اور جو جرورت ہو پوری کرلو......!''

خریداری کافی کرلی گئی ہے شیتا……!''

جناوروں کا چارہ یہاں اچھا مل جئی ہے۔ جیادہ سے جیادہ بھرلو تکر لمبا رہے اور بھی جو کچھ ہاتھ لگے لے لو۔ نیا نگر پہاڑی راستے پر ہے اور آ کھری سہر سے نکل کر میلوں کوئی آبادی نا رہے جتنی جگہ کھالی ہے سب بھرلو تا کہ کونو پریسانی نا رہے۔''

کافی وقت اس بستی میں صرف ہوگیا اور دوپہر تک سفر کا آغاز ہو سکا۔ اکبر شاہ اور سونیا غلام شاہ کے ساتھ تھے اور غلام شاہ خوشگوار موڈ میں ان سے باتیں کرتا جا رہا تھا۔ سونیا نے کہا ایک بات پوچھوں شیتا……؟''

''پوچھ……؟''

''اس سے پہلے تم نیا نگر جانے سے کتراتے رہے ہو۔ اس بار تم نے وہاں جانے کا فیصلہ کیوں کیا ہے……؟''

''بڑا بکٹ سوال کردئی ہے تم نے سونی؟'' غلام شاہ نے کہا پھر بولا……بلبیرا یاد ہے تم لوگوں کو……؟''

''ہاں یاد ہے؟''

''او نیا نگری کے آس پاس رہے۔ ہماری کسی سے دشمنی نا رہے سوائے پڈروا کے مگر اوئی سسر بلبیرا ایک ایسی بات کہلائی رہے کہ اس سے ملنا جروری رہے اور ای سسر ہمارا امتحان بھی ہے۔''

''کیسا امتحان شیتا……؟''

''پچال کھلوائی رہے ہم نے ایک نجومی سے۔ او کہت کہ اگر بلبیرا سے ہم جیت گئے تو حرام کھور پڈروا ہمیں جرور مل جئی ہے۔ ہار گئی رے تو کھیل کھتم پیسہ ہجم……!''

''میں نے اکبر بھیا سے یہ بات کہی تھی شیتا مگر تمہاری قسم کا کیا ہوگا؟''

''کون سی قسم……؟''

''تم نے عہد کیا تھا کہ تم اپنی زندگی میں صرف پیڈروا کو ہلاک کرو گے اور کسی کے خون سے ہاتھ نہیں رنگو گے……؟''

''سو تو ہے۔''

''پر بلبیرا سے کیسے لڑو گے تم……؟''

''ہم نا لڑیں گے بیٹا او سے۔ دوسرے لڑیں گے۔ کھوپڑیا میں بھس نا بھرا ہماری اکل ہے اکل……!''

''بلبیرا ہمارا دشمن ہے۔ سرکس کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس کے ہاتھوں وہ ہمارے آدمیوں کو مار سکتا ہے......!''

''ارے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ فکر کا ہے کرو ہو تم۔ چوڑیاں بھی نا پہن رکھیں ہم نے...... ہاں......!'' غلام شاہ نے کہا اور سونیا خاموش ہوگئی۔ سونیا کا یہ اندازہ درست نکلا تھا کہ نیا نگر کا رخ بلبیرا کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ یہ فکر کی بات نہیں تھی نیا نگر کے ٹھاکروں کی پر اسرار کہانیاں اس کے لئے بھی باعث دلچسپی تھیں۔ ان ٹھاکروں کے بارے میں سنا گیا تھا کہ انہوں نے اس علاقے میں اپنی حکومت قائم کر لی ہے اور وہاں صرف ان کا راج ہے۔ بڑے کروفر ہیں ان کے۔ نیا نگر کے میلے بھی بہت مشہور تھے اور ان میں شہری آبادی سے مختلف ایک انوکھی دنیا نظر آتی تھی۔ یہ کہانیاں ان لوگوں کی زبانی سنی گئی تھیں جو اس طرف ہو آئے تھے۔ اب پتہ نہیں ان میں کہاں تک صداقت تھی لیکن یہ کہانیاں دلچسپ ضرور لگتی تھیں۔

آخری آبادی بھی پیچھے رہ گئی۔ یہاں سے تمام گاڑیوں میں ایندھن بھر لیا گیا تھا۔ پٹرول اور ڈیزل کا ڈھیر کر لیا گیا تھا اور اس کے بعد پہلا قیام اسی شہر سے کوئی پانچ کوس آگے ایک سرسبز شاداب وادی میں کیا گیا۔ وادی ڈھلان پر تھی اور اس کی زمین سبز گھاس سے مرصع تھی جگہ جگہ چھدرے درخت نظر آ رہے تھے اور موسم بے حد خوشگوار تھا۔

''اوئی پہاڑ جو نجر آت او کے پیچھے نیا نگر آباد ہے......!'' غلام شاہ نے کہا۔

''کبھی ادھر آئے ہو شیتا......؟'' بلال جاہ نے پوچھا۔

''نا ہوا...... پر ای جگہ کے بارے میں معلومات جرور رہیں۔'' شیتا نے جواب دیا۔

سرکس کا عارضی کیمپ قائم ہو چکا تھا۔ جھٹ پٹے کا وقت تھا۔ سونیا، غلام شاہ، سانولی اور ایاز ایک جیپ میں بیٹھ کر اطراف کی سیر کو چل پڑے۔ دوسرے لوگ کاموں میں مصروف تھے۔ اس سیر کی تجویز سانولی نے پیش کی تھی اور ایاز نے شکار کے لئے بندوق ساتھ لے لی تھی۔

کوئی باقاعدہ راستہ نہ تھا لیکن جیپ چلانے میں کوئی دقت بھی پیش نہ آ رہی تھی۔ کہیں کہیں ٹیلے بھی نظر آ رہے تھے لیکن سب کے سب گھاس میں ڈوبے ہوئے۔ دونوں لڑکیاں ان مناظر کو پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں۔ جونہی وہ ایک ٹیلے کا موڑ مڑے دفعتہً ایاز کے حلق سے ایک آواز نکل گئی اور اس نے جیپ روک دی۔ غلام شاہ نے بھی وہ منظر دیکھ لیا تھا۔ موڑ کے دوسری طرف موٹی اور گھنی شاخوں والا ایک درخت نظر آ رہا تھا اور اس درخت کی ایک شاخ سے ایک انسانی لاش جھول رہی تھی۔ وہ سب پھٹی پھٹی نظروں سے اس لاش کو دیکھ رہے تھے۔ شیتا کے منہ سے افسوس بھرے لہجے میں نکلا۔ ''سروع ہوگئی سسر ٹھاکرا کی کہانیاں۔ ارے آگے بڑھائی گاڑی دیکھو تو سہی کون بدنصیب رہے۔'' ایاز نے چونک کر کلچ سے پاؤں ہٹا لیا اور جیپ سُست روی سے آگے بڑھتی ہوئی درخت کے پاس جا رکی۔ ایاز، سانولی اور سونیا کود کر نیچے اتر گئے۔ پھر انہوں نے قریب سے لاش کو

دیکھا۔ نوجوان آدمی تھا۔ گلے میں مضبوط رسی کا پھندا پڑا ہوا تھا۔ آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔ لیکن...... دفعتہً سونیا کا سارا خون چہرے پر رک گیا اس کے حلق سے سسکی سی نکل گئی اور وہ ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔ یہ خدوخال، یہ چہرہ، یہ چہرہ اجنبی نہیں تھا۔ یہ لاش شارق کی تھی۔

❁❁❁

پیٹر اور جونسن کے چہرے دھواں ہو رہے تھے۔ کچھ سمجھ میں ہی نہیں آیا تھا اس وقت، بوکھلا کر رہ گیا تھا۔ ٹارچ کی روشنی میں اس نے جو کچھ دیکھا تھا وہ ناقابل یقین تھا۔ وہ چھوٹے انسان، پھر وہ بے اختیار ہی ان کے پیچھے دوڑ پڑے تھے اور ان بونوں کے دوڑنے کے انداز بھی ان کے لئے حیران کن تھے۔ اس کے بعد دونوں جیپ لے بھاگے تھے اور جونسن اور پیٹر بدحواسی میں پیدل ہی جیپ کے پیچھے دوڑ پڑے تھے۔ پھر جب جیپ نظروں سے اوجھل ہوگئی تب وہ رکے تھے۔ ان کے سانس دھونکنی بنے ہوئے تھے۔ اتنی دور نکل آئے تھے کہ واپس کیمپ تک جانا بھی دوبھر لگ رہا تھا۔ وہ وہیں بیٹھ گئے اور سانسیں درست کرنے لگے۔ تمام لوگ یکجا تھے لیکن سب کے سب خاموش تھے۔ بہت دیر کے بعد حواس بحال ہوئے تو جونسن نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

''اب کیا یہیں زندگی گزارنے کا ارادہ ہے......؟''

''چلیں......؟'' پیٹر بادل ناخواستہ اٹھ گیا اور پھر سب واپس چل پڑے۔ کافی دیر کے بعد وہ کیمپ پہنچے تھے۔

''تم لوگ آرام کرو۔ جاؤ۔'' جونسن نے کہا اور پیٹر کے ساتھ اپنے خیمے میں آ گیا۔ دونوں احمقوں کی طرح آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ جونسن کا چہرہ گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ کافی دیر کے بعد اس نے کہا...... ''پیٹر تمہیں وہ سرکس یاد ہے جہاں ہم نے شکرداس کو قتل کیا تھا......؟''

''ایں، ہاں یاد ہے۔''

''اس میں دو مسخرے بونوں کا ایک کھیل بھی تھا......!''

''اوہ مائی گاڈ......! اچھی طرح یاد ہے۔ مگر......او......اوہ جونسن تمہارا ذہن بالکل صحیح پہنچا ہے۔ سرکٹ ہاؤس کی وہ رات تمہیں یاد ہے جب اچانک میڈم نے آسیب آسیب چیخنا شروع کر دیا تھا اور ہم نے ایک بونے کو آتشدان سے نکل کر بھاگتے دیکھا تھا۔''

''اچھی طرح یاد ہے اور تمہیں پچھلا کیمپ بھی یاد ہوگا جب ہم شوٹنگ کر رہے تھے اور میڈم شور مچانے لگی تھی۔''

''یاد ہے۔'' پیٹر مردہ لہجے میں بولا۔

''سرکس اس شہر میں بھی تھا۔ جہاں سے ہم نے اسٹارٹ لیا ہے اور ہم اسے دیکھنے بھی گئے تھے۔ سارا معمہ حل ہوگیا دونوں مسخرے بونے وہیں سے

ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہیں..... مگر..... کیوں..... ؟ آخر کیوں..... اور..... اور وہ یہاں تک کیسے آ گئے۔ اوہ پیٹر ہم اچانک خطرات میں گھر گئے ہیں۔ شدید خطرات میں..... اب کیا کریں۔'' جونسن بہت پریشان ہو گیا تھا۔ پھر اس نے دوبارہ کہا۔'' وہ ہمارے ساتھ ہی یہاں تک آئے ہیں۔ سو فیصدی ہمارے ساتھ۔''

''مگر جونسن..... وہ جیپ کیسے لے بھاگے۔ ٹارچ کی روشنی میں ہم نے ان کا قد و قامت دیکھا تھا وہ جیپ نہیں چلا سکتے۔''

''ایں..... ہاں یہ پوائنٹ ہے۔ اس کا مطلب ہے وہ تنہا نہیں تھے لیکن اگر کوئی اور ان کے ساتھ تھا تو..... تو وہ کہاں پوشیدہ تھا..... ؟''

رات گزرتی رہی اور دونوں اسی طرح پریشان بیٹھے رہے۔ جونسن بولا۔'' اب ہم آبادیوں سے اتنی دور ہیں کہ کوئی اور اقدام بھی نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ایک ہی طریقہ ہے۔ روشنی ہوتے ہی سفر شروع کر دیا جائے اور طوفانی انداز میں سفر کرتے ہوئے ہم مطلوبہ جگہ پہنچ جائیں۔ سب سے پہلے اس اسلحہ سے پیچھا چھڑا لیں اور جس طرح بھی بن سکے راون سنگھ سے رابطہ کر کے اس کا مال حوالے کر دیں۔''

''بالکل ٹھیک ہے۔'' پیٹر نے کہا ساری رات انہوں نے پلک نہیں جھپکی تھی اور پھر روشنی کی پہلی کرن کے ساتھ وہ اپنے ساتھیوں کو جگانے لگے تھے ناشتہ وغیرہ بھی ٹھیک سے نہیں کیا جا سکا۔ سب سے زیادہ مشکل میڈم کو جگانے میں پیش آئی تھی لیکن کسی نہ کسی طرح انہیں بھی تیار کر لیا اور سفر جاری ہو گیا۔ جونسن اور پیٹر بہت تیز رفتاری کا مظاہرہ کر رہے تھے دوسروں کو انہوں نے جیپ غائب ہونے کے سلسلے میں ایک کہانی سنا دی تھی۔ سفر بہت تیز رفتاری سے طے ہوا پھر بھی انہیں مطلوبہ جگہ پہنچتے پہنچتے شام ہو گئی۔ راستے بھر دونوں کی نظریں دور دور تک بھٹکتی رہی تھیں اور وہ ہر نرم جگہ جیپ کے ٹائروں کے نشان تلاش کرتے رہے تھے یہاں پہنچنے کے بعد انہوں نے اپنے دوسرے منصوبے پر عمل شروع کر دیا۔ پورے یونٹ کو ہدایت کر دی گئی کہ رات کو شوٹنگ ہو گی یہاں چند ضروری شاٹ آج ہی مکمل کرنے ہیں اور وہ لوکیشن کی تلاش میں جا رہے ہیں چنانچہ کیمپ لگانے کی ہدایت کر کے دونوں ایک جیپ لے کر نکل پڑے۔ پہاڑی ٹیلوں میں کئی عمدہ غار نظر آئے تھے اور انہوں نے ان کا اچھی طرح جائزہ لے لیا تھا۔ پھر ایک غار کو اپنے کام کے لئے مخصوص قرار دے کر انہوں نے نشان لگائے اور جگہ کا صحیح تعین کرتے ہوئے وہاں سے چل پڑے ادھر سارے کام بخوبی ہو گئے تھے۔

جونسن نے پیٹر سے کہا۔

''تم یوں کرو پیٹر کے یونٹ کو لے کر بیاولی ندی کے کنارے چلے جاؤ اور وہاں شوٹنگ سیٹ کر لو اپنے ساتھیوں کو چھوڑ جاؤ میں کام ابھی شروع کرائے دیتا ہوں۔''

''اتنی جلدی ممکن ہے۔''

’’کرنا ہے میری جان یہ کام کرنا ہے تمہیں اندازہ نہیں کہ ہم کتنے خطرات میں گھرے ہوئے ہیں۔‘‘

’’اوکے میں تیاریاں کرتا ہوں۔‘‘ پیٹر نے کہا اور جونسن اپنے خاص آدمیوں کو ہدایت دینے چل پڑا اس نے ان سب کو جمع کر کے کہا۔

’’تم لوگوں کو شدید محنت کرنی ہے لشکری لعل تم ساری صورتحال سمجھ لو اور پیٹر ابھی یونٹ کو لے کر یہاں سے نکل جائے گا جب یہ لوگ نگاہوں سے اوجھل ہو جائیں تو تم ٹرک نمبر تین کو لے کر چل پڑو میں تمہیں جگہ سمجھائے دیتا ہوں غور سے سمجھ لو......!‘‘

’’جی مسٹر جونسن......!‘‘

’’دیکھو......وہ سیدھا راستہ دیکھ رہے ہو اور اس پر وہاں تک جاؤ جہاں وہ پہاڑی دیوار راستہ روک لیتی ہے تمہیں وہاں سے دائیں سمت ایک میل تک چلنا ہے بس اس کے بعد میں تمہیں مل جاؤں گا اور پھر ہم اسلحہ ایک غار میں منتقل کر دیں گے جگہ سمجھ گئے نا......؟‘‘

’’ہاں بالکل مسٹر جونسن۔‘‘ لشکری لعل نے کہا اور جونسن انہیں ہدایات دے کر ایک بار پھر پیٹر کے پاس پہنچ گیا اس نے ساری صورتحال پیٹر کو بتائی پھر بولا۔

’’اب تم مجھے اس غار کے پاس چھوڑ آؤ یہاں آ کر جونہی تم روانہ ہو گے لشکری لعل ٹرک لے کر چل پڑے گا۔‘‘

’’جیپ میں واپس لاؤں گا۔‘‘ پیٹر نے پوچھا۔

’’ہاں بعد میں، میں ٹرک میں واپس جاؤں گا۔‘‘

’’وہ میڈم شوٹنگ پر نہیں جا رہی کہتی ہے تھک گئی ہے اس کا کیا کروں......!‘‘

’’اسے جہنم میں جھونکو اس کی پرواہ مت کرو۔‘‘ جونسن نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پیٹر نے گردن ہلا دی پیٹر جونسن کو اس غار پر چھوڑ دیا اور پھر اس نے جیپ واپس موڑ دی جونسن نے ایک بار پھر غار کا جائزہ لینا مناسب سمجھا اور غار میں داخل ہو گیا اندھیرا تیزی سے پھیلتا جا رہا تھا اور آن کی آن میں رات ہو گئی جونسن اپنے ساتھیوں کا انتظار کر رہا تھا پھر وہ غار سے باہر نکل آیا لیکن ابھی اس نے غار سے باہر قدم رکھا تھا کہ دفعتاً کئی رائفلوں کی نالیں اس کے سر پر آ لگیں اور ایک کرخت آواز نے گالی بکتے ہوئے کہا۔

’’ہلنے کی کوشش کی تو بھیجے کے چیتھڑے اڑ جائیں گے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔‘‘ جونسن حواس باختہ ہو گیا اس کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے تھے......!‘‘

رائفلوں کی نالیں ہٹا کر جونسن کے ہاتھ پشت پر کر کے رسیوں سے جکڑ دیئے گئے اور پھر اسے رائفل کی نال سے دھکا دے کر آگے بڑھنے کا حکم دیا گیا۔ جونسن نے ان لوگوں کا حلیہ دیکھ کر اندازہ لگا لیا کہ وہ پہاڑی لوگ ہی ہو سکتے ہیں۔ کون ہیں اس کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔ نیاگر روایتی آبادی

تھی۔ٹھاکروں کی کئی ریاستیں وہاں آباد تھیں اور ان کے بارے میں بہت سے قصے مشہور تھے۔ ان ریاستوں میں آپس میں بھی خوب چلتی رہتی تھی اور طرح طرح کی سازشیں ہو رہی تھیں۔ بیرونی دنیا کے لوگ بھی ان ریاستوں کے لئے کام کر رہے تھے اور نہ جانے کیا کیا ہو رہا تھا۔ جونسن کو جہاں تک علم تھا اس سے بہت سے خطرات اس کے ذہن میں ابھر رہے تھے۔ بہر حال اسے سہارا دے کر گھوڑے پر بٹھا دیا گیا۔

''یہاں اس غار میں تیرے ساتھ اور کوئی ہے......؟'' ایک رائفل والے نے پوچھا۔

''کوئی نہیں ہے۔لیکن......'' جونسن نے آگے کہنا چاہا مگر سوال کرنے والا اس غار میں داخل ہو گیا جس سے جونسن برآمد ہوا تھا۔ اس نے خود غار کی تلاشی لی اور مطمئن ہو کر واپس آ گیا۔ باہر آ کر اس نے دوسروں کو اشارہ کیا اور سب نے گھوڑے سنبھال لئے جو کچھ فاصلے پر ایک اور چٹان کے عقب میں کھڑے ہوئے تھے۔ جونسن کے ساتھ ان میں سے ایک آدمی بیٹھ گیا اور اس نے لگامیں سنبھال لیں اور گھوڑے دوڑنے لگے تھے۔ جونسن کا خون خشک ہو رہا تھا۔ ان قوی ہیکل اور خونخوار لوگوں کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کا تعلق کون سے گروہ سے ہے۔ اگر یہ مخالف گروہ کے لوگ ہوئے تو۔ دوسری طرف اسلحہ منتقل کرنے کا پروگرام چوپٹ ہو گیا تھا۔ پیٹر معمول کے مطابق یونٹ لے کر چلا جائے گا اور دوسرے لوگ اسلحہ لے کر غار کی طرف چل پڑیں گے۔ گو لشکری لعل کو جگہ سمجھا دی گئی تھی لیکن پھر بھی وہ اسے وہاں نہ پا کر نہ جانے کیا کرے۔ اس کے علاوہ وہ غار جہاں اسلحہ منتقل کیا جائے گا ان لوگوں کی نگاہوں میں آ چکا ہے۔ وہ سخت پریشان ہو گیا تھا لیکن بالکل بے بس تھا۔ خاموشی سے ان کے ساتھ سفر کرتا رہا جو زیادہ طویل نہیں ثابت ہوا تھا۔ ایک عجیب سی جگہ تھی بلند و بالا پہاڑی ٹیلے کی ایک وسیع و عریض چٹان سائبان کی طرح جھکی ہوئی تھی اور اس سائبان کے نیچے کچھ اور گھوڑے نظر آ رہے تھے۔ روشنی وہاں بھی نہیں تھی لیکن اتنا اندھیرا بھی نہیں تھا کہ جونسن کی آنکھیں کام نہ کرتیں۔ چند لوگ کھڑے ہوئے انہیں دیکھ رہے تھے۔ گھوڑے قریب پہنچے تو وہ آگے بڑھ آئے۔

''کون ہے یہ......؟'' ایک بھاری آواز نے پوچھا۔

''ہم نے اسے پکڑ لیا ہے ٹھاکر......!'' جونسن کو لانے والوں میں سے ایک نے کہا۔

''ہوں لاؤ...... ہمارے گھر میں داخل ہو کر ہم سے چھپ رہا تھا۔'' بھاری آواز والے نے کہا اور جونسن کو گھوڑے سے اتار لیا گیا۔ ''کہاں ملا ہے......؟''

''جنوبی چٹانوں کے ایک غار میں چھپا ہوا تھا ٹھاکر......!''

''کیوں رے......کون ہے تو......؟''

''جونسن ہے میرا نام ٹھاکر، میں چھپا ہوا نہیں تھا بلکہ...... بلکہ......''

''آرام کر رہا تھا کیوں......؟ لے آؤ، ادھر لے آؤ......!'' ٹھاکر نے کہا اور جونسن کا بدن پسینے میں ڈوب گیا۔ اس قوی ہیکل آدمی کا سفاک لہجہ جونسن نے صاف محسوس کیا تھا۔ ''ہاتھ کھول دو اس کے۔'' قوی ہیکل آدمی نے کہا اور جونسن کے ہاتھ کھول دیئے گئے۔ قوی ہیکل شخص اس کے سامنے پتھر کے ایک ٹکڑے پر بیٹھ گیا۔ ''کہاں سے آیا ہے تو......؟''

''ٹھاکر ہمارا تعلق ایک فلم کمپنی سے ہے۔ ہم نیا نگر میں شوٹنگ کے لئے آئے ہیں۔ اس کے لئے ہم نے ٹھاکر جگت سنگھ سے اجازت لے لی تھی کمپنی کے مالک بھلا صاحب نے ٹھاکر جگت سنگھ سے......''

''آہستہ بول ریل گاڑی مت چلا اور کون ہے تیرے ساتھ......؟''

''پورا یونٹ ہے ٹھاکر...... بہت سے لوگ ہیں بہت سا سامان ہے۔ وہ لوگ اسی طرف ہیں جہاں سے آپ کے آدمیوں نے مجھے پکڑا ہے۔''

''فلم کمپنی کا ہے تو......؟'' ٹھاکر نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں ٹھاکر......؟''

''یونٹ کہاں ہے تیرا......؟''

''اسی طرف ٹھاکر کچھ فاصلے پر......!'' جونسن بولا اور ٹھاکر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگا، ان میں سے ایک نے کہا۔

''ہاں ٹھاکر فلم کمپنی ادھر آئی ہے، ہم نے خود اسے دیکھا، بس جگی نے اطلاع دی تھی کہ فلم یونٹ کافی فاصلے پر آکر ٹھہرا ہے......''

''اور یہ اطلاع مجھ تک کیوں نہیں پہنچی......؟'' اس قوی ہیکل شخص نے کہا۔

''ٹھاکر اسے دیکھ لیا گیا تھا، اس لئے ہم اس کی تاک میں لگ گئے۔ یہ آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تھا، ہم اسے دیکھنے کے بعد اسے نظر انداز نہ کر سکے اور اس کے چکر میں پڑ گئے، یہ بھی شاید ہمیں دیکھ کر غار میں گھس گیا تھا۔'' جونسن کو لانے والوں میں سے ایک نے کہا اور جونسن متحیرانہ انداز میں انہیں دیکھنے لگا۔ ٹھاکر جونسن کی جانب متوجہ ہو گیا۔

''اگر تیرا تعلق فلم کمپنی سے ہے، تو تو ہمیں دیکھ کر بھاگا کیوں تھا، تو نے اپنی جیپ کیوں تباہ کر دی تھی، اور اس کے بعد سے چھپتا کیوں پھر رہا ہے......؟''

''میں ٹھاکر۔'' جونسن متحیرانہ انداز میں بولا۔

''اگر زبان سے ایک لفظ بھی جھوٹ نکلا تو گردن اتار کر ہاتھوں پر رکھ دوں گا۔ میرا نام ٹھاکر بلبیر اسنگھ ہے۔'' ''سمجھا۔'' سفاک آدمی نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بس ایک درخواست کرتا ہوں ٹھاکر، میرے بارے میں تحقیقات کرلو، اگر ایک لفظ جھوٹ نکل جائے منہ سے، تو پھر تمہیں ہر بات کا حق ہوگا۔'' جونسن نے خوشامدانہ انداز میں کہا۔

''تو بول پھر، ہمیں دیکھ کر چھپتا کیوں پھر رہا تھا اور تو یونٹ سے پہلے کیوں آ گیا تھا......؟''

''میری سمجھ میں کوئی بات نہیں آئی ہے ٹھاکر، میں تو اسی یونٹ کے ساتھ آیا ہوں، نا میرے پاس کوئی جیپ تھی اور نا ہی میں یونٹ سے الگ ہوا تھا، ہم لوگ تو بس شوٹنگ کے لئے تیاریاں کر رہے تھے اور اس طرف بھی میں اسی چکر میں نکل آیا تھا، آپ کو یقیناً میرے بارے میں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔''

''وہ جیپ کسی کی ہے؟'' ٹھاکر بلبیر اسنگھ نے سوال کیا۔

''کون سی جیپ ٹھاکر، میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔'' ٹھاکر بلبیر انے اپنے آدمی کی طرف دیکھا اور پھر غراتے ہوئے لہجے میں بولا۔

''اسے جیپ دکھا کر لاؤ، سمجھے، اس کے بعد اس سے بات کروں گا۔''

''جو حکم ٹھاکر۔'' اس کے ساتھیوں نے کہا اور ایک بار پھر جونسن کو گھوڑے پر سوار کرایا گیا، کچھ سوچ کر ٹھاکر بھی اس کے ساتھ ہی چل پڑا۔ وہ ایک الگ گھوڑے پر تھا۔ جونسن کو ایک بار پھر کافی فاصلہ طے کرایا گیا اور اس کے بعد اس نے وہ جیپ دیکھ لی، جو سرکس ہی کی تھی لیکن جیپ کو دیکھ کر وہ بری طرح اچھل پڑا تھا اس نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ٹھاکر یہ جیپ، یہ جیپ ہمارے ہاں سے چرائی گئی تھی، دو بونے تھے، جن کا تعلق ایک سرکس سے ہے، وہ بونے یہ جیپ چرا کر بھاگے تھے، نجانے کیوں وہ ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہیں، میں نہیں جانتا ٹھاکر، آپ یقین کریں کہ یہ جیپ چرا کر ادھر لائی گئی تھی۔'' جونسن نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا، اس کا ذہن ہوا میں اڑ رہا تھا اور اسے انتہائی خوف محسوس ہو رہا تھا، گویا وہ بونے اس طرف آئے ہیں، لیکن وہ ٹھاکر بلبیر اسنگھ کے الفاظ پر بھی غور کر رہا تھا، اور نجانے کیوں اس کے ذہن میں عجیب وغریب خیالات پیدا ہو رہے تھے...... ٹھاکر نے اس سے کہا۔

تو یہ جیپ تو نہیں لایا تھا......؟''

''جھوٹ بول رہا ہوں ٹھاکر تو زبان کاٹ دینا میری، مگر تحقیقات کرلو، یہ میری درخواست ہے، وہ دونوں بونے بہت خطرناک ہیں، ان کا تعلق ایک

سرکس سے ہے، سرکس کا مالک غلام شاہ کٹے ہوئے پاؤں کا آدمی ہے اور وہ بہت خطرناک تصور کیا جاتا ہے۔'' اس بار جونسن نے ٹھاکر بلبیرا کو چونکتے ہوئے دیکھا تھا۔

''کون ہے سرکس کا مالک، کس کا سرکس ہے وہ......؟''

''غلام شاہ، ٹھاکر غلام شاہ، بہت ہی خطرناک آدمی ہے وہ۔''

ٹھاکر کے ہونٹ بھنچ گئے تھے، چند لمحات سوچتے رہنے کے بعد اس نے سرد لہجے میں کہا۔'' یہ سرکس کہاں ہے آج کل......؟''

''یہ بات میں نہیں جانتا ٹھاکر، لیکن میرا سرکس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر وہ دونوں بونے بھاگ گئے ہیں، تو آپ انہیں تلاش کرائیے، وہ انہی پہاڑوں میں کہیں نہ کہیں آپ کو مل جائیں گے اور میں یہ بات بھی نہیں جانتا ٹھاکر کہ وہ کس چکر میں یہاں آئے ہیں......؟''

ٹھاکر کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا، تھوڑی دیر کے بعد اس نے کہا۔'' تمہارے یونٹ میں پیٹر نامی کوئی آدمی ہے......؟''

''جی ٹھاکر جی، وہ میرا ساتھی ہے ہم دونوں جونسن پیٹر کے نام سے جانے جاتے ہیں۔''

''دھت تیرے کی۔ یہ دو آدمی کا نام ہے، میرے دماغ میں ہی نہیں آیا تھا۔'' ٹھاکر نے کہا پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف رخ موڑ کر بولا۔'' یہ اپنا ہی آدمی ہے، غلط فہمی میں پکڑ لائے ہو تم لوگ۔ مگر تو میرے ساتھ آ، میرے ساتھ آ۔'' ٹھاکر نے کہا اور گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔ جونسن بھی گھوڑے سے اتر گیا تھا ٹھاکر اسے کافی فاصلے پر لے جا کر بولا۔'' پیٹر تیرا ساتھی ہے......؟''

''ہاں ٹھاکر آپ تصدیق کر سکتے ہیں، وہ یونٹ کے ساتھ موجود ہے۔''

''ہوں، ٹھاکر راون سنگھ کا نام سنا ہے تو نے۔'' بلبیرا سنگھ نے کہا اور جونسن سہمی ہوئی نگاہوں سے بلبیرا کو دیکھنے لگا۔

''ہاں ٹھاکر سنا ہے میں نے ان کا نام......''

''کچھ لائے ہو تم لوگ اس کے لئے۔'' بلبیر سنگھ نے رازدارانہ انداز میں پوچھا، جونسن کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا تھا کہ کیا جواب دے، لیکن جو صورتحال تھی اس کے تحت جھوٹ بولنا بھی غلط تھا، ورنہ مارا ہی جاتا، کیونکہ ٹھاکر بلبیرا سنگھ بہرطور اس بات کا پتہ لگا لیتا کہ یونٹ کیا کر رہا ہے، چند لمحات سوچنے کے بعد اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔'' ہاں ٹھاکر لائے ہیں۔''

''ارے تو اپنا ہی آدمی ہے، راون سنگھ ہی نے مجھے اس طرف بھیجا ہے، دراصل یہ جگت سنگھ کا علاقہ ہے اور ہم لوگ چھپتے چھپاتے یہاں تک آئے ہیں، میں ٹھاکر راون سنگھ کا دوست ہوں اور تم لوگ ٹھاکر راون سنگھ کے لئے جو کچھ لائے ہو، اس کی نگرانی کے لئے مقرر کیا گیا ہوں، میرا نام بلبیر سنگھ

ہے۔''

''اوہ مائی گاڈ، اس کا مقصد ہے کہ میں صحیح آدمی تک پہنچا ہوں۔''

''کتنا اسلحہ ہے تیرے پاس......؟''

''بہت ہے ٹھاکر...... ٹھاکر راون سنگھ کے پروگرام کے مطابق ہم نے تمام خریداری کر لی تھی، بڑی مشکل سے یہاں تک پہنچے ہیں اور اس وقت وہ اسلحہ انہی غاروں میں منتقل ہونے والا ہے اور یہاں سے ہمیں اسلحے کی سپلائی کے لئے ایک پروگرام دیا تھا ٹھاکر راون سنگھ نے۔''

''میں جانتا ہوں، مجھے معلوم ہے، مگر...... مگر اس سلسلے میں بھی تصدیق کر لی جائے گی۔''

''یہ بہت اچھی بات ہے ٹھاکر صاحب کہ آپ مہاراج راون سنگھ جی کے آدمی ہیں...... میں آپ سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔''

''کیا......؟'' بلبیر سنگھ نے کہا۔

''ان غاروں میں...... میں دراصل اپنے ساتھیوں کا انتظار کر رہا تھا، جو اسلحہ یونٹ سے لے کر غاروں میں آئیں گے اور اسے وہاں چھپا دیا جائے گا، وہیں سے ہم اپنا کام شروع کر دیں گے، کیونکہ اسلحے کا یونٹ میں رہنا درست نہیں تھا اور ہمیں بتایا گیا تھا کہ جگت سنگھ کے آدمی کسی بھی وقت یہاں پہنچ کر ہمارے سامان کی تلاشی لے سکتے ہیں۔''

''ہاں اس بات کے امکانات ہیں، اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ بیاولی پار کچھ لوگ آئے ہوئے ہیں تو وہ گھوڑوں پر بیٹھ کر یہاں پہنچ جائیں گے۔ مگر تو کہنا کیا چاہتا ہے......؟''

''ٹھاکر اب تک شاید میرے آدمی اسلحہ لے کر آ گئے ہوں، مجھے موجود نہ پا کر وہ پریشان ہو جائیں گے۔''

''تو پھر وہیں چلتے ہیں، تیری بات کی تصدیق بھی اسی جگہ ہو جائے گی۔'' بلبیر سنگھ نے کہا اور جونسن نے خوشی سے گردن ہلا دی...... اسے یقین ہو گیا تھا کہ ٹھاکر بلبیر سنگھ، راون سنگھ ہی کا آدمی ہے اور اس طرح گرفتار ہو جانا اس لحاظ سے اس کے لئے باعث خوشی بھی تھا۔ بہر طور وہ ٹھاکر بلبیر سنگھ کے ساتھ گھوڑے پر بیٹھ کر وہاں سے چل پڑا...... اب بلبیر سنگھ کا رویہ کافی بدل گیا تھا اس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ اس غار تک چلیں جہاں سے وہ جونسن کو پکڑ کر لائے تھے......''

جونسن ایک بار پھر غار کے نزدیک پہنچ گیا اور اس کا اندازہ بالکل درست ہی نکلا۔ اس دوران اسلحے سے لدا ہوا ٹرک جسے جونسن اور پیٹر بڑی ہوشیاری کے ساتھ یہاں تک لائے تھے، اس غار کے قریب پہنچ گیا تھا اور لشکری لعل اور اس کے ساتھی بڑی پریشانی کے عالم میں جونسن کو تلاش کر

رہے تھے لشکری لعل اسے آوازیں بھی دے رہا تھا اور ان لوگوں نے گھڑسواروں کو دیکھ کر چھپنے کی کوشش کی تھی۔ مگر جونسن نے لشکری لعل کو اطمینان دلایا اور وہ سامنے آ گیا۔

''اسلحہ لے آئے ہو......؟''

''ہاں مسٹر جونسن، وہ موجود ہے۔'' لشکری لعل نے خوفزدہ نگاہوں سے گھڑسواروں کو دیکھتے ہوئے کہا اور ٹرک کی جانب اشارہ کر دیا، جونسن کی ہدایت پر اسلحہ ٹرک سے اتار لیا گیا، اس کام میں بلبیر سنگھ کے ساتھیوں نے بھی ان لوگوں کی مدد کی تھی، چنانچہ اسلحہ کے کارٹن جو کافی وزنی تھے، ٹرک سے اتار کر غار میں پوشیدہ کر دیئے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد وہ اس کام سے فارغ ہو گئے، بلبیر سنگھ مطمئن نظر آ رہا تھا، اس نے معذرت آمیز انداز میں جونسن سے کہا۔ ''معاف کرنا ہمیں بھائی، غلط فہمی ہو گئی تھی اس وجہ سے اس جیپ میں، جو کوئی بھی تھا، وہ ہمارے لئے پریشان کا باعث بن گیا تھا، کیونکہ ٹھاکر راون سنگھ نے کہا تھا کہ اس علاقے کو صاف ستھرا رہنا چاہئے اور یہاں کوئی گڑبڑ نہ ہو، تاکہ اسلحہ آسانی سے اس کے پاس پہنچ جائے۔''

''اب جب کہ آپ مجھے مل گئے ہیں ٹھاکر بلبیر سنگھ جی، تو آپ یہ بتائیں کہ ہمیں آگے کیا کرنا ہوگا، کیونکہ جتنا وقت گزرتا جا رہا ہے خطرات بڑھتے جا رہے ہیں۔''

''بدقسمتی یہ ہے کہ اسلحے کو دریا پار پہنچانے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے، سوائے اس علاقے کے جہاں سے ہم نے دریا پار کرنے کی سوچی ہے۔ ایک لمبا چکر چلانا پڑا ہے اس کے لئے، اس کے علاوہ اور کوئی ترکیب نہیں ہو سکتی، اگر ہم لوگ یہ اسلحہ لے کر جا سکتے تو باآسانی لے جاتے، مگر تمہیں کافی محنت کرنا ہوگی۔''

''ہمارے پاس ابھی وقت ہے ٹھاکر اور ہم نے اس وقت کو مدنگاہ رکھتے ہوئے اپنا پروگرام بنایا ہے، ہمیں جب بھی اشارہ مل جائے گا اس کے بعد سے ہم اپنا کام شروع کر دیں گے۔''

''ٹھیک ہے تم اپنے یونٹ میں جاؤ، ہم ٹھاکر راون سنگھ کو خبر دینے جاتے ہیں اور کسی قسم کی کوئی ضرورت ہو تو بتا دو......؟''

''آپ لوگ ٹھاکر...... آپ لوگ یہاں......؟''

''ہاں ہم لوگ خود یہاں جگت سنگھ کے آدمیوں کی آنکھوں سے بچتے ہوئے پہنچے ہیں اور اسی طرح ہمیں واپس بھی جانا ہے ہم واپس جا کر ٹھاکر راون سنگھ کو اطلاع دیں گے کہ اس کا مال آ گیا ہے۔ یہی ہماری ذمے داری تھی تم سے جو کچھ کہا گیا ہے تمہیں اسی کے مطابق کرنا ہے۔''

''جو حکم ٹھاکر...... جونسن بولا اور ٹھاکر کچھ سوچنے لگا۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔'' اور سرکس کے ان بونوں کے لئے تم کیا کرو گے......؟''

''وہ ہماری حلق کی ہڈی بنے ہوئے ہیں اوران سے ہمیں خطرہ ہے اگر آپ اس سلسلے میں ہماری کچھ مدد کرسکیں ٹھاکرتو آپ کی مہربانی ہوگی ان سے ہمیں نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔'' ٹھاکر پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا پھر بولا۔

''ان کی ضرورت تو ہمیں بھی ہے۔ٹھیک ہے میں اپنے کچھ آدمی ان کی تلاش کے لئے چھوڑ دوں گا۔کوئی کام ہوگیا تو وہ تمہیں خبر کریں گے اب میں چلتا ہوں۔''

جونسن کے ساتھی اب بھی وحشت زدہ نظروں سے ان کے واپس جاتے ہوئے گھوڑوں کو دیکھ رہے تھے۔ جونسن خود عجیب سی نظروں سے انہیں دیکھتا رہا تھا پھر وہ گہری سانس لے کر گردن جھٹکنے لگا۔

کون لوگ تھے یہ مسٹر جونسن ......؟لشکری لعل نے سوال کیا اور وہ چونک کر لشکری لعل کو دیکھنے لگا۔

''پیٹر ان لوگوں کو شوٹنگ کے لئے لے گیا......؟'' جونسن نے لشکری لعل کے سوال کو نظر انداز کر کے پوچھا۔

''ہاں وہ کام آسانی سے ہوگیا ہے۔''

''آؤ......'' جونسن ٹرک کی طرف بڑھتا ہوا بولا اور پھر ٹرک میں بیٹھ گیا۔ وہ اپنی کیفیت کا صحیح تجزیہ نہیں کر پا رہا تھا۔ٹھاکر بلبیر سنگھ پر اسے اعتماد بھی محسوس ہو رہا تھا اور یہ خوف بھی دامن گیر تھا کہ کہیں کوئی گڑ بڑ نہ ہو جائے۔ اسلحہ اس کے علم میں آچکا ہے۔ٹرک اسٹارٹ ہو کر چل پڑا۔

❁❁❁

جاری ہے......

گھڑسواروں کا اب دور دور تک پتہ نہیں تھا۔ وہ شاید خوفزدہ بھی تھے۔ توہم پرست معلوم ہوتے تھے۔ چنکو اور منکو درختوں سے نیچے اتر آئے۔ دونوں کی حالت خراب تھی مگران حالات کے لئے کوئی کسی کوالزام نہیں دے سکتا تھا۔ کیونکہ جاسوسی کا شوق دونوں کو چرایا تھا۔

''یہ ڈاکو بلیرا رہا کب ہوا......؟''

''کیا معلوم، مگراب کیا ہوگا......؟'' منکو نے جواب دیا۔

ہماری زندگی سخت خطرے میں ہے یہاں سے بھاگ کر کہیں جا بھی نہیں سکتے اور یہاں رہنا بھی سخت خطرناک ہے۔''

''کر بھی کیا سکتے ہیں۔'' منکو پریشان لہجے میں بولا اور پھر کسی خیال کے تحت وہ اٹھ کر جیپ کی طرف چل پڑا۔ جیپ میں داخل ہو کر اس نے اس کی تلاشی لی۔ الٹی سیدھی چیزیں بھری ہوئی تھیں۔ کچھ لباس بھی تھے جو فلمی قسم کے تھے۔ ایک لمبا سلکی لبادہ شہنشاہوں کی سی پگڑی۔ کام کی کوئی چیز نہیں مل سکی تھی۔

چاند بادلوں کی اوٹ سے نکل آیا اور دور دور تک روشنی پھیل گئی۔ چنکو بھی اس کے پاس جا کھڑا ہوا تھا۔ تلاشی میں وہ سلکی لبادہ منکو نے باہر پھینک دیا تھا چنکو نے اسے اٹھاتے ہوئے کہا۔ جیپ کی کوئی چیز ادھر ادھر نہ پھینکو ممکن ہے وہ لوگ دوبارہ ادھر آئیں۔ تبدیلیاں دیکھ کر وہ ہوشیار ہوجائیں گے۔

آہ یہ لباس کتنا عمدہ ہے ہمارے لباس تو بالکل تباہ ہوگئے ہیں۔''

''یہ لباس تو ہم دونوں مل کر ہی پہن سکتے ہیں۔''

''ہم دونوں مل کر......'' چنکو پرخیال انداز میں بولا اور پھر اس نے لبادہ اپنے لباس پر پہن لیا اور وہ شہنشاہی پگڑی بھی سر پر رکھ لی۔ پھر اسے سر سے اتارتا ہوا بولا۔ ''منکو تم میرے کندھوں پر بیٹھ جاؤ۔''

''کیا حماقت ہے۔''

''آؤ تو سہی...... آؤ انکار نہ کرو۔'' چنکو بیٹھ گیا اور منکو اس کے کاندھوں پر سوار ہوگیا۔ ''اب یہ لبادہ اپنے کندھوں پر باندھ لو اور پگڑی سر پر رکھ لو......منکو نے اس کی ہدایت پر عمل کیا اور چنکو اٹھ کھڑا ہوا اور دونوں مل کر ایک آدمی کی جسامت اختیار کر گئے لیکن سلکی لبادے اور بڑی سی پگڑی میں وہ انتہائی مضحکہ خیز لگ رہے تھے۔ پگڑی کے بیچوں بیچ رنگین شیشے ٹنکے ہوئے تھے۔ چنکو نے چلنا شروع کر دیا...... منکو ہنس رہا تھا۔

''خاموشی سے بیٹھے رہو۔'' چنکو بولا اور آگے بڑھتا رہا۔ سلکی لبادے سے اسے زیادہ نظر تو نہیں آ رہا تھا مگر اتنا ضرور کہ وہ آگے بڑھ سکتا اس طرح وہ دور تک چلے گئے جیپ اور درخت اب کافی پیچھے رہ گئے تھے۔

''چنکو، مجھے نیچے اتارو اس حماقت......'' ابھی منکو کے منہ سے اتنے ہی الفاظ نکلے تھے کہ اس کی آواز بند ہو گئی دو گھڑ سوار ایک ٹیلے کی آڑ سے اچانک نکل آئے تھے اور انہوں نے انہیں دیکھ لیا تھا۔ یہ انہی چاروں میں سے دو تھے جوان کی تلاش میں بھٹک رہے تھے مگر وہ اس طرح سامنے آئے تھے کہ منکو کو اندازہ بھی نہ ہو سکا۔ دفعتہً گھڑ سوار میں سے ایک کے منہ سے آواز نکلی۔

''وہ۔ وہ کون ہے۔'' اور انہوں نے گھوڑے روک لئے۔ چنکو کو چونکہ صورتحال کا اندازہ نہیں تھا اس لئے وہ مسلسل آگے بڑھ رہا تھا اور اتفاق سے اس کا رخ بھی انہیں گھڑ سواروں کی طرف تھا شاید اس بات نے گھڑ سواروں کو خوفزدہ کر دیا۔ پھر چاندنی بھی پھیلی ہوئی تھی اور وہ یہ دیکھ سکتے تھے کہ ایک لبادہ پوش جس کا چہرہ بہت چھوٹا ہے اور ہاتھ ننھے منے ہیں لیکن سر پر پگڑی بہت بڑی ہے اور اس میں ہیرے جڑے ہوئے ہیں، ان کی طرف آ رہا ہے۔ ادھر منکو بھی اتنا خوفزدہ ہو گیا تھا کہ وہ چنکو کو رکنے کا اشارہ بھی نہ کر سکا۔ گھڑ سواروں کے پاس رائفلیں موجود تھیں مگر وہ شاید بھول گئے تھے۔ چنکو ان کے قریب پہنچ گیا۔ گھڑ سواروں میں سے ایک نے دہشت بھرے لہجے میں کہا۔

''کون۔ کون ہے تو......؟ کون ہے......؟'' اور منکو کے حلق سے دہشت بھری چیخ نکل گئی۔ وہ چنکو کے کندھے سے نیچے کود گیا اور دونوں لبادے میں پھنس گئے۔ ادھر منکو چیخا اور ادھر دونوں گھڑ سوار ان سے زیادہ دہشت زدہ ہو کر چیخے پھر منکو لبادے سے نکل آیا اور منکو اس سے پیچھا چھڑانے کے لئے عجیب طریقے سے اچھلنے کودنے لگا۔ چاندنی رات میں، ویران ماحول میں گھڑ سواروں کے لئے یہ منظر انتہائی دہشت ناک تھا کہ اچانک ایک شخص کے دو ٹکڑے ہو گئے ہوں اور دونوں الگ الگ اچھل رہے ہوں۔ وہ بری طرح بدحواس ہو کر بھاگے ان میں سے ایک تو نکل گیا مگر دوسرے کا گھوڑا ٹیلے سے ٹکرایا اور وہ گھوڑے سے نیچے آ رہا۔ پھر سنبھل کر اٹھا اور بھاگ کر گھوڑے پر چڑھ گیا لیکن رخ الٹا ہو گیا تھا گھوڑا آگے بڑھا تو وہ پھر نیچے آ رہا۔ اس کے حلق سے چیخیں نکل رہی تھیں اور وہ بری طرح دہشت زدہ تھا۔ غالباً گھوڑے سے دوبارہ گرنے سے چوٹیں بھی لگی ہوں گی لیکن بعد کی کوشش سے وہ سیدھا گھوڑے پر سوار ہو گیا اور ایسا بھاگا کہ پلٹ کر نہ دیکھا۔

چنکو منکو اپنا خوف بھول کر اسے دیکھنے لگے تھے۔ پھر دونوں پیٹ پکڑ پکڑ کر ہنسنے لگے اور دیر تک ہنستے رہے۔ چنکو صورت حال سمجھ گیا تھا۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

''یہ دونوں تو دوبارہ زندگی میں ادھر کا رخ نہ کریں گے۔''

''ان کا تعداد کافی ہے۔ دوسرے آ سکتے ہیں۔'' منکو نے کہا۔

''آؤ ہم پھر اسی حلیے میں آ جائیں۔''

''تمہارا دماغ خراب ہے۔ آؤ اسی طرف چلتے ہیں جدھر وہ گئے ہیں تا کہ اگر وہ آئیں تو ہم انہیں دور سے دیکھ سکیں۔'' لبادہ اور پگڑی وہیں چھوڑ کر وہ آگے بڑھ گئے۔ نہ جانے کتنا فاصلہ طے ہو چکا تھا۔ رات آہستہ آہستہ سفر طے کر رہی تھی اور وہ کسی راہ کا تعین کیے بغیر ہی آگے بڑھتے رہے تھے پھر جب چلنے کی سکت نہ رہی تو وہ رک گئے۔ ایک ٹیلہ منتخب کیا جو بہت اونچا تھا۔ دونوں مشورہ کر کے اس ٹیلے پر چڑھ گئے اور پھر آرام کرنے لیٹ گئے۔ دیر تک وہ باتیں کرتے رہے تھے اور پھر سو گئے تھے۔ دوسری صبح اس وقت جاگے جب سورج چڑھ چکا تھا چاروں طرف دھوپ پھیلی ہوئی تھی اور ٹیلے سے دور دور تک کا ماحول نظر آ رہا تھا ہر سو ویرانی طاری تھی۔ کھجور کے وہ درخت نگاہوں کی حد سے دور ہو گئے تھے جہاں انہوں نے پناہ لی تھی۔ دونوں تھکن سے نڈھال تھے اور ان پر بیزاری طاری تھی۔

''یوں لگتا ہے جیسے انہی ویرانوں کے شکار ہو جائیں گے۔ زندگی کی کوئی اُمید باقی نہیں رہی۔'' منکو ہونٹ سکوڑ کر بولا اور ٹیلے سے نیچے اترنے لگا۔ چنکو نے اس کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ منکو نے دور تک پھیلے ہوئے اونچے نیچے ٹیلوں کو دیکھا ان ٹیلوں میں غار کے دہانے نظر آ رہے تھے۔ جس ٹیلے پر وہ موجود تھے اس کے دامن میں بھی ایک دہانہ موجود تھا منکو اس دہانے سے اندر داخل ہو گیا۔ بے حد کشادہ غار تھا اور اندر سے بالکل صاف ستھرا تھا چھت کے قریب ایک کٹاؤ بھی موجود تھا جو اوپر جا کر کھل جاتا تھا لیکن سورج کی روشنی اندر نہیں آتی تھی اس کٹاؤ کا اندازہ اسے چنکو کی آواز سے ہوا جو بے اختیارانہ انداز میں اسے پکار رہا تھا اور آواز اسی کٹاؤ سے آ رہی تھی وہ دوڑتا ہوا غار سے نکل آیا اور تیزی سے ٹیلے پر چڑھنے لگا۔ چنکو کھڑا ہوا ایک طرف دیکھ رہا تھا۔

''کیا ہے......؟''

''وہ......وہ......وہ دیکھو......!'' چنکو نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ فاصلہ بے پناہ تھا لیکن بلندی کی وجہ سے وہ اس درہ نما جگہ کو دیکھ سکتے تھے جہاں ایک قافلہ رواں دواں تھا۔ گاڑیاں اور ٹرک جنہیں پہچاننا ان کے لئے مشکل نہ تھا یہ وہی لوگ تھے جن کے درمیان سے یہ نکل بھاگے تھے۔ دونوں خاموش کھڑے اس قافلے کو دیکھتے رہے پھر منکو بولا۔

''تو یہ آ گئے۔ مگر کیا انہیں اسی طرف آنا تھا یا پھر یہ ہماری بو سونگھتے ہوئے یہاں پہنچے ہیں......؟''

''میرے خیال میں انہیں اسی طرف آنا تھا۔ نیا نگر کے آثار مل رہے ہیں یقیناً پیاولی ندی بھی آس پاس ہی کہیں موجود ہے اور ہم نے جس دریا کو دیکھا تھا وہ پیاولی ندی بھی ہو سکتا ہے۔''

''اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ جو پروگرام بنا رہے تھے اس کی تکمیل اسی جگہ ہو گی۔''

''سوفیصدی مجھے یقین ہوگیا ہے۔''

''چنکو ایک بات میرے دماغ میں آئی ہے۔''

''کیا......؟''

''اگر ہم بیاولی پار کر کے ٹھاکر جگت سنگھ کے پاس پہنچ جائیں تو......؟''

''تو......؟''

''یہ قاتل گرفتار ہو جائیں گے اور ہمیں پناہ مل جائے گی۔ دونوں کام ہو جائیں گے بلکہ ہمارا کارنامہ ایاز اور ساتولی سے بڑا ہوگا۔ سرکس میں ہماری دھوم مچ جائے گی اور میں اس نک چڑھی سدھیا سے کہہ سکوں گا کہ میں نے جو کچھ کہا تھا کر دکھایا۔''

''سدھیا سے......؟'' منکو نے پوچھا۔

''ہاں منکو میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے ایک بار اس سے اظہار عشق کیا تو وہ ہنس پڑی اور میرا مذاق اڑاتی ہوئی بولی کہ اسے بچے کھلانے کا شوق نہیں ہے۔ بس مجھے غصہ آ گیا اور میں نے کہا کہ ایک دن میں ایسا کوئی کارنامہ انجام دوں گا کہ بڑے بڑے قد آور منہ دیکھتے رہ جائیں گے۔ وہ بولی کہ اگر ایسی کوئی بات ہوگئی تو وہ مجھ سے شادی کر لے گی۔''

''تم سدھیا سے شادی کرو گے......؟''

''ہاں......!''

''اس کا قد پورا چھ فٹ ہے۔''

''مجھ سے زیادہ اچھا شوہر اسے اور کوئی نہ ملے گا۔''

''اے چھ فٹ کی بیوی کے سوا دو فٹے شوہر پہلے کوئی کارنامہ انجام دے لو اس کے بعد بیوی بچوں کے بارے میں سوچنا۔ بیاولی کا بہاؤ دیکھا ہے ہم اسے پار کر سکیں گے۔''

''میں کر سکتا ہوں......!''

''کیسے؟''

''شیکا نے تیز رفتار ندی پار کرنے کا طریقہ ہمیں بتایا تھا۔ جس کنارے پر نکلنا ہے وہاں سے ایک میل پیچھے سے پانی کے بہاؤ پر اتر جاؤ کوئی جدوجہد نہ

کرو اور خود کو پانی کے بہاؤ پر چھوڑ دو بس تھوڑے تھوڑے سے کنٹے چلے جاؤ مطلوبہ جگہ پہنچ جاؤ گے۔''

''اس کا تجربہ تو نہیں کیا کبھی......؟''

''تجربہ کرنے سے ہی ہوتا ہے۔''

''اوہو۔ انہیں دیکھو شاید وہ یہاں قیام کر رہے ہیں۔'' منکو نے کہا اور چنکو ادھر دیکھنے لگا۔ ان کا اندازہ درست تھا۔ ٹرک وغیرہ رک گئے تھے اور ان سے خیمے اتارے جا رہے تھے۔ دفعتہً منکو خوش ہو کر بولا۔'' اوہ چنکو ان کے ساتھ میڈم شرمیلا بھی ہوں گی۔'' چنکو چونک کر اسے دیکھنے لگا، پھر گردن ہلاتا ہوا بولا۔

''انتخاب تمہارا ابھی برا نہیں ہے مگر شینا باہر کے کسی فرد کو سرکس میں جگہ نہیں دیتا......!''

''اب تیرا دماغ ساتھ چھوڑ رہا ہے۔ میں اس ہاتھی زادی سے عشق کی بات نہیں کر رہا میں تو سوچ رہا ہوں کہ اگر ہم دوبارہ اس تک پہنچ گئے تو ایک بار پھر ہمارا خوراک کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔''

''ہاں مگر ایک اور کام بھی ضروری ہو جائے گا!''

''کیا......؟''

''اس بار جونسن ہمیں سلاخوں میں اڑسے گا اور آگ پر بھون کر کھا جائے گا۔ ہر بار بچنا آسان نہیں ہوتا۔'' چنکو نے برا سا منہ بنا کر کہا اور منکو ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا۔ اس طرف کوئی خطرہ نہیں تھا اس لئے بقیہ وقت انہوں نے یہیں گزارا۔ یہاں سے یونٹ کا نظارہ بھی ہو رہا تھا گو فاصلہ اتنا تھا کہ بس ان کی تحریک محسوس کر سکتے تھے اور کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ انہیں اس جیپ کا اندازہ بھی اس وقت ہوا جب وہ اچانک ایک ٹیلے کے عقب سے برآمد ہوئی تھی۔ جیپ دیکھ کر وہ بدحواس ہو گئے تھے کیونکہ اس میں جونسن اور پیٹر موجود تھے۔ سب سے زیادہ خطرناک بات یہ ہوئی تھی کہ وہ وہاں آ کر رک گئے تھے۔ اب صورتحال یہ تھی کہ اگر وہ ٹیلے سے اترتے تو دیکھ لئے جاتے اور اس بات کے امکانات بھی تھے کہ وہ ٹیلے پر چڑھ آتے، خوف کے مارے ان کے سانس رک گئے تھے۔ ایسے وقت میں منکو کو وہ کٹاؤ یاد آ گیا جو اس غار میں آر پار تھا لیکن اس انداز میں کہ اندر سے نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ کٹاؤ زیادہ کشادہ نہیں تھا مگر ان کے لئے اس میں چھپنا مشکل نہ ہوا۔ وہ دم سادھے اس کٹاؤ میں ایک دوسرے سے چپکے رہے اور انہیں آہٹیں سنائی دیتی رہیں۔ بہت دیر اسی طرح گزر گئی پھر انہیں جیپ واپس جاتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس کے باوجود وہ باہر نکلنے کی ہمت نہ کر سکے۔ پھر جب اندھیرا پھیل گیا اور چاروں طرف خاموشی طاری ہو گئی تو وہ باہر نکل سکے۔ دونوں کے حواس معطل تھے۔ بہت دور یونٹ کے کیمپ پر

روشنی نظر آ رہی تھی۔ اب ان کے پاس آپس میں گفتگو کرنے کے لئے بھی الفاظ نہیں تھے۔ کھجوروں سے کچھ شکم سیری ہوئی تھی لیکن بدن کی مشین کو روکا نہیں جا سکتا تھا۔ ہاضمے کا ردعمل جاری تھا اور معدے پھر خالی ہو گئے تھے۔ پیاس بھی لگ رہی تھی۔ اس کیفیت نے انہیں نڈھال کر دیا تھا۔

''میں نے کہا تھا نا۔ ہمیں یونٹ کی طرف چلنا چاہئے۔ وہاں کچھ نہ کچھ بندوبست ہو سکتا تھا۔'' منکو نے کہا۔ چنکو سے جواب بھی نہ دیا گیا تھا۔

''اب تو اتنا طویل فاصلہ طے کرنے کی ہمت بھی نہیں ہے۔'' وہ پھر بولا اور دوسری بار بھی چنکو کا جواب نہ پا کر خاموش ہو گیا پھر وہ اس وقت چونکے جب انہوں نے ٹیلے کے پاس پھر آہٹیں محسوس کیں۔ کوئی وہاں موجود تھا لیکن انہوں نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی پھر گھوڑوں کی آہٹیں سنائی دیں اور پھر ایک کرخت آواز ابھری۔

''خبردار ہلنے کی کوشش کی تو بھیجے کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔'' اور ان کا دم نکل گیا۔ وہ مردوں کی طرح آنکھیں بند کر کے لمبے لمبے لیٹ گئے موت بالآخر سر پر آ گئی تھی وہ انتظار کرتے رہے کہ اب کوئی انہیں ٹھوکریں مار کر اٹھائے گا اور...... پھر اور پھر۔''

''چن...... چن...... کو۔'' بمشکل تمام منکو کے حلق سے آواز نکلی۔ وہ بتانا چاہتا تھا کہ چنکو کے علاوہ اس کے ساتھ اور کوئی نہیں ہے مگر خوف کے مارے آواز نہ نکل رہی تھی۔ ان کے کانوں میں آہٹیں ابھرتی رہیں اور وہ بے سدھ رہے۔ نہ جانے ان لوگوں نے ابھی تک ان کے ساتھ کوئی سختی کیوں نہیں کی۔ پھر انہوں نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں دور ہوتی محسوس کیں تو چونک کر آنکھیں کھول دیں۔

''یہ کیا ہوا......؟'' منکو نے پوچھا۔

''وہ چلے گئے۔''

''مگر...... کیوں......؟''

''خدا جانے......!''

''شاید انہیں ہم پر رحم آ گیا۔''

''ہو سکتا ہے۔''

''مگر وہ تھے کون۔ یونٹ والوں کے پاس گھوڑے تو نہیں ہیں۔'' منکو پرخیال انداز میں بولا۔ چنکو نے کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا۔ دونوں لڑھکتے ہوئے ایک دوسرے کے پاس آ گئے تھے مسلسل پریشانی، بھوک پیاس اور ناقابل یقین حالات نے ان کی حالت بہت خراب کر دی تھی اور وہ ہمت ہار بیٹھے تھے۔ نہ جانے کتنا وقت گزر گیا۔ ان پر غنودگی سی طاری ہو گئی تھی لیکن ایک بار ٹیلے کے پاس پھر ہنگامی کیفیت پیدا ہو گئی۔ اس بار بہت سے لوگ ٹیلے

کے پاس بول رہے تھے۔شاید انہیں گھیرنے کی کوشش کی جارہی تھی۔ وہ انتظار کرتے رہے مگر کوئی ان کے پاس نہیں پہنچا البتہ آوازیں وہ مسلسل سن رہے تھے۔ ''اسلحہ لے آئے ہو......؟ ہاں ٹھاکر بلبیر سنگھ وہ موجود ہے۔'' بلبیر سنگھ کا نام سن کر وہ چونک پڑے اور پھر انہوں نے باقی گفتگو پوری طرح ہوشیار ہو کر سنی اور ساری بات ان کی سمجھ میں آ گئی۔ وہ شدید مشکل کا شکار ہو گئے تھے۔ یہ بات ان کی سمجھ میں آ گئی کہ جس اسلحے کی وہ بات کر رہے تھے وہ اس غار میں منتقل ہو چکا ہے۔ پھر خود ان کے بارے میں بات چیت ہوئی اور ان کے اوسان خطا ہونے لگے یہاں تک کہ وہ سب لوگ چلے گئے۔ اب وہ اس غار کی چھت پر موجود تھے جس میں اسلحہ بھرا ہوا تھا اور تاحد نگاہ کوئی موجود نہ تھا۔ دونوں کے بدن سخت اینٹھن کا شکار تھے۔ دفعتہً چنکو اچھل کر کھڑا ہو گیا اور منکو کے حلق سے ڈری ڈری چیخ نکل گئی۔

''کیا ہوا......؟'' اس نے سہمے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

سدھیا میری ہے۔ وقت مجھے یہ اعزاز دینا چاہتا ہے۔'' چنکو نے پرجوش لہجے میں کہا۔

''آہ! کیا شدت بھوک سے تیرے حواس نے جواب دے دیا......!'' منکو دردبھرے لہجے میں بولا۔

''بھوک۔ بھوک کیا شے ہے۔ مجھے بالکل بھوک نہیں لگ رہی۔''

''کاش میں بھی پاگل ہو جاؤں کیونکہ مجھے بھوک اور پیاس لگ رہی ہے۔''

''اٹھو۔ آؤ میرے ساتھ۔'' چنکو نے منکو کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

''اوہ میرے خدا۔ بالکل ہی پاگل ہو گیا۔ ارے گر پڑوں گا میرے پیروں میں جان نہیں ہے۔ سن تو سہی ارے سنبھل کر اتر تو آخر چاہتا کیا ہے۔'' منکو چنکو کے ہاتھ سے کلائی چھڑانے کی کوشش کرنے لگا لیکن چنکو کی گرفت سخت تھی وہ تیزی سے ٹیلے کی ڈھلان اتر رہا تھا......!''

❀❀❀

صرف ایک رات ایسی تھی جب سونیا پر کچھ عجیب سے جذبات کا حملہ ہوا تھا۔ اسے وہ پھول پیش کرنے والا یاد آیا تھا۔ اس کی آواز سنائی دی تھی اس کا خواب بھی دیکھا تھا اس نے...... مگر پھر اس نے دل کی اس کیفیت سے تعاون نہیں کیا تھا حالات نے اسے اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلایا تھا۔ دونوں بہن بھائی شینا کو اول تا آخر کا درجہ دیتے تھے۔ انہیں اس کی قربانیوں کا احساس تھا۔ شینا نے انہیں اس وقت سینے سے لگا رکھا تھا جب وہ زمین پر رینگنے والے کیڑوں کی مانند تھے اور کوئی بھاری پاؤں انہیں مسل سکتا تھا۔ شینا نے حالات کا ہر بوجھ اپنے معذور جسم پر اٹھایا تھا۔ ایک اپاہج کی حیثیت سے وہ بھیک مانگ سکتا تھا اس طرح آج وہ بھکاری ہوتے۔ مگر شینا نے انہیں ایک باعزت مقام دیا تھا اور آج وہ سربلند تھے یہ احسان وہ دل

سے مانتے تھے اور شیتا کی ہر خواہش ان کے لئے ایمان کا درجہ رکھتی تھی اور سونیا جانتی تھی کہ پھول پیش کرنے والا باہر کا آدمی ہے اور شیتا کے ہاں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ بس اس نے دل سے اسے نکال دیا تھا اور اس کے بعد جو کچھ کیا تھا نفرت کے احساس کے ساتھ کیا تھا۔ لیکن اس وقت...... اس وقت ایک بار پھر اس کے دل نے مچل کر اسے احساس دلایا تھا کہ نوجوان نے اس پر کوئی نقش ضرور جما دیا ہے۔ اس کی موت نے اسے لرزا دیا تھا۔

ایاز کے حلق سے دفعتہً آواز نکلی۔ ''ارے...... یہ تو...... یہ تو...... !'' شیتا نے کود کر جیپ سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

''ارے کا سانپ سونگھ گئی تم سب کا۔ کون رہے ای۔ ارے اتارو ای کا نیچے۔'' اور سانولی جلدی سے درخت پر چڑھ گئی۔ اس نے درخت پر بندھی رسی کھول دی۔ ایاز نے اس کے جسم کو سنبھالا اور لاش نیچے اتار لی گئی۔ اسی وقت غلام شاہ کی آواز ابھری۔

''ارے...... ارے...... ای تو...... ای تو......'' اس کے بعد غلام شاہ کی آواز بھی بند ہو گئی تھی۔ اس کے چہرے پر پہلے حیرت اور پھر غم کے آثار نمودار ہو گئے۔ پھر وہ مغموم لہجے میں بولا۔ ''ای کا ہوئی......''

''اس نے خودکشی کی ہے شیتا...... !'' ایاز بولا۔

''برا ہوئی۔ کھدا کسم برا ہوئی۔ پن ای تو پولیس کے پاس رہے۔ ارے ایا جے ای اوہی رہے ناسارک۔''

''ہاں شیتا وہی ہے۔''

''پن اے ہوئی کا کوا۔ ای بہوت برا ہوئی رہے۔ ہم...... ہم ای کے لئے کھود کو ما پھ نا ہیں کر سکت۔ مگر سسر کھوپڑیا ہی گھوم گئی رہے۔ ای یہاں تک کیسے آ گیا اور پھر کھودکسی...... ارے پاگل ہوئی گیا تھا کا اے...... ہم سے ملا تو ہوتا ہم تو سسر کھود اس کے لئے دکھی رہے...... تا بھی نا ایسا با نکا ہم نے پہلے نہ دیکھا۔ ای کے ہاتھ ماں کا رہے......؟'' شیتا نے کہا اور پہلی بار ان لوگوں نے لاش کے ہاتھوں کی بھنچی ہوئی مٹھیاں دیکھیں۔ ایاز نے بمشکل تمام مٹھیاں کھولیں اور سونیا کے دل پر ایک گھونسہ پڑا۔ بھنچی ہوئی مٹھیوں میں گلاب کے دو مسلے ہوئے پھول تھے۔ شیتا نے بھی ان پھولوں کو دیکھا اور اس کے ہونٹ کپکپانے لگے۔ پتہ نہیں اس کی ذہانت نے کیا کیا اندازے لگائے تھے ویسے اس نے ایک بار بھی سونیا پر نگاہ نہیں ڈالی تھی۔

''اب کیا کریں شیتا......؟'' ایاز نے پوچھا۔

''کا بتائی ہے ہٹوا۔ اس نے تو ہمار جان ہی نکال لئی۔ ای کو بھولن واسطے ہمیں یہاں سے منڈوا اٹھائی رہے۔ اب ہم جندگی بھرای کا نا بھول سکت ہیں۔ سسرا نوکھا رہے تھا۔ ایسے جیالے کو حرام موت نا مرنا چاہئے تھا ایا جے۔ ہمار دل رو رہا ہے۔'' شیتا کی بھرائی ہوئی آواز ابھری اور اسی وقت سانولی اچھل پڑی۔ اس نے لاش کو آنکھ کھولتے ہوئے دیکھا تھا۔ پھر اس کی آواز ابھری۔

''تم چاہو تو میں زندہ رہ سکتا ہوں شیتا......!''

''او کیسے بھائی؟'' غلام شاہ چونک کر بولا۔ پھر بری طرح اچھل پڑا اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھا اور پھر ایاز سے بولا۔ ''ای کون بولا ایاج۔''

''اگر تمہیں میری موت کا افسوس ہو رہا ہے تو میں زندہ بھی ہو سکتا ہوں۔'' لاش کے ہونٹ ہلے اور شیتا کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ پھر وہ خود کو سنبھال کر پرمسرت لہجے میں بولا۔

''ارے اوئی حرام کھور۔ تو جندہ ہے۔''

''تھا نہیں...... تمہاری باتیں سن کر زندہ ہو گیا ہوں۔'' اس نے کہا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔

''ارے ای سسر انسان ہے بھی یا نا ہیں۔ ارے ہم سے سرارت کرے ہے ہڈیاں تڑوائی ہے ہمارے ہاتھ سے۔'' غلام شاہ کی حالت عجیب ہو گئی۔ سب پر سکتہ طاری تھا۔

''تم میرے ساری ہڈیاں پسلیاں توڑ دو شیتا۔ مگر مجھے اپنے سرکس میں جگہ دے دو۔ ورنہ میں دوبارہ خودکشی کر لوں گا۔'' شارق نے کہا۔

''ارے پر تو بچ کیسے گیا۔ گردن میں پھندا لگائی ہے ارے بھائی ایاجے دیکھ رہا ہے تو......!''

''پھندہ گردن میں کہاں لگایا تھا شیتا دیکھو رسیاں تو بغلوں میں بندھی ہوئی ہیں اور ڈبل ہیں ان رسیوں میں لٹک رہا تھا گردن کا پھندا ان ڈبل رسیوں کے بیچ بندھا ہوا ہے۔ اس طرح یہ پھانسی صرف بغلوں میں لگی ہوئی تھی۔ کوئی اگر خودکشی نہ کرنا چاہے تو یہ طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے......؟''

اس نے رسیاں دکھائیں جو آستینوں کے نیچے چھپی ہوئی تھیں۔ شیتا نے سر پیٹتے ہوئے کہا۔

''تو ہمیں جرور پاگل کر دے گا سارک۔ ارے کا کریں تیرا ہم۔ ہماری اکل کھراب ہوئی گئی رے۔''

''بس مجھے سرکس میں جگہ دے دو شیتا۔ ان سب سے زیادہ وفادار ثابت ہوں گا اور ان سب سے اچھا فنکار بھی۔''

''ارے تو پولیس کے چنگل سے کیسے نکل بھاگا......؟''

''تمہارے سرکس کا فنکار بھلا پولیس کے قابو میں آ سکتا ہے۔ وہاں تو اتنا وقت میں نے تمہاری خوشی کے لئے گزارا تھا جب مجھے پتہ چلا کہ تم نے سرکس ختم کر دیا ہے تو میں پولیس کو خدا حافظ کہہ کر نکل آیا۔''

''اور یہاں تک کیسے پہنچے۔''

''تمہارے ساتھ شیخا۔ ایک ٹرک کے نیچے بیٹھ کر یہ سفر کیا اور تمہارے بچن سے تمہارا نمک کھاتا رہا۔''

''ارے تو اٹھ۔ ہمارے ساتھ چل۔ ہم تو کا پیار سے سمجھائی ہے ہوا۔ تیرا ہمارا کوئی جھگڑا نا رہے۔ کھدا تجھے جندہ رکھے تو جندہ ہے ہمار جی کھوس ہوئی گیا۔ تو چل ہمارے ساتھ...... آ...... بات کریں گے تو سے۔'' وہ خاموشی سے غلام شاہ کے ساتھ جیپ میں آ بیٹھا......! سانولی، ایاز اور سونیا بھی جیپ کی طرف بڑھ گئے تھے۔

جیپ واپس کیمپ پہنچ گئی۔ راستے میں مکمل خاموشی طاری رہی تھی۔ سونیا پر ایک لمحے کے لئے جو جذباتی کیفیت طاری ہوئی تھی وہ ختم ہوگئی۔ وہ شاطر تھا فریبی تھا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ لوگ اس طرف آ رہے ہیں اس نے یہ ڈرامہ اسی لئے رچایا تھا اور...... اور سونیا کو متاثر کرنے کے لئے گلاب کے پھول مٹھیوں میں لے لئے تھے۔ مگر یہ سب فریب تھا، صرف فریب۔ اس نے ایک بار پھر سونیا کو بے وقوف بنایا تھا۔

غلام شاہ خود بھی راستے بھر کچھ سوچتا آیا تھا۔ نہ جانے کیا، کیمپ پہنچ کر وہ جیپ سے نیچے اتر گیا۔ ''آ ہوا...... ہمارے ساتھ آ جا۔'' اور وہ سعادت مندی سے گردن جھکائے غلام شاہ کے خیمے میں داخل ہوگیا۔

''ارے چا ہنوائی لے رے ایاجے۔ دوئی پیالے اندر بھجوا دے۔'' اس نے ایاز سے کہا اور پھر مسکراتی نگاہوں سے نوجوان کو دیکھنے لگا۔

''بہت چتر رہے تو بھئی کھدا کسم فکر کا رہے۔ پہلے ہم کا ای بتا ہوا تو رہے کون؟''

''میرا نام شارق زمان ہے شیخا۔''

''نام تو نے پہلے ہی بتائی دے ہے تو رے باپ کا نام رہے؟''

''فاروق زمان......!''

''کہاں کا رہنے والا......؟''

''کہیں کا نہیں۔''

''کا مطبل......''

''ہوش سنبھالا تو ایک پہاڑی قصبے کے یتیم خانے میں تھا جہاں میرے ساتھ اور پانچ بچے تھے۔ یتیموں کے نام پر بھیک مانگا کرتے تھے۔ ایک دن غیرت آئی تو وہاں سے نکل بھاگا۔ شہر آ گیا۔ یہاں محنت مزدوری کر کے زندگی گزارنے لگا۔ طرح طرح کے کام کئے پھر ایک ماسٹر صاحب مل گئے اور انہوں نے پڑھایا لکھایا۔ محنت مزدوری کرتے کرتے جوان ہوگیا۔ باپ کا نام مولوی صاحب کے رجسٹر سے معلوم ہوا تھا ماں کو کبھی نہیں دیکھا۔

بس اتنی سی بات ہے۔''

''یہ کھیل تماسے کہاں سے سیکھے تے نے......؟''

''کون سے کھیل تماشے......؟''

''ارے اے ہی جو تو دکھائی رہے۔''

''ابھی تو میں نے ایک بھی کھیل نہیں دکھایا شیخا۔ میں نے کوئی کھیل کوئی تماشا کہیں سے نہیں سیکھا۔''

''اور جو اس دن بندر کو نچائی رہے پولیس کی ہتھکڑیاں کھولے رہے او......؟''

''یہ سب کچھ تو میں خود بخود کر لیتا ہوں شیخا۔ دراصل زندگی میں کوئی دیکھ بھال کرنے والا تھا نہیں۔ پیٹ بھرنے کے لئے کچھ کام کر لیا اور اس کے بعد آوارہ گردی بندروں کی حرکتیں دیکھ کر ان کے بارے میں اندازہ لگایا۔ دوسرے جانوروں سے بھی بہت سیکھا ہے میں نے۔ جو کچھ میں سیکھنا چاہتا ہوں شیخا اسے ایک دو بار دیکھ کر سیکھ سکتا ہوں۔ تم نے سانپ اور نیولے کی لڑائی دیکھی ہوگی۔ میں بھی نیولے کی طرح سانپ کو مار سکتا ہوں۔ بلی میں جو خصوصیات ہیں وہ بھی میں جانتا ہوں تم مجھے بلندی سے گرا دو بلی کی طرح پیروں کے بل نیچے آؤں گا۔ تمہارے سرکس میں جتنے فنکار جو کچھ کرتے ہیں صرف تین دن دکھا دو مجھے میں وہی کر کے دکھا دوں گا نہ کرسکوں تو کان پکڑ کر نکال دینا۔''

غلام شاہ کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ وہ دیر تک شارق کو دیکھتا رہا پھر پریشان لہجے میں بولا۔ ''سسر کھوپڑیا اڑا کے رکھ دئی تے نے ہماری۔ ارے کا کریں ہم تیرا رے؟''

''اپنے سرکس میں رکھ لو شیخا......؟''

''اے کسی کیمت پر نا ہوسکے بٹوا۔ ساری جندگی کا کھیل کھراب ہو جائے ہے ہم ایسا نہ کر سکت بٹوا۔''

''آخر کیوں شیخا......؟''

''اے ہماری جندگی کی کہانی ہے۔ سرکس ماں جتنے لوگ ہیں او ہیں جو ہمارے قبیلے کے ہیں۔ ہم اصول بنائی ہے کہ باہر کے کسو آدمی کو اپنے ساتھ نہ رکھیں گے۔ دھوکا ہوئی ہے ہمکا، بھین کھوئی ہم اپنا پاؤں کٹے رہیں۔ ہمار کبیلے والوں نے بھیک کا پیالہ دے دئی ہمار ہاتھ ماں اور ہم کسم کھائی رہے۔ کسم کھائی رہے ہم۔ نا بٹوا۔ ساری جندگی کا مان ہم نا توڑے ہے۔ ہماری مجبوری سمجھ لے پیارا لگے ہے تو ہمیں محبت کریں ہیں تیری۔ حیران کر دئی ہے تے نے ہمیں پر اے نا ہو سکت۔ ما پھ کر دے ہمیں بٹوا، ما پھ کر دے۔ اے سرکس سسر بس جندگی گجارنے کے لئے بنائے رہیں ہم۔ اپنے دشمن کی

تلاش رہے ہمیں اور حرام کھور پڑ روال جائے ہمیں اس سے نسٹ لیں بس کسی کو نے ماں بیٹھ رہیں گے مرنے کا انجار کریں گے۔‘‘

’’پڑ روا کون ہے؟‘‘ شارق نے پوچھا۔

’’بس ہے اے تو کا کا بتائی رہے۔ ہمار تکدیر کا کھیل رہے ہم ہی بھگتیں گے۔‘‘

’’شیتا میری زندگی کا بس ایک ہی کھیل ہے تمہاری محبت حاصل کرنا اس سرکس میں اپنوں کی طرح شامل ہونا۔‘‘

’’دشمنی ہو جائی ہے اے ہمارے ساتھ۔ مجبوری ہوئی کے ہم تو کا پولیس کے حوالے کری ہے پر ہمار دل رو رہا تھا ہم نا چات رہے او سب تیری وجہ سے ہم سرکس وہاں سے اٹھائی دے رہیں۔‘‘

’’تم نے پولیس کے حوالے کیا تھا شیتا اس لئے ہتھکڑیاں پہن لی تھیں تا کہ تمہاری عزت رہے ورنہ پولیس یہ نہ کر پاتی۔ رہی دشمنی کی بات تو اتنی دوستی کروں گا تم سے کہ دشمنی کا نام بھول جاؤ گے۔ میرے خلاف کچھ کرنا چاہو گے تو دل پھٹ جائے گا تمہارا سمجھے شیتا۔ یہ میری زندگی کا کھیل ہے۔‘‘ شارق زمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’ارے تو جبر جستی کا ہے کرے ہے بھائی۔ ہمار سرکس ماں تیرے لئے جگہ نا رہے۔‘‘

’’ہاں اب تمہارے سرکس کا آدمی ہوں تمہارا پہنوں گا تمہارا کھاؤں گا جہاں تم جاؤ گے وہاں میں جاؤں گا جو کچھ تمہارے سرکس کے لئے کر سکتا ہوں کروں گا۔ آج تک تمہارے دل میں محبت جگانے کی کوشش کرتا رہا ہوں اب نہیں کروں گا۔ جا رہا ہوں شیتا اور ایک بات کان کھول کر سن لو۔ ہزار بار مرنا پڑے گا مگر تمہارے سرکس کے ایک کھونٹے کو بھی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ یہ میرا قول ہے مجھ سے کسی نقصان کی توقع نہ رکھنا۔ اچھا خدا حافظ۔‘‘

’’ارے ارے۔ او بھائی سارک سن تو ارے۔ ارے ہم تو کا مہمان بنا کر لائی ہے بے عجتی کرائے گا ہمار۔ سن بٹوا۔ آگے نیا نگر رہے کھترناک ٹھاکرا کا علاکہ ہے او۔ تے کہاں جائے گا مہمان بن کر تو رہ سکت ہے یہاں جب سرکس یہاں سے کہیں اور لے جئی ہے تو تیری جو مرجی میں آئے کر یو بھائی۔‘‘

’’میرے جانے سے تمہاری بے عزتی ہوگی شیتا......؟‘‘

’’تو اور کیا......؟‘‘

’’تو پھر ٹھیک ہے۔ مگر جس دن نکالنا چاہو تو آہستہ سے میرے کان میں کہہ دینا انڈر گراؤنڈ ہو جاؤں گا۔‘‘

’’کا ہو جئی ہے؟‘‘

''مطلب یہ کہ تمہاری نظروں سے اوجھل ہو جاؤں گا۔ جانا مجھے کہاں ہے۔''

''ای کا بہت ہے جبر جستی۔'' شیخا بے اختیار ہنس پڑا۔ اتنی دیر میں ایاز چائے لے کر آیا تھا۔'' ارے بھائی ایاز جے۔ ایک کھیمہ ای کے لئے بھی لگوائی رے مہمان ہے ای ہمار۔''

''جو حکم شیخا......!'' ایاز نے کہا اور باہر نکل گیا۔ باہر اکبر شاہ اور سونیا آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ سونیا اکبر شاہ کو پوری تفصیل سنا چکی تھی اور اکبر شاہ غصے میں تھا۔

''کیا کر رہا ہے شیخا کے ساتھ......؟'' اکبر شاہ نے پوچھا۔

''باتیں کر رہا ہے اب چائے پی رہا ہوگا۔ شیخا نے اس کے لئے ایک خیمہ لگانے کو کہا ہے۔''

''کیا......'' اکبر شاہ غصیلے لہجے میں بولا۔

''وہ سرکس میں مہمان رہے گا۔

''شیخا اصول توڑ رہا ہے۔''

''نہیں ایک اصول بنایا ہے کہ سرکس میں مہمان رہ سکتے ہیں۔''

''یہ نہیں ہو سکتا۔''

''خیمہ تو لگانا پڑے گا!'' ایاز نے کہا۔

''ہاں اس نے کہا تو ایسا کرلو......لیکن شیخا۔ آخر وہ سمجھا کیوں نہیں ہے کس طرح سمجھے گا وہ۔ سونی میری بہن ہے کوئی اس سے بدتمیزی کرے تو......شیخا کو سمجھانا پڑے گا......!'' اکبر شاہ نے کہا۔

اکبر شاہ نے غلام شاہ سے کہا......''وہ اچھا آدمی نہیں ہے شیخا!''

''کا کھرابی ہے اس ماں......؟''

''وہ وہ سونی سے بدتمیزی کرتا ہے۔''

''کا بدتمیجی کرے ہے......؟''

''وہ اسے پھول دیتا ہے۔''

''سن رے اکبرا۔ تے اے بدتمیجی ہمار ساتھ کر لیا کہ ہم برا نا مانی ہے روج پھول دیا کر ہمکا کا سمجھا۔''

''میں تو بہت کچھ سمجھ رہا ہوں شیخا۔ نہ جانے تم کیوں نہیں سمجھ رہے۔ مگر شیخا اگر بات حد سے آگے بڑھی تو...... تو...... کہیں مجھ سے تمہارے حکم کی کوئی خلاف ورزی نہ ہو جائے اس میں میری قصور نہ ہوگا۔''

''او کبھو ایسا نا کرے گا۔ ہمار تجربہ بھی کچھو رہے بٹوا۔'' غلام شاہ نے کہا اور اکبر شاہ پاؤں پٹختا ہوا باہر نکل گیا۔

❀❀❀

چنکو پر نہ جانے کیا بھوت سوار ہو گیا تھا وہ ہر خطرے سے بے نیاز ہو کر آگے بڑھ رہا تھا۔ بہرحال منکو نے اس سے انحراف نہ کیا۔ چنکو کا رخ کیمپ کی طرف ہی تھا۔ فاصلہ طے کرتے ہوئے نانی ہی یاد آ گئی تھی۔ اوّل تو یہ فاصلہ بہت زیادہ تھا۔ دوئم راستے میں بہت سی رکاوٹیں بھی تھیں۔ کہیں چڑھائی کہیں ڈھلان، انہیں اندازہ نہ ہو سکا کہ کیمپ تک پہنچنے میں انہیں کتنا وقت لگا۔ بہرحال وہ کیمپ پہنچ گئے تھے۔ دونوں کے پاؤں لڑکھڑا رہے تھے۔ شکر تھا کہ راستے میں کوئی سامنے نہیں آیا تھا۔ کیمپ میں بھی خاموشی چھائی ہوئی تھی مگر بہت دور ویسی ہی تیز روشنیاں نظر آ رہی تھیں جیسی یہ لوگ پہلے دیکھ چکے تھے۔ ایک خیمے کی آڑ میں بیٹھ کر انہوں نے کچھ دیر آرام کیا پھر چنکو نے کہا......

''میڈم شرمیلا کہاں ہو سکتی ہیں......؟''

''وہاں......'' منکو نے ایک طرف اشارہ کیا۔

''اتنے وثوق سے کیسے کہہ رہے ہو......؟''

''وہ واحد خیمہ ہے جس میں روشنی ہے......!''

''آؤ دیکھیں......!'' چنکو نے کہا اور وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر خیمے کی طرف چل پڑے۔ منکو کا اندازہ بالکل درست تھا۔ اندر سے ایسی آوازیں آ رہی تھیں جیسے کسی کو سردی سے بخار چڑھ رہا ہو۔ یہ آواز میڈم ہی کی تھی۔

''وہی ہے۔'' چنکو نے اعتراف کیا اور وہ لوگ خیمے کے دروازے سے اندر داخل ہو گئے۔ میڈم ایک بغیر ہاتھوں والی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی انہیں دیکھ کر اس کے چہرے پر خوف کے آثار نمودار ہو گئے اس نے چیخنے کے لئے منہ کھولا اور پھر فوراً ہی بند کر لیا۔ غالباً وہ اسے یاد آ گئے تھے پھر وہ چیخنے کے سے انداز میں بولی...... ''تم!''

''آپ نے ہمیں پہچان لیا میڈم......؟''

''تم کہاں چلے گئے تھے۔ میں کتنا بور ہو رہی ہوں۔ آخر تم اتنے دن کہاں غائب رہے......؟''

''مصائب میں گرفتار رہیں میڈم زندگی ہمارے لئے بے حد مشکل ہے آپ ہماری پریشانیوں کا اندازہ نہیں لگا سکتیں۔''

''تم نے مجھے منع کر دیا تھا کہ دوسروں کو تمہارے بارے میں نہ بتاؤں اس لئے خاموش رہی۔ میں اب بھی یہی کہتی ہوں کہ بلاوجہ پریشانیاں اٹھا رہے ہو۔ کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ آزادانہ میرے ساتھ دوستوں کی حیثیت سے رہو۔ بھلا بھی بس آنے والا ہے۔''

''اس وقت تک خاموش رہیں میڈم جب تک بھلا صاحب نہ آ جائیں اس کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا......!''

''تمہاری مرضی۔ مگر تم اب یہاں سے نہ جانا خاموشی سے بھلا کے آنے کا انتظار کرو......!''

''سب لوگ کہاں گئے......؟'' منکو نے پوچھا۔

''شوٹنگ کر رہے ہیں۔''

''ہم بھوکے ہیں......!'' منکو نے کہا۔

''اوہ! میں انتظام کرتی ہوں تم آرام سے بیٹھو......!'' میڈم نے کہا اور خیمے کے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے جانے کے بعد منکو نے کہا۔

''آخر تمہارا ارادہ کیا ہے۔ کیا یہیں چھپے رہو گے......؟''

''نہیں۔ صرف پیٹ بھرنے کے لئے میں یہاں آنے پر مجبور ہوا ہوں۔ اس کے بعد ہم اصل قدم اٹھائیں گے۔''

''کیا......؟''

''بیاولی عبور کر کے جگت سنگھ کے علاقے میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔ اگر اس میں کامیاب ہو گئے تو ساری مشکلیں حل ہو جائیں گی اور اگر ناکام رہے تو......تو پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا......!''

''اگر ہم میڈم کو جونسن اور پیٹر کے بارے میں سب کچھ بتا دیں تو کیا خیال ہے۔''

''بیچاری عورت ان کے ہاتھوں ماری جائے گی۔ وہ قاتل ہیں اسلحہ کے اسمگلر ہیں۔ یہ کام ان کے لئے مشکل نہ ہوگا۔ بھلا سے وہ کوئی بہانہ کر دیں گے اس کی موت کو حادثہ قرار دینا ان کے لئے مشکل نہ ہوگا اس لئے اس کو کچھ بتانا صرف اس کی زندگی سے کھیلنا ہوگا وہ ان کا کیا بگاڑ سکتی ہے۔'' چنکو نے کہا۔ منکو نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ میڈم شرمیلا ان کے لئے کھانا لے آئی اور انہوں نے نہایت ممنونیت سے شکم سیری کی۔ پھر شرمیلا کی ہدایت پر وہ الماری میں پوشیدہ ہو گئے اور تھکن اتارنے لگے۔ باہر کی آوازیں آ رہی تھیں شوٹنگ والے واپس آ چکے تھے۔

رات کے آخری پہر جب چاروں طرف سناٹا پھیل گیا اور شرمیلا کے خوفناک خراٹے خیمے میں ہلچل مچانے لگے تو وہ دونوں الماری سے باہر نکل آئے اور پھر احتیاط سے خیمے سے نکل کر چل پڑے۔ انہوں نے بیاولی ندی کے رخ کا تعین کر لیا تھا۔ چنکو نے الماری سے ہی نائیلون کی ایک رسی نکال کر اپنے لباس میں چھپالی تھی وہ ایک خطرناک کام کرنے کے لئے پوری طرح تیار تھا۔ بیاولی کا سفر کافی طویل تھا اور اس وقت دن کا اجالا پھوٹ رہا تھا جب وہ اس پرشور دریا کے کنارے پہنچے۔ اس کا بہاؤ دیکھ کر چکر آ رہے تھے منکو کو چنکو کے عزم کو دیکھ کر تعجب ہو رہا تھا۔ بہرحال وہ چنکو کو کسی طور تنہا نہیں چھوڑ سکتا تھا چنکو نے ایک بار پھر کہا۔

''میں اس دریا کو عبور کرنے کا آخری فیصلہ کر چکا ہوں۔ تم اگر چاہو تو مجھ سے علیحدہ ہو سکتے ہو۔''

''ہم دونوں ہر مشکل ترین کھیل میں ساتھ رہے ہیں چنکو...... اس کھیل میں علیحدہ کیسے ہو سکتے ہیں۔''

''تب ٹھیک ہے۔ آؤ یہ کھیل بھی مل کر کھیلیں۔ ہم اس رسی کو اپنے جسموں سے باندھ لیتے ہیں تاکہ اگر موت بھی آ جائے تو ہمیں الگ نہ کر پائے۔'' چنکو نے رسی نکال کر کہا۔ رسی کے پھندے اس طرح بنائے گئے کہ انہیں علیحدہ علیحدہ تیرنے میں کوئی دقت نہ ہو بس ایک دوسرے سے ان کا فاصلہ زیادہ نہ ہونے پائے۔ پھر انہوں نے بیک وقت دریا میں چھلانگ لگا دی۔ پانی کی روانی بھلا ان کے ننھے ننھے جسموں کو کیا خاطر میں لاتی وہ تنکوں کی طرح بہاؤ پر بہنے لگے۔ لیکن اپنی تکنیک انہوں نے برقرار رکھی تھی اپنے جسم کو دریا کے بہاؤ پر ہلکا پھلکا چھوڑ کر وہ بس تھوڑا تھوڑا دوسرے کنارے کی سمت کھسک رہے تھے۔ یہ عام آدمی کے بس کی بات نہیں تھی لیکن چونکہ سرکس میں انہوں نے ہر مشکل کو مطیع کرنا سیکھا تھا اس لئے انہوں نے یہاں بھی ہار نہیں مانی تھی اور ان کا یہ عمل ان کے لئے سو فیصد کارگر رہا۔ یہ ہولناک طوفانی سفر زیادہ طویل ثابت نہ ہوا۔ دو ننھے ننھے کمزور جسموں کے طوفانی عزم کو پانی کی قوت شکست نہ دے سکی اور بالآخر اس ہولناک سفر کا اختتام ہو گیا۔ پانی ان کی چالاکی کو نہ سمجھ سکا اور اپنی قوت کا مظاہرہ کرتا رہا لیکن دوسرا کنارہ اب دور نہ تھا۔ بالآخر وہ پانی سے نکل آئے۔ نیانگری کا شاداب علاقہ ان کے سامنے بکھرا ہوا تھا۔ کنارے سے کچھ دور ہٹ کر وہ گھاس پر لمبے لمبے لیٹ گئے۔ دماغ شل ہو رہے تھے کان بند ہو چکے تھے اور پلکیں جڑی جا رہی تھیں۔ پھر انہیں اپنے ہوش و حواس پر قابو نہ رہا اور دونوں ہی ماحول سے بے خبر ہو گئے۔ ہوش اس وقت آیا تھا جب کوئی انہیں ہوش میں لا رہا تھا آنکھیں کھلیں تو گھوڑوں کی لمبی لمبی ٹانگیں نظر آئیں اور پھر کچھ چہرے جو خطرناک تھے۔

''زندہ ہیں......'' کسی نے کہا۔

''مگر کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔'' دوسری آواز نے کہا۔

''یہ اتنے سے کیوں ہیں......؟''

''بونے معلوم ہوتے ہیں۔''

''اٹھا کر کھڑا کرو......!'' کسی نے کہا اور وہ دونوں خود ہی اچھل کر کھڑے ہوگئے ان کے قریب موجود لوگ ایک دم پیچھے ہٹ گئے تھے۔

''کیا تم ہماری بات سن سکتے ہو......؟'' ایک چوڑے چکلے آدمی نے پوچھا۔

''کیوں نہ مہاراج...... کیا یہ ٹھاکر جگت سنگھ کا علاقہ ہے......؟''

''ہاں...... مگر تم کون ہو......؟''

''ٹھاکر کے مہمان......''

''کیا مطلب......؟''

''ہمیں ٹھاکر صاحب نے بلایا ہے۔ تم ہمیں ان کے پاس پہنچا دو......!''

''مگر ہمیں کوئی اطلاع نہیں ہے اور یہاں بغیر اجازت آنا منع ہے۔'' اس شخص نے کہا۔

''ہمیں ٹھاکر صاحب کے پاس لے چلو اگر وہ ہمارے یہاں آنے پر ناخوش ہوں گے تو ہمیں جو چاہو سزا دے دینا۔'' چنکو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔'' اس شخص نے اس بات سے اتفاق کیا اور اس کے بعد ان دونوں کو ایک گھوڑا دے دیا گیا جوان کے لئے کافی تھا۔ نیا نگر کی پہلی آبادی میں ان کا داخلہ ان کے لئے بے حد سنسنی خیز تھا کافی گھنی آبادی تھی صاف ستھری خوشنما اور سرسبز مکانات قرینے سے بنے ہوئے تھے اور بازاروں میں خوب چہل پہل تھی۔ ٹھاکر جگت سنگھ کی محل نما عمارت قدیم راجاؤں کا تصور پیش کرتی تھی۔ چوبداروں اور غلام گردشوں سے گزر کر انہیں ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں پہنچا دیا گیا جہاں دو نگران ان پر مقرر کئے گئے تھے۔ باقی لوگ چلے گئے۔ آدھے گھنٹے کے بعد ایک شخص ان کے پاس آیا اور بولا۔

''میرا نام دیوان سریندر سنگھ ہے۔ ٹھاکر جگت سنگھ کو تمہارے بارے میں بتایا گیا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا تاہم انہوں نے حکم دیا ہے کہ تم رات تک انتظار کرو، رات کو وہ تم سے ملاقات کریں گے۔''

''ٹھیک ہے ہمیں کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔'' چنکو نے جواب دیا۔ اس کے بعد انہیں رات تک انتظار کرنا پڑا تھا۔ البتہ اس دوران ان کی ضروریات کا خیال رکھا گیا تھا۔ لیکن دونوں ان پر مسلط تھے۔ پھر رات کو انہیں ٹھاکر صاحب کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ ٹھاکر جگت سنگھ کی عمر ستر سال کے قریب لیکن

صحت چالیس سالہ جوان کی تھی لمبے چوڑے قدوقامت بڑھی ہوئی داڑھی مونچھوں کے ساتھ وہ بارعب شخصیت رکھتا تھا۔ انہیں دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''اتنے خوبصورت مہمان کبھی ہمارے پاس نہیں آئے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ تم نے خود کو ہمارا طلب کردہ بتایا ہے ہم نے ایسا نہیں کیا مگر تمہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔''

''کیا ٹھاکر صاحب ہمیں تنہائی میں کچھ وقت دے سکتے ہیں۔''

''کوئی ایسا کام ہے تمہیں ہم سے جس کے لئے تنہائی کی ضرورت ہے۔''

''جی ٹھاکر صاحب!''

''ٹھیک ہے۔ ہمیں تنہائی دی جائے......!'' ٹھاکر نے کہا اور وہاں موجود تمام افراد چلے گئے۔ ٹھاکر نے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔ ''کیا تم اندرونی علاقوں سے آئے ہو......؟''

''نہیں ٹھاکر صاحب...... ہمارا تعلق اس دنیا سے ہے جہاں صرف ان پہاڑوں کی کہانیاں سنائی جاتی ہیں۔''

''کیا بیاولی سوکھ گئی یا اس کے پانی کی طاقت ختم ہو گئی ہے۔''

''ہم نے اپنے عزم سے دریا کو شکست دی ہے اور اسے تیر کر پار کیا ہے......؟''

''کیا ایسا ممکن ہے......؟''

''ہمارے سچ کی تصدیق ہو جائے گی۔''

''بیاولی کو صرف چند مقامات سے پار کیا جا سکتا ہے اور وہاں ہمارا سخت پہرہ ہے۔ بہرحال تم اپنی آمد کا مقصد بتاؤ۔''

''اس سے پہلے ہم اپنے بارے میں بتانا چاہتے ہیں۔''

''بتاؤ......!''

''ہمارا تعلق ایک سرکس سے ہے اور ہمارا سربراہ غلام شاہ ہے جس کا قول ہے کہ برائیوں کے خاتمے کے لئے جو کچھ کر سکتے ہو ضرور کرو۔ ہم اس کی ہر ہدایت کی تعمیل کرتے ہیں کچھ دن قبل ہمارے سرکس میں ایک شخص کو قتل کر دیا گیا۔ دو ایسے آدمی ہماری نگاہوں میں آئے تھے جن پر ہمیں قتل کا شبہ تھا لیکن وہ غائب ہو چکے تھے اور ہم ان کی نشاندہی نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے ہم خاموش رہے البتہ ایک اور شہر میں ایک بار پھر وہ دونوں ہمیں نظر آ گئے

اور ہم ان کے بارے میں معلوم کرنے کے لئے چل پڑے اس کے بعد......'' چنکو نے پوری تفصیل بے کم وکاست جگت سنگھ کو سنا دی۔ جگت سنگھ کی کیفیت بدلتی جارہی تھی۔ بلبیر کے نام پر اس نے اچھل کر دوبارہ پوچھا۔

''بلبیر سنگھ......ٹھاکر بلبیر سنگھ۔''

''ہاں ٹھاکر بلبیر سنگھ اور باہر کی دنیا میں ڈاکو بلبیرا۔''

''تم اسے ڈاکو کیوں کہہ رہے ہو......؟''

''اس لئے کہ...... کہ وہ ڈاکو کی حیثیت سے گرفتار ہو چکا ہے اور ہم اس کے گواہ ہیں اسے سزا بھی ہوئی تھی۔''

''تمہیں یقین ہے......؟''

''سو فیصدی ٹھاکر۔''

''آگے سناؤ پھر کیا ہوا......؟'' ٹھاکر جگت سنگھ نے پر خیال انداز میں اپنی داہنی مونچھ مروڑتے ہوئے کہا۔ اس کی پیشانی پر رگیں ابھر آئی تھیں۔

''بس آگے کیا ہوتا ٹھاکر، ہمارے لئے کوئی بڑا کارنامہ سرانجام دینا مشکل تھا چنانچہ ہم نے فیصلہ کیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو سکے یہ خبر آپ کو دینی چاہئے اور اس کے بعد ہم نے تیر کر بیاولی پار کی اور آپ کے علاقے میں آگئے۔''

''بس یہیں آ کر میں پریشان ہو جاتا ہوں۔ بیاولی کو پار کرنا ناممکن ہے اسے بس چند خاص جگہوں سے پار کیا جا سکتا ہے۔''

''سرکس میں ٹھاکر ہم ناقابل یقین کارنامے سرانجام دیتے ہیں اور اگر آپ چاہیں تو آپ کے سامنے اس کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ غلام شاہ اس بار نیا نگر آنے کا ارادہ رکھتا ہے وہ آجائے پھر آپ ہمارے کارنامے دیکھیں۔'' چنکو نے خوشگوار لہجے میں کہا۔

''اسلحہ غاروں میں موجود ہے......؟'' جگت سنگھ نے پوچھا۔

''ہاں اور راون سنگھ کا اشارہ ملتے ہی اسے دوسری طرف بھیج دیا جائے گا۔''

''کس طرح......؟'' ٹھاکر نے پوچھا۔

''جہاں تک ہم ان کی گفتگو سن سکے ہیں وہ شوٹنگ کے بہانے اسے منتقل کریں گے۔'' منکو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ......ایک بات بتاؤ......تمہیں اس شخص کی شکل یاد ہے جسے ان لوگوں نے قتل کیا تھا......؟''

''ہم نے لاش کو اچھی طرح دیکھا تھا۔''

''اگر تمہیں کچھ تصویریں دکھائی جائیں تو کیا تم ان میں سے مقتول کی تصویر پہچان لو گے......!''

''کوشش کر سکتے ہیں۔'' دونوں نے بیک وقت کہا۔

''تب شاید کچھ کام بن سکے!'' ٹھاکر نے کہا اور پھر وہ خود ہی اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

''ٹھاکر کے رویئے نے ہمیں مایوس کیا ہے۔'' چنکو نے کہا۔

''ہمیں اس کی کیا پروا ہو سکتی ہے بس غلام شاہ کو ہمارا یہ کارنامہ معلوم ہو جانا چاہیئے۔'' چنکو نے جواب دیا اور پھر دونوں خاموش ہو گئے۔ ٹھاکر اندر داخل ہوا تو دونوں اسے دیکھنے لگے۔ ٹھاکر نے ایک لفافے سے بہت سی تصویریں نکال کر ان کے سامنے ڈالتے ہوئے کہا۔

''دیکھو...... ان میں سے کوئی تصویر ہے۔'' اور دونوں نے تصویریں اپنے سامنے پھیلا لیں۔ چند ہی لمحات کے بعد چنکو نے ایک تصویر نکال کر ٹھاکر کو دیتے ہوئے کہا۔

''یہ ہے مقتول کی تصویر......!''

''اوہ...... اوہ تمہیں یقین ہے......؟ ٹھاکر کے چہرے پر پہلی بار اضطراب کے آثار نمودار ہو گئے۔

''سو فیصدی یقین ہے مگر ٹھاکر...... یہ تصویر...... کیا آپ بھی اس شخص کو جانتے ہیں......؟ منکو نے پوچھا۔ مگر ٹھاکر کے چہرے پر غم کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

''تو گلاب سنگھ مارا گیا...... وہ...... میرا بھتیجا تھا۔ میرے مرحوم بھائی کی نشانی۔ اس نے کہا تھا کہ راون سنگھ ہماری ریاست کے خلاف خفیہ سازش کر رہا ہے اور اس سلسلے میں اس نے بیرونی دنیا میں کچھ کارروائیاں شروع کر رکھی ہیں وہ ان کارروائیوں کا پتہ لگانے گیا تھا۔ ساری بات کھل گئی۔ راون سنگھ اسلحہ جمع کر رہا تھا تاکہ......تاکہ......''

''راون سنگھ آپ کا کوئی رشتہ دار ہے۔''

جاری ہے......

''وہ بدبخت میرا بھتیجا ہے مگر...... مگر......'' جگت سنگھ پریشان نظر آنے لگا تھا۔ پھر اس نے کہا۔'' مجھے تمہاری باتوں پر یقین آ گیا ہے۔ معاف کرنا میں نے تم سے کچھ ایسے سوالات کئے جو تمہیں پسند نہ آئے ہوں گے لیکن وہ میری مجبوری تھی اب مجھے تمہاری باتوں پر یقین آ گیا ہے۔ تم...... تم نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ تم میرے معزز مہمان ہو۔ یہاں آرام سے قیام کرو تمہارا سرکس کب یہاں آ رہا ہے......؟''

''بس کچھ عرصہ کے بعد......!''

''تمہاری وجہ سے انہیں یہاں ہر رعایت ملے گی۔ جو کچھ تم کہو گے میں وہ سب کچھ کروں گا۔ میں تمہارے اس احسان کا پورا پورا بدلہ دوں گا تمہیں۔ تمہارا بہت بہت شکریہ دوستو...... ہاں یہ بتاؤ اگر میں تم سے درخواست کروں کہ میرے آدمیوں کو ان غاروں تک لے جاؤ تو کیا تم ہمت کر سکو گے۔''

''ہمیں تحفظ ملے گا ناٹھاکر......؟''

''مہمان ٹھاکروں کا دھرم ہوتے ہیں۔ تمہارا بال بیکا ہونے سے پہلے ہزاروں کٹ مریں گے......!''

''تب ہمیں اعتراض نہیں ہے ٹھاکر......!'' چنکو نے جواب دیا......!

''میں تمہارے آرام کا بندوبست کرائے دیتا ہوں۔ تمہیں یہاں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ تم میرے معزز مہمان ہو۔ ٹھاکر جگت سنگھ نے کہا اور تصویریں سمیٹ کر اپنی جگہ سے اٹھ گیا...... چنکو کے چہرے پر فخر کے آثار تھے مگر منکو پریشان نظر آ رہا تھا۔

❁❁❁

پتہ نہیں غلام شاہ کے دل میں کیا سمائی تھی۔ اس نے شارق کو آزاد چھوڑ دیا تھا۔ وہ سب سے مل سکتا تھا۔ سرکس کی گاڑیاں استعمال کر سکتا تھا۔ مگر اسے غلام شاہ کے ساتھ دیکھا جاتا تھا۔ نیانگر کا سفر پرسکون طریقے سے جاری تھا۔ غلام شاہ کو جلدی نہ تھی ویسے بھی راستے کے مناظر اتنے دلکش تھے کہ شہروں میں زندگی گزارنے کے بعد یہ مناظر جنت نظیر لگتے تھے۔ وہ تھوڑے تھوڑے سے فاصلے پر ہر پسندیدہ جگہ کیمپ لگا لیتے تھے اور وہاں کافی وقت گزار دیتے تھے۔ سفر کرتے ہوئے کافی دن ہو گئے تھے اس دوران چند افراد شارق پر بھرپور نگاہ رکھ رہے تھے۔ ایسا اکبر شاہ کی ہدایت پر ہو رہا تھا خود اکبر شاہ بھی اس کی پوری پوری نگرانی کرتا تھا اور کسی ایسے نکتے کی تلاش میں تھا جس کے ذریعے اسے نکالنے کا جواز پیدا ہو۔ مگر وہ بھی ایک کائیاں تھا۔ زیادہ تر غلام شاہ کے ساتھ دیکھا جاتا تھا اور غلام شاہ ان دنوں بہت خوش نظر آتا تھا۔ زیادہ تر اس کی باتوں پر ہنستا رہتا تھا۔ اس نے غلام شاہ کا مہمان بن کر سونیا کی طرف دیکھنا بھی چھوڑ دیا تھا۔ خود سونیا اس تاک میں تھی کہ اس کا چور پکڑے مگر ناکام رہی تھی۔ چند افراد کو چھوڑ کر باقی سب اس کے دوست بن گئے تھے اور اسے پسند کرتے تھے۔ غلام شاہ نے کہا۔

''اکبرا...... بڑا بہت دن ہوئی گئے پھکر کرتے ہوئے نیا مگر اب جیادہ دور نا ر ہے تھوڑی سی مسک کرائی ان لوگاں سے جروری رہے۔''

''منڈوا کھڑا کرو گے شیتا؟'' اکبر شاہ نے پوچھا۔

''اوکی کا جرورت رہے وے۔ بانسی بلیاں لگائی لو کام چل جئی ہے۔''

''ٹھیک ہے شیتا۔ اب کے پڑاؤ میں رک کر دو تین دن مشق کریں گے!'' اکبر شاہ نے کہا اسی وقت شارق بھی قریب آ گیا۔

''کیا ہو رہا ہے شیتا!''

''بس رے بڑا کو کام بتائی رہے۔''

''مجھے بھی کچھ کام بتاؤ شیتا۔''

''ارے نا بڑا۔ مہمان سے کوئی کام بولے ہے تے آرام کر۔''

''تم مجھے مہمان کہتے رہو شیتا۔ میں وہ مہمان ہوں جو کبھی واپس نہیں جاتے۔''

''نا جا بھائی مہمان کو کوئی بھگائی رہے۔ جب تیرا دل چاہے مہمان بنا رہ ہمار کا جات ہے۔'' غلام شاہ نے ہنس کر کہا۔ اکبر شاہ خاموش کھڑا تھا۔ وہ ہنستا ہوا آگے بڑھ گیا تو اکبر شاہ بولا۔

''شیتا۔ وہ عمر بھر کا مہمان ہے۔''

''نا بڑا کون عمر بھر کسی کا مہمان رہے چلا جائے گا ایک دن۔ اب او کا بھگائی بھی تو نا سکت اور پھر ای جگہ آدم نہ آ دم جاد آگے نیا نگر رہے سسر ٹھکرا کے ہاتھ لگ جئی رے تو مار کوٹ کر پھینک دیں۔ گجا رلین دے تھوڑے دن اور چلا جائی ہی ارے اکبرا رے۔ ہمار سسر چنگ منک کا کبھو پتہ نہ چلی ہے۔''

''کیا کیا جا سکتا ہے شیتا۔ کیا کر سکتے ہیں۔''

''دل پر داگ دے گئے رے اور...... اپنی مرجی سے گئے تھے تو سسر ہمکا نا کو نو اور کا کئی جات...... اور اگر کچھ ہوئی گئی رے تو سیکھا کی گلتی رے اپنے بچوں کی حفاجت نہ کر سکا او'' اکبر شاہ خاموش رہا تھا۔ تو او سے بات نہ کرے ہے۔''

''کس سے شیتا؟''

''سارک سے۔''

''میں صرف اس وقت کا منتظر ہوں شیتا جب وہ ہمیں کوئی نقصان پہنچا دے اور تم بھی اس کا انتظار کرو۔''

''ہارے کمینے۔ تو انتجار کرتا رہ۔ تیری کھواس کبھی نا پوری ہوئی ہے۔ بڑے کالے دل کا ہے بھائی۔'' اکبر شاہ آگے بڑھ گیا تھا۔

دوسرے قیام میں شیگا کی ہدایت کے مطابق کام شروع ہو گیا۔ خیموں کا دائرہ بنا دیا گیا تھا۔ درمیان کے وسیع میدان میں پول نصب کئے جانے لگے۔ صرف تمبو نہیں تانے گئے تھے۔ باقی سارے کام باقاعدہ تھے سب ہی کے بدن ٹوٹ رہے تھے۔ مشقیں انہیں جسمانی طور پر فٹ رکھتی تھیں اور ان کے نہ ہونے سے وہ کہولت محسوس کرتے تھے۔ شیگا کے اس اعلان کا سب نے خوشی سے خیر مقدم کیا تھا اور مستعدی سے کام میں مصروف ہو گئے تھے۔ شام تک سارے کام مکمل ہو گئے جھولے تن گئے اور سرکس کام کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ مشقوں کا آغاز دوسرے دن سے ہونا تھا۔ رات آدھی کے قریب ہو گئی تھی اکبر شاہ اپنے خیمے میں تھا کہ اسے کچھ عجیب سی آہٹیں محسوس ہوئیں اور وہ چونک کر اٹھ گیا۔ چاروں طرف گہری کالی رات پھیلی ہوئی تھی۔ بالکل برابر سونیا کا خیمہ تھا۔ آہٹیں مسلسل تھیں۔ اکبر شاہ خیمے سے نکلا تو اس نے سونیا کو بھی خیمے کے دروازے پر دیکھا اس کے ہاتھ میں طاقتور ٹارچ تھی۔

''کیا بات ہے سونی؟''

''یہ کیسی آوازیں ہیں؟'' سونیا نے کہا اور اکبر شاہ کی نگاہیں بے اختیار اوپر اٹھ گئیں۔ جھولا گردش میں تھا اور کوئی اس پر موجود تھا اکبر شاہ نے ٹارچ روشن کر لی اور پھر دونوں نے اسے پہچان لیا۔ وہ شارق تھا۔ دونوں کے منہ حیرت سے کھل گئے۔ جھولا تو لگا ہوا تھا لیکن اوپر چڑھنے کی سیڑھیاں ابھی نہیں باندھی گئی تھیں بغیر سیڑھیوں کے جھولے پر جانے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا وہ وہاں کیسے پہنچ گیا...... ٹارچ کی روشنی اس پر پڑی تو اس نے جھولا چھوڑ دیا اور اسٹینڈ پر آ گیا۔ روشنی نے وہاں اس کا تعاقب کیا تو وہاں سے چھلانگ مار کر ایک پول پر اس سے دوسرے اور پھر تیسرے پول پر آ گیا اور پھر وہاں سے پھسلتا ہوا نیچے۔ اکبر شاہ آگے بڑھ کر اس کے پاس آ گیا۔

''یہ کیا ہو رہا تھا؟''

''مشق۔'' اس نے جواب دیا۔

''مشق یا کچھ اور۔''

''نہیں صرف مشق۔''

''کس نے اجازت دی تھی تمہیں۔''

''اس کے لئے اجازت لینا ہوتی ہے؟''

''ہاں شیتا کی اجازت۔''

''مجھے معلوم نہیں تھا، شیتا سے پوچھ لوں گا۔''

''تمہیں یہ سب کچھ نہیں کرنا چاہئے۔''

''کیوں اکبر بھیا۔''

''سمجھ میں نہیں آتا کس قسم کے انسان ہو۔ یہاں کوئی تمہاری موجودگی پسند نہیں کرتا اس کے باوجود تم یہاں ہو۔ ہر چیز کو اس طرح استعمال کرتے ہو جیسے تمہیں اس پر حق حاصل ہو۔ اگر تم شیتا کے مہمان ہو تو مہمان کی طرح وقت گزارو۔ مہمانوں کی کچھ حدود ہوتی ہیں۔''

''میں مہمان نہیں ہوں اکبر بھیا۔''

''زبردستی تم یہاں نہ رہ سکو گے شارق۔''

زبردستی نہیں اکبر بھیا۔ تم لوگوں کے پیار کے ساتھ ہی یہاں رہوں گا۔ یہ میرا عزم ہے۔''

''ہم تمہیں پسند نہیں کرتے۔''

''اسی کوشش میں مصروف ہوں کہ تم مجھے پسند کر لو۔ مجھے میرا کام کرنے دو تم کیوں راستہ روکتے ہو۔''

''تم شیتا کی کمزوری ہو ہماری نہیں۔ شیتا معصوم صفت اور ہمدرد انسان ہے لیکن یہ معاملہ سارے قبیلے کا ہے شیتا قبیلے سے ہٹ کر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔''

''ایک دن میں تم سب کی کمزوری بن جاؤں گا اکبر شاہ اسے لکھ لو۔''

''ایسا ہوا تو میں اس پورے سرکس کو فنا کر دوں گا۔''

''تب میں ایک اور سرکس بنا دوں گا۔'' اس نے کہا۔ اس دوران اس نے سونیا کی طرف نگاہ بھی نہیں اٹھائی تھی۔

''سنو۔ اس کے بعد تم ایسی کوئی حرکت نہیں کرو گے جو تم نے اس وقت کی ہے میں رنگ ماسٹر ہوں یہ بھی سوچ سکتا ہوں کہ تم ہمارے سرکس کو نقصان پہنچانا چاہتے ہو جھولے کمزور کرنا چاہتے ہو۔ یہ ہمارے فنکاروں کی زندگی کا سوال ہے اس میں شیتا بھی مداخلت نہیں کر سکتا۔''

''ہوں۔ یہ بات وزن دار ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں آئندہ یہی کوشش کروں گا کہ جو کچھ بھی کر رہا ہوں تمہیں معلوم نہ ہو۔'' اس نے کہا اور اپنے خیمے کی طرف بڑھ گیا۔ سونیا اور اکبر شاہ وہیں کھڑے رہ گئے تھے۔ پھر اکبر شاہ نے کہا۔

''ہم لوگ شیتا کی بہت عزت کرتے ہیں لیکن شیتا ہمیں مجبور کر رہا ہے کہ ہم اس سے انحراف کریں۔ آؤ سونی۔'' سونیا اکبر شاہ کے خیمے میں آ گئی تھی۔

''اس نے پھر تو تم سے کوئی بدتمیزی نہیں کی۔''

''کمبخت نظر اٹھا کر دیکھتا بھی نہیں۔'' سونیا نے کہا۔

''چالاک ہے وہ مگر سونی۔ تمہارا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے۔''

''پہلے تو میں نے اس کے بارے میں غور نہیں کیا تھا لیکن جو چالیں وہ چل رہا ہے وہ ہماری توہین کے مترادف ہیں۔ وہ ہماری مرضی کے خلاف ہمارے ساتھ ہے اور رفتہ رفتہ شیتا کو اپنی مٹھی میں لے رہا ہے۔''

''یہ معاملہ اتنا معمولی نہیں ہے سونی۔ میں نے شیتا کو بہت سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ نہیں سمجھ رہا ہمیں شیتا کی معصوم فطرت کا اندازہ ہے لیکن ہم اس کام کو ایسے ہی نہیں چھوڑ سکتے۔''

''پھر کیا کیا جائے؟''

''خود ہی کچھ کرنا ہوگا۔''

''مگر کیا۔''

''اس سے پہلے کہ وہ ہمیں کوئی نقصان پہنچا دے اس سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے۔''

''میں تمہاری ہم خیال ہوں۔'' سونیا نے کہا اور اکبر شاہ کچھ سوچنے لگا۔ پھر آہستہ سے کہا۔

''اگر اسے جھولے سے گرا دیا جائے تو۔'' سونیا چونک کر اکبر شاہ کو دیکھنے لگی۔ پھر بولی۔

''کیا یہ آسان ہوگا۔''

''آسان بنایا جا سکتا ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں توڑ دیے جائیں تو پھر اس کا یہ دعویٰ بیکار ہو جائے گا کہ وہ ہماری سرکس میں شامل ہو جائے۔''

''وہ مر بھی سکتا ہے۔''

''مر جائے۔'' اکبر شاہ بولا۔

''شیتا کو سنبھالنا آسان ہوگا۔''

''شیتا کبھی یہ ثابت نہ کر سکے گا کہ ہم نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔''

''کیسے؟''

''اسے سرکس میں شامل ہونے کا بہت شوق ہے نا...... تم اسے جھولے پر بلالو۔ جھولے پر کام کرتے ہوئے تمہیں ایک بار اسے مس کرنا ہوگا بس کام بن جائے گا اور ایک اناڑی کا مس کر جانا کوئی اہم بات نہیں ہے شیتا افسوس کے سوا کچھ نہ کر سکے گا۔''

سونیا سوچ میں ڈوب گئی پھر بولی۔ ''اس کے لئے اسے منہ لگانا پڑے گا۔''

''یہ ضروری ہے سونیا۔ اس نے مجھے جنون میں مبتلا کر دیا ہے۔ شیتا اس کے بارے میں کچھ سننا پسند نہیں کرتا اور اس کے دعوے تم سنتی ہو۔ وہ زبردستی ہمارا مہمان رہے گا یہ ناممکن ہے سونیا۔''

''ٹھیک ہے۔ میں یہ کام کرلوں گی۔''

''بہت احتیاط سے کام کرنا ہوگا۔ کوئی ہمارے اس پروگرام کا رازدار نہیں ہونا چاہئے۔''

''اطمینان رکھو۔'' سونیا نے آہستہ سے کہا۔

شیتا کے انداز سے لگتا تھا جیسے وہ یہاں کئی دن مشقیں جاری رکھنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس نے کچھ ایسا ہی پھیلاؤ اختیار کیا تھا۔ دوسری صبح سب مشقوں میں مصروف ہو گئے۔ شیتا خود بھی رنگ میں تھا۔ عبداللہ گلیاں اچھال رہا تھا سانولی اور ایاز رسے پر دوڑ رہے تھے۔ شارق شیتا کی کرسی کے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔

''عبداللہ رے۔ او ئی عبداللہ۔'' شیتا نے آواز دی۔

''جی شیتا۔''

''گلی کی چھتری بنائے سکت رہے گا۔''

''چھتری۔''

''ہاں سیدھی تو نے گھمائے ہی ہے چھتریاں کی طرح گلی گھمائے تو جانیں دو چار گلیاں ہمیں دے۔ ارے جرا اتار بھائی ای ٹم ٹم سے ہمیں۔'' شیتا نے شارق سے کہا پھر وہ کرسی سے اتر کر کٹی ہوئی ٹانگوں پر کھڑا ہو گیا۔ چار گلیاں اس نے ہاتھوں میں سنبھالیں اور انہیں سیدھا گھمانے لگا۔ پھر یکلخت اس نے ایک گلی چھتری کی طرح سیدھی کرلی اور اسے گھما کر پکڑ لیا اور پھر دوسری اور پھر تیسری اور چوتھی سب اپنا اپنا کام چھوڑ کر اسے دیکھ رہے تھے۔ عبداللہ حیرت و دلچسپی سے شیتا کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا۔

''شیتا، تو شیتا ہے۔ میں نے اس طرح گلی گھمانے کے بارے میں سوچا بھی نہیں۔ گلی اپنے وزن سے اچھلی ہے اور اسی طرح اس کا توازن رہتا ہے

اس طرح اچھال کر اس کے بیلنس کو کنٹرول کرنا ناممکن ہے۔''

ارے تو ہار سیکھا کو بس ای ''نا ممن کن'' سے چڑ ہے۔ چل اچھال کر دکھائی۔''

''کوشش کرتا ہوں شیخا۔'' عبداللہ نے کہا اور ایک گلی کو چھتری کی طرح سیدھا کیا مگر وہ دور جا گری۔ پھر وہ بار بار کوشش کرتا رہا ایک بھی گلی سیدھی نہ پکڑی جا سکی۔

''لا ہمیں دے۔ دیکھ اس ماں جیا وہ طاقت نہ استعمال کریں اتنی زور سے اچھال کہ او دور کر جائے ڈانڈی پر نجر رکھ نجر کا کمال رہے بس ای۔ ایسے ایسے شیخا نے پھر گلیاں اچھالنا شروع کر دیں۔

''زبردست مشق کی ضرورت ہے شیخا۔'' عبداللہ نے کہا۔

''لے کوسس کر۔'' غلام شاہ نے ایک گلی عبداللہ کے ہاتھ میں دی اور عبداللہ نے پھر گلی اچھالی بلال جاہ کا سر پھوٹتے پھوٹتے بچا تھا۔'' نا رہے سرا ایسے نا۔ ایسے نا ہنوا۔'' غلام شاہ نے گردن ہلاتے ہوئے کہا اور اسی وقت شارق نے ہاتھ پھیلا دیے۔ گلیاں شیخا کے ہاتھ میں تھیں اس نے چونک کر شارق کو دیکھا اور پھر کچھ نہ سمجھ کر باقی تین گلیاں اس کے ہاتھ میں دے دیں۔ شارق نے گلیاں بالکل صحیح انداز میں پکڑیں اور پھر ایک گلی اس کے ہاتھ سے نکل کر چھتری کی طرح گھومی اس کے سر سے اونچی ہوگئی۔ شارق نے کامیابی سے اسے پکڑا اور پھر دوبارہ تھما دیا پھر دوسری اور تیسری گلی بھی تھوڑے تھوڑے فاصلے سے چھتری کی طرح گھومنے لگی۔ شیخا پتھر کے بت کی طرح ساکت تھا اور تین گلیاں چھتری کی طرح مسلسل گھوم رہی تھیں چوتھی عبداللہ ہاتھ میں لئے کھڑا تھا۔ پھر ایک ایک کر کے شارق نے تینوں گلیاں پکڑ لیں۔

''تے سرسب کو پاگل کر کے چھوڑی ہے اری ایک بیری تو سچ بول دے کون سے استاد کا چیلا رہے تو۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''استاد غلام شاہ کا۔'' وہ مسکرا کر بولا۔

''جھوٹ بکے سر، کو تو نا مانے والی بات رہے۔ ای آسان کھیل نا رہے۔''

''تم نے دوبارہ انہیں اچھالا میں نے اسے دیکھ لیا شیخا۔ اپنے ان آدمیوں سے کہو کوئی کام کریں دو تین بار کر کے دکھائیں میں ویسے ای کر کے دکھاؤں گا۔''

''جرورت نا رہے۔ جرورت نا رہے بھائی۔ تے یہی ٹھیک کہے ہے ہم سب سرپاگل ہیں۔ ارے دیکھو پیارے ایاج۔ سر کیسی سچائی سے جھوٹ بولے ہے۔'' شیخا اس پر تبصرے کرتا رہا۔ دوسرے لوگوں نے پھر مشقیں شروع کر دی تھیں۔ شیخا رنگ سے چلا گیا مگر شارق وہیں موجود تھا۔ اکبر شاہ

نے سونیا کو آنکھ سے اشارہ کیا اور سونیا نے گردن ہلا دی۔ پھر وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی شارق کے پاس آ گئی وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

''تم نے شیٹا کو اپنی مٹھی میں جکڑ لیا ہے۔''

''میرے ہاتھ خالی ہیں۔'' وہ مسکرا کر بولا۔

''تم نے کسی سرکس میں کام نہیں کیا۔''

''ابھی تک نہیں۔ اب کروں گا۔''

''اور تم یہ کام چند منٹ میں سیکھنے کا دعویٰ کرتے ہو۔''

''ہاں!''

''میرے ساتھ جھولے پر کام کرو گے۔''

''ضرور کروں گا۔'' اس نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں جھولے پر جا رہی ہوں۔ سنو میرے ساتھ آؤ۔'' سونیا نے کہا اور سلونی کو لے کر رسیوں کی جانب بڑھ گئی۔ پھر وہ جھولے پر سلونی کو قلابازیاں کھلاتی رہی اور اس کے بعد سلونی کو نیچے جانے کا اشارہ کر دیا۔ اس کے چہرے پر سرخی پھیلی ہوئی تھی اور آنکھوں میں جرم کے سائے رقصاں تھے۔ شارق مطمئن انداز میں سیڑھی پر چڑھ گیا۔ اکبر شاہ ایک گوشے میں جا کھڑا ہوا تھا۔ سونیا جو کچھ کرنے جا رہی تھی اسے معلوم تھا وہ جانتا تھا کہ اب کیا ہونے والا ہے لیکن جو کچھ ہوگا وہ ضروری ہے۔ اس کے بعد شیٹا کو یہ بتانا ہوگا کہ اس میں ان کا قصور نہ تھا اسے ہی ہر کام کو کر ڈالنے کا دعویٰ تھا۔

سونیا نے ایک نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی اور آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا تنفس تیز ہونے لگا تھا۔ کس بلا کا اعتماد تھا اس کے چہرے پر جیسے وہ دنیا کو تسخیر کر لینے کی قوت رکھتا ہو جیسے اس کی ذات کے لئے کہیں کوئی خطرہ نہ ہو۔ اس کی روشن آنکھوں میں بجلیاں کوندرہی تھیں۔ اس کے حسین نقوش کچھ اور تیکھے ہو گئے تھے۔ وہ فخر سے سربلندی سے تختے پر پہنچنے کے لئے چڑھ رہا تھا اور اکبر شاہ کا چہرہ پھیکا پڑتا جا رہا تھا۔ دونوں بہن بھائی اس کے سامنے احساس کمتری کا شکار ہو گئے تھے۔ اکبر شاہ جانتا تھا کہ غلام شاہ کو اگر صحیح صورتحال معلوم ہو گئی تو وہ اسے کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اس کا کہنا تھا کہ اگر پاگل ہو جاؤ تو خودکشی کر لو کسی اور کو اس حالت میں بھی نقصان نہ پہنچاؤ اور اس نے خود اس پر عمل کیا تھا لیکن اس مسئلے کو اکبر شاہ اپنی عزت کا مسئلہ سمجھتا تھا۔ اگر شارق سونیا کی طرف مائل نہ ہوتا تو شاید اکبر شاہ اسے معاف کر دیتا لیکن ایسا تھا۔ غلام شاہ سے اس نے یہ حقیقت بھی بیان کر دی تھی اور اسے

حیرت تھی کہ غلام شاہ نے چشم پوشی اختیار کی تھی۔ نہ جانے کیوں......؟ شارق غلام شاہ کو پسند تھا لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں تھا کہ اسے سونیا پر اختیار حاصل ہو جائے۔

ادھر سونیا کے دل نے کئی بار اس سے بغاوت کی لیکن وہ بھی ضدی فطرت کی مالک تھی۔ شارق نے جو انداز اختیار کیا تھا اس میں خودسری تھی اپنے آپ پر حد سے زیادہ اعتماد تھا۔ اگر وہ نرم روی اختیار کرتا اگر اس کے انداز میں جھکاؤ ہوتا تو شاید وہ اس قدر برگشتہ نہ ہوتی مگر وہ تو کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔ وہ حکمران رہنے کا قائل تھا۔

چند لمحات کے بعد وہ تختے پر پہنچ گیا اور اس نے جھولا سونیا کی طرف پھینک دیا۔ سونیا نے جھولا پکڑ لیا اور پھر اس نے پہلا سفر کیا۔ دوسرا اور پھر تیسرا۔ وہ پھر سامنے کے تختے پر جا کھڑی ہوئی۔ اس کے بعد شارق اپنا جھولا لے کر چل پڑا اور اس نے بھی کئی جھونٹے لئے۔ سونیا اپنے جھولے پر دو جھونٹے لے کر گھٹنوں کے بل اس پر لٹک گئی۔ دوسری سائیڈ شیرا آگئی تھی جو جھولا پھینکنے پر مامور تھی۔ پھر کھیل شروع ہو گیا۔ شارق اپنے جھولے پر الٹا ہو گیا اور اسے تیسرے جھونٹے پر جھولا چھوڑنا تھا اب تک اس نے کوئی غلطی نہیں کی تھی اور جھولے کے اصول یاد رکھے تھے۔ تیسرے جھونٹے پر اس نے تین قلابازیں کھائیں اور سونیا نے اسے پکڑ لیا دو جھونٹے لینے کے بعد شیرا نے جھولا پھینکا اور اس نے با آسانی اسے پکڑ لیا۔ نیچے تالیاں گونج اٹھی تھیں۔ شارق نے کامیاب مظاہرہ کر دکھایا تھا لیکن تالیوں کی اس گونج نے سونیا کو جگا دیا۔ اسے کچھ یاد آ گیا تھا چنانچہ اس نے تالی بجائی اور کھیل دوبارہ شروع ہو گیا۔ دوسری بار بھی شارق نے کامیاب مظاہرہ کیا تھا اور نیچے کھڑے ہوئے لوگ بے اختیار بول پڑے تھے۔

''ناممکن۔ یہ سرکس کا مکمل تجربہ رکھتا ہے۔''

''صرف چند بار دیکھ کر ایسے کھیل کھیلنا ناممکن ہے۔''

سونیا نے پھر تالی بجائی اور اس نے ایک ہاتھ سیدھا کھڑا کر دیا۔ وہ تیسری بار بھی مظاہرہ کے لئے تیار تھا۔ ایک لمحے کے لئے سونیا کا دل دھڑکا لیکن اس نے دانت بھینچ کر خود پر قابو پا لیا۔ دو جھونٹے اس نے بھرپور لئے اور پھر تیسرے جھونٹے کے لئے تیار ہو گئی۔ اس بار اسے اپنی رینج کم کرنا تھی لیکن صرف ایک فٹ کم۔ اس سے زیادہ رینج کم کرتی تو قابل گرفت ہوتی وہ اپنے جھولے پر چل پڑا تھا اور چشم زدن میں سب کچھ ہو گیا تھا سونیا اس سے ایک فٹ پیچھے رہی۔ اس نے اپنے جھولے کو چھوڑ کر قلابازی کھائی لیکن سونیا کا ہاتھ ایک فٹ پیچھے تھا شارق کے ہاتھ اس کے ہاتھوں تک نہ پہنچ پائے اور نیچے سے بے شمار چیخیں ابھریں کیونکہ نیچے جال بھی نہیں تھا لیکن اس کے بعد جو کچھ دیکھا گیا وہ ناقابل یقین تھا۔ شارق کا چھوڑا ہوا جھولا اس سے کوئی دس فٹ دور چلا گیا تھا اور سونیا کے ہاتھوں سے محروم ہو کر شارق نے کمر کو لچکا کر تڑپ کر رخ بدلا تھا اور واپس جاتے ہوئے جھولے پر لپک کر

دس فٹ آگے اسے پکڑ لیا تھا۔

غلام شاہ کے سرکس کے کسی فنکار کے پاس یہ فن نہ تھا۔ شاید کسی انسان کے پاس نہ تھا یہ تو لنگور کی روایت تھی کہ وہ اپنے نشانے کو نہ پاکر واپس پلٹنے کی قوت رکھتا ہے اور اس وقت ایک انسان نے کمر کی اس قوت کا مظاہرہ کیا تھا۔ شارق واپس اپنے جھولے کے ذریعے تختے پر آ گیا۔ شیرا نے گرنے سے بچنے کے لئے رسیاں پکڑ لی تھیں اور سونیا اسی طرح گھٹنوں پر لٹکی ہوئی منتظر تھی اس کی آنکھیں بند تھی اور اکبر شاہ اپنے جگہ کھڑا تھوک نگل رہا تھا۔ اس نے رسی پکڑی اور پھسلتا ہوا نیچے آ گیا۔ کسی کے منہ سے آواز نہ نکل سکی تھی۔ سونیا نے دوسری کوئی آواز نہ سن کر نہ جانے کیسے آنکھیں کھولی تھیں اور اسے صحیح سلامت کھڑے دیکھا تھا۔ وہ اس طرح دوسرے کھیلوں کی طرف متوجہ ہو گیا جیسے کوئی خاص بات نہ ہوئی ہو حالانکہ ابھی چند لمحات قبل موت کی سرحدوں سے واپسی ہوئی تھی اکبر شاہ وہاں سے چلا ہی گیا۔ غالباً اس میں یہاں رکنے کی سکت نہ رہی تھی۔ بلال جاہ نے البتہ اس سے کہا۔

''سب لوگوں کا خیال ہے کہ تم پہلے بھی کسی سرکس میں کام کرتے رہے ہو بدن کا یہ لوچ اور اندازے کی پختگی اس بات کا ثبوت ہے کہ سب کا خیال درست ہے۔ مجھے بس یہ حیرت ہے کہ اگر تم واقعی کسی سرکس میں کام کرتے تھے تو سرکس والوں نے تمہیں چھوڑ کیسے دیا یا تم نے خود اپنی مرضی سے......؟''

''اور میری سمجھ میں ایک بات نہیں آتی۔'' وہ کسی قدر چڑ کر بولا۔

''کیا......؟''

''کیا اس سرکس میں سچ بولنے اور سچ پر یقین کرنے کا رواج ہی نہیں۔ سچ بولنے والے ہی سچ پر یقین کرتے ہیں میں نے ایک ایک شخص کو بتایا ہے کہ کسی سرکس سے میرا کوئی تعلق نہیں رہا ہے۔ بس مجھ میں یہ صلاحیت ہے کہ کوئی کام میرے سامنے کیا جائے اور میری توجہ اس کام پر مرکوز ہو جائے تو میں اسے فوراً سیکھ لیتا ہوں اور اب تک میں یہی کرتا رہا ہوں۔''

''تب تم انسان نہیں ہو۔'' بلال جاہ بولا۔

دوسری طرف شیرا اور سونیا بھی جھولے سے اتر آئے تھے۔ سونیا کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا اور وہ اپنے خیمے کی طرف بڑھی تو شیرا بھی اس کے پیچھے پیچھے آئی اور اس نے کہا۔

''کیا یہ شیتا کا حکم تھا؟''

''کیا......'' سونیا چونک کر بولی۔

''ہم لوگوں نے کبھی انسانی زندگی سے یہ مذاق نہیں کیا۔ شیتا کی انسان دوستی کہاں گئی......؟''

''تمہارا دماغ خراب ہے کیا؟'' سونیا پھنکاری۔

''سونیا، تمہارے ساتھ جوان ہوئی ہوں میں۔ بس سرکس میں یہی ایک خوبی تو ہے کہ اس میں کام کرنے والے ہر انسان کا ایک دوسرے سے ذہنی رشتہ ہے۔ ہم ایک دوسرے سے اتنی واقفیت رکھتے ہیں کہ کھیل کے دوران کسی سے غلطی بھی ہو جائے تو دوسرا اس غلطی تک کو سمجھ جاتا ہے اور اپنا بچاؤ کر لیتا ہے۔ بتاؤ کیا ایسا نہیں ہے؟''

سونیا اپنے خیمے میں داخل ہو گئی شیرا بھی اس کے پیچھے اندر آ گئی تھی سونیا نے اسے گھور کر دیکھا اور بولی۔ ''مجھ سے کوئی کام ہے؟''

''ہاں!''

''کیا......؟''

''تمہاری اس حرکت کی وجہ معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ مجھ سے زیادہ اور کون جان سکتا ہے کہ تم نے فاصلہ کم کر کے جان بوجھ کر اسے مس کیا تھا اس کی موت یقینی تھی اگر وہ حیرت انگیز طور پر جھولا پکڑ نہ لیتا۔''

''شیرا۔ کیا تم بدتمیزی نہیں کر رہیں؟''

''کیا یہ شیتا کا حکم تھا؟'' شیرا نے کہا۔

''تم یہاں سے فوراً نکل جاؤ۔'' سونیا غرائی۔

''تب پھر یہاں سے میں شیتا کے خیمے میں جاؤں گی اور یہ سوال اس سے کروں گی ہم سب کے لئے شیتا نے اصول بنائے ہیں اور ان اصولوں کو ہمارے لئے ایمان کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ ہم اس کے اصولوں سے عقیدت رکھتے ہیں وہ صرف ہم پر ہی اپنے اصول لاگو نہیں کر سکتا اسے خود بھی ان اصولوں پر عمل کرنا ہوگا۔ ورنہ ہم سب اس سے انحراف کریں گے وہ ہمیں بتائے کہ اس طرح شارق کی زندگی لینے کی کوشش کیوں کی گئی۔''

''شیرا۔ تم حد سے آگے بڑھ رہی ہو۔''

''کون سی حد کی بات کر رہی ہو سونیا کیا کوئی حد قائم کی گئی ہے۔''

''تم۔ تم بالکل ہی پاگل ہو گئی ہو۔ کیوں اس کے لئے مجھ سے لڑ رہی ہو۔''

''وہ ہنستا کھیلتا جھولے پر گیا تھا اور اگر وہ بے پناہ صلاحیتوں کا مالک نہ ہوتا تو ہم اس وقت اس کی لاش اٹھا رہے ہوتے۔ ہم سب ایک قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اور ہمارے درمیان قبیلے کا رشتہ ہے وہ بھی انسانوں کے قبیلے سے تعلق رکھتا ہے اور ہمارا اس سے انسانیت کا رشتہ ہے۔ وہ مر جاتا تو......؟''

''جہنم میں جاتا مجھے کیا۔''

''تمہیں یہ حق کس نے دیا!''

''تمہاری بکواس بہت ہوگئی جاؤ چلی جاؤ یہاں سے۔ میں اس سے زیادہ برداشت نہیں کرسکتی۔''

''سونیا! غلطی کررہی ہو۔ میں اس مسئلے کو آسانی سے نظرانداز نہیں کروں گی۔ سوچ لو اس کے بعد مجھ سے شکایت نہ کرنا۔'' شیرا کا لہجہ بھی بہت سخت تھا۔ سونیا پریشان نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

''تمہاری اس سے اس قدر ہمدردی میری سمجھ میں نہیں آرہی شیرا۔ تم جانتی ہو وہ مجھے پریشان کرتا ہے وہ۔ وہ یوں لگتا ہے جیسے جیسے اور پھر اکبر شاہ اس سے سخت نفرت کرتا ہے اور...... اور......'' سونیا جملے پورے نہ کرپارہی تھی۔

''لیکن شیفا اسے مہمان بنا کر لایا تھا میں پورے وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ شیفا کو تمہاری اس حرکت کا علم نہ ہوگا تمہاری اس حرکت سے شیفا کو کس قدر دکھ ہوگا۔ اس کا جو ردعمل ہوگا اس کا تمہیں اندازہ ہے؟ اس کے علاوہ کسی بھی شکل میں کیا اس قدر شدت جائز تھی۔ وہ نوجوان ہے شوخ وشنگ ہے ایک ہنستا بولتا انسان ہے۔ اسے شرارت کی کچھ اور سزا دی جاسکتی تھی جھولے سے گر کر وہ مر بھی سکتا تھا۔ اپاہج ہوسکتا تھا تمہارا ضمیر سکون پاسکتا تھا۔ سونیا مجھے حیرت ہے شدید حیرت ہے تم نے یہ فیصلہ کرلیا؟''

''شیفا کو اسے یہاں نہیں لانا چاہئے تھا؟''

''شیفا احمق نہیں ہے اس کے فیصلے سوچے سمجھے ہوتے ہیں۔''

''اس کا یہ فیصلہ درست نہ تھا۔''

''بہرحال تم اسے ہلاک کرنے کی کوشش کرچکی ہو۔ وہ بے وقوف نہیں ہے کہ تمہاری یہ کوشش سمجھ نہ پایا ہو۔ اس کو سمجھ لینا چاہئے مگر نہ جانے وہ۔ نہ جانے وہ...... اسی کو چاہئے کا یہ انجام بھی ہوسکتا ہے اور وہ بھی اس کے ہاتھوں جسے چاہا جائے۔'' شیرا بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ سونیا ایک کرسی پر بیٹھ گئی تھی اس کے ذہن میں کچھ عجیب سے احساسات جاگنے لگے تھے اس کا دل ڈوبنے لگا تھا اور اسے ہلکے سے خوف کا احساس ہورہا تھا۔ اس نے سہمی ہوئی نظروں سے شیرا کو دیکھا پھر بولی۔

''تم اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کروگی شیرا۔''

''اگر وہاں موجود لوگ اندھے ہیں تو نہ سمجھ پائے ہوں گے۔ ورنہ تمہاری اس کوشش کو سب نے دیکھا ہوگا۔''

''کیا واقعی......؟'' سونیا آہستہ سے بولی۔

''یہ منصوبہ کس کا تھا؟''

''میرا صرف میرا۔'' سونیا نے جلدی سے کہا۔

''تمہیں یہ نہیں کرنا چاہئے تھا۔'' اس نے خود کو کیسے بچایا۔'' سونیا نے پوچھا۔

''اپنی ناقابل یقین صلاحیتوں کا مظاہرہ کر کے۔ نہ جانے کیسی ہو تم سونیا وہ پلٹا اس نے واپس جاتے ہوئے جھولے پر چھلانگ لگائی اور اسے دوبارہ پکڑ لیا۔ خدا کی قسم کوئی ایسا نہیں کر سکتا کمر کی ہڈی ٹکڑے ہو جاتی۔ مگر......''

''اب کیا ہو گا شیرا؟''

''کیا میں جانتی ہوں؟'' شیرا تھکے لہجے میں بولی سونیا پریشان سی بیٹھی رہی تھی۔ پھر وہ بولی۔ ''اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟''

''اس کا فیصلہ خود کرو!'' شیرا پلٹ کر خیمے کے دروازے سے باہر نکل گئی سونیا کچھ دیر اسی طرح بیٹھی رہی اب اس پر خوف کا غلبہ ہوتا جا رہا تھا واقعی اگر شیخا کو علم ہو جائے تو وہ ان دونوں بہن بھائیوں کو معاف نہیں کرے گا کیونکہ وہ اسے خود یہاں لایا تھا مگر وہ اکیلی ہی تو اس میں ملوث نہیں تھی اکبر شاہ نے بھی تو یہی کہا تھا۔

باقی وقت اس پر اضمحلال طاری رہا تھا۔ درحقیقت یہ زیادہ تھا وہ مر جاتا تو، یا اپاہج ہو جاتا تو۔ ایسا پھرتیلا انسان، معذور ہو جاتا پھر ایک اور خیال اس کے دل میں ابھرا۔ وہ خود بھی سونیا کی اس کوشش کو سمجھ گیا ہو گا۔ سونیا نے خود ہی اسے جھولے پر دعوت دی تھی اب اس کا دوسرا قدم کیا ہو گا؟''

رات کو وہ پرسکون نہ تھی۔ اکبر شاہ بھی اس سے کترایا کترایا رہا تھا۔ نہ جانے کیوں اور شارق تو نظر ہی نہیں آیا تھا۔ وہ اس کے بارے میں کسی سے پوچھ بھی نہیں سکی تھی۔

سرکس میں خاموشی چھا گئی۔ سب لوگ آرام کرنے لیٹ گئے تھے۔ سونیا بھی اپنے بستر پر کروٹیں بدل رہی تھی۔ اس کے دل کو عجیب سے بے چینی کا احساس تھا۔ بار بار اس کی نظروں میں اس کا چہرہ ابھر آتا تھا۔ پھر کسی نے خیمے کا پردہ ہٹایا اور اندر داخل ہو گیا۔ سونیا قدموں کی چاپ پر چونکی تھی اور شارق کو دیکھ کر اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ سونیا سے اٹھا بھی نہ گیا وہ بولا۔

''میں جانتا تھا کہ تم جاگ رہی ہو گی؟'' سونیا پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھتی رہی اس کے چہرے پر ایسی شوخ مسکراہٹ تھی۔ سونیا کے منہ سے آواز نہ نکل سکی تھی۔ ''رات کی تنہائیوں میں ضمیر کی عدالت لگتی ہے اور احساس جرم نیند اڑا دیتا ہے اس لئے مجھے تمہارے جاگنے کا یقین تھا۔''

سونیا نے خود کو سنبھالا اور بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئی رفتہ رفتہ اس کا چہرہ سرخ ہوتا جا رہا تھا پھر اس نے سرد لہجے میں کہا۔ ''تم نے دوسری بار میرے خیمے میں داخل ہونے کی جرأت کی ہے۔''

''پہلی بار دیوانگی دل نے ہوش پر قابو پالیا تھا اور میں نے یہاں داخل ہونے کا جرم کیا تھا تا کہ واردات دل تمہارے سامنے بیان کر دوں اس کے بعد فیصلہ کیا تھا کہ اپنی ملکیت کا محافظ بنوں گا اور تمہاری نسوانیت کو مجروح نہ کروں گا لیکن تم نے میری جان لینے کی کوشش کر کے یہ احساس دلا دیا کہ اقدار کا وہ معیار نہیں ہے جو میں نے متعین کر لیا تھا بس اسی بات نے حوصلہ بخشا اور دوبارہ یہاں چلا آیا لیکن اس بار مجرم نہیں بنوں گا افسر تفتیش ہوں اور معلوم کرنے آیا ہوں کہ وہ کون سا خیال تھا جس نے تمہیں میری زندگی لینے پر مجبور کر دیا۔''

''میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ فوراً یہاں سے نکل جاؤ۔'' سونیا نے کہا۔

''یہ ایک کمزور اور بے بس آواز ہے جس میں حکم کی کیفیت نہیں پائی جاتی مجھے تعجب ہے سونیا تمہیں اپنی شکست کا اتنی جلدی یقین ہو گیا اور تم اس قدر خوفزدہ ہو گئیں کہ میری زندگی ہی لینے پر تل گئیں جب مد مقابل میدان میں آتے ہیں تو فتح و شکست تو ہوتی ہی ہے اس میں معیار اور اقدار کو نہیں کھو دینا چاہئے۔''

''کون سی شکست کی بات کر رہے ہو؟''

''تم نے ایک قول دیا تھا مجھے کہا تھا تم نے کہ اگر میں تمہارے اس سرکس میں شامل ہو جاؤں اور سرکس کے ہر فنکار پر اپنی برتری ثابت کر دوں تو تم میری محبت قبول کر لوگی اور میری اس خواہش کی تکمیل کر دوگی جس کا اظہار تم نے کیا تھا۔''

''تو تمہارا کیا خیال ہے تم اپنی کوشش میں کامیاب ہو گئے؟''

''کامیابی کے ایک مرحلے سے میں گزر چکا ہوں اور دیکھ لو اس وقت تمہارے سرکس میں ہوں۔''

''تم ایک مہمان کی حیثیت سے ہو صرف ایک مہمان کی حیثیت۔'' سونیا نے کہا اور وہ آہستہ سے ہنس پڑا پھر بولا۔

''شیخا نے مجھ سے کہا تھا کہ تم کسی بھی حیثیت سے یہاں نہیں آ سکتے ہمارے ہاں کا رواج ہی نہیں ہے اور اس وقت میں شیخا ہی کا مہمان ہوں۔ اس کا مقصد ہے سونیا کہ میں حالات کو زیر کرنے کی قوت رکھتا ہوں ہر کام مرحلے رکھتا ہے اور میں پہلے مرحلے میں کامیاب ہو چکا ہوں۔ شیخا نے کسی مہمان کو بھی تو اپنے سرکس میں اس طرح نہیں رکھا گویا میں اس کے اندر ایک خلاء پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ یہ خلاء بڑھتا جائے گا اور بالآخر ایک دن شیخا میری مہمان کی حیثیت ختم کر دے گا اور میں اس سرکس میں ایک اہم حیثیت اختیار کر جاؤں گا۔

''تمہاری یہ خواب کبھی پورا نہیں ہوگا۔'' سونیا نے دانت پیستے ہوئے کہا اور وہ پھر ہنسنے لگا۔

''کیا تم خوابوں کی تعبیریں بتانا جانتی ہو؟''

''کم از کم تمہارے اس خواب کی تعبیر میں تمہیں ضرور بتائے دیتی ہوں بیوقوف انسان تم جو مذموم کوششیں کر رہے ہو ان میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکو گے تمہارے لئے صرف ایک ہی مشورہ ہے۔''

''کیا......؟''

''مجھ سے نہ الجھو آخر تم مجھ سے کیوں الجھتے ہو؟''

''تم ہی سے تو الجھ گیا ہوں ورنہ کسی بھی جگہ وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ اور تم اپنے وعدے سے منحرف ہو رہی ہو۔ دیکھو سونیا ہمارے تمہارے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا اور میں اس معاہدے پر عمل کرنے کے لئے جدوجہد کر رہا ہوں کامیاب ہو جاؤں تو تم شکست تسلیم کر لینا ناکام رہوں تو ظاہر ہے میں خود بخود ہار مان لوں گا۔ تم نے یہ نئی کوشش کیوں شروع کر دی میں تمہارے ہاتھوں نہیں مروں گا۔ سونیا اس وقت تک نہیں مروں گا جب تک میرا جی نہیں چاہے۔ میں اپنی کوششوں میں کامیابی حاصل کرتا جا رہا ہوں شکست تمہارا مقدر ہے اور بالآخر تم شکست کھا جاؤ گی۔''

''میں کبھی شکست نہیں کھاؤں گی ایک مذاق کی بات کو تم نے اہمیت دے دی شارق لیکن یہ سوچ لو کہ مجھے تم سے نفرت ہے۔''

''کیا واقعی؟'' وہ پر مسرت لہجے میں بولا۔

''ہاں! میں تم سے نفرت کرتی ہوں تم ایک شاطر اور جھوٹے انسان ہو۔ تم صرف ایک دھوکے باز ہو شیخا تمہارے جال میں پھنس گیا ہے لیکن یہ بھی ایک حد تک ممکن ہے جب اسے اس بات کا علم ہوگا کہ تم کس طرح مجھے پریشان کر رہے ہو تو وہ شدت انتقام سے دیوانہ ہو جائے گا۔ مجھ سے تو تم بچ بھی گئے لیکن اگر شیخا تمہارا دشمن ہو گیا تو شاید تمہاری زندگی کسی طور ممکن نہ ہو۔''

''ان تمام باتوں کو چھوڑو مجھے صرف یہ بتاؤ کیا واقعی تمہیں مجھ سے نفرت ہے؟''

''نفرت نفرت اور صرف نفرت۔''

''اس کا مقصد ہے کہ میرا مستقبل تابناک ہے۔'' اس نے کہا اور سونیا کا منہ حیرانی سے کھل گیا وہ بے اختیار بول اٹھی۔

''کیا مطلب......؟''

''سیانوں نے کوئی بات غلط نہیں کہی ان کا قول ہے کہ اگر کسی دل میں تمہارے لئے نفرت کا آغاز ہو جائے تو سمجھو اس دل میں تمہاری محبت جاگنا

شروع ہوگئی ہے۔''

''تم جنگلی ہو، جانور ہو تم اس تصور کو ہمیشہ کے لئے ذہن سے نکال دو اور سنو تم اس وقت دوبارہ میرے خیمے میں داخل ہوئے ہو پہلی بار میں نے تمہیں معاف کر دیا تھا لیکن اب صورتحال مختلف ہے میں شیخا سے تمہاری شکایت کروں گی یہ بات شیخا کو بتاؤں گی۔''

''ضرور ضرور میں بھی چاہتا ہوں کہ میرا اور تمہارا جھگڑا شیخا کے علم میں آ جائے تاکہ میں اسے بتا سکوں کہ تم نے مجھے جھولے پر کام کرنے کی دعوت دی اور اس کے بعد وہاں سے گرا کر مارنا چاہا۔'' سونیا ایک بار پھر نروس ہوگئی تھی لیکن پھر شدید غصے کے عالم میں اس نے کہا۔

''ٹھیک ہے جو تمہارا دل چاہے کہہ دینا میں بھی شیخا کو بتا دوں گی کہ کس طرح اس نے میری زندگی کے لئے ایک روگ خرید لیا ہے۔''

''خوب خوب دیکھو، مستقبل اس طرح الفاظ میں ڈھل کر بولتا ہے تم نے مجھے اپنی زندگی کا روگ کہا ہے نا اور زندگی چند لمحات کی نہیں ہوتی زندگی اس خیمے تک محدود نہیں ہے بلکہ اس میں بڑی وسعتیں ہیں اور تم نے مجھے ان وسعتوں کا ساتھی بنا لیا ہے۔ سنو سونیا تمہیں اپنے وعدے کی تکمیل کرنا ہوگی۔ کتنی ہی نفرت کرو مجھ سے اور کتنی ہی بار میری زندگی لینے کی کوشش کرو لیکن جس طرح میں نے شیخا سے کہا تھا بالآخر ایک دن وہ مجھے اپنے سرکس میں شامل کرنے پر مجبور ہو جائے گا اسی طرح میں تم سے بھی کہہ رہا ہوں سونیا کہ بالآخر ایک دن ایسا ہوگا جب تم مجھے اپنے دل میں جگہ دینے کے لئے مجبور ہو جاؤ گی۔ بہرطور میں اپنی کوششوں میں مصروف ہوں وہ وعدہ جو تم نے مجھ سے کیا تھا اس نے میری زندگی میں ایک انقلاب پیدا کیا ہے اور انقلاب کچھ ہونے کے بعد ہی ختم ہوتے ہیں۔ میں جا رہا ہوں تم آزاد ہو، جس سے چاہو اور جس طرح چاہو شکایت کرو لیکن ایک بات میں بھی تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ اپنی بقاء کے لئے میں کچھ کروں گا۔ اس سے یہ نہ سوچنا کہ میں نے تمہارے ساتھ انتقامی کارروائی کی بس یہ اپنی بقاء کی ایک کوشش ہوگی اور اس میں تمہیں کوئی نقصان پہنچ جائے تو میں ذمہ دار نہ ہوں گا۔ آج میں تمہارے لئے پھول نہیں لایا سونیا۔ آخر انسان ہوں۔ میں نے ہمیشہ تمہیں محبت کے پھول پیش کئے اور تم نے مجھے غصے کی چنگاریوں سے نوازا اب ان پھولوں کا حسن ختم ہو گیا ہے۔ ان کی پتیاں جل گئی ہیں یہ جلی ہوئی پتیاں تمہارے حضور پیش کرنا میرے لئے ممکن نہیں تھا۔ بہتر تھا کہ ان پھولوں کی تازگی برقرار رہتی یہ ہم سب کے حق میں بہتر ہوتا۔'' اس نے کہا اور وہ خیمے سے باہر نکل گیا۔ سونیا جلتی نگاہوں سے اس دروازے کو دیکھتی رہی تھی جیسے وہ باہر نکلا تھا اس کے الفاظ سونیا کے ذہن میں انگاروں کی طرح دہک رہے تھے سارا دن عجیب کشمکش کا شکار رہی تھی کبھی دل کہتا کہ اس نے ایک چھوٹی سی بات پر ایک انسان کی جان لینے کی کوشش کی تھی اور اسے پشیمانی کا احساس ہونے لگتا۔ کبھی سوچتی کہ ایک اجنبی لفنگا اس پر تسلط جمانے کا خواہاں ہے اس کی حیثیت کو نظرانداز کر کے اسے ایک عام لڑکی سمجھ رہا ہے اور اب۔ اب پھر اس کے خیمے میں درانہ وار چلا آیا اس نے آخری فیصلہ کیا کہ اب وہ شیخا یا اکبر کا سہارا لینے کی کوشش نہیں کرے گی خود ہی اسے درست

کرے گی اسے بتائے گی کہ وہ ایک عام سی لڑکی نہیں ہے۔

❀❀❀

منکو کی نسبت چنکو مطمئن تھا اور اس نے منکو سے پوچھ بھی لیا تھا۔ ''گزرے دنوں کی پرصعوبت زندگی کے بعد کیا یہ پرسکون جگہ تمہیں پسند نہیں آئی۔ منکو تم مسلسل پریشان نظر آ رہے ہو۔''

''ہاں آنے والے حالات کو میں جس نگاہ سے دیکھ رہا ہوں تم نہیں دیکھ رہے۔ ہمیں اس جگہ کی نشاندہی کرنی ہو گی جہاں اسلحہ پوشیدہ ہے ان لوگوں کے ساتھ وہاں جانا ہو گا اس کے بعد جو کچھ ہو گا اسے میری نگاہیں دیکھ رہی ہیں۔''

''ٹھاکر جگت سنگھ نے ہمارے تحفظ کا وعدہ کیا ہے۔''

''شیفا کے الفاظ اتنی جلدی بھول گئے۔ یاد نہیں اس نے اس کے بارے میں کیا کہا تھا؟''

''کیا؟''

''جس شخص نے دوسروں پر اعتماد کرنا شروع کیا اس نے اپنی زندگی کی رسی کاٹنا شروع کر دی خود جس قابل ہو اسی پر قناعت کرو خود کو کبھی دوسروں کے ہاتھوں میں نہ دو۔''

''ہاں یہ کہا تھا اس نے۔''

''ہم جو کچھ کر رہے ہیں چنکو وہ ہمارا کام نہیں ہے ٹھاکروں کے اپنے معاملات ہیں کون کیا کر رہا ہے ہمیں کچھ نہیں معلوم۔ ہم سکون سے سرکس میں کام کر رہے تھے ہم نے اس کام کا آغاز کر دیا جس کا ہمیں کوئی تجربہ نہیں تھا جو کچھ ہے اس پر قناعت نہ کر کے بہت کچھ کرنے کا فیصلہ کیا اور اس مصیبت میں پھنس گئے۔ تم یہ نہیں سوچتے چنکو کہ شیفا پر نہ جانے کیا بیت رہی ہو گی وہ کتنا دکھی ہو گا ہمارے لئے۔''

''یہ سچ ہے مگر جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا ہے۔''

''میں مانتا ہوں مگر اب جو آگے ہونا ہے اس کے بارے میں سوچنا ضروری ہے۔''

''طویل عرصہ کی فاقہ کشی کے بعد اب مجھے عمدہ غذا مل رہی ہے اس لئے میرے سوچنے سمجھنے کی قوتیں بھی طاقتور ہوتی جا رہی ہیں مجھے اس بارے میں سوچنے دو۔'' چنکو نے کہا۔

''سوچو! میں جانتا ہوں کہ تم سوچنے پر تل جاتے ہو تو اچھا سوچتے ہو۔'' چنکو الوؤں کی طرح شکل بنا کر بیٹھ گیا اور اس کے بعد وہ اسی طرح پتھرایا ہوا

بیٹھا رہا۔ ٹھاکر جگت سنگھ نے انہیں ایک آراستہ کمرہ قیام کے لئے دے دیا تھا اور ان کے لئے ہر آسائش کی ہدایت کر دی گئی تھی چنانچہ یہاں انہیں ہر سہولت حاصل تھی ٹھاکر جگت سنگھ ابھی تک دوبارہ ان سے نہیں ملا تھا اور یہ آرام سے یہاں رہ رہے تھے لیکن منکو شروع سے ہی بے سکون تھا۔

اسی رات اس وقت جب وہ دونوں آرام کرنے لیٹ گئے تھے کہ ایک ملازم نے ان کے کمرے میں داخل ہو کر کہا۔

''مہاراج جگت سنگھ جی نے آپ دونوں کو بلایا ہے۔'' اور وہ دونوں جلدی سے اٹھ گئے۔ ٹھاکر کے ساتھ ایک اور شخص بیٹھا ہوا تھا جو چہرے سے بہت چالاک نظر آتا تھا۔ جگت سنگھ نے انہیں دیکھ کر استقبالیہ انداز میں گردن ہلائی اور بولا۔

''تمہیں یہاں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔''

''بالکل نہیں آپ کا بے حد شکریہ۔''

''یہ ٹھاکر پونم سنگھ ہیں ہماری ریاست کے منتظم اعلیٰ تمہاری نشاندہی کے مطابق بیاولی پار ہم نے اپنا ایک جتھہ بھیجا تھا۔ وہاں ہمارے دوست للت پال بھلا کا فلم یونٹ موجود ہے بھلا آنے والا ہے اور یہ لوگ نیا نگر کے بارے میں ایک فلم بنانا چاہتے ہیں۔ بہت پہلے بھلا نے مجھ سے اس کے بارے میں بات بھی کی تھی اور میں نے اسے اجازت دے دی تھی لیکن جس علاقے کے غاروں کی تم نے نشاندہی کی تھی وہاں اسلحہ کا کوئی ذخیرہ موجود نہیں ہے۔''

''نہیں ہے۔'' منکو اچھل پڑا۔

''ہاں سارے غاروں کی تلاشی لے لی گئی ہے۔''

''تو پھر اسلحہ راون سنگھ کے پاس پہنچ گیا۔''

''یہ بھی ناممکن ہے۔'' جگت سنگھ نے کہا۔

''کیوں ٹھاکر صاحب۔''

''تمہارے انکشاف کے فوراً بعد میں نے بہت سے جتھے ان سارے راستوں پر بٹھا دیئے تھے جہاں سے بیاولی پار کی جاسکتی ہے اور انہیں خوب ہدایت دے دی تھی ان سب کا کہنا ہے کہ اس دوران کسی جگہ بیاولی پار نہیں کی گئی بس ایک باون ٹیکہ کا علاقہ ہے مگر وہ ناقابل عبور ہے ہم نے دور سے اس کی بھی نگرانی کی ہے ادھر بھی کوئی نہیں ہے۔''

''تب پھر ایک ہی بات ہو سکتی ہے ٹھاکر صاحب۔'' چنکو نے کہا۔

''کیا؟''

''تب تم بے شمار انسانوں پر احسان بھی کرو گے۔ نیا نگر کے باسی عرصہ سے عذاب کی زندگی گزار رہے ہیں۔ پہلے نیا نگر صرف ایک ریاست تھی ہمارے پرکھوں کی ریاست، ہم تین بھائی تھے۔ جنگ سنگھ سب سے بڑے تھے اور ان کے دو بیٹے تھے چپل سنگھ اور راون سنگھ ریاست کے کام وہی چلاتے تھے۔ دوسرا بھائی جگت سنگھ اوباش طبع تھا اور پتا جی نے اسے ریاست سے نکال دیا تھا اور وصیت کر دی تھی کہ اسے کبھی اقتدار نہ دیا جائے۔ اس کا بیٹا گلاب سنگھ تھا جس کی موت کی تصدیق تم نے کر دی ہے تیسرا میں ہوں۔ میرے بچے ابھی چھوٹے ہیں۔ جنگ سنگھ کی موت کے بعد ریاست کی باگ دوڑ میں نے سنبھال اور ریاست کے کام چلانے لگا مگر چپل سنگھ اور راون سنگھ بڑے ہو گئے تھے۔ انہوں نے ریاست میں اپنا حصہ مانگا حالانکہ میں ابھی زندہ تھا اور پرکھوں کی یہی ریت تھی کہ اگر بڑے زندہ ہوں تو ریاست کے کام وہی چلاتے ہیں۔ میں نے ان دونوں کو ڈانٹ دیا تو وہ بغاوت پر اتر آئے اور ٹولیاں بنا کر قتل و غارت گری کرنے لگے۔ ایک طرح انہوں نے بغاوت کی تھی۔ میں اگر چاہتا تو انہیں گرفتار کر سکتا تھا لیکن میں نے ایسا نہ کیا کیونکہ بغاوت کے الزام میں انہیں صرف موت کی سزا دی جا سکتی تھی مگر اس طرح میرے بھائی کی نسل ختم ہو جاتی اور دنیا یہی کہتی کہ میں نے ریاست اپنے قبضے میں رکھنے کے لئے ایسا کیا ہے چنانچہ میں نے درگذر سے کام لیا اور ریاست کی تقسیم کر دی۔ چپل سنگھ اور راون سنگھ کو ان کی پسند کے علاقے دے دیئے۔ گلاب سنگھ نے میرے ساتھ رہنا پسند کیا تھا چنانچہ صحیح طور پر ریاست کا نظام سنبھالنے کے اہل نہیں تھے۔ کچھ عرصے کے بعد انہیں مشکلات کا سامنا شروع ہو گیا اور انہوں نے اپنے علاقوں میں لوگوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ اس سے بھی کام نہ چلا تو انہوں نے یہ پرچار شروع کیا کہ میں نے غاصبانہ طور پر بہترین علاقہ اپنے پاس رکھا اور ناکارہ علاقے انہیں دے دیئے۔ انہوں نے مجھ سے مطالبے کئے جس کا جواب میں نے سخت دیا اور کہا کہ اب اگر انہوں نے آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو انہیں نتیجہ بھگتنا ہوگا۔ بس اس کے بعد سے وہ سازشوں میں مصروف ہیں۔ دونوں بھائیوں میں آپس میں نہیں بنتی اور وہ ایک دوسرے سے لڑتے رہتے ہیں۔ ان علاقوں میں رہنے والے بھی تنگ ہیں۔ گلاب سنگھ نے ہی انکشاف کیا تھا کہ راون سنگھ کچھ خفیہ سازشیں کر رہا ہے اور بیرونی دنیا سے اس کے روابط ہیں۔ میرے لاکھ منع کرنے پر بھی گلاب سنگھ نہ مانا اور پتہ لگانے چل پڑا......اور......اور......'' جگت سنگھ کی آواز بھرا گئی۔ پھر وہ بولا......'' اسلحہ حاصل کر کے راون سنگھ ہمارے علاقوں کے خلاف کارروائی کرنا چاہتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے کوئی خطرناک منصوبہ بنایا ہو، میں تباہی نہیں چاہتا ورنہ میں خود بھی ان کے خلاف کارروائی کر سکتا ہوں۔ میں بس چاہتا ہوں کہ اس کے منصوبے ناکام ہوتے رہیں۔ اگر انہوں نے کوئی احمقانہ کارروائی کی تو بلاوجہ بہت سے بے گناہ مارے جائیں گے۔''

''آپ اجازت دیں تو ایک سوال کروں ٹھاکر۔'' چنکو نے کہا۔

''ضرور......!''

''بلبیر سنگھ کون ہے......؟''

''ٹھاکر شمشیر سنگھ کا بیٹا۔ ٹھاکر شمشیر سنگھ ہمارے پتا کا دوست تھا اور ہم اس کی بہت عزت کرتے تھے۔ اس کے پاس جاگیر تھی مگر اس کی موت کے بعد بلبیر سنگھ نے یہ جاگیر اور زمین بیچنا شروع کر دی اور قلاش ہو گیا۔ وہ کبھی نیا نگر میں نظر آتا ہے کبھی غائب ہو جاتا ہے پرانے ناتے سے ہم لوگ اس کی چھوٹی موٹی ضرورتیں پوری کرتے رہتے ہیں۔''

''ہوں۔'' چنکو خاموش ہو گیا۔

''اور کوئی سوال......؟''

''نہیں ٹھاکر......''

''کیا کہتے ہو پونم سنگھ......؟''

''میں ان لوگوں کی تجویز سے پوری طرح متفق ہوں ٹھاکر بس کچھ مشکلات ہیں اگر وہ حل ہو جائیں تو کام بن سکتا ہے۔''

''اگر آپ لوگ متفق ہیں ٹھاکر تو پہلے کام کے طور پر انہیں شوٹنگ کی اجازت دے دیں اور ہمیں اس علاقے کی اہم جگہیں دکھا دیں۔''

''تب پونم سنگھ، بھگوان سنگھ کا نام لے کر اس کام کو شروع کر دو۔'' جگت سنگھ نے کہا اور پونم سنگھ تیار ہو گیا۔ جگت سنگھ نے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا...... ''تم دونوں آرام کرو تجویز کے مطابق پونم سنگھ اس منصوبے کے پہلے حصے پر کام کر کے ہمیں خبر دے گا اور اس کے بعد ہم دوسرے مرحلے پر کام کریں گے۔ میں خود تمہیں پونم سنگھ کی کارروائی کی پوری اطلاع دوں گا!''

''ٹھیک ہے ٹھاکر صاحب!'' چنکو نے کہا اور دونوں واپس اپنی آرام گاہوں میں آ گئے۔ منکو نے پریشان لہجے میں کہا۔

''تم نے پھر ایک مصیبت مول لے لی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کیا کرنا چاہتے ہو؟''

''جو تجویز میں نے پیش کی کیا تمہیں پسند نہیں آئی......؟''

''وہ تو سب ٹھیک ہے مگر اپنے سر مصیبت مول کیوں لے لی یہ لوگ جو کچھ کر سکتے ہیں کرتے رہیں۔'' منکو نے کہا اور چنکو مسکرا دیا۔

''ہو سکتا ہے میرے اور سدھیا کے درمیانی فاصلے کم ہو رہے ہوں۔ اگر کوئی کامیابی حاصل ہو گئی تو ہمارا یہاں کیا مقام ہو گا تم جانتے ہو۔ اس کے علاوہ اور یہاں ہم کریں بھی کیا واپسی کا تصور بھی محال ہے۔ اگر ٹھاکر جگت سنگھ کو کامیابی حاصل ہو گئی تو ہماری عزت بڑھ جائے گی پھر ہم اس سے یہ درخواست کر سکتے ہیں کہ ہمیں اپنے آدمیوں کے تحفظ میں ہمارے سرکس تک بھجوا دیا جائے یا اس دوران ہو سکتا ہے کہ شیتا یہاں تک آ جائے۔ ٹھاکر

جگت سنگھ اس کامیابی کے بعد ہمارے بارے میں شیتا سے کیا کہے گا اس کا تمہیں اندازہ ہے۔'' منکو خاموش ہو گیا تھا۔

اس کے بعد ڈیڑھ دن گزر گیا۔ دونوں کو یقین تھا کہ سخت نگرانی کی وجہ سے جوئی اور پیٹر کام انجام نہ دے سکے ہوں گے۔ وہ انتظار کر رہے تھے کہ دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ پھر اس شام پونم سنگھ نے جگت سنگھ کو کوئی خبر دی اور جگت سنگھ نے ان دونوں کو طلب کر لیا اور کہا۔

''پونم سنگھ بیاولی پار گشت کرنے گئے وہاں دونوں نے ان سے بیاولی کنارے شونگ کی درخواست کی اور پونم سنگھ انہیں اجازت دے آئے ہیں سب سے خاص بات یہ ہے انہوں نے اس علاقے کی بات کی ہے جو یادن ٹیکہ کا علاقہ ہے۔''

''ہمارا خیال درست تھا اب آپ کو پوری توجہ وہاں دینی ہے۔''

''میں تمہارے منصوبے کے مطابق چھ جتھے تیار کر کے خود انہیں لے کر روانہ ہو رہا ہوں۔ پونم سنگھ ہمارے ساتھ ہوں گے۔''

''اور ہم بھی......؟'' چنکو بولا۔

''تمہارے ساتھ ہونے سے مجھے بے حد خوشی ہوگی تم لوگ بدن کے چھوٹے مگر عقل کے بہت بڑے ہو اور کسی مشکل میں ہمارے کام آ سکتے ہو۔''

''آپ کب تک روانہ ہوں گے؟''

''بس سورج چھپے۔ تم لوگ تیار رہو۔''

''ہم تیار ہیں۔''

شام کے جھٹپٹے میں وہ سب نیا نگر کے اس پراسرار علاقے میں چل پڑے ان کی روانگی خفیہ تھی اور آبادی والوں کو اس بارے میں معلوم نہ ہو سکا تھا۔ فاصلہ کافی طویل تھا اور کچھ دور چلنے کے بعد راستہ بے حد پرخطر ہو گیا تھا۔ جگہ جگہ گہرے کھڈ تھے لیکن چونکہ یہاں کے رہنے والے راستوں کے شناسا تھے اس لئے کوئی دقت نہ ہوئی تھی۔ اس وقت گہری رات نے پورے ماحول کا نظارہ کیا جا سکتا تھا لیکن اس تک پہنچنا ناممکن تھا کیونکہ درمیان میں ایک گہرا کھڈ تھا اور اس کھڈ میں بچھوؤں کا مسکن بتایا جاتا تھا۔ جتھوں کو بڑی ہوشیاری سے پھیلا دیا گیا۔ آہستہ آہستہ چاند ابھرتا آ رہا تھا اور ماحول اس کی پراسرار روشنی میں نہاتا جا رہا تھا۔

پونم سنگھ نے پرخیال نظروں سے اس بلند ٹیلے کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ''کسی طرح اگر اس ٹیلے پر چڑھا جا سکتا تو وہاں سے ساری صورتحال معلوم کی جا سکتی تھی۔''

''اس پر چڑھنے کا تصور محال ہے۔ بھلا کون وہاں تک پہنچ سکتا ہے۔''

''بڑی کارآمد جگہ تھی وہ......!'' جگت سنگھ نے کہا۔ چنکو پرخیال نظروں سے اس ٹیلے کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

''منکو...... کیا ہم بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتے ہیں؟''

''تم اڑنا جانتے ہو......؟''

''ہاں!''

''کیا بکواس کر رہے ہو......؟''

''تم نے جگت سنگھ کا توپ خانہ دیکھا ہے۔ چھ توپیں ہیں وہاں اور کافی بڑی بڑی ہیں ہماری سرکس کی توپ سے بڑی۔''چنکو نے کہا اور منکو کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

''کیا تم بالکل ہی پاگل ہو گئے ہو۔''

''ہاں۔اس وقت سدھیا میری کھوپڑی پر بیٹھی ہوئی ہے۔''

''مگر میں تمہیں یہاں مرنے کی اجازت نہیں دوں گا!''

''میں بس مرنا چاہتا ہوں۔''

''چنکو عقل کے ناخن لو۔سرکس میں توپ کا تماشا دکھانا آسان ہے اوّل تو ہمیں وہاں کی مشق ہے دوسرے وہاں ہمارے بچنے کی آسانیاں ہوتی ہیں۔ یہاں درمیان میں بچھوؤں کی وادی ہے اگر بیچ میں رہ گئے تو موت یقین ہے اور پھر تم وہاں جا کر کیا کرو گے......؟''

''دوسری طرف سے واقعات کی خبر دوں گا۔''

''کیسے......؟''

''اشاروں کی زبان میں جو تم سمجھ سکتے ہو۔''

''میں اتنا بڑا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔فرض کرو تم وہاں پہنچ گئے اور تم نے اشاروں کی زبان میں مجھے صورتحال سمجھا بھی دی تو پھر وہاں سے تمہاری واپسی کیسے ہوگی یہاں سے تو توپ پھینک دے گی وہاں کون سی توپ ہے۔''

''میں اپنے ساتھ ایک رسی لے جاؤں گا جس کا ایک سرا میں وہاں باندھ دوں گا جہاں کوئی دقت نہیں ہے تم یہ کام آسان سے کر لو گے۔''

''اوہ چنکو یہ بہت خطرناک ہے۔''

''سدھیا اس سے زیادہ خوبصورت ہے۔''

''تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے۔''

''سنا ہے عشق میں ایسا ہی ہوتا ہے۔''

''تب پھر اس میں ایک ترمیم کرلو۔''

''کیا......؟''

''یہ کام میں کروں گا۔''

''کیا مطلب......؟''

''میں بھی وہاں اس طرح جاسکتا ہوں۔''

''وہ تو ٹھیک ہے مگر تم سدھیا سے شادی نہیں کرسکتے۔ اب ضد نہ کرو منکو میرے بھائی۔ ہم اتنے بزدل نہیں ہیں اس سے ہزار گنا زیادہ خطرناک کام کرچکے ہیں یہ تو معمولی سا کام ہے۔

منکو گہری سانس لینے لگا۔ یہ گویا رضامندی کا اظہار تھا۔ چنکو نے جگت سنگھ سے کہا۔''میں اس ٹیلے پر جانا چاہتا ہوں۔''

''اوہ ہم لوگ یہی باتیں کررہے تھے کہ اگر کوئی طریقہ ایسا نکل آئے کہ اس ٹیلے تک پہنچا جاسکے تو بڑا کام بن سکتا ہے مگر کوئی ترکیب نہیں ہے وہاں جانا کسی طرح ممکن نہیں۔'' جگت سنگھ مایوسی سے بولا۔

''میں وہاں جاسکتا ہوں۔''

''کیسے، اس کھڈ کو پار کیسے کروگے؟''

''پونم سنگھ جی۔ آپ کی یہ توپیں کتنا وزنی گولا پھینک سکتی ہیں؟''

''بڑی چھوٹی ہر طرح کی توپیں ہیں بڑے وزنی گولے پھینک سکتی ہیں لیکن کیوں......؟''

''مجھے ایک ایسی توپ درکار ہے جو مجھے اس ٹیلے پر پھینک سکے......!'' چنکو نے کہا اور پونم سنگھ نہ سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھنے لگا۔ جگت سنگھ نے کہا۔

''تمہارا مطلب کیا ہے۔'' اور چنکو جگت سنگھ کو بتانے لگا کہ کس طرح وہ اس ٹیلے تک جانا چاہتا ہے۔

''کیسی بچوں جیسی باتیں کررہے ہو میں تمہاری زندگی کے لئے یہ خطرہ مول نہیں لے سکتا ہم اس کے بغیر ہی کام چلانے کی کوشش کریں گے۔''

''اس سے ہمیں صحیح صورتحال کا اندازہ ہوسکتا ہے ٹھاکر صاحب۔ آپ براہ کرم ہمیں اپنی کوشش کرلینے دیں ورنہ پھر ہمارا اس مہم میں شامل ہونے کا

کیا فائدہ ہوگا؟''

''مگر جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو بے حد خطرناک ہے۔''

آپ نے کہا ہے کہ یہ نیا نگر کے بے شمار لوگوں کی زندگی کا مسئلہ ہے۔ ہمارا استاد غلام شاہ اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ انسانوں کے کام آؤ اور ان کی بھلائی کے لئے زندگی کی بازی لگا دو۔ اس نے ہمیں یہی سکھایا ہے۔ جگت سنگھ بڑی مشکل سے راضی ہو سکتا تھا خود پونم سنگھ کی سمجھ میں بھی نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیسے ممکن ہوگا پھر انہوں نے تمام ذمہ داری سرکس کے ان دو چھوٹے چھوٹے مسخروں کے سپرد کر دی اور جگت سنگھ نے کہا۔

''ٹھیک ہے، میں تمہیں اس آپریشن کا کمانڈر بناتا ہوں جیسا تم مناسب سمجھو کرو کیونکہ یہ سب کچھ میری سمجھ سے باہر ہے۔'' چنکو نے آہستہ سے منکو کے کان میں کہا۔

''زندگی میں دوسری بار کبھی کمانڈر بننے کا موقع نہیں ملے گا منکو اور اگر کامیاب ہو گئے تو پورے سرکس میں ہماری دھوم مچ جائے گی......؟'' منکو اوپری اوپری سانسیں لے کر رہ گیا تھا۔

پھر سارے انتظامات کئے گئے۔ چوڑے دہانے کی ایک توپ قریب لے آئی گئی اور توپچی اس میں بارود بھرنے لگا۔ چنکو نے رسیوں کا ایک بڑا گچھا اپنے پورے بدن پر لپیٹ لیا اس نے پیروں میں موٹے کپڑے باندھ لئے تھے اور پھر لکڑی کا ایک ٹکڑا اس بارود پر رکھ دیا گیا اور تمام تیاریاں مکمل ہو گئیں۔ ان لوگوں کے لئے یہ سب کچھ ناقابل یقین تھا اور وہ دھڑکتے دل کے ساتھ یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ بالآخر چنکو منکو کے سہارے سے توپ کے سرے پر لٹکا اور پھر اندر داخل ہو گیا......!''

جگت سنگھ نے منکو کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ ''یہ جو کچھ کر رہا ہے کیا اس میں کامیاب ہو جائے گا۔ اگر اس میں کوئی شبہے کی بات ہو تو ابھی اسے روکا جا سکتا ہے۔ میں اس کی زندگی کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔''

''اسے روکنا ممکن نہیں ہے ٹھاکر اس کے دل میں نیا نگر کے باسیوں کا درد جاگ اٹھا ہے وہ اس سازش کو ناکام بنانے کے لئے اپنی جان کی قربانی دینے پر تیار ہو گیا ہے۔''

''یہ جذبہ عظیم ہے مگر اس کی زندگی بھی ضروری ہے۔''

''اب جو کچھ ہو رہا ہے ٹھاکر اسے ہونے دو۔'' منکو پھر توپچی سے بولا۔ ''بارود کو آگ دکھا کر فائر کر دو۔''

''مہاراج یہ...... یہ ایک مشکل کام ہے مجھ سے نہیں ہو پائے گا۔ ایک جیتا جاگتا انسان توپ کی نال میں ہے اور توپ میں بارود بھرا ہوا ہے۔''

''اوہ! اندر اس کا دم گھٹ سکتا ہے لاؤ یہ مشعل مجھے دو۔'' منکو نے کہا اور تو بچی کے ہاتھ سے مشعل لے لی۔ پونم سنگھ تھوک نگل رہا تھا۔ دوسرے تمام لوگ بھی سحر زدہ کھڑے ہوئے تھے۔ یہ سب کچھ ایک سنسنی خیز تماشہ تھا۔ منکو نے بارود کو آگ دکھا دی اور سب کے سانس رک گئے۔ توپ گرجی اور اس کے دھانے نے ایک زندہ انسان کو اگل دیا جو تیر کی طرح سنسناتا اپنا بدن سادھے فضا میں بلند ہوا اور پلک جھپکتے ایک ہولناک کھڈ عبور کر کے بلند وبالا ٹیلے پر جا پڑا۔ خوف سے پھٹی ہوئی آنکھوں نے یہ منظر دیکھا اور پھر اس ناقابل یقین منظر پر یقین کرنے لگے۔ پھر انہوں نے اس ننھے سے وجود کو ٹیلے کی بلندی پر ہاتھ ہلاتے ہوئے دیکھا اور سبھی کے منہ سے طرح طرح کی آوازیں نکل گئیں۔ منکو نے مطمئن لہجے میں کہا۔

''وہ بخیریت وہاں پہنچ گیا ہے۔''

''اسے چوٹ تو نہ لگی ہوگی؟''

''نہیں، وہ اپنی خیریت کی اطلاع دے رہا ہے۔''

''کیسے......؟''

''جیسے وہ آئندہ ہمیں ٹیلے کے اطراف کے مناظر کی خبر دے گا۔'' ''کیا مطلب؟'' جگت سنگھ تعجب سے بولا۔

''ہاتھوں کی جنبش ایک زبان کی شکل رکھتی ہے۔ آپ جانتے ہیں مہاراج ہم سرکس میں کام کرتے ہیں۔ سرکس کی بلندیوں پر اور طویل ترین فاصلوں پر خطرناک کام کرتے ہیں ہمارے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کی آواز نہیں سن سکتے۔ ان لمحات میں ہمارے ہاتھوں کی جنبش ہمارے درمیان رابطے کا ذریعہ ہوتی ہے اور اسے ہم نے ایک زبان کی شکل دی ہے۔ اسی سے ہم دوسرے کے اگلے قدم کا اندازہ لگاتے ہیں اور اسے جواب دیتے ہیں۔''

''واہ کیا عمدہ ترکیب ہے۔ پونم سنگھ اگر ایسے کچھ لوگ ہمیں مستقل طور پر مل جائیں تو ہمیں کتنا تحفظ ملے گا۔''

''اس میں کوئی شک نہیں مہاراج۔ میرے ذہن میں ایک اور خیال آ رہا ہے۔''

''کیا......؟''

''جیسا کہ ان لوگوں نے بتایا کہ ان کا سرکس اسی طرف آ رہا ہے اگر یہ سرکس یہاں آ جائے تو ان کی مدد حاصل کر کے نیا نگر کے لوگوں کی زندگی ضائع کئے بغیر کسی ترکیب سے راون سنگھ اور چپل سنگھ پر قابو پا سکتے ہیں۔ سرکس میں ان کی طرح کے دوسرے لوگ بھی ہوں گے۔''

یہ لوگ باتیں کر رہے تھے ادھر منکو چنکو کی کارروائیوں پر نگاہ جمائے ہوئے تھے۔ سرکس کے اس مایہ ناز فنکاروں کے لئے یہ بہت معمولی سا کام تھا۔

سونیا ان کے بل پر ایسے آئٹم تیار کرتی تھی کہ خود شیتا بھی ششدر رہ جاتا تھا لیکن عام لوگوں کے لئے یہ ایک جادوئی کارنامہ ہی تھا۔ چنکو نے سب سے پہلے اپنی پر تحفظ واپسی کا بندوبست کیا اور تھوڑی ہی دیر کے بعد اس نے چنکو کو ایک پتھر رسی میں باندھ کر گھماتے ہوئے دیکھا۔ چنکو اسی پتھر کو ایک دائرے کی شکل میں گھما رہا تھا۔

''آپ لوگ پیچھے ہٹ جائیے اس نے گوپھن تیار کر لی ہے۔'' اس نے دوسرے لوگوں سے کہا اور سب پیچھے ہٹ گئے۔ اس کا حلقہ بڑھتا جا رہا تھا اور پھر زناٹے کی آواز سے بڑا پتھر بندھی ہوئی رسی کے ساتھ یہاں آ پڑا چنکو نے آگے بڑھ کر رسی کھولی اور پھر مضبوط رسی کے اس سرے کو ایک درخت سے کس کر اس طرح باندھ دیا گیا کہ رسی بے لچک ہو گئی۔ دوسرے لوگوں نے مدد کی تھی اور رسی خوب تن گئی تھی۔ کچھ دیر کے بعد اس کام سے فراغت ہو گئی، جگت سنگھ نے کہا۔

''اب ہمیں ایک طویل انتظار کرنا ہوگا!''

''ہو سکتا ہے مہاراج وہ زیادہ وقت نہ ضائع کریں۔'' پونم سنگھ بولا۔ ''میرا بھی یہی خیال ہے ٹھاکر۔ اس کی کچھ وجوہات ہیں۔ اوّل تو یہ کہ ٹھاکر راون سنگھ جونسن وغیرہ کو شوٹنگ کی اجازت دے چکے ہیں اور ان کی یہ مشکل حل ہو گئی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ لوگ بھلا صاحب کے آنے سے پہلے یہ کام کر لینا چاہتے ہیں۔ میں نے ان کی جو گفتگو سنی ہے اس کے بارے میں آپ کو بتا چکا ہوں۔ فلم ڈائریکٹر بھلا ان کی سازش میں شریک نہیں ہے بلکہ ان دونوں سے میری مراد جونسن اور پیٹر ہے چند لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر یہ کام شروع کیا ہے اور بے چارہ بھلا اس سے لاعلم ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ نیا نگر ایک خطرناک جگہ ہے اور بھلا کی مدد ان کے لئے ضروری ہے اسی لئے وہ اپنے کام کو بھلا سے پوشیدہ......''

ابھی اتنی ہی گفتگو ہوئی تھی کہ دفعتہً فضا میں کسی طوطے کی چیخ ابھری اور منکو چونک کر خاموش ہو گیا۔

''یہ کیسی آواز تھی؟'' ٹھاکر جگت سنگھ نے بھی چونک کر کہا۔

''اوہ کچھ نہیں مہاراج کوئی طوطا چیخ کر اڑا ہے۔'' پونم سنگھ نے کہا مگر اس وقت منکو کے منہ سے بھی ایسی ہی آواز نکلی جس کے ذریعہ اس نے چنکو کو اطلاع دی تھی کہ وہ مستعد ہے اور چنکو جو کچھ کہنا چاہتا ہے کہے۔ پونم سنگھ اور جگت سنگھ حیرانی سے منکو کو دیکھنے لگے۔ دوسری طرف چنکو ہاتھوں کے اشاروں سے کچھ سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ منکو آہستہ سے بولا۔

''مغربی پہاڑیوں کے ٹیلوں کے پیچھے سے۔ ان کی تعداد بارہ ہے وہ پیدل ہیں مگر ان میں سے چند گھوڑوں کی لگامیں پکڑے ہوئے ہیں۔'' وہ خاموش ہو کر چنکو کے ہاتھوں کے زاویئے دیکھنے لگا۔ پھر بڑبڑایا کشتی ہاں شاید وہ کشتی وہ کسی گاڑی پر رکھی ہوئی ہے پانچ آدمی یہ گاڑی دھکیل رہے

ہیں۔ اب ان کی تعداد سترہ ہوگئی۔ تین آدمی...... تین آدمی ایک بڑی گھوڑا گاڑی لا رہے ہیں۔ اس میں چھ گھوڑے لگے ہوئے ہیں کل بیس آدمی ان کے پیچھے اور کوئی نہیں ہے۔ ہاں وہ کل بیس آدمی ہیں۔ وہ پہاڑی ٹیلوں سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ ندی کے گھاٹ کی طرف۔ سمجھے ٹھاکر جگت سنگھ بیس آدمی مغربی پہاڑیوں کے پیچھے ہیں۔''

''ہوں...... میں سن چکا ہوں۔ ادھر راون سنگھ کے کھیت ہیں وہ اس کا علاقہ ہے۔''

جگت سنگھ نے کہا چنکو اب اس جگہ سے ہٹ گیا جہاں سے اسے دیکھا جا سکتا تھا۔ ان ننھے ننھے انسانوں کی بے پناہ اور جدت انگیز صلاحیتوں نے انہیں گنگ کر دیا تھا اور وہ انہیں کسی آسمانی مخلوق کے سے انداز میں دیکھ رہے تھے۔ کافی دیر گزر گئی اس کے بعد چنکو ایک بار پھر اسی اونچی جگہ نظر آیا جہاں سے اسے دیکھا جا سکتا تھا۔ یہاں آ کر اس نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور انہیں ہوا میں لہرانے لگا۔ ادھر منکو کی آواز پھر ابھرنے لگی۔

''دو آدمی...... دو آدمی...... دو آدمی کشتی لے کر ندی پار کر رہے ہیں۔ باقی وہاں سے ہٹ آئے ہیں اور ٹولیوں میں بیٹھ گئے ہیں۔ وہ سب تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ہیں اور مطمئن بیٹھے ہوئے ہیں۔''

چنکو اپنا پیغام نشر کر کے پھر اس طرف چلا گیا اور منکو نے کہا۔ ''اور اب ٹھاکر ہمارا کام شروع ہوتا ہے۔''

''ہیں۔'' جگت سنگھ نے سرسراتی آواز میں کہا۔

''اب اس کی وہاں ضرورت ہے؟'' منکو نے پوچھا۔

''میرے خیال میں نہیں۔ وہ اپنا کام انجام دے چکا ہے۔'' جگت سنگھ نے کہا۔

''اسے واپس بلا لیا جائے۔''

''بالکل......!''

''تو میں اسے اشارہ دیتا ہوں؟'' منکو نے کہا اور اس کے منہ سے طوطے کی چیخ بلند ہوئی پھر وہ بھی ہاتھوں سے عجیب عجیب اشارے کرنے لگا اور اس کے چند لمحات کے بعد یہ لوگ پھر سنسنی کا شکار ہو گئے۔ ان کے خیال میں یہ دوسرا خطرناک کام تھا انہوں نے چنکو کو رسی پر دیکھا تھا جو باون ٹیکہ سے نیچے آ رہی تھی۔ وہ رسی پر سیدھا کھڑا ہوا تھا پھر اس نے اس کی لچک کا اندازہ لگایا اور اس کے بعد رسی پر چلنے لگا۔ اس کے انداز میں ذرہ بھر خوف نہیں تھا اور وہ رسی پر اطمینان سے چلتا ہوا ہولناک فاصلے طے کرنے لگا جب کہ اسے دیکھنے والوں کے دم نکلے جا رہے تھے۔ چنکو برق رفتاری سے رسی پر چلتا ہوا نیچے آ گیا اور جونہی اس نے زمین پر قدم رکھا جگت سنگھ نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا۔

''تم نے جو کام میرے لئے کیا ہے اسے میں کبھی نہ بھولوں گا! تمہیں تمہارا انعام دیا جائے گا ......'' اب وہاں کیا ہو رہا ہے؟''

''ان تین آدمیوں کے علاوہ آس پاس اور کوئی نہیں ہے ان سے کچھ فاصلے پر بندھے ہوئے ہیں۔ وہیں وہ گاڑی بھی موجود ہے جو شاید بار برداری کے لئے لائی گئی ہے۔'' چنکو نے کہا۔

''وہ لوگ اپنے منصوبے سے مطمئن ہیں۔''

''مجھے خطرہ تھا کہ وہ توپ داغنے کی آواز سے ہوشیار نہ ہو جائیں لیکن ان کے اطمینان کی وجہ بھی میں سمجھتا ہوں۔''

''کیا؟'' منکو نے پوچھا۔

''یہاں اکثر توپیں داغی جاتی ہیں یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ ہم سرحد پر ہوشیار ہیں۔''

''انہیں اس پر اعتراض نہیں ہوتا؟''

''یہ سلسلہ اس وقت شروع کیا گیا تھا جب مجھے ان کے اختلاف کا علم ہوا تھا اور انہوں نے اپنی ناکارگی کے اثرات محسوس کر کے مجرمانہ کارروائیاں شروع کی تھیں۔ دراصل میں نے سرحدی تقسیم اس طرح کی تھی کہ وہ جو کچھ بھی کریں اندر رہ کر کریں اور بیرونی دنیا سے ان کے رابطے آسان نہ ہوں کیونکہ باہر کے اثرات اندر آ جائیں تو ہمارے لئے سخت مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں جس کا ایک نمونہ موجودہ حالات ہیں۔'' جگت سنگھ نے کہا۔

''میرے خیال میں ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے جو لوگ کشتی لے کر گئے ہیں وہ واپس بھی آ سکتے ہیں۔'' چنکو نے کہا۔

''اب ہمیں کیا حکم ہے کمانڈر۔'' جگت سنگھ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''ان لوگوں پر قبضہ ضروری ہے تاکہ ہم اپنی پوزیشن مستحکم کر لیں۔ اس کے لئے سخت احتیاط کرنا ہو گا۔''

''پونم سنگھ۔'' جگت سنگھ نے پونم سنگھ کو پکارا۔

''ہم تیار ہیں مہاراج۔'' پونم سنگھ نے کہا اور اس کے بعد ان لوگوں نے بھی کئی ٹولیاں بنائیں جگت سنگھ نے اپنے آدمیوں کو ہدایات دے دی تھیں خود چنکو اور منکو بھی ان ٹولیوں میں شامل تھے۔ انہیں اس جگہ تک پہنچنے کے لئے چکردار راستے اختیار کرنے پڑے۔ وہاں راون سنگھ کے آدمی موجود تھے پھر پہلی ٹولی پر اچانک حملہ کیا گیا اس میں چھ آدمی موجود تھے۔ جنہیں آوازیں نکالنے کا موقع دیئے بغیر بھینچ لیا گیا اور ان کے سروں پر وزنی ہتھیاروں سے ضربیں لگا کر بیہوش کر دیا گیا۔ یہ کام اتنی خاموشی سے کیا گیا تھا کہ کچھ فاصلے پر موجود دوسری ٹولی کو بھی اندازہ نہیں ہو سکا اور وہ لوگ بڑے اطمینان سے بیٹھے رہے۔ جس ٹولی کے افراد کو قابو میں کیا گیا تھا ان میں سے صرف دو کے پاس ہلکے قسم کے ہتھیار ملے غالباً اس کام کے لئے مسلح ہونا

ضروری نہیں سمجھا گیا تھا پھر دوسری اور تیسری ٹولی پر قبضہ کرنے میں کوئی وقت نہ ہوئی البتہ چار اور آدمی جو چوتھی اور آخری ٹولی میں تھے ہوشیار ہو گئے اور انہوں نے مدافعت کی جس کے نتیجے میں ان میں سے دو کو ہلاک کرنا پڑا باقی دو قابو میں آ گئے تھے۔ اس طرح ان سب کو قبضے میں لے لیا گیا۔ پھر منکو کے دوسرے منصوبے پر عمل شروع کر دیا یعنی ان بے ہوش لوگوں کے جسموں سے لباس اتار کر جگت سنگھ کے آدمیوں نے پہن لئے اور بے ہوش لوگوں کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ان کے منہ میں کپڑے ٹھونس دیئے گئے پھر انہیں وہاں سے دور ہٹا دیا گیا۔

جگت سنگھ بہت خوش تھا ایک خطرناک سازش کو ناکام بنانے میں ان ننھے منھے جسموں والوں نے جس غضب کی ذہانت اور کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا وہ ناقابل یقین تھا ورنہ اگر اس سازش کا پتہ بھی چل جاتا تو اسے ناکام بنانے کے لئے زبردست خون خرابہ ہوتا اور نہ جانے کتنی زندگیاں کام آ جاتیں۔ پھر یہ بھی نہ کہا جا سکتا تھا کہ جیت کس کی ہوتی۔ مگر اب کامیابی ہی کامیابی نظر آ رہی تھی۔

بیاولی کنارے یہ لوگ انتظار کر رہے۔ پھر انہوں نے بیاولی کے دوسرے کنارے سبز رنگ کی ایک تیز روشنی دیکھی جو کسی آتش بازی کے ذریعہ کی گئی پونم سنگھ چونک کر بولا۔ ''یہ کیا ہے؟''

''اشارہ......!'' چنکو منکو سے بولا۔

''کیا مطلب؟''

''مطلب یہ کہ کام شروع ہو رہا ہے اور اس کنارے کے لوگ ہوشیار ہو جائیں۔'' چنکو نے جواب دیا ابھی اس کا جملہ پورا بھی نہ ہوا تھا کہ دوسری طرف سے تیز روشنی نظر آئی اور ان کی چھاؤں میں بہت سے لوگوں کے سائے دکھائی دینے لگے۔ پونم سنگھ ایک بار پھر گھبرا کر بولا۔''

''یہ...... یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا یہ لوگ......؟''

''نہیں پونم سنگھ جی یہ شوٹنگ ہو رہی ہے۔ کام کا آغاز ہو چکا ہے۔'' چنکو پھر بولا اور پونم سنگھ متحیرانہ نگاہوں سے دوسری طرف دیکھنے لگا۔ تیز روشنی کی وجہ سے دوسری سمت کا ماحول اجاگر ہو گیا تھا۔ کیمرے کام کر رہے تھے اور اسلحے کی اس منتقلی کو ایک باقاعدہ فلمی منظر کی حیثیت دے دی گئی تھی پھر کشتی تیز رفتاری سے بیاولی پار کرنے لگی اور کنارے سے کچھ فاصلے پر یہ لوگ پوشیدہ ہو گئے۔ صرف ایک خطرہ تھا وہ یہ کہ وہ دو آدمی جو دوسری جانب یہ کشتی لے کر گئے تھے اگر واپس آئے تو اپنے ساتھیوں کو پہچان لیں گے۔ بہر طور اس کا کوئی سدباب نہیں کیا جا سکا تھا۔ کشتی تیز رفتاری سے بیاولی کے کنارے آ رہی تھی اور دوسری جانب تیز روشنیوں نے اسے اپنی زد میں لے رکھا تھا غرضیکہ کشتی اس کنارے آ لگی اور روشنیاں ایک دم بجھ گئیں۔ چنکو اور منکو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ جونسن اور پیٹر اپنا کام بڑی خوش اسلوبی سے انجام دے رہے تھے کشتی کا اس کنارے پہنچ جانے کے بعد

روشنیاں بجھا دینا ایک ضروری امر تھا کیونکہ اب یہاں جو کچھ ہو رہا تھا اس کا علم شوٹنگ کرنے والے دوسرے افراد کو نہیں تھا اور یہی ہوا جونہی کشتی کنارے پہنچی چند افراد اس سے کود کر نیچے آ گئے یہاں موجود لوگوں نے بڑی ہوشیاری کے ساتھ ان کا استقبال کیا اور انہوں نے کوئی جواب دیے بغیر کشتی میں موجود سامان کنارے پر اتارنا شروع کر دیا۔ اس کام میں جگت سنگھ کے آدمیوں نے بھی ان کی مدد کی تھی اور کام نہایت برق رفتاری سے ہوا تھا۔ خوش قسمتی تھی کہ وہ دونوں افراد اس وقت کشتی میں موجود نہیں تھے جو کشتی لے کر دوسری سمت گئے تھے آن کی آن میں سارا سامان کنارے پر بار ہو گیا اور ان لوگوں نے واپس لوٹتے ہوئے کہا۔

''جلدی سے یہ سارے کارٹن یہاں سے ہٹا دیے جائیں ہم دوسری کھیپ لے کر آ رہے ہیں۔'' اس کے ساتھ ہی وہ کشتی میں پہنچے اور کشتی واپس چل پڑی۔ جگت سنگھ کا دل بے پناہ خوشی سے دھڑک رہا تھا اس کے آدمیوں نے فوراً ہی عمل شروع کر دیا اور اسلحے کے وزنی کارٹن اٹھا اٹھا کر دور لے جائے گئے اور انہیں ایسی جگہ محفوظ کر دیا گیا جہاں سے انہیں منتقل کرنے میں زیادہ وقت نہ ہو۔ گھوڑا گاڑی وغیرہ اس کی جگہ رہنے دی گئی تھی کیونکہ ابھی تو اور مال آ رہا تھا۔ جس کی اطلاع دے دی گئی تھی کشتی واپس کنارے پر پہنچ گئی اور شاید وہاں اس کی دوبارہ لوڈنگ ہونے لگی اور یہ بڑا دلچسپ سلسلہ تھا ادھر تو ایک فلمی منظر فلمایا جا رہا تھا اور ادھر اس کا دلچسپ ترین توڑ کیا جا رہا تھا اور اس کامیابی میں چنکو اور منکو کا ہاتھ تھا۔ ایک بار پھر دوسرا کنارہ روشنیوں سے جگمگا اٹھا اور کشتی برق رفتاری سے اپنا سفر طے کرنے لگی۔ یہ ایک واقعی شاندار منصوبہ تھا جس کے ذریعے اسلحہ نیا نگر منتقل ہو رہا تھا اور جونسن اور پیٹر اپنے اس بہترین منصوبے کی کامیابی پر یقیناً خوشی سے پھولے نہ سما رہے ہوں گے۔ اسلحے کی دوسری کھیپ بھی کنارے تک پہنچی اور انہیں اطلاع دی گئی کہ ابھی تیسری کھیپ اور آئے گی اور اس کے بعد یہ سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔ اسلحے کے نئے کارٹن بھی وہیں پہنچا دیے گئے جہاں دوسرے کارٹن موجود تھے۔ پونم سنگھ کے دل میں خواہش مچل رہی تھی کہ کسی طرح ان پیٹیوں میں بند اسلحہ کو دیکھے لیکن ظاہر ہے یہ ممکن نہیں تھا پھر اسلحے کی تیسری کھیپ بھی وصول کی گئی اور اس بار ان لوگوں نے اسلحہ وصول کرنے والوں کو مبارکباد دی کہ ان کا کام نہایت خوش اسلوبی سے ہو گیا۔ جونسن اور پیٹر دوسرے ہی کنارے پر تھے اور انہوں نے اس سمت آنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ غالباً اس میں بھی کوئی اہم بات تھی غرضیکہ یہ آخری پھیرا مکمل ہو گیا اور وہ لوگ اطلاع دے گئے کہ اب خالی کشتی ہی واپس آئے گی چنانچہ اس سمت بھی کارروائیاں ہونے لگیں اور یہ آخری سامان بھی وہیں منتقل کر دیا گیا جہاں دوسرا سامان موجود تھا۔ پونم سنگھ نے کہا۔

''کیا خیال ہے مہاراج اب ہم یہاں سے واپس چلے جائیں۔''

''نہیں خالی کشتی کی واپسی کا انتظار کر لو ان دونوں کو بھی اپنے قبضے میں لے لینا ضروری ہے ورنہ بات بہت جلد کھل جائے گی اس طرح ہمیں کم از کم یہ

اسلحہ اپنے ٹھکانے پر منتقل کرنے کا موقع مل جائے گا۔'' دوسری کشتی کے لئے انتظار کیا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ دریا کی لہروں پر ڈولتی ہوئی نظر آئی اس بار روشنیوں نے اس کا تعاقب نہیں کیا تھا غالباً وہ سین مکمل ہو گیا تھا جس کے لئے یہ شوٹنگ کی گئی تھی جونسن اور پیٹر نے کم از کم یہی کہا ہو گا۔ کشتی کنارے سے آ لگی اور وہ دونوں جو کشتی کو چلاتے ہوئے لائے تھے تھکے تھکے سے انداز میں ساحل پر اتر آئے اور پھر ان میں سے ایک نے مسرت بھرے انداز میں کہا۔

''مبارک ہو کرم چند مہاراج وہ بڑا کام ہو گیا جس کے لئے اتنی محنت کی گئی تھی۔'' پونم سنگھ نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''ہاں تم لوگوں کو بھی بہت بہت مبارک واقعی تم نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے ان میں سے ایک کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کے حلق سے خوفزدہ سی آواز نکل گئی، فوراً ہی دوسرے آدمی کو بھی قبضے میں لے لیا گیا تھا اور اس کے بعد کشتی کو کھینچ کر کنارے پر ڈال دیا گیا اور ان دونوں کو قابو میں کر کے اسی سمت لے آیا گیا وہ دونوں خوف بھری نگاہوں سے اس منظر کو دیکھ رہے تھے تمام کے چہرے اجنبی تھے لیکن جب وہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچے تو انہیں صورتحال کا بخوبی اندازہ ہو گیا ان کی تلاشی لے کر انہیں بھی خالی ہاتھ کر دیا گیا تھا۔ قیدیوں کو ہوش میں لانے کی کوششیں کی گئیں اور ان میں زیادہ تر ہوش میں آ گئے۔ صرف دو تین ایسے تھے جنہیں ہوش نہیں آیا تھا۔ جن لوگوں کو ہوش آ گیا ان کے جسموں میں رسے باندھ دیئے گئے اور پھر انہی کے ذریعے یہ سامان گھوڑا گاڑی پر بار کرایا گیا اور باقی جو سامان بچا وہ ان پر لاد دیا گیا۔ جگت سنگھ نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''خاموشی سے اس سامان کو لے کر چلو تمہاری زندگیوں سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے اگر کسی نے کوئی گڑبڑ کی تو اسے اسی جگہ ہلاک کر دیا جائے گا۔'' وہ لوگ بری طرح سہم گئے تھے کسی نے تعرض نہ کیا حالانکہ باون ٹیکہ جیسی جگہ سے اتنی وزنی سامان کے ساتھ واپسی کا سفر ایک مشکل مرحلہ تھا لیکن جگت سنگھ نے اپنے تمام ہی آدمیوں کو اس پر لگا دیا تھا کہ اسلحے کا بہت بڑا ذخیرہ اس کے ہاتھ آیا تھا اور اگر یہ ذخیرہ راون سنگھ کو منتقل ہو جاتا تو یقینی طور پر راون سنگھ خاصی تباہی مچاتا اور نجانے کتنی زندگیاں موت کے گھاٹ اتر جاتیں پھر جب رات بھر کی کارروائی کے بعد سورج نکلنے سے تھوڑی ہی دیر پہلے یہ لوگ واپس اپنی آبادی میں پہنچے تو کامیاب لوگوں کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے اور وہ مسرت سے پھولے نہ سما رہے تھے۔ بستی میں ابھی جگار نہیں ہوئی تھی اور بستی والوں کو پتہ ہی نہ چل سکا تھا کہ راتوں رات کیا ہو گیا ہے۔ قیدیوں کو قید خانے میں منتقل کر دیا گیا اور اسلحہ اسلحہ خانے لے جایا گیا۔ چنکو اور منکو نے بھی کسی تھکن کا اظہار نہیں کیا تھا اور ان لوگوں کا مسلسل ساتھ دے رہے تھے۔ اسلحہ خانے میں پونم سنگھ نے اسلحہ کے کارٹن کھولے اور ان کی آنکھیں پھیل گئیں۔ یہ جدید قسم کا اسلحہ تھا اور نیا نگر میں ایسا اسلحہ موجود نہ تھا۔

''بڑی خیر ہو گئی مہاراج۔ اس اسلحہ سے آپ راون سنگھ کے ارادوں کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔'' پونم سنگھ نے کہا۔

''ہاں میں فکرمند ہوگیا تھا۔ ابھی چپل سنگھ بھی ہے یہ لوگ اور نہ جانے کیا کیا کر رہے ہوں گے۔'' جگت سنگھ نے کہا۔

''ہمیں کوئی فیصلہ کرنا ہوگا۔''

''جو لوگ یہ اسلحہ لے کر آئے ہیں ان کا بھی ہمارے قبضے میں آنا ضروری ہے۔ پونم سنگھ تم یوں کرو کہ ان فلم کمپنی والوں کی نگرانی سخت کردو ابھی ان پر ہاتھ ڈالنا تو مناسب نہیں ہے مگر بھید کھلنا ضروری ہے۔''

''ایک تجویز میرے ذہن میں بھی آئی ہے مہاراج۔'' منکو نے کہا۔

''کیا ضرور بتاؤ۔''

''جن لوگوں کو پکڑا ہے ان سے یہ معلومات کی جائے کہ جونسن اور پیٹر کو اسلحہ کا کتنا معاوضہ دیا گیا ہے یا معاوضہ کی ادائیگی کر دی گئی ہے یا باقی ہے۔''

''اس سے کیا ہوگا؟''

''ہوسکتا ہے ہمیں ان لوگوں سے براہ راست معلومات حاصل ہو جائیں جو یہ اسلحہ لے کر آئے ہیں۔ ادائیگی کے سلسلے میں ممکن ہے ابھی ان کا رابطہ باقی ہو۔ اگر ایسا ہوا تو لطف آ جائے گا۔''

''پونم سنگھ اور جگت سنگھ منکو کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے اور جب یہ بات ان کی سمجھ میں آئی تو وہ دونوں اچھل پڑے۔

''اس کے امکانات ہیں پونم سنگھ۔'' جگت سنگھ بولا۔

ہاں مہاراج مگر پھر یہ کام ہمیں ابھی کرنا ہوگا۔ رات بیت گئی ہے دریا پار والوں کو تو ابھی مشکل سے ہی پتہ چلے گا کہ کیا ہوگیا ہے راون سنگھ ہوسکتا ہے کہ اسلحہ کا انتظار کر رہا ہو اور اس کے بعد تحقیقات شروع کرے مگر اسے بھی نہ پتہ چل سکے گا کہ اصل واقعہ کیا ہوا۔''

''جو کچھ بھی کرنا ہے اس میں دیر نہیں لگائی جا سکتی چاہے رات کے علاوہ پورا دن بھی کیوں نہ لگ جائے۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں پونم سنگھ تم یوں کرو کہ ایک جتھہ لے کر بیاولی پار کرلو اور وہاں مسلسل گشت کرتے رہو تا کہ راون سنگھ کے آدمی وہاں نہ آ سکیں۔ تم فلم کمپنی والوں کے آس پاس رہنا وہ پوچھیں تو کہہ دینا کہ یہ تمہارا معمول ہے انہیں کوئی احساس نہ ہونے دینا۔ ادھر میں دوسرا کام یعنی کہ لوگوں سے معلومات حاصل کرتا ہوں۔''

''جو آ گیا مہاراج۔'' پونم سنگھ نے کہا۔

''تو پھر جاؤ۔ دیر نہ کرو میں ادھر جاتا ہوں اور تم لوگ؟'' جگت سنگھ نے ان کی طرف رخ کر کے کہا۔

''ہم آپ کے ساتھ ہیں جگت مہاراج۔ آپ بالکل فکر نہ کریں۔'' چنکو نے جلدی سے کہا اور جگت سنگھ نے گردن ہلا دی۔

❁❁❁

صبح اچانک غلام شاہ نے کہا۔''چلو رے منڈروا اکھاڑ دیو۔ بہوت دن ہوئی گئے اینڈتے ہوئے اب آگے بڑھو۔'' غلام شاہ کا کہہ دینا کافی تھا۔ تمام لوگ مصروف ہو گئے تنبو وغیرہ نہیں لگائے گئے تھے اس لئے صرف بانس بلیاں اور لوہے کے فریم اکھاڑنے تھے جو چند گھنٹوں میں اکھڑ گئے اور دوپہر سے پہلے سرکس آگے روانہ ہو گیا۔ کسی کو کوئی تردد نہیں تھا۔ شارق بھی ایک ٹرک میں سوار تھا اسے وہیں جگہ ملی تھی شیخا کے پاس جیپ میں اکبر شاہ بلال جاہ اور عبداللہ تھے۔ جیپ عبداللہ چلا رہا تھا سونیا سانولی اور شیرا کے ساتھ دوسری جیپ میں تھی۔

غلام شاہ نے اکبر شاہ سے کہا۔''اکبرا رے نیا نگر کے میلے بیسا کھ ماہ ہوت رہیں نا۔''

''یہی سنا ہے شیخا۔''

''ابھی تو چیت ہی چلت رہے۔''

''ہاں شیخا، چیت شروع ہوا ہے۔''

''ای سسر کا مارے تنبوا ٹھائی دے رہیں ہم نا تو ابھی وہیں کھیل دکھائی دے رہے ہوتے پر ای نا جل ہو گوا۔'' غلام شاہ بولا۔ اکبر شاہ نے تو کچھ نہ کہا مگر بلال جاہ بولا۔

''کون شیخا۔''

''ارے ارے ای بلا جو ہمارے گلے پڑے رے۔ سارک کے بارے ماں کہت رہیں۔''

''ہے تو سچ مچ بلا اس کا نیا کارنامہ نا شیخا۔'' بلال جاہ بولا۔

''کو نورے؟''

''جھولے پر سونیا مشق کر رہی تھی خود بھی چڑھ گیا اور شیطان کی طرح خود بھی قلابازیاں کھاتا رہا۔ ایک بار ی سونی بٹیا اسے نہ پکڑ سکی اور سب کی جان نکل گئی یہ شیخا اس نے جو کچھ کیا اس پر اب بھی یقین نہیں آتا۔''

''کا رے؟'' شیخا نے پوچھا۔

''سونی بٹیا کے ہاتھوں میں نہ آکر وہ لنگور کی طرح پلٹا اور دس فٹ لمبی چھلانگ لگا کر واپس جانے والے جھولے کو پکڑ کر تختے پر پہنچ گیا۔''

''نا رے۔'' غلام شاہ حیرت سے منہ کھول کر بولا۔

''اکبر بھیا سے پوچھ لو۔''

''اوئی سسر ہمکا پاگل کر کے چھوڑی رے۔ ہمکا یکین نہیں ہوئی گئے ارے ای کام تو سیکھا بھی نا جا سکت لنگور سسر تو سلاجیت کھا کر کمر جاندار کری ہے اے کسی منوئی کے بس ماں نا رے۔ نا بھائی او تو کوئی جن بھوت رہے انسان نا ہے او۔ ہمکا کا ہے نا بتائی رے اے اکبرا۔''

''بس ایسے ہی شیتنا۔ میرا خیال تھا تمہیں معلوم ہوگا۔'' اکبر شاہ سرد لہجے میں بولا۔

''پر سونی بٹیا اسے جھولے پر چڑھنے ہی کا ہے دیا منع کر دیتی او کا اے کام آسان تو نا رے ایسا کھطرہ مول کا ہے لیا۔ مرجات سسر تو کا ہوتا۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''اسے کون روک سکتا ہے شیتنا۔ سرکس کا مالک بنا ہوا ہے وہ جو دل چاہے کر سکتا ہے۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''ارے بٹوا۔ کچھ روج کی بات ہے۔ کچھ کرنی ہے کو نو ٹھکانہ تو ملے ہم سمجھائی دیں گے او کا۔ بری بات ہے پر جو ہم سنے وہیں اور سمجھ ماں آت اوئی سسر لنگور ہے کا۔ ارے کمال ہے بھائی پنڈے کا پورا جور آگے بڑھن کے واسطے کھرچ ہوئی ہے۔ سچ ماں مزہ جاتا۔ بہت بڑی بات رہے۔ بہت بڑی بات۔''

''نیا نگر میں ہمیں بہت ہوشیار رہنا ہوگا شیتنا کیونکہ وہاں پولیس بھی نہیں ہوگی۔'' عبداللہ نے کہا۔

''وہاں کھیال تو رکھنا ہوگا۔ پر آئے گا مجا۔''

''وہ لوگ اجازت دے دیں گے ہمیں۔''

''کھوسامد کریں گے ٹھاکر کی دوئی چار کھیل دکھائی رہے کچھ مال پانی دئی رے کام بن جائی ہے اللہ مالک ہے۔'' غلام شاہ نے کہا اور پھر خاموشی چھا گئی۔

سفر جاری رہا تھا اکبر شاہ کا چہرہ ستا ہوا تھا پہلے وہ غلام شاہ سے بڑے لاڈ کیا کرتا تھا مگر اب بہت دن سے اس پر خاموشی طاری ہو گئی تھی وہ سنجیدہ رہنے لگا تھا پتہ نہیں غلام شاہ کو اس کا احساس تھا یا نہیں۔

دن ختم ہو گیا اور شام کو انہوں نے ایک وسیع میدان میں قیام کو عارضی بندوبست کیا گیا تھا کھانے کے انتظامات ہونے لگے۔ رات کو اکبر شاہ سونیا کے پاس آ بیٹھا۔

''ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں سونیا۔''

''پوچھو اکبر بھیا۔''

''اس نے اس کے بعد تو تم سے کوئی بدتمیزی نہیں کی۔''

''نہیں۔'' سونیا پھرائے ہوئے لہجے میں بولی اور اکبر شاہ خاموش ہو گیا۔ سونیا کو توقع تھی کہ وہ کچھ بولے گا لیکن اس کی غیر معمولی خاموشی کو محسوس کر کے وہ بولی۔ ''تم نے یہ سوال کیوں کیا؟''

''پچھلی رات میں نے اسے تمہارے خیمے سے باہر نکلتے دیکھا تھا۔'' اکبر شاہ بھاری لہجے میں بولا اور سونیا اچھل پڑی۔ اکبر شاہ کی پراسرار خاموشی اس کی سمجھ میں آ گئی تھی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اکبر شاہ کو دیکھتی رہی اور پھر اچانک اسے غصہ آ گیا۔

''تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے۔''

''کچھ بھی نہیں، تجھے ہم پر مکمل اعتماد ہے مگر۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''آگے بولو اکبر شاہ۔'' سونیا غرائی۔

''شیتا کے بارے میں سوچ رہا ہوں میں جانتا ہوں کہ تم نے مجھ سے یہ بات کیوں چھپائی۔ تم نہیں چاہتیں کہ میں شیتا کے مقابل اس کے سلسلے میں کوئی سخت رویہ اختیار کروں۔''

''یہ بات نہیں ہے۔'' سونیا نے کہا۔

''پھر......''

''اب وہ شیتا کا نہیں کسی کا نہیں صرف میرا مسئلہ ہے اور میں اس کے سلسلے میں کسی کی مدد قبول نہیں کروں گی۔''

''شیتا کے بارے میں سب جانتے ہیں وہ ضرورت سے زیادہ رحم دل ہے اور صرف اخلاق برت رہا ہے اس کے علاوہ وہ اس کی شعبدہ گری سے بھی متاثر ہے وہ انسانوں پر اعتبار کر لیتا ہے جو بری بات نہیں ہے لیکن شارق جیسے لوگ اس کی اس فطرت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ سونیا شیتا کو اس کے حال پر چھوڑ دو ہم خود ہی یہ مسئلہ حل کریں گے۔ شیتا کی سادہ دلی نے ہمیں اس سے انحراف پر مجبور کیا ہے جو کچھ ہمیں کرنا ہو گا وہ جرم ہے لیکن مجبوری ہے کسی بھی شخص کو ہم اپنی عزت سے کھیلنے کی اجازت تو نہیں دے سکتے ہم برائی کے لئے مجبور ہیں۔''

''اب کیا کرو گے اس کے لئے؟''

''وہ کیا کہتا ہے۔'' اکبر شاہ نے پوچھا۔

''اپنے اقدامات سے بہت پر اُمید ہے اور کہتا ہے کہ مجھے جیت کر دم لے گا۔'' سونیا نے کہا۔

''ہوں!'' اکبر شاہ نے آہستہ سے کہا اس کے بعد وہ دیر تک خاموش رہا پھر اس نے کہا۔ ''جھولے پر وہ کیسے پہنچ گیا۔''

''میں نہیں جانتی میں نے اسے چھوڑ کر آنکھیں بند کر لیں مجھے یقین تھا کہ وہ نیچے گر جائے گا۔''

اس میں شک نہیں کہ وہ غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہے۔ لیکن، لیکن اس کے لئے غیر معمولی اقدامات ہی کرنا پڑیں گے۔'' سونیا نے کوئی جواب نہیں دیا تھوڑی دیر کے بعد اکبر شاہ وہاں سے اٹھ گیا۔ رات بھی گزر گئی اور دوسرے دن معمول کے مطابق سفر شروع کر دیا گیا۔ پورا دن کسی خاص اہمیت کا حامل نہیں تھا شام کو انہوں نے جو جگہ قیام کے لئے منتخب کی وہ بھی نیا نگر کی روایات کے مطابق تھی ایک وسیع و عریض جھیل نظر آ رہی تھی جس کے اطراف سرسبز درختوں کا جھنڈ لگا ہوا تھا اور یہ جگہ کافی خوبصورت تھی۔ معمول کے مطابق تمام ذمہ داریاں پوری کی جاتی رہیں۔ شارق آج کچھ الگ تھلگ ہی رہا تھا کل بھی اس کا یہی رویہ تھا۔ یہاں تک کہ اس نے شیتا کے ساتھ سفر بھی نہیں کیا تھا۔ پچھلے دن بھی وہ ایک ٹرک پر ہی سفر کرتا رہا تھا اور آج کا دن بھی اس نے ایسے ہی گزارہ تھا۔ ایک دو بار سونیا نے دور سے اسے دیکھا شارق کا چہرہ کچھ پھیکا پھیکا سا نظر آ رہا تھا سونیا آج تک یہ فیصلہ نہیں کر پائی تھی کہ شارق کے سلسلے میں اس کے دل میں نفرت کے علاوہ بھی کچھ ہے وہ بس اسے دیکھتی تھی۔ تمام کام جوں کے توں ہوئے اور پھر رات ہوگئی کھانے وغیرہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اکبر شاہ نے جھیل کی جانب رخ کیا۔ اس کے ساتھ کئی دوسرے افراد بھی موجود تھے۔ آسمان پر پورا چاند نکل آیا تھا اور تیز روشنی نے سارے ماحول کو منور کر دیا تھا۔ شیتا تو شاید اپنے خیمے میں آرام کرنے چلا گیا تھا لیکن اکبر شاہ کو اس چاندنی رات میں جھیل کا منظر بے حد پسند آیا تھا۔ رفتہ رفتہ لوگ اکبر شاہ کی طرف جا رہے تھے۔ جھیل کے کنارے اچھا خاصا مجمع جمع ہو گیا تھا۔ سب کے سب اپنے طور پر خوش گپیاں کر رہے تھے پھر تھوڑی دیر کے بعد شارق بھی وہاں پہنچ گیا۔ اس پر کسی نے کوئی خاص توجہ نہیں دی تھی اور وہ بھی اسی طرح ایک گوشے میں جا بیٹھا تھا۔ سونیا اکبر شاہ کے پاس تھی اکبر شاہ نے سونیا سے کہا۔

''سونیا میں تمہیں فن تیراکی کا ایک ایسا کارنامہ دکھاؤں جو شاید کسی انسان کے لئے ممکن نہ ہو۔'' اکبر شاہ نے یہ الفاظ کافی زوردار لہجے میں کہے تھے حقیقت سونیا کو بھی معلوم تھی اس نے پوچھا۔

''کیسا کارنامہ اکبر بھیا؟''

''فن تیراکی میں، میں نے اپنا کوئی ثانی نہیں دیکھا ٹھہرو میں تمہیں دکھاتا ہوں کہ تیراکی کیا چیز ہے اور فن کیا ہوتا ہے۔'' اکبر شاہ اپنا لباس اتارنے لگا۔ اس نے اپنے ایک دو ساتھیوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا تھا اس کے بعد اس کی ہدایت پر اس کے ساتھی اس کے ہاتھ اور پاؤں باندھنے لگے۔ انہوں نے رسی سے اکبر شاہ کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے۔ پھر اکبر شاہ نے کہا۔

''میرے پیروں میں وزنی پتھر بھی باندھ دو۔''

''اکبر بھیا کیا کرو گے تم؟''

''اس کے بعد یہ لوگ مجھے اس جھیل میں پھینک دیں گے اور میں بڑے اطمینان سے زندہ سلامت تیرتا ہوا اس میں سے نکل آؤں گا۔ میں چیلنج کرتا ہوں یہاں موجود ہر شخص کو کہ میری طرح کا یہ کارنامہ کر کے دکھا دے۔''

سب لوگ اکبر شاہ کی طرف متوجہ تھے شارق بھی الگ نہیں تھا اور خاموشی سے ایک طرف کھڑا ہوا تھا۔ اکبر شاہ نے جن لوگوں سے ہاتھ پاؤں بندھوائے تھے انہیں کچھ خصوصی ہدایات بھی دے دی گئی تھیں اور انہوں نے پوری احتیاط کے ساتھ ان ہدایات پر عمل کیا تھا۔ اکبر شاہ کے پاؤں میں وزنی پتھر بھی باندھ دیئے گئے اور اس کے بعد وہ لوگ اسے پانی میں پھینکنے کی تیاریاں کرنے لگے سونیا نے البتہ پریشان لہجے میں کہا تھا۔

''اکبر بھیا یہ بہت خوفناک بات ہے کہیں۔ کوئی نقصان نہ پہنچ جائے تمہیں۔'' جواب میں اکبر شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ پانی میں گرتے ہی اس کے ہاتھ رسیوں سے آزاد ہو جائیں گے۔ رسیاں خاص انداز میں بہت ڈھیلی باندھی گئی تھیں اور اس کے لئے اس نے اپنے ساتھیوں کو ہدایت کر دی تھی۔ یہی کیفیت پیروں کی بھی تھی ایک ذرا سے جھٹکے سے رسیوں کے وہ پھندے کھل سکتے تھے جن میں وزنی پتھر بندھے ہوئے تھے۔ اکبر شاہ کو کسی نقصان کا اندیشہ نہیں تھا۔ اس نے ایک خاص منصوبے کے تحت یہ تمام کارروائی کی تھی۔ تمام لوگ جھیل کے کنارے جمع ہو گئے اور اس کے بعد چند افراد نے اکبر شاہ کو اٹھا کر پانی میں پھینک دیا۔ اکبر شاہ ابتدائی مرحلے کے طور پر جھیل کی گہرائیوں میں اترتا چلا گیا۔ پلک جھپکتے اس نے اپنی کلائیاں آزاد کرا لیں اور اس کے فوراً بعد ہی پیروں سے پتھر بھی کھول دیئے، پتھر کھلنے کے ساتھ ساتھ ہی اس کے پاؤں بھی آزاد ہو گئے تھے۔ بہت معمولی سا کام تھا اگر رسیاں سخت ہوتیں تو اس کے فرشتے بھی اپنے آپ کو ان سے آزاد نہیں کرا سکتے تھے لیکن ایک اُمید پر اس نے یہ تمام کارروائی کی تھی۔ بہر طور جتنا وقفہ وہ پانی کی تہہ میں گزار سکتا تھا اس نے گزارا، خود سونیا کو بھی اس منصوبے کی حقیقت معلوم نہیں تھی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ پانی کی سطح پر بلند ہو گیا اور کنارے پر کھڑے ہوئے حیران پریشان لوگوں کے حلق سے خوشی کی چیخیں نکل گئیں۔ اکبر شاہ تیرتا ہوا کنارے تک آ گیا تھا لوگوں نے اس کی تعریف و توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے اور اکبر شاہ مسکرا کر فخریہ نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا پھر اس نے کہا۔

''کم از کم اس کام میں میرا کوئی مدمقابل نہیں ہے فن تیراکی میں میں نے کمال حاصل کیا ہے۔'' اور اکبر شاہ کے دل میں اس وقت خوشی کی لہریں پھوٹ اٹھیں جب شارق نے آگے بڑھ کر بڑے محبت بھرے انداز میں اس سے کہا۔

''اکبر بھیا مجھے اجازت دو تو میں بھی یہی سب کچھ کر کے دکھاؤں۔''

''اگر زندگی سے دشمنی ہے تو تم ضرور کوشش کرو یہ اچھل کود کا کام نہیں ہے جو آسانی سے کر لیا جائے پانی کا اپنا ایک الگ مسئلہ ہوتا ہے۔ میں تو تمہیں اجازت نہیں دوں گا ہاں اگر تم اپنی مرضی سے یہ کارنامہ بھی سرانجام دینا چاہو تو مجھے اعتراض بھی نہیں ہوگا۔''

''میں کوشش کرنا چاہتا ہوں اکبر بھیا میں نے آپ سے کہا تھا نا کہ میں ہر وہ کام سیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہوں جو دو تین بار میری نگاہوں کے سامنے گزر جائے۔ میں اپنے اس دعوے کو سچ کر کے دکھانے کا خواہشمند ہوں۔''

''الزام مجھ پر نہیں ہوگا میں ایک بار پھر تمہیں اس سے منع کر رہا ہوں۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''فکر کی کوئی بات ہی نہیں ہے میں اپنی مرضی سے یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔'' سونیا سرونگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی، اکبر شاہ نے طنزیہ انداز میں کہا۔

''لیکن اس سلسلے میں تمہارے ساتھ کوئی رعایت نہیں برتی جائے گی۔ مسٹر شارق تمہارے ہاتھ پاؤں میں باندھوں گا۔'' وہ مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

اکبر شاہ نے ہاتھ پاؤں باندھے اور کوئی کسر نہ چھوڑی پھر پیروں میں وزنی پتھر باندھ کر چند لوگوں کی مدد سے شارق کو جھیل میں اچھال دیا گیا۔ تمام نگاہیں جھیل پر جم گئیں اور لوگ دم سادھے انتظار کرنے لگے۔ کسی نے غلام شاہ کو نہ دیکھا تھا جو خود بلال جاہ کی مدد سے چیئر پر بیٹھ کر وہاں پہنچ گیا تھا۔ ایک منٹ، دو منٹ اور پھر پانچ منٹ گزر گئے اور وہ سطح پر نہ ابھرا۔ تبھی غلام شاہ کی آواز نے انہیں متوجہ کر لیا غلام شاہ صورتحال معلوم کر رہا تھا۔ پھر حقیقت معلوم ہونے کے بعد وہ دیوانہ وار کرسی دھکیلتا ہوا کنارے پر آ گیا اکبر شاہ کے اوسان خطا ہونے لگے تھے۔ غلام شاہ ٹکٹکی باندھے جھیل کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پورے پندرہ منٹ ہو گئے تو اکبر شاہ ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا۔ ''میں نے اسے منع کیا تھا شیخا لیکن۔''

''کو تو بات نا ہے بٹوا۔ لے او آ ئی گوا۔ غلام شاہ بولا دوسرے لوگوں کے منہ سے پھر آوازیں نکل گئیں۔ وہ تیرتا ہوا کنارے پر آ رہا تھا چند لمحات کے بعد وہ مسکراتا ہوا باہر آ گیا اور اس نے غلام شاہ کو دیکھ کر کہا۔

''میں جھیل کی گہرائیوں سے تمہارے لئے ایک تحفہ لایا ہوں شیخا، دیکھو اس نے ایک چمکتا ہوا پتھر شیخا کی طرف بڑھا دیا۔ ہیرا ہے بے داغ اور خوبصورت۔''

جاری ہے......

''ارے ای تو کہاں سے مل گا رے۔'' غلام شاہ نے حیرت سے کہا۔

''میں نے پانی میں اپنے ہاتھ پاؤں کھولے شیتا پھر سوچا کہ ویرانے کی اس جھیل میں ذرا نیچے اتر کر تو دیکھوں کیسی ہے تب یہ مجھے گہرائی میں چمکتا نظر آیا اور میں اس کے بارے میں معلوم کرنے نیچے پہنچ گیا گاڑھی کیچڑ سے اسے نکالنے میں کافی محنت کرنی پڑی مگر میں نے بھی سوچا کہ ویرانوں کا تحفہ شیتا کے لئے ضرور لے کر جاؤں گا۔ یہ تمہاری نظر۔'' اس نے ہیرا شیتا کی گود میں ڈال دیا۔ پھر اکبر شاہ کی طرف رخ کر کے بولا۔ ''میں نے شرط پوری کر دی۔ اکبر بھیا۔'' کوئی کچھ نہ بولا تھا پھر وہ جھیل کے کنارے سے واپس چل پڑے۔ غلام شاہ سونیا اور اکبر شاہ کے ساتھ خیمے میں آ گیا۔ پھر اس نے اکبر شاہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''اور کوئی کوسس کرنی ہے اکبرا کر لے بڑا کر لے۔ پر جب ہم کہت ہیں کہ تو اوکا نا مار سکت کتنی بے چینی ہے تم دوئی بھائی بہن کو اوکا کھتم کرنے کی۔ اے ہم تو ہار لئی ساری جندگی تج دئی اور تم ہمارے ایک مہمان کو نا برداشت کر سکے۔ اوکات بتائی دئی تم نے ہمیں واہ رے ہمارے کھونا۔''

''مگر شیتا۔''

''گالی دو سیکھا کو جھوٹ بول کرا لو بنائی دو ہمکا۔ ایسی ہی مجبور نجر ہوئی بڑا تو تم سب کا نا سنبھال سکت رہے ہم۔ الو ہیں ہم اتنا نا سمجھ سکت نہ کہ سونی نے جان بوجھ کر اس کے ہاتھ چھوڑے تھے اور آج..... آج۔''

''شیتا وہ ہماری عزت سے کھیل رہا ہے۔ سونیا کے خیمے میں گھس کر وہ اظہار عشق کرتا ہے۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''انسان رہے بھیا۔ سب کا دل ہووے ہے۔ سونی کی مرجی کے بنا اور کا کر سکت ہے اور پھر کچھ روج کی بات تھی ہم کہت دیں تو اس کا کھون کھراب نا رہے ایک بات بتائی دے دے سونی ہاتھ اور چھوٹی رہے۔ او تو ہار کبھی بول بتا ایسا کری رہے تو کھون کری ہے ہم وا کا اپنے ہاتھ سے بول جباب دے جباب دے۔''

''شیتا۔''

''ارے ہمارا اپنے اس دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر دوئی دیھہ ہماری جان لینے کی کوسس کری ہے۔ جھولے کی رسیاں کاٹ کرا وکا ہم پر گرائی رہے او اپاج سانپ پھینکت رہے ہم پر پیپرا سے کھرید کر سنوریا سے عسک کرت رہے تھا اوئی سسر تو گیر رہے۔ ہم نے او سے اپنا بدلہ نا لئی رے سادی کر دی کھاموسی سے ان دوئی کی۔ دل سسر پاگل کر دئی ہے انسان کو یہ جندگی لینے کا حک تو نہیں کسی کو بڑی عجت دار وہیں۔ اور سسر تم دوئی کان کھول کر سن لو اچھی طرح سن لو بہت ہو گئی اب کوئی اور کوسس نا کرو گے تم لوگ ہماری بھی عجت ہے ہمارا بھی حک ہے۔ اس سرکس پر او ہمار مہمان رہے اوکا کوئی

بال بیکا کرے گا تو ہمارا دشمن ہوئی اور اس سے پہلے ہم ایسا نا کہی ہے اب کیت رہیں ہاں۔" غلام شاہ کرسی دھکیلتا ہوا خیمے سے باہر نکل گیا۔

اکبر شاہ اور سونیا سناٹے میں تھے۔ غلام شاہ چلا گیا تھا لیکن اس کے الفاظ کی بازگشت انہیں سنائی دے رہی تھی۔ سانولی اور ایاز کے بارے میں انکشاف نے انہیں ششدر کر دیا تھا۔ پھر اکبر شاہ خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھا اور سونیا کے خیمے سے نکل گیا۔ سونیا ہنس دی تھی۔ اس تنہائی نے اسے بے چین کر دیا اسے چاروں طرف شارق کے بھوت نظر آ رہے تھے۔ اور دل کا کوئی ایسا گوشہ وا ہو گیا تھا۔ جس میں کبھی چند لمحات کے لئے پسندیدگی کے تاثرات ابھرتے تھے۔ اسے گلاب کے وہ پھول یاد آ رہے تھے جنہیں دیتے ہوئے اس نے کچھ کہا تھا وہ کچھ جو اسے پسند آیا تھا لیکن بعد میں دل کی انا اور خود پسندی نے سب کچھ اس کے ذہن سے نکال دیا تھا۔ اسے سب کچھ یاد آ رہا تھا لیکن۔ لیکن دل کے ان دروازوں کو کھلا بھی تو نہیں چھوڑ سکتی تھی شیتا کے اصول۔

ساری رات گزر گئی۔ اس رات نہ جانے کس کس نے رت جگا منایا۔ علی الصبح روانگی کی تیاریاں شروع کر دی گئیں اور سورج نکلے زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ قافلہ آگے چل پڑا۔ شیتا کا چہرہ پرسکون تھا رات کے کچھ اثرات اس کے چہرے پر نہ تھے۔ پہاڑ ٹیلے والے سرسبز و شاداب نظر آئیں اور سب کی نظریں اسی طرف اٹھ گئیں تینوں گاڑیاں اسی پگڈنڈی کے راستے اسی طرف آ رہی تھیں۔ غلام شاہ نے کہا۔

"ای کو میں ٹھاکر گاڑیاں ہیں یا اور کوئی ہے؟"

"اسی طرف آ رہی ہیں شیتا کہو تو رک کر انتظار کریں۔" گلاب خان نے کہا۔

"ہاں رک جاؤ۔" شیتا نے کہا اور اس کی ہدایت پر ساری گاڑیاں رک گئیں سب آنے والوں کو دیکھ رہے تھے نہ جانے وہ کون تھے؟

آنے والوں نے بھی شاید انہیں دیکھ لیا تھا۔ ویسے بھی ان کا رخ اسی سمت تھا کیونکہ وہ جس پگڈنڈی پر سفر کر رہے تھے وہ آگے آ کر اسی پگڈنڈی سے مل جاتی تھی جس پر سرکس کی گاڑیاں سفر کر رہی تھی۔ تاہم انہیں سرکس کی گاڑیوں تک آنے میں دیر لگی تھی۔ غلام شاہ اور اس کے ساتھ بغور ان گاڑیوں کا جائزہ لے رہے تھے۔ دونوں جیپوں میں سے ایک جیپ آگے نکل آئی اس پر کئی افراد سوار تھے۔ ایک تنومند شخص جس نے بہت قیمتی لباس پہنا ہوا تھا ایک سرخ و سفید نوجوان جو جدید تراش کے رنگین لباس میں ملبوس تھا ایک کافی خوبصورت لڑکی جس نے چمڑے کی جیکٹ اور پتلون پہن رکھی تھی۔ مزید تین افراد جو چاق و چوبند نظر آ رہے تھے۔

تنومند شخص نے ان گاڑیوں کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ "غالباً یہ سرکس ہے، میں اس سرکس کے کسی سربراہ شخصیت سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"بات کر اس سے اکبرا......" غلام شاہ نے کہا اور اکبر شاہ غلام شاہ کی جیپ سے نیچے اتر آیا۔ دوسری طرف سے دراز قامت شخص بھی نیچے اترا اور

اس کے ساتھ باقی لوگ بھی صرف خوبصورت لڑکی اور سرخ وسفید نوجوان جیپ میں بیٹھے رہے تھے۔

''ہیلو......'' تومند شخص نے اپنا چوڑا ہاتھ مصافحے کے لئے بڑھاتے ہوئے کہا۔

''ہیلو......'' اکبر شاہ نے اس سے مصافحہ کیا۔

''میرا نام راج پال بھلا ہے۔لوگ مجھے بھلا صاحب کہہ کر پکارتے ہیں۔''

''میرا نام اکبر شاہ ہے۔''

''یقیناً یہ سرکس ہے۔شیر،گھوڑے، بندر، ریچھ وغیرہ اور پھر یہ سازوسامان آپ کا سرکس بہت بڑا معلوم ہوتا ہے۔

''شکریہ......آپ کون ہیں؟''

''فلمیں بناتا ہوں، بہت سی فلمیں بنا چکا ہوں۔ اپنی نئی فلم کی شوٹنگ کے لئے نیا نگر جا رہا ہوں۔ وہاں میں ٹھاکروں کی زندگی پر کچھ مناظر فلمانا چاہتا ہوں میرا یونٹ آگے جا چکا ہے اور میں کچھ دوسرے ضروری امور نمٹانے کے بعد اب اپنے یونٹ کے پاس جا رہا ہوں۔ آپ لوگوں کے مل جانے سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ یہ علاقے بہت پراسرار اور بے حد دلکش ہیں۔ آپ لوگ شاید نیا نگر کے میلے میں اپنا سرکس لگائیں گے۔''

''ہاں یہی ارادہ ہے۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''بہت خوشی کی بات ہے کیونکہ میرا ابھی یہاں کافی عرصہ قیام رہے گا۔اچھا ہے ساتھ رہے گا۔ویسے معاف کیجئے گا شاہ صاحب آپ سرکس کے مالک ہیں؟''

''نہیں! سرکس کے مالک غلام شاہ صاحب ہیں، وہ جو جیپ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔''

''تو پھر آیئے ان سے ہمارا تعارف کرا دیجئے۔'' بھلا صاحب نے کہا اور خود جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ اکبر شاہ نے اس کے ساتھ قدم بڑھا دیئے تھے۔ جیپ کے قریب آ کر اکبر شاہ نے کہا۔

''یہ رام پال بھلا ہیں۔ ایک فلم کمپنی کے مالک۔ نیا نگر میں اپنی فلم بنا رہے ہیں اور شوٹنگ کرنے اس طرف آئے ہیں اور بھلا جی یہ غلام شاہ ہیں اس سرکس کے مالک......''

''اوپر چڑھ آئی بھائی رہے، ہمار سسر ٹنگو یاں نار ہیں، ای واسطے ہم نیچے نا اتری ہے۔ آ جا بیر اتو کا تکلیپھ تو ہوئی ہے۔''

''اوہ ویری بیڈ......غلام شاہ صاحب۔ مگر یہ ناموجود ٹانگیں بتاتی ہیں کہ آپ سرکس کے ایک عظیم فنکار رہوں گے۔ شہ سواری کی شان ٹپکتی ہے آپ کے چہرے اور بدن سے۔'' بھلا صاحب نے جیپ میں چڑھ کر غلام شاہ سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ دوسرے لوگوں نے انہیں جگہ دے دی تھی۔

''ارے کا رے بھائی۔ بس مالک کی مرجی۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''اگر آپ اجازت دیں شاہ صاحب تو ہم اس سفر میں آپ کے ساتھ ہو جائیں جہاں تک آپ چاہیں ساتھ رہیں اس کے بعد اپنے راستے اپنا کام۔''

''جرور بھائی بھلا جرور ہمکا کا اعتراج ہوئی ہے؟''

''آپ ایک آئیڈیل شخصیت کے مالک ہیں۔ میں آپ سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ ویسے ہمارا تعارف ہو گیا ابھی سفر کے لئے بہت وقت باقی ہے اور ہم راستے میں رک گئے ہیں۔ کیا خیال ہے آگے بڑھیں اس کے بعد ساتھ ساتھ قیام ہوگا اور بہت سی باتیں ہوں گی۔''

''بڑھیا رہے۔'' غلام شاہ نے کہا اور بھلا جیپ سے اتر آیا۔ پھر وہ اپنی جیپ میں پہنچ گیا اور غلام شاہ نے گاڑیاں آگے بڑھانے کا حکم دے دیا۔ سرکس کی گاڑیوں کے پیچھے بھلا کا ٹرک اور جیپیں چل پڑی تھیں۔

''سر پھرا آدمی معلوم ہووے ہے۔'' غلام شاہ نے تبصرہ کیا۔

''تمہیں برا کون لگتا ہے شیخا۔'' گلاب خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اکبر شاہ نے خاموشی ہی اختیار کی تھی۔

''ایک تو سسر تم چار دن کے چھوکرے اپن آپ کو اتا تجربہ کار سمجھنے لاگے رہو کہ کچھ سمجھ ماں نا آوے ہے۔ ارے ہم پوچھت رہیں دنیا تی ہی بری لگے ہے تمکا تو جینے کی کا جرورت رہے مر جاؤ سسر۔'' غلام شاہ نے چلبلا کر کہا۔ گلاب خان پھر کچھ نہ بولا۔

گاڑیاں سفر کرتی رہیں اور پھر شام جھک آئی۔ ایک صاف ستھرا میدان قیام کے لئے منتخب کر لیا گیا۔ سرکس کی گاڑیاں معمول کے مطابق رک گئیں اور ان سے سامان اتار کر چند خیمے لگائے جانے لگے جو ضروری ہوتے تھے بھلا نے درمیان میں کچھ فاصلہ رکھا اور اس کے آدمی بہت خوبصورت چھولداریاں نصب کرنے لگے۔ بھلا صاحب کے آدمی تھوڑی دیر کے بعد فارغ ہو گئے تھے۔ غلام شاہ وہیل چیئر پر آ گیا اور پھر ان لوگوں کا جائزہ لے کر وہ بھلا صاحب کے خیموں کی طرف چل پڑا۔ بھلا نے دور سے اسے دیکھ لیا تھا اور وہ خود آگے بڑھ آیا۔

''آئیے غلام شاہ صاحب۔ آپ لوگوں کے اس طرح مل جانے سے ایک انوکھی خوشی کا احساس ہو رہا ہے۔''

''تیرا اسکریہ بھائی۔ بھلا سنا تیری پھلم کمپنی کیسی چل رہا ہے۔''

''دیا ہے بھگوان کی، بس یہ تو زندگی کے کھیل ہیں۔ یہ نئی فلم جو بنا رہا ہوں اسمگلروں کی زندگی پر ہے مگر عام ڈگر سے ہٹ کر۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس میں ہر قسم کے مناظر ہیں۔ ایکشن فائٹ سونگ اور ایڈونچر، مگر سب ضرورت کے مطابق ہیں۔ بھرتی کی کوئی چیز نہیں ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ جو سین بھی پیش کروں وہ غیر ضروری نہ معلوم ہو۔ ویسے غلام شاہ صاحب آپ نے بہت بڑا سرکس بنایا ہے۔ اتنا ساز و سامان آپ نے جمع کیا

ہے۔ بیشمار افراد ہیں آپ کے ساتھ آپ کی لائف تو بڑی ایڈونچر لائف ہوگی۔''
''ارے بھائی بھلے۔ اسی سسرا انگریجی کے بغیر کام نا چلت ہے کا تیرا۔ دیکھ رے بھائی ہم ان پڑھ جاہل ہیں۔ ہماری تیری یاری انگریجی کے بغیر تو چل سکت ہے نہ تو اپنی تیری نا نبھے گی۔''
''معافی چاہتا ہوں شاہ صاحب۔ آیئے میں آپ کو اپنے ساتھیوں سے ملاؤں۔ آیئے۔'' بھلا نے خود پیچھے آ کر غلام شاہ کی چیئر سنبھال لی۔
''ارے نا بیرا ہم ڈھکیل لئی ہمار یا جو بڑے مجبو طر ہیں تو کا ہے سرمندہ کرے ہے ہمیں۔''
''مجھے یہ خدمت کر کے خوشی ہوگی شاہ صاحب۔ آؤ کنور جیت ان سے ملو یہ غلام شاہ صاحب ہیں۔'' بھلا نے اس نوجوان کو دیکھ کر کہا جو رنگین لباس میں ملبوس بھلا کے ساتھ جیپ میں بیٹھا تھا۔ کنور جیت نے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے تھے۔
''یہ میری فلم کے ہیرو ہیں شاہ صاحب۔''
''جیتے رہو بنوا۔''
''اور وہ ہماری ہیروئن مس راج کماری ہیں۔'' بھلا نے اس خوبصورت لڑکی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔
''ایک آئیڈیا میری ذہن میں آیا ہے۔ بھلا صاحب۔'' کنور جیت بولا۔
''کیا......؟''
''اس کہانی میں سرکس کے مناظر کی بہترین گنجائش نکل سکتی ہے۔ منشی فقیر خان موجود ہیں کسی مناسب جگہ سرکس کا منظر ڈال دیں گے۔ فلم میں جان پڑ جائے گی۔ غلام شاہ صاحب ہمیں اپنے سرکس میں شوٹنگ کی اجازت ضرور دے دیں گے۔''
''آئیڈیا شاندار ہے۔'' بھلا صاحب نے کہا۔
''بلکہ میں تو کہتا ہوں راجکماری کو فرار کے دوران آپ سرکس میں دکھائیں۔ لطف آ جائے گا۔ شاہ صاحب کے ساتھ لڑکیاں بھی ہیں کوئی بھی ڈمی مل جائے گی۔''
''بھئی یہ باتیں بعد میں ہو جائیں گی۔ شاہ صاحب کے لئے کچھ جل پان کی بندوبست تو کرو۔''
''نا رے بھائی بھلے...... کو نو جرورت نا ہے پھر کبھی سہی اور سن بھائی تو کا کا نو جرورت نہ رہے تو ہم کائی بتائی دے۔ سفر میں ایک دوسرے کا ساتھ دیا ہی جاوے ہے۔'' اسی اثناء راجکماری جی بھی وہاں آ گئی تھیں۔

''راج جی۔ میں نے بھلا صاحب سے کہا ہے کہ وہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر فلم میں سرکس کے کچھ سین بھی ڈال دیں۔'' کنور جیت نے کہا۔

''کیا حرج ہے مگر سرکس تو ابھی سفر میں ہے۔'' راجکماری نے کہا۔

''اس کا بھی کوئی بندوبست ہو جائے گا لیکن میرے خیال میں اس سے کہانی میں بالکل نیا پن پیدا ہو جائے گا۔''

''شاہ صاحب، آپ کون سے علاقے میں سرکس لگائیں گے میلہ شروع ہونے میں تو ابھی بہت وقت ہے۔ ویسے میلہ آزاد علاقے میں لگتا ہے جہاں پورے نیا نگر کے باشندے آتے ہیں آپ صرف میلے میں شرکت کریں گے یا اس سے پہلے سرکس لگا دیں گے؟''

''پہلے بھو نیا نگر نا آت ہوا، معلوم کری ہے کہ کا ٹھیک رہے۔ ٹھاکر اسے اجاجت بھی لیتی ہوئے گی۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''آپ پہلی بار نیا نگر آئے ہیں......؟'' بھلا صاحب نے پوچھا۔

''ہاں پہلی بیر۔''

''تب تو نیا نگر آپ کو بہت عجیب لگے گا۔''

''تے پہلے ادھر آئی رہے بھائی بھلے......؟''

''ہاں شاہ صاحب۔ صرف ایک بار، ٹھاکر جگت سنگھ سے میرا ایک معاملہ تھا ان کے کام سے آیا تھا اسی دوران نیا نگر دیکھا اور دل میں فیصلہ کیا تھا کہ اپنی کسی فلم کی شوٹنگ یہاں کروں گا۔''

''تب تو میری جان پہچان ہوئی ہے ٹھاکر اسے......؟''

''صرف ٹھاکر جگت سنگھ سے، ویسے میری ان سے ملاقات ہو گی شاہ صاحب آپ کو کوئی وقت پیش آئی تو اطمینان رکھیں میں ٹھاکر صاحب سے کہہ کر دور کرا دوں گا۔ وہ بہت اچھے انسان ہیں۔ جہاں تک اجازت کا سوال ہے آپ بے فکر ہو جائیں وہ آسانی سے مل جائے گی۔''

''تیرا اسکریہ۔ اب چلی ہے۔ جرا دیکھیں اوئی لوگ کا کرت ہیں۔'' غلام شاہ نے کہا اور وہیل چیئر کا رخ بدل دیا۔

سرکس والے اپنے کاموں سے فارغ ہو گئے تھے اور ان کی نظریں فلم کمپنی والوں پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ انہی لوگوں کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ بہت سے نوجوان فلموں سے متاثر تھے اور اس کی بات کر رہے تھے۔ ایاز خان کو آج دوپہر کے بعد عجیب سا احساس ہوا تھا وہ یہ کہ اکبر شاہ اس سے کچھ اکھڑا اکھڑا سا ہے۔ کوئی بات نہ تھی ممکن ہے غلط فہمی ہو۔ اس وقت ایاز نے خصوصاً اکبر شاہ کو مخاطب کیا اور بولا......!''

''جیمنی ٹاکیز نے ایک فلم بنائی تھی اکبر بھیا اس میں سرکس پیش کیا گیا تھا کیا تمہیں یاد ہے......؟''

''نہیں...... !'' اکبر شاہ بھاری آواز میں بولا۔

''اگر ہمارا سرکس کی فلم میں پیش ہو جائے تو کیسا رہے......'' ایاز نے پوچھا۔ اگر اکبر شاہ خاموشی سے وہاں سے چلا گیا۔ اس بات کو دوسروں نے بھی محسوس کیا تھا۔ ایاز خان تو حیران ہی رہ گیا تھا۔ بہرحال کسی نے اس بات پر تبصرہ نہیں کیا البتہ ایاز بہت پریشان تھا سانولی سے اس نے ضرور کہا۔

''سانولی اکبر بھیا کو کیا ہو گیا......؟''

''کیا ہوا ہے اسے؟''

''مجھ سے کچھ بگڑا ہوا ہے۔''

''پوچھ لیتے، کوئی وجہ ہوتی ہے کیا۔''

''کوئی بات سمجھ میں تو نہیں آ رہی۔ پوچھوں گا، ویسے میں فلم اور سرکس کی بات کر رہا تھا۔'' دیر تک دونوں اس پر تبصرہ کرتے رہے تھے مگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی تھی پھر روشنیاں بجھ گئیں لیمپ روشن ہو گئے اور رات کے کسی حصے میں آسمان پر بادل نے شب خون مارا اور بارش شروع ہو گئی۔ دن میں بارش کا نام و نشان بھی نہ تھا اس لئے اس سے بچاؤ کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ خیمے بھی عارضی قیام کے لئے چند لگائے جاتے تھے باقی لوگ کھلے آسمان کے نیچے ہوتے تھے چنانچہ آسمان سے اچانک ہونے والے پانی کے حملے نے بھگدڑ مچا دی اور سرکس کے کارکن ہوش سنبھالتے ہی بارش سے بچاؤ کے انتظامات کرنے لگے۔ ادھر شیروں نے دھاڑنا، ہاتھیوں نے چنگھاڑنا اور بندروں نے خوخیانا شروع کر دیا تھا۔ بندروں نے دھما چوکڑی مچا کر آسمان سر پر اٹھا لیا تھا۔ سامنے بھلا صاحب کے آدمیوں نے بھی روشنیاں جلا دی تھیں اور انتظامات کرنے لگے تھے۔ ان ہنگامہ خیزیوں میں غلام شاہ کے گھن گرج قہقہے ابھر رہے تھے۔

''ارے تو ہار حرام کھورا کی۔ ارے واہ رے بھائی رے۔ سب کے سب پنجرے توڑا لاگے رے۔ ارے اوئی سونیا، اکبرا رے، ارے چا کا پانی چڑھوائی دے رہے گرم گرم چا۔ ہارے مچا دے جنی ہے۔ ارے اوئی بھلے۔ ادھرا و آ جا رے چا بن رئی ہے۔'' غلام شاہ بچوں کی طرح خوش ہو رہا تھا اور اس کی آوازیں دور تک جا رہی تھیں......!

''آپ کو آواز بھی دے رہا ہے بھلا صاحب۔'' کنور جیت نے کہا۔

''کیا خیال ہے چلیں......؟'' راجکماری بولی۔

''بھیگ جاؤ گی بری طرح، برداشت کر سکو گی؟''

''مجھے پانی سے نزلہ ہو جاتا ہے۔'' راجکماری نے کہا۔

''تم نہ جاؤ تو بہتر ہے۔ کنور برساتیاں نکلوالو آؤ چلتے ہیں اس بارش میں اب سونے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔''

دوسری طرف سرکس کے کارکنوں نے ہر چیز ڈھک دی اور محفوظ ہو کر بیٹھ گئے۔ چائے کی دیگ چڑھ گئی تھی اور چائے تیار ہو رہی تھی۔ غلام شاہ اور اکبر شاہ نے بھلا صاحب اور کنور جیت کو آتے دیکھا۔ غلام شاہ چیخ کر بولا۔

''ارے واہ رے سہری چوہو۔ اللہ کی رحمت سے بچت رہو۔ بھائی کا چدر لپیٹ رہو۔ ارے یار س ماں بھیگو مجا آئی ہے۔''

''ہم آپ کی طرح مضبوط نہیں ہیں شاہ صاحب۔ کوئی سائے دار جگہ بتائیے۔'' بھلا صاحب نے کہا۔

''تو پھر آئی جاؤ تنبو میں۔'' غلام شاہ نے کہا اور اپنے خیمے کی طرف بڑھ گیا۔

''سوری شاہ صاحب آپ کا بارش کا مزا بھی خراب کیا۔''

''نا رے بھائی بھلے۔ کھوب بھیگ لئی ہے اب چا کی جرورت ہے ابھو آئی جات۔''

''آپ کے سرکس کے سارے لوگ زندہ دل ہیں۔ بارش سب کو ہی پسند معلوم ہوتی ہے۔''

''ایک ہی قبیلہ ہے ہمارا۔ سب رے بچپن کے ساتھی ہیں ایک دوسرے کے، بڑا کرم ہے مولا کا۔''

''میں نے کئی بار سرکس پر فلم بنانے کے بارے میں سوچا مگر کسی سرکس سے کوئی پہچان نہ تھی۔ کسی زمانے میں ایک سرکس دیکھا تھا اس کے بعد موقع نہ مل سکا اس میں بھی میرے بڑے بھائی لے گئے تھے کیونکہ سرکس ان کے کسی پارسی دوست کا تھا......''

''پارسی......'' غلام شاہ اچھل پڑا۔

''ہاں شاید انگلش سرکس کہلاتا تھا وہ......'' بھلا صاحب نے کہا مگر رات کی تاریکی میں وہ غلام شاہ کا سرخ چہرہ نہ دیکھ سکا تھا۔ غلام شاہ کے منہ سے آواز نہ نکل سکی تھی۔ بمشکل تمام اس نے کہا۔

''انگلس سرکس......؟''

''ہاں آپ کو تو معلوم ہو گا اس کے بارے میں، مگر پرانی بات ہے۔''

''مانجی نام رہے سرکس کے مالک کا......؟''

''ہاں! یقیناً میں نے کہا ناں آپ کی لائن کی بات ہے آپ ضرور جانتے ہوں گے......!''

''اوئی سرکس اب کہاں رہے بھائی......؟''

''اب کیا معلوم شاہ صاحب۔ ویسے مانجی مر گیا تھا۔ یہ بات مجھے معلوم ہے بڑے بھائی نے بتائی تھی۔''

''اور پڑ روا......؟'' غلام شاہ بے اختیار بولا۔

''کون......؟''

''اوئی حرام کھور پڑ روا......اوئی حرام کھور......'' غلام شاہ کی غراہٹ ابھری۔

''اس نام کے کسی آدمی کو میں نہیں جانتا۔ آپ کا کوئی آدمی تھا......؟''

''ہاں رے۔ ہمارا ہی آدمی رہے او۔ بڑی جرورت ہے اوکی۔ توہار بڑے بھیا کہاں رہت رہن بھائی بھلے......؟''

''وہ بھی اب اس سنسار میں نہیں رہے۔''

''کوئو پتہ چل سکتی اس انگلس سرکس کا......؟''

''اب تو طویل عرصہ گزر گیا شاہ صاحب، ہاں بڑے بھیا کے بچوں کے تعلقات تھے مانجی کے بچوں سے۔ ان سے شاید کچھ معلوم ہو سکے۔''

''اوکدرری بھائی......؟'' غلام شاہ نے بے چینی سے پوچھا۔

''ولایت میں ہیں وہ۔ آپ کو اس سرکس سے بہت دلچسپی معلوم ہوتی ہے شاہ صاحب!''

''بڑی رے بہوت بڑی رے بھائی۔ اوکا پتہ چل جئی تے توہار بہوت بڑا کام ہو جائی ہے۔''

''میں کوشش کر سکتا ہوں شاہ صاحب......!''

''توہار پاؤں دھو دھو کر پی رہے بھائی۔ ہماری جندگی پر تیری بڑی مہربانی ہوگی۔''

''آپ فکر نہ کریں۔ یہ کام میں ضرور کروں گا......!'' بھلا صاحب نے کہا۔

''کد کرے گا بھائی......؟'' غلام شاہ نے کہا اور بھلا مسکرا دیا۔

''پہلی فرصت میں شاہ صاحب مجھے آپ کا یہ کام کر کے بے حد خوشی ہوگی۔ ہم لوگ اپنی آبادیوں سے دور اس روایتی علاقے میں ہیں جہاں کی بے شمار کہانیاں باہر کی دنیا میں گردش کرتی ہیں میں یہاں سے بہت سے مناظر لے جاؤں گا آپ یہاں کے پلے میں اپنے جوہر دکھایئے۔ ہم لوگ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد اپنی آبادیوں میں چلیں گے اور پھر سب سے پہلا کام یہ کروں گا کہ اپنے بھتیجوں سے رابطہ قائم کر کے انگلش سرکس کے

بارے میں معلومات حاصل کروں گا۔''

''ہارے بھائی۔ تے دل ماں امید کی موم بتی جلائی دے رہے تیرا بھلا ہو بھائی۔''

''کوئی ایسی ہی اہم بات ہے شاہ صاحب جس کے لئے آپ اتنے بے چین ہیں۔'' بھلا صاحب نے کہا۔

''ہاں بیرا، ایسی ہی بات ہے۔'' غلام شاہ ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

اسی دوران سونیا اندر آ گئی اس کے پیچھے سرکس کا ایک آدمی چائے کے برتن سنبھالے ہوئے تھا۔

''چائے شیگا۔'' سونیا نے کہا، وہ بھی پانی میں بھیگتی رہی تھی اس کے خوبصورت بال پانی سے بھیگ کر چہرے پر جگہ جگہ چپک گئے تھے لباس بھی سرکش بدن سے شرمندہ ہو رہا تھا۔ کنور جیت نے اسے دیکھا اور اس کے حواس پر بجلی سی گر پڑی۔ وہ سحر زدہ ہو گیا اس حسن بے مثال کے سامنے تو کوئی چراغ ہی نہ جل سکتا تھا۔ خود بھلا صاحب اسے دیکھ کر مسحور ہو گئے تھے۔ الورا کے غاروں میں بنے پیکر اس کے سامنے ہیچ تھے۔ وہ حسن شناس تھا اور انہیں حسن کی پرکھ تھی چنانچہ ان کی آنکھوں میں تحسین کے جذبات ابھر آئے۔ اس دوران غلام شاہ بولا۔

''ہے سونی بیٹا۔ جیادہ نہ بھیگو پانی ماں۔ بیمار پڑ جئی ہے آتے بھی چاپی لے۔''

''باہر دوسرے لوگ بھی ہیں شیگا میں ان کے ساتھ چائے پیوں گی بس تمہارے اور مہمانوں کے لئے لائی ہوں اور تو ضرورت نہیں ہے؟'' سونیا نے کہا۔

''ناری۔ کا پھی رہے۔ پر بیٹی جیادہ نہ بھیگو تے۔''

''ٹھیک ہے شیگا، موم کی بنی نہیں ہوں۔'' سونیا نے کہا اور باہر نکل گئی۔ کنور جیت خیمے کے دروازے کو دیکھتا رہ گیا تھا۔

''لے بھائی بھلے چالے۔'' غلام شاہ نے کہا۔ ''اور تے بھی بھائی کا نام رہے تیرا کنور جیت۔'' کنور جیت اپنا نام سن کر چونک پڑا۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

''یہ تمہارے سرکس کی آرٹسٹ ہے غلام شاہ......؟''

''نارے بھائی۔ اس سرکس ماں کونو آرٹسٹ نارہے۔ پھنکار کہہ سکت ہے تو۔ کا سمجھا۔''

''وہی کہہ رہا ہوں شاہ جی......!'' کنور جیت سنبھل گیا۔

''ہاں سونیا بت بڑی پھنکار ہے۔ ہمار بھتیجیا بھی رہے۔ ایسا پھن دکھائی رہے کہ تو ہار آنکھ نا ٹھہر سکت او پا۔ پھر کنی بن جائی ہے جھولا پے۔'' غلام شاہ فخریہ بولا۔

''آپ کی بھتیجی ہے وہ......'' بھلا صاحب نے پوچھا۔

''ہاں بھائی بھلا۔ چڑیا چرونٹے جیسے رہے تھی دونا بہن بھائی جب سے ہم ام کا کریجوا سے لگا کے پالت رہے۔ بڑے مرگئے تھے ہمار......! ارے تو چاپی بھائی ساری ٹھنڈی ہوئی رہے۔'' غلام شاہ نے اپنی چائے اٹھالی اور کنور جیت نے بھی چائے اٹھالی۔ وہ کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔

چائے پینے کے بعد بھلا صاحب نے کہا۔'' آپ کی چائے کا شکریہ شاہ صاحب اب ہمیں اجازت دیجئے۔''

''کون بات نا ہے بھائی بھلے تے یار بن گیا ہے ہمار۔ پر بھائی ہمار کام نا بھول جئی ہے آس بندھائی ہے تے نے ہمارا۔''

''آپ فکر نہ کریں غلام شاہ صاحب۔ اگر بھلا صاحب آپ کا کام بھول بھی جائیں گے تو میں نہیں بھولوں گا بس آپ بے فکر ہو جائیں۔'' کنور جیت نے کہا......اور پھر وہ دونوں شیتا کے خیمے سے نکل گئے۔ کچھ فاصلے پر آ کر کنور جیت نے کہا...... آپ یہ بات تسلیم کریں بھلا صاحب کہ انڈسٹری جمود کا شکار ہے۔ اس پر صرف چند آرٹسٹوں نے قبضہ جما رکھا ہے اور آپ لوگ ان کے اشاروں پر ناچنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ ہر کردار انہیں دے دیا جاتا ہے خواہ ان پر سجے یا نہ سجے۔ ہر شعبے میں یہی ہو رہا ہے آپ لوگ لاکھوں خرچ کرتے ہیں مگر ان آرٹسٹوں سے خوفزدہ رہتے ہیں کیوں...... آخر کیوں......؟''

''کیا کہنا چاہتے ہو تم......؟'' بھلا صاحب نے پوچھا۔

''بس یونہی خیال آیا تھا۔ آپ ایک ایڈونچر فلم بنا رہے ہیں مگر آپ کی ہیروئن ایک ایسی نازک اندام دوشیزہ ہے جسے نم ہواؤں سے نزلہ ہو جاتا ہے۔''

''بھلے آدمی، راجکماری ایک اچھی اداکارہ ہے اور تم نے اس کی شمولیت پر اعتراض بھی نہیں کیا تھا اب تک اس نے جو شاٹ دیئے ہیں وہ برے نہیں ہیں اور پھر ہم فلم بنا رہے ہیں جس میں صرف اداکاری کرنی ہوتی ہے۔''

''میرا یہ مطلب نہیں تھا بھلا صاحب، میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ موضوع کی مناسبت سے کردار ضرورت تلاش کرنا چاہئے اگر صحیح انتخاب ہو جائے تو آپ تہلکہ مچا سکتے ہیں اب سرکس میں کام کرنے والی اس لڑکی کو دیکھ لیجئے۔ ایک بار اسکرین پر آ جائے تو کیا ہو سکتا ہے آپ اس سے ناواقف نہیں ہوں گے۔''

''میں خود ششدر ہوں، مگر تم خود سوچو کیا کیا جا سکتا ہے نیا نگر کے ان پہاڑی علاقوں میں تم کسی ہیروئن کی تلاش میں آ سکتے تھے۔ بہرحال اس لڑکی نے مجھے بھی پریشان کر دیا ہے۔''

''تھوڑی محنت کر لیں بھلا صاحب، آپ کی یہ فلم سال کی بہترین فلم بن سکتی ہے۔''

''مجھے مشورہ دو۔'' بھلا نے برساتی اتارتے ہوئے کہا۔ وہ اپنے خیمے میں داخل ہو گیا تھا۔ کنور جیت نے برساتی اتار کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''اس شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔''

''غلام شاہ کی بات کر رہے ہو؟''

''سو فیصدی۔''

''تمہاری رائے جاننا چاہتا ہوں۔'' بھلا صاحب خفیف سی مسکراہٹ سے بولے۔ ''ایک ان پڑھ آدمی نہ جانے اس نے اتنا بڑا سرکس کیسے بنالیا۔ خیر اتنے بڑے سرکس کو چلا رہا ہے وہ یقیناً آمدنی بھی عمدہ ہوگی اس کی، رقم کا لالچ اسے متاثر نہیں کر سکتا۔ لیکن میں نے پانسہ پھینک دیا ہے۔''

''میں جانتا ہوں۔'' بھلا صاحب بدستور مسکراتے ہوئے بولے۔

''کیا جانتے ہیں آپ!''

''تمہارے پانسے کو۔''

''بتایئے۔''

''تم نے اس کی کمزوری پر غور کیا ہے۔ انگلش سرکس کی تلاش اس کی کمزوری ہے اور تم نے اس پر توجہ دی ہے۔''

''ویری گڈ۔ میں آپ کی کھلی آنکھوں کا معترف ہوں۔'' کنور جیت نے کہا۔

''آگے بولو۔''

''اسے اس بات پر تیار کرنا ہے کہ وہ اپنی بھتیجی کو فلم میں کام کرنے کی اجازت دے دے جو کردار آپ کی فلم میں آئے گا وہ ایسا دھماکہ ثابت ہوگا کہ لوگ دنگ رہ جائیں گے۔ ہم اس کردار کو مختصر نہ رکھیں گے۔''

''وہ تیار ہو جائے گا؟''

''بالکل مشکل نہ ہوگا، بس ہوشیاری ضروری ہے۔''

''خیر میں یہ نہیں کہتا کنور کہ وہ لڑکی کو شوٹنگ کی اجازت نہ دے گا۔ ظاہر ہے وہ سرکس میں ہزاروں کے مجمع میں کام کرتی ہے کوئی پردہ نشین لڑکی نہیں ہے۔ لیکن ایک بات تم بھی ذہن نشین کرلو۔''

''کیا......؟'' کنور جیت چونک کر بولا۔

''یہ ایک معذور شخص ہے لیکن پورا سرکس اس کا مطیع معلوم ہوتا ہے ایسا بلا وجہ نہ ہوگا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس کی لینگوئج پر نہ جانا اس کے چہرے کی لکیریں بتاتی ہیں کہ ان میں صدیوں کا تجربہ پوشیدہ ہے۔''

''یعنی وہ بہت زیرک انسان ہے۔''

''سو فیصدی۔''

''پھر بھی کیا فرق پڑتا ہے۔ بس وہ اس کام کے لئے تیار ہو جائے ہمیں اس سے زیادہ کیا لینا ہے۔''

''ایک بات کہوں کنور برا تو نہیں مانو گے؟''

''نہیں بھلا صاحب، آپ میرے استاد بھی تو ہیں۔''

''لڑکی نے تمہارے ذہن کی گہرائیوں تک مار کی ہے اور بات صرف اس کی ہماری فلم میں حصہ لینے کی نہیں کی۔''

''استاد کے سامنے جھوٹ بولنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ میری آنکھوں نے جو کچھ دیکھا ہے اس نے مجھ سحر زدہ کر دیا ہے۔''

اور یہی خطرناک بات ہے۔''

''کیسے؟''

''وہ لڑکی کو اس فلم کے کچھ مناظر میں حصہ لینے کی اجازت دے سکتا ہے اس سے آگے صورتحال خطرناک ہو سکتی ہے۔''

کنور جیت کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

''استاد کے سامنے گستاخی کی جرأت نہیں کر سکتا کنور جیت کو خود پر بہت اعتماد ہے صرف ایک بات کا استاد کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی بات نہ ہوگی جس سے استاد کو گردن خم کرنی پڑے۔ وہ خود ہی تڑپے گا اور سارے پنجرے توڑ دے گا تب تو کچھ بات ہوگی ورنہ کنور جیت کی ساری عمر کی تپسیا بیکار ہے۔ آپ جانتے ہیں کنور جیت لاکھوں دلوں کی دھڑکن ہے۔ پہلی بار ایسا کردار سامنے آیا ہے جو کنور جیت کے دل میں دھڑک رہا ہے۔ ذرا غور کریں بھلا صاحب...... وہ ہماری فلم میں ایک رول کرے گی اور کوئی دوسرا اسے نہ پا سکے گا۔ پھر دوسری فلم میں وہ ہماری ہیروئن ہوگی۔ لوگ دیوانے ہو جائیں گے۔''

''ہاں یہ تو ہے۔ لیکن کنور معیار کا خیال رکھنا۔''

''کہیں بھی کوئی قابل اعتراض بات پائیں تو ٹوک دیں۔ دوبارہ نہ ہوگی۔''

''ہوں! ٹھیک ہے۔ ویسے اگر غلام شاہ تیار ہو جائے تو کیا کرو گے۔''

''منشی وزیر خاں کو محنت کرنا ہوگی۔ اس کہانی میں سرکس کی کوئی سچویشن نکالنا ہوگی اور لڑکی کے کردار کو بڑھانا ہوگا۔''

''خیال برا نہیں ہے، کوشش کر دیکھو۔''

''یوں سمجھ لیں کامیاب ہوگیا۔ آپ انگلش سرکس کا معاملہ سنبھالے رکھیں میں اپنا کام کروں گا۔'' کنور جیت نے کہا اور بھلا صاحب ہنسنے لگے۔ پھر بولے۔

''بھئی اس کے بارے میں میں نے جھوٹ نہیں بولا یہ سچ ہے کہ میرے بھتیجوں کی مانجی کے بچوں سے دوستی ہے۔ حقیقت معلوم ہو جائے گی۔''

''او کے! تم آغاز کر دو...... ہاں ذرا راجکماری کا بھی خیال رکھنا۔ عورت زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔''

''ہماری درمیان عشق تو نہیں ہے۔''

''وہ تو ٹھیک ہے مگر...... راجکماری اس حسین خطرے کو بھانپ لے گی۔''

''آپ بے فکر ہو جائیں۔'' کنور جیت نے کہا اور بھلا صاحب گردن ہلانے لگے۔

❀❀❀

قیدیوں کے چہرے اترے ہوئے تھے۔ وہ سب گم صم بیٹھے ایک دوسرے کی صورت دیکھ رہے تھے۔ جگت سنگھ ان دونوں کے ساتھ قید خانے میں داخل ہوگیا اور قیدی خوفزدہ نظروں سے انہیں دیکھنے لگے۔ پیچھے مسلح سپاہی مستعد کھڑے ہوئے تھے۔

''کھڑے ہو جاؤ۔'' جگت سنگھ نے کہا اور تمام قیدی ایک قطار بنا کر کھڑے ہو گئے۔ جگت سنگھ ان کے سامنے کھڑے ہو کر ان کی صورتیں دیکھنے لگا پھر انہوں نے کہا۔ ''تم سب نیا نگر کے باسی ہو نا۔''

''ہاں مہاراج۔'' ان میں سے ایک نے کہا۔

''جب ہم سب ایک تھے تو کیا نیا نگر کے سارے شہروں میں تمہارے ماتا تا یا اور چاچا نہ رہتے تھے۔''

''رہتے تھے مہاراج۔''

''راون سنگھ نے اپنے علاقوں میں بسنے والوں کے ساتھ جو کچھ کیا تمہیں معلوم ہے۔''

''معلوم ہے مہاراج۔''

''اچھا تھا وہ۔''

''نہیں مہاراج۔''

''تمہارے دل نہ دکھے اس پر ان میں کوئی تمہارا نہیں تھا۔''

''ہم کیا کر سکتے تھے مہاراج۔ ہم تو غلام ہیں۔''

''نیا نگر کا خون ہو تم...... غلام کیسے بن گئے۔ سچ کا ساتھ کیوں نہ دیا تم نے؟'' جگت سنگھ نے کہا۔

''جنہوں نے سچ کا ساتھ دیا مہاراج وہ کتے کی موت مر گئے، کیا نہیں ہوا تھا آبادیوں میں۔ جس کے پاس جو کچھ تھا چھین لیا گیا۔ جاگیرداروں کو کنگال کر کے گھوڑوں کی چاکری پر لگا دیا گیا، کسانوں سے کھیت اور اناج چھین لیا گیا۔ کے کمینے راجہ بن گئے۔ جس نے راون جی کا ساتھ دیا وہ عیش میں رہا جس نے سچ کا مان رکھا زندہ درگور ہو گیا۔ نہ مال بچا نہ آبرو۔ کچھ مر گئے کچھ جیلوں میں سڑ رہے ہیں۔ آپ نے اپنے بھتیجوں کا حصہ دیا تھا مہاراج دوش ہمارا تھا۔''

جگت سنگھ کے بدن میں لرزش پیدا ہو گئی تھی وہ پھٹی پھٹی نظروں سے انہیں دیکھنے لگا۔ بڑا مشکل سوال تھا۔ پھر اس نے بمشکل کہا۔

''تم تو راون کے ساتھی ہو۔''

''ہاں مہاراج ہم وہ ہیں جنہوں نے برائی کا ساتھ دے کر اپنی آبرو بچائی ہے۔ مگر مہاراج ایک بات ضرور کہیں گے آپ سے۔ آپ نے ہمیں راون اور چنچل کے ہاتھ میں دے کر ہم سے ہمارے جینے کا ادھیکار چھین لیا۔ آپ نے مہاراج ہمیں بروں کے حوالے کر کے برا بنا دیا ہے۔''

جگت سنگھ کی حالت کافی خراب تھی وہ ان لوگوں سے معلومات حاصل کرنے آیا تھا مگر ان کے سوالات نے اسے سخت الجھن میں ڈال دیا تھا۔ معلومات حاصل کرنے کے لئے اس نے انہیں غیرت دلانا چاہی تھی مگر الٹی آنتیں گلے پڑ گئی تھیں۔ وہ خاموشی سے ان لوگوں کو دیکھتا رہا پھر اس نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

''کیا راون بستیوں میں رہنے والے سب لوگوں کے یہی خیالات ہیں......؟''

''ہاں مہاراج...... آپ نے بٹوارہ کر کے آنکھیں بند کر لیں آپ تو دھرماتما بن گئے مگر ہم لوگوں پر جو بیتی ہمارا دل جانتا ہے۔ راون سنگھ جی عیش پرست ہیں کوئی ایسا کام تو نہ کر سکے وہ جو ہماری بستیوں میں خوش حالی لاتا اپنی خوشحالی کے لئے انہوں نے اپنی ہی بستیوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔ دونوں علاقوں کا ایک ہی حال ہے۔ آپ ذرا اندر جا کر دیکھیں تو وہاں کیا ہو رہا ہے۔''

''جگت سنگھ کے چہرے پر دکھ کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔

''تم لوگ تو راون سنگھ کے ساتھیوں میں سے ہو جو اس کے لئے خفیہ کام کرتے ہیں گرفتار ہونے کے بعد تم اس کے خلاف باتیں کر رہے ہو۔''

''اگر آپ کا یہ خیال ہے مہاراج کہ اس طرح ہم آپ کی دیا حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جو جرم ہم کر رہے تھے اس کے

بدلے ہمیں موت کی سزا دے جائے۔ راون سنگھ جی بیرونی دنیا سے اسلحہ حاصل کر کے آپ کے خلاف جنگ کرنے کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ وہ چھاپہ مار دستے تیار کر کے آپ کی بستیوں میں لوٹ مار کرنے کا منصوبہ بنا چکے ہیں اور ان دستوں کے لئے ایسا اسلحہ خرید رہے ہیں جو جدید ترین ہو اور آپ کے سپاہی اس کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ یہی کام چتیل سنگھ مہاراج کر رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ راج پاٹ کے لئے نیا نگر میں تو کچھ ہے نہیں وہاں سے جو کچھ حاصل ہو اس سے کام چلایا جائے اس کے بعد دوسرے سرحدی علاقوں کا رخ کیا جائے اور وہاں لوٹ مار کی جائے اس طرح ٹھاکروں کا دیس ڈاکوؤں کا دیس بن جائے۔ ہم اس اسلحہ کے حصول کے لئے سارے کام مکمل کر چکے تھے اور آپ وقت پر چھاپہ مار کر ہمیں پکڑ نہ لیتے تو یہ اسلحہ راون سنگھ کے پاس پہنچ جاتا۔ اس طرح ہم بڑے مجرم ہیں اور ہمارے لئے موت کی سزا ضروری ہے۔ مگر...... ہمیں سزائے موت دینے کے بعد مہاراج...... آپ کسی طرح راون اور چتیل کی بستیوں کا اندر سے جائزہ ضرور لیں۔ وہاں ہر شخص آپ کو دکھی ملے گا۔ سب یہی کہیں گے مہاراج ہم تو دل سے آپ کے آدمی ہیں۔ ہم آپ سے علیحدہ نہ ہوئے تھے۔ آپ نے ہمیں علیحدہ کر دیا تھا۔ آپ نے تو اپنے بھتیجوں کے ساتھ انصاف کیا مگر ہمارے ساتھ ناانصافی کیوں کی گئی...... کیا ہم ایسے تھے......؟''

جگت سنگھ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ چنکو اور منکو بھی بہت متاثر تھے اور ہمدردی کی نظروں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ کچھ دیر کے بعد جگت سنگھ نے کہا۔ ''تم میں سے کرم چند کون ہے......؟''

''میں ہی ہوں مہاراج......'' اس شخص نے کہا جو یہ گفتگو کر رہا تھا۔

''اوہ کرم چند میں تم سے چند سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ تم اسلحہ لانے والوں کو جانتے ہو......؟''

''بس اتنا ہی مہاراج کہ وہ باہر کی دنیا سے آئے ہیں اور راون جی کے لئے اسلحہ لائے ہیں یہ اسلحہ ہمیں وصول کر کے اندر پہنچانا تھا اور اس کے بعد ہمارا کام ختم ہو جاتا۔''

''انہیں اسلحے کی رقم کی ادائیگی کر دی گئی......؟''

''یہ ہم نہیں جانتے۔''

''ہوں...... سنو کرم چند...... کچھ غلطی تم لوگوں کی بھی ہے۔ تمہیں میرے پاس آنا چاہئے تھا مجھے بتانا چاہئے تھا کہ اندر کے حالات ایسے ہیں۔ بات تو کرتا تمہارے لئے کچھ نہ کچھ تو کرتا۔ بہرحال بہت دیر کے بعد مجھے پتہ چلا۔ کرم چند، تم ابھی قید خانوں میں رہو گے مگر تم میرے مہمان ہو۔ تمہیں یہاں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ سب ہوتا رہا مگر سارا دوش میرا ہی نہیں ہے۔ راون اور چتیل سنگھ کو ان کا حصہ دے کر میں نے اپنا فرض

پورا کیا مگر تم لوگ مجھے بتا سکتے تھے کہ تمہارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ میں کسی سے بات تو کرتا۔ اگر میں ان کا حصہ انہیں دے کر بھی ان کے اندرونی معاملات کی جانچ پڑتال کرتا تو وہ میری نیت پر شک کرتے۔ بہر حال اب میں اپنا فرض پورا کروں گا...... آؤ......'' جگت سنگھ نے چنکو منکو سے کہا اور وہ قید خانے سے باہر نکل آئے۔ محل کے اندرونی حصے میں آ کر جگت سنگھ نے ان سے کہا۔

''تم لوگ بھی سوچ رہے ہوگے کہ کس مصیبت میں آ پھنسے۔ مگر دیکھ رہے ہو کہ کیا ہو رہا ہے۔ تم باہر کے لوگ ہونے کے باوجود ہمارے اندرونی معاملات میں ملوث ہو گئے۔ یہ تقدیر کے کھیل ہوتے ہیں البتہ ایک بات محسوس کی ہے میں نے۔ تم دونوں چھوٹے چھوٹے جسموں کے مالک ہونے کے باوجود بڑے دماغ والے اور اعلیٰ کارکردگی کے مالک ہو۔ تھوڑے وقت میں تم نے ہمارے لئے جو کچھ کیا ہے ہم تمہیں اس کا صلہ نہیں دے سکتے۔ میں نہیں جانتا کہ تم لوگوں نے اپنی زندگی کس طرح گزاری ہے لیکن تم جس شخص کے زیر تربیت رہے ہو وہ یقیناً عظیم ہے۔ بہر حال اب تم یہاں آ پھنسے ہو اور ان معاملات میں ہمارا اتنا ساتھ دے چکے ہو تو میں تمہیں نظر انداز بھی نہیں کر سکتا۔ مجھ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ میں تمہیں بخیر و عافیت وہاں پہنچا دوں جہاں تم جانا چاہتے ہو۔ لیکن جیسا کہ تم نے کہا کہ تمہارا سرکس نیا نگر کی جانب آ رہا ہے اگر وہ اس علاقے میں پہنچ گئے تو میں تمہیں انتہائی احترام کے ساتھ تمہارے سرکس میں پہنچا دوں گا، موجودہ وقت میں تمہیں میری کچھ اور مدد کرنا ہوگی، بولو جواب دو تم نے قید خانے میں قیدیوں کی زبانی جو کچھ سنا کیا تم ایک انسان کی حیثیت سے اس سے متاثر ہوئے ہو......؟''

''کیوں نہیں جگت سنگھ مہاراج۔'' چنکو نے کہا۔

''تو پھر انسانیت کے نام پر ہی مظلوم انسانوں کی مدد کے لئے اپنا کردار ادا کرو۔''

''ہم نے آپ سے انحراف تو نہیں کیا......'' چنکو بولا۔

''ہاں تم نے اپنی زبان سے کچھ نہیں کہا...... لیکن میں یہ بوجھ اپنے سینے پر محسوس کر رہا ہوں، تم ایک اچھے جذبے کے ساتھ مجھ تک پہنچے اصولاً تمہیں تمہارے کام سے فارغ کر کے، تمہاری مرضی کے مطابق اس جگہ بھیج دینا چاہئے تھا جہاں تم جانا چاہتے ہو، لیکن مجھے اس کا موقع ہی نہیں ملا بہر حال اب تم یہ بتاؤ کہ ان لوگوں کے سلسلے میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟''

''کن لوگوں کے سلسلے میں مہاراج......؟'' چنکو نے پوچھا۔

''وہ جنہیں ہم گرفتار کرنا چاہتے تھے۔ رقم کی ادائیگی کا معاملہ ابھی تک ہمارے علم سے باہر ہے اس کے علاوہ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اگر ہم نے ان لوگوں کو گرفتار کر بھی لیا تو اس سے ہمیں کوئی بڑا فائدہ تو حاصل نہیں ہوگا، میرے خیال میں، میں پونم چند کو واپس بلائے لیتا ہوں اور یہ تمام معاملات

اس کے سامنے بھی رکھتا ہوں میرے ننھے منے دوستو، میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ جو کچھ تم نیا نگر کے لئے کرو گے اس کے بدلے میں، میں تمہیں کہیں کی حکمرانی دوں گا...... لیکن تمہاری محبت کو نیا نگر کی زندگی میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا...... تم ایسے کارنامے انجام دے سکتے ہو جو دوسروں کے بس کی بات نہیں ہے اور مجھے ایسے ساتھیوں کی ضرورت ہے، تم یہاں اس وقت تک ضرور قیام کرو جب تک تمہارا سرکس اس طرف نہ آ جائے...... کیا تم خلوص دل سے میرا ساتھ دو گے......؟''

''ہم تیار ہیں۔'' چنکو نے اعلان کیا...... منکو سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا۔ چنکو ذرا پر جوش تھا اور منکو عقل و فراست سے کام لینا جانتا تھا۔ اسے غالباً یہ احساس تھا کہ ان کی تقدیر نے انہیں ان جھگڑوں میں لا پھنسایا ہے، ورنہ یہ سب کچھ ان سے متعلق نہیں ہے تاہم حالات کے تحت وہ چنکو کے الفاظ سے انحراف بھی نہیں کر سکتا تھا، جگت سنگھ نے کہا۔

''اور اب میں کچھ مصروف رہوں گا کیونکہ جو حالات میرے علم میں آئے ہیں، میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ ان کو سامنے رکھتے ہوئے میں کس حد تک چیتل سنگھ اور راون سنگھ کے علاقوں میں مداخلت کر سکتا ہوں۔ بہر طور راون سنگھ کا پہلا منصوبہ تمہاری وجہ سے ناکام ہو گیا ہے، اور یہ ہماری پہلی کامیابی ہے، تم لوگ اس علاقے کی خوب سیر و سیاحت کرو، میں تمہارے متعلق لوگوں کو ہدایت دے دوں گا اس دوران مجھے کام میں مصروف رہنا ہے۔''

''آپ اپنا کام کریں جگت سنگھ مہاراج، ہم آرام سے ہیں اور آپ کی دی ہوئی رعایت سے فائدہ اٹھائیں گے۔''

ان دونوں کو ان کی رہائش گاہ پر پہنچا دیا گیا، چنکو نے مسکراتی نگاہوں سے منکو کو دیکھا اور بولا۔

''اب تو تمہارے دل کی مراد پوری ہو گئی منکو۔''

''کیا مطلب......؟''

''ان حالات میں گرفتار ہونے کے بعد اس بات کی کیا گنجائش ہو سکتی کہ میرے چیچ سدھیا تک ہو سکے گی وہ جھگڑا ختم ہو گیا اب نئے جھگڑے کے بارے میں سوچو۔''

''تم اگر چاہتے تو یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ ناتواں سے لوگ بھلا اس معاملے میں کیا مدد کر سکتے ہیں۔ ہمیں سرکس واپس بھجوا دیا جائے مگر تم پر تو بھوت ہی سوار ہے۔''

''میرا خیال ہے ہم اپنے اس عمل سے محفوظ ہیں۔ جو کچھ ہم کر چکے ہیں اس کے بعد وہ لوگ ہمیں کسی صورت میں معاف نہیں کریں گے۔ بہتر یہی ہے کہ ان حالات سے سمجھوتہ کیا جائے۔ سرکس میں بھی ہمیں کھیل دکھانا پڑتا تھا یہاں بھی اگر ہمارے کھیل سے کچھ لوگوں کا بھلا ہو جائے تو کیا حرج

ہے۔''منکو برا سامنہ بنا کر خاموش ہو گیا۔ چنکو نے ہنستے ہوئے کہا۔''اور وہاں سرکس میں تو شیخا نے ہمارا چالیسواں بھی کرا دیا ہوگا۔ بلاوجہ ان پر اپنی زندگی کا اظہار کر کے ان کا نقصان کرنے کا کیا فائدہ۔''

''بکواس مت کرو میں خاموش رہنا چاہتا ہوں۔''منکو نے کہا۔

دوسری صبح منکو حیرت انگیز طور پر درست ہو گیا تھا اور اس کا موڈ خوشگوار تھا اور اس نے چنکو سے کہا۔''دراصل میں نے رات کو اس موضوع پر سوچا ہے۔''

''کیا سوچا ہے......؟''

''ہمیں جگت سنگھ کی بھرپور مدد کرنی چاہئے۔''

''واہ......اس کا مطلب ہے کہ پچھلی رات مقدس تھی۔''

''سرکس میں پوری زندگی ہمیں کھیل دکھاتے گزر جاتی۔ ممکن ہے ہماری شادیاں بھی ہو جاتیں، ہمارے بچے ہم سے سوال کرتے کہ ہم نے پوری زندگی میں کیا کیا ہے تو ہمارا جواب کیا ہوتا۔''

''یہی کہ جوکر بن کر دوسروں کو ہنساتے رہے ہیں۔''

''اور نیا نگر میں دکھی انسانوں کی مدد کر کے ہم نے یہ کارنامہ انجام دے ہی ڈالا تو ہمارے پاس کہنے کے لئے کچھ تو ہوگا۔ بچ گئے تو زندگی کا وہی دور ہمیں دوبارہ ملے گا مگر نیا نگر کی یادیں ہمارے ساتھ ہوں گی۔''

''تمہارا خیال درست ہے منکو۔ ہمارے یہ چھوٹے جسم ہمیں کبھی بڑا انسان نہ بننے دیں گے لوگ ہمیں کمزور مسخرے سمجھ کر ہمیشہ ہم سے ہمدردی کریں گے اور ہم پر ہنسیں گے مگر اس وقت ان کی ہنسی رک جائے گی جب انہیں نیا نگر میں ہمارے کارنامے یاد آئیں گے!''چنکو نے سنجیدگی سے کہا۔

''تب پھر آج سے ہم نیا نگر کے سپاہی ہیں۔''

''ملاؤ ہاتھ......؟''چنکو نے کہا۔

''اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم کیا کریں......؟''

''مطلب......؟''

''جگت سنگھ کے بارے میں تم نے کوئی اندازہ لگایا۔''

''ہاں......وہ ایک شریف انسان ہے اور مختصر گفتگو سے ہمیں یہاں کی صورتحال کے بارے میں بھی کچھ اندازہ ہے۔ ان حالات میں صرف بیٹھے رہنا

مناسب نہ ہوگا بلکہ ہمیں آگے بڑھ کر کچھ کرنا ہوگا۔''

''یہی میں کہنا چاہتا تھا۔''

''مگر کیا......؟''

''یہی فیصلہ کرنا ہے۔جگت سنگھ کو اس کے کام میں مصروف رہنے دو......ہم اپنے طور پر کچھ کریں گے۔اس نے ہمیں یہاں سیر و سیاحت کی آزادی دی ہے اس لئے نیا نگر کی سیر شروع کر دو باہر نکل کر ہمیں حالات کا بہتر اندازہ ہو جائے گا۔''

''اور پھر انہوں نے اس پروگرام پر عمل شروع کر دیا۔جگت سنگھ نے شاید پونم سنگھ کو واپس بلا لیا تھا مگر ان لوگوں سے کوئی باقاعدہ ملاقات نہیں کی تھی۔ انہیں ایک خوبصورت بگھی فراہم کر دی گئی تھی اور کوچوان انہیں نیا نگر کی سیر کراتا پھرتا تھا۔شیتا نے کئی بار ان علاقوں کی خوبصورتی کا تذکرہ کیا تھا۔یہاں تک کا سفر تو عجیب انداز میں ہوا تھا اس لئے وہ کچھ دیکھ نہ سکے تھے لیکن اب ان پر اس خطہ زمین کا حسن منکشف ہو رہا تھا۔اس دن وہ ایک نواحی علاقے کے ایک آبشار کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک کوچوان کی دلدوز چیخ نے ان کے اوسان خطا کر دیے۔ چند گھوڑے سوار نظر آئے جن میں سے ایک نے کوچوان کے سینے میں تلوار گھونپ کر اسے ختم کر دیا تھا۔دونوں اچھل کر کھڑے ہو گئے اور راہ فرار تلاش کرنے لگے صورتحال کا انہیں کچھ اندازہ ہو گیا تھا۔لیکن اطراف کا جائزہ لے کر ان کے حوصلے پست ہو گئے کیونکہ گھوڑے سواروں کی کئی ٹولیوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔

''ہوشیار چنکو......کھیل شروع ہو گیا ہے۔''منکو نے آہستہ سے کہا۔

ان کی نظروں نے بخوبی اندازہ لگا لیا کہ راہ فرار نہیں ہے۔ایک سمت وہ بلند و بالا پہاڑی سلسلہ تھا جس کی بلندی سے جھرنا گر رہا تھا جھرنے سے بننے والی ندی کے دوسرے سرے پر بھی گھوڑے سوار موجود تھے اور ان کی جانب نگراں تھے سامنے اور دائیں بائیں بھی کافی لوگ موجود تھے اور سارے کے سارے رائفلوں اور دیگر ہتھیاروں سے مسلح تھے۔پھر وہ ان کی طرف بڑھنے لگے۔دونوں کھڑے ہو گئے تھے اور پریشان نظروں سے انہیں دیکھ رہے تھے کوچوان کے قتل سے انہیں نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ ان کے سامنے موجود لوگ حد درجے سفاک ہیں اور ان کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کریں گے۔چھ آدمیوں نے قریب آ کر انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا پھر ان میں سے ایک نے کرخت لہجے میں کہا۔

''جینا چاہتے ہو تو خود کو ہمارے حوالے کر دو......!''

جاری ہے......

''ہم جینا چاہتے ہیں۔'' منکو نے کہا اور اس شخص نے اپنے ساتھ سے کہا۔

''ان دونوں کے ہاتھ پاؤں رسیوں سے کس دو۔'' دو آدمی گھوڑوں سے اترے ان کے پاس رسیاں موجود تھیں چنکو منکو نے ہاتھ سامنے کر دیے لیکن جیسے ہی وہ ان کے ہاتھوں کی طرف متوجہ ہوئے دفعتہً چنکو اور منکو ان کے پیروں سے نکل گئے۔ سامنے ہی گھوڑے سوار کھڑے ہوئے تھے جو ان کی راہ میں مزاحم تھے لیکن وہ گھوڑوں کے نیچے سے بھی نکل گئے اور گھوڑے سوار بری طرح چیخ پڑے۔

''سنبھالو، نکلنے نہ پائیں۔'' چاروں طرف سے گھوڑے دوڑ پڑے بہت بڑی تعداد تھی ان کی اور وہ بہت مستعد تھے۔ انہوں نے ایسے راستے گھیر لئے جہاں سے انہیں فرار مل سکتی تھی اور ان کا اندازہ ان دونوں نے بھی لگا لیا لیکن ان پر ہاتھ ڈالنا آسان نہ تھا۔ ایک گھڑسوار نے منکو پر گھوڑا کدایا تو وہ الٹی قلابازی کھا کر گھوڑے کی پشت پر جا کھڑا ہوا اور گھڑسوار بوکھلا کر پیچھے گھوما تو منکو اچھل کر گھوڑے کی گردن پر سوار ہو گیا۔ گھوڑا بدحواس ہو کر الف ہو گیا اور گھڑسوار نیچے آ رہا۔ منکو گردن سے پھسل کر گھوڑے کی پشت پر آ گیا لیکن وہ لگام نہ سنبھال سکا کیونکہ اس کا رخ پیچھے کی سمت تھا۔ اس سے قبل کہ وہ سنبھل کر رخ بدلتا ایک رائفل بردار نے گولی چلا دی اور گولی اس گھوڑے کے سینے پر لگی جس پر منکو سوار تھا۔ گھوڑا دلدوز آواز میں ہنہنایا اور سر کے بل زمین پر آ رہا۔ دو اور گھڑسوار منکو کے سر پر پہنچ گئے تھے۔ منکو نے ان میں سے ایک کے گھوڑے پر چھلانگ لگا دی اور دونوں گھوڑے آپس میں بری طرح ٹکرا گئے۔ اس بار منکو بھی ان کے ساتھ نیچے گرا تھا ان دونوں نے گرتے گرتے بھی منکو کو دبوچنے کی کوشش کی تھی لیکن دونوں نے ایک دوسرے کو ہی دبوچ لیا تھا۔ دوسری طرف چنکو نے اس سے زیادہ قیامت ڈھا رکھی تھی اور وہ ان گھوڑے سواروں کو بری طرح نچا رہا تھا مگر بدقسمتی سے جگہ ایسی تھی کہ وہ کوئی آڑ نہ لے سکتے تھے اور بہرحال اگر راستہ بنا کر بھاگنے کی کوشش کرتے تو گھوڑوں سے زیادہ تیز نہ دوڑ سکتے تھے۔ وہ اس چکر میں تھے کہ کسی طرح خالی گھوڑے ان کے ہاتھ آ جائیں۔ اگر گھوڑے سواروں کی تعداد اتنی زیادہ نہ ہوتی تب بھی کچھ کام بن سکتا تھا لیکن یوں لگتا تھا جیسے ایک پوری فوج ان کے مقابلے پر آ گئی تھی۔ جدھر نظر اٹھتی گھوڑے سوار نظر آتے اس لئے یہ لوگ اپنی اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکے تھے۔ البتہ گھوڑے سواروں کے چہرے اب خوف سے بگڑنے لگے تھے اور وہ اس وحشت کا شکار ہو گئے تھے کہ اگر وہ انہیں نہ پکڑ سکے تو کیا ہوگا۔ انہیں شاید بہت سخت ہدایات دی گئی تھیں اس لئے وہ بھی ہمت نہ ہار رہے تھے اور ہر وہ کوشش کر رہے تھے جو ان سے کی جا سکتی تھی ایک گھوڑا ہلاک ہو گیا تھا اور پانچ گھوڑے سوار اس خوفناک اچھل کود میں گر کر شدید زخمی ہو گئے تھے۔ تاہم ان لوگوں نے بھی ہمت نہ ہاری تھی، چنکو نے آبشار سے بننے والی ندی پار کی اور دوسری طرف پہنچ گیا اور اسی وقت ایک چٹان سے اس پر جال ڈال گیا جس کی اسے توقع نہ تھی۔ وہ اچھلا اور جال اس کے گرد تنگ ہو گیا۔ اسے فوراً جال اوپر اٹھا کر لٹکا لیا گیا تھا۔ منکو کی نگاہ اس پر پڑی اور وہ صرف ایک لمحے کے لئے ساکت ہو گیا۔ یہی لمحہ اس کی گرفتاری کا

لو بن گیا۔ بیشار گھوڑے سواروں نے اس کے اوپر چھلانگیں لگا دیں اور وہ ان کے نیچے دب گیا۔ ان کی گرفتاری کے لئے آنے والوں کو ان کے بارے میں ساری ہدایتیں دے دی گئی تھیں چنانچہ چند لمحات کے بعد منکو کو ایک بڑے تھیلے میں بند کر لیا گیا چنکو کو بڑی احتیاط کے ساتھ دوسرے تھیلے میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ ویسے گھڑسواروں کی سانسیں بھی سینے میں نہ سما رہی تھیں۔ انہیں بیس افراد کی گرفتاری کے لئے بھی اتنی محنت نہ کرنی پڑتی جتنی ان دو ننھے اور نہتے بونوں کو گرفتار کرنے کے لئے کرنی پڑی تھی جو پانچ افراد گھوڑے سے گر کر زخمی ہوئے تھے ان میں سے ایک کی حالت تو بہت خطرناک تھی۔ سنگلاخ زمین پر وہ سر کے بل گرا تھا اس کے سر کی ہڈی کئی جگہ سے تڑخ گئی۔ دو کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے باقی دو کے صرف زخم آئے تھے۔

دونوں چھلاوؤں کو تھیلوں میں بند کر کے تھیلوں کے منہ مضبوطی سے بند کر لئے گئے اور پھر زخمیوں کو سنبھالا گیا۔ اس کے لئے وہ گھوڑا گاڑی کام آ گئی تھی جو چنکو منکو کو یہاں تک لائی تھی۔ یہ علاقہ شاید ان لوگوں کے لئے خطرناک تھا اس لئے اپنا کام مکمل کرتے ہی وہ یہاں سے چل پڑے تھے۔ سب کے سب پسینے سے شرابور تھے اور ان کے حلئے بگڑ گئے تھے۔ کوئی کسی سے بات بھی نہ کر پا رہا تھا۔ چنکو نے بند تھیلے سے طوطے کی تیز آواز نکالی جس کا جواب اسے دوسرے تھیلے سے مل گیا تھا۔ اس طرح دونوں کو اندازہ ہو گیا کہ وہ یکجا ہیں جو ہونا تھا وہ تو ہو ہی چکا تھا۔ اب آئندہ پیش آنے والے حالات سے نمٹنا تھا۔ یہ سمجھنے میں ان دونوں کو کوئی دقت نہ ہوئی کہ انہیں اس منظم پیمانے پر گرفتار کرنے والے راون سنگھ کے آدمی ہی ہو سکتے ہیں۔

تھیلے بھی زخمیوں کے ساتھ گھوڑا گاڑی ہی میں رکھے گئے تھے اور گھوڑا گاڑی کو کسی سخت ناہموار راستے پر سفر کرنا پڑ رہا تھا۔ شدید جھٹکے لگ رہے تھے اور ہر جھٹکے پر زخمی لوگ کٹے ہوئے بکروں کی طرح چیخنے لگتے تھے پھر شاید کوئی ایسی جگہ آ گئی جہاں سے گھوڑا گاڑی نہیں گزر سکتی تھی چنانچہ وہ رک گئی۔ چنکو اور منکو ان کی باتیں سن رہے تھے۔ وہ مشکل کا شکار ہو گئے تھے۔ کسی زخمی نے کہا۔

''بھگوان کے لئے ہمیں اس نرکھ سے نکال لو۔ ہم مر جائیں گے ان جھٹکوں سے۔''

''گھوڑوں پر سفر کر سکتے ہو......؟'' کسی نے پوچھا۔

''ہاں اس سے تو گھوڑوں کا سفر ہی ٹھیک ہے۔ جیسے بھی بن پڑے گا گھوڑوں پر بیٹھ جائیں گے مگر اس گاڑی میں تو دوسری ہڈیاں بھی ٹوٹی جا رہی تھیں۔''

''سکھونت! تم بگھی سے دونوں گھوڑے کھول لو۔ ہمارا ایک گھوڑا بلاوجہ مارا گیا۔''

''آخر مانک چند نے گھوڑا کیوں مار دیا۔ میں نے اسے بچہ پالا تھا۔'' ایک نئی آواز نے کہا۔

''گھوڑا اس کے ہاتھ آ گیا تھا۔ اگر وہ گھوڑے کی پیٹھ پر سیدھا ہو گیا ہوتا تو تم اسے نہ روک سکتے تھے۔''

''تو اسے ہی گولی مار دیتے۔'' گھوڑے کا مالک کلکلا کر بولا۔

''یہ کام تم خود کر لیتے، کیوں نہ کیا۔'' دوسرا بولنے والا شاید مانک چند تھا۔

''اوہ کیا بکواس ہے۔تم یہاں گھوڑے کے لئے لڑ رہے ہو یا کام کر کے آگے بڑھو گے۔ابھی علاقہ محفوظ نہیں ہے۔سکھونت سنگھ اب ان لوگوں کو سہارا دے کر ان کے گھوڑے پر سوار کرا دو۔''

''دیپو بے ہوش ہے مہاراج۔اس کا کیا کریں......؟''

''تم اسے اپنے ساتھ سنبھال کر بیٹھو۔اس کا بچنا مشکل ہے سر کئی جگہ سے پھٹ گیا ہے۔''

''اور ان کتوں کا کیا کریں......؟''

''تھیلوں کے منہ آپس میں باندھ کر ایک گھوڑے کے دونوں طرف لٹکا دو، سسروں کو اگر انہیں جیتا پکڑنے کا حکم نہ ہوتا تو پتھروں سے کچل کچل کر مارتے۔''

چنکو منکو کے ساتھ یہی کیا گیا تھا۔وہ سامان کے بوروں کی مانند دونوں طرف لٹکا دیئے گئے اور سفر پھر جاری ہو گیا۔یہ طریق سفر بہت تکلیف دہ تھا مگر دونوں خاموشی سے برداشت کر رہے تھے۔بالآخر یہ طویل سفر ختم ہو گیا اور گھوڑے اپنی منزل پر پہنچ گئے۔انہیں نہایت بیدردی سے تھیلوں میں بند کسی عمارت کے اندر لے جایا گیا اور پھر دونوں بورے کھول دیئے گئے۔کوئی تاریک سا کمرہ تھا جس کا فرش ننگا اور سرخ اینٹوں سے بنا ہوا تھا اینٹوں کی دیواریں بلند و بالا تھیں اور چھت کے پاس ایک روشندان کے سوا کچھ نہ تھا جس سے ملگجی شام جھانک رہی تھی۔انہیں لانے والی خالی بوری سنبھالے خاموشی سے باہر نکل گئے اور مضبوط چوبی دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا تھا۔

''تو یہ ہے ہماری نئی آرام گاہ......!'' چنکو نے کہا۔

''کیسی لگ رہی ہے یہ جاسوسی......!'' منکو طنزیہ لہجے میں بولا۔

''بہت عمدہ! تم یہ سوچو منکو ساری زندگی اسی منڈوے میں اچھلتے کودتے گزر جاتی یہ تبدیلی کتنی اچھی لگ رہی ہے اس کے بعد جب ہم دوبارہ اپنا کام شروع کریں گے تو کتنا لطف آئے گا!''

''ضرور ضرور۔ابھی تو جو دلچسپ کام یہاں ہوگا اس میں بھی ہمیں کافی لطف آئے گا انتظار کرو......!'' منکو جلے بھنے لہجے میں بولا۔

''یہ باتیں اب لاحاصل ہیں اب یہ سوچو ہمیں یہاں لانے والے کون ہیں۔''

''یہ بھی کوئی سوچنے کی بات ہے۔صرف اور صرف راون سنگھ کے آدمی۔وہ اتنے بے وقوف نہیں ہوں گے کہ انہیں ہمارے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا ہو۔''

''وہ ہم سے معلومات حاصل کریں گے۔''

''ہاں بڑے پیار سے۔''

''کیا جواب دینا ہے انہیں؟''

''صرف سچ بولنا ہے ورنہ وہ ہماری کھال اتار کر قراقلی ٹوپیاں بنائیں گے سمجھے؟'' منکو غصیلے لہجے میں بولا۔

''مگر سچ بھی ہمیں ایک حد تک بولنا ہے۔''

''وہ حد کیا ہے......؟'' منکو نے پوچھا اور چنکو اسے ہولے ہولے کچھ بتانے لگا۔ منکو خاموشی سے منہ بنائے سن رہا تھا۔ رات ہوگئی اور پھر اس وقت اندھیرا چھا گیا جب قید خانے کا دروازہ کھلا اور دس بارہ آدمی اندر گھس آئے۔ ان کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور پھر وہ انہیں رسیوں میں لٹکائے ہوئے لے کر چل پڑے ان کی منزل ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا جہاں کافی تیز روشنی ہو رہی تھی اور اس روشنی میں انہوں نے بلبیر سنگھ کو دیکھا۔ بلبیر سنگھ کے علاوہ تین افراد اور بھی تھے۔ اس نے انہیں قریب سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تو یہی ہیں بیاولی کے سرکٹے۔ کیوں رے نیکو یہی ہیں نا سرکٹے۔'' اس نے ایک آدمی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں اکیلا ہی تو نہ تھا کر دوسرے بھی تھے ان سے پوچھو ان دونوں نے کیا آفت مچائی تھی۔''

''ڈوب مرو تم لوگ۔ ڈھائی ڈھائی فٹ کے ان چوزوں نے چھ چھ فٹ کے سورماؤں کو مار بھگایا اور یہی نہیں پانچ سورما اب بھی زخمی ہو کر آئے ہیں ایک تو مرنے کے قریب ہے۔ لعنت ہے تم سب پر۔'' بلبیر سنگھ نے غراتے ہوئے کہا......؟''

تمام لوگوں کے چہرے لٹکے ہوئے تھے۔ بلبیر سنگھ انہیں برا بھلا کہتا رہا۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جنہوں نے بیاولی پار ان دونوں کو پکڑنے کی کوشش کی تھی اور ان کی حرکتوں سے خوفزدہ ہو کر بھاگ آئے تھے۔

''جاؤ کہیں چلو بھر پانی ملے تو اس میں ڈوب مرو۔ جاؤ مرو یہاں سے اور سنو ہاتھ کھول دو ان کے بہت ڈرے ہوئے ہو تم ان سے۔'' چنکو اور منکو کے ہاتھ کھول دیئے گئے اور وہ سب لوگ وہاں سے چلے گئے جو انہیں یہاں لائے تھے البتہ بلبیر سنگھ کے علاوہ وہ تینوں آدمی وہاں موجود رہے تھے جو پہلے سے یہاں تھے۔ تب بلبیر سنگھ ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔

''جی خوش کر دیا تم نے ویرو۔ ارے تمہاری عمریں کیا ہیں تمہیں بیٹا کہوں تمہیں بھائی کہوں یا چاچا کہوں۔ تمہارے کرتوت تو بہت بڑے ہیں۔ ساری سرکس بازی تم نے نیا نگر میں دکھا ڈالی۔

''غلام ہیں آپ کے ٹھاکر صاحب......!'' چنکو اور منکو ہاتھ جوڑ کر بولے۔

''غلام ہو ہمارے سسرو اور کلیجے میں چھرا بھی ہمارے ہی بھونک دیا۔''

''ہم نے ٹھاکر صاحب......؟'' منکو نے بھولے پن سے کہا اور بلبیر سنگھ غصے سے پھنکارتا ہوا ان کے قریب آ گیا دانت پیس کر اس نے دونوں کے گریبان پکڑ لئے اس کے لئے اسے گھٹنوں کے بل بیٹھنا پڑا تھا۔

''دیکھو کتوں کے پلو......ایک بات کان کھول کر سن لو، میرا نام بلبیر سنگھ ہے سچ سنتا ہوں صرف سچ۔ جو کچھ پوچھوں اس کا ایک بھی جواب غلط نہ ملے زبان باہر کھینچ کر ہاتھ پر رکھ دوں گا سمجھے۔''

ہم جھوٹ نہیں بولیں گے ٹھاکر جی......!'' وہ دونوں رو دینے والے لہجوں میں بولے۔

''کہاں سے آئے ہو تم......؟''

''ایک سرکس میں کام کرتے تھے ٹھاکر جی......!''

''کون تھا سرکس کا مالک......؟''

''غلام شاہ تھا اس کا نام......!'' منکو نے کہا اور بلبیر سنگھ نے ان کے گریبان چھوڑ دیئے وہ غصے سے بل کھاتا ہوا کھڑا ہو گیا تھا پھر چند قدم دور جا کر اس نے کہا۔

''کہاں ہے غلام شاہ......؟''

''وہ سرکس کے ساتھ ہے اور سرکس یہاں سے بہت دور ہے۔''

''کیا وہ نیا نگر آ رہا ہے۔''

''ہاں ٹھاکر، غلام شاہ کا یہی ارادہ تھا۔''

''کب تک آ رہا ہے وہ یہاں؟''

''یہ ہم نہیں جانتے ٹھاکر......!''

''تم سرکس سے علیحدہ کیوں ہو گئے......؟''

''غلام شاہ ہمارے ساتھ ناانصافی کر رہا تھا ٹھاکر وہاں ہمارا کوئی مستقبل نہ تھا۔ ہمیں عام آدمیوں سے کمتر سمجھا جاتا تھا کیونکہ ہمارے قد چھوٹے تھے

حالانکہ ہم سرکس میں ہر وہ کام کرتے تھے جو بڑے بڑے فنکار کرتے تھے مگر ہمیں صرف مسخرہ بونا سمجھا جاتا تھا کوئی عزت نہ تھی وہاں ہماری۔ چنانچہ ہم دونوں بھائی سرکس سے نکل بھاگے۔''

''نکل بھاگے......!'' بلبیر سنگھ نے چونک کر کہا۔

''اور کیا کرتے ٹھاکر...... غلام شاہ بہت سنگدل انسان ہے۔ جیتے جی وہ ہمیں کبھی سرکس سے نہ نکلنے دیتا دو تین دفعہ ایسے واقعات ہوئے ہیں جس کسی نے بھی سرکس سے نکلنا چاہا۔ اسے کسی نہ کسی طرح موت آ گئی کبھی جھولے سے گر کر اور کبھی سانپ کے کاٹنے سے لیکن یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ انہیں غلام شاہ نے مروایا۔ سب اس سے ڈرتے تھے چنانچہ ہم نے اس بات کا اظہار نہ ہونے دیا کہ ہم سرکس سے بھاگنا چاہتے ہیں اور موقع پاتے ہی ہم وہاں سے نکل بھاگے۔''

''پھر کیا ہوا......؟''

''ہم ایک جگہ چھپ گئے۔ یہ ایک بڑا ٹرک تھا جو ہمارے چھپتے ہی وہاں سے چل پڑا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ ایک فلمی کمپنی کا ٹرک تھا۔ یہ سفر بھوکے پیاسے مصیبت سے کٹا۔ ایک جگہ ہم ایک جیپ لے کر نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گئے اور یہاں آ چھپے مگر بدقسمتی نے ہمارا ساتھ نہ چھوڑا اور وہ یونٹ یہاں بھی آ گیا۔ وہ لوگ اسلحہ اسمگل کر کے لائے تھے جو کسی راون سنگھ کے لئے تھا۔ یہاں بھی ہمارے موجود ہونے کا پتہ چل گیا اور وہ لوگ ہماری تاک میں لگ گئے اور پھر ہم ایک جگہ پکڑے گئے مگر ہمیں پکڑنے والے فلم یونٹ کے لوگ نہ تھے بلکہ نیا نگر کے ٹھاکر جگت سنگھ کے آدمی تھے ان میں سے ایک کا نام پونم سنگھ تھا۔ انہوں نے ہمیں الٹا لٹکا کر ہم سے ہمارے بارے میں پوچھا اور ہم نے انہیں پوری کہانی سنا دی۔''

''اسلحے کے بارے میں بھی بتا دیا......'' بلبیر سنگھ نے پوچھا۔

''اسی پر تو ہماری جان بچی ٹھاکر اور اس بات سے خوش ہو کر ٹھاکر جگت سنگھ نے ہمیں پناہ دے دی۔'' منکو نے معصومیت سے پوری کہانی سنا دی اور یہ کہانی بس تھوڑی سی ترمیم کے بعد بالکل سچی تھی اس کے ثبوت بلبیر سنگھ کے پاس بھی تھے۔ وہ کچھ پریشان نظر آنے لگا۔

''ان کتوں کی وجہ سے ہمیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ٹھاکر۔ انہیں شکاری کتوں کی خوراک بنا دو......'' تینوں میں سے ایک نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

''نا اودے راؤ نا...... یہ تو بڑے کام آئیں گے ہمارے۔ بڑے کام کے یہ دونوں۔ بھول گئے غلام شاہ کو۔''

''اس لنگڑے کو بھول جائیں گے ٹھاکر۔'' اودے راؤ نے کہا۔

''یہ تو اس کے خلاف ہمارے کام آئیں گے۔ سرکس کو آگ لگا کر یہی دونوں غلام شاہ کو تنبوؤں میں زندہ جلائیں گے۔ لوہے کو لوہا کاٹے گا کیا سمجھا

اوہ رے راؤ......'' بلبیر سنگھ سفاکی سے مسکرادیا پھران سے بولا۔

''زندگی چاہتے ہوناتم دونوں......؟''

''آپ کے غلام ہیں ٹھاکر۔''

''تو سنو،تمہیں قید خانے میں رکھا جائے گا۔ہم غلام شاہ کا انتظار کریں گے اور جب وہ آجائے گا تو تمہیں ہماری ہدایات پر عمل کرنا ہوگا۔اگر تم اس میں کامیاب ہوگئے تو پوری زندگی عیش کروگے۔وہ سب ملے گا تمہیں جو تم چاہو گا۔یہ میرا وعدہ ہے مگر فنکار بننے کی کوشش نہ کرنا ورنہ بھوکے کتے تمہارا نرم گوشت چبا جائیں گے کیا سمجھے......؟''

''سمجھ گئے ٹھاکر......'' منکو نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

''ناگر لعل۔ان دونوں کو ناڑے کے قید خانے میں ڈال دو۔داروغہ سے کہہ دینا ان کے کھانے پینے کا خیال رکھے اور انہیں کوئی تکلیف نہ ہونے دے۔یہ قیدی نہیں مہمان ہیں۔''

''جو حکم ٹھاکر ابھی لے جاؤں......؟''

''اس وقت کہاں جاؤ گے۔ابھی یہیں بند کرو صبح کو منہ اندھیرے چھوڑ آنا۔''

''ٹھیک ہے ٹھاکر......!'' ایک بار پھر ان دونوں کو اسی جگہ پہنچادیا گیا۔چنکو گہری گہری سانسیں لے رہا تھا پھر اس نے کہا۔

''یہ تمہاری ہمت تھی کہ تم نے شیتا کے بارے میں ایسے الفاظ منہ سے نکالے مجھ سے یہ سب کچھ نہ کہا جاسکتا تھا۔''

''مجھے تم سے تیس منٹ پہلے عقل آئی تھی سمجھے اسی لئے ٹھیک تیس منٹ بعد یہ بات تمہاری سمجھ میں آجائے گی اور میں نے جو کچھ کیا ہے ٹھیک کیا ہے۔'' منکو منہ بنا کر بولا۔

❀❀❀

حالانکہ رات کو بارش مدھم پڑگئی تھی مگر صبح کو وہ بہت تیز ہوگئی اور سفر ملتوی کرنا پڑا۔اس تیز بارش میں آگے بڑھنے کا خطرہ مول نہیں لیا جاسکتا تھا۔شیتا نے کہا کہ سب کے لئے خیمے لگائے جائیں اور کام شروع ہوگیا۔یہی فیصلہ بھلا صاحب نے بھی کیا اور ساری گاڑیاں ترپالوں سے محفوظ کردی گئی تھیں غلام شاہ کو بارش ضرورت سے زیادہ پسند تھی رات کو بھی وہ خوش تھا اور اس وقت بھی اس کی یہی کیفیت تھی۔

''ارے کا دیکھ رہی ہوری چھوکریو۔سسر سب کچھ بھول گئیں۔ارے کڑھیا چڑھائے دیو۔بیسوا گھول کر چیلا پکوڑا پکاؤ ارے ناچو کودو رے ای سسر

ہمار کھیلہ ہے ای وکھت ای سرکس نا ہیں۔ واہ رے سرکس واریو۔ ارے او چھوکرو چلو مدد کرو چھوکریوں کی۔'' سب ہنستے بولتے بارش کے لوازمات میں مصروف ہو گئے تھے۔ کچھ لوگوں نے ہاتھ کھول لئے اور غلام شاہ ہتھنی کے پاس پہنچ گیا...... ''اوری سونا۔ چل جراسیل کو چلیں ری اری جرا برسات کی سیر تو کرائی دے سسریا۔'' سونا نے سونڈ آگے بڑھا کر غلام شاہ کو اٹھایا اور بڑے پیار سے گردن پر بٹھالیا...... ''ہاہا...... چل جراری بھلے بھائی کو تو دیکھیں۔''

کچھ فاصلے پر بھلا صاحب راجکماری اور کنور جیت کے ساتھ ایک خیمے کے نیچے کھڑے سرکس ہی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ راجکماری نے کہا۔

''او مائی گاڈ...... اس لنگڑے کو دیکھو۔ ہاتھی پر چڑھ کر بھیگ رہا ہے۔''

''دیکھ رہے ہو کنور......؟''

''ہاں بڑا زندہ دل انسان ہے۔''

''نہ صرف زندہ دل بلکہ ہر دلعزیز بھی۔ بڑی دلکش اور بڑی پُر اسرار زندگی ہوتی ہے ان لوگوں کی نہ جانے جانور کس طرح ان سے تعاون کر لیتے ہیں یہاں تو انسانوں کو بھی عدم تعاون کرتے ہی دیکھا۔''

''کس پر چوٹ ہے بھلا صاحب......'' راجکماری نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''ساری دنیا پر چوٹ ہے۔ خود اپنے بارے میں بھی یہی کہا جا سکتا ہے شرمیلا میرا انتظار کر رہی ہوگی مگر میں کتنا لیٹ ہو گیا ہوں۔''

''اوہ شریمتی جی یاد آ رہی ہیں۔'' راجکماری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں بے حد......؟''

''بھلا صاحب ایک بات پوچھوں برا تو نا مانیں گے......؟''

''جانتا ہوں کیا پوچھنا چاہتی ہو۔ یہی نا کہ شرمیلا موٹی ہے بھدی ہے بے وقوف ہے پھر بھی اسے کتنا چاہتا ہوں۔''

''سوری بھلا صاحب۔''

''شرمیلا سے میرا صرف جذبات کا رشتہ ہے راجکماری۔ اس سے ایک ایسا تعلق ہے کہ میں اس کے ظاہر کو تصور میں بھی نہیں لا سکتا۔ مجھے اس کی حقیقت سے پیار ہے اور یہ پیار مرتے وقت تک میرے دل میں رہے گا پھر کسی وقت اس کے بارے میں بتاؤں گا، وہ یہاں آ گیا۔'' بھلا صاحب نے ہاتھی کو قریب دیکھ کر کہا۔

''ارے او بھائی بھلے۔ تم نے تو حد کر دی بھائی۔ ارے کا ٹھمک کا بنا ہوا ہے رے بھائی کہ بارس ماں نکلتے ہی پگھل جئی ہے۔ ارے باہر آ...... بارس

کے مجے لے......!''

''آپ کا کہنا ٹھیک ہے شاہ جی میں نمک ہی سے بنا ہوں۔'' بھلانے کہا۔

''مجھے اجازت دیں تو آجاؤ آپ کے پاس شاہ جی۔'' کنور جیت نے کہا۔

''آجا پوت کا ہے نا آوے......'' غلام شاہ بولا اور کنور جیت کپڑے اتارنے لگا اور پھر وہ بارش میں نکل آیا۔ اس کا گورا کندن بدن چمک رہا تھا۔ غلام شاہ نے سونا سے کہا......''اوپر چڑھائی لے سونا اے کا او......اور ہتھنی نے اسے بھی سونڈ میں اٹھا کر غلام شاہ کے پاس بٹھا دیا۔ کنور جیت نے موقع سے فائدہ اٹھایا تھا۔ غلام شاہ نے ہتھنی کو آگے بڑھا دیا اور پھر ایک لمبا چکر لگا کر سرکس ایریا میں آگیا۔ تیل کے دھویں جگہ جگہ سے اٹھ رہے تھے۔ پکوان کی چھن چھن بلند ہو رہی تھی۔ ہر سمت قہقہے بکھرے ہوئے تھے۔ کنور جیت نے کہا۔

''کیا حسین زندگی ہے شاہ صاحب، جی چاہتا ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر میں بھی آپ کے سرکس میں شامل ہو جاؤں۔''

''بس رے بھائی۔ کرم ہے مولا کا۔ گاڑی چلت رہے۔ آسنبھل کے نیچے اتر آ۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''ان سب سے تعارف کرائیے شاہ صاحب۔'' کنور جیت نے کہا اور غلام شاہ نے ہتھنی سے اترتے ہوئے اکبر شاہ کو آواز دی پھر اس نے مختصر الفاظ میں کنور جیت کا تعارف اکبر شاہ سے کرایا اور اس سے کہا کہ اسے سب لوگوں سے ملا دے۔ اکبر شاہ نے بھی مسکراتے ہوئے کنور جیت سے ہاتھ ملایا تھا اور کنور جیت کو لے کر آگے بڑھ گیا تھا۔

''تو آپ کا نام اکبر شاہ ہے۔ ویسے شاہ صاحب میں نے زندگی میں بہت آرگنائزیشن دیکھے ہیں میں خود بھی شو بزنس سے تعلق رکھتا ہوں لیکن جو انوکھی بات میں نے آپ لوگوں کے درمیان دیکھی ہے وہ شاید زندگی میں کبھی فراموش نہ کر سکوں گا۔''

''مثلاً!'' اکبر شاہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''یہ غلام شاہ صاحب مجھے اس دنیا کے انسان معلوم نہیں ہوتے، ان کے پاؤں موجود نہیں ہیں لیکن یوں لگتا ہے جیسے ان میں زندگی کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہو۔ اتنے خوش وخرم اتنے تازہ دم کہ دیکھ کر رشک آتا ہے اور پھر آپ لوگوں کے درمیان یہ سب کچھ، جس کا مظاہرہ میں دیکھ رہا ہوں لگتا ہی نہیں ہے کہ آپ لوگ گھر سے باہر ہیں جہاں قیام کرتے ہیں گھر بنا لیتے ہیں اور بس یہی محسوس ہوتا ہے کہ ایک خاندان کسی جگہ آباد ہے۔''

''آپ کا تجزیہ بالکل درست ہے کنور صاحب دراصل ہم لوگوں کا تعلق ایک ہی قبیلے سے ہے۔ میرے چچا غلام شاہ صاحب نے خاص طور سے یہ خیال رکھا ہے کہ قبیلے کو ایک جگہ رکھا جائے اور بالکل گھریلو انداز میں کام کیا جائے یہاں کوئی کسی کا ملازم نہیں ہے۔ ہر شخص اپنا فن پیش کرتا ہے اور ہر

شخص اس سرکس کو ترقی دینے کا خواہاں ہے۔''

میری دعا آپ کے ساتھ ہے اکبر شاہ صاحب اور یقیناً اس فیلڈ میں آپ کا کوئی ثانی نہیں رہے گا۔'' کنور جیت نے سونیا کو دیکھا جو ایک خاص لباس میں ملبوس ان تمام سرگرمیوں میں حصہ لیتی پھر رہی تھی۔ دوسری بہت سے خوبصورت لڑکیاں بھی یہاں موجود تھیں لیکن سونیا کے چہرے کا سلگتا حسن بے مثال تھا کنور جیت کے ذہن پر ایک بار پھر سحر طاری ہونے لگا لیکن زیرک تھا خود کو سنبھالا اور دوسری چیزوں کی جانب متوجہ ہو گیا خود اکبر شاہ نے ہی سونیا کو آواز دی تھی۔

''سونیا ادھر آؤ دیکھو تمہیں ایک فلمی ہیرو سے ملا رہا ہوں۔'' سونیا متوجہ ہوئی اور مسکراتی ہوئی ان کے پاس آ گئی۔

''یہ کنور جیت جی ہیں اور کنور یہ میری بہن سونیا ہے۔'' کنور جیت نے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے پھر مسکراتا ہوا بولا۔

''جی ہاں، ان کا ایک احسان مجھ پر ہو چکا ہے رات کو جب بارش کا آغاز ہوا تھا تو مس سونیا نے ہمیں چائے پلائی تھی۔ ویسے سونیا جی یقینی طور پر یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ آپ سرکس میں سب سے شاندار کارنامے پیش کرتی ہوں گی۔''

''یہ بات آپ یقینی طور پر کیسے کہہ سکتے ہیں؟''

''بس بہت سی باتوں کا خود بخود یقین ہو جاتا ہے اور پھر غلام شاہ نے بھی آپ کے جانے کے بعد آپ کے بارے میں بتایا تھا ویسے آپ نے فلمیں دیکھیں کبھی سونیا جی؟''

''جی ہاں چند......''

''سرکس سے متعلق کوئی فلم تو نہیں دیکھی ہو گی آپ نے......؟''

''نہیں اتفاق نہیں ہوا؟'' سونیا نے جواب دیا۔

''اکبر شاہ صاحب میں نے آپ کے چچا غلام شاہ صاحب سے بات کی ہے ہم لوگ ایک بہت ہی خوبصورت کہانی شوٹ کر رہے ہیں۔ جو اسمگلروں کی زندگی سے متعلق ہے میں نے شاہ صاحب سے درخواست کی ہے کہ اگر وہ ہمیں اجازت دیں تو ہم سرکس کے کچھ مناظر بھی فلمائیں، شاہ صاحب میں آپ سے بھی تعاون کی درخواست کرتا ہوں میں بالکل یہ نہیں کہوں گا کہ آپ کا سرکس شہرت نہ رکھتا ہو گا جہاں آپ جیسے لوگ شامل ہوں وہاں کسی چیز کی کمی کہاں رہ سکتی ہے لیکن آپ یہی سمجھ لیں کہ ہم اپنی فلم میں آپ کو شامل کر کے اپنی عزت بڑھائیں گے مس سونیا سے بھی تعاون کی درخواست ہے اور وہ تمام لوگ جو اس سرکس کے فنکار ہیں ہم آپ کو معاوضہ تو نہیں دے سکتے سوائے اپنی محبت اور اپنی دعاؤں کے۔''

''سرکس کو فلم میں شامل کیا جائے گا مگر کہانی میں اس کی گنجائش نکل سکے گا۔'' سونیا نے غیر معمولی دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

''آپ جیسے لوگوں کے لئے گنجائش ہو سکتی ہے۔ بہر طور آپ یقین کیجئے میں بے حد متاثر ہوا ہوں بلکہ میں نے بھلا صاحب سے یہ بھی کہا ہے کہ آپ لوگوں کے ساتھ ایک اچھا خاصا وقت گزارا جائے۔'' اکبر شاہ نے کنور جیت سے ان کے اس دورے کے بارے میں پوچھا تو کنور جیت نے نہایت ہی نمک مرچ لگا کر بہت سی ایسی باتیں کیں جن سے اکبر شاہ بے حد متاثر ہوا تھا۔ سونیا بھی اس گفتگو میں شریک تھی باقی لوگوں سے بھی تعارف کرایا گیا تھا غرضیکہ کنور جیت نے بہت ہی اچھا تاثر چھوڑا تھا ان لوگوں پر اور خصوصی طور پر اسے پکوان میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی ادھر غلام شاہ نے فلم یونٹ کے لوگوں کے لئے بھی انتظام کرائے تھے اور پھر خود غلام شاہ بھلا صاحب کے پاس پہنچا تھا اور بھلا صاحب نے نہایت ہی شرمندہ لہجے میں کہا تھا۔

''غلام شاہ صاحب آپ ہم پر احسانات کئے جا رہے ہیں اور ہم نے ابھی آپ کو پانی تک نہیں پلایا۔''

''ارے چھوڑ بھوا ای کا بات رہت، تے اپنا یار ہے بس اتنا ہی کافی ہے۔''

''میں کوشش کروں گا غلام شاہ صاحب کہ یہ یاری نبھا سکوں۔ ویسے اس بات کی مجھے بہت خوشی ہے کہ نیا نگر جیسے دور دراز اور خطرناک علاقے میں ہمیں آپ کا سہارا حاصل رہے گا۔''

''تارے بھائی ہمارا سہارا کا ہوئی ہے بس تیری دوستی ہم کا پسند رہے اور پھر تے نے جو بات کری ہے بھائی بھلے او کے واسطے جرا جھن مار کھیو۔''

''انگلش سرکس کے بارے میں کہہ رہے ہیں ناں آپ۔''

''ہاں رے بھائی او ہمار بہوت بڑی مجبوری ہے۔''

''میں آپ سے اس کمزوری کے بارے میں کچھ سوال نہیں کروں گا غلام شاہ صاحب کیونکہ بہر طور ایک دوست نے ایک ذمہ داری میرے سپرد کی ہے اور اتنا ہی میرے لئے کافی ہے۔ آپ سے انتہائی شرمندگی کے ساتھ بس اتنا کہوں گا کہ یہاں کے معاملات ختم ہو جانے دیجئے اس کے بعد میری پہلی ذمہ داری یہی ہوگی کہ آپ کے کام میں مصروف ہو جاؤں آپ جہاں بھی ہوں گے غلام شاہ صاحب آپ یہ سمجھ لیجئے کہ آپ نے ایک ذمہ داری اپنے بھائی کے شانوں پر ڈالی ہے میں اسے پورا کر کے آپ کے پاس پہنچوں گا۔''

''بہوت بڑی باتیں کر دی ہیں تے نے بھائی بھلے ہم بھی ان کا خیال رکھیں گے۔'' غلام شاہ نے سرد لہجے میں کہا۔

''باقی رہی جگت سنگھ کی بات شاہ صاحب تو آپ اطمینان رکھئے ٹھاکر صاحب سے میرے بڑے اچھے تعلقات ہیں آپ جہاں بھی چاہیں اپنا سرکس لا سکتے ہیں اس کی اجازت میں دلوا دوں گا۔''

''بس اے بھائی تیری بڑی مہربانیاں ہیں ہم پر۔''

''نہیں شاہ صاحب جب دوستی بھائی چارے کی حد میں داخل ہو جائے تو مہربانی کی بات کر کے شرمندہ نہیں کیا جاتا۔'' غلام شاہ بھی عادت کے مطابق بھلا صاحب سے بہت متاثر ہو گیا تھا۔ دوپہر کے وقت بارش ہلکی ہو گئی اور غلام شاہ نے اس سلسلے میں بھی بھلا ہی سے مشورہ کیا بھلا نے کہا کہ اب اگر ہم سفر شروع کرتے ہیں فاصلہ کتنا سا طے کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ رات گزرنے کا انتظار کر لیا جائے، شام کو اکبر شاہ نے غلام شاہ سے اس موضوع پر بات کی۔

''شیفا کیا بھلا صاحب نے آپ سے سرکس میں شوٹنگ کے لئے کہا ہے؟''

''ہاں رے کا ہرج ہے بڑا ہمار کا جات ہے او اپنی پھلم بنئی ہے اور ہم اپنا کام کری ہے۔'' غلام شاہ نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں اس طرح ہمیں پورے ملک میں پبلسٹی بھی مل جائے گی۔''

''ہارے تیری پبلک سٹی، بس پبلک سٹی کے بناء نا جیوت رہو کا تم۔ ارے ہجار بار منع کری ہے انگلس ماں کوئی کام نا کری رہو تو پر ایسا لگے ہے جیسے او کے بناء......''

''معافی چاہتا ہوں میرا مطلب یہ تھا کہ ہمیں شہرت ملے گی۔''

''ارے بھاڑ میں گئی سہرت بس وہ اچھا آدمی رہے ہم کا ایک کام کہی ہے تے ہم منع نہ کری ہے بس اتنی سی بات رہے۔''

''مگر شیفا یہ شوٹنگ کہاں......؟''

''ارے جہاں بھی ہو ہم کا کا اگر او بولی ہے کہ منڈوا لگئی لوتے لگا لئی ہے اور اگر او بولی رہے کہ میلہ میں شوٹنگ کرے، ارے بھاڑ میں گئی رے تیری سوٹنگ، سوٹنگ او کا کری ہے ہم کا بولت بھائی جا بھاگ جا ادھر سے بس ہمار کھوپڑیا گھومت رہے۔'' اکبر شاہ نے بمشکل ہنسی روکی غلام شاہ انگریزی کا کوئی لفظ اپنی زبان سے ادا کرنا گناہ سمجھتا تھا اور اسے انگریزی بولنے والے بھی ناپسند تھے اور اس کا ایک گہرا پس منظر تھا۔ اکبر شاہ نے یہ محسوس کر لیا کہ غلام شاہ بھلا سے مکمل طور پر تعاون کے لئے آمادہ ہے اب یہ سب کچھ بھلا صاحب کی مرضی پر منحصر تھا کہ وہ کب یہ شوٹنگ کریں گے بہر طور اکبر شاہ اس کام میں دلچسپی لے رہا تھا سونیا سے بھی اس کی گفتگو دوبارہ ہوئی تو سونیا نے بھی یہ کہا یہ کام زندگی میں ایک نیا پن پیدا کرے گا اور وہ خود بھی فلم کے پردے پر اپنی کوششوں کو دیکھنے کی خواہش مند ہے اس طرح کم از کم کنور جیت کے راستے کسی حد تک ہموار ہو گئے تھے۔ شام کو چار بجے بارش بالکل رک گئی اور آسمان شفاف ہو گیا اس طرح یہ امید بندھ گئی کہ کل صبح سفر کا آغاز کر دیا جائے گا ایاز جانوروں کو خوراک دے رہا تھا کہ اکبر شاہ

ادھر سے گزرا اور ایاز نے اسے روک کر کہا۔

''اکبر بھیا کیا خیال ہے صبح کو سفر کرنا مناسب ہوگا......؟''

''یہ فیصلے شیخا کرتا ہے میں اس سلسلے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔'' اکبر شاہ نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ ایاز معنی خیز نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا اسی وقت سانولی اس کے پاس پہنچ گئی اور ایاز چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

''کیا خیال ہے سانولی میرا شبہ درست ہے یا نہیں؟''

''سو فیصد ایاز پتہ نہیں اکبر بھیا کو کیا ہو گیا سونیا بھی اتنی ہی کھنچی کھنچی ہے وہ بھی میرے ساتھ یہی رویہ اختیار کئے ہوئے ہے۔''

''شیخا سے بات کروں؟''

''اکبر شاہ سے کیوں نہ بات کرو۔''

''نہیں میرا خیال ہے مجھے شیخا سے بات کرنی چاہئے۔''

''جیسا تم پسند کرو۔'' سانولی نے کہا اور ایاز گردن ہلانے لگا، جانوروں کی خوراک تقریباً مکمل ہو گئی تھی اس نے سانولی کو ساتھ لیا اور غلام شاہ کے خیمے میں پہنچ گیا۔

''آ او رے کھوکھوب مجے کئے بارس میں اب تو ای ناں کھوے کہ جندگی میں مجے ہی نا رہے۔''

''نہیں شیخا تمہارے ساتھ تو زندگی کے مزے ہی مزے ہیں، ایک کام سے آئے ہیں تمہارے پاس۔''

''ہوں کا کام رہے ہڈوا۔'' غلام شاہ نے نرم لہجے میں کہا۔

''شیخا پتہ نہیں کیوں دو تین دن سے اکبر بھیا اور سونیا ہم سے ناراض ہیں ہم بات کرتے ہیں تو جواب نہیں دیتے ہم متوجہ ہوتے ہیں تو منہ پھیر کر چلے جاتے ہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا بات ہو گئی......؟'' غلام شاہ چونک پڑا تھا اس نے ان دونوں کو گہری نگاہوں سے دیکھا اور پھر بولا۔

''تم بات نا کری او سے۔''

''نہیں شیخا ہم آپ کے پاس آئے ہیں۔''

''ٹھیک ہے ہڈوا ہم بات کرلئی ہے تم پھکر نا کروتی ہے تم کا جلدی۔'' شیخا نے کہا۔

''ہمیں بہت دکھ ہے شیخا ایسا تو کبھی نہ ہوا۔''

''ارے بول دئی تم کا ایسا نا ہوئی ہے اے سسر کبیلہ ہے پورا اے ماں کوئی کوئی ایک دوسرے الگ نہ رہت سکت جاؤ تم لوگ پھکر مت کرو سیکھا موجود جو رہے۔'' غلام شاہ نے کہا اور ایاز سانولی کے ساتھ باہر نکل آیا لیکن غلام شاہ کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمودار ہو گئے ذرا سی دیر میں اس نے اکبر شاہ اور سونیا کو اپنے پاس طلب کر لیا اور پھر انہیں سرد نگاہوں سے دیکھتا ہوا بولا......

''ایاج اور سنوریا آئے رہے ہمار پاس کہت رہیں کہ تم ان کے ساتھ بات چیت نہ کرو کا بات رہے۔'' اکبر شاہ نے نگاہیں اٹھا کر غلام شاہ کو دیکھا اور بولا۔

''شیخا میں تمہارے یہ الفاظ نہیں بھول سکوں گا کہ ایاز نے تم پر قاتلانہ حملہ کیا تھا صرف سانولی کی وجہ سے۔''

غلام شاہ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس نے کہا۔'' اکبر ساہ ہم نے جندگی میں کبھی تو ہار ساتھ برائی نا کری ہے پر اب ہم کا ایسا لگتا رہے جیسے تم دونوں ہم کو کتا سمجھ لیو ہو۔ ہماری کو تو حیثیت نا رہی بولو رے ہم کتا ہیں کا۔''

''میں سمجھا نہیں شیخا۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''گلتی ہماری رہے۔ تم دونوں کو ہم دوسروں سے الگ کا ہے سمجھت ہیں، کا ہے دل کی بات تم کو بتا دیں ہیں۔ گلتی ہماری ہے بھئی سرمندہ ہیں۔ ارے حرام کھور جب ہم او کا ما پھ کر دئی ہے تو تم کون ہو رے انہوں نے تو ایک بیری ای کرت تم تو بات بات ماں ہمارے دل کا کھون کرو ہو رے۔ ایک انسان کو مہمان بنائے رہے ہم تم دوئی بار او کا کھتم کرنے کی کوسس کر چکے ہو۔ ہمار اتنا بھی نہ رہے اس منڈوا پر۔ سنو اکبر ساہ اور سن سونی ہم نے ایاج کو ما پھ کر دیا ہے تمہاری طرف سے اگر کوئی بات ہوئی رہے اور ان کا دل میلا ہوئی رہے تو بڑے کی کسم ہم تم کا کچھ نا کئی ہے پر اسی دن جان دے دیں گے۔ اپنے بڑے کی کسم، ہم ایسا ہی کریں گے کھود کسی کریں گے ہم۔''

''نہیں شیخا۔ اب ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ تمہاری قسم شیخا اب ایسا نہ ہو گا۔ تم نے اپنے بڑے کی قسم کھائی ہے تو ہم اپنے بڑے کی قسم کھا رہے ہیں جو غلطی ہو گئی اسے معاف کر دو۔''

''بس جاؤ ہمارے پاس سے جاؤ۔ بڑا یاد کر دئی تم نے...... جاؤ۔'' شیخا غرایا اور دونوں چہرے لٹکائے باہر نکل آئے۔ دونوں کے چہرے مرجھا گئے تھے۔ کافی دور آ کر اکبر شاہ نے کہا۔

''بڑی مشکل پیش آ گئی ہے سونیا۔''

''کیا بھیا......؟''

''شیخا اس کے لئے بالکل موم ہوگیا ہے، اس کا دل زخمی ہوگیا ہے۔''

''ایاز کے لئے......؟''

''نہیں شارق کے لئے۔ اس کی باتوں سے نہیں محسوس کیا تم نے۔ وہ سب کچھ سمجھ کر بھی سونیا۔ نہ جانے کیوں اور پھر اس نے کتنی پر اعتماد باتیں کی ہیں اس کے لئے حالانکہ اسے سب کچھ بتا دیا ہے تم نے۔ مجھے ایک احساس ہوتا ہے سونیا۔''

''کیا......؟''

''اگر ہماری وجہ سے اسے یہاں سے نکال دیا گیا تو شیخا ہم سے خوش نہ رہے گا!''

''اس سلسلے میں کسی لچک کا مظاہرہ نہ کرو اکبر بھیا۔ اسے بہر حال یہاں سے جانا ہوگا، یہ ضروری ہے۔'' سونیا نے کہا۔

''ہاں! میں لچک کی بات نہیں کر رہا۔ کہاں ہے وہ دیکھا نہیں اسے۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''موجود ہے جائے گا کہاں۔'' سونیا ناک سکوڑ کر بولی۔

''میرا مطلب ہے بالکل خاموش ہے۔''

''ہاں جمیل کے واقعہ کے بعد ڈر گیا ہے۔ میں نے تھوڑی دیر پہلے ہی اسے دیکھا تھا بارش میں ہاتھوں کے بل چلا جا رہا تھا۔''

''ہاتھوں کے بل......؟''

''ہاں میں نے اسے ان جڑواں چٹانوں تک جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہاں سے ہاتھوں کے بل ہی گیا تھا۔''

''وہاں تک......؟'' اکبر شاہ حیرت سے بولا۔

''شاید اس سے بھی آگے۔ ویسے وہ انسانوں کی کوئی انوکھی قسم ہے۔ ہمیشہ ناممکن کام کرتا ہے۔''

''ہوں......'' اکبر شاہ پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا...... پھر ایک طویل سانس لے کر بولا...... ''وہ جو کچھ بھی ہے سونیا مگر ایک بات میں زندگی میں نہیں تسلیم کروں گا وہ یہ کہ وہ ضرور کسی سرکس کا تربیت یافتہ ہے حالانکہ اس کا کہنا ہے کہ وہ ہر کام صرف دیکھ کر فوراً سیکھ لیتا ہے مگر کیا یہ ممکن ہے؟''

''بالکل نہیں۔'' سونیا نے جلدی سے کہا۔

''تو پھر وہ جھوٹ کیوں بول رہا ہے اور اگر بول رہا ہے تو اس کی وجہ......؟''

''وہ سچ کہاں بولتا ہے۔ ہو سکتا ہے اس کے پس پردہ بھی کچھ ہو۔''

''مگر کیا......؟''

''مجھے کیا معلوم......؟''

''ہم اس کے سلسلے میں ہر کوشش میں ناکام رہے ہیں نہ اس سے دوستی کرسکے اور نہ دشمنی نبھا سکے۔''

''تم اس کے بارے میں زیادہ سوچ رہے ہو اکبر بھیا جس طرح بھی ہو سکے اسے یہاں سے بھگا دو وہ کون ہے کیا ہے ہمیں اس سے کیا غرض۔ بس دفعان ہو جائے یہاں سے۔'' سونیا نے ناک سکوڑ کر کہا۔

سونیا کا کہنا غلط نہ تھا۔ غلام شاہ، اکبر شاہ، سونیا اس کے بارے میں کیا کچھ پکار رہے ہیں۔ اسے اس سے غرض نہ تھی۔ وہ تو کھاپی کر مست تھا۔ سونیا نے جھولے پر اس کی جان لینے کی کوشش کی تھی۔ اس نے کوئی شکوہ نہ کیا تھا۔ اکبر شاہ نے اسے جھیل میں ڈبو کر مارنا چاہا تھا وہ غیر مطمئن نہ تھا۔ ہاں اس کے بعد اس نے سونیا کے پاس آنے کی کوشش نہیں کی تھی اور اکبر شاہ سے ہی نہیں دوسروں سے بھی دور رہا تھا۔ بارش میں سب رنگ رلیاں مناتے رہے تھے۔ وہ الگ تھلگ رہا تھا اب تو شیتا بھی اسے زیادہ منہ نہ لگا رہا تھا شاید وہ اس کے سلسلے میں تنازع سے الجھ گیا تھا۔ اسے ان باتوں کی پرواہ نہ تھی۔ وہ سب سے الگ تھلگ بھی خوش تھا۔ اس وقت بھی وہ الٹا ہاتھوں کے بل چلتا ہوا کوئی نصف فرلانگ کا فاصلہ طے کر کے کیمپ سے دوران چٹانوں تک پہنچا تھا۔ اسے علم نہ تھا کہ چار آنکھیں اسے دیکھ رہی ہیں۔ یہ راجکماری اور بھلا صاحب تھے جو ٹہلتے ہوئے اس طرف نکل آئے تھے اور اس خوشگوار موسم سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ ان کی گفتگو کا موضوع سرکس ہی تھا اور بھلا صاحب راجکماری کو بتا رہے تھے کہ کس طرح کہانی میں تھوڑی سی ترمیم کر کے سرکس کے مناظر ڈالے جائیں گے۔

''ان لوگوں کی بھی عجیب زندگی ہوتی ہے۔'' راجکماری نے کہا۔

''ہاں لیکن دلکش بھی۔''

''خطرات بھی بہت ہوتے ہیں، ہر شام وہ موت کے ہم سفر ہوتے ہیں۔ سرکس کے مالک کو دیکھ لیں۔ ضرور وہ کھیل دکھاتے ہوئے اپنے پیروں سے ہاتھ دھو بیٹھا ہوگا۔''

''ظاہر ہے مگر کمال کا انسان ہے۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ سرکس کا بچہ بچہ اس سے عشق کرتا ہے۔''

''یہ لیجیے معمہ حل ہو گیا۔'' راجکماری نے سامنے اشارہ کر کے کہا اور بھلا صاحب نے بھی اس شخص کو دیکھ لیا جو ہاتھوں کے بل چلتا ہوا اس طرف آ رہا تھا۔ وہ ہنس پڑے۔

''کیسا معمہ......؟''

''وہ پورے بدن کو استعمال کرنا جانتے ہیں، پاؤں چلے گئے تو کیا غم ہاتھوں سے کام چلا لیتے ہیں......!''

''آسان تو نہیں ہے۔'' بھلا صاحب دلچسپی سے اسے دیکھتے رہے۔ راجکماری بھی اس طرح متوجہ تھی لیکن وہ ان دونوں کی یہاں موجودگی سے بے خبر تھا۔ شاید وہ چٹانوں کے پاس سے بھی گزر کر آگے بڑھ جاتا مگر ان دونوں کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا اور پھر اچانک قلا بازیاں کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

راجکماری نے تمسخرانہ نگاہوں سے اسے دیکھا لیکن دوسری نگاہ میں تمسخر نہ رہا تھا بلکہ اس میں حیرت اور پسندیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ سرخ و سفید رنگ اور دلکش نقوش والے نوجوان کے چہرے پر خون رکا ہوا تھا اور وہ ابھی ابھی کھلا ہوا گلاب معلوم ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں سورج جیسی روشنی تھی۔ لال بھبوکا چہرے پر پسینے کے قطرات اس طرح ابھر آئے تھے جیسے گلاب پر شبنم کے قطرے رک گئے ہوں۔ راجکماری اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔

راجکماری کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی اس نے معذرت کے انداز میں شانے ہلائے اور واپسی کے لئے پلٹا تو بھلا نے جلدی سے کہا۔

''سنو...... سنو نوجوان کہاں چلے......''

''سوری بھلا صاحب مجھے علم نہیں تھا کہ آپ یہاں موجود ہیں۔'' نوجوان کی آواز بھی بہت خوبصورت تھی۔

''ورنہ تم اس طرف نہ آتے۔'' بھلا صاحب نے مسکرا کر کہا۔

''ظاہر ہے، اصولی طور پر نہیں آنا چاہئے۔''

''میرا بڑا نقصان ہو جاتا۔'' بھلا صاحب بولے اور وہ حیران ہو کر انہیں دیکھنے لگا۔

''نقصان؟'' اس نے کہا۔

''ہاں بھئی میں اور راجکماری ایک انسان کو نہ دیکھ پاتے جس نے چہل قدمی کے لئے ایک نیا انداز اختیار کیا ہے۔'' بھلا صاحب نے کہا اور قہقہہ مار کر ہنس پڑے نوجوان بھی مسکرا دیا پھر بولا۔

''ہاں...... ان علاقوں میں جانوروں کی بڑی کمی محسوس ہوتی ہوگی آپ کو، ویسے ان خوبصورت پہاڑی علاقوں میں جانور ضرور ہونے چاہئے تھے تھوڑی بہت کمی ہم نے پوری کر دی ہے۔''

''جانور تو خیر کہیں نہ کہیں نظر آ جاتے ہیں لیکن مریخی انسان کا تصور ابھی تک قصے کہانیوں میں ہی ملتا تھا۔ وہ مجسم نظر آ جائیں تو کمال ہے ویسے مجھے تعجب ہے کہ غلام شاہ نے تمہارا تعارف مجھ سے نہیں کرایا حالانکہ تم نے بڑے اطمینان سے مجھے بھلا صاحب کہہ کر پکارا ہے۔''

''میں سرکس میں معروف نہیں ہوں آپ کا تعارف معروف لوگوں سے کرایا گیا ہے۔''

راجکماری برق پاش نظروں سے اسے دیکھے جارہی تھی وہ ابھی تک کچھ نہیں بولی تھی بھلا صاحب نے کہا۔ ''یہ ہماری ہیروئن راجکماری جی ہیں اگر تم فلم کے شائق ہوتو تم نے ان کی بیشمار فلموں میں سے کچھ ضرور دیکھی ہوں گی فلمیں ان کے نام سے کامیاب ہوتی ہیں۔''

''جی میں نے انہیں دیکھا ہے۔''

''تمہارا نام کیا ہے؟''

''شارق کے نام سے پکارا جاتا ہوں۔''

''سرکس میں کیا کرتے ہو؟''

''گھوڑوں کی تربیت کرتا ہوں۔''

''یقیناً گھوڑوں نے بھی سر کے بل چلنا شروع کردیا ہوگا؟'' بھلا صاحب ہنس پڑے۔

''تم فلم میں کام کیوں نہیں کرتے؟'' راجکماری نے کہا۔

''غلطی ہوگئی آئندہ کروں گا۔'' اس نے برجستہ کہا۔

''یقیناً کروگے یہ میں کہہ رہی ہوں، کیوں بھلا صاحب۔'' راجکماری نے اس کے مذاق کو نظرانداز کر کے کہا۔

''راجکماری جس شخص کے بارے میں یہ بات کہہ دے اسے اسٹار بننے سے کون روک سکتا ہے۔''

''اجازت......'' نوجوان نے کہا۔

''کیوں کوئی کام ہے؟'' راجکماری نے کہا۔

''جی گھوڑے میرے بغیر اداس ہوجاتے ہیں، زیادہ دیر ان سے دور نہیں رہتا۔'' نوجوان نے عاجزی سے کہا اور پھر جواب کا انتظار کئے بغیر وہاں سے پلٹ گیا۔

''آپ نے دیکھا بھلا صاحب۔'' راجکماری نے کہا۔

''واقعی بڑا شاندار جوان ہے اسکرین پر چہرہ کیسا لگتا ہے اس کا اندازہ ابھی نہیں ہوسکتا لیکن آواز بے حد شاندار ہے اور تلفظ کمال کا ہے میں خود بھی اسے دیکھ کر ششدر رہ گیا ہوں۔''

''بھلا صاحب اسے فلموں میں ضرور آنا چاہئے یہ میری دریافت ہے۔''

''تم نے سرکس میں ایک لڑکی دیکھی ہے، سونیا نام ہے۔''

''غور نہیں کیا۔''

''وہ بھی بے حد حسین ہے ہم اسے سرکس کے کچھ مناظر میں شامل کرنے کے لئے بات کر رہے ہیں۔''

''اس کی بہن ہوگی۔''

''نہیں سرکس کے مالک کی بھتیجی ہے اس کا بھی ایک بھائی ہے۔ اکبر شاہ دراصل یہ سرکس کے لوگ ہیں، جسمانی طور پر انہیں فٹ ہونا ہی چاہئے تھا مگر یہ لوگ خوبصورت بھی ہیں یہ دلچسپ بات ہے۔''

''اس نے مجھے بہت متاثر کیا ہے بھلا صاحب آپ اسے بھی فلم میں کاسٹ کریں پھر دیکھیں آپ کی دریافت زیادہ شاندار رہتی ہے یا میری۔'' راجکماری نے مسکراتے ہوئے کہا اور بھلا صاحب پرخیال نگاہوں سے اسے سرکس کی سمت جاتے ہوئے دیکھتے رہے پھر انہوں نے ہنس کر کہا...... ''یوں لگتا ہے یہ سرکس ہمیں بہت کچھ دے رہا ہے۔''

''کیا مطلب......؟'' راجکماری نے سوالیہ نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

''میرا مطلب ہے کنور جیت اس لڑکی کے لئے سفارش کر چکا ہے اور میں خود بھی سرکس کے کچھ مناظر فلم میں شامل کرنے کے لئے تیار ہوگیا ہوں اور تم نے بھی ایک نوجوان کو دریافت کر لیا۔'' بھلا صاحب بولے۔

''آپ مجھے خود بتائیے بھلا صاحب کیا یہ نوجوان اتنی حسین شخصیت کا مالک نہیں تھا کہ اسے فلم میں شامل کیا جائے بھلا صاحب طویل عرصہ ہوگیا ہے مجھے آپ جیسے تجربہ کار لوگوں کے ساتھ کام کرتے ہوئے اب تو یہ دعویٰ کر سکتی ہوں کہ میری نگاہیں بھی جوہر شناس ہوگئی ہیں۔''

''کیوں نہیں بھی کیوں نہیں؟'' بھلا صاحب نے تائید کرتے ہوئے کہا۔

''ان لوگوں کی تو لاٹری نکل آئے گی خیر ہم یہ تو نہیں کر سکتے کہ ہم انہیں باقاعدہ فلموں میں کاسٹ کرنا شروع کر دیں لیکن اس بات کے امکانات ہیں کہ پھر دوسرے لوگ بھی ان کی جانب دوڑیں گے ویسے بھلا صاحب میری رائے ہے کہ آپ ان دونوں کی پرفارمنس دیکھ کر ان پر بھی کوئی فلم بنائیں خاص طور سے میں اس نوجوان کے بارے میں کہہ سکتی ہوں اگر یہ باقاعدگی سے فلموں میں آجائے تو بے مثال ہوگا۔''

''اس میں کوئی شک نہیں ہے، راجکماری لڑکیاں تو عموماً اپنی حسین صورتوں کی وجہ سے فلموں میں آ کر کامیاب ہو جاتی ہیں لیکن نوجوان بہت مشکل

سے ملتے ہیں اور ہماری فلموں میں ان کی بہت کمی ہے خیر اب چونکہ مسئلہ تمہارا بھی ہے اس لئے میں اپنی خصوصی توجہ دوں گا۔''

''شکریہ بھلا صاحب میں آپ کے ان جملوں سے متفق ہوں کہ مسئلہ میرا بھی ہے۔'' راجکماری نے کہا اور بھلا صاحب ایک ٹھنڈی سانس لے کر اسے دیکھنے لگے راجکماری بولی......!

''میرا خیال ہے آپ آج ہی اس کا اسکرین ٹیسٹ اور ساؤنڈ ٹیسٹ کرا لیجئے اور اس کہانی میں اس کے لئے بھی گنجائش نکال لیے۔''

''نکالوں گا......'' بھلا صاحب نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہا ویسے اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ نوجوان نے انہیں بھی متاثر کیا تھا لیکن دلچسپ بات یہ تھی کہ فلم کے ہیرو نے بھی ایک نئی لڑکی کی سفارش کر ڈالی تھی اور ہیروئن نے بھی کھل کر یہ بات کہہ دی تھی کہ نوجوان کو فلموں میں شامل کرنا اس کا اپنا مسئلہ ہے۔ بھلا صاحب اسی بات پر ٹھنڈی آہیں بھر رہے تھے کہ کہیں ان کی یہ شاندار کہانی ہیرو اور ہیروئن کی فرمائش پر چوں چوں کا مربہ نہ بن جائے لیکن ہیرو اور ہیروئن کی فرمائش نہ پوری کرنے سے بھی کہانی کیا پوری فلم کا بیڑا غرق ہوسکتا تھا چنانچہ ان کی فرمائش پوری کرنا بھی بے حد ضروری تھا شام کے سائے تیزی سے نیچے جھکنے لگے آسمان بالکل شفاف ہو گیا تھا اور اب اس بات کے امکانات نہیں تھے کہ مزید بارش ہو، کبھی کبھی بادلوں کے ٹکڑے آتے تھے لیکن گزر جانے والے یہاں تک کہ رات ہوگئی اور دونوں سمت رات کی تیاریاں ہونے لگیں۔ غلام شاہ کے ذہن میں بھلا کی باتوں سے بڑی جگہ پیدا ہوگئی تھی۔ وہ اسی قسم کا انسان تھا حالانکہ دوسرے لوگ بعض اوقات اس کی اس سادہ دلی سے پریشانیوں کا شکار ہو جاتے تھے لیکن غلام شاہ کی فطرت پر کون نکتہ چینی کر سکتا تھا غلام شاہ اس وقت بھی بھلا سے گفتگو کر رہا تھا اور طے پایا تھا کہ صبح جلدی سفر شروع کر دیا جائے اور شام کو کوئی ایسا جگہ منتخب کر لی جائے جہاں قیام کیا جا سکے، بھلا صاحب نے کہا۔

''ہم یہی انداز اختیار کریں گے ویسے آپ مجھے اجازت دیں گے شاہ صاحب کہ اگر مجھے کوئی عمدہ لوکیشن نظر آئے تو وہاں تھوڑی بہت شوٹنگ بھی کرلوں۔''

''ارے ہم کونسا جروری کام رہے بھائی بھلے تیرا جو دل چاہے کر بھیا ہمیں کسی بات پر اعتراج نہ رہے۔'' غلام شاہ نے کہا۔

جاری ہے......

''شاہ صاحب یہ سرکس جو اتنا طویل سفر طے کر رہا ہے تو اس میں آپ کو نقصان نہیں ہو رہا۔'' بھلا صاحب نے کہا اور غلام شاہ ہنسنے لگا پھر بولا۔

''دیکھا رے بھائی بھلے یہ سب سسر جو سرکس ماں کام کرتی ہیں ناں ہم تو کا بتائی ہے کہ ہمارے کھیلے کے لوگ رہیں ایک بھی الگ کا آدمی نہ رہے ان سب کی جرورت ہمارے پاس سے پوری ہو جئی ہے بس اور کا چاہئے ہم کا کوئوں سسر دولت کا پجاری نہ رہے اور پھر اللہ کا دیا اپنے پاس اتنا ہے بھائی کہ ہمیں خود بھی ہوس نہ رہے۔ مجے مجے سے کام کریں ہیں جہاں دل چاہے منڈوا لگا لے ہیں اور جب دل چاہے کام سروع کر دیں ہیں کسی کو کوئی اعتراج نا ہے بس بھیا دال روٹی چل جائے۔ کافی رہے اور سسر کا کرنا ہے۔''

''ہوں یقیناً یقیناً اصل میں یہ بات میں اس لئے کہہ رہا تھا کہ اگر ہم اتنے آرام آرام سے آگے کا سفر کریں گے تو آپ کو بھی نیا نگر پہنچنے میں بہت دیر لگ جائے گی حالانکہ نیا نگر میں میلہ شروع ہونے میں ابھی کافی وقت ہے اور اگر آپ میلے ہی میں یہ سرکس لگائیں گے تو آپ کو انتظار کرنا پڑے گا یہ دوسری بات ہے کہ آپ کا سرکس جہاں لگ جائے وہاں میلہ شروع ہو جائے گا۔''

''ہمیں کوئی جلدی نا رہے بھیا اور ہم ای بات تو پر چھوڑ دئی ہے، اگر تے بھاگ کر چلنا چات رہے تو بھی ہم کا کوئی اعتراج نا ہے ہمرا کا جائے ہے کھود بھی بھاگ لئی ہے۔'' غلام شاہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''نہیں غلام شاہ صاحب بس میں یہ سوچ رہا تھا کہ آپ کا ساتھ تو کسی طور نہیں چھوڑ نا لیکن اچھی لوکیشن کو نظر انداز کرنا میرے لئے ایک مشکل کام ہوتا ہے اب آپ کی اجازت مل گئی ہے تو ان راستوں میں بھی کہیں نہ کہیں شوٹنگ کروں گا۔ آپ کو یقیناً فلمی کہانیوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہوگی لیکن اس فلم کے بارے میں، میں آپ کو بتاؤں کہ یہ صرف ایک فلم ہی نہیں ہے اور اس کی کہانی روایتی نہیں ہے بلکہ اس میں وطن سے محبت کے بہت سے ایسے سبق بھی دیئے گئے ہیں جو انسانوں کے لئے ضروری ہیں۔ میں اسمگلروں کی زندگی پر یہ فلم بنا رہا ہوں اور یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسمگلنگ ملک کے لئے کس قدر نقصان دہ ہے اس میں نصیحتوں کے بہت سے پہلو ہیں، ہمیں اپنے وطن سے محبت کا ثبوت دینا ہی چاہئے۔

''ہاں رے بھائی کا ہے نا ہے۔''

''اور آپ نے مجھے سرکس میں شوٹنگ کرنے کی اجازت دے کر تو میری فلم میں جان ڈال دی ہے کتنا شکریہ ادا کروں آپ کا۔''

''دیکھ بھیا ہم رہیں جاہل آدمی ایک باری تو سے کہہ دیا کہ سکریہ کی جرورت نا رہے جب بھائی بندی ہو گئی ہے تو سکریہ گالی کی حیثیت رکھتا ہے۔'' بھلا صاحب ہنسنے لگے تھے پھر انہوں نے کہا۔

''دراصل کچھ باتیں مجھے خوفزدہ کر رہی ہیں شاہ صاحب وہ یہ کہ آپ کا انداز صرف سرکس والوں جیسا نہیں ہے اس سرکس میں جتنے افراد ہیں انہیں

دیکھ کر تو مجھے بس ایسا ہی لگتا ہے جیسے ایک گھرانہ ہو ایک کنبہ اور سب اس کنبے کے بزرگ کے احکامات مانتے ہوں بڑا رشک آتا ہے آپ کو دیکھ کر فلمی زندگی ایک مصنوعی حیثیت رکھتی ہے پردے پر جو کچھ پیش کیا جاتا ہے وہ معاشرے کی کہانی تو ضرور ہوگی لیکن جو کردار اسکرین پر نظر آتے ہیں وہ سب نقلی ہوتے ہیں اور انہیں معاشرے کے ان افراد کا کردار ادا کرنا ہوتا ہے جو مختلف سوچوں کے مالک ہوتے ہیں۔ اس میں جیسا کہ میں نے آپ کی بھتیجی کے بارے میں سوچا اس کا بھی ایک اہم کردار ہوگا کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اس کردار کو ناپسند کریں۔''

''دیکھو اے بھائی بھلے تے ہم کا بولے کہ تے ہمار بھائی رہے سو ہُوا ہمار سونیا تو ہار بھتیجی رہے اور تے جو کچھ کری ہے او جرورت کے لئے کری ہے جب ہم تو کا اتنا بول دے ہے تے پھر پریسانی کا ہے کی۔''

''اس اعتماد کا بھی شش...... شش......'' بھلا صاحب خاموش ہو گئے کیونکہ غلام شاہ کہہ چکا تھا کہ شکریہ ایک گالی ہے۔ بہر طور ان دونوں کی قربتیں بڑھتی جا رہی تھیں غلام شاہ تو اس بات کا عادی تھا کہ جو الفاظ منہ سے نکال دیئے بس وہ پتھر کی لکیر بن جائیں بھلا صاحب بھی اپنے دل میں اس کے لئے گنجائش محسوس کر رہے تھے اور تھوڑا سا تردد انہیں کنور جیت کی فطرت پر تھا کیونکہ کنور جیت اپنی ذہنی کیفیت ان سے بیان کر چکا تھا تاہم انہوں نے دل میں سوچا کنور جیت سے یہ بات کہہ دیں گے کہ کوئی ایسی ہلکی بات نہ ہونے پائے جو غلام شاہ کے لئے ناقابل قبول ہو اگر کہانی میں اس لڑکی کی شمولیت غلام شاہ کے لئے قابل قبول ہو تو پھر بات مزید آگے بڑھائی جائے لیکن شکایت کا کوئی موقع نہیں ملنا چاہئے رات کی سرگرمیاں بالآخر پرسکوت ہو گئیں اور دوسری صبح سورج نکلنے سے بہت پہلے غلام شاہ کے آدمیوں نے کام شروع کر دیا ان کی آوازیں سن کر بھلا صاحب کے آدمی بھی جاگ گئے بھلا صاحب نے رات ہی کو ان لوگوں کو ہدایت دے دی تھی کہ وہ صبح سورج نکلنے سے پہلے سفر کی تیاریاں کر لیں اور یہ کام خوش اسلوبی سے شروع ہو گیا تھا۔ ہلکا پھلکا ناشتہ کیا گیا اب وہ فاصلے بھی ختم ہو گئے تھے جو دونوں گروپوں کے درمیان رہتے تھے اور بھلا صاحب کی تینوں گاڑیاں بھی سرکس کی گاڑیوں کے ساتھ شامل ہو گئی تھیں چنانچہ سفر جاری ہو گیا اور اس سفر میں کنور جیت نے خاص طور پر یہ خیال رکھا تھا کہ وہ کسی طرح سونیا اور اکبر شاہ کے درمیان جا گھسے اکبر شاہ نے خود ہی اسے پیشکش کی تھی کہ وہ اس کی جیپ میں آجائے اور کنور جیت مسکراتا ہوا اس کے ساتھ جا بیٹھا تھا اس وقت اکبر شاہ اور سونیا کے ساتھ شیراز، ایاز اور ساتولی بھی تھے غلام شاہ کی ہدایت کے بعد اکبر شاہ نے فوراً ہی ساتولی اور ایاز کے سلسلے میں اپنا رویہ نرم کر لیا تھا اور خصوصاً انہیں اپنے ساتھ بیٹھنے کی پیشکش کی تھی جس سے ایاز اور ساتولی بھی کسی قدر مطمئن ہو گئے تھے گاڑیاں آگے بڑھ گئیں سونیا نے مسکراتے ہوئے کنور جیت کا استقبال کیا تھا اور تھوڑی دور چلنے کے بعد اس نے کہا......

''کنور جی آج کل تو میں سرکس کے بجائے فلم کے بارے میں ہی سوچنے لگی ہوں......'' کنور جیت کے چہرے پر مسرت کے آثار پھیل گئے پھر اس

نے مسکراتے ہوئے کہا......

''آپ لوگوں نے ہمیں جس قدر اپنائیت دی ہے اسے شاید ہم مرتے وقت تک نہ بھول سکیں جہاں تک فلم وغیرہ کا معاملہ ہے مس سونیا تو یہ سب زندگی اور زندگی کی ضروریات سے تعلق رکھنے والے شعبے ہیں لوگ جینے کے لئے کچھ نہ کچھ کرتے ہیں یہ دوسری بات ہے کہ بعض لوگ زندگی بھر بہت کچھ کرتے ہیں اور کوئی انہیں نہیں جانتا معاف کیجئے یہ سرکس ہے فلم سے بہت زیادہ مشکل شعبہ، یہاں آپ لوگ جو کرتے ہیں وہ معمولی نہیں ہوتا لیکن اسے وہ اہمیت حاصل نہیں ہے جو فلم کو۔ لوگ سرکس دیکھتے ہیں داد دیتے ہیں اور چلے جاتے ہیں جب کہ ایک فلم آرٹسٹ اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں کرتا لیکن اسے بین الاقوامی شہرت ملتی ہے۔ دنیا کے ہر ملک میں اس کے شناسا اور اس سے محبت کرنے والے ملتے ہیں۔ ان ویران پہاڑوں میں آپ نے ہمیں جس طرح خود میں شامل کیا ہے شاہ جی اس سے متاثر ہو کر میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ لوگوں کو آسمان کی بلندیوں تک پہنچادوں......!''

''سب کو نہیں کنور جیت جی میں جینا چاہتی ہوں۔'' شیرا نے کہا اور سب ہنس پڑے کنور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں شہرت کی بات کر رہا ہوں شیرا جی بھگوان کرے میری عمر بھی آپ کو لگ جائے۔''

''مجھے......'' شیرا نے کہا اور ایک بار پھر قہقہہ ابھرا۔

''یہ شیرا بہت تیز ہے کنور جی اس کی بات کا برا نہ مانیں میں واقعی فلم کے بارے میں زیادہ سوچنے لگی ہوں۔ ویسے سرکس کے شاٹ فلمانے کے بارے میں بھلا صاحب کیا کہہ رہے تھے؟'' سونیا نے کہا۔

''بھلا صاحب انڈسٹری کے ان لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جن کی کوئی مثال نہیں ہوتی۔ ان کے ساتھ کام کرنے والی ٹیم کبھی ان سے ناخوش نہیں ہوتی وہ سب کی سنتے ہیں، سب کی مانتے ہیں، اس لئے بے شمار کامیاب فلمیں بنا چکے ہیں۔ موجودہ کہانی میں ہر طرح کے ایڈونچر کی گنجائش ہے اور سرکس کے مناظر اس میں چار چاند لگادیں گے مگر میں نے جو تجویز انہیں پیش کی ہے اس پر وہ خوشی سے جھوم اٹھے ہیں۔''

''وہ کیا......؟''

''ہم آپ کے سرکس سے چند باقاعدہ کردار لے کر انہیں کہانی کا ایک پورشن بنائیں گے اور صرف سرکس نہیں ہوگا ان میں بلکہ کہانی بھی ہوگی سونیا کا رول بہت بڑا ہوگا۔''

''اوہ...... میں کر سکوں گی۔'' سونیا پر مسرت لہجے میں بولی۔

''ایسا کریں گی آپ سونیا کہ دیکھنے والے دیکھیں گے ویسے جب جب ہم رکیں گے تو میں پروجیکٹر پر آپ کو کچھ پیس دکھاؤں گا اس سے آپ کو مدد

ملے گی اور شاہ جی آپ کو بھی میں ایک رنگ رول دے رہا ہوں۔'' کنور نے اکبر شاہ سے کہا۔
''جو دل چاہے کرو مگر بعد میں ہمیں برا بھلا نہ کہنا۔'' اکبر شاہ نے ہنس کر کہا دوپہر کے قیام کے دوران کنور جیت اس جیپ سے اتر کر ٹرک میں جا بیٹھا تھا جہاں کہانی نویس منشی فقیر دین بیٹھے ہوئے تھے۔
''کہئے منشی جی کیسا لگ رہا ہے یہ سفر......؟''
''جوانی میں پوچھتے تو بتاتے کنور صاحب......اب کیا بتائیں۔''
''بھلا صاحب سے کہانی میں تبدیلی کے بارے میں کوئی بات ہوئی؟''
''ہاں، انہوں نے کہا ہے کہ سرکس کی کوئی سچویشن پیدا کی جائے۔''
''آپ نے کچھ سوچا......؟''
''جگہ تلاش کر رہے ہیں۔''
''وہ جگہ ہی جگہ ہے میں خود آپ کے ساتھ بیٹھوں گا اس سلسلے میں۔'' کنور جیت نے کہا۔
''ضرور ضرور کہانیاں آپ کے دم سے بنتی ہیں کنور جی کہانی کار کا تو پیٹ پالا جاتا ہے ورنہ جو آئیڈیئے جو سچویشنز ہیرو اور ہیروئن کے ذہن میں پیدا ہوتی ہے وہ کہانی نویس کے تصور میں نہیں آتیں۔'' منشی جی نے کہا۔
''بڑے چپٹو ہیں آپ فکر نہ کریں آپ کے پیٹ کا بھی خیال رکھا جائے گا۔'' کنور نے ہنستے ہوئے کہا شام پانچ بجے وہ جس علاقے میں داخل ہوئے اسے دیکھ کر بھلا صاحب اچھل پڑے۔
''کماری اس لوکیشن کو دیکھو، بھگوان کی سوگند دیوانہ کر دینے والی جگہ ہے۔'' جگہ واقعی اچھی تھی پہاڑ سبزے سے لدے ہوئے تھے بے ترتیب درخت بکھرے ہوئے تھے پس منظر میں ایک وسیع و عریض جھیل نظر آ رہی تھی یہاں شوٹنگ ضرور کروں گا میرا خیال ہے ایک گانا بھی یہاں شوٹ کیا جا سکتا ہے وہ دیوانہ والا۔''
''کیا حرج ہے۔'' راجکماری نے کہا۔
''غلام شاہ صاحب سے بات کرتا ہوں موہن گاڑی غلام شاہ کی جیپ کے پاس لے چلو بھلا صاحب نے کہا اور ڈرائیور نے رفتار بڑھا کر جیپ غلام شاہ کی جیپ سے لگا دی بھلا صاحب بولے۔'' شاہ صاحب اس جنت سے گزر جائیں گے کیا۔''

''ارے ہم کھود تو سے اہی پوچھن لاگے رہے بھائی۔''

''یہ حسین جگہ پاؤں میں زنجیر ڈال رہی ہے۔''

''اے گر بھتار ہو جا بھائی کون سسر روکے ہے غلام شاہ نے کہا اور پھر جگہ پسند کر لی گئی کسی کو اعتراض نہ تھا کسی کو کہیں پہنچنے کی جلدی نہیں تھی سرکس کے لوگ خیمے لگانے لگے بھلا غلام شاہ کے پاس آ گیا۔

''یہاں میں شوٹنگ کروں گا۔''

''بڑھیا جگہ ہے تے بولے تو تنبو بنوائی دیں ہمارا چھوکرا آگے بھی بت دنوں سے مسک نہ کری ہے۔''

''واہ لطف آ جائے گا یہاں قیام لمبا کیا جا سکتا ہے یوں کریں گے شاہ صاحب کہ یہاں کچھ طویل قیام کئے لیتے ہیں پھر مسلسل سفر کریں گے تاکہ کسر پوری ہو جائے۔''

''ہم تو سے کہہ دئے ہے کہ اب تے ہمار بہوت کچھ ہے جو تیرا دل چاہے کر ہم منع نہ کرت ہیں۔''

''تو پھر ٹھیک ہے آپ حکم دے دیں۔'' بھلا صاحب نے کہا اور غلام شاہ اکبر شاہ کو بلا کر ہدایات دینے لگا اکبر شاہ نے کارکنوں کو ہدایات دیں اور انسانی مشینیں عمل کرنے لگیں ایک پھولوں بھرے پہاڑی ڈھلان کے پاس وسیع و عریض ٹینٹ پھیلا دیئے گئے اور میخیں ٹھونکی جانے لگیں ذرا سی دیر میں شہر آباد ہو گیا۔ ادھر نزدیک ہی فلم یونٹ کی چھولداریاں بھی لگ گئی تھیں راجکماری شارق کو تلاش کر رہی تھی وہ اسے سرکس سے کافی دور پھولوں کے ایک تختے کے پاس بیٹھا مل گیا۔

''ارے تم یہاں ہو میں تمہیں کہاں کہاں تلاش کرتی پھر رہی ہوں۔''

''راجکماری جی۔''

''صرف راجکماری فلموں میں کام کرتی ہے۔''

''خوب آپ ادھر کیسے نکل آئیں۔''

''تمہیں تلاش کرتی ہوئی۔''

''کوئی کام ہے مجھ سے؟''

''ہاں بہت ضروری۔'' راجکماری نے کہا۔

''فرمایئے!''

''تمہیں ہماری فلم میں کام کرنا ہے۔''

''جی......'' وہ حیرت سے بولا۔''

''تمہاری تقدیر کا ستارہ تو اسی وقت چمک اٹھا تھا جب تم ہمارے سامنے آئے تھے۔''

''میں وہ روشنی نہ دیکھ سکا۔''

''دیکھ لوگے جلدی کیا ہے تم گھوڑوں کے ٹرینر ہونا......؟''

''جی ہاں گھوڑا بھی ہوں۔''

''کیا مطلب......؟''

''نہ جانے کیوں میں خود کو کبھی کبھی گھوڑا سمجھنے لگتا ہوں۔''

''کیا۔'' وہ ہنس پڑی۔

''آپ یقین کریں کبھی دل چاہتا ہے کہ زور زور سے ہنہناؤں اور کبھی دولتیاں مارنے کو جی چاہتا ہے۔''

''مجھے نہ مار دینا۔'' راجکماری نے مذاق سے محظوظ ہو کر کہا۔

''اسی لیے گزارش کرتا ہوں کہ کبھی میرا پیچھا نہ کریں۔''

''تمہارے سامنے ہی رہنا پڑے گا۔'' راجکماری اس کے سامنے آ کر بے تکلفی سے بیٹھ گئی اور وہ معنی خیز نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ پھر اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے اس کے ہونٹ مسکرانے لگے۔

''کیا تم بھی اسی قبیلے سے تعلق رکھتے ہو۔''

''ہاں!''

''تم اس فلم کی ہیروئن ہو۔''

''ہاں!'' راجکماری نے جواب دیا۔

''تمہیں سرکس کے بارے میں کھوج کیوں ہو گئی؟''

''کل جب تک تمہیں نہیں دیکھا تھا کسی سے بھی پوچھ لو، میں نے سرکس کے بارے میں ایک لفظ بھی نہ کہا تھا کسی سے۔ بھلا صاحب اس سرکس کو اپنی فلم میں شامل کر رہے ہیں میں نے ان سے یہ بھی نہ پوچھا کہ سرکس کو وہ کہانی میں کہاں ٹھونسیں گے۔ مگر تمہیں دیکھنے کے بعد میں خود بھی بھلا صاحب کی تائید کرنے لگی ہوں۔''

''تائید۔'' شارق نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

''اب مجھے اس بات میں دلچسپی ہے کہ سرکس فلم میں ضرور ہونا چاہئے خاص طور سے میں اس میں تمہارا رول زیادہ سے زیادہ رکھنا چاہتی ہوں۔ جانتے ہو کیوں؟''

''نہیں جانتا!'' وہ آہستہ سے بولا اور راجکماری دل آواز مسکراہٹ سے اسے دیکھنے لگی۔

''میں بے شمار فلموں کی صف اوّل کی اداکارہ ہوں مگر آج تک اخبارات کو میرے بارے میں کوئی اسکینڈل نہیں مل سکا۔ لیکن نیا نگر سے واپسی کے بعد اخبارات کو ایک کہانی ملے گی۔ فلمی دنیا کو ایک نیا ہیرو ملے گا۔ تم میری دریافت کہلاؤ گے اور مسٹر شارق اس کے بعد جو ہمارے بارے میں کہانیوں کا طوفان اٹھے گا تم سوچ بھی نہیں سکتے۔''

''آپ کوئی فلمی کہانی سنا رہی ہیں راجکماری جی۔''

''فلمی دنیا کی کہانی سنا رہی ہوں۔ کچھ جانتے ہو اس کے بارے میں۔''

''جی نہیں۔''

''کوئی بات نہیں اس زندگی میں داخل ہو کر بہت کچھ جان لو گے۔ ویسے تم نے اس زندگی سے کبھی نکلنے کی کوشش نہیں کی؟''

''سرکس سے؟''

''ہاں کیا رکھا ہے اس میں، ہر شام زندگی داؤ پر لگانا ہوتی ہے۔ آئندہ بچ گئے تو تالیاں اور پھر کچھ ہو گیا تو ساری زندگی ختم۔ تمہارے سرکس کے مالک نے تو دولت کے بل پر سرکس بنا لیا اس سرکس کا ہر فنکار اپنا سرکس بنا سکتا ہے؟''

''نہیں!'' شارق دلچسپی سے بولا۔ حد سے زیادہ خود اعتمادی کا شکار یہ بے وقوف عورت اسے دلچسپ لگی تھی۔ اچھی صورت بے باکانہ اداؤں کے علاوہ اور کیا کوالٹی تھی اس کی مگر وہ خود کو نہ جانے کیا سمجھ رہی تھی۔''

''تم مجھے فلمی دنیا میں متعارف کراؤ گی؟''

''ہاں! ایک نیا عظیم فنکار، لوگ کہیں گے یہ راجکماری کی دریافت ہے دو فلموں میں تمہارے ساتھ ہیروئن آ جاؤں پھر اپنا نام دیکھنا، عزت، دولت، شہرت کیا کیا نہ مل جائے گا تمہیں۔''

''مگر تم میرے لئے یہ سب کیوں کرو گی؟''

''اس لئے کہ تم اس قابل ہو۔ تم جنگل کے پھول ہو سرسبز، تروتازہ مردانہ وجاہت کا بے مثال شاہکار جس کی توہین کی جا رہی ہے۔ اس سرکس میں ہونہہ۔ گھوڑوں کا ٹرینر، آخر کیوں پھنسے ہوئے ہو تم یہاں۔''

''تم جیسی کوئی جو نہ ملی تھی۔''

''اب مل گئی ہوں۔ جانتے ہو میں تمہارا فلمی نام رکھوں گی؟''

''کیا رکھو گی۔''

''روپ کمار۔ جنگلی گلاب۔'' راجکماری نے مسکراتے ہوئے کہا اور شارق اپنے سینے پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ راجکماری بولی۔ ''اب میں چلتی ہوں تم ایک سنہرے مستقبل کے تصور میں ڈوب جاؤ۔'' وہ اپنی جگہ سے واپس چل پڑی اور شارق اس طرح چاروں طرف نظر دوڑانے لگا جیسے ڈوبنے کے لئے کوئی مناسب جگہ تلاش کر رہا ہو۔ حسین وجمیل علاقے میں ہر شخص کے مشاغل جاری تھے جس کو جو دل چاہا کر رہا تھا۔ کنور جیت نے منشی فقیر دین کو پکڑ رکھا تھا۔

''ہاں منشی جی کہئے کیا کیا؟''

''اسکرپٹ دیکھ رہا ہوں کنور جی۔ سوچ رہا ہوں سرکس کی انٹری کہاں ڈالوں۔''

''اور آپ کو مشکل پیش آ رہی ہے۔'' کنور جیت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مشکل تو ہے کنور جی۔''

کنور جیت کے ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی اس نے کہا۔

''دراصل بات صرف اتنی ہی سی ہے منشی جی ہمارے فلمی کہانی نویسوں کو اوریجنل لکھنے کی عادت ہی ختم ہو گئی ہے بس ان کے سامنے پروجیکٹر پر کوئی فلم لگا دو اور ان سے کہو کہ کہانی شروع کر دیں۔ تو وہ کہانی شروع کر دیتے ہیں خود اپنے دماغ پر زور ڈالنا ان کے بس کی بات نہیں رہی۔'' منشی فقیر دین کے ہونٹوں پر ایک تلخ مسکراہٹ پھیل گئی انہوں نے آہستہ سے کہا۔

''کیا کریں کنور جی کہانیاں ان دنوں ایسے ہی لکھوائی جاتی ہیں، ڈائریکٹروں کو سچویشن بتانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی اور اداکاروں کو پرفارمنس کے لئے محنت نہیں کرنا پڑتی۔ سب کچھ پکا پکایا موجود بس کردار بدل دو۔ الفاظ بدل دو۔ باقی سب کچھ جوں کا توں اور اگر ہم کوئی اچھی کہانی لکھ بھی ڈالیں تو وہ کہانی جتنے ہاتھوں سے گزرتی ہے ہر ایک کی ترمیم اس میں شامل ہوتی چلی جاتی ہے جس کو ترمیم کا جتنا حق ہے وہ اپنا پورا پورا حق استعمال کرتا ہے اور ہم مسودے کے وہ اصلی صفحات تلاش کرتے رہ جاتے ہیں جن پر ہماری اپنی کہانی ہوتی ہے۔ نام ونشان نہیں ملتا ان کا، اب جب یہ آسان طریقہ خود ہم پر مسلط کر دیا گیا ہے تو کنور جی ہم اپنی صلاحیتوں کو کہاں سے زندہ رکھیں؟''

''شکایت، شکایت، ہر شخص کو ہر شخص سے کوئی نہ کوئی شکایت ہے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ آپ کہانی میں سرکس کی انٹری کہاں ڈالیں گے وہ سین نکالئے سین نمبر بارہ جس میں ہیرو زخمی ہو کر گھوڑے پر جا رہا ہے اور اس کے بعد اسے ایک جگہ گھوڑے سے گرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔''

''جی جی، یہ ہے، یہ ہے۔'' منشی فقیر دین نے اسکرپٹ کی ایک کاپی نکال کر وہ صفحہ سامنے کر دیا۔

''یہاں سے اس سین کو اڑانا ہے کہ وہ گھوڑے سے گرنے کے بعد بے ہوش ہو جاتا ہے اور پھر اسمگلروں کا ایک آدمی اس کے پاس پہنچ جاتا ہے اور وہاں سے اسے بے ہوشی کے عالم میں لے جایا جاتا ہے۔ سین کو یہاں سے اس طرح بدلیں منشی جی کہ زخمی ہیرو گھوڑے کی پشت پر جا رہا ہے وہ ایک آبشار کے کنارے پہنچتا ہے۔ چلئے اگر ہم اسی لوکیشن کی بات لے لیں تو آبشار تو یہاں موجود نہیں ہے کوئی بھی خوبصورت جگہ دیکھ سکتے ہیں جیسے وہ پہاڑی ٹیلہ جس پر پھول اس طرح اگے ہوئے ہیں جیسے جھرنے کی شکل میں اوپر سے نیچے بہہ رہے ہوں۔ زخمی ہیرو وہاں بے ہوش پڑا ہوا ہے کہ وہاں ایک لڑکی پہنچ جاتی ہے اور وہ زخمی ہیرو کو اٹھا کر لے آتی ہے یہ لڑکی سرکس کی لڑکی ہے اور یہ سرکس اس جگہ اپنے کمالات دکھا رہا ہے۔''

''جنگل میں کنور جی؟'' منشی فقیر دین نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''جنگل نہیں جنگل تو نہیں۔ بھئی کچھ لوگ بیٹھے دکھا دیں گے وہاں کون سی ایسی مصیبت آ جائے گی۔ اپنے ساتھ بھی کافی لوگ ہیں اور پھر باقی دوسرے کام بھی ہو سکتے ہیں آپ چھوڑیں اس بات کو اصل معاملہ تو لڑکی کا ہے، کہیں بھی یہ سین فٹ کر دیں۔ بہرطور سرکس کی لڑکی ہیرو سے محبت کرنے لگتی ہے اور اس کے بعد وہی چکر چلتا ہے یعنی لڑکی ہیرو کے لئے دیوانی ہو جاتی ہے اور ہیرو اپنے مطلب میں سرگرداں ہے لڑکی کی اس محبت کو دیکھ کر وہ بہت متاثر ہوتا ہے اور اسے کچھ وقت کے لئے اپنی زندگی میں شامل کر لیتا ہے بعد میں ایک دن ہیرو ٹھیک ہونے کے بعد پہاڑوں پر سفر کر رہا ہے کہ اسمگلروں کا وہ آدمی پہنچ جاتا ہے جسے زخمی ہیرو کے پاس پہنچنا تھا بس۔ یہاں سے ہم سرکس کے سارے سین لے لیں گے اور منشی جی ذرا یہ سین نمک مرچ والے کرنے ہیں۔ کیا سمجھے آپ، لڑکی بہت خوبصورت ہے اور ہیرو اسے ناپسند نہیں کرتا۔'' منشی جی نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے

کنور جیت کی طرف دیکھا تو کنور جیت نے جیب میں ہاتھ ڈال کر سو سو کے دس نوٹ نکالے اور منشی جی کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔

''آپ کی اضافی محنت کا صلہ۔'' منشی جی کے ہاتھ نیازمندی سے کھل گئے انہوں نے جلدی سے نوٹ لپک کر جیب میں ٹھونستے ہوئے کہا۔

''ایسے سین لکھوں گا کنور جی کہ مزا ہی آجائے گا آپ کے بھلا صاحب بھی واہ واہ نہ کر اٹھیں تو منشی فقیر دین نام نہیں۔''

''ٹھیک ہے ٹھیک ہے، بس آپ یہ سمجھ لیں کہ یہ ساری پچویشن ہر قیمت پر بنانی ہے بھلا صاحب کی آپ فکر نہ کریں جو کچھ میں کہہ دوں گا وہ اس سے انکار نہیں کر سکتے۔''

''میں جانتا ہوں کنور جی اچھی طرح جانتا ہوں۔''

''اچھا اب میں چلتا ہوں میں نے ذرا سونیا کو کچھ فلموں کے پرنٹ دکھانے کا وعدہ کیا تھا۔'' سرکس اور فلم یونٹ کے تمام خیمے وغیرہ لگ چکے تھے چونکہ طے یہ کیا گیا تھا کہ یہاں خاصی دیر قیام کیا جائے گا اور غلام شاہ نے یہاں مشقیں کرنے کا فیصلہ بھی کیا تھا اس لئے تمام انتظامات با قاعدگی سے ہوئے تھے۔ دراصل غلام شاہ بھلا صاحب سے اس قدر متاثر ہو گیا تھا کہ ان کی کسی بات کو بھی رد نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کے پس پردہ انگلش سرکس کا نام موجود تھا اور بھلا صاحب وہ واحد ذریعہ نظر آتے تھے غلام شاہ کو جو پیڈرو کی نشاندہی کر سکتا تھا چنانچہ غلام شاہ بھلا کی کسی بات کو رد نہیں کرنا چاہتا تھا کنور جیت کو یہ کام کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی اس نے فلم یونٹ کے ایک خاص خیمے میں سارا بندوبست کیا۔ ویسے بھلا صاحب کی ہدایت کے مطابق وہ بہت ہی محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔ چنانچہ فلموں کے یہ خاص سین دکھانے کے لئے اس نے کئی لوگوں کا انتخاب کیا۔ غلام شاہ کو اس میں شامل کرنا مصیبت کو دعوت دینا تھا البتہ اکبر شاہ، ایاز، سانولی خاص طور سے سونیا اور اس کے علاوہ چند افراد کو اس نے مدعو کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ تمام تیاریاں مکمل کرنے کے بعد وہ ان کے پاس پہنچ گیا اور اس کی درخواست پر چند افراد اس کے ساتھ چل پڑے ان کے ساتھ شیرا بھی تھی۔ شیرا درحقیقت بہت چالاک اور شوخ قسم کی لڑکی تھی۔ بچپن ہی سے سونیا کے ساتھ پروان چڑھی تھی چنانچہ اس کی دوست تھی اور منہ پھٹ ہونے کی وجہ سے ہر وہ بات کہہ دیتی تھی جو اس کے ذہن میں آئے بہرحال کنور جیت ان لوگوں کو لے کر وہاں پہنچ گیا جہاں اس نے پروجیکٹر، کیمرہ کا بندوبست کیا تھا۔ فلموں کے پرنٹس پروجیکٹر پر چڑھائے گئے کنور جیت نے بڑی ہوشیاری سے ایسے مناظر فلمبند کئے تھے جن میں زندگی بڑی خوش رنگ دکھائی گئی تھی ہیروئن کے عیش و عشرت کے مناظر اس کی عزت و توقیر اور اس کی حکمرانی کے دلکش مناظر تھے اور اس کی یہ کوشش بڑی کامیاب رہی۔ خاص طور سے سونیا ان مناظر سے بہت متاثر ہوئی تھی۔

''اور سونیا جی، میں چاہتا ہوں کہ اب یہ سب کچھ آپ کریں بس ہماری یہ فلم ریلیز ہو جائے اس کے بعد آپ تماشا دیکھیں۔''

''بعد کا تماشا شاید ہم نہ دیکھ پائیں کنور صاحب۔ ہاں اس سرکس کی حد تک ہم ضرور آپ سے تعاون کریں گے۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''کیوں شاہ صاحب؟'' کنور نے پوچھا۔

''یہ سرکس صرف ہماری روزی کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ اس سے ہمارا ایک بہت بڑا مقصد بھی وابستہ ہے۔ اسے اس مقصد کی تکمیل تک نہ چھوڑ سکیں گے۔''

''وقت کے فیصلے وقت ہی کر سکتا ہے شاہ صاحب۔ ہم یا آپ نہیں۔ اگر ہمارا حال درست ہے تو ہم ماضی کے لئے پریشان ہو کر حال کیوں تباہ کریں بعد کی باتیں بعد میں دیکھی جائیں گی۔''

وہاں سے واپسی پر شیرا نے کہا۔ ''تمہیں یہ سب کچھ کیسا لگا سونیا۔''

''بہت خوبصورت، بہت دلکش۔''

''میرا کچھ اور خیال ہے۔''

''کیا؟''

''یہ شخص جس کا نام کنور جیت ہے حرفوں کا بنا ہوا ہے اور میں اسے تمہاری جانب مائل دیکھ رہی ہوں۔''

''تجھے اس کے سوا اور کچھ بھی نظر آتا ہے۔'' سونیا ہنس کر بولی۔

''تمہاری دوست ہوں اس لئے یہ سب کچھ کہہ رہی ہوں اگر کسی غیر کی باتوں میں بھی آتا ہے تو غیروں میں سب سے دلکش شارق ہے جواب نہ صرف تمہاری بلکہ شیفا کی بھی التفاتی کا شکار ہو گیا ہے۔ دوسرا کوئی اس قابل کہاں؟''

''کنور جیت بہت اچھا انسان ہے۔ میں اس کے بارے میں تجھے کوئی بری بات سوچنے کی اجازت نہیں دوں گی شیرا۔''

''اس کا مطلب ہے کہ تم اس سے متاثر ہو چکی ہو۔''

''صرف اس کام کی حد تک، میں یہ سب کچھ کر کے ایک دلچسپ تجربہ کرنا چاہتی ہوں نہ وہ اس سے آگے کچھ سوچتا ہے اور نہ میں۔''

''میرے خیال میں یہ بات صرف اتنی ہی نہیں ہے۔''

''اتنی ہی ہے۔ بس تو میرا دماغ نہ کھا۔'' سونیا نے کہا اور شیرا تشویش زدہ شکل بنا کر خاموش ہو گئی۔

❀❀❀

دوسری صبح انہیں قید خانے کا سفر کرایا گیا جسے ان لوگوں نے ناڑے کا قید خانہ کہا تھا چونکہ یہاں تک کا سفر ایک بند گھوڑا گاڑی میں کیا تھا اس لئے چنکو

''داروغہ جی، کچھ کہنا چاہتا ہوں سنو گے۔'' داروغہ جی نے چونک کر اسے دیکھا پھر بولے۔

''سناؤ، سناؤ کیا سنا رہے ہو؟''

''میرا بھائی مر رہا ہے۔ وہ مر جائے گا۔ اسے دوا کی ضرورت ہے یا تو اسے اسپتال لے جاؤ یا پھر مجھے چند دوائیں منگوادو۔''

''لو سن لو۔ ابے الو، ناڑے میں کوئی اسپتال رہ گیا ہے کیا۔ ایک اسپتال بنایا تھا اس جگت راج نے، دروازے کھڑکیاں تک بیچ کر کھا گئے ناڑے والے اس کی اب اس میں رات کو گدھے باندھے جاتے ہیں وہاں پہنچا دوں کیا تیرے بھائی کو؟'' داروغہ جی کا لہجہ تمسخرانہ تھا۔

''دوائیں تو منگوا سکتے ہو تم، دکانیں تو کھلی ہیں ناڑے کی۔''

''جو کھلی ہیں وہ بھی بند ہو جائیں گی پوت۔ ہاں ایک دوا مل سکتی ہے وہ کہے تو بھجوا دوں۔''

''کچھ کرو داروغہ جی، بھگوان کے لئے کچھ کرو۔''

''بھگوان ہمارے لئے کیا کر رہا ہے پوت۔ باہر جھاڑیوں میں دھتورے کے درخت اگے ہوئے ہیں۔ کہے تو دھتورا بھیج دوں شام کی دال روٹی کے ساتھ کھلا دے اسے ٹھیک ہو جائے گا۔''

''بھادوں گڑھی میں تو اسپتال ہے۔ اسے وہاں بھجوا دو۔'' اس شخص نے کہا۔

''ہم تو ایک ہی کام کر سکتے ہیں پوت۔ مر جائے تو خبر دینا ہمیں اسے شمشان گھاٹ تک پہنچانا ہماری ذمے داری ہے۔ ہاں بھائی ننھے منے تو سمجھ لیا تم نے ہم نے جو کچھ کہا۔ تمہارا بستر اور دال کے ساتھ سبزی ترکاری بھی آ جائے گی اور تو کچھ نہیں۔''

''نہیں ٹھاکر بس تمہارا شکریہ۔'' منکو نے کہا اور داروغہ جی ہاتھ سے اپنے ساتھ آنے والوں کو واپسی کا اشارہ کر کے چل پڑے۔ لمبے تڑنگے آدمی نے مڑ کر کہا۔

''میرا بھائی مر گیا داروغہ جی بھگوان کی سوگند جیتا نہیں چھوڑوں گا تمہیں سمجھ لینا اگر یہ مر گیا تو۔'' داروغہ جی رکے انہوں نے خونی نظروں سے اس لمبے تڑنگے آدمی کو دیکھا پھر بولے۔

''ہم سمجھ لیں گے پوت۔ صبح کو اچھی طرح سمجھ لیں گے۔'' داروغہ جی باہر نکل گئے۔ چنکو اور منکو سلاخوں والے دروازے پر کھڑے دور تک دیکھتے رہے تھے۔

''تم نے بھی سمجھ لیا ہوگا چنکو۔''

''ہاں منکو بہت دن سے سمجھ رہا ہوں مگر ان باتوں سے فائدہ۔''

''میں کچھ سوچ رہا ہوں چنکو۔''

''کیا؟''

''میرے خیال میں اب ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہئے یہاں رکنا خطرناک ہے بیاولی پار کر کے ہم شیگا کی تلاش میں نکل پڑیں گے وہ اسی طرف آ رہا ہے راستے میں کہیں نہ کہیں ہمیں مل جائے گا کیا تمہارے خیال میں یہ جیل خانہ ہمارا راستہ روک سکتا ہے؟''

''نہیں منکو، یہ قید خانہ ہمیں نہیں روک سکتا۔ شیگا نے پوری زندگی میں جو کچھ سکھایا ہے اتنا کچا نہیں ہے مگر ایک اور خیال میرے دل میں ہے اس ڈاکو بلبیر سنگھ کو شیگا کی آمد کے بارے میں معلوم ہو چکا ہے اور وہ شیگا سے اپنا بدلہ لینے کی تیاریاں کر رہا ہے اور وہ لوہے کو لوہے سے کاٹنا چاہتا ہے اگر ہم اس سے تعاون کریں تو ہمیں شیگا کے خلاف ہونے والی اس سازش کا پتہ چل سکتا ہے اور ہم شیگا کو اس کی خبر کر سکتے ہیں کیا شیگا سے اتنا دور رہ کر اگر ہم اس کے لئے یہ کارنامہ انجام دیں تو وہ خوش نہ ہوگا۔''

''پتہ نہیں تجھے کیا ہو گیا ہے جیسی تیری مرضی تو اگر یہاں سے بھاگنا نہیں چاہتا تو اب میں تجھ سے کچھ نہ کہوں گا۔'' چنکو نے کہا۔

''یہاں بہت قیدی بھرے ہوئے ہیں نیا نگر کے کافی حالات ہمارے علم میں آ چکے ہیں یہاں رہ کر اگر ہم اس کے لئے کچھ کر سکے تو کیا یہ ہمارا عظیم کارنامہ نہ ہوگا میں صرف ایک بات سوچتا رہتا ہوں منکو۔''

''کیا؟''

''ہم اس دنیا کے عام انسانوں سے بہت چھوٹے ہیں، سرکس میں ہم کچھ بھی کریں مسخرے بونے ہی سمجھیں جائیں گے۔ اگر ہم اونچے قد والے انسانوں سے کہیں اونچا کوئی کارنامہ سرانجام دے دیں تو کیا یہ ثابت کرنے میں کامیاب نہ ہو جائیں گے کہ ہم خود چھوٹے نہیں ہیں بس ہمارے قد چھوٹے ہیں۔''

منکو نے محبت بھری نظروں سے اپنے تین منٹ چھوٹے بھائی کو دیکھا اور پھر مسکرا کر بولا۔ ''تو واقعی کوئی کارنامہ انجام دیئے بغیر نہ رہ سکے گا۔ مجھے اگر زندگی پیاری ہے تو صرف تیرے ساتھ رہ کر مجھے اور کوئی خوشی عزیز ہے تو وہ جو تجھے ہو۔ جیسی تیری مرضی۔''

''اگر کوئی ایک ایسی بات ہو گئی منکو تو میری شرط پوری ہو جائے گی اور پھر سدھیا انکار نہ کر سکے گی۔'' ایک بار پھر وہ خاموش ہو گئے کچھ سپاہی ان کے لئے کمبل اور دری وغیرہ لا رہے تھے۔ کھانے پینے کی کچھ اشیاء تھوڑا سا دودھ بھی لائے تھے وہ جو انہیں سلاخوں سے انہیں دے دیا گیا دوسرے قیدی

حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ جب سپاہی چلے گئے تو چنکو نے اس سازو سامان کو دیکھنے لگا اس وقت سامنے کی کوٹھڑی سے اس لمبے قد والے قیدی نے ''شی شی'' کی آوازیں نکال کر انہیں مخاطب کیا، دونوں سلاخوں کے پاس پہنچ گئے تھے۔

''کیا میں انسانیت کے نام پر تم سے کچھ مانگ سکتا ہوں۔ میرے بھائی کی دونوں آنکھیں کاٹ لی گئی ہیں اس کے جسم پر زخم ہی زخم ہیں وہ شدید بخار سے تپ رہا ہے۔ تم اپنے بستر سے کوئی کپڑا اس کے لئے دے دو تو ہم تمہارا احسان مانیں گے صرف ایک ایسا کپڑا جس سے اس کے تپتے ہوئے جسم کو ڈھکا جاسکے۔'' لمبے تڑنگے آدمی کی آواز میں ایسا درد تھا کہ وہ لرز کر رہ گئے۔ یہ ہولناک قید خانہ نہ جانے نیا نگر کی کیسی کہانیوں کا مسکن تھا۔

قیدی انہیں سوالیہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا دونوں سنبھل گئے اور چنکو نے جلدی سے کہا۔ ''ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے اس میں تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو لے لو۔'' منکو بھی اس کے لئے تیار تھا اس نے جلدی سے ایک کمبل، دری اور بڑا کپڑا جو انہیں اوڑھنے کے لئے فراہم کیا گیا تھا، لمبا لمبا رول کیا اور پھر اسے سلاخوں سے باہر نکال کر آگے دھکیلنے لگا۔ دوسرے دروازوں کے قیدی بھی دروازوں کے پاس آ کھڑے ہوئے تھے۔ کمبل کا سر جیسے ہی دراز قامت آدمی کے دروازے کے پاس پہنچا اس نے سلاخوں سے ہاتھ ڈال کر اسے اندر کھینچ لیا اور پھر وہ کوٹھڑی کے بیمار قیدی پر مصروف ہو گئے۔

''کیا کہا تھا اس نے، اس کے بھائی کی دونوں آنکھیں نکال لی گئی ہیں۔'' منکو نے کہا۔

''ہاں یہی کہا تھا۔''

''یہ تو بہت ظلم ہے قیدیوں کے ساتھ یہ سلوک ہوتا ہے؟''

''نیا نگر میں نہ جانے کیا کیا ہوتا ہے اوہ منکو اگر انہیں دودھ کی ضرورت ہو تو دے دو ہمارے لئے یہ بیکار ہے۔'' منکو نے دروازے کے پاس جا کر اس قیدی کو پکارا اور پھر اپنی پیشکش دہرائی قیدی نے کہا۔

''تمہارا شکریہ لیکن کیا اسے زمین پر بہا کر ہمارے پاس پہنچاؤ گے۔'' منکو خجل ہو گیا تھا چنکو نے بھی یہ الفاظ سنے اور اس کی نظریں ان سلاخوں کے درمیان فاصلے کا جائزہ لینے لگیں پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے دودھ کے برتن کو دیکھ کر کہا۔

''یہ برتن سلاخوں سے نکل سکتا ہے نا۔''

''ہاں، ہاں میرے خیال سے نکل سکتا ہے۔''

''تو لاؤ، میں اسے وہاں پہنچادوں۔'' چنکو بولا اور اپنے بدن سے غیر ضروری چیزیں علیحدہ کرنے لگا پھر وہ زمین پر لیٹ گیا اس نے سب سے پہلے اپنا سر سلاخوں میں داخل کیا اور دوسرے لمحے وہ کسی چکنی مچھلی کی طرح پھسل کر سلاخوں سے باہر آ گیا۔ انہیں دیکھنے والے قیدیوں کے حلق سے آوازیں

نکل گئی تھیں منکو نے دودھ کا برتن باہر نکال کر اس کے حوالے کر دیا، ادھر وہ تمام قیدی بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئے تھے جو سامنے والی کوٹھڑی میں موجود تھے۔ دراز قامت شخص کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ چنکو نے برتن سامنے والے دروازے کی سلاخوں سے اندر داخل کر دیا پھر بولا۔

''کیا میں اندر آ کر تمہارے بھائی کو دیکھ سکتا ہوں۔'' دراز قامت آدمی کے منہ سے آواز نہ نکل سکی تھی چنکو اسی طرح اس کی کوٹھڑی میں بھی داخل ہو گیا تھا پھر اس نے اس نوجوان اور خوبصورت شخص کو دیکھا جس کی آنکھوں کے حلقے خالی تھے اور گہرے زخم نمایاں تھے جسم کے مختلف جگہوں کا لباس خون آلود تھا، اس کے ہونٹ خشک تھے اور چہرہ بخار کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا چنکو بے حد متاثر ہو گیا تھا۔

''اس کے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا۔''

''راون سنگھ نے......!'' دراز قامت شخص نے کہا اور پھر وہ دودھ کے قطرے بے ہوش شخص کا منہ کھول کر اس میں ٹپکانے لگا۔

''کیوں......؟'' چنکو نے سوال کیا اور ایک معمر شخص نے اچانک عقب سے دراز قامت شخص کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا وہ کڑی نگاہوں سے چنکو کو گھور رہا تھا پھر اس نے کہا۔

''اس سے پوچھو، اجے پال سنگھ یہ کون ہیں قیدی ہونے کے باوجود ان کے ساتھ یہ رعایتیں کیوں برتی گئی ہیں انہیں کمبل، دری اور دودھ کیوں دیا گیا ہے۔ کیا یہ ہمارے خلاف جاسوسی کرنے کے لئے یہاں نہیں بھیجے گئے۔''

دراز قامت شخص ساکت رہ گیا تھا پھر اس نے کہا۔ ''کیوں دوست تم بتانا پسند کرو گے۔''

''تم نے انسانیت کے نام پر ہم سے کچھ طلب کیا تھا میں انسانیت ہی کے حوالے سے یہاں تک آ گیا ہوں جہاں تک ہمارے بارے میں معلومات کا تعلق ہے تو ہم تمہاری ان آبادیوں کے باشندے نہیں ہیں ہمارا تعلق ایک سرکس سے ہے اور...... چنکو نے مختصر الفاظ میں انہیں اپنے بارے میں ضروری تفصیل بتا دی اور دفعتہً دراز قامت شخص بول اٹھا۔

''میں اس کی تصدیق کرتا ہوں بابا جسونت سنگھ۔''

''تصدیق؟'' معمر شخص نے پوچھا۔

''ہاں بابا جسونت سنگھ پانچ چھ سال کی بات ہے جب میں زیر تعلیم تھا اور اپنے آخری سال کی تیاریوں میں مصروف تھا کچھ دوستوں کے ساتھ میں ایک سرکس دیکھنے گیا تھا اور اس سرکس میں، میں نے ان دونوں کو بھی دیکھا تھا، تم جانتے ہو بابا جسونت کے میری یادداشت کیسی ہے میں ان لوگوں کو اس سرکس کا آئٹم بھی بتا سکتا ہوں کم از کم اس بات کی تصدیق میں کرتا ہوں کہ اس سرکس کا وجود ہے اور یہ دونوں اس میں شامل تھے۔'' معمر شخص نے گردن ہلائی اور

بولا۔ ''میرا نام جسونت سنگھ ہے اور میں ان دونوں بچوں کا چچا ہوں، اجے پال سنگھ تمہاری آبادیوں میں میڈیکل کی تعلیم حاصل کرتا رہا ہے اور وہاں سے ڈاکٹر بن کر واپس لوٹا تھا۔ یہ نوجوان جسے تم اس حالت میں دیکھ رہے ہو کرن سنگھ ہے، اجے پال سے ڈیڑھ سال بڑا اور راون سنگھ کے خلاف آواز اٹھانے والوں میں سب سے بڑا، بیٹے میری بات کا برا مت ماننا، ہم جن حالات سے گزر رہے ہیں ان میں انسانیت کا تصور فراموش کر دیا گیا ہے۔ ہم جانوروں سے بدتر زندگی گزار رہے ہیں تم نے ہم پر یہ احسان کیا ہے ہم اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور جو کہانی تم نے سنائی وہ بھی اسی بات کی غماز ہے کہ تم نادانستہ طور پر ہی سہی لیکن ہمارے مقصد میں شامل ہو گئے ہو ٹھاکر بلبیر سنگھ کو بھی اچھی طرح جانتا ہوں، وہ شیطان راون سنگھ کا دست راست ہے اور سچی بات یہ ہے کہ اس کی آمد کے بعد ہی راون سنگھ کے مظالم میں اضافہ ہوا ہے، مختصر الفاظ میں، میں تمہیں نیانگری کی کہانی سنائے دیتا ہوں۔''

ٹھاکر جگت سنگھ نے اپنے کاندھوں سے ذمہ داری کا بوجھ اتار دیا اور اپنی دانست میں فرشتے بن گئے کہ بھتیجوں کا حق نہ مارا انہوں نے لیکن وہ یہ بات بالکل بھول گئے تھے کہ ان کے دونوں بھتیجے شیطان سے بھی بدترین ہیں انسانیت کا گزران کے دل و دماغ سے ہوا ہی نہیں ہے اور وہ بالکل اس قابل نہیں تھے کہ انہیں کوئی باقاعدہ قوت سونپی جاتی، وہ ذہنی طور پر اوباش اور عیاش انسان تھے اور ہماری تقدیریں زبردستی ان سے منسلک کر دی گئیں، جگت سنگھ ذمہ دار آدمی تھے صرف اپنے آپ کو اپنے فرض سے سبکدوش کرنے کے لئے انہوں نے ہماری تقدیروں پر کالک پھیر دی ہم جگت سنگھ کو بھی نہیں مانتے اسے کیا حق تھا کہ وہ ہم سب کو اس طرح تباہ و برباد کر دیتا اگر وہ اپنا منصب سنبھالنے کے قابل نہیں تھا تو ضروری تو نہیں تھا کہ نیانگری کی دولت و جائیداد کے علاوہ آبادی بھی اس کی ملکیت ہو جیتے جاگتے انسانوں پر تو کسی کا حق نہیں ہوتا مگر اس نے یہی کیا اور ہمیں جلی ہوئی بھٹی میں جھونک دیا، ہم اس پورے خاندان کے خلاف بغاوت کر رہے ہیں اور ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اس زندگی سے موت ہمارے لئے بہتر ہے جو ہمیں راون سنگھ اور چپل سنگھ کی مملکت میں نصیب ہوئی ہے، ان وحشیوں نے اپنی نااہلی چھپانے کے لئے ہر وہ ہولناک اقدامات کئے ہیں جن سے انسانوں کے لئے زندہ رہنا وبال جان بن جائے، انہوں نے ہر صاحب حیثیت کی محنت سے کمائی ہوئی دولت چھین لی ہے سب کی جائیدادیں چھین لی ہیں اور اپنی عیاشیوں پر خرچ کر ڈالی ہیں، وحشیانہ طریقے سے انہوں نے ہر مخالف کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے یا جیلوں میں بند کر دیا ہے، کسی کی جان، مال اور آبرو محفوظ نہیں ہے اور جب یہ صورت حال یہاں کے رہنے والے کے لئے ناگزیر ہو گئی تو ہم لوگوں نے گروہ بنائے اور طے کیا کہ راون سنگھ اور چپل سنگھ کے خلاف بغاوت کی جائے، پہلے یہ علاقے ان کی دسترس سے آزاد کرا لئے جائیں اور اس کے بعد ٹھاکر جگت سنگھ سے مطالبہ کیا جائے کہ ہمارا حصہ ہمیں دیں کیونکہ جو کچھ انہوں نے اپنے بھتیجوں کو دیا تھا وہ اس سے کہیں زیادہ خرچ کر کے معیشت تباہ کر چکے ہیں۔ ہمارے ہاں کوئی کام نہیں ہو رہا سوائے لوٹ مار اور دہشت گردی کے راون سنگھ سے چمٹے ہوئے غنڈوں اور بدمعاشوں کو اپنا دست راست بنایا ہے اور ان کے گروہ

سپاہیوں کے نام پر ہر صاحب عزت کو بے عزت کر رہے ہیں۔ انہوں نے ہر شخص کی زمین، باغات اپنے قبضے میں لے لئے ہیں کام کرنے والا کوئی نہیں ہے ان چیزوں سے انہیں جو کچھ حاصل ہوا انہوں نے حاصل کر لیا اور اس کے بعد برسوں کی محنت سے لگائے گئے باغات کے درخت کٹوا کر بیچ دیئے، لکڑی تک نہ چھوڑی انہوں نے اسی طرح زمینوں پر اگنے والی فصلوں کے ساتھ کیا گیا اسی طرح تمام صنعتوں کے ساتھ کیا گیا...... ایک ایک کر کے تمام چیزیں فروخت کی جا رہی ہیں، انہیں دوسری آبادیوں کو بھیجا جاتا ہے اور ان کے بدلے تعیشات زندگی کی اشیاء حاصل کی جاتی ہیں۔ بڑے پیمانے پر بڑے لوگ لوٹ مار کر رہے ہیں اور ان کے بعد درجہ بہ درجہ دوسروں کو ان کا حصہ مل جاتا ہے پھر ایک دن ایسا آئے گا کہ نیا نگر کے ان دونوں علاقوں کے عوام کے پاس کھانے پینے کو بھی کچھ نہیں رہے گا اور یہ دور شروع ہو چکا ہے۔ کوئی اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتا چنانچہ ہم نے زندگی اور موت کا فیصلہ کیا اور کرن سنگھ نے بغاوت کی بنیاد ڈالی لیکن کم بخت انسانوں نے کرن سنگھ کو آگے نہ بڑھنے دیا اور چالاکی سے ہمارے اندر ایسے لوگوں کو داخل کر دیا جو ہمارے خبریں ان تک پہنچاتے رہے پھر ہمیں گرفتار کر لیا گیا، کرن سنگھ کو اذیتیں دے دے کر گروہ کے دوسرے لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی اور جب اس نے زبان نہ کھولی تو اس کی آنکھیں نکال دی گئیں اور اسے قید خانے میں بھیج دیا گیا ڈاکٹر جے پال سنگھ جو کرن سنگھ کا چھوٹا بھائی ہے وہ بھی کرن سنگھ کے ساتھ یہاں بھیج دیا گیا اور اب ہم ان قید خانوں میں موت کا انتظار کر رہے ہیں پتہ نہیں ہمیں زندہ رکھنے کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی ہے لیکن جو زندگی ہم یہاں گزار رہے ہیں وہ موت سے بدتر ہے، یہ ہے ہماری کہانی اور اس طرح ہم اپنی پامال زندگی کی سانسوں کو پورا کر رہے ہیں۔

چنکو سکتے کے عالم میں جسونت سنگھ کی زبانی یہ تمام تفصیلات سن رہا تھا اس کی سانسیں گھٹی گھٹی سی تھیں اس وقت بے ہوش کرن سنگھ کو شاید ہوش آنے لگا اور اس کے حلق سے دلخراش چیخیں بلند ہونے لگیں وہ سب چونک کر اس کی جانب متوجہ ہو گئے تھے اور پھر اچانک کوٹھڑیوں کے دوسرے سروں سے مدھم مدھم سی آوازیں ابھریں اور جسونت سنگھ چونک پڑا اس نے اِدھر اُدھر دیکھا یہ مدھم آوازیں ایک دوسری کوٹھڑی کی طرف منتقل ہو رہی تھیں اور وہاں سے آگے نشر ہو رہی تھیں جسونت سنگھ نے کسی قدر پریشان لہجے میں کہا۔

''کوئی آ رہا ہے شاید، سنتری آ رہے ہیں، کیا تم اتنی پھرتی سے واپس جا سکتے ہو کہ سنتریوں کی نگاہوں میں نہ آؤ۔'' منکو جو اپنی کوٹھڑی کی سلاخوں والے دروازے کے پاس کھڑے جسونت سنگھ کی آواز سن رہا تھا یہ الفاظ سن کر چونک پڑا اس نے جلدی سے سرگوشی کے انداز میں کہا۔ ''تم وہیں پوشیدہ ہو جاؤ چنکو میں تمہاری جگہ پر کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔'' منکو نے جلدی سے دری بچھا کر اس پر کمبل اس طرح ڈال دیا کہ ایک آدمی سوتا ہوا محسوس ہوا، وہ خود بھی اس کے برابر لیٹ گیا تھا۔ دوسری جانب چنکو ان لوگوں کے درمیان پوشیدہ ہو گیا تھا اور کرن سنگھ کی دلدوز آوازوں سے قید

خانے کا ماحول نہایت بھیانک ہو گیا تھا چھ سنتری تھے جو ان سلاخوں والے دروازے میں جھانکتے پھر رہے تھے چنکو منکو کی کوٹھڑی میں بھی جھانکا گیا سامنے بھی دیکھا گیا اور اس کے بعد وہ آگے بڑھ گئے نجانے کس کارروائی کے لئے آ رہے تھے۔ پھر ایک کوٹھڑی سے ایک قیدی کو نکالا گیا اور وہ لوگ اسے جانوروں کی طرح گھسیٹتے ہوئے لے جانے لگے غالباً اس سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے وہ۔ قیدی کی حالت سے عجیب سی بے بسی ٹپک رہی تھی اور ماحول بڑا غمناک ہو گیا تھا۔ سنتری اسے گھسیٹتے ہوئے بالآخر یہاں سے لے گئے اور اس کے بعد مدھم سیٹی کی آواز سنائی دی یہ کلیرنس سائرن تھا۔ چنکو گہری سانس لے کر سیدھا کھڑا ہو گیا اور منکو بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر دروازے کے پاس آ گیا پھر اس نے پوچھا، کیا اس قید خانے میں دوسرے قیدی بھی تمہارے ہی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں، بابا جسونت سنگھ۔'' جسونت سنگھ نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر بولا۔ ''ہاں اس قید خانے میں راون سنگھ کے قیدیوں کو یہیں رکھا گیا ہے کوئی آتا ہے تو ہم اس طرح سگنل دے دیتے ہیں۔'' منکو پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا کرن سنگھ کی دلدوز چیخیں اب مدھم پڑ گئی تھیں اور اس پر دوبارہ غشی طاری ہونے لگی تھی۔ ڈاکٹر اجے پال سنگھ نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا بابا جسونت سنگھ جی بڑے بھیا بڑے بھیا۔'' اس کی آواز آنسوؤں میں گندھی ہوئی تھی۔

''کیا ہوا...... کیا ہوا اجے پال کیا ہو گیا جواب دو۔'' یہ آواز برابر کی کوٹھڑی سے آئی تھی۔ جہاں ایک قوی ہیکل قیدی کھڑا ہوا تھا اس پر شدید جوش طاری تھا اور اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

''نہیں بوٹا سنگھ کچھ نہیں ہوا مگر حالت بگڑتی جا رہی ہے اگر دوائیں مل جائیں تو ابھی وقت باقی ہے کچھ کیا جا سکتا ہے ورنہ۔'' اجے پال نے کہا۔

''بھوانی کی سوگند گنگا میا کی سوگند اگر کرن سنگھ مر گیا تو ہم ایک پل بھی نہ جئیں گے ہم سب اس کے ساتھ مر جائیں گے...... سب مر جائیں گے...... مر جائیں گے...... ہم سب۔'' بوٹا سنگھ حلق پھاڑ کر چیخا اور دوسری کوٹھڑیوں سے زور زور سے آوازیں بلند ہونے لگیں اجے پال نے جلدی سے چنکو سے کہا۔

''تم فوراً واپس اپنی جگہ چلے جاؤ بھگوان کے لئے جلدی چلے جاؤ۔'' اور چنکو سلاخوں سے باہر نکل آیا بوٹا سنگھ ہولناک آواز میں چیخ رہا تھا۔

''گنگا میا کی جے، جے بھوانی، جے بھولے ناتھ، جے ماتا بھوانی اور ہر کوٹھڑی سے آوازیں آنے لگیں تمام قیدی ایک ہی انداز میں چیخ رہے تھے اور اس قید خانے میں ان ہولناک آوازوں سے بڑا ہی ہولناک ماحول پیدا ہو گیا تھا چنکو اور منکو سلاخوں دار دروازے پر آ کھڑے ہوئے پھر دوسرے سرے سے دوڑتے ہوئے قدموں کی بے شمار آوازیں ابھریں شاید سنتری دوڑ پڑے تھے ان کے آگے آگے چند ایسے لوگ بھی تھے جو سنتریوں کے لباس میں نہیں تھے۔ وہ رائفلیں سیدھی کئے کوٹھڑیوں کی جانب تانے آگے بڑھنے لگے اور پھر ان میں سے ایک شخص نے گرجدار آواز میں کہا۔

''کیوں موت آئی ہے تمہاری انہی کوٹھڑیوں میں تمہیں بھون کر رکھ دیا جائے گا خاموش ہو جاؤ...... کیا مصیبت پڑی ہے تم پر؟''

''راون سنگھ کے کتو، کرن کی حالت بہت خراب ہے اگر ہمارا دیوتا مر گیا تو تم یہ سمجھ لو کہ تم میں سے کوئی بھی جیتا نہیں رہے گا ہم ان سلاخوں کو توڑ دیں گے اور تم پر حملہ کر دیں گے۔ تم بے شک ہمیں ان گولیوں سے بھون دو گے لیکن ہم تم میں سے کچھ کو ضرور مار دیں گے۔ ہمارا دیوتا مر رہا ہے اس کے لئے دوا مہیا کرو۔ فوراً وہ دوائیں لا کر دو جو ڈاکٹر اجے پال نے تمہیں لکھ کر بھیجی ہیں۔ اگر تم نے ہمیں یہ دوائیں نہ دیں تو اب سے تھوڑی دیر کے اندر اندر ہم ہنگامہ برپا کر دیں گے مریں گے اور ماردیں گے سمجھ لو یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے۔'' بوٹا سنگھ خونخوار آواز میں کہہ رہا تھا۔

''بوٹا سنگھ دوائیں بازار میں نہیں مل سکیں ان کے لئے کوششیں کی جارہی ہیں۔ یہ تمہارا پرچہ موجود ہے ہم نے ہر جگہ تلاش کر لیں لیکن دوائیں نہیں مل سکیں۔''

''کہیں سے بھی یہ دوائیں فراہم کرو تم لوگوں نے بازاروں میں چھوڑا کیا ہے سارے کاروبار تباہ کر دیئے ہیں تم نے ہمیں ہر قیمت پر یہ دوائیں چاہئیں یہاں نہ ملیں تو ٹھاکر جگت سنگھ کے علاقے میں تلاش کرو......'' بوٹا سنگھ بولا۔

''تمہاری بات باہر پہنچا دی جاتی ہے شور مچانا بند کرو۔ یہ شور تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا ڈاکٹر اجے پال ان لوگوں کو سمجھاؤ وقت سے پہلے مرنے کی کوشش نہ کریں۔'' اس شخص نے کہا اور اجے پال خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھتا رہا دواؤں کا پرچہ وہ زمین پر پھینک چکے تھے اور وہ اڑ کر ایک کوٹھڑی کے دروازے کے پاس جا پڑا تھا۔ انہوں نے کوٹھڑی کے آخری سرے تک جا کر تمام قیدیوں کو دھمکیاں دیں اور اس کے بعد انہیں گھورتے ہوئے وہاں سے واپس پلٹ پڑے۔ قیدی ابھی بھی چیخ رہے تھے کوٹھڑیوں کے آخری سرے تک انہوں نے دو تین فائر کئے اور اس کے بعد باہر نکل گئے اجے پال کی آواز ابھری۔

''سنو خاموش ہو جاؤ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ تمہاری اس چیخ و پکار سے کرن سنگھ کو تکلیف ہو رہی ہے۔'' اجے پال کی اس آواز سے اچانک ہی خاموشی چھا گئی اور چند ہی لمحات کے بعد یوں محسوس ہونے لگا جیسے قید خانے میں ایک انسان بھی نہیں ہے اجے پال نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔

''ان تمام چیزوں سے کچھ نہیں حاصل ہوگا دوستو ہم جنگلی جانوروں کے نرغے میں ہیں۔ اس طرح حرام موت مرنے کی کوشش نہ کرو وقت اپنے فیصلے خود کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے وقت ہمارے حق میں ہی کوئی فیصلہ کر دے ہمیں انتظار کرنا چاہئے یہ کمینے ہمیں دوا کیا مہیا کریں گے اور یہ سچ بھی ہے کہ بازاروں میں دوائیں کہاں سے آئیں کیا چھوڑا ہے انہوں نے لوگوں کیلئے کچھ کرنے کو جن کے پاس جو کچھ بچا ہوا ہے وہ اسے چھپا چھپا کر رکھ رہے ہیں۔ کاروبار بند کر دیئے ہیں سب لوگوں نے کہاں سے آئیں گی دوائیں، بہت مشکل ہے، بہت مشکل ہے۔ اپنی زندگی دینے کی کوشش نہ کرو تم میں سے ہر شخص کی زندگی ہمارے اس مقصد کے لئے قیمتی ہے کرن بھیا کو بھگوان کی مرضی پر چھوڑ دو جیون دینے والا انسان نہیں بھگوان ہے۔''

جاری ہے......

''کرن کو کچھ ہوا تو پھر ہمارا جینا بے کار ہو گا پھر ہم اپنا یہ مقصد کیسے پورا کریں گے اجے بھیا؟''

''بھگوان پر بھروسہ رکھو دعا سب سے بڑی دوا ہوتی ہے۔'' اجے پال نے کہا اس کی اپنی آواز بھی بھرائی ہوئی تھی چنکو اور منکو خاموش نگاہوں سے اس تمام صورت حال کا جائزہ لے رہے تھے قید خانے میں اب مکمل خاموشی چھا چکی تھی چنکو نے ڈاکٹر اجے پال کو مخاطب کر کے کہا......

''اگر یہ دوائیں مل جائیں ڈاکٹر اجے پال تو کیا کرن سنگھ کی حالت بہتر ہو سکتی ہے......؟''

''ہاں یہ انتہائی ضروری ہیں اور افسوس یہ ہے کہ یہ دوائیں میری دسترس میں ہیں لیکن حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ ہم انہیں حاصل نہیں کر سکتے ان لوگوں کو ہم وہ پتہ نہیں دے سکتے جہاں سے ہمیں یہ دوائیں مل سکتی ہیں۔''

''اوہو......کہاں ہیں وہ......؟ چنکو نے پوچھا اور منکو چونک کر چنکو کو دیکھنے لگا۔

وہ روشن دان دیکھ رہے ہو وہ سامنے ہے۔'' چنکو نے ایک طرف اشارہ کیا کوٹھریوں کی قطار کے آخری سرے پر جہاں یہ کوٹھریاں ختم ہوتی تھیں ایک روشن دان نظر آ رہا تھا جو چھوٹا اور گول تھا منکو حیران نگاہوں سے چنکو کو دیکھنے لگا پھر بولا۔

''تمہاری نظر وہاں کیسے پہنچ گئی؟''

''بس جائزہ لے لیا تھا میں نے اس کا......''

''مگر یہ کام بے حد خطرناک ہو گا۔''

''خطرناک کام کرنے کے لئے ہم نے نیا نگر کا رخ کیا تھا منکو......''

''لیکن تم مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ گے۔''

''ہو جاؤ گے کیا مصیبتوں میں تو ہم گرفتار ہو چکے ہیں اور کچھ مصیبتیں بھی آ جائیں تو کیا فرق پڑتا ہے......؟''

''لیکن میں تمہیں تنہا کہیں نہیں جانے دوں گا......''

''منکو ہم یہاں قید خانے میں بے کار پڑے رہ کر بھی تو کچھ نہیں کر سکیں گے اس وقت تک کچھ نہ کچھ ہوتا رہے تو بہتر ہے......''

''تمہاری اس دیوانگی نے جن مصیبتوں کا آغاز کیا میں نہیں جانتا ان کا انجام کیا ہو گا۔'' منکو نے آہستہ سے کہا۔

''کیا فائدہ یہ بتانے سے؟''

''اگر میں ان کے حصول کی کوشش کروں تو۔'' منکو نے کہا اور اجے پال پریشان نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا پھر بولا۔

''میں سمجھا نہیں......؟''

''یہاں سے نکلنا میرے لئے مشکل نہیں ہوگا اگر تم مجھے وہ پتہ بتا دو تو ہو سکتا ہے میں وہ دوائیں لانے کی کوشش میں کامیاب ہو سکوں۔''

''تم......تم یہاں سے نکل سکتے ہو......؟''

''ہاں میں جائزہ لے چکا ہوں کہ میں کہاں سے باہر جا سکتا ہوں۔'' چنکو نے کہا اور منکو نے غصے سے اس کا شانہ جھنجھوڑ ڈالا۔

''کیا تم پاگل ہو گئے ہو چنکو اس قید خانے سے باہر کیسے نکلو گے؟''

''تمہاری مدد سے......'' چنکو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیسی مدد......؟''

چنکو کی بات سن کر راجے پال بولا۔ ''اگر تم یہ ہمت کر سکتے ہو تو یوں سمجھ لو کہ ایک قوم پر تمہارا احسان ہوگا کرن سنگھ کی زندگی ہمارے لئے نہایت ضروری ہے وہ زندہ رہا تو ہماری یہ مقصد بھی زندہ رہے گا ورنہ کون کہہ سکتا ہے کہ کب انسانوں کی ایک وسیع و عریض آبادی کو بدترین موت نصیب ہو جائے۔''

''مجھے وہ پتہ بتاؤ اور دوائیں مجھے لکھ کر دو۔'' چنکو نے کہا اور راجے پال سنگھ کاغذ کے اس پرزے کو دیکھنے لگا جو کوٹھڑی کے ایک دروازے کی جانب پڑا ہوا تھا۔ چنکو نے صورت حال کو سمجھ لیا اور ایک بار پھر وہ سلاخوں دار دروازے میں سر داخل کر کے باہر نکل آیا اور پرچہ اس نے اٹھا لیا اور راجے پال کی جانب بڑھ گیا۔ دوسری تمام کوٹھڑیوں کے قیدی ان ننھے بونوں کو دیکھ رہے تھے جن کے بارے میں یہ نہ کہا جا سکتا تھا کہ وہ ان کے نجات دہندہ ہوں گے یا ان کے لئے موت کے فرشتے۔''

''یہ دواؤں کا پرچہ ہے۔''

''ہاں اور دوا سے جس طرح پھینک گئے ہیں اس سے اندازہ ہو گیا ہے کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔''

''اب مجھے بتاؤ مجھے کہاں جانا ہے؟''

''دوست اگر تم یہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو جاؤ تو اس قید خانے کے مغربی حصے میں تمہیں کٹے ہوئے درخت کے ایک جنگل سے گزرنا ہوگا۔ کوئی دو میل کا فاصلہ طے کر کے تم بستی میں داخل ہو جاؤ گے یہ بستی ناڑہ کہلاتی ہے۔ ناڑہ میں کئی مندر ہیں مگر تمہیں سری رام مندر پہنچنا ہوگا۔ اس مندر کے پجاری دھابے رام جی ہیں انہیں میرا پیغام دے کر یہ دوائیں ان سے مانگ لینا وہ تمہیں مہیا کر دیں گے۔''

''اور اگر انہوں نے مجھ سے تعاون نہ کیا تو؟'' چنکو نے کہا۔

''تم ان سے مل کر کہو گے کہ سویرا جاگ رہا ہے۔''

''یہ تمہارا کوڈ ورڈ ہے؟''

''ہاں......!'' اجے پال سنگھ نے کہا اور چنکو نے پرچہ اپنے لباس میں پوشیدہ کر لیا۔ معمر شخص جسونت سنگھ بے بس نگاہوں سے ڈاکٹر اجے پال کو دیکھ رہا تھا۔ چنکو منکو کے پاس آ گیا اور اس نے کہا۔

''اس روشندان تک پہنچنے کے لئے مجھے تمہاری مدد درکار ہوگی۔''

''میں جانتا ہوں مگر تمہیں کوئی حادثہ پیش آ گیا تو مجھے کیا کرنا ہوگا بتاتے جاؤ۔''

''سدھیا سے ملاقات ہو جائے تو اس سے کہہ دینا کہ چنکو اس سے سچی محبت کرتا تھا اور اس کے حصول کے لئے کوئی کارنامہ انجام دینے کی خواہش نے اسے موت کی منزل تک پہنچا دیا۔'' چنکو نے جواب دیا۔

''واپس آنا چنکو میں تمہارا انتظار کروں گا۔''

''میں ضرور واپس آؤں گا!'' چنکو نے کہا منکو بھی اسی طرح سلاخوں سے باہر نکل آیا تھا۔ یہ روشندان گیراج کے اس روشندان سے کہیں زیادہ اونچا تھا جہاں سے گزر کر وہ جونسن اور پیٹر کے چکر میں پھنسے تھے۔ کوٹھڑیوں میں قید قیدیوں نے اس قید خانے میں دو بلیوں کو کودتے ہوئے دیکھا۔ منکو روشندان سے کوئی آٹھ فٹ کے فاصلے پر دونوں ہاتھ پھیلا کر کھڑا ہو گیا۔ چنکو دور سے دوڑتا ہوا آیا اور منکو کی ہتھیلیوں پر چڑھ گیا چنکو نے پوری قوت سے اسے اچھالا اور منکو نے روشندان تک پہنچنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا مگر وہ نیچے آیا تو منکو کی ہتھیلیاں حاضر تھیں جن پر پاؤں ٹکا کر وہ زمین پر آ گیا لیکن پھر وہ دوڑتا ہوا دور نکل گیا اور دوسری تیسری اور پھر چوتھی بار بھی وہی کوشش کی۔ قیدی دیکھ رہے تھے کہ دونوں کے جسموں میں بلا کی پھرتی ہے اور کوئی اپنے فن میں کم نہیں ہے۔ چار دفعہ کی اس کوشش میں چنکو کو بخوبی اندازہ ہو گیا کہ روشندان تک پہنچنے کے لئے کتنی اونچی چھلانگ درکار ہے اور پانچویں کوشش میں وہ روشندان کے دوسری طرف نکل گیا تھا۔

سب کے سانس رکے ہوئے تھے چنکو کے باہر نکل جانے کے بعد یہ سانس واپس آئے اور منکو گردن لٹکائے اپنی کوٹھڑی کی طرف بڑھ گیا۔

''تمہیں اب بھی ان پر شبہ ہے بابا جسونت سنگھ......؟'' اجے پال نے معمر شخص سے کہا۔

''نہیں...... میرا شبہ دور ہو چکا ہے راون سنگھ ایسے فنکار حاصل نہیں کر سکتا۔'' جسونت سنگھ نے آہستہ سے کہا۔

❁ ❁ ❁

منشی فقیردین اسکرپٹ سامنے رکھے ہوئے سرپکڑے اکڑوں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے کئی کاغذات مڑے تڑے پڑے ہوئے تھے۔ اس کہانی کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ انہوں نے معاشرے کے ناسوروں کی نشاندہی کی تھی اس کہانی میں اسمگلروں کی زندگی پر یہ ایک عبرت ناک کہانی تھی۔ پھر اس کی ردوبدل شروع ہوگئی، فلم کمپنی کے ہر صاحب اختیار شخص نے اس میں اپنی پسند کے مناظر ڈلوائے، ہیرو نے کہانی میں خود کو نمایاں کیا تو ہیروئن اپنا حق کیسے چھوڑ سکتی تھی جہاں جسے موقع ملا اس نے فائدہ اٹھایا حالانکہ بھلا صاحب اس سلسلے میں سخت انسان تھے۔ لیکن انہیں بھی ٹیم کے ساتھ ہی کام کرنا تھا۔ لچک رکھنا ضروری ہوتا ہے ابھی تک تھوڑی بہت کہانی بچی ہوئی تھی اور ہر ایک کی پسند کے مناظر کے باوجود اس میں اسمگلروں کا قصہ موجود تھا۔ چنانچہ بھلا صاحب کام چلا رہے تھے ہر چند کہ منشی فقیردین ایسے حالات کے عادی تھے اور انہیں پروڈیوسر سے لے کر فائٹنگ انسٹرکٹر اور لائٹ مین تک کی پسند کے سین بنانے کی مشق تھی مگر کبھی کبھی ایسے مشکل مرحلے بھی آجاتے تھے کہ انہیں سر پکڑنا پڑ جاتا تھا۔ مسئلہ سرکس کے کچھ سین کہانی میں شامل کرنے کا تھا یہ مشکل نہ تھا مگر کنور جیت کو سرکس کی لڑکی پسند آگئی تھی اور اب اس سے رومانس ضروری تھا۔ ہزار روپے کے نوٹ تقاضا کر رہے تھے کہ مناظر کنور جیت کی پسند کے ہوں لیکن کہانی میں جھول آ رہا تھا کیونکہ ایک باوفا ہیرو ہیروئن کو بھول کر ایک اجنبی لڑکی پر کیسے لٹو ہو سکتا ہے۔

قدموں کی چاپ کے ساتھ خوشبو کے جھونکے نے بتا دیا کہ راجکماری جی آئی ہیں۔ منشی فقیردین نے چونک کر انہیں دیکھا۔ ''ہیلو منشی جی۔ کیا ہو رہا ہے؟''

''ترمیم......'' منشی جی نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

''تب تو صحیح وقت پر آئی۔'' راجکماری بے تکلفی سے منشی جی کے سامنے بیٹھ گئی۔

''سمجھا نہیں......''

''کہانی میں کچھ نمایاں تبدیلیاں کرنی ہیں منشی جی!''

''سس، سرکس سے متعلق......؟'' منشی جی تھوک نگل کر بولے۔

''بالکل بالکل بھلا صاحب اس کی اجازت تو دے ہی چکے ہیں لیکن میں چاہتی ہوں کہ سرکس کے مناظر سرسری نہ ہوں بلکہ اس میں کہانی بھی ڈالنی ہے۔''

''وہی ڈال رہا ہوں۔'' منشی جی رندھے ہوئے لہجے میں بولے۔

''اوہو، کیا کیا ہے آپ نے......''

''سین نمبر ۱۲۔ زخمی ہیرو بری حالت میں سرکس میں آتا ہے اور سرکس کی ایک لڑکی اس کے زخموں کا علاج کرتے ہوئے اس کی محبت میں گرفتار ہو جاتی ہے۔ ہیرو اپنا غم بھلانے کے لئے اس سے تعاون کرتا ہے اور لڑکی سمجھتی ہے کہ وہ بھی اس سے محبت کرنے لگا ہے۔ بس پھر کچھ عرصہ ان کا

رومانس چلتا ہے۔''

''یہ لڑکی کہاں سے آ گئی اس میں؟''

''وہ موجود ہے۔ آپ نے دیکھا نہیں رش پرنٹ دیکھ رہی تھی۔''

''کنورجیت نے یہ سفارش کی ہے؟'' راجکماری غصیلے لہجے میں بولی۔

''منظوری بھی مل گئی ہے بھلا صاحب سے......''

''مجھ سے مشورہ بھی نہیں کیا گیا......''

''کیا عرض کرسکتا ہوں۔'' منشی جی نے کہا۔ راجکماری چند لمحات تک دانت پیستی رہی پھر اس نے کہا۔

''منشی جی اس میں ایک سین اور ڈالنا ہے۔''

''جی......؟'' منشی جی رو دینے والے انداز میں بولے۔

''ہاں سرکس کے ایک نوجوان کا سین جو ہیروئن سے محبت کرتا ہے۔''

''مم مگر۔ کماری جی ہیروئن یہاں کہاں سے آ گئی۔''

''کہیں سے بھی آئے اسے آنا ہے۔ آپ نہیں جانتے منشی جی میں ایک ایسا ٹیلنٹ متعارف کرا رہی ہوں جو فلمی دنیا میں ہنگامہ کر دے گا اور آپ کو ایسا ہی کرنا ہے جیسا میں کہہ رہی ہوں اور آپ یاد رکھیں آپ کو کہانیاں لکھنی ہیں میری پسند میری خواہش کے مطابق۔ سی پی کھوپڑا صاحب نے مجھ سے بات کی ہے ایک کہانی کے بارے میں۔''

''وہ تو ٹھیک ہے کماری جی مگر۔ وہ کنورجیت نے تو ایک ہزار روپے بھی میری جیب میں زبردستی ٹھونس دیئے ہیں۔''

''تو یہ دو ہزار روپے آپ میری طرف سے بھی رکھئے مگر سین ضرور ہوگا۔'' راجکماری نے اپنا پرس کھول کر دو ہزار روپے کے نوٹ نکالے اور زبردستی منشی جی کی جیب میں ٹھونس دیئے۔

''سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہیروئن یہاں کیسے پہنچے وہ تو اسمگلروں کی قید میں ہے۔''

''ایک نیک انسان اسے آزاد کرا دیتا ہے اور وہ بھاگ کر سرکس میں آ جاتی ہے اور وہاں یہ نوجوان اسے پناہ دیتا ہے۔''

''اسمگلروں کے درمیان وہ نیک انسان کہاں سے آ گیا۔''

''اوہ منشی جی آپ اس میں دکھائیں کہ نیکیاں کسی کی میراث نہیں ہوتیں بروں میں بھی اچھے لوگ ہوتے ہیں۔''

''جی جی یقیناً۔'' منشی جی بولے۔ تین ہزار روپے کی اضافی رقم بہت سی مشکلات کا حل تھی۔

''بس آپ یہ دکھائیں گے اس سین میں کہ وہ نیک انسان ہیروئن کو آزاد کرا دیتا ہے اور ہیروئن بھاگ کر سرکس میں پہنچ جاتی ہے جہاں ایک نوجوان اسے پناہ دیتا ہے، نوجوان بہترین صلاحیتوں کا مالک ہے ادھر اسمگلروں کے ساتھی ہیروئن کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔''

''جی راجکماری جی، وہ تو ہیرو کی تلاش میں بھی ہیں۔'' منشی جی بولے۔

''اوفوہ، تو کیا وہ دو چار ہی ہوں گے، جو ہیرو کی تلاش میں ہیں وہ ہیرو کی تلاش میں لگے رہیں گے اور جو ہیروئن کی تلاش میں ہیں وہ اس کے لئے سرگرداں رہیں گے، نوجوان اپنی فنکارانہ صلاحیتوں سے اسمگلروں سے ہیروئن کی زندگی بچاتا ہے اور ہیروئن اس سے متاثر ہو جاتی ہے۔''

''اور کہانی کا بیڑا غرق ہو جاتا ہے۔'' منشی جی روہانسی آواز میں بولے۔

''بالکل نہیں ہوتا، آپ نے تو عقل سے کام لینا ہی چھوڑ دیا ہے، مسئلہ کیا پیدا ہو جاتا ہے آخر......؟''

''جی مسئلہ صرف اتنا ہے کہ ہیروئن ہیرو سے سچی محبت کرتی ہے اور ہیرو ہیروئن کے لئے جان دینے پر آمادہ ہے، یہ بیچ میں ایک لڑکی اور لڑکا ٹپک پڑے ہیں۔ انہیں آخر کہاں کھپایا جائے۔'' منشی جی بولے۔

''ہیرو کے بارے میں، میں کچھ نہیں جانتی، جہاں تک ہیروئن کا مسئلہ ہے وہ نوجوان کی فنکارانہ صلاحیتوں سے اس قدر متاثر ہوتی ہے کہ باقاعدہ اس کی جانب راغب ہو جاتی ہے اور اس کے بعد باقاعدہ ان دونوں میں رومانس شروع ہو جاتا ہے۔''

''پکا رومانس؟'' منشی جی نے کہا۔

''جی بالکل پکا۔ جو مناظر آپ نے اس میں ڈالنے ہیں ان میں ہیرو اور ہیروئن کو ضرورت سے زیادہ قریب دکھانا ہے بلکہ اسمگلروں کی قید میں ہیروئن کا لباس بھی پھٹ جاتا ہے، آپ سمجھ رہے ہیں نا صورت حال؟''

''جی جی سمجھ رہا ہوں......''

''وہ مختلف جگہوں پر چھپتے پھرتے ہیں اور کئی راتیں ساتھ گزارتے ہیں۔''

''سرکس سے دور رہ کر؟''

''اوفوہ، سرکس سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے، سمجھے آپ۔'' راجکماری جی نے کہا۔

''جی سمجھ رہا ہوں، مگر پھر آپ ہی بتایئے کہ اس کچی محبت کا کیا ہوگا؟''

''یہ مناظر جو میرے پسند کے مطابق آنے چاہئیں، سرکس کا نوجوان ہیروئن کو ٹوٹ کر چاہتا ہے۔''

''کتنی بار ٹوٹتا ہے وہ؟'' منشی جی نے پوچھا۔

''مسخرہ پن نہ کریں، میرا مطلب ہے کہ وہ ہیروئن کو بہت زیادہ چاہتا ہے۔ جب وہ سو رہی ہوتی ہے تو وہ اس کے بالکل قریب آ جاتا ہے اور اس کے بعد پبلک ٹیسٹ کے کچھ سین آنے چاہئیں سمجھ رہے ہیں نا آپ؟''

''جی سمجھ رہا ہوں۔'' منشی جی نے جیب میں ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''یہ مناظر جس قدر طویل ہو سکیں آپ کر لیجئے بعد میں ہم یوں کر لیں گے کہ زخمی ہیرو ہیروئن کے سامنے آ جاتا ہے اور ہیرو کی محبت اس کے دل میں جاگ اٹھتی ہے۔ وہ نوجوان کو بتا دیتی ہے کہ وہ کسی اور کی ہو چکی ہے۔ اب اس کی نہیں ہو سکتی، چنانچہ یہاں بات ختم ہو جاتی ہے، کہانی میں کیا گڑبڑ ہو جائے گی۔''

''اس طرح تو کوئی گڑبڑ نہیں ہوتی۔'' منشی جی نے مطمئن ہو کر کہا۔

''آپ کہانی لکھتے وقت مجھ سے مشورہ ضرور کر لیا کریں منشی جی، ایسے ایسے گر بتاؤں گی آپ کو کہ آپ بھی یاد رکھیں گے......''

''جی یقیناً میں بھلا کیسے بھول سکتا ہوں مگر بھلا صاحب کی منظور کا کیا ہوگا؟''

''وہ میں لے چکی ہوں۔'' راجکماری نے کہا اور پھر وہ مطمئن ہو کر باہر نکل گئی۔ منشی جی اسکرپٹ سمیٹ کر اس کے پیچھے ہی باہر نکل آئے تھے۔ بھلا صاحب کو تلاش کرنے میں زیادہ وقت نہ ہوئی۔

''کہیے منشی جی، کیا ہو رہا ہے؟''

''تبدیلیاں۔''

''کیسی؟''

''سرکس، ایک لڑکی، ایک لڑکا، لمبے رومانس کے سین۔''

''کر دیجئے منشی کر دیجئے۔ اس سے بہت سی تبدیلیاں رونما ہوں گی۔'' بھلا صاحب نے کہا۔

''سمجھا نہیں۔''

''اگر یہ تبدیلیاں نہ کیں گئیں تو راجکماری جی کو فلو ہو جائے گا اور وہ ایک سین بھی نہ دے سکیں گے۔ لڑکی نہ ڈالی گئی تو اس میں تو کنور جیت کی ریڑھ کی ہڈی میں درد ہو جائے گا اور یہاں سے واپسی کے سوا چارہ کار نہ رہے گا۔ جس لڑکے اور لڑکی کو شامل کیا جارہا ہے وہ بے حد خوبصورت ہیں اگر وہ ہماری ڈیمانڈ پر پورے اترتے ہیں تو یوں سمجھ لیجئے ہماری آئندہ فلموں میں وہی ہیرو ہیروئن ہوں گے اور ان دونوں کو میں کوئی سائیڈ رول بھی نہ دوں گا سمجھے آپ؟''

''جی سمجھ گیا۔'' منشی جی نے گردن ہلا دی۔

دوسرے دن شیتا نے منشتوں کی اجازت دے دی۔ بھلا صاحب کا پورا یونٹ منڈوے میں موجود تھا۔ غلام شاہ وہیں میز پر بھلا صاحب کے ساتھ تھا اور سرکس کے فنکار ناقابل یقین مناظر پیش کر رہے تھے۔ ایاز اور سانولی سیدھے چلتے تاروں پر دوڑتے پھر رہے تھے۔ گلیاں اچھل رہی تھیں۔ پھر ہاتھی، شیر اور بندر بھی رنگ میں آگئے اور سونیا نے اپنا تیار کیا ہوا ایک آئٹم پیش کیا۔ چند مسخرے یہ آئٹم دے رہے تھے۔ وہ شیر کے سامنے آ کر گرے اور ہاتھیوں نے انہیں اپنی سونڈ میں اٹھا لیا۔ بندر اچھل کود کرنے لگے اور شیتا اداس ہو گیا۔

''ارے اکبرا۔ کا چنک منک سسر ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گئے۔''

''کیا کہا جا سکتا ہے شیتا۔ میں جانتا ہوں کہ اس وقت وہ تمہیں ضرور یاد آئیں گے۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''کلیجہ کاٹ دئی رہے ان کی یاد۔ ای پتہ چل جاتا کہ اوئی سسر اپنی مرجی سے کہیں گئے رہیں یا۔''

''ہاں شیتا، ان کے لئے ہم سب اداس ہیں۔'' اکبر شاہ نے اداسی سے کہا۔ شیر، ہاتھی اور بندر واپس گئے ہی تھے کہ اچانک کئی گھوڑے دوڑتے ہوئے رنگ پر آ گئے۔ آخری گھوڑے کی پیٹھ پر شارق کھڑا ہوا تھا۔ وہ تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے گھوڑے پر جا رہا تھا کبھی کسی کی پیٹھ پر نظر آتا تو کبھی اس طرح پھسل جاتا جیسے نیچے گر رہا ہو کبھی ہوتا یوں کہ اس کی ٹانگیں گھوڑے کی کمر سے لپٹی ہوتیں اور وہ گھوڑے کی ٹانگوں کے درمیان لٹکا ہوتا۔ گھوڑے بھی بری طرح گھبرائے ہوئے تھے۔ اپنی تربیت کے مطابق وہ رنگ میں ہی دوڑ رہے تھے لیکن گھبرائے ہوئے کیونکہ یہ آئٹم ان کے لئے اجنبی تھا وہ بھنک بھی رہے تھے رک کر دولتیاں بھی چلا رہے تھے مگر شارق ایک بار بھی کسی کی زد میں نہیں آیا تھا۔ وہ چھلاوے کی طرح بگڑے ہوئے گھوڑے کو چھوڑ کر دوسرے گھوڑے پر پہنچ جاتا۔ یہ گھوڑے مکمل طور پر اکبر شاہ کی تحویل میں تھے اور وہ ان کے سلسلے میں بہت جذباتی تھا۔ گھوڑوں کے سارے آئٹم یا تو وہ خود پیش کرتا یا اس کی اجازت سے کوئی دوسرا۔ لیکن جو کچھ وہ دیکھ رہا تھا وہ اس کا خواب میں بھی تصور نہیں کر سکتا تھا اور اس وقت حقیقی معنوں میں وہ بری طرح سلگ رہا تھا۔

''شیخا۔'' اس نے سرد لہجے میں کہا۔

''ہوں۔'' شیخا چونک پڑا۔

''تم نے ہم سے کیا کیا چھین لیا ہے کم از کم ہمیں بتا تو دیا جاتا۔''

''ارے بٹوا۔ ارے دیکھو اس سسر کو۔ ارے بھائی، ای تو ہمکا جن نجر آوے ہے!'' اکبر شاہ وہاں سے آگے بڑھا تو غلام شاہ نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔'' ہم نے اوکا اجازت نا دئی ہے اکبرا۔ پوچھی ہے ہم اوسے کہ او گھوڑے کاہے کھول رہے۔''

''تمہیں اس کا فیصلہ کرنا ہوگا شیخا۔ آج ہی۔'' اکبر شاہ غرایا۔

''کرلئی ہے بٹوا، کرلئی ہے ای سسر جھگڑا ای کھتم کرلئی ہے۔ ارے بھائی برا وکھت آ پڑی ہے ہم پر اے۔ اوئی سسر سارک۔''

''آپ کے سرکس میں تو یہ فنکار انوکھا ہے شاہ صاحب سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کون بڑا فنکار ہے۔ گھوڑے کی پشت پر یہ برق رفتاری تو قصے کہانیوں میں بھی نہیں سنی تھی۔ غلام شاہ میں اس نوجوان فنکار کو بھی اپنی فلم میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔ تمہارے پاس تو بڑے بڑے نایاب ہیرے ہیں۔'' بھلا صاحب نے کہا۔

''ارے بھائی بھلے تے ایک کام کر میرا۔ ای ہیرا تے ہماری طرح طرپھ سے لے لے۔ تیری بڑی مہربانی ہوگی بھائی۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''میں سمجھا نہیں شاہ صاحب۔'' بھلا صاحب نے کہا۔

''تو ہار پاس ایک آدمی کی جگہ تو ہوگی رے۔''

''کس سلسلے میں شاہ صاحب؟''

''ارے کوئی سلسلہ ہو بھائی۔ اے گھوڑ سوار تو کا پسند ہے؟''

''بے حد!''

''تو تو اسے اپنے ساتھ رکھ لے پوت، ہمیسہ ہمیسہ کے لئے رکھ کے ہم تیرا سکریہ کریں گے۔''

''وہ تیار ہو جائے گا؟''

''ارے کیسے نا تیار ہوگا۔ تے تیار ہے کہ نا؟''

''خوشی سے تیار ہوں شاہ صاحب، آئیڈیل ہے وہ۔ کاش وہ تیار ہو جائے۔''

''اوکا تیار کر کے ہم توہار پاس بھیج دئی ہے۔بس تے کام کریو میرا۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''کیا؟''

''اسے واپس نالوٹائیو۔ تیری بڑی مہربانی ہوگی۔''

''شاہ صاحب آپ واپس لوٹانے کی بات کر رہے ہیں میں اس پر لاکھوں خرچ کرنے کے لئے تیار ہوں۔''

''بات پکی رہے نا؟''

''بالکل پکی۔'' بھلا صاحب نے کہا اور غلام شاہ گہری گہری سانسیں لینے لگا پھر اس نے کہا۔

''ایک بات تو کا بتائی دے رہیں۔ او ہے کروڑا کا آدمی۔ تے نے اپنی جندگی میں ایسا آدمی نہ دیکھا ہوگا۔''

''مجھے اندازہ ہے شاہ صاحب۔''

''ہم او سسر کھوسی سے او کا تجھے نا دے ہیں کا کریں۔ بچوں کا دور ہے او کی اے ہی مرجی رہے۔'' شیخا نے اداس لہجے میں کہا مگر بھلا صاحب سونیا کی طرف متوجہ ہو گئے جو جھولے پر پہنچ گئی تھی۔ اس کا ساتھی ایاز دے رہا تھا اور سونیا نے جھولے پر کرتب دکھانے شروع کر دیئے۔ کنور جیت کی آنکھیں مسرت سے چمک رہی تھیں۔

اسی دوپہر غلام شاہ نے شارق کو اپنے پاس بلایا۔ ''تو سے ایک بات کہنی ہے۔''

''کہو شیخا۔'' شارق نے کہا۔

''بہوت مہمان رو لئی تے ہمار۔ اب گنجائش نہ رہی بٹوا۔ اب تے بھلا جی کے پاس چلا جا۔ ہم نے ان سے بات کر لی ہے تو کا روٹی پانی کی تکلیف نہ رہے گی بھلا جی تیار ہیں۔''

''میں ان کے پاس جا کر کیا کروں گا شیخا؟''

''ارے کوئی کام دھندا کر بھائی جوان آدمی ہے۔ مفت کی روٹیاں توڑے تو کا سرم نہ آوے ہے۔ جبردستی مہمان بنا ہوا ہے کوئی عجت ہے تیری یہاں ارے کب تک مفت کھوری کرتا رہے گا بھائی۔ کتوں کی طرح روٹیاں کھانا کوئی اچھی بات ہے؟''

''مگر شیخا۔''

''اکھری بات کہدی ہے تو سے بٹوا۔ اب سرکس میں نجر نہ آئیو دھکے مار کے نکال دئی ہے تو کا یاں۔'' غلام شاہ نے کہا اور شارق خاموش ہو گیا غلام

شاہ نے اس کا دیا ہوا ہیرا اسے واپس دیتے ہوئے کہا۔

''اے تیری امانت۔''

''شیخا۔ اسے ان روٹیوں کی قیمت سمجھ لو جو میں نے یہاں کھائی ہیں۔'' شارق نے کہا اور خاموشی سے باہر نکل گیا۔

شارق زمان مسکراتا ہوا شیخا کے خیمے سے نکل گیا تھا۔ یہاں سے کچھ دور آ کر وہ ایک جگہ کھڑا ہو گیا۔ بندروں کا کٹہرہ قریب ہی تھا۔ کچھ بندروں نے اسے مخاطب کیا تو وہ ان کی طرف متوجہ ہو گیا اور پھر وہ بندروں کی حرکات سے لطف اندوز ہونے لگا۔ اسی وقت فلم یونٹ کا ایک آدمی اس کے پاس آ گیا۔

''شارق صاحب، بھلا صاحب نے آپ کو بلایا ہے۔''

''بھلا صاحب نے؟'' شارق نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

''جی...... وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔'' شارق گردن ہلا کر اس کے ساتھ چل پڑا۔ بھلا صاحب کے خیمے میں راج کماری اور منشی فقیر دین بھی موجود تھے۔ راج کماری نے نشیلی آنکھوں سے شارق کو دیکھا وہ بہت خوش نظر آ رہی تھی۔ بھلا صاحب نے شارق کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا۔

''آیئے شارق صاحب۔ یہ بتایئے شیخا نے آپ کو کچھ بتایا ہے؟''

''کیا؟'' شارق نے پوچھا۔

''بیٹھئے آپ۔ انہوں نے غیر متوقع طور پر مجھے ایک خوشخبری سنائی ہے۔''

''یہ کہ انہوں نے مجھے آپ کی تحویل میں دے دیا ہے؟''

''یہ الفاظ احمقانہ ہیں۔ کون کسی کو کسی کی تحویل میں دے سکتا ہے کچھ سوالات کروں آپ سے؟''

''ضرور!''

''غلام شاہ سے آپ کا کیا رشتہ ہے۔ ویسے آپ کا تعلق بھی اسی قبیلے سے ہے؟''

''غلام شاہ سے میرا ضد کا رشتہ ہے اور میرا تعلق کسی طور ان کے قبیلے سے نہیں ہے۔''

''میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا بھلا صاحب سے!'' راجکماری نے کہا۔

''آپ نے کیا کہہ دیا تھا......؟''

''دراصل شارق۔ وہ سب ایک مخصوص طرز فطرت رکھتے ہیں اور آپ ان سے بالکل مختلف نظر آتے ہیں۔ میں نے بھلا جی سے کہا تھا کہ شارق اس

قبیلے کے نہیں ہیں؟''

''یہ ضد کا رشتہ کیا ہوا؟'' بھلا صاحب نے پوچھا۔

''بس میں شیتا کے سرکس میں شامل ہونا چاہتا تھا لیکن شیتا کا کہنا تھا کہ غیر قبیلے کے لوگ ان کے ساتھ شامل نہیں ہو سکتے۔ میں نے کہا کہ میں شیتا کو اس کے لئے مجبور کردوں گا یہی کشمکش چل رہی ہے ہمارے درمیان۔''

''آپ اس میں کامیاب نہیں ہوئے۔''

''ہوسکتا تھا مگر جلد بازی نہیں کی میں نے......!''

''یہ ہمارے ہی نہیں آپ کے حق میں بھی بہتر ہے مسٹر شارق۔'' بھلا صاحب نے کہا۔

''میں سمجھا نہیں!''

''گھوڑوں پر آپ نے جو فن پیش کیا اس نے میرے ذہن میں ایک نیا راستہ کھولا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی شکل وصورت آپ کی وجاہت یہ تمام باتیں بتاتی ہیں کہ آپ نے اپنے لئے صحیح راستہ منتخب نہیں کیا تھا مسٹر شارق۔ ہاں ایک بات اور بتائیں آپ سرکس سے متعلق نہیں ہیں پھر یہ فنون آپ نے کہاں سے سیکھے؟''

''بس ان لوگوں کے درمیان رہ کر۔''

''آپ جیسے باکمال انسان کو اپنا صحیح مقام تلاش کرنا چاہئے تھا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ فن بازیگری معمولی چیز ہے اس کے لئے بڑی محنت اور مشق درکار ہوتی ہے لیکن معاف کیجئے شارق صاحب یہ ایک محدود فیلڈ ہے اس سے باہر کیا ہے کچھ نہیں جبکہ فلمی دنیا آپ کو بین الاقوامی شہرت دے سکتی ہے۔ آپ کے قدموں میں دولت کے انبار لگا سکتی ہے۔

''شاید!'' شارق نے کہا۔

''آپ کا دل چاہے تو آپ ہم سے ضرور تعاون کریں۔ میں آپ کو پہلے اپنی اس فلم میں ایک رنگین رول دوں گا اس کے بعد میں ایک شہسوار کی زندگی پر ایک معرکتہ الاراء فلم بناؤں گا جس کی ہمت کوئی نہیں کرسکتا۔ آپ کے کمالات دیکھ کر یہ خیال میرے ذہن میں آیا ہے۔ عموماً ہماری فلموں میں مشکل مناظر دوسرے لوگ مکمل کراتے ہیں انہیں ڈمی کہا جاتا ہے مگر آپ پہلے ہیرو ہوں گے جو خطرناک مناظر خود شاٹ کرائیں گے۔ خیر یہ بعد کی باتیں ہیں پہلے تو آپ سے یہ سوال کرنا ضروری ہے کہ خود آپ اس شعبے کو پسند کریں گے؟''

''شیتا نے آپ سے کیا کہا ہے؟'' شارق نے پوچھا۔

''غلام شاہ۔'' بھلا صاحب نے گہری سانس لی پھر بولے۔ ''آپ وعدہ کریں شارق صاحب کہ آپ میری کہی ہوئی بات غلام شاہ سے نہیں کہیں گے۔''

''وعدہ کرتا ہوں۔''

''غلام شاہ کے انداز سے پتہ چلتا ہے کہ وہ آپ سے چھٹکارا چاہتے تھے۔ انہوں نے بس مجھ سے یہ کہا کہ میں آپ کو واپس سرکس میں نہ آنے دوں اس کے علاوہ انہوں نے اور کچھ نہیں کہا۔'' شارق کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ راجکماری اسے پیار بھری نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی۔

''غلام شاہ جوہری نہیں بازیگر ہے۔ ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہم شارق صاحب کو واپس لوٹائیں۔ معاف کیجئے بھلا صاحب آپ کے کسی پروگرام کے آڑے نہیں آؤں گی لیکن اس وقت یہ میری امانت ہیں آپ کے پاس یہاں سے واپسی پر یہ میرے ساتھ رہیں گے میرے پاس ان کے لئے بہت جگہ ہے۔''

''ضرور راجکماری جی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان جنگلوں سے فلمی دنیا کو ایک خزانہ ملا ہے۔'' بھلا صاحب نے کہا۔

''میرے لئے آپ کے پاس جگہ ہے کماری جی......'' شارق نے پوچھا۔

''دل میں جگہ بنائی ہے آپ کے لئے۔''

''اوہ...... وہاں تو بڑی گھٹن ہوگی۔'' شارق بولا اور منشی فقیر دین بے اختیار مسکرا پڑے۔

''ایسی بات نہیں میرا دل بہت کشادہ ہے۔'' راجکماری بولی۔

''بہرحال عارضی قیام کے لئے دل کے بجائے خیمہ زیادہ مناسب ہوگا بعد میں آپ کا دل جہاں جی چاہے رہیں۔'' بھلا صاحب نے بھی پر مزاح انداز میں کہا۔

''اب تو ہمیں بڑی آسانی ہوگئی بھلا صاحب۔ شارق جی ہمارے ساتھی ہیں۔ منشی جی شارق کا رول کچھ اور بڑھاتا ہے۔''

''جی، ہاں جتنا چاہیں بڑھ جائے گا۔ کماری جی۔'' منشی جی معنی خیز لہجے میں بولے۔

''نہیں منشی جی اس فلم میں تو بس جتنا ممکن ہوا تنا ہی دیتے ہیں بعد میں ہم شارق صاحب کو ہیرو کا رول دیں گے۔'' بھلا صاحب نے کہا۔

''اور ان کا فلمی نام روپ کمار ہوگا۔'' راجکماری نے کہا۔

''اس کا فیصلہ آپ اور شارق صاحب کرلیں۔ تو شارق صاحب بنیادی بات رہ گئی یہ ایک سچ ہے کہ شیتا آپ کا مالک نہیں ہے۔ جہاں تک میرا خیال

ہے وہ اتنے بڑے سرکس کا مالک ہونے کے باوجود نہایت سادہ لوح انسان ہے اور ہر بات سادگی سے کہہ دیتا ہے۔ آپ خود بھی ہمارے ساتھ رہنا پسند کریں گے یا نہیں؟''

''مجھے نوکری دیں گے آپ؟''

''میں سمجھا نہیں!''

''میری یہاں رہائش پر کچھ اخراجات ہوں گے آپ کے۔ وہ کس حساب میں ہوں گے۔''

''آپ کچھ بھی نہ کریں تب بھی میں آپ جیسے باکمال انسان کو مہمان بنا کر خوشی محسوس کروں گا اور اس طرح آپ کا معاوضہ شروع ہو جائے گا۔''

''تب مجھے اعتراض نہ ہو گا!'' شارق نے کہا۔

''بات ہو گئی نا۔ اب میں شارق صاحب کو ساتھ لے جا رہی ہوں ان کا خیمہ میرے خیمے کے برابر ہو گا۔ آیئے شارق جی......!'' راجکماری نے کہا اور شارق مسکراتا ہوا اٹھ گیا۔

شام ہو گئی۔ سرکس کے لوگ بدستور معمولات میں مصروف تھے۔ سورج ڈھلے بھلا صاحب اور غلام شاہ کی ملاقات ہوئی بھلا صاحب نے کہا۔ ''شاہ صاحب آپ کی اجازت سے کل دن میں آپ کے سرکس میں کچھ شوٹنگ کروں گا اس طرح ہم ابتدائی کام کر لیں گے آپ تعاون کریں گے۔''

''کا ہے نا ہیں بیرا۔ ہم پہلے ہی تو کا بولائی ہے۔ کو نو اور کام ہوئی ہو تو بتا۔''

''بس کل آپ کے فنکاروں کو سرکس ڈریس پہننا ہو گا تاکہ میں صرف سرکس کے مناظر فلماؤں بعد کو جب آپ نیا نگر میں سرکس لگائیں گے تو پبلک شاٹ بھی لے لئے جائیں گے۔ سرکس کے مناظر یہاں آسانی سے لئے جا سکتے ہیں۔ شارق کا سرکس کا کوئی لباس ہے آپ کے پاس؟''

''سارک کا اے بھائی او سرکس ماں تھا کب۔ او تو جبر جستی ہے پر کو نو بندوبست ہو جئی ہے اور تے نے کا سوچا او کے بارے ماں......؟'' غلام شاہ نے پوچھا۔

''شارق کے بارے میں......؟''

''لے بھول گئی کا......؟''

''اسے تو میں نے بلا لیا۔ خیمے وغیرہ کا بندوبست بھی کر دیا اس کے لئے بات ہو گئی ہے اس سے۔ کئی گھنٹے سے وہ میرے پاس ہے۔''

''اوہ غلام شاہ نے آہستہ سے کہا۔ اس کے بعد دیر تک بھلا اور غلام شاہ کے درمیان گفتگو ہوتی رہی تھی مگر غلام شاہ پر اداسی طاری ہو گئی تھی۔ بھلا کے جانے کے بعد وہ خیمے میں اپنے بستر پر لیٹ گیا تھا حالانکہ یہ اس کے اصول کے خلاف تھا۔ غلام شاہ نے پوری زندگی معذوری کے باوجود ایک آہنی

چٹان کی مانند گزاری تھی۔ نوجوان تھک جاتے تھے لیکن غلام شاہ کے اندر تھکن کا احساس نہیں جاگا تھا۔ وجہ کچھ بھی ہو لیکن اس کے تمام ساتھیوں نے اسے ہمیشہ اپنے اصولوں پر کاربند دیکھا تھا۔ علی الصبح جاگنا اگر سرکس لگا ہوتا تو شو ختم ہونے کے بعد اس وقت جب آخری آدمی بھی اپنے خیمے میں جا کر لیٹ جاتا۔ غلام شاہ اپنے خیمے میں جاتا تھا۔ اس طویل ترین زندگی میں اسے کبھی کسی نے بیمار نہیں دیکھا تھا بلاشبہ وہ ایک پراسرار شخصیت کا مالک تھا۔ اس وقت اتفاق سے ایاز کسی کام سے غلام شاہ کے خیمے میں آیا اور غلام شاہ کو اس طرح لیٹے دیکھ کر گھبرا گیا۔ ایاز کے قدموں کی آواز سن کر غلام شاہ نے گردن اٹھائی۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ ایاز گھبرا گیا اور جلدی سے اس کے قریب پہنچ کر اس کے پیروں کو چھوتا ہوا بولا.....

''خیریت شیخا؟''

''ارے بھائی ایا جے سب ٹھیک رہے۔''

''آپ لیٹے ہوئے ہیں شیخا؟''

''ہاں بھیا کمر ما درد ہوئی ہے۔'' غلام شاہ نے جواب دیا۔

''اوہ اس سے پہلے تو کبھی آپ کی کمر میں درد نہیں ہوا شیخا؟'' ایاز نے کہا اور غلام شاہ کے ہونٹوں پر ایک تلخ مسکراہٹ پھیل گئی۔

''کب تک نا ہوئی ہے ہوا ہونا تو ہے نا بچے بڑے ہو گئے اب ہماری کمر کا رکھا رہے۔''

''نہیں شیخا ہم تو آپ کی قوت سے سبق لیتے ہیں۔''

''ارے کاہے مجاک اڑائی ہے۔ سیکھا میں اب کوت نہ رہی ہوا۔ سیکھا دوسرے درجے کا آدمی بن گیا اور ای بات سیکھا کے دل کو نہ بھائی رہے۔''

''میں سمجھا نہیں شیخا؟''

''کا کری ہے سمجھ کر ہوا بس ای سمجھ لے کہ سرکس اب ہمارا نا ہیں رہے۔''

''کیسی باتیں کر رہے ہو شیخا پھر کس کا ہے یہ سرکس؟''

''تم سب کا ہے بھائی ہمار کا ہے بوڑھے ہوئے گوے؟'' غلام شاہ نے مایوس لہجے میں کہا اور ایاز کی آنکھوں میں نمی آ گئی۔

''نہیں شیخا تو بوڑھے ہو گئے ہو تو ہم سب مر جائیں گے تمہاری قوت اور تمہاری جوانی نے تو ہمیں زندہ رکھا ہوا ہے۔''

''بک بک نا کر رے کون سنت ہے اب ہماری، ہمارا اکبرا ہمار سونیا ایک بات او نا مانت رہیں۔ کا کریں ہم بول کیسے کمر سیدھی رکھیں۔'' شیخا کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔ ایاز نہ سمجھا نہ انداز میں اسے دیکھنے لگا پھر بولا۔

''کوئی بات ہوگئی؟''

''ارے کا بات ہوئی ہے ساری جندگی تم سب سسرن کو پالا پوسا ایک بات ہماری نا مانت رہوا رے کا کھرابی تھی او میں بتاؤ کا نقصان پہنچی ہے اوکسو کا۔ کا بگاڑلئی ہے ارے بچہ ہے کسو ماں باپ کا نین کا تارا ہوئی ہے ہم اگر او کا تھوڑا سا پیار دے دئی ہے تو تم سب او کے کھلاف ہوئی گوے۔ کا ہے، بھائی کا کھات ہیں ہم تمہار سب کیلئے کچھ نہ کچھ کری ہے تم بولو اگر سارک یہاں رہ جاتا تو کا ہو جئی ہے۔ ارے بھائی ہم اصول بنائی رہے سر کس ماں تم سب کے لئے اس لئے کہ کہیں تم لوگن کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ اب تم کھود سوچو جو بات ہم بری نہ سمجھی ہے تو او کا اصولن پر لاد دیو۔ بھائی تو کھود بتاؤ۔ ہمارا اصول ہمارے ہی گلے میں پھانسی کا پھندہ بنائے دئی ہے کوئی اچھی بات کری ہے تم۔ ہم ساری جندگی تم کا دے دئی ہے اور تم ہمیں ایک آدمی نا دئی ہے۔ بیچارہ دو روٹی کھا لیتا تھا سو کھ سر یر تھا۔ ہنستا بولتا رہتا تھا بھگئی ریئے سب مل کراو کا۔''

''شارق کی بات کر رہے ہیں آپ شیخا؟''

''ارے بھاگ جا رے بھائی ہمار کھوپڑیا نا کھراب کرے جا بھائی تیرے ہاتھ جوڑیں۔''

''شیخا......!''

''کہہ دیا تو کا تورے ہاتھ جوڑیں بھائی جا چلا جا ہمیں اکیلا چھوڑ دے ای وکت......'' غلام شاہ نے کہا اور ایاز شانے ہلاتا ہوا وہاں سے باہر نکل گیا۔ اتفاق کی بات تھی کہ اکبر شاہ بھی اس وقت شیخا کے پاس ہی آ رہا تھا اندر غلام شاہ اور ایاز کی گفتگو سن کر باہر رک گیا تھا اور یہ سارے الفاظ اس کے کانوں میں پڑے تھے۔ ایاز باہر نکلا تو اکبر شاہ سے سامنا ہو گیا۔ اکبر شاہ کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ ایاز نے اسے ایک نگاہ دیکھا پھر آگے بڑھنے لگا تو اکبر شاہ بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔

''ذرا میرے ساتھ آؤ ایاز۔'' اس نے بھاری لہجے میں کہا اور ایاز اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ اکبر شاہ سونیا کے خیمے میں داخل ہو گیا۔ سونیا اپنے خیمے ہی میں موجود تھی ان دونوں کو دیکھ کر اس نے گردن ہلائی اور بولی۔

''خیریت اکبر بھیا کیا بات ہے؟''

''کوئی خاص بات نہیں سونیا۔ بس وہی شارق کا معاملہ ہے۔ شیخا اس سلسلے میں بہت زیادہ سنجیدہ ہو گیا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ایاز سے وہ گفتگو کر رہا تھا اسے شارق کا یہاں سے نکلنا بہت برا لگا ہے۔''

''نکلنا......؟'' سونیا چونک پڑی۔

''ہاں شاید اس نے شارق کو یہاں سے نکال دیا ہے۔''

''مم.....مگر وہ کہاں گیا؟'' سونیا نے متعجبانہ انداز میں پوچھا۔

''شاید شیخا نے اسے بھلا صاحب کے سپرد کر دیا ہے۔'' سونیا حیرت زدہ نگاہوں سے اکبر شاہ اور ایاز کو دیکھتی رہی اکبر شاہ نے ایاز سے کہا۔

''ایاز میں کبھی اس پر اعتراض نہ کرتا لیکن وہ سونیا سے بدتمیزی کرتا ہے۔ یہ بات میں نے شیخا کو بھی بتا دی ہے کہ وہ سونیا کے چکر میں پڑا ہوا ہے اب تم خود سوچو سونیا بھی اس کی جانب متوجہ نہیں ہے اگر میری بہن اس سے پسندیدگی کا اظہار کرتی تو شاید میں اپنے انداز میں کوئی لچک پیدا کر لیتا۔ بے شک یہ سرکس شیخا کا ہے ہم سب اس کے غلام ہیں اس کے بچے ہیں لیکن کیا شیخا اگر آنکھوں پر پٹی باندھ لے تو کیا ایک بھائی کی حیثیت سے میں بھی پٹی باندھ کر بیٹھا رہوں۔ اگر اس کے علاوہ اور کوئی بات ہوتی تو میں خود شیخا کو پیشکش کرتا کہ وہ شارق کو اس سرکس میں شامل کر لے۔ جہاں تک اصولوں وغیرہ کا تعلق ہے تو ہم سب شیخا کے پابند ہیں وہ ہمارا بزرگ ہے جو بھی فیصلہ کرے ہم اس پر گردن جھکائیں گے شیخا نے خود ہی تو یہ اصول بنائے تھے ہم نے تو نہیں بنائے۔ اگر شیخا اس بات پر آمادہ ہو جائے کہ ہر قیمت پر اسے سونیا سے بدتمیزی کی اجازت دے دے گا تو ٹھیک ہے میں یہ بات مان لیتا ہوں شارق کو واپس بلا لیا جائے لیکن تم خود سوچو کیا یہ زبردستی اچھی ہے۔'' ایاز گردن جھکا کر کچھ سوچنے لگا پھر اس نے کہا۔

''نہیں خیر یہ تو ٹھیک نہیں ہے......''

''تو پھر تم لوگ شیخا کو یہ بات سمجھاتے کیوں نہیں اسے بتاتے کیوں نہیں وہ بلاوجہ ہمارے لئے دل میں برائی لئے بیٹھا ہے۔''

''اس وقت وہ بہت اداس ہے یقین کریں ایسی عجیب کیفیت ہے اس کے چہرے پر اکبر بھیا کہ میرا دل لرز اٹھا یوں معلوم ہوتا ہے جیسے اسے شارق کے جانے کا بہت دکھ ہے۔''

''ٹھیک ہے سونیا خود اس مسئلے سے نمٹے گی میں اسے جا کر واپس بلاتا ہوں......!''

''نہیں ایسا نہ کرنا......!'' ایاز نے جلدی سے کہا۔

''کیوں......؟'' اکبر شاہ نے پوچھا۔

''شیخا اس بات کو پسند نہیں کرے گا یہ بات بھی وہ اپنے ساتھ زیادتی محسوس کرے گا۔''

''تو پھر مجھے بتاؤ ایاز میں کیا کروں......؟''

''اس کا کوئی حل نکالیں گے سوچ سمجھ کر نکالیں گے ابھی وہ ہمارے ساتھ ہے۔'' ایاز نے کہا اور اکبر شاہ خاموش ہو گیا سونیا گم صم سی رہ گئی تھی۔ یہ

بات اس کے لئے تعجب خیز تھی کہ شیتا نے شارق کو یہاں سے نکال دیا ہے اور وہ چلا گیا ہے اکبر اور ایاز تھوڑی دیر تک بیٹھے رہے اور اس کے بعد باہر نکل گئے لیکن سونیا پر ایک سکتے کی سی کیفیت طاری تھی۔ درحقیقت وہ ابھی تک اپنا اندرونی جائزہ نہیں لے سکی تھی۔ یہ شاید اس کی خود پسندی تھی کہ اس نے شارق کو ٹھکرا دیا تھا۔ دراصل شارق کا رویہ اس کے ساتھ ایسا تھا جیسے وہ حکمران ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ وہ چاہے گا وہی ہو جائے گا۔ اگر اس کے انداز میں نرمی اور لچک رہتی تو شاید سونیا اپنے دل میں پروان چڑھنے والے جذبات پر نگاہ دوڑاتی لیکن اس کی جو حرکات تھیں وہ بڑی سرکشی کی حامل تھیں اور اس سرکشی ہی نے سونیا کو اس سے برگشتہ کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ دوسرے کچھ احساسات بھی تھے جو اس پر حاوی ہو گئے تھے لیکن ان تمام باتوں کے باوجود شارق کا اس طرح چلے جانا اسے کچھ عجیب سا لگا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ کس طرح غلام شاہ نے اسے یہاں سے نکالا ہو گا لیکن اتنا اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ کچھ عرصے سے غلام شاہ نے شارق سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی نہ وہ اس کے قریب نظر آتا تھا اور نہ غلام شاہ اس پر توجہ دیتا تھا۔ بلاشبہ شارق یہاں بہتر زندگی گزار رہا تھا مگر آخر وہ اس طرح پیچھے ہی کیوں پڑ گیا ہے جب ہم لوگ اسے یہاں نہیں چاہتے تو اسے زبردستی تو نہیں کرنی چاہئے۔ سونیا نے خود کو سمجھا لیا۔

دوسرے دن صبح ہی سے بھلا صاحب نے کیمرہ وغیرہ تیار کر لئے اور سرکس کے پنڈال میں داخل ہو گیا۔ اس نے آج سرکس کے مناظر فلمانے کے لئے غلام شاہ سے اجازت لے لی تھی اور آج وہ یہ کام مکمل کرنے کا خواہش مند تھا۔ کنور جیت اور دوسرے لوگ بھی آ گئے تھے۔ بڑے اہتمام سے پنڈال میں کام ہونے لگا۔ خود غلام شاہ وہیل چیئر پر آ گیا تھا اور اس کی کیفیت رات کی نسبت نارمل محسوس ہوتی تھی۔ غلام شاہ نے تمام لوگوں کو ہدایت کر دی اور سرکس کے چھلاوے مستعد ہو گئے تمام آئٹم پیش کرنے تھے اس لئے سب لوگوں نے ڈریس وغیرہ پہن لئے کنور جیت سونیا کے پیچھے لگا ہوا تھا اور اس نے ہدایت کار کے فرائض سنبھال لئے تھے ادھر بھلا صاحب نے کیمرہ وغیرہ درست کرا دیئے تھے۔ دن کے باوجود فلم کی ضرورت کے مطابق روشنیاں بھی لگا دی گئی تھیں۔ میک اپ روم میں کنور جیت نے سونیا کا میک اپ کرایا اور خود بھی اس میں پیش پیش رہا۔ اس سلسلے میں فلمی میک اپ مین سے مدد لی گئی تھی۔ شو میں آنے کے لئے سونیا ہلکا پھلکا میک اپ کرتی تھی لیکن آج کے میک اپ میں میک اپ کے کمالات دکھائے گئے تھے اور سونیا آئینے میں خود کو دیکھ کر ششدر رہ گئی تھی۔ اس پر عورت پن غالب آ گیا تھا اتنا خوبصورت اس نے کبھی خود کو نہ دیکھا تھا۔

''آپ نے تو مجھے کیا سے کیا بنا دیا کنور جی......؟'' اس نے مسرور لہجے میں کہا۔

''اوہ مس سونیا، ابھی کہاں۔ میں آپ کو جو کچھ بناؤں گا اس پر دنیا رشک کرے گی دیکھتی رہیں۔'' کنور جیت نے کہا۔

''آپ مجھ پر بہت محنت کر رہے ہیں۔''

''آپ میری زندگی کا شاہکار ہیں مس سونیا اگر ایک عالم کے ہونٹوں پر آپ کا نام نہ پہنچا دوں تو کنور جیت نام نہیں۔ محبت نے تاج محل بنا دیے ہیں۔ میں نے تو ابھی ابتدا کی ہے۔'' کچھ فاصلے پر میک اپ کرتی ہوئی شیرا کی ہنسی سنائی دی تھی۔

''شیرا دیکھو میں کیسی لگ رہی ہوں؟'' سونیا جھینپ کر بولی۔

''پوری تاج محل، کسی کی محبت کا مزار۔'' شیرا نے فوراً جواب دیا۔ باہر سے میوزک کی آوازیں ابھرنے لگی تھیں۔ شوٹنگ شروع ہو گئی تھی اور شیروں کا آئٹم پیش کیا جا رہا تھا۔ بھلا صاحب کیمرہ مینوں کو ہدایات دے رہے تھے اور بڑی محنت سے یہ شوٹنگ کرا رہے تھے۔ دوسرے کمالات بھی شروع ہو گئے۔ سرکس والوں کے لئے یہ شوٹنگ دلچسپ تھی اور ہر شخص کیمرے کے سامنے آنا چاہتا تھا۔ پھر راج کماری بھی پنڈال میں آ گئی۔ اس کے ساتھ شارق بھی تھا جو چمڑے کی جیکٹ اور چست پتلون میں مردانہ وجاہت کا نمونہ نظر آ رہا تھا۔ یہ لباس اسے راجکماری نے مہیا کیا تھا اور سرکس کے لباس کی ضرورت نہ پیش آئی تھی۔ اسی وقت میک اپ مکمل کرنے کے بعد سونیا بھی باہر آ گئی تھی۔ بہت سے آئٹم شوٹ کر لئے گئے۔ شیتا وہیل چیئر پر خاموش بیٹھا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ شارق ایک سمت کھڑا ہو گیا۔ راجکماری اس سے لپٹی ہی جا رہی تھی۔ لیکن شارق کے انداز میں اس کے لئے کوئی رغبت نہیں تھی۔ جسے دوسرے لوگ محسوس کر رہے تھے۔ غرض یہ کہ بہت سے آئٹم شوٹ کیے گئے۔ بھلا صاحب نے کنور جیت سے پوچھا کہ سونیا کا آئٹم وہ کس وقت دے رہا ہے تو کنور جیت نے کہا یہ آئٹم سب سے آخر میں ہو گا اور اس کے لئے زبردست بیٹنگ دیا جائے گا، جیسا کہ ایک ملکہ کے لئے......''

بھلا صاحب خاموش ہو گئے تھے پھر تھوڑی دیر کے بعد شارق نے جھولے پر کام دکھانے کا اظہار کیا، چنانچہ کیمرے وغیرہ تیار ہو گئے اور شارق جھولے پر چڑھنے لگا۔ شیتا خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا...... شارق اوپر پہنچا اور جھولے کھول دیے گئے، اس نے اپنے لئے کسی پارٹنر کی فرمائش نہیں کی تھی، سونیا کی نگاہیں بھی شارق کا جائزہ لے رہی تھیں نجانے اس کے ذہن میں اس وقت کیا تاثرات تھے۔ شارق نے تین جھولے کھولے اور اس کے بعد وہ تیار ہو کر جھولے پر جھولنے لگا، اس نے ایک جھولے کو دور پھینکا اور پھر نیچے اشارہ کیا، مقصد یہ تھا کہ کیمرے تیار کر لئے جائیں، پھر وہ دوسرے جھولے پر جھولنے لگا اور چند ہی لمحات کے بعد اس نے ایک جھولے سے دوسرے جھولے پر چھلانگ لگائی، فاصلہ بہت کافی تھا اور چھلانگ بہت لمبی تھی، یہ منظر شوٹ کر لیا گیا تھا۔

شیتا کے ساتھ ساتھ دوسروں کی نگاہیں بھی شارق پر جمی ہوئی تھیں، ویسے سرکس میں جتنی بار اس نے اپنے مظاہرے پیش کیے تھے سرکس میں کام کرنے والوں کے لئے حیرت انگیز ہی ہوا کرتے تھے۔ جھولے گردش کرتے رہے، وہ کام جو دوسرے لوگ کرتے تھے، شارق تنہا ہی کر رہا تھا اور ایک سے دوسرے جھولے پر منتقل ہو رہا تھا، پھر اس نے اپنا سب سے خطرناک آئٹم پیش کیا ایک جھولے پر جھولتا ہوا وہ پنڈال کے بالکل درمیان آیا اور وہاں

''میں تیار ہوں۔'' سونیا نے جواب دیا۔ نجانے کیوں وہ کچھ مضمحل سی ہوگئی تھی۔ شیخا کی واپسی کو بھی اس نے عجیب سے نگاہوں سے دیکھا تھا، صرف وہ ہی جانتی تھی کہ شیخا واپس کیوں چلا گیا ہے، اس کمال کے بعد واقعی کوئی کمال قابل داد نہیں رہ گیا تھا۔ کنور جیت نے سازندوں کو ہدایات دیں اور سازندوں نے بینگ دینا شروع کر دیئے، بہر طور سونیا جھولے پر پہنچ گئی اور پھر اس نے اپنے بہترین کرتب دکھائے۔ یہ مناظر شوٹ کئے جا رہے تھے اور اس کے بعد بھلا صاحب نے کہا کہ اب انہیں مزید شوٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو کچھ ہو چکا ہے وہی ناقابل یقین ہے اور خود ان کا ذہن اس پر یقین کرنے کے لئے تیار نہیں ہے البتہ کنور جیت سونیا کو نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر سونیا سے کہا۔

''سونیا جی اب آپ یوں کریں کہ اپنا یہ میک اَپ اتار دیں اور لباس دوسرا پہن لیں۔ آپ یوں سمجھئے کہانی کا ایک حصہ ہے کہ سرکس کی لڑکی سرکس کی دنیا سے نکلنے کے بعد باہر کی دنیا میں جاتی ہے اور وہاں اس کی ملاقات اس شخص سے ہوتی ہے جس سے اس کے ساتھ آگے کے معاملات چلنا ہیں، میرا مطلب یہ ہے کہ میں آپ کو تھوڑی سی آؤٹ ڈور شوٹنگ دکھانا چاہتا ہوں، کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں؟''

سونیا نے اکبر شاہ کی طرف دیکھا اور اکبر شاہ بولا۔ ''کیا ہرج ہے، جب یہ کام آج اس انداز میں ہو رہا ہے تو تھوڑی دیر اور سہی، ویسے یہ تجربہ میرے لئے کافی دلچسپ ہے مسٹر کنور جیت۔''

''آگے آگے دیکھئے اکبر شاہ صاحب کہ ہوتا کیا ہے، ہم آپ کو اپنا کمال اسکرین پر دکھائیں گے۔'' کنور جیت نے کہا۔

بہر طور شیخا کی طرف سے چونکہ ان لوگوں کو پوری پوری آزادی حاصل تھی چنانچہ اس آزادی سے فائدہ اٹھایا جا رہا تھا، اکبر شاہ کی طرف سے اجازت پا کر سونیا اندر چلی گئی اور کنور جیت اکبر شاہ کو بتانے لگا کہ وہ آئندہ سین کی ریہرسل کس انداز میں کرے گا۔ بھلا صاحب بھی خوش تھے اور انہیں سرکس کے یہ مناظر اپنی فلم میں ایک قیمتی اضافہ محسوس ہو رہے تھے۔ کنور جیت کو انہوں نے کھلی آزادی دے رکھی تھی اور کنور جیت کے ساتھ سرکس کے لوگ بھی مکمل طور پر تعاون کر رہے تھے، چنانچہ کنور جیت کی خواہش پر دو گھوڑے بھی تیار کر لئے گئے اور اس کے بعد کیمرہ وغیرہ باہر لے جایا گیا، کنور جیت نے کیمرہ مینوں کو لوکیشن بتا دی تھی۔

سرکس کے کچھ افراد بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے بھلا صاحب اپنے خیمے میں واپس چلے گئے تھے۔ راجکماری اور شارق پہلے ہی جا چکے تھے، سونیا تیار ہو کر آئی تو کنور جیت اسے لے کر چل پڑا، جس لوکیشن کو مدنگاہ رکھا گیا تھا وہ اس جگہ سے کافی فاصلے پر تھی اور بلاشبہ اس علاقے کی حسین ترین جگہ تھی، اکبر شاہ بھی کنور جیت کے ساتھ تھا کنور جیت نے اسے مناظر سمجھاتے ہوئے کہا کہ سونیا اور وہ گھوڑے پر بیٹھ کر تھوڑے فاصلے پر جائیں گے، پہلے کنور جیت ایک گھوڑے پر زخمی حالت میں آگے بڑھے گا اور اس کے بعد سونیا دوسرے گھوڑے پر اس کا پیچھا کرے گی۔

کیمرہ مینوں کو ہدایات دے دی گئی تھیں اور بتا دیا گیا تھا کہ انہیں کہاں تک ان لوگوں کا تعاقب کرنا ہے، غرض یہ کہ کنور جیت اپنے مقصد کا سین تیار کر چکا تھا اور سونیا معصومیت کے ساتھ اس کا ساتھ دے رہی تھی۔ اکبر شاہ یا دوسرے کسی فرد کے ذہن میں بھی کچھ نہیں تھا۔ لیکن کنور جیت اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ لوکیشن پر پہنچنے کے بعد کنور جیت کیمرہ مینوں وغیرہ کو ہدایات دینے لگا۔ سونیا کو اس نے صورت حال سمجھائی اور سونیا یہ شارٹ فلمانے کے لئے تیار ہوگئی، اسے بھی اس تمام کام میں بڑا لطف آ رہا تھا، سرکس میں زندگی گزاری تھی اور اس سے ہٹ کر کچھ بھی نہ کیا تھا، یہ تبدیلی اسے بہت خوشگوار محسوس ہو رہی تھی اور وہ کھلے دل سے کنور جیت کی ہدایات پر عمل کر رہی تھی۔ تمام تیاریاں مکمل ہوگئیں کیمرے تیار ہوگئے، کنور جیت نے اپنا ہلکا سا میک اپ کیا اور اس کے بعد گھوڑے کی پشت پر اوندھا لیٹ گیا اس نے سونیا کو بتا دیا تھا کہ اس کے کتنی دور نکل جانے کے بعد سونیا کا گھوڑا اس کا تعاقب کرے گا۔ غرض یہ کہ سین اپنے طور پر تیار تھا، پھر اس کے بعد کلیپ دیا گیا اور کیمرے حرکت میں آ گئے، کنور جیت کا گھوڑا آگے بڑھا اور کافی فاصلے تک پہنچ کر اس کی رفتار کسی قدر سست ہوگئی۔ اس کے بعد سونیا اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر اس کے پیچھے چل پڑی۔ کنور جیت نے گھوڑے کو ایڑھ لگائی اور گھوڑا پھر تیز رفتاری سے دوڑنے لگا کیمرہ اس کا تعاقب کرتا رہا لیکن کنور جیت نے یہ خیال رکھا کہ کیمرہ کسی جیپ پر نصب نہ ہوتا کہ زیادہ دور تک ان کا پیچھا کر سکے۔ سونیا کنور جیت کے گھوڑے کے پیچھے چلی آ رہی تھی اور کیمرہ اتنی دور رہ گیا تھا کہ اب وہ اس منظر کو فلما بھی نہیں سکتا تھا۔ پھر سبزے سے لدی کچھ چٹانوں کے پاس کنور جیت گھوڑے سے اتر گیا۔ فاصلہ کافی ہو گیا تھا۔ کنور نے سونیا کو بھی نیچے اتارا اور پھر اسے سین سمجھانے لگا اس سین میں اجنبی لڑکی زخمی ہیرو کو دیکھتی ہے اور اسے سہارا دے کر اٹھاتی ہے۔ کنور بار بار زخمی ہو کر بے ہوش ہونے لگا اور سونیا اسے اٹھانے کی جدوجہد کرتی رہی۔ اسے سخت وحشت ہو رہی تھی اور وہ پریشان نظر آنے لگی تھی۔

''سین بن نہیں رہا مس سونیا۔ آپ یوں کریں یہاں لیٹ جائیں، میں آپ کو اٹھا کر بتاتا ہوں۔''

''میرے خیال سے اب واپس چلا جائے کنور جی۔''

''آپ گھبرا رہی ہیں مس سونیا۔ یہ تو فن ہے فنکار ذاتی احساسات سے دور ہو کر صرف فن پیش کرتا ہے ہماری ہر جنبش فن کے لئے ہوتی ہے منظر میں حقیقت نہ ہو تو اداکاری مکمل نہیں ہوتی۔'' کنور جیت نے سونیا کو بازوؤں سے پکڑ نیچے لٹانے کی کوشش کی لیکن سونیا نے بدن سخت کر لیا اور کنور سرکس کے اس فولاد کو نیچے نہ گرا سکا۔ وہ کچھ شرمندہ ہو گیا تھا۔ اس وقت سامنے سے کسی شے کے گرنے کی آواز ابھری تھی پتھر کا ایک بڑا ٹکڑا سامنے کی چٹان سے نیچے گرا تھا دونوں چونک کر ادھر دیکھنے لگے۔ چٹان کی بلندی پر کوئی موجود تھا۔ فاصلہ چونکہ زیادہ نہ تھا اس لئے اسے پہچاننے میں وقت نہ ہوئی وہ شارق تھا اور چٹان کی بلندی پر ہاتھوں کے بل کھڑا تھا اس کے اوپری بدن پر جیکٹ نہیں تھی لیکن چست پتلون وہی تھی۔ ان لوگوں کی طرف متوجہ

ہوئے بغیر وہ ہاتھوں ہی کے بل چٹان کے ڈھلانوں سے نیچے اترنے لگا۔

کنور جیت کا منہ بگڑ گیا اس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''یہ کیا بدتمیزی ہے۔'' اس کی آواز سنتے ہی شارق دھپ سے گر گیا اور پھر وہ لڑھکتا ہوا نیچے آرہا۔ ''کیا کر رہے ہو تم یہاں۔'' کنور جیت چند قدم آگے بڑھ کر کرخت لہجے میں بولا اور شارق ہونقوں کے انداز میں دونوں کو دیکھنے لگا۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

''آئی ایم سوری۔'' اس کے بعد وہ ایک بار پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور ہاتھوں کے بل وہاں سے چل پڑا۔ سونیا اور کنور جیت اسے دیکھتے رہ گئے تھے چند لمحات میں وہ ایک بڑی چٹان کے عقب میں روپوش ہو گیا تھا۔

''عجیب بدتمیز آدمی ہے۔ یہ کہاں سے آ گیا۔'' کنور جیت نے کہا اور سونیا چونک پڑی۔

''آیئے کنور جی چلیں۔'' اس نے گھوڑے کی طرف بڑھ کر کہا۔

''اوہ! آپ موڈ نہ خراب کریں۔ میں بھلا صاحب سے کہوں گا کہ اسے کنٹرول کریں۔ وہ راجکماری کا منہ چڑھا ہے مگر میں بدتمیز لوگوں کو برداشت نہیں کر سکتا۔''

''آیئے کنور جی۔'' سونیا بولی۔

''ریہرسل مکمل کر لیں سونیا جی۔''

''نہیں اب نہیں۔ پلیز آیئے۔'' سونیا نے کہا اور گھوڑے پر سوار ہو گئی۔ مجبوراً کنور جیت کو بھی اپنا گھوڑا سنبھالنا پڑا اور پھر دونوں گھوڑے چل پڑے۔

''آپ کا مزاج بھی میری طرح ہے۔'' کچھ دور چلنے کے بعد کنور نے کہا۔ سونیا کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر وہ پھر بولا۔ ''کام کے دوران اگر کوئی ڈسٹرب کر دے تو پھر میں بھی کام کے قابل نہیں رہتا۔''

''جی!'' سونیا نے آہستہ سے کہا۔ پھر بولی۔ ''آپ نے ابھی کیا کہا تھا کہ وہ راجکماری جی کا منہ چڑھا ہے۔''

''جی وہ ہماری ہیروئن ہے۔ چودہ عشق کر چکی ہے پندرھواں شروع کیا ہے اور دعویٰ ہے کہ ان کا کوئی اسکینڈل نہیں ہے۔ ان دنوں بقول ان کے وہ اس جنگلی پھول کو سینچ رہی ہیں اور دعویٰ کرتی ہیں کہ اسے صف اوّل کا ہیرو بنا دیں گی۔ نام رکھیں گی روپ کمار۔'' کنور جیت نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔ سونیا خاموشی سے سنتی رہی اس کے ہونٹ ایک بار کھلے تھے پھر بند ہو گئے تھے۔ پھر اس نے گھوڑے کی رفتار تیز کر دی تمام لوگ اپنی جگہ موجود تھے اکبر شاہ نے سونیا کا چہرہ خاص طور سے دیکھا اور سونیا گھوڑے سے نیچے اتر گئی۔

''کہئے شاہ صاحب۔ یہ سب کچھ کیسا لگ رہا ہے آپ کو؟'' کنور جیت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کتنی دیر یہ سلسلہ جاری رکھیں گے کنور جی؟'' اکبر شاہ نے پوچھا۔

''زندگی بھر، آپ کا سرکس سلامت رہے یہ سب کچھ یہیں تک محدود تو نہیں ہے۔ آپ کو علم ہے کہ بھلا صاحب نے دوسری فلم پلان کر لی ہے صرف آپ لوگوں سے ملاقات کے بعد۔'' کنور جیت نے لفظوں سے کھیلتے ہوئے کہا۔

''فی الحال کیا پروگرام ہے؟''

''پیک اپ، کام ختم۔ اب تبصرے ہوں گے اور شاہ صاحب آج ہمیں کھانا آپ کھلائیں گے کیوں سونیا جی؟''

''اکبر بھیا میں ایک گھوڑا لے جا رہی ہوں تھک گئی ہوں۔'' سونیا نے کسی قدر خشک لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر گھوڑے پر سوار ہو گئی۔ کنور جیت نے کہا۔

''ویسے شاہ صاحب، سونیا جی میں اداکاری کی بے پناہ صلاحیتیں چھپی ہوئی ہیں میں فلمی زندگی میں ان کا مستقبل تابناک دیکھ رہا ہوں آپ لوگ ان کی حوصلہ افزائی کریں اور ان کا راستہ نہ روکیں۔''

''ہمارے ہاں سارے فیصلے شیگا کرتا ہے کنور جی۔ ہم سب کا مستقبل اس کے ہاتھ میں ہے۔'' اکبر شاہ کا لہجہ نہ جانے کیوں تلخ ہو گیا تھا۔ کنور جیت اس کی بات پر غور کرنے لگا تھا۔ بہرحال اس کے بعد واپسی شروع ہو گئی کنور جیت یونٹ میں چلا گیا تھا اور اکبر شاہ سرکس کی طرف۔ سونیا اپنے خیمے میں تھی اور آرام کر رہی تھی۔

چونکہ شوٹنگ ہو چکی تھی اور بھلا صاحب نے غلام شاہ کو بتا دیا تھا کہ کام کے مناظر فلمائے جا چکے ہیں اس لئے منڈوا قائم رہنے کی ضرورت نہ تھی طے یہ کیا گیا کہ منڈوا اکھاڑ لیا جائے اور دوسری صبح آگے سے شروع کر لیا جائے اس لئے شیگا نے منڈوا اکھاڑ لینے کا حکم دے دیا۔ سرکس والے حکم ملنے کے بعد کام میں مصروف ہو گئے۔ دوپہر تک یہ کام مکمل ہو گیا تھا۔ شوٹنگ سے واپس آنے کے بعد سے اب تک سونیا اپنے خیمے سے باہر نہیں آئی تھی پھر شیرا اسے تلاش کرتی ہوئی اس کے پاس آ گئی۔

''کیا ہو رہا ہے سونیا؟''

''آرام۔'' سونیا نے مسکرا کر کہا۔

''کہو آج کی شوٹنگ کیسی لگی؟''

''تم بتاؤ۔''

''میں نے کبھی فلم ہی نہیں دیکھی اس کے بارے میں کیا جانوں؟''

''بس وہ الگ الگ دنیا ہے لیکن ہمارے فن سے بہت مختلف۔ ہم اپنے فن کا کمال دکھاتے ہیں اور زندگی کی بازی لگا کر محنت کا پیسہ وصول کرتے ہیں وہاں سب کچھ جھوٹ ہوتا ہے مصنوعی ہوتا ہے وہ لوگ حسن و عشق پیش کرتے ہیں رشتے اور ان سے یقین پیش کرتے ہیں جھوٹ کو سچ کر کے بولتے ہیں جب کہ اس سچ سے ان کا ذہنی رابطہ نہیں ہوتا اس لحاظ سے وہ کام بہت مشکل ہے انسان دوسروں کو دھوکا دے سکتا ہے شیرا لیکن خود کو دھوکا دینا آسان نہیں ہوتا۔''

''ہم اس مصنوعی دنیا میں سما سکتی ہیں سونیا؟''

''نہیں بالکل نہیں۔''

''پھر یہ سب کیوں ہو رہا ہے۔ شیخا بھی عجیب ہے سب سے متاثر ہو جاتا ہے ہر ایک کے لئے سب کچھ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔''

''وہ لوگ شیخا کی کمزوری سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔''

''کمزوری؟''

''ہاں بھلا انگلش سرکس کے بارے میں کچھ جانتا ہے اور شیخا اس کے ذریعہ اس کا سراغ چاہتا ہے۔''

''کوئی بھی چالاک آدمی شیخا کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ سونیا یہ سب کچھ ٹھیک نہیں ہے احتیاط سے شیخا کو سمجھاؤ۔''

''بہت وقت پڑا ہے شیخا خود ہی سب کچھ سمجھ جائے گا۔ ویسے بھی یہ لوگ ہمیں ہماری مرضی کے خلاف مجبور نہیں کر سکتے سرکس کے کچھ مناظر بنائے ہیں انہوں نے اس سے آگے کچھ نہیں ہوگا۔''

''مگر تم تو بہت متاثر ہو ان لوگوں سے۔'' شیرا نے کہا۔

''ہرگز نہیں۔ اس سفر میں کچھ دلچسپیاں مل گئی تھیں ایک نیا شعبہ تھا میں بھی دلچسپی لینے لگی۔ اس سے زیادہ کیا ہے۔''

''سچ بول رہی ہو۔'' شیرا نے کہا اور سونیا چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ پھر اس نے کہا۔

''میں صرف سچ بولتی ہوں، مگر شیرا تیری باتیں عجیب ہیں۔''

''ہاں سونیا وہ آدمی کنور جیت، وہ اچھا آدمی نہیں ہے۔ پہلی نگاہ میں وہ مجھے بہت برا لگا تھا تمہارے بارے میں اس کے ارادے اچھے نہیں لگتے۔'' شیرا نے کہا اور سونیا مسکرا پڑی۔

''اور میں تو جیسے موم کی بنی ہوں ایسا درست کروں گی۔ اسے کہ زندگی بھر یاد رکھے گا ویسے اس نے ایک دلچسپ خبر سنائی ہے۔''

''کیا؟''

''شارق بھلا صاحب کے پاس پہنچ گیا ہے اور ہیروئن راجکماری اس سے عشق شروع کر چکی ہے۔ پندرھواں عشق، اس نے شارق کو ہیرو بنانے کی قسم کھائی ہے اور شارق کا فلمی نام ہوگا روپ کمار۔'' سونیا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ شیرا نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا پھر بولی۔

''ایک بات کہوں برا تو نہ مانو گی؟''

''کہو۔''

''شارق کے بارے میں بڑے دعوے کر رہی ہوں میں، وہ ایک انسانی چٹان ہے میں نے اسے پتھر کی چٹان نہیں کہا پتھریلی چٹانوں پر ہر ضرب ایک نشان بنا سکتی ہے لیکن انسانی چٹان پر ایک ہی نشان پڑتا ہے اس کے دل میں صرف تیرا نقش ہے سونیا وہ کوئی دوسری ضرب قبول نہیں کرے گا۔''

''بہت غور کیا ہے تو نے اس پر۔'' سونیا مسکرا کر بولی۔

''وہ ہے ہی غور کرنے کے قابل، اور تجھ سے محبت کی ہے اس نے اور ہر تکلیف اٹھا رہا ہے۔ شیخا نے کتنی بے عزتی کر کے اسے سرکس سے نکالا ہے۔ میرے آنسو آ گئے تھے۔ بڑا مضمحل ہو گیا تھا وہ، شیخا نے اسے وہ ہیرا واپس کیا تو بولا ''اسے ان روٹیوں کی قیمت سمجھ لو جو میں نے یہاں کھائی ہیں۔''

''او وہ اتنی تلخ باتیں ہو گئی تھیں۔''

''اس سے زیادہ تلخ، شیرا نے کہا۔ سونیا خاموش ہو گئی تھی شیرا چلی گئی مگر سونیا شارق کے بارے میں سوچتی رہی ایک عجیب سا احساس ہو رہا تھا اسے۔ وہ وہاں کیسے آ گیا تھا۔ اس نے کچھ عجیب سے کیفیت میں دیکھا تھا اسے اور کنور کو۔ نتیجہ اخذ کیا ہوگا اس نے نہ جانے کیا سمجھا ہوگا وہ۔

پورا دن انہی سوچوں میں گزر گیا۔ رات کو بھی اسے نیند نہیں آئی تھی خاصی رات گئے وہ خیمے سے باہر نکل آئی چاروں طرف گہری خاموشی کا راج تھا مگر کچھ فاصلے پر کوئی نظر آ رہا تھا۔ وہ آگ کے ایک چھوٹے سے الاؤ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ الاؤ سے دھواں بلند ہو رہا تھا اور ایک عجیب سے خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ ''کون ہے یہ۔'' اس نے سوچا اور آگے بڑھ گئی۔ تب اس نے شارق کو دیکھا اس کے پاس بہت سے سرخ گلاب کے پھول تھے وہ ایک ایک پھول کو الاؤ میں ڈال رہا تھا سونیا لرز گئی اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن آواز حلق میں پھنس گئی جلتے گلاب اسے اپنے سینے پر انگارے لگے تھے اس کی ہلکی سی آواز پر شارق نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر سارے گلاب آگ میں جھونک دیئے اور اٹھ کر وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ وہ نہ جانے کب تک ان پھولوں کا دھواں دیکھتی رہی تھی۔

دوسری صبح سرکس اور فلم یونٹ وہاں سے چل پڑا تمام گاڑیاں ایک ساتھ سفر کر رہی تھیں تقریباً دو گھنٹے کا سفر ہو چکا تھا کہ راجکماری کی جیپ اس جیپ

کے برابر آ گئی جس میں شیخا اور بھلا صاحب ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے راجکماری نے بے چین لہجے میں کہا۔

''بھلا جی۔ شارق کہاں ہے وہ کسی گاڑی میں نہیں ہے نہ سرکس کی کسی گاڑی میں ہے اور نہ ہمارے ساتھ۔ صبح ہی سے غائب ہے وہ۔''

''ارے کہاں گیا؟'' بھلا صاحب نے چونک کر کہا۔

غلام شاہ نے بھی چونک کر راجکماری کو دیکھا تھا۔ ڈرائیور نے جیپ روک دی تھی۔

بھلا صاحب نے کہا۔ ''آپ نے خود تمام گاڑیوں میں اسے تلاش کیا ہے۔''

''ہاں...... وہ کسی گاڑی میں نہیں ہے۔''

''تلاش کرنا ضروری ہے شاہ صاحب۔ ہو سکتا ہے وہیں رہ گیا ہو۔'' بھلا صاحب نے کہا غلام شاہ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ ان کی جیپ رکتے ہی دوسری تمام گاڑیاں بھی رک گئی تھیں۔ بھلا صاحب نیچے اتر آئے اور پھر دوسری گاڑیوں میں شارق کے بارے میں پوچھنے لگے۔ اکبر شاہ اپنی جیپ ریورس کر کے غلام شاہ کے پاس پہنچ گیا اس جیپ میں سونیا بھی تھی۔

''کیا بات ہے شیخا؟'' اکبر شاہ نے پوچھا۔ غلام شاہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ خاموشی سے سامنے دیکھتا رہا۔

''کیا ہوا گلاب خان۔'' اکبر شاہ نے جیپ ڈرائیور سے پوچھا۔

''وہ شارق گاڑیوں میں نہیں ہے؟''

''نہیں ہے...... کہاں گیا؟'' اکبر شاہ چونک کر بولا۔ سونیا کے چہرے پر بھی عجیب سی کیفیت نظر آنے لگی تھی۔

''پتہ نہیں بھلا صاحب تلاش کر رہے ہیں۔'' گلاب خان نے جواب دیا۔ بھلا صاحب ایک ایک گاڑی جھانکتے پھر رہے تھے لوگ گاڑیوں سے اترنے لگے تھے ادھر راجکماری کی جیپ بھی ہر گاڑی کے پاس جا جا کر رک رہی تھی بھلا صاحب مایوس ہو کر غلام شاہ کے پاس پہنچے۔

''وہ واقعی نہیں ہے...... ہو سکتا ہے کہ اس وقت وہ کہیں دور نکل گیا ہو جب ہم چلے تھے، کیا کرنا چاہئے شاہ صاحب۔''

''ارے مارو سسروا کو...... رہ گوا سور گوا ہمار کو تو ٹھیک رہے۔'' غلام شاہ جھلاتے ہوئے لہجے میں بولا۔

''لیکن شاہ صاحب، دور دور تک کوئی آبادی نہیں ہے سفر کرنے کا کوئی وسیلہ نہیں ہے اس کی زندگی کو خطرہ پیش آ سکتا ہے۔''

''تو کھو دبول بھائی ہم کا کریں۔''

''میں جیپ لے کر واپس جاتا ہوں اسے تلاش کروں گا۔''

''جو تیری مرجی ہو کر ہم کا بولیں۔''

''آپ چاہیں تو آہستہ آہستہ آگے بڑھیں میں اسے لے کر پہنچ جاؤں گا۔'' بھلا صاحب نے کہا۔ راجکماری کی جیپ پھر قریب آ گئی تھی۔

''کوئی پتہ چلا بھلا صاحب۔''

''نہیں...... میں اسی جگہ جا رہا ہوں جہاں سے سرکس چلا تھا ممکن ہے وہ وہاں رہ گیا ہو۔''

''میں بھی چل رہی ہوں۔'' راجکماری نے کہا اور اپنی جیپ سے اتر کر بھلا صاحب کے پاس آ بیٹھی بھلا صاحب کی جیپ چل پڑی تھی۔ وہ دور دور تک اسے جاتے دیکھتے رہے تھے۔ اکبر شاہ نے کہا۔

''وہ شوخ فطرت انسان ہے پہلے بھی اس نے چھپ کر ہمارے ساتھ سفر کیا ہے۔''

''ہاں رے بھائی اس سرکس ماں جو لوگ کام کرت رہیں او گیرت مند ہیں باہر کے سسر جتنے ہیں سارے بے گیرت ہیں دھتکار دو پھٹکار دو پر گھسے رہیں گے ہار ہے۔'' اکبر شاہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ غلام شاہ جھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ ''گاڑیاں آگے بڑھاؤ بھائی اسی چکر ماں پوری جندگی گجار دیو کا۔'' گاڑیاں سست روی سے آگے بڑھنے لگیں۔ اکبر شاہ نے کہا۔

''کیا وہ اس طرح کہیں جا سکتا ہے؟''

''پتہ نہیں۔'' سونیا بھاری لہجے میں بولی۔

سست رفتاری سے سفر کرتے ہوئے بھی وہ کافی دور نکل آئے تھے۔ بھلا صاحب کی جیپ دوپہر ڈھلے دوسری گاڑیوں کے پاس پہنچی تھی اور اس میں شارق موجود نہیں تھا۔ بھلا صاحب نے غلام شاہ کے پاس آ کر کہا۔

''دور دور تک کا علاقہ چھان مارا کوئی پتہ نہیں چلا۔''

''بھاڑ میں جان دے سسر کو...... کا کر سکت ہیں ہم لوگ۔''

''آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں شاہ صاحب۔ کیا وہ انسان نہیں ہے آپ لوگ اسے انسان نہیں سمجھتے۔'' راجکماری نے تڑپ کر کہا اس کا لہجہ بہت خراب تھا سب لوگ چونک کر اسے دیکھنے لگے لیکن غلام شاہ نے نرم نگاہوں سے راجکماری کو دیکھا تھا۔ پھر وہ بولا۔

''او ببول کا کانٹا رہے بیٹا...... سب کی آنکھوں میں چبھت رہے تھا سسر...... کو تو او سسر کا ساتھ رکھنے کے لئے تیار نا ہی تھا تے ہی کھیال کر لیجی او کا او سسر کو تو انسان نا سمجھتا تھا۔''

''آپ لوگوں کو انسان کی قدر ہی نہیں تھی ایک بھی اس جیسا نہ تھا آپ کے سرکس میں، وہ سرکس کا سب سے شاندار فنکار تھا، حسن و جمال کا پیکر۔''
راجکماری نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔ غلام شاہ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا، راجکماری منہ پھیرتی ہوئی بولی۔

''آپ لوگوں نے، آپ لوگوں نے۔'' وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہوگئی تھی، غلام شاہ نے بھلا سے کہا۔

''بھائی بھلے اب ای سفر ذرا تیجی سے کرلے بھائی، دل اکتائی گیا ہے اس سسر جنگل سے۔'' بھلا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ گاڑیاں آگے بڑھتی رہی تھیں، سونیا نے اس دوران مکمل خاموشی اختیار کرلی تھی، بہرطور دوپہر تو ڈھل ہی چکی تھی، شام ہوگئی پورا دن ہی سفر جاری رہا تھا، گو زیادہ تیز رفتاری سے نہ تھا لیکن پھر بھی وہ کافی دور نکل آئے تھے اور اس وقت جہاں رات ہوئی یہ جگہ اجاڑ سی تھی۔ تمام گاڑیاں ایک دائرے کی شکل میں کھڑی ہوگئیں، یہی طریقہ کار تھا کوئی خیمہ وغیرہ نہیں لگایا گیا تھا، غلام شاہ نے حکم دیا کہ خیمے وغیرہ کی عیاشی نہ کی جائے اور گاڑیوں میں ہی وقت گزارا جائے، چنانچہ اس کے حکم کی تعمیل ہوئی تھی، اس حکم کی وجہ یہ تھی کہ غلام شاہ اب آگے کا سفر تیز رفتاری سے کرنا چاہتا تھا البتہ راجکماری نے بھلا صاحب سے کہا۔

''یہ لوگ شارق سے کوئی خاص حسد یا جلن رکھتے ہیں۔ آپ نے دیکھا بھلا صاحب کیا عجیب سا انداز ہے ان کا، کسی کو دکھ ہی نہیں ہے اس کے گم ہوجانے کا۔'' بھلا صاحب پرخیال انداز میں تھوڑی دیر کھجاتے ہوئے بولے۔

''ہاں شارق کے سلسلے میں یہاں کچھ عجیب سے کیفیت پائی جاتی ہے اس دوران تم نے محسوس کیا ہوگا کہ کوئی بھی اس سے مخاطب نہیں ہوتا اور وہ سب سے عموماً الگ تھلگ رہتا تھا۔''

''ہم نے اسے اپنے پاس بلا لیا تھا اس کے بعد ان لوگوں کا کوئی تعلق نہیں رہ جاتا تھا، بھلا صاحب آپ یقین کریں مجھے اس کی گمشدگی کا انتہائی دکھ ہے، کوئی ایسی ترکیب ہوسکتی ہے کہ اسے تلاش کیا جاسکے۔''

''راجکماری جی آپ کے ذہن میں کوئی ترکیب ہے، اگر ہے تو آپ یقین کریں میں اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوں۔'' بھلا صاحب نے کہا، راجکماری نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ نجانے کیوں ایک عجیب سی اداسی، ایک عجیب سی خاموشی ہر شخص پر مسلط تھی، اس کی وجہ کوئی بھی بیان نہیں کرسکتا تھا، حالانکہ شارق سے کسی کو کوئی خاص دلچسپی نہیں پیدا ہوئی تھی، البتہ اس طویل قربت کے دوران اس کی حرکتوں نے، اس کے فن نے، اس کی شوخ فطرت نے سب کو متاثر کیا تھا، لیکن سب ہی یہ اندازہ لگا چکے تھے کہ اس کی سرکس میں موجودگی کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا اس لئے کوئی بھی اس سے بہت زیادہ قریب نہیں ہوسکا تھا، البتہ اس وقت یوں محسوس ہوتا تھا جیسے سب ہی کو اس کے گم ہوجانے کا افسوس ہو لوگ آپس میں اس سلسلے میں

باتیں بھی کر رہے تھے۔ البتہ ایاز نے سانولی سے کہا۔

''میرا دعویٰ ہے کہ وہ جان بوجھ کر سب سے الگ ہو گیا ہے۔''

''ہوں، کیا تمہیں اس بات کا اندازہ ہے ایاز کہ وہ سونیا کی جانب متوجہ تھا۔''

''اندازہ کیوں نہ ہوگا......

''اور سونیا کی بے رخی نے اسے بددل کر دیا، حالانکہ فلم یونٹ کی ہیروئن راجکماری اس کی جانب بہت زیادہ متوجہ نظر آتی تھی، اس وقت بھی تم اس کی کیفیت دیکھ سکتے ہو لیکن لیکن۔'' سانولی خاموش ہو گئی، اکبر شاہ اس کی طرف آ رہا تھا، قریب پہنچ کر اکبر شاہ نے کہا۔

''شارق کے سلسلے میں ذہن کچھ عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گیا ہے یوں لگتا ہے جیسے یہ سارے لوگ اس سے متاثر ہوں، دیکھو سب پر کیا سوگ طاری ہے۔''

''بات تو دکھ کی ہے اکبر شاہ......تم خود سوچو انسان تو تھا وہ؟''

''ارے بابا تو کیا ہم لوگوں نے اسے جیپ سے نیچے اتار دیا اب اپنے اچھے برے کا وہ خود ذمہ دار تھا، شیخا اس طرح خاموش ہے جیسے یہ سارا جرم میں نے ہی کیا ہو۔'' اکبر شاہ نے کہا، ایاز اور سانولی نے کوئی جواب نہیں دیا تھا......ادھر ایک گاڑی میں سونیا اداس بیٹھی ہوئی تھی اس نے ٹھیک سے کھانا بھی نہیں کھایا تھا شیرا اس کے پاس پہنچ گئی۔

''وہ چلا گیا سونیا۔'' شیرا نے کہا اور سونیا چونک کر شیرا کو دیکھنے لگی، پھر اس نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

''تو میں کیا کروں؟''

''تمہیں اب کوئی افسوس نہیں ہے؟''

''شیرا میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا کہ دوستی کی بھی کچھ حدود ہوتی ہیں، تم نجانے کیوں اس سلسلے میں مجھ پر تسلط جمانے کی کوشش کرتی ہو، جو کچھ ہوا ہے اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے وہ چلا گیا سو چلا گیا، نہ جاتا تو نہ جاتا، ہم لوگوں نے زبردستی اسے اپنے ذہنوں پر مسلط کر لیا ہے۔''

''دل پر ہاتھ رکھ کر بات کرو سونیا، کیا تمہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے؟'' جواب میں سونیا کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ پھر اس نے کہا۔

''میں پرواہ کر کے کیا کرتی، بتاؤ تم مجھے جواب دو کیا شیخا کسی باہر کے آدمی کو اپنے درمیان جگہ دے سکتا ہے، کیا اس کے بنائے ہوئے اصول ہماری گردنوں کی زنجیر نہیں بن گئے ہیں، وہ میری جانب متوجہ ہوا تھا، مجھے بھی اچھا لگا تھا، لیکن لیکن بعد میں...... بعد میں، میں نے تمام باتوں کو سوچا، ذہن کو الجھنوں میں گرفتار کرنے سے کیا ملتا مجھے، جواب دو شیرا جواب دو......اگر میں......اگر میں اس کی باتوں کا جواب دیتی تو مصیبت میں گرفتار نہ

ہوجاتی، کیا مل جاتا مجھے ان تمام باتوں سے۔'' سونیا نے کہا اور شیرا چونک کر اسے دیکھنے لگی، سونیا کے رخساروں پر آنسو بہہ رہے تھے، شیرا نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''تم سے غلطی ہوئی ہے سونیا، تم نے غلطی کی ہے۔''

''کیا غلطی کی ہے میں نے بتاؤ مجھے، جواب دو، کیا غلطی کی ہے میں نے۔''

''کم از کم تمہیں اس کی دل جوئی تو کرنی تھی، وہ بہت تیز، چالاک، پھرتیلا آدمی تھا، میں دعوے سے کہتی ہوں کہ اگر اسے تمہاری توجہ مل جاتی تو وہ کسی طور شیفتا کے دل میں جگہ بنانے میں کامیاب ہو جاتا۔ شیفتا نے اسے جو مراعات دی تھیں وہ بھی تو اس کے اصولوں کے خلاف تھیں۔''

''اور اکبر بھیا جو اسے عزت کا مسئلہ بنا بیٹھے تھے وہ جو اس سے بے پناہ نفرت کرنے لگے تھے۔''

''تمہارے اندر اگر لچک ہوتی تو اکبر بھیا بھی، نرم پڑ جاتے، وہ رام ہو جاتے سونیا۔''

''نہیں کچھ نہیں ہوتا، میں جانتی ہوں کچھ نہیں ہوتا مجھے ننگ خاندان قرار دے دیا جاتا اور بس۔ میرے لئے نفرتیں شروع ہو جاتیں، بے حیا، بے غیرت کہا جاتا، سرکس گرل کہا جاتا، سمجھیں تم۔''

''سونیا تمہیں اس کے جانے کا دکھ ہے؟''

''ہاں ہے۔'' سونیا نے جواب دیا اور پھر سسکتی ہوئی آواز میں بولی۔ ''وہ کم بخت کنور جیت، وہ کتا، وہ ذلیل اس کا باعث بنا ہے۔''

''کیسے، میں سمجھی نہیں۔''

''بس میں اس سے زیادہ سمجھا بھی نہیں سکتی۔'' سونیا نے کہا اور شیرا اسے تعجب سے دیکھنے لگی، پھر بولی۔

''میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا نا کہ اس آدمی کو ضرورت سے زیادہ گھاس مت ڈالو، ظاہر ہے ہمارا اور اس کا ماحول مختلف ہے مگر مجھے بتاؤ تو سہی سونیا آخر ہوا کیا تھا؟''

''کچھ نہیں ہوا تھا، وہ مجھے ریہرسل کے بہانے لے گیا تھا اور وہاں، وہاں اس نے فلم کے کچھ سین ریہرسل کرنے کی کوشش کی اور...... اور شارق بھی وہاں موجود تھا، وہ عجیب سے انداز میں وہاں سے چلا آیا اور اس کے بعد، اس کے بعد وہ رات کو الاؤ جلا کر اس میں گلاب کے پھول پھینکتا رہا۔''

''کیا......؟'' شیرا نے متعجبانہ لہجے میں پوچھا۔

''ہاں اس نے گلاب کے پھولوں کا ڈھیر آگ میں جھونک دیا، یہ اس کی طرف سے اظہار مایوسی تھا، یا اظہار نفرت تھا، تم جانتی ہو وہ گلاب کے پھول

مجھے دیا کرتا تھا میں نے اسے ہمیشہ ٹھکرایا، لیکن، لیکن وہ برا مانے بغیر مجھے پھول دیتا رہا جب بھی اور جہاں بھی موقع ملا اس نے مجھے گلاب کے پھول دیئے، شیرا لیکن پچھلی رات کو اس نے گلاب کے وہ سارے سرخ پھول آگ کی بھٹی میں جھونک دیئے، اس نے مجھ سے مایوسی اور نفرت کا اظہار کیا تھا۔''

شیرا متاسف نگاہوں سے سونیا کو دیکھتی رہی، پھر اس نے سونیا کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔

''دکھی نہ ہو سونیا، اگر تیرے دل میں بھی اس کی محبت جاگ اٹھی ہے تو کہیں نہ کہیں، کسی نہ کسی جگہ وہ ضرور مل جائے گا۔''

''نہیں ملے گا، وہ مجھے اب کبھی نہیں ملے گا۔ سونیا بری طرح سسک پڑی۔

''لیکن کیوں، سونیا کیوں؟''

''میں، میں اسے جانتی ہوں، اچھی طرح جانتی ہوں جب تک اس کا دل نہیں ٹوٹا تھا، وہ ساری دنیا سے لڑتا رہا تھا جو کچھ بھی ہوا اس کے ساتھ، وہ اسے برداشت کرتا رہا، وہ سب کچھ خندہ پیشانی سے برداشت کرتا رہا، لیکن، لیکن کنور سے میری یہ قربت وہ برداشت نہ کر سکا۔'' سونیا نے کہا اور سسکنے لگی، شیرا اسے تسلیاں دیتی رہی تھی، پھر اس نے کہا۔

''سونیا حوصلہ رکھو، اب یہ سب کچھ بعد از وقت ہے بلاوجہ جی کو روگ لگانے سے کچھ نہیں ملے گا، حوصلہ رکھو، ہاں اب اگر وہ مل جائے تو تمہیں اپنا رویہ تبدیل کرنا پڑے گا۔''

''نہیں ملے گا، اب وہ کبھی ہمارے سامنے نہیں آئے گا۔'' سونیا نے کہا اور شیرا خاموش اسے دیکھتی رہی۔ دوسری طرف اکبر شاہ اور غلام شاہ شارق کے سلسلے میں بات کر رہے تھے، غلام شاہ نے کہا۔

''اکبرا، اب جنگلوں کا یہ سفر ختم کر دے بھائی، نیا نگر پہنچ جاؤ، کل دن میں پورا دن سفر کریں گے اور ہو سکا تو رات کو بھی، یہ اپنا بھائی بھلا جو ہے اچھا آدمی ہے۔ سب سے بڑی بات اسی رہے کہ اے انگلس سرکس کے بارے میں جانتا ہے۔ ہو سکتا ہے اکبرا کہ اس کے جریئے ہمارا کام پورا ہو ئی جائے، بس اسی مارے اس کے ساتھ سپھر کرائی ہے، مگر اب دیر نہ لگائی ہے، جلدی سپھر کرو بھیا، دل اکتا گیا اسی سر بھگ دوڑ سے۔''

''جی شینخا، لیکن شارق کے بارے میں آپ نے کیا سوچا؟''

''ارے سارک، سارک کی رٹ تم لوگوں نے کا لگا رکھی ہے، جرا سوچو، ہمارا اس سے کا رستہ ہے بھائی، بس بلاوجہ چھوڑو ان باتوں کو، اب کا رکھا ہے ان باتوں میں۔''

''شیخا ایک سوال کرنا چاہتا ہوں آپ سے؟''

''ہاں کرو، سیکھا سے سوالوں کے علاوہ اور کا کر سکت ہو تم بھائی۔''

''اگر ہم لوگ اس کی مخالفت نہ بھی کرتے تو شیخا تو کیا آپ اسے سرکس میں جگہ دے سکتے تھے، اپنے درمیان رکھ سکتے تھے۔'' اکبر شاہ نے سوال کیا اور شیخا اسے دیکھنے لگا، پھر بولا۔

''دیکھو اکبرا، بات ای رہوے بٹوا، ہم اپنے کبیلے کو اکٹھا کر کے ای سرکس بنائی رہے، ہم جانت رہیں کہ ای کبیلے ماں سب ہمارے اپنے بچے رہیں، سب ہمارے وچھادار رہیں، کوئو باہر کا آدمی ہمیں نقصان بھی پہنچا سکت رہا ای مارے ہم ای پابندی لگائے رہیں، پر بٹوا ای بھی تو ہو سکت کہ کوئو اچھا آدمی ہمارے پاس آ جائے ہے، انسان تو بٹوا سب انسان ہی ہوت ہیں، ہم اپنی بات کا ہے کریں۔''

''ہوں گویا آپ کے پاس گنجائش تھی اس کی۔''

''ارے چھوڑو بٹوا، اب کا ہے کو ہمارے کان کھات رہے، جو ہو گیا سو گیا۔'' غلام شاہ نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا اور اکبر شاہ خاموش ہو گیا۔ نجانے کیوں اس کے دل میں بھی تھوڑی سی کسک تھی، حالانکہ اب تک جو وہ شارق سے نفرت کرتا رہا تھا صرف اس تصور کے ساتھ کہ شارق سونیا کو تنگ کرتا تھا لیکن اکبر شاہ بے وقوف نہیں تھا۔ سونیا کی کیفیت بھی دیکھ رہا تھا وہ بہت اداس نظر آ رہی تھی، عجیب مخمصے میں پھنس گئے تھے سب کے سب۔

بہر حال یہ رات گزاری گئی اور دوسری صبح سفر کا آغاز پھر سے ہو گیا۔ غلام شاہ کی ہدایت پر تمام گاڑیاں بڑی تیز رفتاری سے چلائی جا رہی تھیں، راستے کے بارے میں گفتگو ہوئی تھی بیاولی زیادہ دور نہیں رہی تھی اگر یہ لوگ تیز رفتاری سے سفر کرتے تو اب تک شاید بیاولی کے قریب پہنچ چکے ہوتے۔ لیکن اب ان کا اندازہ تھا کہ ایک یا دو دن کے سفر کے بعد وہ بیاولی کے پاس پہنچ جائیں گے اس سلسلے میں بھی گفتگو کرنا ضروری تھا اور غلام شاہ نے اکبر شاہ سے بات بھی کی تھی۔

''وہاں پہنچ کر ہمیں بھلے کا سہارا لینا ہوئی گوا اکبرا ے بھلا ہمارے لئے بہت کام کا آدمی ثابت ہو سکت ہے ای مارے ہم او کا ساتھ پکڑی اے، ویسے بھی اچھا آدمی ہے۔''

''ہاں شیخا بھلا ہمارے کام آ سکتا ہے۔'' غلام شاہ نے جواب دیا۔

آج کا سفر واقعی طوفانی سفر رہا تھا اور انہوں نے طویل ترین فاصلہ طے کر لیا تھا۔ بھلا صاحب نے قرب وجوار کے نشانات دیکھتے ہوئے شیخا سے کہا کہ بیاولی اب زیادہ دور نہیں ہے اور انہیں محتاط رہنا پڑے گا۔

''ای کا مطلب ہوئی بیرا؟'' غلام شاہ نے پوچھا۔

''میرا مطلب ہے شاہ صاحب کہ نیا نگر کے حالات کچھ گڑبڑ ہے، وہاں آپس کی مخالفتیں بھی چل رہی ہیں۔ وہاں کے بارے میں مجھے معلومات حاصل ہوئی تھیں، چنانچہ ہمیں تھوڑی سی احتیاط کرنا پڑے گی، خصوصاً ہمیں جگت سنگھ کے علاقے میں پہنچنا ہے، بیاولی ندی کے کنارے کچھ ایسے معاملات بھی بکھرے ہوئے ہیں جو بیرونی دنیا کے لوگوں کے لئے مشکل ثابت ہو سکتے ہیں، میں نے اپنے یونٹ کے لوگوں کو جس جگہ کا پتہ دیا تھا، وہ اب یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے اور ہمیں اس کے نشان ذہن میں رکھنا ہوں گے۔''

''ٹھیک ہے ہوا، جیسے تیرا دل چاہے کر، ہم تو تیرے ساتھ رہیں۔'' غلام شاہ نے جواب دیا کیمپ لگا دیا گیا تھا اور کیونکہ پچھلے دن کی نسبت آج غلام شاہ ذرا معتدل تھا اس لئے اس نے خیمے لگانے کی اجازت دے دی تھی۔ پچھلے تمام سفر کے دوران کنور جیت بھی حیرت انگیز طور پر سونیا سے کچھ دور دور رہا تھا لیکن اس کی کوئی خاص وجہ نہیں تھی بس کچھ ایسا ہی سلسلہ جاری رہا تھا کہ کنور جیت کی سونیا سے کوئی تفصیلی بات چیت نہیں ہو سکی تھی۔ لیکن اس وقت شام کے کھانے پینے کے بعد وہ سونیا کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ سونیا اس وقت اپنے خیمے میں تھی۔ کنور جیت نے اس کے بارے میں کسی سے پوچھا اور پھر وہ سونیا کے خیمے کا پردہ ہٹا کر اندر داخل ہو گیا، سونیا بستر پر دراز تھی۔

''ہیلو سونی۔'' کنور جیت نے اسے پکارا اور وہ اچھل پڑی۔ دوسرے لمحے وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ کہاں ہو بھئی جانتی ہو کب سے ملاقات نہیں ہوئی۔ راجکماری کا خرگوش پنجرے سے نکل کر کیا بھاگا ہے سب بدحواس ہو گئے۔ میں کہتا ہوں دوسروں سے اس کا کیا تعلق ہے؟'' سونیا کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا وہ تند نگاہوں سے کنور جیت کو دیکھ رہی تھی۔'' مجھے تو تم بھی اداس معلوم ہوتی ہو۔''

''کنور جی، کون سے جنگل کے جانور ہیں آپ؟'' سونیا کی غصے سے لرزتی ہوئی آواز ابھری۔

''کیا؟'' کنور کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

''کیا جنگل میں زندگی گزاری ہے آپ نے۔''

''میں سمجھا نہیں۔''

''آپ بلا اجازت میرے خیمے میں کیسے داخل ہوئے؟''

''واہ کمال ہے کیا اب مجھے تمہارے خیمے میں اجازت لے کر داخل ہونے کی ضرورت ہے؟''

''کیا سمجھتے ہیں آپ خود کو؟'' سونیا غرائی۔

''سونیا کیا ہو گیا تمہیں۔ موڈ کچھ خراب ہے کیا، اب میرے تمہارے درمیان کوئی تکلف رہ گیا ہے؟''

''ہمارے درمیان کوئی بے تکلفی ہے؟'' سونیا غرائی۔

''نہ جانے کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ کیا بات ہے سونیا؟''

''فوراً باہر نکل جایئے ایک لمحہ بھی آپ یہاں رکے تو۔''

''تو کیا ہوگا؟''

''آپ کی صورت نہ پہچانی جائے گی۔ آپ اپنے بارے میں کسی غلط فہمی کے شکار ہیں صرف شیتل کی دلچسپی کی وجہ سے آپ کو اتنی اہمیت دی گئی ہے ورنہ دو کوڑی کے آدمی ہیں آپ سمجھے۔''

''تم اپنے سنہرے مستقبل پر لات مار رہی ہو سونیا۔ عزت و دولت شہرت کو ٹھکرا رہی ہو تم نہیں جانتی ہو میں کیا ہوں؟''

''آپ ابھی تک یہاں موجود ہیں؟'' سونیا بستر سے نیچے اتر آئی۔ اس کی آنکھوں میں بھوکی شیرنی جیسی چمک تھی۔

''کیا کر سکتی ہو تم میرا۔'' کنور جیت نے کہا اسی وقت عقب سے کسی نے کنور جیت کی گردن دبوچ لی اور اکبر شاہ کی آواز سنائی دی۔

''اس کی باری بہت بعد میں آئے گی کنور جیت جی۔ پہلے تمہیں بندروں اور کتوں کے حوالے کیا جائے گا ان سے بچ گئے تو پھر بھی بہت سے جانور ہیں انسانوں کی تو باری ہی نہیں آئے گی۔''

''ارے شاہ صاحب آپ بھی۔ میری گردن تو چھوڑیئے۔ میری سمجھ میں کوئی بات نہیں آ رہی۔''

''ہو سکتا ہے قصور آپ کا نہ ہو بلکہ اس ماحول کا ہو جس میں آپ نے زندگی گزاری ہے یہ سرکس ہے یہاں پر فنکار جان کی بازی لگا کر عزت کی روزی کماتا ہے ہمارا ''سنہرا'' مستقبل ہماری مٹھی میں ہوتا ہے کسی اور سنہری چیز سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں سمجھے آپ!'' اکبر شاہ نے اس کی گردن چھوڑتے ہوئے کہا۔

''میں اس رویے کی وجہ جاننا چاہتا ہوں۔''

''عزت کے معنی سمجھتے ہیں آپ؟''

''کیوں نہیں۔''

''ہمارے یہاں سب سے قیمتی چیز عزت ہوتی ہے، شیتل نے آپ لوگوں سے دلچسپی کا اظہار کیا ہم سب نے آپ کی عزت کی اور اسی رشتے سے ہم

آپ کو اہمیت دیتے رہے لیکن آپ غلط فہمی کے شکار ہوئے۔''

''بات صرف اتنی سی ہے کہ میں بلا اجازت اس خیمے میں داخل ہو گیا۔''

''بہت بڑی بات ہے یہ...... یہ ایک لڑکی کا خیمہ ہے۔'' اکبر شاہ نے کہا اور کنور جیت اپنا کالر درست کرنے لگا اس کے دل میں شدید نفرت ابھر آئی تھی۔ دو کوڑی کے لوگ اور اتنے بڑے ہیرو کی بے عزتی۔ میں لاکھوں دلوں کی دھڑکن تھا وہ جس کی تصویریں حسین لڑکیوں کے تکیوں کے نیچے پائی جاتی تھیں...... لیکن موقع شناس تھا اور جانتا تھا کہ اس طرح نقصان اٹھا سکتا ہے چنانچہ اس نے کہا۔

''آپ لوگوں نے بہت بے تکلفی کا ماحول پیدا کر دیا تھا شاہ صاحب، کوئی غیریت ہی محسوس نہ ہوتی تھی اس سے یہ احساس نہ رہا آپ درست کہتے ہیں مجھے واقعی آواز دے کر اندر آنا چاہیے تھا معافی چاہتا ہوں۔''

''امید ہے آئندہ ہر طرح کا خیال رکھیں گے۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''جی بے شک...... ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔''

''فرمایئے۔''

''اس غلطی کو ابھی معاف کر دیا جائے۔''

''جی!'' اکبر شاہ نے کہا اور کنور جیت باہر نکل آیا۔ اس کا تن بدن جھلس گیا تھا پورے وجود میں آگ لگ رہی تھی ایسی بے عزتی کا اس نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔ بھلا صاحب پر دباؤ ڈال کر وہ ان لوگوں سے کنارہ کش ہو سکتا تھا لیکن اس طرح اس بے عزتی کا انتقام تو نہ لیا جا سکتا تھا اس کے لئے تو اسے بہت کچھ کرنا تھا بہت کچھ۔

❁❁❁

کوئی عام انسان اس ہولناک قید خانے سے نکلنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ یہاں زبردست انتظامات تھے لیکن چنکو پر کچھ کر دکھانے کی دھن سوار تھی۔ اس نے اپنے ننھے سے وجود سے پورا پورا فائدہ اٹھایا تھا۔ پہریدار اگر کسی تحریک پر نگاہ رکھتے تھے تو کم از کم انسانی قد و قامت ان کے ذہن میں ہوتا تھا وہ اس ننھی تحریک پر توجہ نہیں دے سکے اور چنکو قید خانے سے باہر نکل آیا اس کے بعد اجے پال سنگھ کے بتائے ہوئے راستے پر اس کا سفر جاری ہو گیا تھا۔

عجیب اجاڑ اور ویران علاقہ تھا راستے میں کہیں کہیں درخت نظر آئے تھے لیکن خشک اور ویران ان پر قدرتی سبزہ بھی نہیں تھا پھٹکار برس رہی تھی ماحول

پر...... اور اس کی وجہ معلوم تھی اس علاقہ پر ایسے حکمران مسلط کر دیئے گئے تھے جو لٹیرے تھے پتہ نہیں آبادیوں کا کیا حال تھا لیکن وہ بھی اس سے مختلف نہ ہوں گی چنکو کا سفر جاری رہا دو تین بار اس نے گھڑسواروں کو آتے جاتے دیکھا اور ان کی نگاہوں سے بچنے کے لئے چھپ گیا پھر کٹے ہوئے درختوں کا جنگل اسے نظر آ گیا۔ یہ جنگل کے بجائے درختوں کا قبرستان معلوم ہوتا تھا کسی زمانے میں یہاں سرسبز و شاداب درخت ہوں گے لیکن ان درختوں کو بے ڈھنگے انداز میں کاٹ کر بیچ دیا گیا تھا۔ راون سنگھ اور اس کے ہرکارے ہر چیز کو تباہ کر رہے تھے۔ عوام سے سب کچھ چھینا جا چکا تھا اور اپنے تعیش پر لٹا دیا گیا تھا درختوں کے ان تنوں کے پاس سے گزرتے ہوئے اچانک چنکو کو رکنا پڑا چار گھڑسوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے اسی طرف آ رہے تھے چنکو ان تنوں کے درمیان خود بھی ساکت ہو گیا۔ گھڑسواروں کو گمان بھی نہ ہو سکا تھا کہ قبروں کے کتبے جیسے نظر آنے والے ان تنوں میں ایک انسان بھی پوشیدہ ہے۔ بالآخر اسے دور سے آبادی نظر آ گئی بھورے بھدے ٹیالے مکانات بکھرے ہوئے تھے اور ان پر خاموشی مسلط تھی زندگی کی کوئی رونق یہاں نظر نہ آتی تھی۔

بستی کے پہلے گھر کے سامنے چنکو رک گیا گھر کی درو دیواریں گری ہوئی تھیں اور ان کے گر جانے سے اندر کا پورا منظر عیاں تھا۔ ایک میلی کچیلی سی عورت اینٹوں کے ڈھیر پر مٹی کی ہانڈی رکھے ہوئے کچھ پکا رہی تھی تین لاغر بچے اس کے آس پاس بیٹھے ہوئے ندیدی نظروں سے ہانڈی کو دیکھ رہے تھے۔ چنکو ایک گری ہوئی دیوار کی آڑ میں کھڑا ہو گیا اس نے دور سے دو گھڑسواروں کو اس طرف آتے دیکھ لیا تھا اس لئے اس نے اپنے آپ کو پوشیدہ کر لیا۔ گھڑسوار سیدھے جا رہے تھے پھر نہ جانے کیوں انہوں نے اپنے رخ بدل لئے اور اسی طرف آنے لگے۔ عورت نے بھی انہیں دیکھ لیا تھا اور اس کے چہرے پر اضطراب کے آثار پھیل گئے۔ اس کے خشک ہونٹ کپکپانے لگے اور وہ سہمی ہوئی نگاہوں سے ان گھوڑے سواروں کو دیکھنے لگی۔ جو قریب آ کر گھوڑوں سے نیچے اتر گئے بچے سہم کر ایک دوسرے سے چمٹ گئے تھے گھڑسواروں میں سے ایک نے پوچھا۔

''کیا پک رہا ہے؟'' اس کے انداز میں تضحیک تھی۔

''کچھ نہیں...... کچھ نہیں بھائی بس زمین میں گڑی ہوئی گانٹھوں کو کھود کر نکال لیا ہے اور انہیں ابال رہی ہوں بچوں کے لئے کئی دن کے بھوکے ہیں یہ......''

''زمین میں گڑی ہوئی گانٹھوں کو، کیسی گانٹھوں کو......؟'' دوسرے گھڑسوار نے پوچھا۔

''بھائی زمین میں کچھ خودرو پودوں کی جڑیں ہوتی ہیں پودے سوکھ جانے کے بعد یہ جڑیں زمین میں رہ جاتی ہیں میں نے وہی جڑیں کھودی ہیں۔''

''ہوں...... ہانڈی کھول کر دکھاؤ۔'' ان میں سے ایک نے ہانڈی کے قریب آ کر کہا اور عورت نے جلدی سے گرم ہانڈی کا ڈھکن اس پر سے ہٹا دیا۔ گھڑسواروں میں سے ایک نے اندر ہاتھ ڈال کر پانی میں سے گول گول سی کوئی چیز نکالی اور اسے قریب کر کے دیکھنے لگا پھر اس نے اسے دبا کر دیکھا

اور مسکراتی نگاہوں سے دوسرے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''لو ذرا اسے ٹھنڈا کر کے چھیل کر دیکھو کیسی ہے؟''

''دوسرے ساتھی نے اپنے ساتھی کی ہدایت پر عمل کیا اور اس جڑ کو چھیل کر تھوڑا سا چکھ کر دیکھا پھر مسکراتا ہوا بولا۔

''بڑے کمینے ہیں لوگ ایسی ایسی خفیہ چیزیں ایجاد کرتے ہیں کہ ہمیں پتہ تک نہیں لگ پاتا یہ تو بہت مزیدار ہے۔''

''ہوں یہ عورت کہتی ہے کہ اس نے اسے زمین سے کھود کر نکالا ہے......''

''سچ کہتی ہوں بھائی جگہ جگہ ایسی جڑیں بکھری پڑی ہیں تم خود دیکھ لو، کھود زمین نکال لو جگہ جگہ مل جائیں گی۔''

''آئندہ نہیں ملیں گی اطمینان رکھو، چلو ساری جڑیں نکال کر ہمیں دو اور ذرا بتاؤ یہ کیسی زمین میں ملتی ہیں؟''

''یہ تو جانور بھی نہیں کھاتے بھائی تم لوگ ان کا کیا کرو گے میرے بچے کئی دن کے بھوکے ہیں اگر مناسب سمجھو تو انہیں چھوڑ دو ان کے پیٹ بھر جائیں گے۔''

''اور ہمارے پیٹ کون بھرے گا آنے والا وقت بتا رہا ہے کہ ہمارے اپنے لئے بہت سے مسئلے پیدا ہو جائیں گے تم نے اچھا کیا کہ ان جڑوں کی نشاندہی کر دی......اب یہ ساری جڑیں کھود کر نکال لی جائیں گی۔''

''چلو دیر ہو رہی ہے۔'' دوسرے آدمی نے کہا اور ابلی ہوئی جڑیں ایک کپڑے میں رکھ کر وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور وہاں سے واپس چل پڑے بچے رونے لگے تھے عورت کی آنکھوں سے بھی آنسو نکل آئے تھے پھر اس نے بچوں کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''فکر مت کرو میں ابھی دوسری جڑیں کھود کر تمہارے لئے ابال دیتی ہوں۔''

''چنکو خاموشی سے یہ سب کچھ سن رہا تھا اس معمولی سے واقعے سے اس آبادی کی صورت حال اس کی نگاہوں میں واضح ہو گئی تھی اجے پال سنگھ نے غلط نہیں کہا تھا یہاں جو کچھ ہو رہا ہے اگر اس میں اسے کامیابی حاصل ہو جائے تو زندگی کی بازی لگا کر بھی ان انسانوں کو زندہ رکھنے کے لئے یہ برا نہیں ہوگا۔ اس واقعے نے اس کے دل میں حوصلے پیدا کر دیئے تھے وہ آہستہ آہستہ دیوار کے قریب سے آگے بڑھا اور عورت کے سامنے پہنچ گیا عورت اسے دیکھ کر سہم گئی۔ بیچاری شاید ہر جاندار شے سے سہم جاتی تھی چنکو نے ہمدردی سے کہا۔

''مجھ سے ڈرو نہیں میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا اگر چاہو تو ایسی جڑیں کھودنے میں، میں تمہاری مدد کروں۔''

''کک......کون ہو تم، کون ہو بھائی......؟''

''تمہارے جیسا انسان ہی ہوں سمجھ لو ذرا سا چھوٹا ہوں، اچھا اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ یہاں سری رام مندر کس جگہ ہے؟''

''سیدھے چلے جاؤ بالکل آخری سرے پر تمہیں سری رام مندر مل جائے گا اس کے کلس پر چاند کا نشان بنا ہوا ہے وہی سری رام مندر ہے۔''

''ٹھیک ہے میرے بارے میں کسی کو کچھ بتانا نہیں میں تم لوگوں کے لئے جدوجہد کر رہا ہوں۔''

بات عورت کی سمجھ میں نہیں آسکتی تھی بہرطور چنکو وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ بستی سے گزرتے ہوئے اسے ایسا ہی محسوس ہوا تھا جیسے کوئی آسیب زدہ بستی ہو، دکانیں تھیں مگر خالی پڑی ہوئی تھیں، ان کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور اندر کچھ بھی نہ تھا، لوگ گلیوں، سڑکوں اور بازاروں میں مارے مارے پھر رہے تھے، ہر ایک کسمپرسی کا شکار نظر آتا تھا، ان کے جسموں پر چیتھڑے جھول رہے تھے، ایک شخص کا بھی لباس ثابت نظر نہیں آیا تھا...... ہاں ان کے درمیان ویسے ہی گھڑ سوار دندناتے پھر رہے تھے ان کی رنگ رلیاں صاف نگاہوں میں آ جاتی تھیں۔ چنکو کا دل رونے لگا بہرطور وہ کسی نہ کسی طرح سری رام مندر تک پہنچ گیا تھا۔ مندر کے آخری سرے پر کسی دھات کا بنا ہوا چاند کا نشان اسے صاف نظر آ گیا تھا۔ مندر کے دروازے پر پہنچنے کے بعد اس نے چاروں طرف دیکھا اور پھر دروازے سے اندر داخل ہو گیا اندر کچھ پنڈت پجاری موجود تھے ان میں سے ایک نے اس سے پوچھا۔

''کیا تم مجھے پنڈت دھابے رام جی کے بارے میں بتا سکتے ہو؟'' پجاریوں نے حیرت سے اس چھوٹے سے ننھے سے انسان کو دیکھا اور پھر ان میں سے ایک اسے ساتھ لئے ہوئے اندر چل پڑا۔ اسے پنڈت دھابے رام جی کے سامنے پہنچا دیا گیا تھا۔ پنڈت جی اچھی جسامت کے ایک سنجیدہ شکل کے آدمی تھے۔ انہوں نے اس سے پوچھا۔

''کہو بھائی کیا کام ہے، مجھ سے؟''

''بہت دور سے آ رہا ہوں پنڈت جی اکیلے میں آپ سے بات کرنی ہے۔''

''آؤ میرے ساتھ اندر آ جاؤ۔'' پنڈت دھابے رام نے کہا اور چنکو ان کے ساتھ اندر پہنچ گیا۔

''کہو کیا بات ہے کون ہو تم، میں نے پہلے تمہیں کبھی اس بستی میں نہیں دیکھا۔''

''میں اس بستی کا باشندہ نہیں ہوں قید خانے سے آ رہا ہوں۔''

''نارہ کے قید خانے سے......؟'' پنڈت جی نے پوچھا۔

''ہاں، جہاں اجے پال سنگھ اور زخمی کرن سنگھ قید ہیں۔'' پنڈت جی نے مضطربانہ نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا پھر بولے۔

''تت......تم تم سچ کہہ رہے ہو کیا؟''

''ہاں پنڈت جی کرن سنگھ بہت زخمی ہے اسے دواؤں کی ضرورت ہے اور اجے پال سنگھ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ میں آپ سے کہوں کہ یہ

دوائیں آپ مہیا کر دیں کیونکہ آس پاس کہیں بھی نہیں ہیں۔''

''کک......کیسی باتیں کر رہے ہو تم کون اجے پال سنگھ کون کرن سنگھ میں کچھ نہیں جانتا تم مجھ سے یہ باتیں کیوں کر رہے ہو بھائی......؟''

''سرخ سویرا جاگ رہا ہے پنڈت جی، سرخ سویرا جاگ رہا ہے۔''

''ایں......'' پنڈت جی چونک کر اسے دیکھنے لگے پھر آہستہ سے بولے۔

''اگر تم سچے ہو تو بھگوان تمہیں خوش رکھے اور اگر جھوٹے ہو تو جو بھگوان نے تقدیر میں لکھ دیا ہے وہ تو ہو کر ہی رہے گا۔''

''دواؤں کا یہ پرچہ ہے...... مجھے یہ دوائیں فوراً درکار ہیں۔ کرن سنگھ کی حالت خطرے میں ہے اگر یہ دوائیں نہ ملیں تو اس کی زندگی بھی جا سکتی ہے۔''

''بھگوان نہ کرے ذرا دکھاؤ کون کون سی دوائیں ہیں؟'' پنڈت جی نے کہا اور چنکو نے وہ پرچہ نکال کر ان کے سامنے کر دیا پنڈت جی پرچہ پڑھتے رہے پھر آہستہ سے بولے۔

''دوائیں مل جائیں گی مگر مجھے کیسے یقین آئے کہ تم سچے ہو؟''

''اگر سرخ سویرا پر بھی تمہیں یقین نہیں ہے تو میرے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں ہے پنڈت دھابے رام جی۔''

''نہیں نہیں یہ بات، یہ بات اچھا ٹھیک ہے مگر تم یہ بتاؤ کہ قید خانے سے نکل کیسے آئے؟''

''اپنے اس چھوٹے قد و قامت کی وجہ سے میں نے زندگی کی بازی لگا کر یہ خطرہ مول لیا ہے۔''

''ہوں ٹھہرو میں تمہیں کچھ کھلاتا پلاتا ہوں یہاں کچھ نہیں ہے بھائی پر جو کچھ ہے مہمان کے لئے وہی پیش کئے دیتا ہوں۔''

''چنکو نے کوئی جواب نہیں دیا بیچارے پنڈت جی نے ستو کا ایک گلاس بنا کر اسے دیتے ہوئے کہا۔

''یہ ہماری آخری پونجی ہے بھائی اسے سویکار کر لو۔'' چنکو نے کوئی اعتراض نہیں کیا اسے خود بھی بھوک محسوس ہو رہی تھی بہرطور اس سے فارغ ہونے کے بعد پنڈت جی نے آہستہ سے کہا۔

''دوائیں میں تمہیں لائے دیتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی ایک پیغام بھی دینا چاہتا ہوں ڈاکٹر اجے پال کے لئے۔''

''ہاں ضرور دیجئے پنڈت جی وہ کیا؟''

جاری ہے......

''پرسوں رات، پرسوں رات ہم قید خانے پر حملہ کر رہے ہیں یہاں کی صورتحال بہت زیادہ خراب ہو گئی ہے اور اب ہمارے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ ہم ٹولے کے ساتھ یہاں سے نکل کر سرحد پار کرنے کی کوشش کریں۔ سرحد پر بندوبست کر لیا گیا ہے کرن سنگھ جی کو بھی تیار رکھنا، ٹھاکر اجے پال سنگھ سے کہنا کہ جس طرح بھی بن پڑے کرن سنگھ کو سنبھال کر اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کرے اس کے علاوہ ہمارے چارہ کار نہیں ہے۔ ہماری نشاندہی ہو چکی ہے اور کوئی بھی سمے ایسا آ سکتا ہے کہ راون سنگھ کے آدمی ہم پر ٹوٹ پڑیں۔'' چنکو نے بہت غور سے یہ تفصیل سنی پھر اس نے کہا۔

''پرسوں کی رات کو کس وقت قید خانے پر حملہ کیا جائے گا؟''

''پرسوں کی رات کالی ہے کسی بھی سمے یہ کام ہو سکتا ہے لیکن بھائی اگر بھگوان نے تیرے سینے میں دل رکھا ہے تو ہمارے ساتھ کوئی دھوکا نہ کرنا یہاں انسان انسانوں کی طرح نہیں کتوں کی طرح جی رہے ہیں ہم ایک آخری جدوجہد کر رہے ہیں کہ ٹھاکر جگت سنگھ کو کسی بھی طرح یہ تمام صورتحال بتا کر دہائی دیں فریاد کریں ان سے کہ ہمیں اس عذاب سے نکال لے۔''

''ٹھیک ہے پنڈت جی آپ وہ دوائیں مجھے دے دیں اس کے بعد میں یہاں سے واپسی کا سفر طے کروں گا۔'' پنڈت جی اسے بٹھا کر اندر چلے گئے تھے نہ جانے دواؤں کی فراہمی کا کیا ذریعہ تھا ان کے پاس واپسی میں کافی دیر لگی تھی تمام دوائیں کپڑے کی تھیلی میں رکھی ہوئی تھیں پنڈت جی نے کہا۔

''تمہاری واپسی کے لئے کیا کیا جائے؟''

''کچھ نہیں، یہاں تک آتے ہوئے میں نے جو کچھ دیکھا ہے وہ کافی ہے میں چلا جاؤں گا۔'' چنکو نے کہا۔

''ہم تمہارے لئے دعاؤں کے علاوہ اور کچھ کر بھی نہیں سکتے بھائی بھگوان تمہاری سہائتا کرے۔''

چنکو وہاں سے رخصت ہو گیا دوائیں اس نے بڑی احتیاط سے اپنے لباس میں چھپا لی تھیں جو کچھ اس کی آنکھوں نے دیکھا تھا اس نے اس کے دل میں ایک جذبہ پیدا کر دیا تھا جہاں انسانوں کے لئے زندگی اتنی مشکل کر دی جائے کہ وہ گھاس پھونس بھی نہ کھا سکیں وہاں کیا کچھ نہیں ہو سکتا ان جیتے جاگتے انسانوں کے لئے زندگی بخوشی قربان کی جا سکتی ہے۔ واپسی کے سفر میں بھی کم مشکلات نہ پیش آئیں لیکن ان کے جذبے ہم سفر تھے اس لئے یہ مشکل آسان لگ رہی تھی البتہ قید خانے کی حدود میں داخل ہوتے ہوئے اسے دیکھ لیا گیا اور بھاگ دوڑ شروع ہو گئی چنکو کو اس خوفناک صورتحال سے نمٹنے کے لئے انتہائی کوشش کرنی پڑی تھی۔ وہ اپنی تمام تر صلاحیتوں سے کام لے کر ان لوگوں کے نرغے سے بچتا رہا تھا اور اس نے انتہائی کوشش کی تھی کہ وہ کسی صورت نہ دیکھا جا سکے وہ پوری ذہانت سے ان لوگوں کو چکر دیتا ہوا اندر داخل ہوا تھا ادھر اندر بھی اسی بھاگ دوڑ کا عالم ہو گیا تھا اور سب سہمے ہوئے تھے چنکو قید خانے کے روشندان سے کودا تو وہاں کھلبلی مچ گئی وہ دوڑتا ہوا سلاخوں سے اندر داخل ہو گیا پہلے اس نے دوائیں پوشیدہ

کیں پھر منکو کو مختصر تفصیل بتا کر بستر میں جا گھسا۔ اس دوران منکو اس بستر کو اس طرح بچھائے ہوئے تھا جیسے کوئی سو رہا ہو چنکو کو کچھ بتانے کا موقع نہ مل سکا اور بے شمار لوگ قید خانے میں گھس آئے۔ منکو صورت حال سمجھ گیا تھا وہ فکر مندی شکل بنا کر سلاخوں کے پاس آ بیٹھا۔

''تمہارا دوسرا ساتھی کہاں ہے؟'' قید خانے کے داروغہ نے کڑک کر پوچھا۔

''کیوں ...... کیا تم اسے سیر کرانے لے گئے تھے۔''

''بکواس کی تو کتے کی موت مار دوں گا ...... دوسرا ساتھی کہاں ہے تمہارا۔''

''میں نے تمہارے سپاہیوں کو بتایا تھا کہ وہ بیمار ہے وہ تمہیں نظر نہیں آیا۔''

''منکو نے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اٹھاؤ اسے ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔'' منکو گردن ٹیڑھی کر کے اٹھا اور اس نے چنکو پر سے چادر ہٹا دی، داروغہ کے پہریدار پر الجھن کے آثار نمودار ہو گئے اس نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

''تمہارے جیسے قد و قامت کا تمہارا کوئی اور ساتھی بھی ہے۔''

''آہ ...... وہ ہمارا تیسرا بھائی ہے ...... کہاں ہے وہ ......'' منکو اچھل کر بولا چنکو بھی اٹھ کر بیٹھ گیا تھا اس کے حلق سے آواز نکلی۔

''منکو ...... میرا بھائی کہاں ہے وہ ہمیں اس سے ملا دو کہاں ہے میرا بھائی۔''

''وہ تیسرا ہے ...... آؤ اسے تلاش کریں۔'' داروغہ نے کہا اور وہ لوگ بھاگتے ہوئے یہاں سے نکل لئے تمام قیدی سلاخوں سے لگے کھڑے تھے انہیں چنکو کے مشن کے بارے میں معلوم تھا اجے پال سنگھ نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

''کیا تم کامیاب ہو گئے؟''

''ہاں میں دوائیں لے آیا ہوں ...... اور ساتھ ہی پنڈت دھابے رام جی کا پیغام بھی۔'' چنکو نے کہا اور دواؤں کا تھیلا لے کر سلاخوں سے باہر نکل آیا۔ اجے پال سنگھ کا چہرہ مسرت سے سرخ ہو گیا تھا۔

قید خانے کی فضا میں بڑی سنسنی پھیلی ہوئی تھی تمام ہی قیدیوں کو ان غیر معمولی ننھے نوجوانوں کے بارے میں معلوم ہو چکا تھا اور وہ چنکو کی کامیابی کے منتظر تھے پھر اس کی واپسی پر انہیں خوشی ملی تھی اور اس کے بعد جب قید خانے کے سپاہی چنکو کی تلاش میں آئے تو وہ دم بخود رہ گئے تھے انہیں خطرہ ہوا تھا کہ اب وہ دونوں مصیبت کا شکار ہو جائیں گے لیکن انہوں نے کامیابی سے سپاہیوں کو بے وقوف بنا کر واپس کر دیا تھا۔

اجے پال سنگھ نے دواؤں کا تھیلا چنکو سے لے لیا اور انہیں دیکھنے لگا پھر اس نے لرزتی آواز میں کہا کرن سنگھ کی زندگی بچانے کے لئے تم نے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے اسے ہم لوگ کبھی نہ بھولیں گے اگر وقت نے مہلت دی تو ہم تمہارا یہ احسان اتارنے کی کوشش کریں گے۔ اوہ کچھ آہٹ محسوس ہو رہی ہے تم اپنی جگہ چلے جاؤ شاید ان لوگوں نے تمہیں دیکھ لیا ہے وہ کسی تمہارے جیسے کی تلاش میں ناکام ہو کر دوبارہ یہاں آئیں گے۔'' چنکو کے حساس کانوں نے بھی آہٹیں محسوس کر لی تھیں چنانچہ وہ برق رفتاری سے واپس پلٹا اور انتہائی آسانی سے سلاخوں سے اندر پھسل گیا سپاہی دوبارہ آ رہے تھے اور ان کا رخ کوٹھری کی طرف تھا انہوں نے خونخوار انداز میں انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ ہمارے ہاتھ نہیں آ سکا ہے اور کسی ایسی جگہ چھپ گیا ہے جہاں ہم اسے دیکھ نہیں سکتے لیکن اگر وہ ہمیں نظر آ گیا تو ہم اسے گولی مار دیں گے۔''

''نہیں...... تم ایسا نہیں کرو گے تم جانتے ہو کہ ہم ٹھاکر بلبیر سنگھ کے مہمان ہیں اور انہوں نے ہمیں ایک خاص مقصد کے تحت یہاں لا کر رکھا ہے ہمارا تیسرا بھائی فرار ہو گیا تھا اس لئے وہ یہاں نہ آیا اب اگر وہ آ گیا ہے تو تم اسے گرفتار کر کے یہاں لے آؤ اگر تم نے اسے کوئی نقصان پہنچایا تو اس کا جواب دینا پڑے گا تمہیں۔ وہ ضرور ہماری تلاش میں یہاں آیا ہو گا اسے کوئی نقصان نہ پہنچانا۔'' منکو نے عاجزی سے کہا۔

''تم اگر چاہو تو ہمیں یہاں سے نکال کر لے جاؤ ہم اسے آواز دے کر بلا لیں گے وہ تمہارا بگاڑ بھی کیا سکتا ہے وہ تو ہم سے بھی زیادہ کمزور ہے۔'' چنکو نے بسورتے ہوئے کہا۔

''ایسا کرلو رام چرن۔'' ایک سپاہی نے دوسرے سے کہا۔

''دماغ خراب ہوا ہے تمہارا انہیں قید خانے سے نکال کر مصیبت میں پڑنا ہے۔'' اس کے بعد وہ پھر واپس چلے گئے تھے۔

چنکو نے مسکرا کر منکو کو آنکھ ماری۔ ''اب تو ایسا لگتا ہے جیسے واقعی ہمارا ایک اور بھائی پیدا ہو گیا ہے۔ منکو نے منہ بنا لیا تھا پھر اس نے پوچھا باہر کے کیا حالات ہیں؟''

''ایسے منکو کہ اگر تم دیکھ لو تو آنسو نہ روک سکو۔'' چنکو اسے عورت کا واقعہ سنانے لگا۔

''مگر ہم کیا کر سکتے ہیں ان کے لئے؟''

''جو کچھ بن پڑے گا کریں گے ویسے ایک اطلاع دینی ہے اجے پال سنگھ کو۔''

''کیا......؟''

''پرسوں رات قید خانے پر حملہ ہونے والا ہے وہ لوگ قیدیوں کو آزاد کرانے کی کوشش کریں گے۔''

''کون لوگ؟''

''ان میں ایک مندر کا پجاری دھابے رام ہے دوسرے یقیناً اس کے ساتھ ہوں گے ان کا ارادہ ہے کہ ان قیدیوں کو رہا کرا کے وہ سرحد پار کریں گے اور جگت سنگھ کے علاقے میں چلے جائیں گے جہاں وہ لوگ راون سنگھ کے خلاف کام کرنے میں ناکام رہے ہیں۔''

''مصیبتیں ہی مصیبتیں ہیں قید خانے پر حملہ ہوگا تو ہم کیا کریں گے......'' منکو نے کہا۔

''ڈھول بجائیں گے نہ جانے تمہیں کیا ہو گیا ہے منکو تم اتنے بزدل تو کبھی نہ تھے۔''

''اس میں بزدلی کی کیا بات ہے ہم ایسے جال میں گرفتار ہو گئے ہیں جس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔''

''تعلق ہے منکو یہاں جیتے جاگتے انسانوں کا جو حال ہے وہ دیکھا نہیں جاتا سوچو اگر ہمارے ننھے وجود جو عام انسانوں سے کمتر ہیں ان لوگوں کی مدد کر سکے تو کیا یہ ہماری زندگی کا مقصد نہ ہوگا کیا یہ ہمارا کارنامہ نہ ہوگا؟''

''تم کیا کرنا چاہتے ہو......؟''

''اس فرار میں ان کی مدد اور ہم خود بھی ان کے ساتھ نکل چلیں گے۔''

''اور بلبیر سنگھ کے ساتھ رہ کر شیتا کی مدد کے بارے میں جو سوچا تھا۔''

''اس سے کیا فرق پڑتا ہے اگر کسی طرح شیتا ہمیں مل جائے تو اسے ہوشیار کیا جا سکتا ہے۔ دوسری صورت میں کون جانے کہ منحوس بلبیر ہمیں کس طرح شیتا کے خلاف استعمال کرے گا ہم ان کے ہاتھوں بھی مجبور ہوں گے اور وہ ہم سے اپنی مرضی کے مطابق کام لے سکتا ہے۔''

''تم کوئی نہ کوئی جواز نکال لیتے ہو بہر حال اس سلسلے میں اجے پال کو جو اطلاع دینا چاہتے ہو وہ تو دے ہی دو لیکن ہمارا اپنا کیا پروگرام رہے گا۔ یہ ہمارے درمیان طے ہو جانا چاہئے۔'' چنکو کچھ سوچنے لگا پھر اس نے کہا۔

''پرسوں رات قید خانے پر حملہ ہوگا اگر بیرونی طور پر قید خانے کے سپاہی حملہ آوروں کی طرف متوجہ ہو گئے تو اس بات کے امکانات بھی ہیں کہ اندرونی طور پر قید خانے کے تحفظ کے لئے مسلح سپاہی یہاں پہنچ جائیں گے اور ہمیں بندوقوں کے زور پر لے لیا جائے گا۔ ایسی صورت میں باہر سے حملہ کرنے والوں کو کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ سپاہیوں کا جو رویہ تم نے دیکھا ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اگر بیرونی طور پر حملہ آوروں کی وجہ سے انہیں ناکامی ہوئی تو وہ اندر موجود قیدیوں کو بھون کر رکھ دیں گے کیا خیال ہے تمہارا کیا ایسا ممکن نہیں ہے؟''

''اگر ہے بھی تو ہم کیا کر سکتے ہیں؟''

''اندرونی طور پر مقابلہ کرنے کی تیاریاں......'' چنکو نے جواب دیا اور منکو ہنس پڑا......

''تو باقاعدہ فوجی کمانڈر بننے کی کوشش کر رہے ہو۔''

''نہیں منکو میں صرف اپنا انسانی فرض پورا کرنا چاہتا ہوں ہماری کمزور زندگیاں سرکس میں انسانوں کے دل بہلانے میں اب تک صرف ہوئی ہیں اگر ہم صرف پیٹ کیلئے زندہ رہے ہیں تو بہر طور یہ کوئی کارنامہ نہیں ہے اگر انسانی زندگیوں کو مصیبت سے نکالتے ہوئے ہماری یہ بیکار زندگیاں کام بھی آجائیں تو ہماری روح کو خوشی ہوگی دنیا میں کچھ کر کے مرنا نجانے کتنوں کی خواہش ہوتی ہے لیکن انہیں موقع نہیں ملتا اگر ہمیں یہ موقع مل رہا ہے تو ہم اس سے منہ نہیں موڑ سکتے قید خانے میں اپاہجوں کی طرح پڑے رہنا ہمارے شایان شان نہیں ہے کیونکہ ہماری تربیت شیخانے کی ہے اگر ہم معمولی قیدیوں کی طرح کبھی شیخا کے سامنے پہنچ گئے تو اس کی گردن شرم سے جھک جائے گی اور وہ کہے گا کہ تم نے مجھ سے کچھ نہ سیکھا۔''

''بس بس کمانڈر بننے کے ساتھ ساتھ تو مقرر بھی بنتا جا رہا ہے مگر بیوقوف آدمی یہ تو بتا اندرونی طور پر ہم ان سے مقابلے کے بارے میں کیسے سوچ سکتے ہیں اور کیا کر سکتے ہیں......؟''

''دیکھو کام بہت مشکل ہے لیکن ہمیں کرنا ہوگا آج کی رات اور کل کا دن ہے ہمارے پاس ہم یہ کوشش کریں گے کہ یہاں اس قید خانے کا اسلحہ حاصل کر کے اپنے قبضے میں لے لیں تا کہ جب بیرونی طور پر حملہ ہو تو ہم اندرونی طور پر سپاہیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے اور حملہ آوروں کی مدد کے لئے تیار رہیں۔''

''اور جیسے یہ کام آسان ہوگا......''

''ہم آسان کام کرنے کے لئے تو اس دنیا میں نہیں آئے۔ ذرا غور کرو سونیا ہمارے لئے کیا کیا آئٹم تیار کرتی تھی ہم فضاؤں میں اڑتے پھرتے تھے ہم گیند کی شکل اختیار کر لیا کرتے تھے اور گیند ہی کی مانند پھرتی سے اچھلتے کودتے پھرتے تھے کیا عام انسان یہ کام کر سکتے ہیں جب ہم وہ سب کچھ کر سکتے ہیں تو پھر یہاں ایک اہم مسئلے میں ہمارے اندر یہ بزدلی کیوں پیدا ہوگئی ہے۔''

''مگر میرے بھائی فرض کرو اگر تم اسلحہ خانہ تلاش کرنے میں کامیاب ہوگئے تو اسے پوشیدہ کہاں کرو گے اور پھر سلاخوں کے پیچھے موجود قیدی مقابلہ کرنے کے لئے باہر کیسے آسکیں گے؟''

''یہ ذمہ داری چنکو پر چھوڑ دی جائے۔''

''ٹھیک ہے میں نے کبھی تم سے انحراف نہیں کیا ہے جواب کروں گا۔'' منکو نے محبت بھری نگاہوں سے اپنے بھائی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

باہر سکون پھیل گیا تھا اور سامنے کی کوٹھڑی میں ڈاکٹر اجے پال سنگھ اپنے بھائی کرن سنگھ کو وہ دوائیں استعمال کرا رہا تھا جس کی اسے ضرورت تھی کافی دیر تک یہ دونوں بیٹھے ڈاکٹر اجے پال سنگھ کے کام ختم ہونے کا انتظار کرتے رہے۔ اجے پال سنگھ کچھ دیر کے بعد اس کام سے فارغ ہو گیا اور سلاخوں کے پاس آ کھڑا ہوا۔ وہ عجیب نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا قیدیوں میں ایک پراسراری خاموشی چھائی ہوئی تھی وہ سب ایک دوسرے کے دکھ سے آشنا تھے اور ہر صورت حال میں برابر کے شریک۔ ڈاکٹر اجے پال سنگھ نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

''چنکو میری بات سنو۔'' اور چنکو اور منکو سلاخوں کے پاس آ کھڑے ہوئے ڈاکٹر اجے پال نے کہا۔

''میں کس دل سے تمہارا شکریہ ادا کروں، کس زبان سے وہ الفاظ ادا کروں جو میرے دل میں تمہارے لئے ہیں۔ میرے بھائی کی زندگی بچانے میں تم نے جو سخت اور مشکل کام کیا ہے درحقیقت وہ کسی انسان کے بس کا روگ نہیں تھا۔ میں نہیں جانتا کہ تمہارے اندر یہ شاندار صلاحیتیں کہاں سے پیدا ہوئیں لیکن اتنا میں ضرور جانتا کہ تم آکاش سے دھرتی پر صرف اس لئے اترے ہو کہ ہماری مدد کر سکو۔ میرے دوست میرا دل چاہتا ہے کہ اپنی جان تم پر نچھاور کر دوں میرا بھائی کرن سنگھ اب یقیناً زندگی کی جانب لوٹ آئے گا۔'' چنکو نے گردن خم کرتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر اجے پال سنگھ ہم ننھے ننھے سے وجود اس دنیا میں مضحکہ خیز نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے اور لوگ ہمارے بارے میں بس ایک ہی تصور رکھتے ہیں کہ ہمارے چھوٹے قد کو دیکھیں، ہماری حرکتوں کو دیکھیں، مسکرائیں اور خوش ہوں چنانچہ یوں سمجھ لو کہ ہم نے اپنی ان جسمانی قوتوں سے بغاوت کی اور اپنے آپ کو عام انسانوں سے برتر ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف ہو گئے۔ خیر یہ دیگر بات ہے کہ میں اب تمہیں وھابے رام جی کا ایک پیغام دینا چاہتا ہوں کیا یہ پیغام سب کے سامنے دیا جا سکتا ہے؟''

''یہاں ان کوٹھڑیوں میں جو لوگ موجود ہیں وہ سب ایک ہی عذاب میں گرفتار ہیں شاید تم نے باہر نکل کر اس آبادی کو دیکھا ہو جو ناڑہ کہلاتی ہے صرف اسی آبادی کی بات نہیں ہے میرے دوست اس علاقے کی تمام آبادیوں میں اس وقت زندگی اور موت کی کشمکش ہو رہی ہے۔ ٹھاکر جگت سنگھ جی نے اپنا فرض تو پورا کر دیا اور اپنے آپ کو ایماندار ظاہر کرنے کے لئے اپنے بھتیجوں کو ان کے حصے دے دیے لیکن اس طرح انہوں نے انسانوں پر جو قہر نازل کیا ہے اس کے لئے بھگوان انہیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔ ان بستیوں میں نہ خوراک ہے، نہ لباس، زندگی کا کوئی وجود نہیں ہے یہاں کھیت اگتے ہیں تو راون سنگھ کے آدمی انہیں کاٹ لے جاتے ہیں اور کالی ڈنڈیاں باقی رہ جاتی ہیں جنہیں انسان چبا رہے ہیں جس کے پاس جو کچھ تھا لوٹ لیا گیا ہے اور راون سنگھ کے ہمنواؤں میں تقسیم کر دیے گئے ہیں اب کسی گھر میں نہ لباس ہے، نہ اناج ہے، نہ ضرورت زندگی کی کوئی چیز ہے ان سے انسانوں کا حق چھین لیا گیا ہے ہم اس حق کے حصول کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں ہماری یہ ساری کوششیں اب تک راون سنگھ کے آدمی ناکام

بناتے رہے ہیں کیونکہ ہمارے پاس وسائل ہی نہیں ایسی شکل میں اگر تمہاری مدد سے ہم اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو یہ انسانوں کی بہت بڑی آبادی پر بہت بڑا احسان ہوگا۔''

''دھابے رام جی نے اطلاع دی ہے کہ پرسوں رات قید خانے پر حملہ ہوگا اور قیدیوں کو آزاد کرانے کی کوشش کی جائے گی۔ انہوں نے آپ کے لئے پیغام دیا ہے اجے پال سنگھ جی کہ آپ کرن سنگھ کو لے جانے کے لئے تیار رہیں۔ وہ لوگ جان کی بازی لگا کر قید خانے پر حملہ کریں گے اور آپ کو چھڑانے کی کوشش کریں گے اس کے بعد ان کا خیال ہے کہ وہ سرحدی راستے کی طرف جا کر سرحد پار کریں گے اور جگت سنگھ جی کے علاقے میں داخل ہو جائیں گے۔'' اجے پال کے چہرے پر ایک بار پھر حیرت اور جوش نظر آنے لگا تھا وہ تھوڑی دیر سلاخوں کے پاس کھڑا اپنی ٹھوڑی کھجاتا رہا پھر اس نے کہا۔

''دھابے رام جی نے یہ فیصلہ یقیناً سوچ سمجھ کر کیا ہوگا اور میں بھی کہتا ہوں کہ ان حالات میں ہماری بغاوت جاری نہیں رہ سکتی۔ کچھ بھی تو نہیں ہے ہمارے پاس نہ لڑنے کے لئے، نہ کھانے کے لئے ہم صرف جان دے سکتے ہیں لیکن کیوں نہ یہ جان کارآمد مقصد کے لئے دی جائے تو پرسوں رات دھابے رام جی کس وقت قید خانے پر حملہ کر رہے ہیں؟''

''جو وقت انہیں میسر ہوگا وقت کا تعین نہیں کیا گیا ہے۔'' چنکو نے جواب دیا تمام قیدی سلاخوں کے پاس آ کھڑے ہوئے تھے اور یہ آوازیں سن رہے تھے ان سب کے چہرے پر جوش ہو گئے تھے ان کی دبی دبی سرگوشیاں مکھیوں کی بھنبھناہٹ سے مشابہ لگ رہی تھیں اجے پال سنگھ نے کہا......

''آہ کاش کسی طرح ہمیں بھی وہ ذریعہ حاصل ہو سکتا جس سے ہم ان لوگوں کی مدد کر سکتے آہ کاش......'' چنکو نے منکو کی طرف دیکھا اور منکو نے گردن ہلا کر جیسے چنکو کو اجازت دی کہ وہ چاہے تو اجے پال سنگھ کو اپنا منصوبہ بتا سکتا ہے چنکو بولا۔

''ٹھاکر اجے پال سنگھ ہم دونوں اس سلسلے میں تمہاری مدد کرنے کی کوشش کریں گے کیونکہ ہماری کوششیں یقینی حیثیت نہیں رکھتیں اس لئے ابھی ہم تمہیں ان کے بارے میں تفصیلات نہیں بتائیں گے۔ اجے پال سنگھ نے کوئی جواب نہیں دیا وہ دیر تک ساکت وجامد سلاخوں کو پکڑے کھڑا سوچتا رہا تھا پھر اس نے گہری سانس لے کر کہا۔

''تمہیں تھوڑی سی تکلیف اور کرنا ہوگی میرے دوست چنکو۔''

''ہاں ہاں کہو کیا......؟''

''یہ پیغام تمام کوٹھڑیوں تک پہنچانا ہوگا کیونکہ ہم چیخ کر بات نہیں کر سکتے۔''

''میں یہ کام کر دوں گا کچھ دیر صبر کرو دراصل ان لوگوں نے مجھے قید خانے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور تم نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ وہ میری

تلاش میں سرگرداں ہیں بس ذرا ان کی جدوجہد ختم ہو جائے اس کے بعد یہ کام کرلوں گا۔'' ٹھاکر اجے پال سنگھ نے گردن ہلا دی تھی پھر وہ انتظار کرتے رہے اور جب یہ یقین ہو گیا کہ اب سپاہیوں کی آمد کا کوئی خطرہ نہیں ہے تو چنکو سلاخوں کے خلا سے باہر نکل آیا ٹھاکر اجے پال نے کہا۔

''کرن سنگھ پر دواؤں کے بہترین اثرات ہوئے ہیں اس کی حالت میں نمایاں فرق نظر آ رہا ہے مجھے یقین ہے کہ یہ واقعہ اس کی حالت اور بہتر کر دے گا۔ بہر حال تم ان سب کو دھابے رام جی کا پیغام دے دو۔''

''ایک بات بتاؤ ٹھاکر کیا اتنی جلدی انہیں یہ پیغام دے دینا مناسب ہو گا۔''

''کیا مطلب......؟'' اجے پال نے پوچھا۔

''مجھے وہ قیدی یاد ہے جسے یہ لوگ پکڑ کر لے گئے تھے۔ یہ تم ہی جانتے ہو گے کہ انہوں نے اسے کیوں پکڑا تھا اور اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہمیں ایسے کسی خطرے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے اگر کوئی قیدی ان کے ہاتھ لگ گیا تو ہمارا راز کھل بھی سکتا ہے۔''

''تم ٹھیک کہتے ہو میرے دوست یہ بات میرے ذہن میں نہیں آئی تھی لیکن تمہارا خیال درست ہے ہم انہیں ابھی کچھ نہیں بتائیں گے بلکہ پرسوں رات ہی کو ان پر یہ انکشاف کریں گے۔''

''تو پھر میں جاؤں۔'' چنکو نے پوچھا۔

''تم نہایت ذہین اور ہوشیار آدمی ہو۔'' ٹھاکر اجے پال نے کہا اور چنکو واپس اپنی جگہ آ گیا منکو کو بھی اس نے صورت حال بتا کر مطمئن کر لیا تھا وقت گزرتا رہا رات گہری ہو گئی تھی قیدیوں کو کھانا ملا ان لوگوں کے لئے بھی آج وہی کھانا آیا تھا۔

''داروغہ سے کہنا کہ تم ٹھاکر بلبیر سنگھ کے خصوصی احکامات بھولتے جا رہے ہو اسے یہ بھی بتا دینا کہ ٹھاکر ہم لوگوں سے ایک اہم کام لینا چاہتے ہیں اگر خراب کھانے سے ہم بیمار ہو گئے تو ٹھاکر کا کام نہ ہو سکے گا اور اس کی ذمہ داری تم لوگوں پر ہو گی۔''

''ابھی جو مل رہا ہے اسے غنیمت سمجھو دوسروں کو تو یہ بھی نہیں مل رہا۔'' ایک سپاہی نے کہا لیکن شاید کسی سپاہی نے یہ بات داروغہ تک پہنچا دی تھی کیونکہ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ داروغہ چار سپاہیوں کے ساتھ اندر داخل ہو گیا دو سپاہی کچھ سامان اٹھائے ہوئے تھے داروغہ نے کہا۔

''یہ حرام خور سب خود کھا جاتے ہیں میں اب خود تمہاری خوراک کا خیال رکھوں گا کوئی اور چیز تمہیں چاہئے تو بتا دو......؟''

''چائے نہیں پی ہم نے یہاں......!''

''مل جائے گی دیکھو یہ دودھ اور پھل ہیں اس وقت ان پر گزارہ کرو میں تمہارے لئے چائے بھجوا دوں گا۔ للت پال یہ تمہاری ذمہ داری ہے ان

لوگوں کو اچھی بھاجی ترکاری ملنی چاہئے دودھ اور پھل بھی پہنچاتے رہو خبردار اس میں کمی نہ ہو ورنہ ٹھاکر کھال کھچوا دے گا ہم سب کی۔''

''جی مہاراج، آئندہ میں خود خیال رکھوں گا۔''

''انہیں کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہئے ہاں وہ تمہارے تیسرے بھائی کا کیا قصہ ہے انہوں نے مجھے بتایا تھا منکو نے دردبھرے انداز میں اپنے تیسرے بھائی کی کہانی اسے سنائی تھی داروغہ نے کہا۔'' وہ ہمارے ہاتھ نہیں لگا شاید باہر نکل گیا تاہم وہ دوبارہ اندر داخل ہوا تو اسے تمہارے پاس پہنچا دیا جائے گا تم لوگ اطمینان رکھو۔'' داروغہ نے کہا اور ان لوگوں کے ساتھ باہر نکل گیا۔ پھل اور دودھ چنکو نے اٹھا کر اجے پال کو دے دیئے تھے تاکہ کرن سنگھ کے کام آئیں انہیں شکریہ کے ساتھ قبول کر لیا گیا تھا۔

آدھی رات کے قریب جب تمام قیدی گہری نیند میں ڈوبے ہوئے تھے اور بظاہر منکو بھی سو گیا تھا۔ چنکو سلاخوں سے باہر نکل آیا وہ دبے قدموں اس راہداری کے آخری سرے تک گیا تھا پھر وہاں سے واپس پلٹ آیا اور پھر اس نے راہداری میں ایک لمبی دوڑ لگائی اور روشندان کے قریب پہنچ کر ایک اونچی جست ماری وہ روشندان سے دو فٹ پیچھے رہ گیا تھا۔ وہاں سے وہ الٹا گرا اور قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا اجے پال جاگ رہا تھا۔ جتنی دیر میں وہ اٹھ کر سلاخوں کے پاس آیا چنکو دوسری جست لگا کر روشندان سے جا لٹکا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ روشندان میں غائب ہو گیا اجے پال کافی دیر تک سلاخوں کے پاس کھڑا رہا تھا پھر اتفاق سے منکو جاگ گیا تھا اور چنکو کو نہ پا کر وہ بھی پریشان ہو گیا اجے پال نے اسے مخاطب کیا۔

''کیا تمہیں اس کے جانے کا علم نہیں ہے؟''

''کہاں گیا وہ......!''

''اس روشندان سے باہر گیا ہے۔''

''روشندان تک وہ کیسے پہنچا......؟''

''دوڑ لگا کر دوسری بار اس تک پہنچ گیا تھا۔''

''وہ خطرات مول لینے کا شوقین ہے۔'' منکو نے کہا۔

''تم دونوں نے ہمیں سخت حیران کر دیا ہے کمال کی پھرتی ہے تمہارے جسموں میں اور بے حد مہربان ہو تم دونوں مگر وہ اس وقت کہاں گیا ہے......؟''

منکو اس سوال پر کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔

''اس نے ایک خطرناک فیصلہ کیا ہے۔''

''کیا؟''

''یہاں بتانا مناسب رہے گا؟''

''ہاں سب سو رہے ہیں۔'' ڈاکٹر اجے پال نے کہا۔ ''تم نے سوچا ہے اجے پال کہ جس وقت باہر سے تمہارے ساتھی قید خانے پر حملہ کریں گے اس وقت اندر کیا صورت حال ہوگی؟''

''اندر......'' اجے پال نے آہستہ سے کہا۔

''ہاں تم لوگ بدستور کوٹھڑیوں میں ہوگے اس وقت اگر یہاں موجود محافظوں نے تمہیں یرغمال بنالیا تو یا جلا کر تم پر فائر کھول دیا تو؟''

''اوہ!'' اجے پال نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ ''ہم کچھ نہ کرسکیں گے۔''

''وہ اسی کے لیئے کوشش کر رہا ہے۔''

''کیا!'' اجے پال گھٹے گھٹے لہجے میں بولا؟

''یہ وہی بتا سکے گا۔''

''ایک سوال میں ضرور کروں گا منکو تم لوگوں کے سینے میں یہ دیا کا بھنڈار کہاں سے کھل گیا۔''

''انسان فطری طور پر انسان سے محبت کرتا ہے اور اس کی پریشانی سے اس کا دل دکھتا ہے ہمارے دل بھی تمہارے لئے دکھی ہیں اور ہم تمہارا دکھ دور کرنے کے لئے جدوجہد کرنا چاہتے ہیں۔ راون سنگھ اور اس کے ساتھی راکشش ہیں ہم ان کے خلاف اپنی بساط بھر کوشش ضرور کریں گے کسی اور سے متعلق ہے لیکن ہم جس طرح کے قیدی ہیں تمہیں اندازہ ہو چکا ہوگا یہاں سے نکل جانا اور ان کی نگاہوں سے بچنا ہمارے لئے مشکل نہیں ہوگا لیکن بس ہم تمہیں اس دکھ میں چھوڑنا نہیں چاہتے۔''

اجے پال سلاخیں پکڑے کھڑا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر جذبات کے سائے لرز رہے تھے پھر کافی دیر کے بعد اس نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہم مر کر بھی تمہاری اس محبت اور احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتے۔'' منکو نے کوئی جواب نہیں دیا۔

وقت گزرتا رہا اجے پال منکو کو اس وقت کی باتیں بتا رہا تھا جب نیا نگر میں امن وسکون تھا اور یہاں بہترین روایات کا دور دورہ تھا منکو چنکو کا انتظار کرتا رہا اور رات گزرتی رہی صبح کی روشنی روشندان سے جھانکنے لگی تو چنکو اسی راستے نظر آیا جو عام راستہ تھا یہ بڑی سنسنی خیز بات تھی لیکن چنکو نے ہنستے ہوئے بتایا کہ اس وقت سارے محافظ گھوڑے بیچے بغیر سو رہے ہیں پھر وہ اندر داخل ہوگیا۔

''اجازت دو تو میں بھی سو جاؤں۔''

''باہر تم کیا کرتے رہے؟'' منکو نے پوچھا۔

''بعد میں بتا دوں گا۔'' چنکو نے کہا اور سونے لیٹ گیا۔

منکو نے اعتراض نہیں کیا تھا البتہ وہ یہ ضرور سوچ رہا تھا کہ چنکو کی پوری رات کی غیر حاضری بے معنی نہ ہوگی۔ دوسرے دن کوئی خاص بات نہ ہوئی چنکو بدستور سو رہا تھا دوسرے قیدی جاگ گئے تھے وہ سب بے بسی کا شکار تھے ان کے چہروں سے اضمحلال ٹپکتا رہتا تھا کوئی معمولی سی بات ان کی اس خاموشی میں زندگی پیدا کر دیتی تھی لیکن اس کے بعد پھر وہی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔

اس وقت دن کے گیارہ بجے ہوں گے کہ اچانک محافظوں کی بہت بڑی تعداد اندر گھس آئی وہ سب کوٹھڑیوں کے آخری سرے تک پھیلتے چلے گئے۔ قیدیوں پر بندوقیں تان لی گئیں داروغہ سب سے آگے تھا اس نے کرخت لہجے میں کہا۔

''تمام کوٹھڑیوں کی تلاشی لی جائے ہر کوٹھڑی کا تالہ کھولا جائے اس کے قیدی دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جائیں اور اپنے ہاتھ دیوار پر رکھ لیں۔ کسی نے کوئی حرکت کی تو اسے گولی سے اڑا دیا جائے گا کوئی اس حکم کی خلاف ورزی نہ کرے۔''

آٹھ سپاہیوں پر مشتمل ایک دستے نے ایک کوٹھڑی کا دروازہ کھولا اور اس میں داخل ہو گئے۔ قیدیوں نے ان کی ہدایت پر عمل کیا اور دیوار کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ سپاہی کوٹھڑی کی تلاشی لے رہا تھا۔ سپاہی کسی چھوٹی موٹی چیز کا جائزہ نہیں لے رہے تھے۔ اس کام میں زیادہ دیر نہ لگی اور داروغہ کے اشارے پر وہ سب واپس چلے گئے۔ قید خانے پر سناٹا طاری تھا تھا کراچے پال سلاخوں کے پاس آ کھڑا ہوا اس نے منکو کو آواز دی۔

''کیا تلاش کر رہے تھے یہ لوگ۔''

''خدا جانے۔'' منکو گہری سانس لے کر بولا اور پھر کسی خیال کے تحت وہ چونک کر چنکو کو دیکھنے لگا۔ چنکو معصوم سی صورت بنائے بیٹھا تھا وہ چنکو کے پاس آ گیا۔

''یہ کیا تلاش کر رہے تھے چنکو؟''

''ان بے چاروں کے اسلحہ خانہ میں چوری ہو گئی ہے۔'' چنکو نے افسوس بھرے انداز میں کہا اور منکو اچھل پڑا۔

''کیا؟''

''ہاں، بہت سی بندوقیں اور کارتوس غائب ہو گئے۔''

''چنکو مجھے تفصیل بتاؤ۔'' منکو غرایا۔

''میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہی سچ ہے۔ اس طرف تلاشی لینے وہ احتیاطاً ہی نکل آئے ہوں گے ورنہ اتنی تعداد میں بندوقیں قیدی کیسے چرا سکتے ہیں۔''

''گویا تم نے کام کر لیا؟''

''ساری رات بھاگ دوڑ کرتا رہا ہوں اتنا سا کام بھی نہیں کرتا۔''

''اوہ مگر بندوقیں کہاں گئیں؟'' منکو جھنجھلا کر بولا۔

بغل میں بندوق قید خانے میں تلاشی۔''

''یعنی؟''

ان کوٹھڑیوں کے بیرونی حصے میں ایک کیبن بنا ہوا ہے جس سے ملحق ایک کباڑ خانہ ہے یہاں ان محافظوں کے ضائع شدہ لباس اور دوسری چیزیں پڑی رہتی ہیں اس کا تالا زنگ خوردہ ہے اور وہ اتنا گندہ ہے کہ یہ لوگ اس کا دروازہ بھی نہیں کھولتے اور ناکارہ اشیاء ٹوٹے ہوئے کواڑ سے اندر پھینک دیتے ہیں بس ساری بندوقیں وہاں احتیاط سے چھپا دی گئی ہیں۔''

''واہ میرے خدا! گویا تم نے قیدیوں کو مسلح کر دیا۔''

''یہ بھی پتہ لگا لیا ہے میں نے کہ ان تمام کوٹھڑیوں کی چابیاں کہاں رہتی ہیں۔ ضرورت کے وقت انہیں بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ میں نے ایک اسٹریچر کا سامان بھی اسی جگہ محفوظ کر لیا ہے تاکہ کرن سنگھ کو اس پر لے جایا جا سکے۔'' منکو ششدر رہ گیا۔ پھر اس نے اعتراف کیا کہ وہ خود یہ سب کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ منکو نے ہنس کر کہا۔

''غلط۔''

''کیا مطلب؟''

''میں آدھا ہوں ہم دونوں مل کر ایک ہوتے ہیں منکو۔ یہ سب کچھ میں نے تمہارے بغیر تو نہیں کیا ہے۔''

منکو خاموش ہو گیا تھا۔ پورا دن سپاہیوں میں ابتری سی پھیلی رہی تھی عام دنوں کی نسبت وہ آج کئی بار تہہ خانے میں آئے تھے۔ اجے پال سنگھ گہری نظروں سے ان کا جائزہ لیتا رہا تھا۔ پھر شام ہو گئی صرف یہی لوگ سنسنی کا شکار تھے باقی قیدی معمول کے مطابق تھے۔ شام کو کچھ موقع ملا تو ٹھاکر اجے پال سنگھ نے کہا۔

''یوں لگتا ہے منکو جیسے ان لوگوں کو کچھ بھنک مل گئی ہے۔ آج تم نے ان کی سرگرمیاں دیکھیں۔'' منکو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

''نہیں ان کی یہ سرگرمیاں اس لئے نہیں ہیں ٹھاکر اجے پال کہ انہیں آج رات قید خانے پر ہونے والے حملے کا علم ہو گیا ہے۔''

''پھر......؟''

''دراصل ان کے اسلحہ خانہ سے کچھ بندوقیں اور کارتوس گم ہو گئے ہیں۔'' ٹھاکر اجے پال نہ سمجھنے والے انداز میں منکو کو دیکھنے لگا پھر بولا۔

''میں سمجھا نہیں۔''

''بندوقیں اور کارتوس اسلحہ خانے سے گم ہو کر نجانے کہاں چلے گئے ہیں اور یہ اس لئے پریشان ہیں کہ ایسا کیسے ہو گیا؟''

''لل لیکن۔ لیکن یہ چیزیں گئی کہاں؟'' اجے پال نے پوچھا۔

''تم لوگوں کے لئے یہ چیزیں حاصل کرلی گئی ہیں۔ چنکو نے پوری رات اس کام میں صرف کی ہے۔'' ٹھاکر اجے پال کا چہرہ آگ کی طرح سرخ ہو گیا۔ وہ چمکتی ہوئی نگاہوں سے منکو کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''لیکن اس نے انہیں پوشیدہ کہاں کیا ہے؟''

''ایسی جگہ، جہاں سے انہیں فوراً تمام قیدیوں کو تقسیم کیا جا سکے۔''

''لیکن ہماری کوٹھڑیوں میں تالے لگے ہوئے ہیں۔''

''مقررہ وقت پر یہ تالے کھل جائیں گے۔'' منکو نے جواب دیا، پھر بولا۔ اس کے علاوہ چنکو نے ایک اسٹریچر کا بندوبست بھی کیا تاکہ کرن سنگھ کو یہاں سے لے جانے میں کوئی دقت نہ ہو۔'' ٹھاکر اجے پال خاموشی سے منکو کو دیکھتا رہا پھر اس نے گردن جھٹکی اور بولا۔

''تمہارا شکریہ دوستو، تمہارا شکریہ۔ ویسے اب باقی قیدیوں کو اس بات سے کس وقت آگاہ کرنا ہے؟''

''بس رات کا اندھیرا پھیل جانے دو اور سپاہیوں کو آخری گشت کے بعد چلے جانے دو۔'' اجے پال نے منکو سے اتفاق کیا تھا، کچھ وقت اور گزر گیا، رات کا کھانا بہت دیر پہلے تقسیم ہو چکا تھا اور بے چارے قیدیوں نے زہر مار کرلیا تھا۔ وہ سب معمول کے مطابق کھانے کے بعد اونگھنے لگے تھے، سونا تو کیا ہوتا تھا بس وقت کے لحاظ سے سب کچھ کرلیا کرتے تھے، انکے انداز میں بیزاری ہوتی تھی۔ پھر چنکو اور منکو دونوں ہی سلاخوں سے باہر نکل آئے، ٹھاکر اجے پال سنگھ اس دوران اپنی تیاریاں مکمل کر چکا تھا۔ اس نے اپنی کوٹھڑی کے قیدیوں کو تفصیلات بتا دی تھیں اور وہ قیدی متجسس ہو گئے تھے، ان کی نگاہیں بار بار ان دو بونوں کی جانب اٹھ جاتی تھیں جو ان کے سربراہ بن گئے تھے اور نہ جانے کیا کیا کر رہے تھے۔ کرن سنگھ کے لئے اتنا

خوفناک سفر طے کر کے دوائیں لے آنا بھی ایک بہت بڑا کام تھا نہ کہ اس کے بعد ان کی یہ تمام کارکردگی جو سب کے لئے باعث حیرت تھی۔

ٹھاکر اجے پال کی اجازت سے ان دونوں کو کوٹھڑیوں کے پاس جا جا کر دھابے رام جی کا پیغام ان لوگوں کو پہنچایا اور تمام ہی قیدیوں کے بدن میں چنگاریاں بھر گئیں۔ وہ ان قید خانوں میں موت کے منتظر تھے لیکن یہ بے بسی کی موت انہیں ناپسند تھی، جدوجہد کے راستے اگر بند نہ ہوتے تو ان میں سے ہر ایک اپنی زندگی کی بازی لگا کر یہاں سے نکلنے کی کوشش کرتا اور یہ موت انہیں بے بسی کی موت سے زیادہ پسند ہوتی۔ اب جب انہیں یہ خبر ملی تو وہ شدت خوشی سے پاگل ہو گئے، لیکن ساتھ ساتھ ہی ان دونوں نے انہیں ٹھاکر اجے پال سنگھ کے حوالے سے یہ بھی بتایا تھا کہ کوئی بھی قیدی وقت سے پہلے کسی جوش کا مظاہرہ نہ کرے، تاکہ سپاہیوں کو کسی قسم کا شبہ نہ ہو، چند قیدیوں نے چنکو اور منکو سے سوالات بھی کئے تھے۔ جن کے جواب میں انہوں نے یہ کہا کہ فی الحال وہ اتنا ہی کریں کہ اپنے آپ کو مستعد کر لیں اور نیند کو خود پر مسلط نہ ہونے دیں۔ اجے پال سنگھ اپنی کوٹھڑی سے جہاں تک نگاہیں دوڑا سکتا تھا وہاں تک اس نے قیدیوں میں جوش و غضب کے آثار دیکھے۔ خود اس کا چہرہ جوش و مسرت سے سرخ ہو رہا تھا اور پھر وقت لمحہ لمحہ کر کے گزرنے لگا۔ وہ لوگ انتظار کرتے رہے ان کے کان باہر آنے والی آہٹوں کے منتظر تھے۔ رات کا آخری پہر بہت سست روی سے گزر رہا۔ پھر چنکو نے منکو سے کہا۔

''میرا خیال ہے اب ہمیں پہلے مرحلے کا آغاز کر دینا چاہئے۔''

''پہلے مرحلے کا تعین کیا کیا ہے تم نے؟'' منکو نے پوچھا۔

''میں وہ چابیاں حاصل کر کے لاتا ہوں جن سے ان کوٹھڑیوں کے تالے کھولے جا سکتے ہیں۔''

''ان کا حصول آسان ہوگا؟''

''کوشش کرتا ہوں اور پھر تمہاری دعائیں جو میرے ساتھ ہیں۔'' چنکو نے کہا اور پھر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہوا اس جگہ پہنچ گیا جہاں سے باہر جانے کا راستہ تھا منکو اور اجے پال سنگھ خاموشی سے اسے دیکھتے رہے اجے پال نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

''تمہارا یہ بھائی درحقیقت انسانی صفات سے کچھ زیادہ ہی حیثیتوں کا مالک ہے۔ شاید تمہارے یہ چھوٹے قد تمہیں دوسروں سے ممتاز بنانے کا باعث بن گئے ہیں، منکو نے کوئی جواب نہیں دیا، وہ خاموشی سے چنکو کی واپسی کا انتظار کرتا رہا اور تھوڑی دیر کے بعد اس نے چنکو کو سست خرامی سے اندر آتے ہوئے دیکھا۔ چنکو کے ہاتھ میں چابیوں کا ایک گچھا تھا۔ جسے وہ مدھم آواز میں گنگناتا ہوا، ہلاتا ہوا اندر آ رہا تھا۔ پھر اس نے سب سے پہلے ٹھاکر اجے پال کی کوٹھڑی کا تالا کھولا اور تالا کھول کر ایک طرف ڈال دیا۔ اجے پال کی آنکھیں دہشت سے پھٹی ہوئی تھیں چنکو آگے بڑھ گیا۔

دروازوں کے تالوں میں چابیاں لگا لگا کر وہ صحیح چابی منتخب کرتا رہا اور تالے ایک ایک کر کے کھلتے رہے منکو قیدیوں کو ہدایت کر رہا تھا کہ وہ صرف وقت کا انتظار کریں اور کوٹھڑی کے دروازوں سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کریں۔ ان سب میں شدید ہیجان برپا ہو گیا تھا۔ پھر جب چنکو ان تمام کاموں سے فارغ ہو گیا تو وہ منکو کے قریب پہنچا منکو نے اسے دیکھ کر کہا۔

''باہر کی کیا کیفیت ہے؟''

''اب وہ لوگ مایوس ہو گئے ہیں، ویسے اس کباڑ خانے کی جانب انہوں نے توجہ نہیں کی۔ درحقیقت وہ ایسی ہی جگہ ہے جس طرف کسی کا خیال نہیں جا سکتا۔ لیکن ہم سے قریب تر۔ اور یہ سب سے بڑی آسانی ہے کہ ہم وہاں سے بندوقیں بہ آسانی نکال سکتے ہیں۔'' چنکو خاموش ہو گیا تھا۔ ٹھاکر اجے پال سنگھ اور دوسرے تمام لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ پھر رات کا تقریباً ڈیڑھ بجا ہو گا یا ممکن ہے اس سے کچھ زیادہ ہی وقت ہو گا، جب اچانک ہی باہر سے شدید ترین فائرنگ کی آواز سنائی دینے لگی۔ قیدیوں میں ایک دم سے زندگی پیدا ہو گئی اور وہ بھرا مار کر اپنی کوٹھڑیوں کے جنگلے کھول کر باہر نکل آئے۔ ٹھاکر اجے پال سنگھ سب سے آگے تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر انہیں خاموش رہنے کی ہدایت کی اور اس کے بعد چنکو اور منکو کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ وہی ہوا جس کی امید تھی باہر ہونے والے ہنگامے کی وجہ سے تمام سپاہی دوڑ کر بیرونی حصے پر پہنچ گئے تھے اور کوٹھڑیوں کے اس حصے میں کوئی نہیں تھا۔ چنانچہ اجے پال سنگھ نے چند آدمیوں کی کوشش سے اس دروازے کو اکھاڑ کر پھینک دیا، جس کی جانب چنکو نے اشارہ کیا تھا اور اس کے بعد قیدیوں کے ہاتھوں میں بندوقیں آ گئیں۔ ساتھ ساتھ وہ اسٹریچر کا سامان بھی حاصل کر لیا گیا جو ایک کینوس اور دو بانسوں پر مشتمل تھا۔ اسٹریچر تیار کر کے کرن سنگھ کو احتیاط کے ساتھ اس پر لٹایا اور باندھ دیا گیا تاکہ افراتفری میں وہ اسٹریچر سے گر نہ پڑے۔ خود کرن سنگھ بھی اس وقت ہوش و حواس میں تھا اور اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ قیدی بندوقیں لئے انتظار کرتے رہے۔ باہر ہونے والی فائرنگ تیز ہو گئی تھی۔ پھر اجے پال سنگھ نے منکو اور چنکو سے مشورہ کر کے طے کیا کہ اب عقب سے سپاہیوں پر حملہ کر کے انہیں بالکل ہی مفلوج کر دیا جائے۔ چنکو اور منکو بھی اس بات سے متفق ہو گئے تھے۔ چنانچہ قیدی بندوقیں سنبھالے نہایت خاموشی سے ایک ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے اس جگہ پہنچ گئے جہاں سے اندر موجود سپاہی مورچے بنائے حملہ آوروں سے مدافعت کر رہے تھے۔ عقب سے برسنے والی گولیوں نے سپاہیوں کو بالکل ہی بدحواس کر دیا۔ ان کی خوفناک چیخیں سنائی دیں، قیدیوں نے اپنی تمام صعوبتوں کا بدلہ لینے کی ٹھانی تھی، چنانچہ بھاگتے ہوئے سپاہیوں کو نشانہ بنایا جانے لگا۔ باہر سے چلنے والی گولیاں ایک دم تھم گئی تھیں۔ غالباً باہر والوں کو بھی حیرت ہوئی تھی کہ یہ اندر کیا شروع ہو گیا لیکن سپاہی بدحواسی میں جان دے بیٹھے تھے اور شاید ہی ان میں سے چند ایسے بچے ہوں، جو کہیں چھپ چھپا کر اپنی جان بچانے میں کامیاب ہو گئے ہوں بیرونی حملہ آور بھرا مار کر اندر داخل ہو گئے تھے اور

ان میں سب سے آگے پنڈت دھابے رام تھے جو'' جے جے کار'' کرتے ہوئے اندر آئے تھے اور اندر سے ٹھاکر اجے پال سنگھ نے بھی ان کے نعرے کا جواب دیا اور تمام لوگ آ کر ایک دوسرے سے مل گئے۔

سب ایک دوسرے سے بغلگیر ہو رہے تھے۔ بہت سے لوگوں نے کرن سنگھ کا اسٹریچر سنبھال لیا تھا۔ دھابے رام جی نے اجے پال سے پوچھا۔'' تم لوگوں کو اندر اسلحہ کیسے مل گیا؟''

'' بعد میں بتاؤں گا پنڈت جی۔ یہ بتایئے اب آگے کیا کرنا ہے؟''

'' تمہارا وہ ننھا سا ہرکارہ جو میرے پاس آیا تھا بخیریت واپس پہنچ گیا تھا نا؟''

'' ہاں وہ آ گیا تھا۔''

'' میں نے اسے تفصیل بتا دی تھی۔ میرا خیال ہے اجے اب ہمیں یہاں جدوجہد ترک کر دینی چاہئے۔ سب کچھ بگڑ چکا ہے اسے سنبھالنا ہمارے بس میں نہیں ہے ہم بیاولی دریا کی سرحد عبور کر کے جگت سنگھ کے علاقے میں داخل ہوں گے اور پھر ٹھاکر سے کہیں گے کہ یہاں کے لوگوں کو راون سنگھ اور چینل سنگھ کے قہر سے نجات دلائے۔''

'' مجھے آپ سے اختلاف نہیں ہے پنڈت جی۔ اجے پال نے کہا۔ اکا دکا گولیاں چلنے کی آوازیں اب بھی ابھر رہی تھیں۔ باغی قید خانے کے سپاہیوں کو تلاش کر کے ہلاک کر رہے تھے۔ دھابے رام نے کہا۔

'' اب یہاں زیادہ وقت گزارنا اچھا نہ ہوگا صبح ہونے سے پہلے ہمیں منگل گھاٹی کے جنگلوں میں پہنچنا چاہئے تاکہ وہاں چھپ کر دم لے سکیں۔''

'' ضرور پنڈت جی۔ تو پھر چلیں۔''

'' ہاں سب کو اکٹھا کر لو۔ دھابے رام نے کہا اور اجے پال سنگھ نے منہ سے زوردار سیٹیوں کی آوازیں نکالیں۔ اسی وقت چنکو اور منکوان کے پاس آ گئے۔ اجے پال بولا۔

'' یہ دونوں بھائی پنڈت جی۔''

'' ہم اپنا تعارف اطمینان سے کرا لیں گے ٹھاکر، یہ بتاؤ اب ارادہ کیا ہے؟''

'' یہاں سے چلنا ہے ہم نے اپنے پہلے پڑاؤ کی جگہ کا انتخاب کر لیا ہے۔''

'' تمہارے پاس خوراک کتنی ہے ٹھاکر؟'' منکو نے پوچھا۔

''تھوڑا سا ذخیرہ کرلیا ہے بھائی۔ جو ہم ساتھ لائے ہیں۔'' دھابے رام نے کہا۔

''خوراک ہماری اہم ضرورت ہے ہو سکتا ہے ہمارا سفر لمبا ہو جائے اس لئے ہم نے ان سپاہیوں کے خوراک کے ٹھکانے معلوم کر لئے ہیں۔ تمہارے پاس کافی لوگ ہیں اس لئے اگر یہ ذخیرے حاصل کر لئے جائیں تو اچھا ہو گا۔''

''اگر ایسا ہو جائے تو یہ ہماری خوش نصیبی ہے کیونکہ ہمارے پاس جو ذخیرہ ہے وہ تو دو دن بھی نہ چل سکے گا۔''

''اجے پال سنگھ کو بتایا گھوڑے بھی موجود ہیں، خوراک کو گھوڑوں پر بار کرلو۔ پانی کا بندوبست بھی کر لیا جائے باقی لوگوں کو تو پیدل ہی چلنا ہو گا۔'' چنکو نے کہا۔

''ٹھیک تجویز ہے میں کچھ لوگوں کو منتخب کئے دیتا ہوں۔ تم ہمیں وہ جگہ بتا دو جہاں خوراک موجود ہے۔'' دھابے رام نے کہا اور اقدامات کرنے لگے۔ چنکو اور منکو منتخب لوگوں کے ساتھ چلے گئے۔

''یہ دونوں بونے کون ہیں؟'' دھابے رام نے پوچھا۔

''یوں سمجھ لیں پنڈت جی کہ آکاش سے اترے بھگوان کے اوتار ہیں۔ انہوں نے جو کچھ کیا ہے جیسے کیا ہے میں لفظوں میں نہیں بتا سکتا۔ نیا نگر سے تعلق نہیں ہے کسی سرکس میں کام کرتے تھے بلبیر سنگھ کے قیدی ہیں مگر انہوں نے ہماری تقدیر بدلنے کے لئے اپنے جیون کی بازی لگا دی ہے۔''

منتظم چنکو منکو تھے چنانچہ تمام اقدامات ٹھوس اور پائیدار ہوئے اور دوسرے پہر کے اختتام سے پہلے یہ لوگ قید خانے سے باہر نکل آئے۔ سپاہیوں کی لاشیں جا بجا پڑی ہوئی تھیں۔ سب ہی مارے گئے تھے یا اگر کچھ بچ گئے تھے تو ایسی جگہ جا پہنچے تھے جہاں انسانی آنکھ انہیں نہیں دیکھ سکتی تھی۔ کرن سنگھ کا اسٹریچر سنبھال لیا گیا تھا اور لوگ اس کے لئے بہت پر جوش تھے۔ مخالف سمت اختیار کی گئی تھی اور رفتار بہت تیز رکھی گئی تھے چنانچہ جب فضا میں اجالے اترے تو وہ طویل فاصلے طے کر چکے تھے۔ تاہم سفر کی رفتار میں کمی نہ آنے دی گئی۔ سورج نکل گیا اور ماحول اجاگر ہو گیا چاروں طرف بے آب و گیاہ چٹانیں بکھری ہوئی تھیں سبزے کا نام و نشان نہ تھا۔ جیل کے قیدی اور دھابے رام کے ساتھ آنے والوں کی کل تعداد ساٹھ پینسٹھ کے قریب تھی سب خستہ حال تھے۔ بہر حال یہ سفر رکے بغیر دوپہر کے بعد تک جاری رہا ہر چند کے رفتار تیز تھی پھر بھی پیدل تو پیدل ہی ہوتا ہے اور پھر کرن سنگھ کو بھی سنبھالنا پڑ رہا تھا اس کے بعد وہ تھک گئے رفتار خود بخود کم ہو گئی۔ اجے پال نے کہا۔

''لوگ تھک گئے پنڈت جی۔''

''دیکھ رہا ہوں۔''

''اس سے زیادہ لمبا سفر نہ کر سکیں گے۔''

''کرنا پڑے گا منگل گھاٹی تک پہنچنا ضروری ہے ورنہ خطرے میں رہیں گے۔''

''تھوڑی دیر رکنے کی اجازت دے دی جائے۔''

''نہ اجے پال نہ۔ جو کوئی بیٹھا دوبارہ نہ اٹھ سکے گا ویسے بھی منگل گھاٹی اب دور نہیں ہے۔'' دھابے رام نے کہا۔ اجے پال خاموش ہو گیا تھکے ماندے لوگ سفر کرتے رہے۔ کیفیت یہ تھی کہ اب وہ گرنے لگے تھے۔ اس پہاڑی دیوار کا ابھی کافی فاصلہ تھا جس کے دوسری طرف منگل گھاٹی تھی ویسے اب راستہ بھی سپاٹ ہو گیا تھا اور قدم قدم پر گہری گھاٹیاں اور گڑھے آ رہے تھے جنہیں عبور کرنے میں مشکلات پیش آ رہی تھیں۔ شام جھک آئی کسی نے کچھ نہیں کھایا پیا تھا اور رات بھر اور دن بھر کی تھکن کا شکار تھے۔ یہ صورت حال دیکھ کر دھابے رام نے کہا۔

''مجبوری ہو گئی ہے اجے۔ رکنا پڑے گا۔''

''میں بھی یہی دیکھ رہا ہوں پنڈت جی۔''

''مگر کسی مناسب جگہ رکو تاکہ چھپے رہیں۔ کسی کو دکھائی نہ دیں۔''

''آپ کو کسی کے آ جانے کا خطرہ ہے؟'' اجے پال نے پوچھا۔

''وہ تو ہے پورا دن بیت چکا ہے اور پھر کیا کہا جا سکتا ہے کہ قید خانے کے کچھ سپاہی بچ گئے ہوں اور انہوں نے ناڑہ جا کر خبر کر دی ہو ویسے بھی سپاہیوں کا قید خانے میں آنا جانا لگا رہتا ہے۔''

''ہاں یہ تو ہے۔'' اجے پال نے کہا۔ کسی مناسب جگہ کی تلاش میں کچھ وقت اور لگ گیا۔ پھر پہاڑی دیوار کے بالکل قریب انہیں ایک درہ مل گیا۔ جہاں پہنچ کر دھابے رام نے سب کو رک جانے کا اشارہ کیا اور اعلان کر دیا کہ یہاں قیام کیا جائے گا۔ اس اعلان کو سنتے ہی جیسے لوگوں کی ٹانگوں کی جان نکل گئی جو جہاں تھا وہیں زمین پر گر پڑا۔ یہ دیکھے بغیر کہ جگہ کیسی ہے دھابے رام اور اجے پال متاسف نظروں سے انہیں دیکھ رہے تھے پھر انہوں نے چنکو منکو کو دیکھا جو لوگوں کو پانی پلاتے پھر رہے تھے۔

''سچ سچ یہ بھگوان کے اوتار ہیں۔'' اجے پال کرن سنگھ کے پاس آیا اور دعائیں دینے لگا۔

''مجھے افسوس ہے اجے میں تمہاری اس جدوجہد میں تمہارے لئے مشکل بنا ہوا ہوں۔''

''نیا نگر کی تباہی رک جائے بھائی ہم سب کو نیا جیون مل جائے گا۔'' اجے پال نے کہا۔

کچھ باہمت لوگوں کو کہہ سن کر اٹھایا گیا اور گھوڑوں سے خوراک اتاری گئی پھر خوراک تقسیم ہوئی۔ گہری رات پہاڑوں میں اتر گئی اور ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ آسمان بھی بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا ہواؤں میں ٹھنڈک تھی۔ چوبیس گھنٹے کے بعد ملنے والی خوراک نے اعضاء شل کر دیئے ہر ایک کا ذہن سونے لگا اعضاء شل ہو گئے اور سب بے سدھ ہو گئے۔ اجے پال دھابے رام اور چنکو منکو نے کرن سنگھ کے پاس ڈیرہ جمایا تھا۔ دھابے رام نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم لوگ سو جاؤ ہم جاگ رہے ہیں تمہارے بارے میں مجھے سب کچھ معلوم ہو چکا ہے مجھے اگر بھگوان نے کبھی موقع دیا تو ہم تمہیں تمہاری اس محبت کا جواب دیں گے۔''

''ہوشیار رہنا ضروری ہے دھابے رام جی۔'' منکو نے کہا۔

''ہاں بے شک، دوسروں کی تو حالت بہت خراب ہے۔ تم یوں کرو کہ سو جاؤ آدھی رات کے بعد ہم تمہیں جگا دیں گے پھر ہم سو جائیں گے۔ میں اور اجے جاگ رہے ہیں۔ چنکو نے منکو کا ہاتھ دبایا مقصد یہ تھا کہ یہ تجویز قبول کر لی جائے اور منکو نے بات مان لی وہ دونوں ایک بہتر جگہ منتخب کر کے لیٹ گئے۔

دھابے رام اور اجے پال باتیں کرتے رہے تھے ان پر بھی اونگھ طاری ہو رہی تھی مگر وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر جاگ رہے تھے۔ اچانک وہ اچھل پڑے پہاڑی دیوار سے کچھ پتھروں کے لڑھکنے کی آوازیں ابھریں اور وہ وحشت زدہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ تھکے ماندے لوگ گہری نیند سو رہے تھے اور پہاڑ کی بلندیوں سے ایک مدھم سی روشنی ابھر رہی تھی۔ وہ سہمی ہوئی نظروں سے اس روشنی کو دیکھنے لگے۔ روشنی اب جگہ جگہ سے ابھرنے لگی تھی۔ یہ مشعلیں تھیں اور ان کے سایوں میں گھوڑوں کے پاؤں نظر آ رہے تھے۔

مشعل بردار انہیں گھیرے میں لے رہے تھے۔ وہ دور دور تک ان پہاڑیوں میں پھیلتے جا رہے تھے اور ان کی یہ کارروائی بہت منظم محسوس ہو رہی تھی۔ نیچے موجود تمام لوگ سہمی ہوئی نظروں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ کسی کے منہ سے آواز نہیں نکل پائی تھی۔ پھر پنڈت دھابے رام ہی آہستہ سے بولے

''اجے پال، دیکھ رہے ہو؟''

''بڑی ہوشیاری سے انہوں نے ہماری گرد گھیرا ڈالا ہے میرا تو خیال ہے کہ انہوں نے پہلے ہی ہمیں دیکھ لیا ہوگا اور ہمارے کسی ایسی جگہ پہنچ جانے کا انتظار کر رہے ہوں گے جہاں ہم آسانی سے بے بس ہو جائیں اور اس کے لئے اس سے بہتر جگہ اور وقت اور کوئی نہیں ہو سکتا۔''

''اب کیا کرنا ہے اجے پال رات کے اس حصے میں یہاں سے بھاگنا بہت خطرناک ہوگا کیونکہ چاروں طرف کھڈ اور کھائیاں پھیلی ہوئی ہیں گھور رات

میں کچھ بھی نظر نہ آئے گا۔''

''ویسے بھی پنڈت جی وہ چاروں طرف پھیل گئے ہیں اگر ہم بھاگے تو کدھر جائیں گے۔ بھاگنے کا خیال بے کار ہے مقابلہ کرنا ہوگا۔'' اجے پال کے لہجے میں جوش بیدار ہوتا جا رہا تھا...... دھابے رام جی نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

''پھر دیر کس بات کی ہے حملہ ہم کریں گے ان کی طرف سے حملے کا انتظار بے کار ہے۔''

''چنکو نے منکو سے کہا۔'' ویسے بھی میرا خیال ہے وہ اس وقت حملہ نہیں کریں گے۔'' بس انہوں نے ہمیں یہاں اپنی موجودگی کا احساس دلایا ہے حملہ کرنے کے لئے صبح کا انتظار کریں گے۔'' منکو نے کوئی جواب نہ دیا۔ ادھر ڈاکٹر اجے پال اپنے لوگوں کی تنظیم کر رہا تھا اور ایسے بڑے پتھروں کی آڑ میں مورچے بنا رہا تھا جہاں گولیوں سے بچاؤ ہو سکے۔ کرن سنگھ کو بھی ایک بڑی چٹان کی آڑ میں لٹا دیا گیا تھا۔ ہتھیار کافی موجود تھے لیکن کارتوس کم تھے اس سلسلے میں مسلح لوگوں کو ہدایت دی گئی تھی کہ وہ ہر فائر احتیاط سے کریں اور اندھا دھند فائرنگ کر کے کارتوس بیکار نہ کریں۔ منکو نے کسی قدر طنزیہ انداز میں کہا۔

''تم مقابلہ نہیں کرو گے چنکو تمہیں بندوق نہیں دی گئی۔''

''اوّل تو ان کے پاس ہمارے سائز کی کوئی بندوق نہیں ہے دوئم ان سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ کام ہمارا نہیں بڑے بھائی کا ہے۔''

''جان کیسے بچاؤ گے اب چھوٹے بھائی؟''

تمہیں شیخا کے اقوال یاد نہیں منکو وہ کہتا ہے۔'' کو تو سر لو کا نہ مار سکت بھائی۔ جندگی لینا اور دینا کونو اور کا کام رہے۔ ارے تم کا ہے ای بارے ما سوچو ہو جب تم کونو کونا مار سکت تو دوجا بھی تمہار کچھ نہ بگاڑ سکت ہے، ہاں۔''

''تو پھر چلو اوپر چلتے ہیں تھوڑی سی چہل قدمی ہو جائے گی۔'' منکو نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''صبح کو دیکھا جائے گا اس وقت مجھے نیند آ رہی ہے۔'' اسی وقت اجے پال ان لوگوں کے پاس آ گیا۔

''تمہیں اس کی تکلیف نہیں دی جائے گی لیکن تم دونوں بھی محفوظ جگہ تلاش کر لو کاش تمہیں اس مرحلے سے نہ گزرنا پڑتا۔ دیکھو وہ چٹان بہت محفوظ ہے خود کو وہاں چھپا لو مجھے بے حد افسوس ہے۔''

جاری ہے......

''ٹھیک ہے ڈاکٹر اجے پال آپ ہماری فکر نہ کریں۔'' چنگو نے کہا اور پھر وہ دونوں بھی تاریکی میں اس چٹان کے عقب میں رینگ گئے تھے۔ یہ اندازہ وہ بھی لگا چکے تھے کہ اب کوئی چال نہیں چل سکتی تھی۔ یہ علاقے اجنبی اور خطرناک تھے پھر جس انداز میں انہیں گھیرا گیا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ لوگ پوری طرح ان کی نقل و حرکت سے واقف ہیں۔

پہل ڈاکٹر اجے پال ہی کی طرف سے ہوئی تھی۔ مشعل برداروں نے پہاڑ سے نیچے اترنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ یقیناً وہ رات گزرنے کا انتظار کر رہے تھے لیکن نیچے سے گرجنے والی بندوقوں نے پہلے ہی حملے میں انہیں شدید نقصان پہنچایا کیونکہ نیچے سے تاک تاک کر نشانے لگائے گئے تھے اور مشعلوں کی وجہ سے نشانہ لینے میں دقت نہ ہوئی تھی اس لئے بہت سے شکار ہو گئے۔ گھوڑے ہنہنانے اور زخمی ہو کر سواروں سمیت ڈھلان پر لڑھکنے لگے۔ ان کے ساتھ پتھر بھی لپیٹ میں آ کر نیچے گرنے لگے تھے۔ ماحول بے حد خوفناک ہو گیا۔ گھوڑوں کی چیخیں انسانوں کی دم توڑتی آوازیں پتھروں کے گرنے کی گڑگڑاہٹ نے رات کے پرسکوت سناٹے میں ایک دہشت خیز ہلچل مچا دی تھی۔ نیچے سے مسلسل بندوقیں گرج رہی تھیں لیکن کامیابی صرف پہلے ہی حملے میں ہوئی تھی کیونکہ اس کے بعد اوپر والے سنبھل گئے تھے البتہ نیچے والوں کے لئے ایک اور مصیبت کھڑی ہو گئی تھی اوپر سے لڑھکنے والی پتھروں نے وہ کام کیا تھا جو اوپر موجود لوگ نہ کر سکے تھے۔ یہ پتھر راستے کی چٹانوں سے ٹکرا کر اونچے اونچے اچھل رہے تھے اور کوئی مورچوں پر آ گرے تھے جن سے مورچوں میں بیٹھے ہوئے لوگ پس کر رہ گئے تھے۔ نیچے بھی بہت سی دلدوز چیخیں ابھری تھیں جن کا اندازہ اوپر والوں نے بخوبی لگا لیا۔ وہ لوگ بھی رات کی تاریکی میں نیچے والوں کو نشانہ بنا سکتے تھے اور شاید اندھا دھند فائرنگ سے بچنا چاہتے تھے لیکن نیچے سے ابھرنے والی آوازوں کا جائزہ لے کر انہوں نے حکمت عملی سوچ لی۔ اپنی حماقت سے وہ جو نقصان اٹھا چکے تھے اب اس کا اعادہ نہیں کرنا چاہتے تھے چنانچہ جب ایک بھی مشعل روشن نظر نہیں آ رہی تھی البتہ کچھ دیر کے بعد ہی ایک بے پناہ وزنی چٹان نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور ایک خوفناک دھماکے سے دوسروں مضبوط چٹان پر گری اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی پھر یہ ٹکڑے اولوں کی طرح نیچے موجود لوگوں پر برسنے لگے۔ دھابے رام اور اس کے گروہ کے افراد چوکڑی بھول گئے کیونکہ پتھروں نے یم دوت کا کام آسان کر دیا تھا۔ بعض بڑے پتھر تو ایسے بھی تھے جنہوں نے مورچوں کی چٹانوں کو اوپر سے گر کر پاش پاش کر دیا تھا اور ان کے پیچھے چھپے لوگ چیخ بھی نہ سکے تھے۔

نتیجہ افراتفری کی شکل میں ظاہر ہوا اور لوگ مورچے چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ اس کا اندازہ بھی اوپر سے لگا لیا گیا اور اب اوپر سے تڑا تڑ گولیاں چلنے لگیں اجے پال ڈاکٹر تھا کمانڈر نہیں کہ کوئی بہتر منصوبہ بندی کر سکتا۔ وہ سکتے میں رہ گیا تھا اوپر والوں کی بن آئی تھی۔ وقفے وقفے سے وہ پہاڑی چٹانیں لڑھکاتے اور پھر انتظار کرتے کہ لوگ مورچے چھوڑ کر بھاگیں تو وہ انہیں نشانہ بنائیں۔ جنگ تو انہوں نے پہلی جوابی کارروائی میں ہی جیت لی

تھی۔اب تو وہ صرف کھیل رہے تھے اور یہ کھیل دیر تک جاری رہا۔

آخری رات کا چاند نکل آیا اور پہاڑوں میں ہولناک مناظر اجاگر ہو گئے، پتھروں کے پیچھے جابجا لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور اب شاید زندہ بچ جانے والوں میں ہاتھ ہلانے کی سکت بھی نہیں تھی۔ روشنی بے نمود ہوگئی اور صبح کا آغاز ہو گیا۔تب اوپر پہاڑوں سے گھوڑے نیچے اترنے لگے تھے۔وہ بندوقیں سیدھی کیئے ہوئے تھے لیکن بچنے والے جس حال کو پہنچ گئے تھے اب اس سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔وہ وادی میں آ گئے ان کی تعداد بھی کافی تھی۔ نیچے آ کر وہ ہر پتھر کی آڑ میں دیکھنے لگے۔اجے پال کے ساتھیوں میں صرف تیرہ افراد زندہ بچے تھے دو یہ بونے تھے باقی سب لوگ ہلاک ہو گئے تھے۔کرن سنگھ ایک اتنے بڑے پتھر کے نیچے دبا ہوا تھا کہ اس پتھر کو جنبش دینا بھی دو چار آدمیوں کے بس کی بات نہ تھی۔اجے پال زندہ تھا دھابے رام بھی نظر نہیں آیا تھا۔زندہ انسانوں کو گھیر کر ایک جگہ جمع کر لیا گیا۔وہ انہیں خونخوار نظروں سے دیکھ رہے تھے پھر ان میں سے ایک نے کہا۔

''تمہارا لیڈر کون ہے؟'' کوئی جواب بھی نہ دے پایا تھا کہ دوسرے آدمی نے کہا۔''مہاراج بلبیر سنگھ ٹھاکر'' چار گھوڑے پہاڑ کے دامن میں نظر آئے تھے جو اسی طرف آ رہے تھے۔سب چوکنے ہو گئے۔

چنکو نے آہستہ سے منکو سے کہا۔''آ گیا کمبخت۔''

''مجھ سے بکواس مت کرو۔'' منکو جھلائے ہوئے لہجے میں بولا اور چنکو خاموش ہو گیا۔بلبیر سنگھ نزدیک آ گیا تو پہلے وہ خاموشی سے چاروں طرف کا جائزہ لیتا رہا۔اجے پال سنگھ کے سامنے وہ رکا مسکرایا اور آگے بڑھ گیا۔پھر اچھی طرح چاروں طرف دیکھنے کے بعد وہ اپنے آدمیوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔

''چاکر سنگھ، باقی کہاں گئے۔جس آدمی کو مخاطب کیا تھا اس کے حلق سے آواز نہ نکل سکی البتہ دوسرے آدمی نے کہا۔

''وہ مارے گئے مہاراج۔''

''کیا!'' بلبیر سنگھ دھاڑا۔اس کی نظریں بلندیوں کی طرف اٹھ گئیں ڈھلانوں میں گھوڑوں کی لاشیں پتھروں سے اٹکی ہوئی تھیں اس طرح انسانی جسم بھی پتھروں میں پھنسے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

''یہ کیسے ہوا؟'' بلبیر سنگھ گرجا۔''چاکر سنگھ یہ کیسے ہوا؟''

''مجھ سے بھول ہو گئی تھی مہاراج۔''

''کیسی بھول؟'' جلدی بک تو بتا یہ کیسے ہوا۔'' بلبیر دوسرے آدمی سے بولا۔

''میں نے فیصلہ کیا تھا مہاراج کہ مشعلیں نہ جلائی جائیں۔''

''چاکر سنگھ مہاراج نے کہا کہ اس طرح وہ لوگ ہاتھ پاؤں چھوڑ بیٹھیں گے۔ یہ مشعلیں دیکھ کر ان کے حوصلے پست ہو جائیں گے تو پھر ہم انہیں ہراساں کر سکیں گے۔ صبح مار لیں گے۔ مگر انہوں نے مشعلوں پر نشانے لگائے اور پہلے حملے میں ہمارے یہ آدمی مارے گئے۔''

بلبیر سنگھ اس شخص کی طرف دیکھنے لگا جسے چاکر سنگھ کہہ کر پکارا گیا تھا۔ پھر اس نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔ ''واہ بھئی چاکر سنگھ بڑھیا جنگی چال چلی تو نے بہت بڑا کمانڈر ہے بھائی تو۔ میں نے کچھ کہا تھا تجھ سے، میں نے کہا تھا کہ میرا جو منصوبہ ہے اس سے میرا ایک بھی آدمی تک زخمی نہ ہو گا کہا تھا میں نے۔''

''جی ٹھاکر کہا تھا۔''

''پھر مشعلیں کیوں جلی تھیں؟''

''میں نے سوچا ٹھاکر کہ اس طرح ان کے حوصلے پست ہو جائیں گے مگر انہوں نے حملہ کر دیا۔'' چاکر سنگھ نے جواب دیا لیکن بلبیر سنگھ نے اس کی پوری بات بھی نہیں سنی اور وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ اس کا رخ چنکو منکو کی طرف تھا۔

''تم دونوں بھی ساتھ ہو ان کے۔ شریک ہو ان کی سازش میں تم بھی۔''

''ہمارا ان سے کیا واسطہ ٹھاکر، ویسے ٹھاکر تم نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔'' منکو نے شکایتی لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب؟''

''تم نے کہا تھا ٹھاکر کہ تم غلام شاہ کے خلاف ہمیں استعمال کرو گے ہم نے خلوص دل سے تم سے تعاون کا فیصلہ کر لیا کیونکہ غلام شاہ کے لئے ہمارے دل میں بھی نفرت پیدا ہو گئی ہے۔ اس کے باوجود تم نے ہمیں اس قید خانے میں ڈال دیا جہاں ہمارے ساتھ عام قیدیوں جیسا سلوک کیا گیا۔ تمہارے سپاہی ہمیں ٹھوکروں سے مارتے تھے۔ ہم ان سے کہتے کہ ہم ٹھاکر کے آدمی ہیں تو وہ ہمارا مذاق اڑاتے اور کہتے کہ ٹھاکر نے اپنے مہمانوں کے لئے بہت اچھا مہمان خانہ بنایا ہے۔''

''کیا'' بلبیر سنگھ دھاڑا پھر آہستہ سے بولا۔ ''بہت بگڑے ہیں ہیں یہ لوگ ٹھیک کرنا پڑے گا انہیں تو تم مجھے بتاؤ یہ قیدی وہاں سے کیسے فرار ہوئے؟''

''تمہارے سپاہیوں نے ان کی مدد کی تھی انہوں نے ہمارے سامنے انہیں بندوقیں لا کر دی تھیں پھر رات کو باہر کوٹھڑیوں کے تالے کھول دیئے۔ انہوں نے بھی اندر سے گولیاں چلائیں ہم اپنی کوٹھڑی میں چھپ گئے تو یہ لوگ ہمیں مار مار کر باہر نکال لائے اور اس کے بعد زبردستی یہاں تک لے آئے۔''

بلبیر سنگھ عادت کے مطابق کوئی جواب دیئے بغیر واپس پلٹ گیا پھر اس نے کہا۔ ''کمانڈر اب اوپر جا کر لاشیں تو اٹھوا لو یا انہیں شمشان بھی نہیں ملے گا۔'' مخاطب چاکر سنگھ تھا۔

جی جی مہاراج۔'' چاکر سنگھ کھسیائے ہوئے لہجے میں بولا اور کچھ لوگوں کو اشارہ کر کے پہاڑ کی طرف دوڑ پڑا۔ تقریباً پندرہ افراد پہاڑی پر چڑھ رہے تھے نیچے بلبیر سنگھ قیدیوں کی لاشیں دیکھ رہا تھا پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ! مہاراج ادھیراج کرن سنگھ جی سورگباش ہو گئے۔ بڑا افسوس ہوا خیر یہ تو ہونا ہی تھا۔ چلئے ڈاکٹر صاحب راون سنگھ جی آپ سے مل کر بہت خوش ہوں گے۔ اے چلو تم لوگوں کو باندھ لو اور جاگیر چندر تم انہیں اپنی نگرانی میں لے کر سورج گڑھ آ جاؤ۔ میں قید خانے جا رہا ہوں ٹھا کر سے کہہ دینا کچھ کام کر کے آؤں گا۔ سارے کام ہوشیاری سے کرنا۔ وہ پلٹا اور پھر جاگیر چندر سے بولا۔ ''ان دونوں کا خیال رکھنا ان کے ساتھ کوئی سختی نہ ہو مگر رکھنا نگرانی میں۔''

''جی مہاراج۔''

''سونا پت، تم اپنے آدمیوں کے ساتھ میرے ساتھ آ جاؤ۔ ان لوگوں کو چاکر سنگھ سنبھال لے گا۔'' اٹھارہ آدمیوں کا ایک گروہ بلبیر کے ساتھ چل پڑا تھا۔ قیدی کیونکہ انتہائی خستہ حال ہو گئے تھے ان کے پاس اب ہتھیار بھی نہ تھے رسی سے بہ آسانی انہیں کس لیا گیا اوپر چاکر سنگھ اپنے مردہ ساتھیوں کو اکٹھا کر رہا تھا۔ اس کے بدن میں تھرتھری دوڑ رہی تھی نہ جانے ٹھاکر بلبیر سنگھ نے اسے اس غلطی پر زندہ کیسے چھوڑ دیا تھا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا پھر اس نے بلبیر سنگھ کو واپس جاتے ہوئے دیکھا اور گہری سانس لے کر وہ کھڑا ہو گیا۔

''یہ انہونی ہوئی ہے۔'' اس نے خود سے کہا اور گردن پر ہاتھ مارنے لگا جہاں کوئی ٹھنڈی چیز لگ رہی تھی۔ دوسری اور تیسری بار جب اس ٹھنڈی چیز نے چھوا تو اس نے اسے پکڑ لیا اور پھر اس کے حلق سے ڈری ڈری آواز نکل گئی۔ یہ ایک رائفل کی نال تھی اور رائفل ایک آدمی کے ہاتھ میں تھی جو قیدیوں کی طرح خستہ حال نہیں نظر آ رہا تھا جونہی اس نے منہ کھولا رائفل کی نال اس کے کھلے ہوئے منہ سے جا لگی۔

''آواز نہیں دوست۔ آواز نہیں۔ کوئی آواز نکلے گی تمہارے منہ سے تو وہ جو میں کہوں گا۔'' چاکر سنگھ کو چکر آنے لگے اس کے ساتھ پہاڑ پر آنے والے بھی دور دور تھے اور وہ لاشیں تلاش کرتا ہوا ان سے دور نکل آیا تھا۔ ''رائفل ہٹا لوں اگر دماغ درست ہو گیا ہو تو۔''

''ہاں، ہاں۔'' چاکر سنگھ پر برا وقت آ پڑا تھا۔

''نیچے جن لوگوں کو باندھا جا رہا ہے میں ان کی آزادی چاہتا ہوں۔''

''میں، میں یہ کام کیسے کرسکتا ہوں؟'' چاکر سنگھ نے کہا۔

''یہ تو تم ہی سمجھ سکتے ہو۔ وہ لوگ تو سب زخمی ہیں ان کے ساتھ اور برا سلوک نہیں ہونا چاہئے۔''

''مگر یہ نہیں ہوسکتا میرا بس نہیں ہے ان پر۔'' چاکر سنگھ گھگھیائے ہوئے لہجے میں بولا۔ وہ خوفزدہ نظروں سے اس سرخ و سفید نوجوان کو دیکھ رہا تھا جو نجانے کون تھا۔

''کیا نام ہے تمہارا؟'' نوجوان نے پوچھا۔

''چاکر سنگھ۔''

''جینا چاہتے ہو یا مرنے کے خواہش مند ہو۔''

''جینا چاہتا ہوں مہاراج۔''

''تو ان لوگوں کی آزادی ضروری ہے دیکھو یہ رائفل ہے اور تمہارے ہی ایک ساتھی کی بھری ہوئی ہے اور مزید کارتوس بھی میرے پاس ہیں یہ جتنے لوگ یہاں لاشیں جمع کر رہے ہیں انہیں ساتھ لے کر نیچے جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ ہتھیار یہیں رکھ دیں اور تمہارے ساتھ چلیں انہیں یہاں سے دور لے جاؤ۔ کافی دور اور اس وقت تک ادھر کا رخ نہ کرو جب تک تمہیں یہ احساس نہ رہے کہ اس رائفل کی گولی تمہاری کمر کو چھو سکتی ہے۔ اگر تم نے کوئی گڑبڑ کی چاکر سنگھ تو یہ یاد رکھنا کہ میں نے زندگی میں ایک بھی نشانہ غلط نہیں لگایا۔ تم ضرور مر جاؤ گے بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا۔''

چاکر سنگھ کے ہوش اڑے ہوئے تھے موت نے ایسا پیچھا گھیرا تھا کہ چھوڑنے کا نام ہی نہ لے رہی تھی۔ ٹھاکر بلبیر کے بارے میں وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ کتنا کینہ پرور اور ظالم انسان ہے۔ رات کو اس سے غلطی ہوگئی تھی جس کے نتیجے میں بہت سے لوگ مارے گئے تھے۔ بلبیر نے ضرور کسی مصلحت کے تحت اسے چھوڑ دیا تھا ورنہ یہیں اس کا انجام ہو جاتا مگر یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ بعد میں کیا ہو، اور اب یہ۔

''چاکر سنگھ۔'' نوجوان کی آواز نے اسے چونکا دیا۔

''جی، جی مہاراج۔'' وہ بولا۔

''وقت نہیں ہے میرے پاس اگر تم یہ نہ کرنا چاہو تو پھر میں کچھ اور سوچوں۔''

''بس ایک سوال کرنا ہے آپ سے مہاراج۔''

''ہوں؟''

''کیا آپ قیدیوں کے ساتھی ہیں۔''

''ہاں یہی سمجھو۔''

''مہاراج جو کچھ اب تک ہوا وہ مجبوری تھی۔ راون سنگھ کے راج میں وہی جی سکتا ہے جو ان کا غلام ہو۔ یہ غلامی مجبوری کی تھی۔ مہاراج چاکر سنگھ کو یاد رکھیں اور زندگی مل گئی تو آپ کے ساتھ آ ملوں گا۔ اب میں ظالم راون سنگھ کا ساتھ نہیں دوں گا مہاراج کبھی نہیں دوں گا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔''

''چال چل رہے ہو چاکر سنگھ۔'' نوجوان مسکرا کر بولا۔

''جو کچھ بھی کر رہا ہوں بندوق تو آپ کے ہاتھ میں ہے۔ غلط کروں تو نشانہ لگا دیں مجھ پر۔'' چاکر سنگھ نے کہا اور پھر واپس پلٹ پڑا۔ تھوڑا سا نیچے آ کر اس نے زور سے آواز نکالی۔ ''ارے چھوڑو اس کام کو جلدی کرو، وہاں کالی کھائی میں ٹھاکر دشمنوں میں گھر گئے ہیں بری ہو رہی ہے ان کے ساتھ، دوڑو ارے جلدی کرو دوڑو ارے۔'' وہ خود تیزی سے نیچے بھاگنے لگا اس کی آواز پر نیچے والے بھی متوجہ ہو گئے۔ جو پہاڑ پر تھے وہ بدحواس ہو کر اس کے پیچھے دوڑ ہی پڑے تھے۔

''منہ دیکھ رہے ہو سسرو، وہاں کالی کھائی میں ٹھاکر بلبیر دشمنوں میں گھر گئے ہیں میں نے اوپر سے دیکھا ہے جلدی کرو، ان کی مدد کرو ورنہ مارے جاؤ گے۔'' چاکر سنگھ ایسے لہجے میں کہہ رہا تھا کہ وہ سب بھی بدحواس ہو گئے اور سوچے سمجھے بغیر دوڑ پڑے۔ بعض تو گھوڑوں پر بھی سوار نہ ہوئے تھے خود چاکر سنگھ اس میں موجود تھا وہ ہاتھ ہلا ہلا کر چیخ رہا تھا۔ ''جلدی، جلدی۔'' اور وہ سب دوڑے جا رہے تھے۔

اوپر موجود نوجوان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور گہری نظروں سے چاکر سنگھ کو دیکھ رہا تھا سارے سپاہی بھاگ گئے تھے جب وہ دور نکل گئے تو چاکر سنگھ قیدیوں کی بندشیں کھولنے لگا۔ دو قیدیوں کے ہاتھ کھول کر اس نے کہا۔ ''جلدی جلدی دوسروں کے ہاتھ کھول دو اس سے پہلے کہ وہ واپس آ جائیں۔'' اجے پال حیران رہ گیا تھا لیکن اس نے اس عمل میں دیر نہ کی اور گرفتار شدگان کو کھول کر چاکر سنگھ نے چیخ کر کہا۔

''اب کیا کروں بھائی۔'' جواب میں رائفل بردار نوجوان چٹان کے عقب سے نکل آیا اس نے چیخ کر ہی جواب دیا۔

''تم سب اوپر آ جاؤ وہ لوگ واپس آ گئے تو بچنا مشکل ہو گا۔'' سب نے حیران نظروں سے اس نئی شکل کو دیکھا تھا۔'' اجے پال نے ایک نگاہ سب پر ڈالی پھر اس نے بھاری لہجے میں کہا۔

''چلو ساتھیو، ہم کرن سنگھ اور پنڈت جی کے ساتھ مر چکے ہیں مگر دوسروں کو بچانے کے لئے جدوجہد کا موقع مل رہا ہے تو یہ جدوجہد جاری رکھنا چاہئے۔'' اس نے ایک نگاہ لاشوں پر ڈالی اور پھر پہاڑ کی چڑھائی چڑھنے لگا۔ سب لوگوں نے اس کا ساتھ دیا تھا لیکن کوئی بھی نہ سمجھ پایا تھا کہ یہ سب

کیا ہوا ہے اور اوپر موجود شخص کون ہے جب وہ اوپر پہنچے تو چا کر سنگھ بولا۔
''ان لوگوں کو بچانا چاہتے تھے نا تم، میں نے وہ کر دیا ہے اس کے بعد حالات سنبھالنا تمہارا کام ہے۔''
''تمہارا کیا ہوگا چاکر سنگھ؟''
''میں تمہارے ساتھ ہوں مجھ پر بھروسہ کرنا غداری نہ کروں گا۔ مجھے یہ آسانی ہے کہ میرے پریوار میں کوئی سورج گڑھ میں موجود نہیں ہے سب چنگل گڑھ میں رہتے ہیں اب وہ جانیں اور بھگوان جانے۔ میں اس ظالم کا ساتھی نہیں بنوں گا۔''
''تم کون ہو دوست۔'' اجے پال نے پوچھا۔
''تعارف بعد میں کرلیں گے پہلے یہاں سے نکل چلو۔ پہاڑوں میں مرنے والوں کی بندوقیں اپنے قبضے میں لے لو یہ ہمارے کام آئیں گی اور اس کے بعد بچنے کے راستوں کا انتخاب بھی تم ہی کرو میں ان علاقوں سے ناواقف ہوں۔''
اجے پال کے اشارے پر بندوقیں جمع کی گئیں اور پھر وہ لوگ تیز رفتاری سے پہاڑی پر دوسری طرف چل پڑے چاکر سنگھ نوجوان کے ساتھ تھا۔ اس نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔
''یہ لوگ تمہیں نہیں جانتے۔''
''نہیں۔''
''پھر تم نے ان کی مدد کیوں کی۔''
''میں پاگل خانے سے بھاگا ہوا ہوں۔''
''کیا مطلب؟''
''مطلب یہ کہ میں پاگل ہوں۔'' نوجوان نے جواب دیا اور چاکر سنگھ خاموش ہو گیا۔ کافی طویل فاصلہ طے کر کے وہ پہاڑ کی دوسری طرف ڈھلانوں پر پہنچ گئے جہاں جنگل بکھرے ہوئے تھے گو درخت زیادہ شاداب نہیں تھے اور ان پر خزاں چھائی ہوئی تھی البتہ وہ قریب قریب تھے اور ان کا تحفظ کر سکتے تھے۔ ڈھلان پر بھی وہ نہ رکے اور آگے بڑھتے رہے۔ کچھ دیر کے بعد نوجوان نے چاکر سنگھ سے کہا۔
''کیا وہ ہمارا پیچھا کریں گے چاکر سنگھ۔'' چاکر سنگھ سوچ میں ڈوب گیا پھر بولا۔
''فیصلہ کرنا مشکل ہے مہاراج۔ اگر ان میں کوئی زیادہ ہی عقل مند ہوا تو یہ حرکت کرے گا ورنہ اس کے بعد جانے پھر کیا ہوگا۔''

''کیا ہوگا؟''

''جس کا جدھر منہ اٹھے گا بھاگ جائے گا ورنہ بلیر ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑے گا۔''

چنکو نے منکو سے کہا۔ ''یہ کون ہوسکتا ہے۔''

''کیا پتہ؟''

''نہ جانے کیوں یہ مقامی باشندہ معلوم نہیں ہوتا مگر اس نے چال کیا چلی یہ سمجھ میں نہیں آیا'' منکو نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس پر پھر بیزاری طاری ہوگئی تھی۔ اجے پال کا چہرہ بجھا ہوا تھا کم از کم چنکو اور منکو یہ جانتے تھے کہ وہ کن کیفیات کا شکار ہوگا۔ کرن سنگھ کی زندگی بچانے کے لئے وہ کس قدر محنت کر رہا تھا اور کرن سنگھ کو وہ زندہ نہ بچا سکا تھا۔ اس کے علاوہ پنڈت دھابے رام بھی مارے جا چکے تھے۔ بہرحال یہ سفر دوپہر کے بعد تک جاری رہا۔ وہ پہاڑ سے نیچے اتر چکے تھے اور دور تک پھیلے ہوئے جنگلوں میں چل رہے تھے۔ یہ اندازہ تو ہو چکا تھا کہ تعاقب کرنے کی کوشش نہیں کی گئی ہے پھر سفر کرنے والے گرنا شروع ہوگئے ان کی جسمانی قوتیں اس سے زیادہ ساتھ نہ دے پائی تھیں۔ اجے پال نے کہا۔

''یہ لوگ اور آگے بڑھے تو مرنا شروع ہو جائیں گے۔''

''درختوں کے یہ جھنڈ محفوظ ہیں یہاں قیام کیا جا سکتا ہے۔'' نوجوان بولا اور ان لوگوں نے وہیں پڑاؤ ڈال دیا۔ بے ترتیب درختوں میں ناریل اور کھجور کے درختوں کی بہتات بھی نظر آ رہی تھی۔ خوراک کے لئے جو کچھ ساتھ لایا گیا تھا وہ وہیں رہ گیا تھا چنانچہ اس سلسلے میں چنکو اور منکو نے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ پہاڑی درختوں پر وہ چھپکلیوں کی طرح چڑھتے چلے گئے اور ان میں سے پکی کھجوروں کے گچھے اور ناریل توڑ توڑ کر پھینکنے لگے اور اسی وقت شاید اس نوجوان نے ان پر غور کیا تھا اس وقت اگر یہ دونوں یہ حیرت انگیز مظاہرہ نہ کرتے تو یہ قدرتی خوراک حاصل ہونا مشکل تھی۔ انہوں نے اس قدرتی غذا کے انبار لگا دیئے۔ نیچے اجے پال اور دوسرے کچھ باہمت لوگوں نے ناریل وغیرہ تقسیم کرنا شروع کر دیئے۔ وہ سب جانوروں کی طرح شکم سیری کرنے لگے۔ کافی خوراک جمع ہوگئی تو وہ دونوں بھی نیچے اتر آئے۔ نوجوان کسی قدر حیرت بھری نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا پھر وہ بھی کھجوریں چباتا ہوا ان کے پاس آ گیا۔

''تم دونوں، چنکو اور منکو تو نہیں ہو۔''

''بالکل ہیں مگر تم کون ہو۔'' چنکو نے پوچھا۔

''تم غلام شاہ کے سرکس میں کام کرتے تھے۔'' نوجوان نے کہا اور اس سوال پر یہ دونوں حیران رہ گئے۔ منکو نے پوچھا۔

''تم غلام شاہ کو کیسے جانتے ہو۔''

''پہلے تم میری بات کا جواب دو۔''

''ہاں ہم اسی سرکس میں کام کرتے تھے۔''

''میں نے تمہیں اسی سرکس میں دیکھا تھا۔تم سونیا کے ساتھ اس کے آئٹم کرتے تھے۔''نوجوان بولا اور چنکو منکو عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گئے پہلے وہ سمجھے تھے کہ یہ شخص ممکن ہے جگت سنگھ کا آدمی ہو مگر سونیا کا نام لے کر اس نے انہیں بجھا دیا تھا۔

''مگر تم کون ہو دوست ہمیں اپنے بارے میں نہ بتاؤ گے۔''منکو نے پوچھا۔

''میرا نام شارق ہے۔''نوجوان نے جواب دیا۔

❁❁❁

یوں بھی بیاولی کا فاصلہ زیادہ نہیں رہ گیا تھا اور پھر غلام شاہ اس سفر سے اکتا گیا تھا اس لئے سفر غیر معمولی تیز رفتاری سے کیا جا رہا تھا چنانچہ وہ بیاولی پہنچ گئے حالانکہ نیاگر تک کے راستے بے مثال حسن کے مالک تھے اور قیام کی ہر جگہ ایسی تھی جہاں زیادہ سے زیادہ قیام کرنے کو جی چاہے لیکن کچھ ایسے واقعات پیش آ چکے تھے جس سے مختلف لوگ مختلف الجھنوں کا شکار ہو گئے تھے۔

پھر بھلا صاحب نے چند لوگوں کا استقبال کیا۔ یہ ان کے یونٹ انچارج، جونسن اور پیٹر تھے جن کے ساتھ اور لوگ بھی تھے۔ بھلا صاحب نے ان کا بڑھ کر استقبال کیا۔ پیٹر نے کہا کہ وہ لوگ دن رات ان کا انتظار کر رہے تھے اور انہوں نے دور سے انہیں دیکھ لیا تھا۔

''تم لوگ ٹھیک ہو۔''بھلا صاحب نے پوچھا۔

''خاک ٹھیک ہیں بھلا صاحب۔ ایسی خوفناک جگہ بھیج دیا ہے آپ نے جہاں زندگی بچانا مشکل ہو گیا۔ بیاولی پار سے مسلح لوگ آتے جاتے رہتے ہیں مجرموں کی طرح ہماری نگرانی ہوتی ہے۔''

''اوہ نہیں جونسن، یہاں کے حالات ہی ایسے ہیں میں نے تمہیں بتایا تھا اس بارے میں کسی نے تمہیں کوئی نقصان تو نہیں پہنچایا۔''

''ہاں کچھ کہا تو نہیں کسی نے، لیکن نگرانی بہت سخت ہے حالانکہ ہم نے آپ کا نام بھی لے دیا تھا۔''

''خیر کوئی بات نہیں، میں آ گیا ہوں، ہاں شرمیلا کا کیا حال ہے۔''

''میڈم بالکل ٹھیک ہیں بس آپ کو یاد کر کے روتی ہیں۔ مگر یہ سب کیا ہے۔''

''سرکس۔''

''آپ نے تیار کیا ہے۔ یہ تو پروگرام میں نہیں تھا۔'' جونسن بولا۔

''نہیں ہمارا ان کا راستے میں ساتھ ہو گیا ہے۔ تمہارے خیمے کہاں ہیں۔''

''اس چٹانی سلسلے کے دوسری طرف۔'' جونسن نے جواب دیا اور بھلا صاحب غلام شاہ کے پاس آ گئے۔

''شاہ صاحب، یہ میرے یونٹ کے لوگ ہیں اگر آپ پسند کریں تو تھوڑا سا فاصلہ اور طے کر لیا جائے۔''

''جرور بھائی بھلے۔'' غلام شاہ نے کہا اور پھر یہ لوگ وہاں پہنچ گئے جہاں یونٹ کے لوگ خیمہ زن تھے۔ سرکس کی گاڑیاں اپنے لئے مناسب جگہ تلاش کرنے لگیں۔ پھر سب لوگوں نے ایک خیمے سے گوشت کے ایک تودے کو لڑھکتے ہوئے دیکھا جس سے کچھ آوازیں نکل رہی تھیں۔ بھلا صاحب خود بھی اپنی جیپ سے نیچے کود پڑے تھے حالانکہ وہ مناسب جسامت کے مالک اور پروقار شخصیت رکھتے تھے لیکن اس گوشت زادی کی انہوں نے بھی بڑے والہانہ انداز میں پذیرائی کی تھی اور اس کے ہولناک وجود میں گم ہو گئے تھے۔

''یہ ہاتھی زادی کون ہے؟'' ایاز نے سانولی سے کہا۔

''کیا پتہ مجھے۔ مگر کمال ہے اسے تو ہمارے سرکس میں ہونا چاہئے تھا۔'' کچھ دیر کے بعد بھلا صاحب اس گوشت کے تودے سے دور ہوئے اور اسے سمجھا بجھا کر واپس خیمے میں بھیج دیا۔ وہ اپنے ساتھ آئے ہوئے لوگوں کو ہدایات دے رہے تھے۔ دوسری طرف تیز و تند ندی کے بہاؤ کا جائزہ لیا جا رہا تھا۔ بھلا صاحب غلام شاہ کے پاس پہنچ گئے۔

''یہاں باقاعدہ قیام نہیں کیا جائے گا شاہ صاحب، بس عارضی قیام کریں اس کے بعد ہم بیاولی عبور کریں گے۔''

''بہوت مسکل لگے ہے رہے بھائی بھلے۔ بڑی ناؤ کی جرورت ہوگی۔ اسی سسر ندی ماں تو ہاتھیا کو بھی ناڈالا جا سکت۔''

''سب انتظام ہو جائے گا آپ فکر نہ کریں۔''

''ہاں رے بھائی تو کا ہی انتجام کرنا ہوئی گا۔''

''میں نے کہا نا آپ بالکل فکر نہ کریں۔'' بھلا صاحب نے کہا۔ انہیں زیادہ انتظار بھی نہ کرنا پڑا۔ ایک ٹیلے کے عقب سے آٹھ گھوڑے سوار نکل کر ان کی طرف بڑھ رہے تھے۔ وہ گھوڑے دوڑاتے ہوئے ان کے پاس آ گئے۔ بھلا صاحب کچھ آگے بڑھ آئے تھے۔ ان میں سے ایک نے تمام گاڑیوں وغیرہ کو دیکھا اور پھر بولا۔

''یہ فوج کہاں سے آئی ہے۔''

''کیا تم لوگ ٹھاکر جگت سنگھ کے آدمی ہو؟''

''ہاں!'' اس شخص نے کہا۔

''ہٹ جاؤ، جگت سنگھ جی کو بتاؤ کہ ان کا دوست بھلا آیا ہے اور ان سے ملنا چاہتا ہے۔''

''ٹھاکر صاحب آپ کو جانتے ہیں۔''

''اچھی طرح۔'' بھلا صاحب نے کہا اور وہ لوگ واپس چلے گئے۔ سورج ڈھل رہا تھا مگر دن ابھی کافی باقی تھا۔ بھلا صاحب جانتے تھے کہ فوراً ہی دوسری طرف جانے کا بندوبست نہیں ہو سکے گا اس لئے انہوں نے عارضی انتظام کرنا شروع کر دیا تھا۔ ادھر غلام شاہ کے ساتھی بھی اپنی مورچہ بندی کر رہے تھے۔ اکبر شاہ نے کہا۔

''شیخا! اس ندی پر کوئی پل نہیں ہے۔''

''ایسا ہی لاگے رہے بھائی۔ بڑی تیکھی ہے بہاؤ ماں۔''

''بڑی سے بڑی کشتی میں بھی ہمارے یہ وزنی ٹرک تو ندی عبور نہیں کر سکتے۔''

''اے ہی ہم سوچت رہیں۔''

''ٹرک اس طرف لے جانا تو ضروری ہوگا۔ یہاں انہیں طویل عرصے کے لئے نہیں چھوڑا جا سکتا ہمیں واپس بھی جانا ہے۔''

''دیکھو بٹوا کا ہوت ہے اور پھر ہمار کا جات رہے بھائی نا جا سکیں گے ادھر تو واپس چلے جائی ہے ہمار کو نسے بالک بلکت ہیں بھوک سے سیر ہی ہوئی گئی۔'' غلام شاہ نے جواب دیا۔ سب لوگ مختلف مشغولات میں مصروف ہو گئے تھے۔ شام کے لئے چائے تیار ہو رہی تھی۔ کنور جیت اس واقعے کے بعد محتاط سا ہو گیا مگر اس کے دل میں شعلے اٹھ رہے تھے۔ وہ سب سے ملتا تھا سونیا سے بھی اس نے کئی بار بات کی تھی مگر بڑی تہذیب سے۔ وہ اسے سونیا جی کہہ کر آواز دیتا تھا لیکن ضدی فطرت کا مالک تھا اور اس نے طے کر لیا تھا کہ اگر سونیا کو اپنے جوتے چاٹنے پر مجبور نہ کر دیا تو جینا بیکار ہے۔ آخر وہ سمجھتی کیا ہے خود کو دوسری طرف راجکماری جی باقاعدہ شارق کا سوگ منا رہی تھیں اور بھلا صاحب گہری نگاہوں سے ان کا جائزہ لے رہے تھے۔ وہ فطرتاً بہتر انسان تھے لیکن کاروباری زندگی میں ہر طرح کے لوگوں کا ساتھ رہتا ہے کنور جیت کے بارے میں بھی جانتے تھے کہ بدکار آدمی ہے۔ راجکماری بھی عام شریف عورت نہیں تھی ان لوگوں کے نت نئے کھیل ہی ان کی شہرت کا باعث بنتے ہیں اور یہ ایسے کھیلوں کے عادی ہوتے

ہیں۔ بہر حال وہ ان کی اس بڑی پروڈکشن کے بڑے فنکار تھے اور وہ ان سے تھوڑا بہت تعاون بھی کر لیتے تھے۔

کنور جیت نے کہا۔ '' بھلا صاحب، یہ سرکس ہم پر بوجھ نہیں بن جائے گا۔ ''

'' کس طرح؟ ''

'' ان لوگوں کے بے شمار مسائل ہوں گے۔ ہم اپنا کام کریں گے یا ان کے مسائل میں الجھیں گے سرکس کے کچھ شارٹ لے لئے ہیں آپ نے انہیں سے کام چلائیے۔ ''

'' کیا بات ہے کنور، کوئی بات ہوگئی کیا۔ '' بھلا صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'' بات کیا ہوتی بے اوقات لوگ ہیں ایک جاہل قبیلے کے افراد، ذہنی سوچ سے آگے نہیں ہے آپ تو جانتے ہیں بھلا صاحب پہلے سڑکوں پر بازیگری دکھاتے تھے اب یہ تنبو بنا لئے ہیں۔ ''

'' اوہو، بہت بگڑ گئے ہو بات کیا ہے۔ ''

'' وہ رسیوں پر پھدکنے والی چوہیا خود کو بہت پروقار خاتون سمجھتی ہے۔ بھلا صاحب ہزاروں حسین لڑکیاں کنور جیت کی تصویر کو دیکھ کر ٹھنڈی آہیں بھرتی ہیں۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔ ''

'' نہیں، بے شک تم لڑکیوں کے پسندیدہ ہیرو ہو۔ ''

'' بتایئے یہ بات اس غلام زادی کو، اس سے کہئے اسے کوئی نہیں جانتا اس نے اپنی تقدیر پر سیاہی لگالی ہے۔ ''

'' کچھ کہا اس نے۔ ''

'' چھوڑیئے بھلا صاحب، ہاں میرا خیال ہے اب ان لوگوں کا جھگڑا چھوڑیئے بلاوجہ الجھنیں بڑھیں گی۔ ''

'' لاکھوں لڑکیوں میں سے اگر ایک لڑکی تمہاری طرف راغب نہیں ہوتی تو تم اسے اس قدر اہمیت کیوں دے رہے ہو۔ ''

'' میں یہ برداشت نہیں کرسکتا بھلا صاحب۔ یہ میری توہین ہے۔ ''

'' وہ فلمی دنیا کے معیار سے ناواقف لوگ ہیں کنور، انہیں نظر انداز کردو تم ایک معیاری انسان ہو۔ ''

'' پھر بھی بھلا صاحب اب ان سے کنارہ کشی بہتر ہے۔ ''

'' یہ ناممکن ہے نامناسب۔ '' بھلا صاحب نے کہا۔

''کیا مطلب۔'' کنور نے سرلہجے میں کہا۔

''غلام شاہ بہت اچھا انسان ہے میں نے اس سے کچھ وعدے کئے ہیں جنہیں پورا کرنا میرا فرض ہے۔اس کے علاوہ ہم جس علاقے میں ہیں وہ بے حد خطرناک ہے۔ان لوگوں سے تو مجھے بہت ڈھارس ہوئی ہے یوں سمجھ لو ایک طرح سے یہ ہمارے لئے بہت ضروری ہیں۔''

''میں انا کے سامنے مصلحتوں کو نہیں گرداننا بھلا صاحب۔''

مصلحت اور اقدار پسندی میں فرق ہوتا ہے کنور۔''

''آپ میری یہ بات نہ مان کر مجھے کھودیں گے بھلا صاحب۔'' کنور نے کہا۔

''بھلا سے کہہ رہے ہو یہ بات۔ ہمارا پرانا ساتھ ہے کنور، تم میری گڈ بک میں ہو، میں نے دوسروں سے بھی نقصانات اٹھائے ہیں اور انہیں برداشت کیا ہے میں نقصان اٹھانا جانتا ہوں کنور۔ مجھ سے یہ لہجہ نہ اختیار کرو۔'' یہ سلسلہ گفتگو کچھ آوازوں کی وجہ سے منقطع ہو گیا۔لوگ ایک طرف دیکھ رہے تھے۔ساٹھ ستر افراد کا ایک گروہ گھوڑوں پر سوار اسی طرف آ رہا تھا۔بھلا وہاں سے ہٹ کر غلام شاہ کے پاس آ گیا آنے والے ان کے نزدیک پہنچ گئے تھے۔

''میں بھلا صاحب سے ملنا چاہتا ہوں اور مجھے ٹھاکر جگت سنگھ نے بھیجا ہے۔''

''میرا نام بھلا ہے۔'' بھلا صاحب نے آگے بڑھ کر کہا اور وہ شخص گھوڑے سے نیچے اتر گیا۔اس کے ساتھ تمام گھوڑے سواروں نے گھوڑوں کی پشت چھوڑ دی۔ نیچے اترنے والے نے پرجوش انداز میں بھلا صاحب سے ہاتھ ملایا پھر بولا۔

''کیا یہ سرکس غلام شاہ کا ہے۔''

''ہاں یہ غلام شاہ صاحب ہیں۔'' اس شخص نے نہایت احترام سے غلام شاہ سے بھی ہاتھ ملایا اور بولا۔

''میرا نام پونم سنگھ ہے شاہ صاحب اور میں آپ سے بے حد عقیدت رکھتا ہوں۔''

''تم ہمکا کا جانو بیرا۔'' غلام شاہ معصومیت سے بولا۔

''بہت اچھی طرح جانتا ہوں غلام شاہ صاحب۔ اس کی تفصیل آپ کو بعد میں بتا دی جائے گی۔ ٹھاکر جگت سنگھ نے آپ لوگوں کو خوش آمدید کہا ہے اور درخواست کی ہے کہ آپ فوراً ان سے مل لیں۔ باقی لوگوں کو دریا پار لانے کے لئے آپ کے مشورے درکار ہوں گے۔ رات کو آپ ٹھاکر صاحب کے پاس مہمان رہیں گے صبح سے ہم باقی لوگوں کو دریا پار لانے کے انتظامات کریں گے۔''

''ٹھاکر ہم سے ملنا چاہتے ہیں۔''

''وہ آپ کی آمد کے بارے میں سنتے ہیں آپ سے ملاقات کے لئے بے چین ہو گئے ہیں اور فوری انتظامات کے بعد ایک کشتی آپ کو لینے چل پڑی ہے۔''

''کہاں ہے کشتی۔''

''گھاٹ پر آنے والی ہے۔''

''ٹھیک ہے پونم جی ہمارے ساتھ کچھ اور لوگ ہوں تو کوئی حرج ہے۔''

''بالکل نہیں۔''

''تو آپ گھاٹ پر ہمارا انتظار کریں ہم کچھ انتظامی امور پورے کر کے گھاٹ پر پہنچتے ہیں۔''

''بہت بہتر۔'' پونم سنگھ نے کہا اور پھر وہ گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریا کی طرف چل پڑا۔ بھلا صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیجئے غلام شاہ صاحب آپ کی شہرت آپ سے پہلے یہاں پہنچ گئی جگت سنگھ جی آپ سے ملنے کے لئے بے چین ہیں اب تو آپ کے بارے میں میرے لئے کچھ کہنے کی گنجائش ہی نہیں رہ گئی۔''

''حیرانی رہے ہمکا بھائی بھلے۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''آپ انتظامات کر لیں، کسی اور کو ساتھ لینا چاہیں تو لے لیں۔ میں بھی کچھ دیر کے لئے اجازت چاہتا ہوں۔''

''جرور جرور۔'' غلام شاہ نے کہا اور وہیل چیئر دھکیلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ بھلا اس خیمے میں پہنچا جہاں میڈم شرمیلا موجود تھیں۔ بھلا کو دیکھ کر انہوں نے منہ بنالیا اور رخ تبدیل کر لیا۔

''شیری۔'' بھلا پیار بھرے لہجے میں بولا۔

''مت بولو مجھ سے۔'' شرمیلا جی نے بھڑکنے کی کوشش کی اور دھمک کر رہ گئیں۔ بھلا آگے بڑھ کر بولا۔ ''ناراض ہو۔''

''نہیں بہت خوش ہوں۔ کتنے دن لگا دیئے تم نے۔ کتنا انتظار کرنا پڑا ہے مجھے اور اب آئے ہو تو بھاگے بھاگے پھر رہے ہو۔''

''سب کچھ تمہارے لئے ہی تو کرتا ہوں شیری، سوچتا ہوں اتنی دولت کما لوں کہ پھر دولت کی کمی نہ رہے تمہارے لئے سوئٹزر لینڈ میں ایک خوبصورت مکان بناؤں۔ ہمارے چاروں طرف برف پوش پہاڑ ہوں جن کے دامن میں سبزہ اور برف کی سفیدی بکھری ہو، رنگین پھول کھلے ہوں اور تم رنگین لباس میں ان پھولوں کے درمیان تتلی کی طرح اڑتی پھرو۔ یہی سب کچھ تو ہے میرے دل میں۔'' بھلا کے الفاظ کے ساتھ ساتھ شرمیلا کے بدن میں

تھرتھراہٹ پیدا ہوتی جارہی تھی۔ وہ خیمے کے ایک بانس سے لگی ہوئی تھی اس لئے پورے خیمے پر زلزلے کی کیفیت طاری تھی۔ اس کی آنکھیں نشیلی ہوتی جارہی تھیں اور ان میں خوابناک کیفیت بیدار ہوگئی تھی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

''اور پھر تم دور کھڑے ہو کر مجھے آواز دے رہے ہو۔''

''آواز دے کہاں ہے۔'' بھلا نے ٹکڑا لگایا۔

''وہی..... وہی۔'' شرمیلا نے پر مسرت ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

''مگر تم ناراض ہو جاتی ہو۔ مجھ سے تعاون نہیں کرتیں۔''

''ایسے ہی تم یاد آتے ہو۔''

''تو تمہاری اجازت سے میں اپنا کام جاری رکھوں۔''

''ہاں!''

''میں جانتا ہوں تم بہت اچھی ہو۔'' بھلا نے کہا اور شیری بے اختیار ہوگئی انوکھے کردار تھے نا قابل فہم۔ بھلا جیسا شخص سنجیدہ اور بردبار شخص نہ جانے یہ کھیل کیوں رچائے ہوئے تھا۔ بہر حال کچھ دیر وہاں رک کر وہ باہر آ گیا اور کنور جیت کو تلاش کرنے لگا۔ کنور اسے مل گیا تھا۔ بھلا نے اسے جگت سنگھ کی دعوت کے بارے میں بتایا اور کہا۔

''بس تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے۔''

''صرف مجھے۔''

''تم جانتے ہو کنور۔ میں تمہارا دوست بھی ہوں۔''

''ہاں ہاں کیوں نہیں۔''

''اپنا کوئی عمدہ لباس پہن لو اور تیار ہو جاؤ زیادہ وقت نہیں ہے ہمارے پاس گھاٹ پر کشتی انتظار کر رہی ہے۔''

غلام شاہ نے اپنے ساتھ صرف ایاز کو لیا اور اکبر شاہ کو اس نے یہاں کے امور کے لئے چھوڑ دیا تھا یہ ضروری تھا۔

بیاولی گھاٹ پر ایک شاندار کشتی ان کا انتظار کر رہی تھی۔ بھلا کنور غلام شاہ اور ایاز کشتی پر سوار ہو گئے اور پھر کشتی دوسری طرف چل پڑی۔ بیاولی کے دوسرے کنارے پر ایک قیمتی گاڑی ان کے استقبال کے لئے موجود تھی جس نے انہیں جگت سنگھ کی حویلی پہنچا دیا۔ محل نما حویلی میں صدر دروازے پر

ٹھاکر نے ان کا استقبال کیا تھا۔ وہ آگے بڑھ کر بھلا سے گلے ملا تھا اور پھر اس نے نہایت گرمجوشی سے غلام شاہ کو بھی گلے لگایا تھا۔

''مجھے امید نہ تھی کہ شیتا سے میرا ملاقات اس طرح ہو جائے گی۔'' جگت سنگھ نے کہا اور غلام شاہ ہنس پڑا۔

''ارے بھائی ٹھاکر نے ہمیں پاگل کرائی ہے۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''کیوں شیتا۔''

''تہار آدمی کبہت رہے کہ ای سرکس گلام ساکارے تو ہم حیران ہوئی گئے کہ ای ہمکا کیسے جانت رہے۔ اب تو ہمیں سیکھا کہ کرہی پکاری ہے ای لگت ہوا جیسے تے تو ہمار سسر سارے کھیلے کو جانت ہے۔''

''آپ جیسے عظیم لوگوں کو نہ جاننا بدقسمتی ہوتی ہے غلام شاہ صاحب۔''

''لے بھائی بھلے۔ اب ہم عجیم بھی ہوئی گئے۔ واہ رے بھائی ٹھاکر۔ تیرا سکریہ تے ہمیں اتی عجت دئی رے۔ بات ای رہے بیرا عجت دار ہی دوسرے کو عجت دیت رہے جو عجت دار نہ ہوا و سرکو تو کا دے سکت تیرا بہت سکریہ ٹھاکر۔''

''آؤ بھلا۔ بڑی بے چینی سے انتظار کر رہا تھا تمہارا۔''

مہمان خانے کے وسیع و عریض ہال میں ان لوگوں کو پہلی ضیافت دی گئی۔ اس میں بہت سے لوگ شریک تھے۔ اس کے بعد جگت سنگھ نے تخلیہ طلب کر لیا اور صرف پونم سنگھ کو اپنے پاس روک لیا۔ ہال کے دروازے بند کر لئے گئے اور پھر جگت سنگھ نے کہا۔

''بھلا جی آپ کا اور شیتا کا ملاپ کہاں ہو گیا۔''

''راستے میں۔''

''شیتا بھی ادھر ہی آ رہے تھے۔''

''ہاں!''

''میں آپ کو خلوص دل سے خوش آمدید کہتا ہوں غلام شاہ صاحب اور آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ ہمارے ہاں سرکس لگائیے۔ ہم آپ کو آپ کی پسند کی جگہ دیں گے اور آپ کی ہر ضرورت پوری کریں گے۔''

''ہم تو ہار سکریہ ادا کرت ہیں ٹھاکر۔''

''اگلے ماہ میلہ بھی ہو رہا ہے۔ پورا نیا نگر سٹ آتا ہے اس میلے میں۔''

''ہاں ٹھاکرائی کے بارے ماں بہت کچھ سنت ہیں ہم۔''

''تم میلے کی شوٹنگ کرو گے بھلا۔''

''میلے کی بھی کروں گا اور ٹھاکروں کی زندگی پر بھی کچھ شاٹ لینے ہیں مجھے۔''

''ایسا نہ کرنا بھلا'' ٹھاکر اداس لہجے میں بولا۔

''اوہ، مگر ٹھاکر...... یہ کیسے...... یہاں کی کہانیاں تو۔''

''صرف کہانیاں رہ گئی ہیں۔ کبھی نیا نگر ایک خوشحال ریاست تھی۔ یہاں ہر شخص سکون سے رہتا تھا مگر اب۔''

''یہ کیسے ہوا ٹھاکر۔''

''لمبی کہانی ہے تفصیل سے سناؤں گا! میں جانتا ہوں تم بھی سفر سے تھکے ہو گے پہلے تمہارے لئے یہاں آرام کا بندوبست کردوں۔ شاہ صاحب مجھے آپ سے بھی بہت سی باتیں کرنی ہیں۔ آپ دونوں مجھے یہ بتایئے کہ مجھے آپ کے لئے کیا کرنا ہے۔''

''یہ بتاؤ ٹھاکر کہ ہم بیاولی پار کیسے کریں گے۔ ہمارے پاس وزنی ٹرک اور بھاری سامان بھی ہے۔''

''یہ سب کچھ تو یہاں بھی ہے بھلا۔''

''اس سامان کو یہاں لانے کا ذریعہ کیا ہے۔''

''بیاولی کا ایک گھاٹ چوڑے پاٹ پر مشتمل ہے اور وہاں بیاولی پھیل گئی ہے اور اس کی گہرائی بالکل ختم ہوگئی ہے۔ وہاں سے چھوٹی گاڑی بھی گزر سکتی ہے مگر وہاں میری آدھی فوج رہتی ہے صرف وہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں سے نیا نگر کو تحفظ ملتا ہے تاکہ بیرونی لوگ آسانی سے نیا نگر نہ آسکیں۔''

''ظاہر ہے یہ تو ضروری تھا۔''

''تم لوگ وہاں سے آسانی سے اپنا سب کچھ لا سکتے ہو۔ چنانچہ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ شاہ صاحب یہ پوری آبادی آپ کی ہے۔ ہر جگہ آپ کے لئے کھلی ہے۔ میری رائے ہے کہ آپ پہلے اپنا سرکس یہاں منتقل کرلیں اس کے بعد آپ کو وہ جگہ بھی دکھاؤں گا جہاں میلہ لگتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے بڑے میدان بھی ہیں یہاں آپ میلے سے پہلے سرکس لگا سکتے ہیں۔ ہم آپ کو قیام کے لئے عمارتیں بھی دے سکتے ہیں جیسا آپ پسند کریں۔''

''نا اے بھائی ٹھاکر۔ہم تو میدان کے سیر رہیں ہمیں تو کھلا ہی چھوڑ دے بھائی۔''

یہ آپ کی پسند پر منحصر ہے۔شاہ صاحب میں آپ کا بے حد احسان مند ہوں اور میرا خیال ہے آپ کے قدموں کی برکت نیا نگر کے بہت سے مسائل حل کر دے گی جس کا آغاز ہو چکا ہے۔''

''بھائی جگت سنگھ۔ہم بے پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ جے تو کہے جرا صاف صاف کہہ ہماری کھوپڑیا سسر بہت چھوٹی ہے۔''

''آپ کے یہاں آنے سے پہلے ہی آپ کا ایک احسان مجھ پر قرض ہو گیا ہے شاہ صاحب۔'' جگت سنگھ نے کہا۔

''او کیسے ہؤا۔'' غلام شاہ نے پوچھا۔

''یہ احسان آپ کے دو آدمیوں نے کیا ہے مجھ پر۔چنکو اور منکو، دو ننھے وجود لیکن اپنی ذات میں پہاڑ۔ یہ احسان انہوں نے کیا ہے مجھ پر۔'' جگت سنگھ نے کہا اور غلام شاہ تڑپ اٹھا۔اس کا منہ کھلا رہ گیا تھا۔ایاز بھی اچھل پڑا تھا۔

بھلا صاحب اس دوران غلام شاہ کی زبانی یہ دونوں نام سن چکے تھے اور انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ یہ دونوں سرکس سے اچانک گم ہو گئے ہیں۔غلام شاہ تو ان کا نام سن کر عجیب سے جذبات کا شکار ہو گیا تھا، اس وجہ سے بول نہ سکا لیکن بھلا صاحب نے خود کہا۔''اوہ شاہ صاحب کیا یہ آپ کے وہ دو آدمی ہیں جو سرکس سے گم ہو گئے ہیں۔''

''ہاں بھلا صاحب اور شیتا ان دونوں کے لئے سخت پریشان رہے ہیں، وہ انہیں اولاد کی طرح چاہتے ہیں۔معاف کیجئے گا، ٹھاکر صاحب میں آپ سے کسی سوال کی جرات نہیں کرتا بس صرف اتنا بتا دیں کہ کیا وہ یہاں موجود ہیں۔کیا وہ آپ کی تحویل میں ہیں۔'' ایاز نے پوچھا۔

''افسوس نہیں۔ وہ میری تھوڑی سی غلطی کی وجہ سے گم ہو گئے ہیں، آپ لوگ یقین کریں میرے درجنوں آدمی ان کی تلاش میں مصروف ہیں، وہ ہمارے لئے انتہائی قابل احترام اور باعث عزت تھے۔''

''ارے چھوڑ بھائی، سسر نام لینے کا جرورت تھی، دل کا جکھم ہرا کر دئی ہے تے نے۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''کاش میں ان کا تحفظ کر سکتا، بہر حال میں مایوس نہیں ہوں، وہ جو کچھ ہیں میں جانتا ہوں، کوئی آسانی سے ان پر قابو نہیں پا سکتا۔آپ لوگ تھک گئے ہوں گے، اگر آرام کرنا چاہیں تو......''

''ارے کا بات کرت رہے بھائی ٹھاکر، ہمکا ان سسر آ کے بارے ماں پوری بات تو بتائی دے۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''ہاں ٹھاکر جگت سنگھ، ویسے بھی ہم تھکے ہوئے نہیں ہیں، آرام کرتے ہوئے آئے ہیں۔تمہارے علاقے میں، اور پھر اب آرام کہاں سے کریں

گے، تم نے ایسے ہی سنسنی خیز انکشافات کیے ہیں۔ پہلی بات تو نیا نگر کے حالات کے بارے میں کچھ گڑ بڑ کی افواہیں سنی تو تھیں لیکن یہ نہیں معلوم تھا کہ میرا آہنی دوست بھی اس طرح بے بسی کا اظہار کرے گا، پھر چنکو منکو، جب تک ساری باتوں کی وضاحت نہ ہو جائے گی آرام کیسے ممکن ہے۔'' جگت سنگھ نے کہا۔

''ضرور ٹھاکر۔''

''میں نے پونم سنگھ کے علاوہ تمام لوگوں کو باہر بھیج دیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جو باتیں آپ سے کرنی ہیں وہ نہایت راز داری کی ہیں، اس وقت جو افراد یہاں موجود ہیں ان پر آپ کو تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔''

''نہیں ٹھاکر صاحب یہ ہمارے قابل اعتماد ساتھی ہیں۔'' بھلا صاحب نے کہا۔

''بھلا صاحب! نیا نگر میں اس وقت جو حالات چل رہے ہیں اصولاً مجھے ان کے بارے میں گفتگو نہیں کرنی چاہئے، کیونکہ یہ سب کچھ آپ سے متعلق نہیں ہے لیکن حیرت ناک طور پر ایسے واقعات بھی ہو چکے ہیں جن کی وجہ سے یہ سب کچھ آپ کو بتانا ضروری ہے، تاہم میں آپ کو مختصراً بتاؤں گا۔'' جگت سنگھ نے کہا اور غلام شاہ منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا کر رہ گیا، جگت سنگھ بولا ''نیا نگر میں اس وقت تک امن وسکون تھا جب تک میں کلی طور پر اس کا نظام سنبھالے ہوئے تھا، پھر میرے دو بھتیجوں راون سنگھ اور پیتل سنگھ نے اپنا حصہ مانگا اور مجبوراً میں نے ان کے پسندیدہ حصے ان کے حوالے کر دیئے، دونوں نا اہل نکلے اور انہوں نے اپنے علاقوں میں تباہ کن حالات پیدا کر دیئے، وہاں سب کچھ برباد کر کے وہ سازشوں میں مصروف ہو گئے اور اب ان کی نگاہیں میرے علاقے پر لگی ہوئی ہیں اور وہ اس کے حصول کے لئے سازشیں کر رہے ہیں۔ مجھے ان کے بارے میں تھوڑا بہت اندازہ ضرور تھا اور اس کے لئے میں نے کچھ تجربے کارانہ فیصلے کیے تھے، مثلاً یہ کہ میں نے انہیں اندرونی علاقے تک محصور رکھا اور بیاولی ندی کے تیز وتند دھاروں سے آگے نہ بڑھنے دیا، جہاں بیاولی مدھم ہے وہاں میں نے سخت پہرے رکھے اس طرح انہیں ان سازشوں کی تکمیل میں کافی پریشانی لاحق ہو گئی، اگر انہیں بیرونی سہارے حاصل ہو جاتے تو وہ زیادہ خطرناک ثابت ہوتے، عقبی حصے کوئی اور راستہ نہیں رکھتے، بیاولی کے تیز دھارے کے سامنے ان کا بس اتنا چلتا تھا کہ جو کچھ وہ کرتے ہیں بہت مشکل سے کرتے ہیں۔ مختصراً اتنا ہی کافی ہے اس کے بعد میں آ جاتا ہوں چنکو منکو پر، چونکہ وہ شاہ صاحب سے دور ہو گئے تھے اور دوبارہ ان سے نہ مل سکے لیکن مجھے انہوں نے پوری داستان سنائی تھی۔''

سب ہمہ تن گوش تھے، جگت سنگھ نے ایک لمحہ سوچا، پھر بولا۔ ''شاہ صاحب کچھ عرصہ قبل آپ کے سرکس میں شو کے دوران ایک قتل ہو گیا تھا۔''

''ایں ہاں ہوئی رہے بھائی، تو کا یاد ہے ایا جے۔'' غلام شاہ بولا۔

''یاد ہے شیخا۔''

''چنکو اور منکو نے قاتلوں کے چہرے دیکھے تھے مگر وہ ان کے بارے میں کچھ نہ جانتے تھے اس لئے خاموش رہے۔''

''اور وئی ہمکا بتائی ہی پر او ہی بات رہے کہ اوان کے بارے ماں کچھ نہ جانت رہے، ہم او خاموش ہوئی گئے۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''جی شاہ صاحب، ان دونوں نے ان دونوں قاتلوں کے چہرے دیکھ لئے تھے اور خاموش رہے تھے اور مقتول جانتے ہیں کون تھا؟''

''لے، ارے ہمکا جانت رہیں بٹوا، پولیس او کی لاش لے گئی، بات کھتم ہوگئی۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''وہ میرا آدمی تھا غلام شاہ صاحب، وہ میرا آدمی تھا، میرا رشتہ دار تھا وہ بھی۔''

''اوئے ہوئے ہوئے۔'' غلام شاہ نے افسوس بھرے انداز میں کہا۔

''موجودہ حالات کی وجہ سے میں نے کچھ انتظامات کئے تھے کچھ اطلاعات ملی تھیں مجھے کہ میرے دونوں بھتیجے بیرونی دنیا سے میرے خلاف کچھ سازشی افراد سے رابطہ قائم کئے ہوئے ہیں اور میرا وہ آدمی ان سازشی افراد کا پتہ چلانے وہاں گیا تھا کہ اسے ختم کر دیا، بہرحال چنکو اور منکو نے قاتلوں کو پہچان لیا تھا، لیکن وہ دوبارہ ان کے سامنے نہیں آئے تھے اور وقت گزرتا رہا، پھر کچھ عرصے کے بعد ایک دوسرے شہر میں میرا مطلب ہے جہاں سے چنکو اور منکو غائب ہوئے، چنکو اور منکو نے ایک بار پھر ان دونوں قاتلوں کو دیکھا، وہ شو کر رہے تھے اور شو کے درمیان ہی انہوں نے قاتلوں کو دیکھ لیا تھا۔ بہرحال جب وہ شو ختم ہوا تو وہ ان قاتلوں کا پیچھا کرتے ہوئے ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے نکل پڑے اور اس کے بعد ایک ایسی جگہ جا کر قید ہو گئے جو ان کے لئے اجنبی تھی۔ حالات کچھ ایسے ہوئے کہ چنکو اور منکو کو ان لوگوں کے ساتھ ایک طویل سفر کرنا پڑا اور وہ لوگ نیا نگر پہنچ گئے، ان کے ساتھ اور بہت سے دوسرے افراد تھے اور بھلا صاحب میں بات میں خواہ مخواہ تجسس پیدا کرنے کی کوشش نہیں کروں گا۔ یہ لوگ جن میں ان قاتلوں کو دیکھا گیا تھا آپ کے یونٹ کے لوگ تھے۔'' بھلا صاحب کے حلق سے ایک آواز نکل گئی تھی اور ان کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے تھے۔ جگت سنگھ نے کہا۔

جاری ہے...

''یہ لوگ راون سنگھ کے لئے اسلحے کا ایک بڑا ذخیرہ لے کر آ رہے تھے اور اپنے بچاؤ کے لئے وہ آپ کے اس فلم یونٹ میں شامل ہو گئے تھے، چنکو اور منکو اتفاقیہ طور پر ہی ان کے جال میں پھنس گئے تھے اور اس بات کا موقع نہیں مل سکا تھا انہیں کہ وہ وہاں سے نکل بھاگتے اور اس کے بعد جب انہیں تھوڑا بہت موقع ملا تو وہ نیا نگر کے درمیانی علاقے میں تھے، لیکن ان کے جال میں الجھائے رہے اور وہ یہ سفر جاری رکھنے پر مجبور ہو گئے، پھر جب ایک جگہ ان کا راز کھل گیا اور انہیں دیکھ لیا گیا تو وہ مجبوراً وہاں سے فرار ہو گئے، لیکن وہ جگہ بیاولی کے آس پاس کی جگہ تھی۔ یہاں سے بمشکل تمام چھپ کر انہوں نے اپنی زندگی بچائی لیکن انہیں تمام صورت حال معلوم ہو چکی تھی، یہ لوگ اسلحہ راون سنگھ کو منتقل کرنا چاہتے تھے اور اس سلسلے میں ان کے رابطے راون سنگھ سے ہو رہے تھے۔ چنکو اور منکو ان سے کامیابی سے چھپتے ہوئے بیاولی عبور کر کے میرے پاس پہنچ گئے اور انہوں نے مجھے تمام صورتحال بتا دی، میں نے تو یہ طے کیا تھا، غلام شاہ صاحب کے اس یونٹ پر حملہ کروں اور ان لوگوں کو گرفتار کرلوں لیکن چنکو اور منکو نے اس سلسلے میں مخالفت کی اور مجھے ایک ایسا مشورہ دیا جس سے مجھے انتہائی کامیابی حاصل ہوئی اور وہ اسلحہ راون سنگھ کے پاس پہنچنے کی بجائے میری تحویل میں آ گیا اور اس سلسلے میں تمام تر کامیابی کا سہرا چنکو اور منکو کے سر جاتا ہے، ان ہی کی زبانی غلام شاہ صاحب میں آپ سے پوری طرح واقف ہوا، اور آپ کا انتظار کرتا رہا، چنکو اور منکو کو میں نے بے حد عزت و احترام کے ساتھ اپنے ہاں ٹھہرایا ہوا تھا کیونکہ وہ میرے لئے انتہائی کارآمد ثابت ہوئے تھے اور ان کی وجہ سے ایک بڑی مصیبت ٹل گئی تھی، یہ اسلحہ راون سنگھ کے پاس پہنچ جاتا تو صرف میرے ہی خلاف استعمال ہوتا یا یہاں اس کے ذریعے لوٹ مار کی جاتی۔ بہر طور وہ دونوں میرے پاس آرام سے رہتے رہے، سیر و سیاحت کے لئے بھی نکل جاتے تھے، لیکن مجھے اس بات کی اُمید نہیں تھی کہ انہیں کسی طرح سے نقصان پہنچایا جا سکتا ہے۔ ایک دن وہ ایسے ہی سیاحت کے لئے گئے تھے کہ پھر واپس نہیں آئے، یقینی طور پر انہیں اغواء کر لیا گیا ہے اور اس کے بعد سے میرے آدمی ان کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔'' غلام شاہ کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیلے ہوئے تھے، وہ بہت دیر تک خاموش رہا۔ ادھر بھلا صاحب کا چہرہ تاریک ہو گیا تھا جو کچھ انہوں نے سنا تھا وہ ان کے لئے بہت ہی ہولناک تھا اور وہ عجیب سی کیفیت محسوس کر رہے تھے پھر انہوں نے آہستہ سے کہا۔

''جگت سنگھ صاحب، کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ میرے یونٹ کے جو افراد اسلحہ لائے تھے وہ کون ہیں؟''

''ہاں بھلا اگر تم میرے اس انکشاف پر بددل ہوئے ہو تو میں تم سے معافی چاہتا ہوں، تمام صورت حال میرے علم میں ہے تم میرے دوست ہو اور انتہائی قابل اعتماد۔ کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھنا کہ میں تمہاری طرف سے کسی شک کا شکار ہوں جن لوگوں نے یہ کام کیا ہے وہ پوری طرح میرے علم میں آ چکے ہیں۔ خاص طور سے چنکو اور منکو کی وجہ سے اور یہ بھی میں جانتا ہوں کہ باقی لوگ ان کی کارروائی سے ناواقف ہیں۔'' بھلا صاحب کے چہرے پر

ایک لمحے کے لئے اطمینان کے آثار پیدا ہوئے تھے۔ پھر اس نے کہا۔

''وہ کون ہیں......؟''

''ان میں سے ایک کا نام جونسن ہے اور دوسرے کا نام پیٹر اور ان کے ساتھ مزید پانچ افراد اور بھی ہیں۔'' بھلا صاحب سکتے کے عالم میں رہ گئے تھے پھر انہوں نے آہستہ سے کہا۔

''ذرا کچھ اور تفصیل بتانا پسند کریں گے ٹھاکر جگت سنگھ۔''

''ہاں کیوں نہیں۔'' جگت سنگھ نے کہا اور پھر چنکو اور منکو کے انکشاف، اسلحے کا غاروں میں منتقل کرنا، ٹھاکر بلبیر سنگھ کا ان سے ملنا اور باقی تمام وہ تفصیلات جو چنکو اور منکو کو معلوم تھیں اور ان کے ذریعے جگت سنگھ تک منتقل ہوئی تھیں، جگت سنگھ نے بھلا صاحب کو بتا دیں۔ ٹھاکر بلبیر سنگھ کا نام سن کر غلام شاہ ایک بار پھر چونکا تھا۔

''بیچ میں دکھل دے رہے ہئوا۔ پر جرا ایک بات بتائی دو ہمکا۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''جی جی شاہ صاحب۔'' ٹھاکر جگت سنگھ بولا۔

''اے ٹھاکر بلبیر سنگھ، بلبیرا تو نہ رہن۔''

''ہاں ٹھاکر صاحب چنکو منکو نے مجھے یہ بات بھی بتائی ہے کہ ٹھاکر بلبیر سنگھ، ڈاکو بھی ہے، میں اس کی اس بات سے پوری طرح متفق ہوں، کیونکہ بلبیر سنگھ کافی عرصے کے لئے غائب ہو گیا تھا اور وہ اس قسم کا آدمی ہے۔ دراصل وہ بھی نیا نگر سے ہی تعلق رکھتا ہے اور ہمارا بہت دور کا رشتہ دار بھی ہے لیکن بگڑا ہوا انسان ہے اور بہت سی وارداتیں کر چکا ہے، لیکن ہمیں یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ ڈاکے بھی ڈالتا رہا ہے سنا ہے آپ نے ایک بار اس کو گرفتار کرایا تھا؟''

''ہاں رے۔'' غلام شاہ کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ پھیل گئی اس کی آنکھیں پراسرار انداز میں چمکنے لگیں، پھر اس نے کہا۔

''وہاں ہم اوکا پکڑوائی رہے اور اوئی سسر ہم کا کہت رہے کہ گلام ساہ ہم دیکھ لیں گے تو کا، سو ہم سوچا کہ اون سسر کا دیکھئی اے ہم کا، ہم کھد ہی اوکو دکھانے پہنچ جائی ہے سو ہم ادھر نیا نگر آ گئے بھائی ٹھاکر۔''

''جی جی شاہ صاحب، بلبیر سنگھ بہت عرصے سے میرے پاس نہیں آیا جب سے چنکو منکو نے یہ اسلحہ پکڑوایا ہے شاید اسے اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ میں اس بات سے واقف ہوں کہ وہ خود بھی اسلحے کی سازش میں شریک ہے، بہر حال یہ ہے چنکو منکو کی کہانی۔''

''بڑی بڑھیا کہانی ہے، ہمیں اسے تو معلوم ہوئی گو کہ او دونوں جندہ ہیں جندہ ہیں اور سرا تنے دن جندہ ہیں تو اب کا ئے مرجائیں گے بھائی، جندہ ہوں گے ہمارے سرکس کے بڑے بڑھیا کارکن تھا وہ آسان تار ہے ان کو مارنا کیوں رہے ایا جے۔''

''جی شیخا۔''

آدھر بھلا صاحب کو یہ بات معلوم ہوگئی جگت سنگھ جی تو آپ نے سسروں کو گرفتار کیوں نہیں کرالیا؟''

''جونسن اور پیٹر کو؟''

''جی!''

''آپ کا انتظار کر رہا تھا بھلا صاحب، میں نے سوچا کہ میرا دوست آجائے تو اس سلسلے میں اس سے مشورہ کروں گا۔''

''میں آپ کو تفصیلات بتاؤں کہ میرا اور ان کا ساتھ بہت زیادہ پرانا نہیں ہے لیکن کم بخت بہت ہی ذہین اور فلم انڈسٹری سے واقف لوگ ہیں۔ انہوں نے اس طرح مجھے اپنے جال میں پھانسا کہ میں ان پر اعتماد کرنے پر مجبور ہوگیا اور انہوں نے میری کافی ذمہ داریاں سنبھال لیں، بس یوں سمجھئے کہ اس کے بعد سے میرا اور ان کا ساتھ ہے لیکن مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ دونوں کم بخت اتنے بڑے جرائم پیشہ ہیں، بہرحال آپ سب سے پہلا کام یہ کیجئے کہ انہیں گرفتار کر لیجئے اور انہیں اپنے نیا نگر کے اصولوں کے مطابق سزا دیجئے، میں آپ سے ایک بار پھر معافی چاہتا ہوں ٹھاکر جگت سنگھ، میرے آدمیوں کی وجہ سے میرے یونٹ کی وجہ سے آپ کو ایک عظیم خسارے سے دوچار ہونے کا خطرہ پیدا ہوگیا تھا، بلکہ آپ کا ایک آدمی بھی میرے ہی آدمیوں کے ہاتھوں مارا گیا۔'' ٹھاکر جگت سنگھ نے بھلا کو دیکھتے ہوئے کہا۔''

''گویا کوئی ایسی ترکیب بھی ہوسکتی تھی کہ میں تمہیں یہ سب کچھ نہ بتاتا۔''

''سمجھا نہیں ٹھاکر صاحب۔'' بھلا نے کہا۔''

''بھلا میں تمہیں سب کچھ اس لئے نہیں بتا رہا کہ تم میرے سامنے شرمندگی کا اظہار کرو، ساری صورت حال میرے سامنے ہے، بھلا اس میں تمہارا کیا قصور لیکن چونکہ چنکو اور منکو اس کے بعد تھوڑے سے حالات کا اظہار تمہارے سامنے ضروری تھا۔ چنانچہ اس کی تفصیل بھی مجھے بتانا پڑی۔ بہرحال اب آپ لوگ آرام کیجئے شاہ صاحب آپ بھی اس میں کوئی شک نہیں کہ چنکو منکو کے نکل جانے کی وجہ سے مجھے بھی دلی رنج ہوا ہے بلکہ آپ بھی اس سلسلے میں پرامید ہیں اور میری ان سے جتنی ملاقاتیں ہوئی ہیں اور میرا اور ان کا جتنا بھی ساتھ رہا ہے اس کی مناسبت سے میں بھی یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ بلاشبہ وہ دونوں کسی کے بس میں آنے والے نہیں ہیں اب ہم صبح کی ملاقات میں باقی فیصلے کریں گے، پونم سنگھ مہمانوں کے آرام کا بندوبست

کیا جائے۔" جگت سنگھ نے کہا اور پونم سنگھ اٹھ کر باہر نکل گیا جگت سنگھ ان لوگوں کو ان کی رہائش گاہوں تک چھوڑنے کے لئے آیا تھا ایک کمرے میں غلام شاہ اور ایاز کی رہائش کا انتظام کیا گیا تھا اور دوسرے کمرے میں بھلا اور کنورجیت تھے۔ بھلا صاحب کا چہرہ بدستور تاسف اور پریشانی کی آماجگاہ بنا ہوا تھا، ادھر کنورجیت بھی گہری سوچ میں گم تھا وہ نجانے کیوں سونیا کے مسئلے میں بہت زیادہ شدت کا شکار ہو گیا تھا حالانکہ اس کے لئے کوئی ایک لڑکی اتنی اہمیت نہیں رکھتی تھی لیکن سونیا نے اس کی جس طرح بے عزتی کی تھی کنورجیت اسے فراموش نہیں کر سکا تھا اس کی تو خواہش تھی کہ بھلا صاحب بھی اس کے معاملات میں پوری پوری مداخلت کرتے اور سونیا کو اس کی اس حرکت کا مزہ چکھانے میں اس کے معاون ہوتے، کنورجیت سازشی ذہن کا مالک تھا وہ ایسا جال بچھا سکتا تھا کہ غلام شاہ اور اس کے ساتھ یہ بھی نہ جاننے پاتے کہ سونیا کب وہاں سے غائب ہوئی اور اس کے بعد اس کا کیا حشر ہوا۔ لیکن بھلا صاحب نے بڑی سختی کا مظاہرہ کیا تھا اور ان کے وہ الفاظ بھی کنورجیت بھی فراموش نہیں کر سکتا تھا جو انہوں نے ادا کئے تھے۔ گویا انہوں نے کنورجیت سے پوری طرح انحراف کیا تھا اور اس طرح کنورجیت کے دل میں بھلا صاحب کے لئے بھی رنجش پیدا ہو چکی تھی حالانکہ وہ اس کا بہت پرانا ساتھی تھا اور بھلا صاحب کی کئی فلموں میں ہیرو کا رول ادا کر چکا تھا۔ اس کے اور بھلا صاحب کے اچھے خاصے تعلقات تھے لیکن نیا نگر کی ان فضاؤں میں آنے کے بعد اس پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی تھی اور اسے اپنا پراعتماد ساتھی قرار دیا تھا لیکن کنورجیت کا دل صاف نہیں تھا اور وہ کنورجیت کو اس لئے وہاں چھوڑ کر نہیں آئے تھے کہ کہیں وہ کوئی ایسی ویسی حرکت نہ کر ڈالے جس کی وجہ سے غلام شاہ کی نگاہوں میں انہیں ذلیل ہونا پڑے، کنور اپنے طور پر بہت گہری سوچوں میں گم تھا بھلا صاحب بھی اس وقت ایسی کیفیت کا شکار تھے کہ انہوں نے کنور پر توجہ نہیں دی ویسے بھی رات کو وہ پوری طرح سو نہیں پائے تھے اور صبح کو ان کے چہرے پر پیلاہٹیں صاف نظر آ رہی تھیں بہر طور غسل وغیرہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد وہ چہل قدمی کے لئے باہر نکل آئے تب انہوں نے ٹھاکر جگت سنگھ کو دیکھا جو شاید خود بھی صبح خیزی کا عادی تھا اور محل کے پائیں باغ میں چہل قدمی کر رہا تھا، بھلا صاحب کو دیکھ کر وہ مسکرایا اور جلدی سے تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا اس نے بھلا صاحب کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔

"بھلا جی میں اس بات کا خواہش مند تھا کہ آپ سے تنہائی میں ملاقات ہو، اتفاق کی بات ہے کہ آپ بھی صبح کو ہوا خوری کے لئے نکل آئے بہر طور میں آپ کا چہرہ بھی دیکھ رہا ہوں لگتا ہے ساری رات آرام کی نیند نہیں سوئے۔"

"ہاں ٹھاکر صاحب بہت اچھے خیالات ہیں میرے آپ کے بارے میں، آپ سے دوستی پر ناز کرتا ہوں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ راستے میں جب مجھے غلام شاہ صاحب ملے اور انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ نیا نگر میں وہ اپنا سرکس لگانا چاہتے ہیں لیکن ان کے لئے ان کا کسی سے رابطہ نہیں ہے

تو میں نے بڑے اعتماد سے ان سے کہا تھا کہ ٹھاکر جگت سنگھ میرے دوست ہیں اور میں وہاں انہیں اپنی پسند کے مطابق اجازت دلوا دوں گا، لیکن اب تو خود میری اپنی پوزیشن عجیب ہو کر رہ گئی ہے۔''

''بھلا تم مجھے ذلیل کر رہے ہو حالانکہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی جس کی بناء پر تم مجھ سے بدلہ لینا شروع کر دو۔''

''بدلہ!'' بھلا صاحب نے کہا۔

''ہاں میری اور تمہاری دوستی میں بھلا کیا رخنہ اندازی ہوئی ہے، ایک واقعہ جو بالکل ہی غیر متعلق لوگوں کا ہے پیش آ گیا اور میں نے تمہیں بتا دیا تو اس کا مقصد یہ ہے کہ تم اپنے آپ ہی کو چور سمجھنے لگو، اپنے آپ کو چور سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ خود بھی مجرم گردانا گیا۔'' ٹھاکر جگت سنگھ نے کہا۔

''نہیں ٹھاکر دراصل میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اگر بھگوان نہ کرے وہ لوگ کامیاب ہو جاتے اسلحہ پہنچانے میں تو کیا تم اس بات کو نظر انداز کر دیتے کہ یہ اسلحہ میرے آدمیوں کے ذریعے یہاں تک آیا ہے جس نے تمہیں نقصان پہنچایا۔''

''ہاں میں بھول کر بھی ایسی کوئی بات نہیں سوچتا کہ اس میں بھلا کا کوئی ہاتھ ہو گا، کیونکہ بھلا پر مجھے مکمل اعتماد ہے۔''

''شکریہ ٹھاکر جگت سنگھ تم بہت اچھے انسان ہو بلاشبہ تم بہت اچھے انسان ہو۔''

لیکن تم بھی ایک اچھے انسان کی عزت کرنے کی کوشش کرو بھلا دوبارہ اس بارے میں مت سوچو کہ میں نے تمہارے سلسلے میں کوئی بات دل میں رکھی ہے۔''

''نہیں مجھے خود بھی اس بات کا افسوس ہے کہ میں ان کم بختوں کو کیوں نہ سمجھ سکا۔''

''ہر طرح کے لوگ ہمارے درمیان شامل ہوتے ہیں تم کیا سمجھتے ہو، کیا ہمارے درمیان بہت اچھے لوگ ہیں، بہر طور ان باتوں کو چھوڑو، بھلا دراصل بات یہ ہے کہ میں تو ابھی اس سلسلے میں تم سے بہت سے کام لینا چاہتا ہوں۔''

''مجھ سے؟''

''ہاں تم سے...... نیا نگر کی جو کیفیت ہو گئی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ زیادہ وقت نہیں جا رہا کہ جب یہاں کوئی آتش فشاں پھٹ پڑے گا، دراصل میں یہ نہیں کہتا کہ میرے ساتھ اچھے لوگ نہیں ہیں، نا ہی نیا نگر کا انتظام میں نے کمزور بنیادوں پر سنبھالا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی جو حالات پیدا ہو گئے ہیں ان میں مجھے کچھ الجھنیں بھی درپیش ہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ کچھ ذہین لوگ میری مدد کریں۔ ہو سکتا ہے بھلا تمہیں اور غلام شاہ صاحب کو بھی اس سلسلے میں میری کچھ مدد کرنی پڑ جائے، میں تو تمہارا بے چینی سے انتظار کر رہا تھا تا کہ دل کی باتیں تم سے کہوں۔''

''اوہ ٹھاکر کیا تم ہمیں اس قابل سمجھتے ہو؟''

''سمجھتا ہوں، پوری طرح سمجھتا ہوں اور اس لئے تم سے یہ الفاظ کہہ بھی رہا ہوں۔'' ٹھاکر جگت سنگھ نے کہا اور بھلا گہری سانسیں لینے لگا۔

''بہرحال میں ان لوگوں کے سلسلے میں تم سے بے حد شرمندہ ہوں ٹھاکر، بھگوان نہ کرے اگر وہ کامیاب ہو جاتے تو میں تمہیں کیا منہ دکھاتا۔ تاہم یوں سمجھ لو میں تمہارے کسی کام آسکا تو یہ میری خوش بختی ہوگی اور وہ غلام شاہ بھی بہت اچھا انسان ہے ایسے ایسے حیرت انگیز لوگ ہیں اس کے ساتھ کہ تم تصور نہیں کر سکتے۔''

''دو ننھے ننھے انسانوں کے تجربے سے گزر چکا ہوں۔ خیر اب یہ بتاؤ پروگرام کیا ہے۔''

''پہلے تم ہمارے تمام لوگوں کو یہاں منتقل کرو، ہم لوگوں کو دوسرے کنارے پہنچا دو ہم خاموشی سے وہاں جا کر تمام لوگوں کو یہاں لے آتے ہیں یہاں آ کر ان کتوں کو گرفتار کر لینا انہیں ہر طرح کی سزا دینا تمہارے اختیار میں ہے۔''

''ان سے کچھ معلومات بھی حاصل کرنی ہیں مجھے۔ وہ میرے بھائی کے قاتل بھی ہیں۔''

''ضرور۔''

''میں پونم سنگھ کو ہدایات دے دوں گا۔ سارے کام تمہاری مرضی کے مطابق ہو جائیں گے۔'' دیر تک دونوں باتیں کرتے رہے تھے اور پھر سورج پوری طرح نکل آیا۔ پرتکلف ناشتے کے بعد جگت سنگھ نے کہا۔ ''اب آپ پہلے یہاں منتقل ہو جائیں شاہ صاحب، اس کے بعد آپ کا ساتھ رہے گا۔''

''تیری مہربانی ٹھاکر انتجام تو تو ہی کرے گا۔'' غلام شاہ نے کہا۔ پونم سنگھ تمام تیاریوں کے ساتھ ان لوگوں کو لے کر بیاولی کے دوسرے کنارے چل پڑا تھا۔ کئی کشتیاں اس کے پیچھے آ رہی تھیں۔ دوسرے کنارے پر پہنچ کر پونم سنگھ کی ہدایت کے مطابق کام ہونے لگا اور پھر پونم سنگھ اور دوسرے لوگوں کی رہنمائی میں یہ لوگ چل پڑے۔ واپسی کا سفر کرنا پڑا تھا۔ جس جگہ سے بیاولی پار کرنے کا گھاٹ تھا وہ قدرت کا ایک عجیب شاہکار تھی۔ ایک تنگ درہ دو طرفہ پہاڑوں کے بیچ تھا اور یہ پہاڑ دیوار کی مانند سیدھے کھڑے تھے۔ دوسرا سرا بیاولی سے جا ملتا تھا اور پہاڑوں کے سوراخوں میں جگت سنگھ کے آدمیوں نے مورچے تیار کئے تھے۔ دور سے دیکھنے پر کوئی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ یہ دریا کا پاٹ پھیل گیا تھا اور اتنا اتھلا تھا کہ زمین نظر آ رہی تھی۔ تمام گاڑیاں یہاں سے بآسانی گزر کر دریا کے دوسری سمت آ گئیں اور پھر انہوں نے آگے کا سفر شروع کر دیا پونم سنگھ مسلسل ساتھ تھا۔ آبادی سے کچھ فاصلے پر جگت سنگھ نے ان کا استقبال کیا اور پھر اس نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''آپ وسیع میدان دیکھ رہے ہیں شاہ صاحب۔ وہ میلے کا میدان ہے۔ مگر ابھی خالی پڑا ہے۔''

''بڑھیا جگہ ہے بھائی ٹھاکر، اگر تو اجازت دے تو ہم تو ادھر ہی منڈوا لگا لیں۔''

''ابھی سے شاہ صاحب۔''

''ہاں تو کا جات ہے پھاصلہ ہی کتنا رہے۔دن رات تیرا ساتھ رہے گا کونو دور جگہ ہے۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''جیسا آپ پسند کریں۔اچھا ہے وقت سے پہلے جنگل میں منگل ہو جائے گا۔ویسے بھلا صاحب تمہارے لئے بھی جگہ کا انتخاب کر چکا ہوں۔''

''ٹھیک ہے۔'' بھلا صاحب نے کہا۔جونسن اور پیٹر کو دیکھ دیکھ کر ان کی آنکھوں میں خون اتر رہا تھا مگر مصلحتاً خاموش تھے۔جگت سنگھ کی اجازت ملتے پر سرکس کے سارے ٹرک اور گاڑیاں اس پہاڑی میدان کی طرف چل پڑے چوتھا دن تھا بھلا اور اس کے اسٹاف کے لوگ بھی ساتھ تھے۔

❁❁❁

''چنکو اور منکوا سے بغور دیکھ رہے تھے منکو نے کچھ دیر کے بعد کہا۔'' کیا صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ تمہارا نام شارق ہے۔''

''اوہ نہیں، میں شیخا کے بارے میں سوچنے لگا تھا۔''

''تم صرف سرکس کے ایک تماشائی نہیں ہو سکتے کیونکہ تم سونیا کے بارے میں بھی جانتے ہو اور غلام شاہ کو شیخا کے نام سے بھی۔''

''وہاں، میں نے کچھ عرصہ شیخا کا نمک کھایا ہے۔اس وقت کی بات ہے جب تم شیخا کے پاس سے غائب ہو گئے تھے۔''

''شیخا کے ساتھ رہنے کا موقع ملا ہے تمہیں۔''

''کچھ عرصہ۔''

''کس حیثیت سے۔''

''بس ایک مہمان تھا میں ان کا۔''

''نیا نگر کے باسی ہو۔''

''نہیں۔''

''پھر یہاں کیسے آ گئے۔''

''بھٹکتا ہوا، شیخا بھی تو اسی طرف آ رہا ہے اور اب یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے مگر تم دونوں یہاں کیسے پہنچ گئے اور شیخا کے پاس سے اچانک کیوں گم ہو گئے۔''

''شیخا ہمارے لئے پریشان ہو گا۔'' چنکو نے کہا۔

''بہت زیادہ۔''

''بس بھائی شامت آئی تھی اور کیا کہا جا سکتا ہے۔''

منگو نے کہا اور پھر شروع سے آخر تک کی کہانی اسے سنا دی شارق حیران نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تب تو مجھے خوشی ہے کہ بڑا بروقت میں یہاں پہنچا اور میں نے مدد کے لئے صحیح لوگوں کا انتخاب کیا مجھے بھی نیا نگر دیکھنے کا شوق تھا کچھ عرصہ شیتا کے ساتھ رہا اور ان علاقوں کا سفر کرتا رہا پھر وہاں سے چل کر بیا دلی کے کنارے آ گیا اسے تیر کر عبور کیا اور اس علاقے میں آ نکلا کچھ لوگوں نے مجھے دیکھ کر میرا پیچھا کیا مگر میں نے انہیں چکر دے دیا، میں ان علاقوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا یہاں کے حالات بھی مجھے معلوم نہیں تھے بس اس پہاڑ کی بلندیوں سے میں نے کچھ خستہ حال لوگوں کو اور کچھ گھڑ سواروں کو دیکھا اور اپنی بساط کے مطابق ان خستہ حال لوگوں کا ساتھ دیا۔''

''بہت کربناک حالات ہیں یہاں کے شارق صاحب۔ اگر آپ اندرونی علاقوں کو دیکھیں تو تڑپ اٹھیں گے۔'' چنگو نے کہا۔

''بہرحال تم لوگوں نے بہت کام کیا ہے ان کے لئے اب تمہارا کیا ارادہ ہے۔''

''اجے پال سنگھ ٹھاکر جگت سنگھ کے پاس جانا چاہتا ہے، ہم بھی اس کے پاس تھے مگر بلبیر اہمیں وہاں سے اغواء کرلایا وہ ہمیں شیتا کے خلاف استعمال کرنا چاہتا تھا۔''

''غلام شاہ کے خلاف۔''

''ہاں یہ ایک الگ کہانی ہے۔''

''بھلا کیا۔'' شارق نے پوچھا اور منگو نے اسے اس بارے میں بھی بتا دیا۔ شارق گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا پھر اس نے کہا۔ ''اور بلبیر اراون سنگھ کا ساتھی ہے۔''

''ہاں!''

''مگر وہ اتنی آسانی سے ٹھاکر کے علاقے میں کیسے پہنچ گیا۔''

''اس کا رابطہ ٹھاکر سے بھی ہے۔ مگر اس وقت تک ٹھاکر اس کے اس روپ کے بارے میں نہیں جانتا تھا اب جان گیا ہے۔''

''اور اسلحہ بھلا صاحب کے لوگ لائے تھے۔'' شارق نے پوچھا۔

''ہاں!'' منگو بولا۔

''بھلا صاحب خود تو ایسے آدمی نہیں لگتے۔''

''کیا مطلب کیا تم بھلا کو بھی جانتے ہو۔''

''ہاں یونٹ کا دوسرا حصہ اب غلام شاہ کے ساتھ ہے وہ لوگ ساتھ ساتھ ادھر آ رہے ہیں۔ ہوسکتا ہے بھلا صاحب اپنے ساتھیوں کی کارروائی سے ناواقف ہوں، یا ہوسکتا ہے کہ وہ بہت گہرے انسان ہوں۔ بہرحال شیخا بہت عظیم انسان ہے تم لوگ ادھر کہاں جارہے ہو۔ میرا مطلب ہے کہ کیا تمہیں راستے معلوم ہیں۔''

''اجے پال سنگھ جانتا ہے۔''

''آؤ! اجے پال سے بات کریں۔'' شارق نے کہا اور وہ سب اجے پال کی طرف چل پڑے۔ چاکر سنگھ اجے پال کے ساتھ تھا۔ اجے پال کے چہرے پر غم واندوہ کے آثار منجمد تھے۔ شارق نے کہا۔

''ان دونوں نے مجھے تمام صورت حال بتادی ہے ٹھاکر، تمہارے بھائی اور دوسرے لوگوں کی موت کا مجھے دکھ ہے اور خوشی اس بات ہے کی ہے کہ میں نادانستہ طور پر تمہاری تھوڑی سی مدد کرنے میں کامیاب ہوگیا۔''

''اسے تھوڑی سی مدد کہہ رہے ہو تم دوست، چاکر سنگھ نے ساری صورت حال مجھے بتائی ہے۔ تم نے زبردست حکمت عملی سے کام لے کر حالات کا پانسہ پلٹ دیا۔ بہرحال ہمیں جینے کی آرزو نہیں ہے اب ہماری زندگی کا مقصد صرف اتنا ہے جگت سنگھ کے پاس جاکر اس کی سوئی ہوئی غیرت کو جگائیں اور اگر وہ بھی کچھ نہ کرے تو مر جائیں۔ موت کے سوا اب ہمیں اور کچھ نہیں چاہئے۔'' اجے پال سنگھ نے کہا۔

''کسی مقصد کی تکمیل کے لئے مرنا بھی عظیم ہوتا ہے۔ مرنے کا فیصلہ کرچکے ہو تو پھر آیئے مقصد کے لئے موت تو بالآخر آخری سہارا ہے۔ ویسے کیا یہ راستے تمہیں جگت سنگھ کے علاقے کی طرف لے جائیں گے۔''

''ہاں مہاراج، سیدھ میں چلتے رہیں تو ٹھاکر کے علاقے میں پہنچ جائیں گے۔ بس سرحد کے پاس دقت ہوگی وہاں سے چھپ کر نکلنا ہوگا۔ وہاں جانے کا جو راستہ ہے وہاں راون سنگھ کے آدمی ہوں گے کیونکہ دوسرے راستے ناقابل عبور ہیں۔ راون سنگھ خود اتنا ذہین نہیں ہے مگر سرحدوں کی نگرانی کا کام ٹھاکر بلبیر سنگھ نے سنبھال لیا ہے اور وہ شیطان کی طرح چالاک ہے۔'' چاکر سنگھ نے کہا۔

''تم نے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا دوست۔'' اجے پال نے شارق سے کہا۔

''میں یوں سمجھ لو ایک آوارہ گرد ہوں اور بھٹکتا ہوا ان علاقوں میں نکل آیا ہوں۔''

''ہماری تھوڑی مدد اور کرو گے؟''

''ضرور بتاؤ۔''

''سرحدوں تک ہمارا ساتھ دو، ہم ہم سب زخمی ہیں ٹوٹے ہوئے ہیں۔ ہمیں تم جیسے ذہین انسان کی ضرورت ہے۔ ان دونوں نے ہماری جو مدد کی ہے اس کا احسان ہم بھلا کیا اتار سکتے ہیں۔ مرتے وقت تک دعائیں دیں گے تمہیں تم بھی ہماری مدد کرو دوست......''

''دل و جان سے حاضر ہوں، فکر مت کرو!'' شارق نے کہا۔

''تمہارا شکریہ بھائی۔'' اجے پال نے آنسو بھری آواز میں کہا۔ اب تک وہ لوگ نیا نگر کے حالات کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ پھر شارق نے کہا۔

''چنکو، ہمارے پاس دوائیں وغیرہ تو ہیں نہیں لیکن ان زخمیوں کے زخم تو دیکھ لئے جائیں کچھ پٹی وغیرہ ہی کر دیں ان کی۔''

''اوہ! ہاں ہمیں خیال نہ رہا تھا۔'' چنکو منکو اٹھ گئے، چاکر سنگھ بھی ان کے ساتھ شریک ہو گئے۔ تیرہ آدمیوں میں صرف دو ایسے تھے جن کی حالت خراب تھی باقی معمولی زخمی تھے۔ انہوں نے مقدور بھر ان کے زخموں پر پٹیاں کس دیں۔ رات ہو چکی تھی شکم سیری کے لئے ناریل اور کھجوروں کے سوا کچھ نہیں تھا چنانچہ انہیں سے کام چلایا گیا تمام قیدی اجے پال سنگھ سمیت بے سدھ ہو گئے تو شارق رائفل سنبھال کر ایک درخت کی طرف چل پڑا۔

''کہاں، شارق۔'' منکو نے پوچھا۔

''وہ درخت تاکا ہے میں نے، بہت اونچا ہے دور دور تک نگرانی ہو سکتی ہے یہاں سے، تم سب لوگ آرام سے سو جاؤ۔ میں جاگتا رہوں گا۔''

''ہم بھی تمہارا ساتھ دیں گے۔'' چنکو بولا۔

''لیکن تم تھکے ہوئے ہو آرام کرو۔''

''دراصل ہمارے بدن بہت چھوٹے ہیں اور تھکن جیسی چیزیں ان پر جسامت کے حساب سے اثر انداز ہوتی ہیں اس لئے کوئی خاص نہیں تھکے۔''

''تو پھر آ جاؤ میرے ساتھ...... رائفلیں اٹھا لو۔''

''ہمارے لئے بیکار ہیں کیونکہ ہم ان کا استعمال نہیں جانتے شینا عدم تشدد کا پرچار کرتا ہے کچھ لوگ ہمارے سرکس میں رائفلیں استعمال کرتے ہیں مگر صرف جانوروں کے شکار کے لئے۔''

''شینا......'' شارق نے عجیب سے لہجے میں کہا اور پھر بولا۔ ''آ جاؤ، درخت بہتر جگہ ہے۔'' چنکو اور منکو نے اسے پھرتی سے درخت پر چڑھتے ہوئے

دیکھا اور معنی خیز انداز میں گردن ہلا کر ایک دوسرے کو اشارہ کیا۔ مقصد یہ تھا کہ شارق بے حد پھرتیلا انسان ہے۔ پھر وہ بھی درخت کی چوڑی شاخوں پر جا بیٹھے تھے۔ شارق بولا۔ چاکر سنگھ بے شک ہمارا ساتھ دے رہا ہے مگر ہمیں اسے نگاہ میں رکھنا ہوگا۔''

''کچھ دیر قبل میں نے خود چنکو سے یہ بات کہی تھی۔'' منکو بولا۔

رات گہری تاریک تھی اور نیچے موجود لوگ اس طرح پڑے ہوئے تھے کہ جیسے ان میں زندگی باقی نہ ہو۔ شارق نے کچھ دیر کے بعد کہا۔

''مجھے شیتا کے بارے میں کچھ اور بتاؤ دوستو!''

''کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟''

''وہ حیرت انگیز انسان ہے۔ اس میں انوکھی صلاحیتیں پائی ہیں میں نے، وہ یقیناً دونوں پیروں سے محروم ہے مگر......''

''بظاہر اس کے پاؤں نہیں لیکن......''

''ان کٹے ہوئے پیروں سے وہ کسی گھوڑے کی رفتار سے دوڑ سکتا ہے وہ چھلانگ لگا کر اپنے کٹے ہوئے پاؤں کسی کے سینے پر دے مارے تو مقابل کے بدن کی جھونپڑی تباہ و برباد ہو جائے۔ ایک بھی پسلی سالم نہ رہے کسی کو بازوؤں میں دبوچ لے تو سانس بند کر دے اس کا۔ تم بہت تھوڑے وقت رہے ہو اس کے ساتھ شارق اس لئے کچھ نہ جانتے ہو گے اس کے بارے میں سرکس کے جانور تک اسے جانتے ہیں وہ ان سب کی بات سمجھتا ہے۔''

''وہ ہے کون؟''

''نٹوں کے ایک قبیلے سے تعلق ہے ہم سب کا۔ نگر نگر پھرتے تھے ہمارے باپ دادا اور کھیل تماشے دکھا کر پیٹ پالتے تھے ہم بھی شاید وہی کرتے مگر شیتا نے یہ سرکس بنا لیا۔ اس کا پس منظر بھی ایک کہانی ہے۔''

''اچھا مجھے بتاؤ۔''

''اس کا ایک بھائی تھا کلیم شاہ، دونوں بھائی ساتھ کھیل تماشے کرتے تھے ایک بار ایک سرکس کے لوگوں نے ان کی بازی گری دیکھی مالک نے انہیں سرکس میں کام کرنے کی پیشکش کی مگر وہ انگریز ان سے حسد کرنے لگے انہوں نے کلیم شاہ کو ہلاک کر دیا اور شیتا کی دونوں ٹانگیں کاٹ دیں جھونپڑے میں آگ لگا دی تھی انہوں نے، جس سے شیتا کے بھائی کی بیوی بھی جل کر مر گئی بس یہ دو بچے بچے تھے جو کلیم شاہ کے تھے یعنی اکبر شاہ اور سونیا۔ معذور غلام شاہ کو مشورہ دیا گیا کہ وہ بھیک مانگ کر گزارہ کرے اور اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا اس نے جدوجہد کی اور اپنے اپاہج بدن کو ناقابل تسخیر بنا لیا پھر قبیلے کے ان لوگوں نے اس کا ساتھ دیا اس نے انہیں شامل کر کے یہ سرکس بنا لیا اس کی زندگی کا صرف ایک ہی مقصد ہے۔''

''کیا؟'' شارق نے سرسراتے لہجے میں پوچھا۔

''پیڈرو کو تلاش کر کے قتل کر دے اور اپنے بڑے بھائی کا بدلہ لے۔''

''کسے؟'' شارق بول اٹھا۔

''پیڈرو تھا ان میں سے ایک کا نام اور دوسرے کا۔''

''کاسٹر۔'' شارق بول اٹھا۔

''ہاں یہی نام تھا مگر'' منکو نے چونک کر پوچھا۔

''اور سرکس انگلش سرکس کہلاتا تھا۔'' شارق نے کہا اور چنکو منکو حیرانی سے اس کی صورت دیکھنے لگے۔ شارق کا چہرہ گہرا سرخ ہو گیا تھا مگر رات کی تاریکی میں وہ دونوں اس کا یہ رنگ نہ دیکھ سکے تھے۔

''تم کیسے جانتے ہو اس کے بارے میں۔'' منکو نے پوچھا مگر شارق نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ منکو نے دوبارہ اپنا یہ سوال دوہرایا تو وہ آہستہ سے بولا۔

''مشہور سرکس تھا کسی زمانے میں، اس کا نام سنا تھا میں نے۔''

''بس شیتا کو اسی کی تلاش ہے۔ وہ بے حد رحمدل اور نیک فطرت انسان ہے بے کس چیونٹی کو بھی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا۔ اس پیڈرو کی جان کا دشمن ہے۔ پوری زندگی اسی آرزو میں گزار دی اس نے، پیڈرو اسے مل جائے۔ اسی احساس نے دنیا پر سے اس کا اعتبار اٹھا دیا ہے۔ وہ باہر کے کسی آدمی کو سرکس میں شامل نہیں کرتا سارے کام اپنے قبیلے کے لوگوں سے لیتا ہے اس کی عجیب شخصیت کی یہی وجہ ہے۔''

شارق خاموش بیٹھا تاریکی میں گھورتا رہا منکو نے پوچھا۔ ''نیند آ رہی ہے۔''

''نہیں، میں شیتا کے بارے میں سوچ رہا تھا ممکن ہے وہ یہاں آ چکا ہو یا پہنچنے والا ہو۔ یہ علاقہ ٹھاکروں کا ہے بلبیر سنگھ یہاں بہت خطرناک ثابت ہو سکتا ہے اس لئے اس علاقے میں شیتا کا بہت خیال رکھنا پڑے گا۔''

''ہمیں اس کا احساس ہے۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم دونوں خاص طور سے ہوشیار رہو گے۔''

''یقیناً، ویسے تم شیتا کے پاس سے کیوں چلے آئے۔''

''بس بہت دن رہ لیا اس کے پاس۔''

''وہ مشکل سے کسی کو مہمان بناتا ہے مگر اس کی وجہ بھی میں نے تمھیں بتائی ہے۔''

''میرے ساتھ اس کا سلوک بہت اچھا رہا ہے۔تم نے اسے متاثر کرلیا ہوگا ورنہ وہ بہت خشک مزاج ہو جاتا ہے بعض اوقات۔'' منکو نے کہا، شارق بہت کم بول رہا تھا اس پر گہری سوچ طاری ہوگئی تھی۔

صبح کو سورج نکلنے سے قبل تمام لوگ جاگ گئے دن کے آرام نے انہیں کچھ طاقت بخشی تھی چنکو اور منکو نے ناریل اور کھجوروں کے انبار لگا دیے، جنہیں ذخیرہ کرلیا گیا ان سے پانی بھی مل رہا تھا اور خوراک بھی۔شارق سرگرم تھا چنانچہ سفر کا آغاز کر دیا گیا چاکر سنگھ بھی شاید مخلص ہی ہو گیا تھا وہ ان کی رہنمائی کر رہا تھا رات تک رکے بغیر یہ سفر جاری رہا اور پھر چاکر سنگھ نے اچانک کچھ روشنیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

''مہاراج وہ سرحدی چھاؤنی ہے۔'' یہ روشنیاں گہرائیوں میں نظر آ رہی تھیں اور ان کی چھاؤں میں خیمے لگے ہوئے تھے۔شارق نے کہا۔

ان کا پھیلاؤ دور تک نہیں ہے۔''

''ان کے سیدھے ہاتھ پر آپ پہاڑوں کی دیوار دیکھ رہے ہوں گے۔اگر اس طرف بڑھیں اور فرض کرو پہاڑ کی چڑھائیاں چڑھ بھی لیں تو نیچے اتر کر اس وادی میں پہنچیں گے جہاں وہ موجود ہیں آگے بڑھتے ہوئے ہمیں دیکھ لیا جائے گا۔''

''اور اس طرف کیا ہے؟'' شارق نے پوچھا۔

''گہرے گہرے کھڈ اور پھر نالہ بھاگل کڑا۔'' چاکر سنگھ نے جواب دیا۔

''یہ بھاگل کڑا کیا ہے؟''

''پہاڑی نالہ مہاراج، اتنا زوردار ہے کہ چٹان بھی گر پڑے اس میں تو تنکے کی طرح بہہ جائے۔

''اسی طرف چلنا چاہئے۔'' شارق نے کہا۔

''ناقابل عبور راستے کہلاتے ہیں۔'' اجے پال نے کہا۔

''ہمیں زندگی سے دلچسپی ہی کہاں ہے اجے، ممکن ہے ادھر کوئی موقع نکل آئے۔'' شارق نے کہا۔

''مجھے اعتراض نہیں ہے چلو۔ویسے بھی ادھر تو کوئی موقع ہی نہیں ہے۔'' اجے پال کے ساتھیوں نے بھی ہمت نہیں ہاری تھی وہ لوگ رات کی تاریکی میں بڑی بڑی کھائیوں اور کھڈوں سے گزرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے پھر چاند انہیں راستہ دکھانے نکل آیا اور یہ سفر اس حد تک آسان ہو گیا کہ وہ خوفناک گڑھوں کو دیکھ سکیں۔گو سفر کی رفتار بہت سست تھی لیکن وہ چل رہے تھے اور اس وقت صبح کی روشنی نمودار ہو رہی تھی۔جب انہوں نے بھاگل

کڑا دیکھا اس زوردار نالے کی آوازیں تو وہ دور سے ہی سن رہے تھے دیکھا اب تھا۔ پانی تھا کہ قیامت، ایک لمبی لکیر کی شکل میں پانی کی دھند پھیلی ہوئی تھی جو تیز رفتاری کی وجہ سے تھی۔ دونوں طرف درختوں کی بہتات تھی جو کنارے تا حد نگاہ پھیلے ہوئے تھے۔ اس نالے کو واقعی عبور نہیں کیا جا سکتا تھا۔ شارق اس کے قریب پہنچ گیا۔ وہ نالے کے ساتھ ساتھ دور تک آگے بڑھ گیا تھا۔ ایک لمبا چکر لگا کر وہ واپس آ گیا۔

''میاں چنکو منکو کیا خیال ہے؟'' اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''ناممکن۔''

''نہیں، یہ لفظ بے معنی ہے۔ میں دوسری طرف جا رہا ہوں ادھر کچھ اُمید نظر آتی ہے۔''

''کیسے؟''

''بس میں نے دیکھ لیا ہے مگر تمہیں کچھ دیر انتظار کرنا ہوگا۔'' شارق نے کہا۔

''تم دوسری طرف کیسے جاؤ گے۔'' اجے پال نے پوچھا۔

''ایک قدیم اور آزمائے ہوئے طریقے سے۔'' شارق نے جواب دیا اور پھر اس نے وہ طریقہ بھی انہیں بتا دیا اس نے درخت کی ایسی شاخ دریافت کی تھی جو لمبی اور لچک دار تھی۔ چنانچہ اس کی ہدایت پر بہت سے لوگوں نے اس شاخ کو پکڑ کر جھکایا اور وہ زمین سے آ لگی اجے پال چاکر سنگھ اور دوسرے تو جی چھوڑ رہے تھے مگر شارق پر اُمید تھا وہ شاخ پر چڑھ گیا پھر اچانک شاخ چھوڑ دی گئی اور شارق منجنیق سے پھینکے ہوئے پتھر کی طرح بلند ہو گیا۔ پلک جھپکتے وہ دوسرے کنارے پر جا کھڑا ہوا۔ دوسرے لوگوں کے تو سانس بند ہو گئے تھے لیکن چنکو منکو مطمئن تھے۔ منکو آہستہ سے بولا۔

''جب وہ پچھلی رات پہرہ دینے کے لئے درخت پر چڑھا تھا تو میں نے اس کے بدن میں ایک عجیب سی پھرتی محسوس کی تھی۔''

''مگر عام لوگ تو اس طرح دوسری طرف نہیں جا سکتے۔'' چنکو نے پر تشویش لہجے میں کہا۔ دوسری طرف کا کچھ اندازہ نہ ہو پا رہا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے پانی کی دھند حائل تھی۔ انہیں طویل انتظار کرنا پڑا پھر اس کے بعد انہوں نے نالے کے کنارے ایک درخت کو اپنی طرف گرتے دیکھا تو وہ اچھل کر پیچھے ہٹ گئے۔ ٹنڈ منڈ درخت کا تنا نالے کی لمبائی سے کہیں زیادہ لمبا تھا چند ہی منٹ کے بعد انہوں نے شارق کو درخت کے تنے پر آتے ہوئے دیکھا اور وہ ان کے قریب پہنچ گیا۔ وہ سب پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

''یہ درخت گرا کیسے؟'' چاکر سنگھ سے پوچھا۔

''دوسرے کنارے پر کئی ایسے درخت موجود ہیں جن کے تنے پانی کے قریب ہونے کی وجہ سے گل گئے ہیں۔ مجھے اپنی توقع سے کہیں کم محنت کرنی

پڑی۔ اب یہ تم لوگوں کا کام ہے کہ احتیاط سے اس تنے کو عبور کرو۔'' سب سے پہلے چنکو اور منکو اس تنے پر دوڑتے ہوئے دوسری طرف جا کھڑے ہوئے تھے لیکن دوسروں کے لئے یہ اتنا آسان کام نہ تھا لاکھ بے جگر ہونے کے باوجود وہ بڑے خوف وہراس کے عالم میں دوسری طرف پہنچے تھے اور جب وہ سب اس طرف آ گئے تو ان کے جسموں میں نئی زندگی دوڑ گئی۔ اصولی طور پر انہوں نے وہ ہولناک سرحد عبور کر لی تھی جو بظاہر ناممکن تھی۔

اجے پال سنگھ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس علاقے کو دیکھ رہا تھا۔ اب تک وہ جیسے سحر میں گرفتار رہا تھا اور جب تک وہ خود درخت کے لرزتے ہوئے تنے کو عبور کر کے دوسرے کنارے تک نہ آ گیا۔ اسے اس مختصر اور انوکھے سفر کا یقین نہیں آیا تھا۔ اس کے ساتھی بری طرح ہانپ رہے تھے اور پانی میں شرابور ہو گئے تھے۔ وہ بے چارے تو زخمی بھی تھے لیکن انہوں نے بھرپور دلیری کا ثبوت دیا تھا اور اپنے زخموں سے ہار نہ مانی۔ البتہ ایک بار پھر ان کی ہمت جواب دے گئی تھی کیونکہ ان حشر ساماں راستوں کا سفر سارا دن اور ساری رات جاری رہا تھا۔ وہ سب نالے کے آس پاس کی کھردری زمین پر لمبے لیٹ گئے۔ ٹھاکر اجے پال سنگھ کچھ دیر آس پاس کے علاقوں کا جائزہ لیتا رہا اور پھر اس نے اپنے آدمیوں کی یہ کیفیت دیکھی تو ایک ایک کے پاس بیٹھ کر ہمدردی سے اس کی خیریت معلوم کرنے لگا۔ وہ سب تھکن سے چور ہو گئے تھے۔ اس کے علاوہ اور کوئی خاص بات نہیں تھی تب ٹھاکر نے شارق کو مخاطب کر کے کہا۔

''شارق جی کیا یہاں تھوڑی بہت دیر آرام کیا جا سکتا ہے یا ہم یہاں سے آگے بڑھیں؟'' اجے پال کی یہ بات سن کر شارق کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

''اجے پال جی میں تو خود اس جگہ سے اتنا ہی واقف ہوں کہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتا۔ میرا خیال ہے چاکر اس بارے میں بہتر بتا سکیں گے۔'' چاکر سنگھ نے کہا۔

''نہیں مہاراج یہ جگہ تو بالکل محفوظ ہے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس بھیانک علاقے میں کسی انسان کے قدم پہنچ سکتے ہیں اور کوئی اس نالے کو عبور کر سکتا ہے۔ یہ تو ایک ایسا کام ہوا ہے جسے اگر ہم لوگوں کے سامنے بیان کریں گے تو کوئی یقین نہیں کرے گا۔ میرا خیال ہے ان سب کو یہاں آرام کرنے دیجئے۔ کوئی اس طرف متوجہ نہیں ہوگا۔ ویسے بھی آپ نے دیکھا کہ چھاؤنی یہاں سے میلوں دور ہے اور چھاؤنی والے اس طرف آنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ میرے خیال میں یہ جگہ بالکل محفوظ ہے۔'' تب ٹھاکر اجے پال نے گردن ہلائی اور خود ایک پتھر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ چنکو منکو شارق کے پاس ہی موجود تھے اور معمول کے مطابق انہوں نے اپنے انداز میں کسی تھکن کا احساس نہیں پیدا ہونے دیا تھا۔ اجے پال نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ان تینوں کو دیکھا اور کہنے لگا۔

''آپ تینوں ہی نیا نگر سے باہر کی دنیا کے لوگ ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ نیا نگر سے دور رہنے والے لافانی قوتوں کے مالک ہیں۔ چنکو اور منکو نے قید

خانے میں حشر برپا کر رکھا تھا اور ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیئے تھے کہ ہم پتھرائی ہوئی آنکھوں سے انہیں دیکھتے تھے اور اب شارق جی ملے تو وہ ان سے بھی چار قدم آگے ہی نکلے۔'' منکو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اس کی وجہ آپ نہیں جانتے اجے پال جی۔''

''جاننا چاہتا ہوں۔''

''شارق جی کچھ عرصے سرکس کی روٹی کھا چکے ہیں۔''

''اوہو، اچھا اچھا تو یہ بات ہے شارق جی کا تعلق بھی سرکس ہی سے ہے۔''

''تعلق نہیں ہے بلکہ یہ کچھ عرصے غلام شاہ کے مہمان رہے ہیں اور سرکس کی ہوائیں کھاتے رہے ہیں۔'' اجے پال نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تب تو منکو بھیا اگر کچھ روز ہمیں بھی سرکس کی روٹیاں مل جائیں تو شاید ہم بھی ناقابل یقین کارنامے سرانجام دینے لگیں۔'' اس تصور نے اجے پال سنگھ کے دل میں خوشی کی لہر بیدار کر دی تھی کہ اب وہ اپنے بچے کھچے ساتھیوں کے ساتھ جگت سنگھ کے علاقے میں ہے اور اپنا مقصد جگت سنگھ تک پہنچانے میں اب اسے کسی بڑی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ پیچھے جو کچھ ہو چکا تھا اسے تو واپس لیا ہی نہیں جا سکتا تھا لیکن اس کے دل میں تھوڑی سی خوشی کی لہر بیدار ہوئی تھی جس کا نتیجہ یہ الفاظ تھے، چکو منکو ہنسنے لگے۔ شارق بھی مسکرا تا رہا تھا، اجے پال سنگھ نے درخت کے تنے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں نے مانا کہ یہ درخت کنارے پر اگے ہوئے ہیں اور ان کے تنے پانی سے گل کر سیاہ ہو چکے ہیں لیکن پھر بھی ایک ایسے درخت کو اس کی جگہ سے اکھاڑ دینا جہاں وہ سیدھا کھڑا ہوا ہو ایک مشکل کام ہے کیوں چکو تم بڑے کارنامے سرانجام دیتے ہو کیا کسی درخت کو اکھاڑنا تمہارے لئے ممکن ہے؟''

''ہمیں مار کھا جاتے، اجے پال جی کیونکہ اس طرح درخت کی شاخ کے ذریعے نالہ پار کر لینا تو ہمارے لئے بھی مشکل نہیں تھا لیکن اس درخت کو جڑ سے اکھاڑنا اور سب سے بڑی بات یہ کہ دوسرے کنارے سے اس کے بارے میں اندازہ لگا لینا ایک مشکل کام تھا۔''

''اس میں کیا شک ہے کیوں شارق جی آپ کو پانی کے اندر سے یہ گلے ہوئے درخت کیسے نظر آ گئے؟''

''یہ کوئی جادوئی کام نہیں ہے اجے پال سنگھ جی آپ نے دیکھا تھا کہ میں نالے کا جائزہ لے رہا تھا۔ درخت اس پار بھی ہیں لیکن اس پار جیسے نہیں وہاں درخت نالے کے کنارے سے فاصلے پر بھی ہیں اور پھر چھوٹے چھوٹے ہیں لیکن یہ اونچے درخت اسی سمت سے نظر آ رہے تھے اور اب اگر آپ انہیں دیکھیں تو ان کے سرے تو بہت اونچے ہیں پانی کی دھند سے کافی اونچے اور ان کے سروں پر جو پتے وغیرہ لگے ہوئے ہیں وہ بالکل سوکھے ہوئے

ہیں۔ اس سے یہ اندازہ ہو جاتا تھا کہ ان کی جڑیں ناکارہ ہو گئی ہیں۔ میں نالے کے ساتھ ساتھ دور تک نکل گیا تھا اور وہیں سے یہ خیال میرے دماغ میں آ گیا کہ اگر محنت کی جائے تو درخت کے ایک تنے کو جگہ چھوڑنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ لمبائی کا اندازہ میں لگا ہی چکا تھا بس ہمت کر ڈالی میں نے۔ اب آپ درخت کے اس تنے کو دیکھئے جسے میں نے اس کی جگہ سے اکھاڑا ہے۔ اس میں کسی جڑ کا نام نہیں ہے اسے تلاش کرنے میں ذرا سی دقت ہوئی تھی اور اس کے بعد میں نے تنے کے آس پاس سے پتھر اکھاڑنے شروع کر دیئے اس کے لئے بھی میں نے نوکیلے پتھروں ہی کا سہارا لیا تھا۔ درخت تو جیسے جڑ چھوڑنے کے لئے تیار ہی تھا۔ میں نے تھوڑا سا پتھروں کا حصہ خالی کیا اور اس پر زور لگایا تو خود ہی مجھے اچھل کر پیچھے ہٹ جانا پڑا کیونکہ درخت ایک دم گرنے لگا تھا اور اس کا یہ دوسرا سرا پھسل کر پیچھے آ گیا تھا۔ اس سے میرے چوٹ بھی لگ سکتی تھی۔''

''بہر حال بڑی ہمت اور سمجھداری کا کام تھا، آپ نے ہمیں پار لگا دیا شارق جی۔'' شارق مسکراتا رہا تھا۔ وہ لوگ کافی دیر تک وہاں آرام کرتے رہے تھے۔ آس پاس چھوٹے چھوٹے جانور پھدکتے پھر رہے تھے ویسے بھی نالے کی وجہ سے دور دور تک کی روئیدگی پھیل گئی تھی اور علاقہ خاصا سرسبز تھا لیکن یہاں پھلدار درخت موجود نہیں تھے جو ان کے کام آ سکتے۔ تقریباً دو گھنٹے تک آرام کیا گیا۔ پھر اجے پال نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا وہ آگے بڑھنے کی سکت رکھتے ہیں تو وہ سب تیار ہو گئے۔ طے یہ کیا گیا تھا کہ دن میں زیادہ سے زیادہ سفر کر لیا جائے اور اس کے بعد اگر رات ہو جائے تو پھر آرام کے لئے کوئی بہتر جگہ تلاش کر لی جائے گی۔ چاکر سنگھ نے البتہ راستے میں کہا کہ اگر اس کا اندازہ غلط نہیں ہے تو ان سامنے والے پہاڑی ٹیلوں کو عبور کرنے کے بعد دوسری طرف انہیں بستی کے آثار نظر آ جائیں گے۔ اس نے بتایا کہ وہ خود بھی اس علاقے میں آیا نہیں ہے لیکن اندازے کی بناء پر یہ بات کہہ سکتا ہے کہ یہ ٹھاکر جگت سنگھ کے علاقے کا وہ حصہ ہے جو ناقابل عبور تصور کیا جاتا ہے اور اس کے دوسری جانب بیاولی پار کرنے کے لئے وہ چوڑا گھاٹ پھیلا ہوا ہے جہاں سے آنے جانے کے راستے بنتے ہیں۔'' اجے پال نے شارق سے کہا۔

''دراصل شارق جی میں نے میڈیکل کی تعلیم حاصل کی ہے اور ڈاکٹر بن چکا ہوں۔ میں زیادہ تر نیا نگر سے دور رہا ہوں اور بہت عرصے کے بعد تعلیم مکمل کر کے یہاں واپس لوٹا تھا لیکن جب میں یہاں پہنچا تو یہاں کے حالات وہ ہو چکے تھے جن کی تھوڑی بہت تصویر آپ کے سامنے آ چکی ہے۔ چنانچہ اپنا کام جاری کرنے کے بجائے اور وہ جذبے جو اپنے سینے میں چھپائے ہوئے میں اپنے دیس میں داخل ہوا تھا پس پشت ڈال کر میں ان دکھی انسانوں کی خدمت میں مصروف ہو گیا جو راون سنگھ کے ہاتھوں پس کر رہ گئے تھے۔ اس لئے ان علاقوں سے بھی مجھے زیادہ واقفیت نہیں ہے۔''

شارق نے گردن ہلا دی تھی۔ اب ان لوگوں میں کافی ہمت پیدا ہو گئی تھی حالانکہ تھکن کا اندازہ ان کے چہروں سے اور ان کی چال سے لگایا جا سکتا تھا لیکن بہر طور وہ ایک لگن میں آگے بڑھ رہے تھے اور ان کے سینوں میں جو جذبے پوشیدہ تھے وہ انہیں ہر تھکن سے بے نیاز کر چکے تھے چنانچہ یہ طویل و

عریض فاصلہ دوپہر کو سورج چڑھے تک طے کرلیا گیا اور اس کے بعد وہ ان ٹیلوں کی بلندیاں عبور کرنے لگے جن کی دوسری جانب امیدوں کی ایک دنیا آباد تھی جب وہ ٹیلوں کی بلندی پر پہنچے تو سب سے آگے چنکو، منکو تھے اور چنکو، منکو نے دوسری جانب دیکھا تو دفعتہً ہی ان پر سکتے کی سی کیفیت طاری ہوگئی ان کے پاس سب سے پہلے پہنچنے والا شارق تھا، چنکو اور منکو سحر زدہ سے نظر آ رہے تھے۔ انہوں نے انگلی اٹھا کر بیک وقت کہا۔

''شیتا، شیتا، سرکس، سرکس۔'' شارق نے متحیرانہ انداز میں سامنے دیکھا وہ تنبو اور اس کے اطراف میں لگے ہوئے خیمے شارق کے لئے بھی اجنبی تھے۔ وہ اب ان میں سے ایک ایک چیز کو پہچانتا تھا لیکن حیران کن بات یہ تھی کہ شیتا کا سرکس یہاں آ پہنچا تھا۔ چنکو اور منکو کے چہرے جوش و مسرت سے سرخ ہوگئے اسی اثناء میں ٹھاکر اجے پال سنگھ بھی وہاں پہنچ گیا تھا اس نے ان تنبوؤں کو دیکھتے ہی کہا۔

''ارے یہ کیا، یہ بستی تو نہیں ہے؟''

''یہ ہمارا سرکس ہے ٹھاکر اجے پال سنگھ جی اس میں ہمارا شیتا موجود ہے۔ یہ ہمارا گھر ہے، یہ ہمارا گھر ہے، ہم اپنے گھر پہنچ گئے، ہم اپنے گھر پہنچ گئے۔'' وہ جوش مسرت سے بے قابو ہوئے جا رہے تھے تھوڑا سا اخلاق مانع تھا ورنہ شاید ڈھلانوں پر دوڑ ہی لگا دیتے پھر چنکو نے کہا۔

''اب کوئی فکر نہیں ہے ٹھاکر، اب کوئی فکر نہیں ہے تم لوگ رکو تمہیں یہ طویل فاصلہ طے کرنا مشکل ہو جائے گا ہم لوگ سرکس میں جا رہے ہیں۔ ابھی گاڑیاں بھیجتے ہیں تمہارے لئے تم گاڑیوں میں آ جانا ہم جا رہے ہیں ٹھاکر ہم جا رہے ہیں۔ فکر نہ کرنا ہم ابھی تمہارے لانے کے لئے گاڑیاں بھیجتے ہیں۔'' ان دونوں نے کوئی بات سنے بغیر ڈھلانوں میں چھلانگ لگا دی۔ دو ننھی ننھی گیندیں جیسے فضا میں پرواز کرتی ہوئی نیچے اتر رہی تھیں۔ چنکو اور منکو کی رفتار ہی اتنی تیز تھی۔ ٹھاکر اجے پال کے ساتھ دوسرے تمام لوگ بھی آ کھڑے ہوئے تھے۔ اجے پال نے انہیں دیکھتے ہوئے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں اپنا گھر اتنا ہی پیارا ہوتا ہے اتنی ہی محبت ہوتی ہے اپنے گھر سے۔'' شارق نے کوئی جواب نہیں دیا وہ لوگ چنکو اور منکو کو دوڑتے دیکھتے رہے حیرت انگیز طور پر ان کی رفتار اتنی ہی تیز تھی۔

اور انہوں نے یہ فاصلہ ناقابل یقین وقت میں طے کیا تھا اور سرکس کی طرف سے بھی چند لوگ دوڑتے ہوئے ان کی طرف آ رہے تھے۔

❀❀❀

جگت سنگھ نے بھلا کو بتایا۔'' میلے کا یہ میدان انسانوں سے اتنا بھرا ہوتا ہے کہ تم آس پاس کی پہاڑیاں دیکھ رہے ہو، وہاں بھی تل دھرنے کی جگہ نہیں ہوتی۔ ان پہاڑیوں میں بے شمار غار بکھرے ہوئے ہیں۔ لوگوں نے ان غاروں کو صاف ستھرا کرلیا ہے اور ان میں قیام کرتے ہیں لیکن پچھلے سال

یہاں بہت کم لوگ آئے تھے اس سال نہ جانے کیا ہو۔''

غلام شاہ نے ایک جگہ منتخب کر لی اور تمام گاڑیاں معمول کے مطابق رک گئیں۔ سب جانتے تھے کہ کہاں کیا کرنا ہے۔

''بہت بڑا سرکس ہے۔ نیا نگر کے میلوں میں کئی بار سرکس آئے ہیں لیکن وہ اتنے بڑے کبھی نہیں ہوئے۔'' ویسے یہ غلام شاہ بھی اچھا آدمی معلوم ہوتا ہے۔'' بھلا جگت سنگھ کو غلام شاہ کے بارے میں بتانے لگا۔ پھر بولا۔ ''ان دونوں کتوں کو دیکھ کر میری آنکھوں میں خون اتر آیا ہے جگت میری طرف سے پوری طرح اجازت ہے انہیں فوراً گرفتار کرلو۔''

''جلدی مت کرو بھلا۔ یوں لگتا ہے کہ بعد میں ان کا رابطہ راون سے نہیں ہو سکا اور یہ نہیں جانتے کہ کیا ہو چکا ہے۔ بہر حال ہمیں ان سے اور بھی تفصیلات معلوم کرنی ہیں۔ پہلے ہم غلام شاہ کی ضروریات پوری کر دیں۔ اس کے بعد اطمینان سے یہ کام کریں گے۔ ویسے میرے خیال میں تم اپنے تمام لوگوں کو تلسی نواس میں ٹھہرا دو۔''

''تلسی نواس۔''

''ہماری پرانی حویلی ہے بتی کے بالکل پیچھے بہت بڑی عمارت ہے تمہیں ہر طرح سہولت رہے گی۔ اطمینان سے شوٹنگ کا پروگرام بنا لینا جلدی نہیں جانے دوں گا تمہیں، میں بڑے مسائل میں گھرا ہوا ہوں۔''

''مجھے کوئی جلدی نہیں ہے جگت۔'' بھلا صاحب نے کہا۔

''کیا خیال ہے یوں کریں، تمہارے آدمیوں کے ساتھ پونم سنگھ کو تلسی نواس بھیج دوں۔ یہ لوگ وہاں آرام کریں گے۔ ہم کچھ وقت غلام شاہ کے ساتھ گزار کر اور اس کی ضرورتیں معلوم کر کے یہاں سے چلیں گے۔''

''ہاں ان لوگوں کا یہاں کوئی کام نہیں ہے۔ غلام شاہ کے لوگ اپنے کام کے ماہر ہیں، ابھی تم دیکھو گے کہ آن کی آن میں یہاں خیموں کا شہر آباد ہو جائے گا اس کے ہاں زبردست تنظیم ہے۔''

''تو میں پونم سنگھ کو ہدایت دے دوں؟''

''بالکل!'' بھلا صاحب نے کہا اور جگت سنگھ نے پونم سنگھ کو اشارے سے بلایا پھر وہ پونم سنگھ کو تلسی نواس کے بارے میں ہدایات دینے لگا۔ پونم سنگھ کو سب کچھ سمجھانے کے بعد جگت سنگھ نے بھلا صاحب سے کہا کہ وہ اپنے آدمیوں کو ہدایت دے دیں۔ یہ لوگ اپنی گاڑیاں لے کر پونم سنگھ کے ساتھ چلے جائیں۔ بھلا صاحب نے کنور کو طلب کیا۔ کنور جیت بھی غلام شاہ کے خیموں کو لگوانے کی نگرانی کر رہا تھا۔ بھلا صاحب کی طلبی پر وہ ان کے پاس پہنچ گیا

''مسٹر کنور یہ جگہ واقعی بہت خوبصورت ہے اور یہاں آنے کے بعد یہ احساس ہوتا ہے کہ قدیم طرز تعمیر کتنا حسین ہوتا ہے۔''

اس کا حسن بہت جلد تمہاری نگاہوں میں بڑھنے والا ہے۔ کنور جیت نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب میں سمجھا نہیں......'' جونسن بولا۔

''سمجھانے کے لئے ہی تو میں یہاں آیا ہوں مائی ڈیئر مسٹر جونسن، اور مائی ڈیئر مسٹر پیٹر۔'' کنور جیت کا لہجہ طنزیہ تھا دونوں عجیب سی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگے۔ کنور جیت نے انہیں اشارہ کیا اور ایک گوشے میں لے گیا۔ ''تم لوگوں کو احساس نہیں ہے کہ بہت جلد تم کس قدر ہولناک حالات کا شکار ہونے والے ہو۔''

''آپ ہمیں ڈرا رہے ہیں مسٹر کنور جیت۔''

''ہاں ڈرا رہا ہوں تمہیں اس وقت سے جو تم پر نازل ہونے والا ہے۔ ثبوت کے طور پر تمہارے سامنے ایک چھوٹی سی کہانی پیش کروں گا۔ ذرا غور کر کے بتانا کہ اس کہانی میں کہاں تک صداقت ہے۔'' جونسن اور پیٹر کا چہرہ زرد ہو گیا تھا۔ کنور جیت نے کہا۔

''کیا یہ سچ نہیں ہے مائی ڈیئر مسٹر جونسن کہ تم صرف اس لئے بھلا صاحب کے ساتھ شامل ہوئے تھے کہ نیا نگر تک کا سفر کرو اور اسلحے کی سپلائی کا وہ آرڈر پورا کر دو جو تمہیں نیا نگر سے موصول ہوا ہے کیا اس سلسلے میں ایک ایسے شخص کو قتل نہیں کیا تم نے جس پر تمہیں شبہ تھا کہ وہ تمہاری تاک میں ہے۔ بتاؤ مائی ڈیئر مسٹر جونسن اور مسٹر پیٹر کیا یہ سب کچھ درست نہیں ہے کہ تم اسلحہ لے کر یہاں پہنچے اور اس کے بعد وہ اسلحہ تم نے پروگرام کے مطابق ان لوگوں کے حوالے کر دیا جنہوں نے تمہیں اس کا آرڈر دیا تھا۔ کیا تم ان تمام باتوں سے انحراف کرو گے۔ مائی ڈیئر مسٹر جونسن اور مسٹر پیٹر کیا میں تمہیں یہ بھی بتاؤں کہ تمہارے یونٹ کے دوسرے افراد تمہاری ان کوششوں سے واقف نہیں ہیں سوائے تمہارے چند خاص آدمیوں کے جن کی تعداد محدود ہے۔'' ان کے جسموں سے جیسے خون نکال لیا گیا تھا۔ وہ دہشت زدہ نگاہوں سے کنور کو دیکھنے لگے تو کنور نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

''نہیں مائی ڈیئر مسٹر جونسن میں تم لوگوں کو ہراساں کرنے کے لئے یہ بات نہیں کہہ رہا۔ مجھے یہ سب کچھ تم سے نہیں کہنا چاہئے تھا لیکن تمہاری خوش بختی ہے کہ میرے دل میں تمہارے لئے دوستی کا جذبہ جاگ اٹھا ہے جو واقعات میں نے تمہیں بتائے ہیں ان سے تم یہ اندازہ لگا لو کہ یہ معلومات کس حد تک دوسرے لوگوں کو حاصل ہو چکی ہیں۔ دوسرے لوگوں سے میری مراد بھلا صاحب بھی ہیں اور نیا نگر کا حکمران جگت سنگھ بھی اور اب تم نیا نگر کی آبادی میں ہو۔

یہاں سے باہر جانے کے لئے ایک تیز و تند ندی عبور کرنا پڑتی ہے اور اندرونی علاقوں کے بارے میں تمہیں کچھ معلومات حاصل نہیں ہیں۔ تم سوچ لو تم

کس قدر مصیبت میں گرفتار ہو چکے ہو اور یہ بھی بتا دوں میں تمہیں کہ غلام شاہ کے سرکس میں تم نے جس شخص کو قتل کیا تھا وہ جگت سنگھ کا ایک بہت قریبی رشتہ دار تھا۔ اس طرح تمہارے خلاف انتقام کی آگ جس شکل میں بھڑک رہی ہوگی تمہیں اس کا اندازہ بھی ہو جانا چاہئے۔'' جونسن اور پیٹر کی کیفیت اس قدر خراب ہوگئی تھی کہ ان کے لئے کھڑے رہنا مشکل ہوگیا ان کی ٹانگیں لرزنے لگیں تو کنور جیت نے کہا۔

''نہیں اس قدر خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہارا ہر طرح سے ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں وقت سے پہلے مجھے تمہیں ہوشیار کرنے کا موقع مل گیا ورنہ انتہائی کوشش کے باوجود مجھے یہ موقع نہیں مل پا رہا تھا اور اب جب یہ صورتحال تمہارے علم میں آگئی ہے تو ہوش کھونے کی ضرورت نہیں بلکہ ہمت سے کام لے کر اپنا بچاؤ کرنا ہے۔''

''مسٹر کنور جیت، مسٹر کنور جیت۔'' جونس کے منہ سے دہشت بھری آواز نکلی۔

''بھلا صاحب اور ٹھاکر جگت سنگھ ابھی غلام شاہ کے سرکس کے پاس ہیں اور ان کی واپسی میں شاید کافی وقت لگ جائے اس کے بعد تمہیں گرفتار کرلیا جائے گا۔ ویسے کیا تم میرے سامنے اپنی ان تمام کوششوں سے انحراف کرو گے؟''

''اب انحراف کا کیسا سوال، جس قدر تفصیل سے یہ باتیں آپ کو معلوم ہوئی ہیں مسٹر کنور جیت اس کے بعد ان سے انحراف حماقت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کیونکہ جو کچھ آپ نے بتایا ہے وہی ہوا ہے ہم اس سے منحرف نہیں۔''

''ہوں، فیصلہ یہ کرو کہ اب تم اپنے بچاؤ کے لئے کیا کرسکتے ہو؟''

''یہ سب کچھ تو تم نے خود ہی کہہ دیا بھلا نیا نگر کی ان آبادیوں سے ہم کہاں جاسکتے ہیں، جو کچھ ہوا مسٹر کنور جیت ہمیں اس بات کا یقین تھا کہ وہ کبھی منظر عام پر نہیں آسکے گا اور ہم بھلا صاحب کے ساتھ ہی یہاں سے واپس بھی جائیں گے لیکن اب ہمارے سامنے کوئی راستہ نہیں ہے۔''

''لیکن ابھی ہمارے پاس تھوڑا بہت وقت ہے مائی ڈیئر مسٹر پیٹر اور مسٹر جونسن اس دوران تم کوئی فیصلہ کرسکتے ہو اور میں اس سلسلے میں تمہاری پوری پوری مدد کرنا چاہتا ہوں۔''

''ہم آپ کا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولیں گے مسٹر کنور جیت۔''

''احسان نہیں مجھے خود بھی تم سے کچھ کام لینا ہے اور تم یہ کام سرانجام دے سکتے ہو دیکھو مختصر الفاظ میں، میں تمہیں یہ بتا دوں کہ یہاں نیا نگر میں آپس ہی میں کچھ دشمنیاں چل رہی ہیں راون سنگھ اور چیتل سنگھ، جگت سنگھ کے خلاف ہیں وہ تمہاری مدد کرسکتے ہیں اگر تم ان میں سے کسی کے پاس پہنچ جاؤ...... ویسے شاید تمہیں یہ علم نہیں ہے کہ وہ اسلحہ راون سنگھ کے پاس نہیں پہنچا بلکہ جگت سنگھ کے پاس آچکا ہے!'' کنور نے مختصر الفاظ میں انہیں تفصیل

بتائی۔ ان کے چہرے کی مردنی کچھ اور بڑھ گئی تھی۔
''آہ! ہم بری طرح پھنس گئے ہیں کیا کریں ہم اب کیا کر سکتے ہیں۔'' پیٹر بولا۔
''اس کے لئے تمہیں سخت جدوجہد کرنا ہوگی۔''
''اگر ہم یہاں سے نکل سکیں تو کچھ جدوجہد کی جاسکتی ہے لیکن ظاہر ہے یہ علاقہ مختصر نہیں ہے اور ہمارے پاس اتنا وقت بھی نہیں ہے کہ ہم تیزی سے طویل فاصلے طے کرلیں ہم ان علاقوں سے واقف بھی نہیں ہیں۔ یہ ساری مشکلات کیا ہمارا راستہ نہیں روکیں گی؟''
''ہوں اس کے لئے میرا ذہن ایک اور ترکیب سوچ رہا ہے۔ اگر تم اس سے اتفاق کرو یہ بتاؤ جو لوگ تمہارے ساتھ کام کر رہے ہیں، ان سے تمہیں کوئی گہری دلچسپی ہے؟''
''اپنی زندگی سے زیادہ کسی اور کی زندگی سے دلچسپی کا اظہار کرنا حماقت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے مسٹر کنور جیت۔'' پیٹر نے کہا۔
''تو ان پانچ آدمیوں کی نشاندہی مجھے کردو میں یہ ایک خاص مقصد کے تحت کہہ رہا ہوں ان لوگوں کو گرفتار کرا دینا ضروری ہوگا تاکہ میری پوزیشن بھی محفوظ رہے اس کے علاوہ تمہیں یہاں سے فرار ہونے کے لئے کوئی لمبا راستہ اختیار نہیں کرنا چاہئے اس وقت تک جب تک تمہاری تلاش کا سلسلہ ختم نہ ہوجائے۔ یہ وسیع و عریض عمارت بہت کارآمد ہے۔ اتفاق سے میں اس کے مختلف گوشے دیکھ چکا ہوں سب سے پہلے انتہائی برق رفتاری سے کام لے کر اپنے لئے کوئی ایسی مناسب جگہ تلاش کرلو جہاں تم پوشیدہ رہ سکو اور یہ جگہ مجھے بتا دو تاکہ میں وہاں تمہاری خبرگیری کرسکوں اور تمہیں کھانے پینے کی اشیاء فراہم کرسکوں...... تم ایک مخصوص وقت تک وہاں پوشیدہ رہو گے بس خیال یہ رکھنا ہے کہ دوسروں کی نگاہوں سے محفوظ رہو اور اس کے بعد جب راستے صاف ہوں گے تو میں تمہیں صحیح سمت بتا سکوں گا تمہیں کہاں اور کس طرح جانا ہے۔ تمہارے لئے دوسرے انتظامات کرنا بھی میری ذمہ داری ہے۔'' جونسن اور پیٹر حیرت بھری نگاہوں سے کنور جیت کو دیکھ رہے تھے پھر جونسن نے کہا۔
''نہایت عمدہ تدبیر ہے ہم اس طرح اپنا مختصر سامان لے کر روپوش ہوجائیں گے اور لوگ یہیں سمجھیں گے کہ ہم عمارت سے باہر نکل گئے ہیں...... کوئی سوچ بھی نہیں سکے گا کہ ہم یہاں مقیم ہیں مگر مسٹر کنور جیت آپ کے اس احسان کے بدلے میں ہم آپ کو کیا دے سکیں گے؟''
''اس کا فیصلہ بعد میں ہوجائے گا کہ تم مجھے کیا دے سکتے ہو پہلے اپنے بچاؤ کا بندوبست کرلو۔''
''آپ اس سلسلے میں ہماری کوئی مدد کر سکتے ہو؟''
''تمہارے پاس صرف اتنا وقت ہے کہ بھلا صاحب یہاں نہ پہنچ جائیں، اس دوران تمہیں اپنے لئے کوئی محفوظ مقام تلاش کر لینا ہے...... میں اس

کسے زیادہ اور کچھ نہیں کر سکتا...... بعد میں تم مجھے اس جگہ کے بارے میں تفصیل بتا دینا تا کہ میں باہر کے معاملات سے تمہیں ہوشیار رکھوں۔'' جونسن اور پیٹر بادل نخواستہ تیار ہو گئے تھے اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ ان کے حواس جواب دے چکے تھے اور اس وقت وہ اپنے آپ کو بالکل بے بس محسوس کر رہے تھے۔ نیا نگر کی ان آبادیوں سے باہر نکل جانا بھی ایک مشکل کام تھا کیونکہ یہاں انہوں نے جو کچھ دیکھا تھا اس سے بخوبی اندازہ لگایا تھا کہ موجودہ حالات کے تحت ہر شخص کو شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور ذرا سی لغزش موت سے ہمکنار کر سکتی ہے۔ اس تصور نے ان کے ہاتھ پاؤں پھلا دیئے تھے تاہم زندگی بچانے کی جدوجہد میں وہ مصروف ہو گئے اور خوش بختی سے انہیں ایک ایسی جگہ بھی دستیاب ہو گئی۔ قدیم حویلی میں ایک ٹوٹے پھوٹے مقام پر ایک زمین دوز تہہ خانہ سا تھا جو بہت وسیع و عریض تھا حالانکہ اندر سے نہایت گندا اور بدبودار تھا لیکن زندگی کی جدوجہد کے لئے باقی تمام چیزوں کو بھی نظر انداز کیا جا سکتا ہے...... جونسن اور پیٹر نے وہ جگہ کنور جیت کو بھی دکھائی اور کنور جیت نے نہایت اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس طرف کسی کی توجہ بھی نہیں جائے گی...... پھر اس کے بعد باقی منصوبوں پر گفتگو ہوتی رہی اور تھوڑی دیر کے بعد دوسرے لوگوں کی نگاہیں بچا کر جونسن اور پیٹر اپنا مختصر سا سامان لے کر اس تہہ خانے میں منتقل ہو گئے، کنور جیت نے انہیں بتایا کہ کس طرح وہ ان سے رابطہ قائم رکھے گا اور انہیں ضروریات کی اشیاء فراہم کرتا رہے گا، جونسن نے کنور جیت کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

''اگر آپ ہمارے خلاف کچھ کرنا چاہتے مسٹر کنور جیت تو ہمیں اس طرح تحفظ نہ دیتے لیکن فی الحال ہماری زندگی کا دارومدار آپ پر ہے اور ہم آپ کے لئے ہر وہ کام کرنے پر تیار ہوں گے جس کے قابل آپ ہمیں سمجھیں گے۔''

''مجھے ان پانچوں کی نشاندہی بھی کر دو انہیں گرفتار کرانا ضروری ہو جائے گا کیونکہ اس راز سے صرف میں واقف ہوں اور کوئی نہیں ہے چنانچہ اپنی پوزیشن صاف رکھنا بھی بے حد ضروری ہے۔'' جونسن اور پیٹر نے اسے اپنے ان ساتھیوں کے بارے میں تفصیلات بتا دی تھیں اور کنور جیت نے گردن ہلاتے ہوئے کہا تھا۔

''بس تو ٹھیک ہے اب تم یہاں اس مختصر وقت میں اپنے لئے ایسی آرام گاہ بنا لو جو تمہیں بہت زیادہ تکلیف نہ دے سکے۔ اس دوران چند اشیاء میں تم تک پہنچائے دیتا ہوں لیکن خبردار ہوشیاری شرط ہے...... غیر ضروری طور پر یہاں سے نکلنے کی کوشش بھی نہ کرنا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔''

''مسٹر کنور جیت اب تو لمحہ لمحہ ہم آپ کی مدد کے سہارے زندہ رہیں گے ورنہ ہمارے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔'' کنور جیت نے گردن ہلا دی تھی اس کے بعد وہ باقی لوگوں میں آ کر شامل ہو گیا، کسی کو شبے کا موقع نہ دینے کے لئے ضروری تھا کہ وہ بھی یہاں ان انتظامی امور میں شامل ہو جائے جن میں دوسرے مصروف تھے لیکن اسے اپنے اس منصوبے پر بے حد خوشی تھی...... یہ سارا معاملہ کسی بھی طور ان لوگوں کی ذات سے تعلق نہیں رکھتا تھا نہ

ہی اس میں بھلا صاحب کا کوئی بہت بڑا نقصان تھا لیکن سونیا کے سلسلے میں بھلا صاحب نے جس عدم تعاون کا مظاہرہ کیا تھا، کنور جیت ان سے اس کا بھرپور انتقام لینا چاہتا تھا اور اس کے ذہن میں ایک اہم منصوبہ پروان چڑھ رہا تھا۔

بھلا اور جگت سنگھ نے بھی غلام شاہ کے ساتھ زیادہ وقت صرف نہ کیا تھا۔ کنور جیت ان کی واپسی کے لئے تیار تھا اس نے اپنے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا تھا اور لباس تبدیل کر کے آرام کرنے لیٹ گیا تھا...... کافی دیر گزر گئی۔ اس کے بعد کسی نے اس کے کمرے کا دروازہ بجایا تھا...... کئی بار دروازہ بجانے کے بعد کنور جیت نے دروازہ کھولا تھا۔

''کنور جی بھلا صاحب بلا رہے ہیں۔'' بھلا صاحب کے ایک آدمی نے کہا۔

''تم نے بتایا نہیں کہ میں سو رہا ہوں۔'' کنور نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی وقت بھلا پیچھے سے آ گیا۔

''تم جاؤ......'' اس نے اس شخص سے کہا جسے اس نے یہاں بھیجا تھا اور پھر وہ خود کنور کے سامنے آ گیا۔

''سوری بھلا جی...... دراصل سونے لیٹ گیا تھا اکیلے واپس آ گئے آپ۔'' کنور نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا۔

''بہت برا ہو گیا کنور...... بہت ہی برا ہو گیا۔'' بھلا صاحب نے پریشانی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

''ارے خیریت، کیا ہوا۔''

''جونسن اور پیٹر نکل گئے...... ان کا سامان بھی غائب ہے۔''

''ارے، کنور اچھل پڑا اداکاری اس کے لئے کوئی مشکل چیز نہیں تھی اس نے حیران ہونے کی بہترین اداکاری کی تھی۔

''دو کوڑی کے ہو گئے ہم جگت کی نگاہ میں...... ساری عزت خاک میں مل گئی...... مگر نکل کر کہاں جائیں گے اتنا آسان نہیں ہو گا یہ۔'' بھلا صاحب نے کہا۔

❁❁❁

غلام شاہ تمام کام کی نگرانی معمول کے مطابق کر رہا تھا اس کے تربیت یافتہ آدمی اس کام کے ماہر تھے چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے پورا سرکس تیار ہو گیا صرف اندر کام جاری تھا جو آہستہ آہستہ ہو سکتا تھا...... ٹھاکر جگت سنگھ اور بھلا صاحب بھی آس پاس ہی موجود تھے اور غلام شاہ شرمندہ ہو رہا تھا بہر حال ٹھاکر بہت بڑا آدمی تھا جس کا اندازہ غلام شاہ کو تھا۔

''ارے بھائی ٹھاکر تے نے تو ہمیں شرمندہ کر دئی رہے، تیرا وکھت بہت قیمتی رہے اتنا کاپھی ہے کہ تے نے ہمرا اتنا کھیال کیا۔''

''آپ میرے جذبات سے واقف نہیں شاہ صاحب آپ نے اپنی آمد سے پہلے ہی نیا نگر پر جو احسان کر ڈالا ہے میں اسے کبھی نہ چکا سکوں گا میری

خواہش ہے کہ آپ کو یہاں کوئی تکلیف نہ ہو۔''

''تیری مہربانی ٹھاکر، تے نیا نگر کا راجہ ہی نا رہے بہت بڑا انسان بھی رہے...... انسان راجہ سے بڑا ہوت ہے سوتو ہے تیری ہر کھدمت کر کے ہمیں کھوسی ہوگی اور ہاں میرے مولا کے کرم سے ہمارے پاس سب کچھ موجود رہے پر کوئی جرورت ہوئی تو ہم تو کا بتادیں گے۔''

''ضرور شاہ صاحب''

''اور ہاں ٹھاکر، منڈوا تیار کرلئی ہے پہلا کھیل ہم تو ہار واسطے کریں گے...... تیرے بال بچے اور دوسرے لوگ ہمارے مہمان ہوں گے منڈوا تیار کر کے ہم تو کا دعوت دینے آئیں گے۔''

''بہت بہت شکریہ شاہ صاحب ہم جا رہے ہیں مگر ہمارے چار آدمی آپ کے پاس رہیں گے کسی بھی کام کے لئے کوئی ضرورت ہو تو آپ انہیں حکم دے دیں۔''

''ٹھیک ہے اور ہاں بھائی بھلے، تیرا بڑا ساتھ رہا بھائی مگر روج ملنا ہوگا ہم سے کہیں ڈوب ہی نہ جائیو بھائی...... بڑی جمے واری ہے تیرے اوپر ہماری۔''

''خادم ہوں آپ کا شاہ صاحب...... ذرا انتظامات کرلوں اس کے بعد حاضری دوں گا۔'' بھلا اور جگت سنگھ چلے گئے غلام شاہ تمام کاموں کی نگرانی کرتا رہا اور شام تک یہ لوگ ابتدائی کاموں سے فارغ ہو گئے۔ غلام شاہ نے اکبر شاہ اور سونیا کو طلب کرلیا۔

''ارے بھائی اکبرا...... تیرا کام ہوئی گیا ہیرا، پر یہاں تو بڑی بکٹ کہانیاں پھیلی رہیں...... ایاج تو کا کچھ بتائی رہے؟''

''نہیں شیخا کوئی بات ہی نہیں ہوئی ایاز سے۔'' اکبر شاہ نے جواب دیا۔

''بڑے جھگڑے چلت رہیں ہٹوا ٹھاکرا میں۔'' میں ایک کھبر سنائے رہے ٹھاکر جگت سنگھ کھوسی بھی ہوئی ہے اور پریسانی بھی۔''

''کیا شیخا۔''

''چنک منک یہاں آئے رہے، بڑے کارنامے کرے رہے مگر، پھر گائب ہوئی گئے۔''

''کیا؟'' اکبر شاہ اور سونیا اچھل پڑے غلام شاہ نے اپنے مخصوص انداز میں پوری تفصیل ان دونوں کو سنادی اکبر شاہ اور سونیا انگشت بدنداں رہ گئے تھے۔

''مگر وہ گئے کہاں شیخا؟''

''اغواء کر لئے گئے...... مولا رحم کرے ان پر۔''

''تو بلبیر ابھی یہاں موجود ہے۔'' اکبر شاہ نے پر خیال انداز میں کہا۔

''ہاں بٹوا، ہماری معلومات غلت نا رہی تھیں ہم او کا بارے ماں پتہ لگائی ہے...... بڑا اچا آئے گا اکبرا مگر بٹوا ہوسیار رہنے کی جرورت رہے ہم ای کے بارے ماں کام کریں گے۔''

''کیا شیخا؟''

''ایک بات تو کا بتائیں اکبرا، برا مت مانیو، کبھی کبھی انسان سے جیادہ جناور کام آئے رہیں انسان سے لا پروائی ہو جاتی ہے مگر جناور سسرے سیدھے ہوویں ہیں جو کام انہیں دیدو پورا کریں ہیں...... دن ماں تو سب ٹھیک رہے پر رات کی چوکیداری ہم بندروا کو دے رہیں...... ان کا سمجھائی دیں گے کہ انہیں کا کرنا ہے۔''

''بندروں کو۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''ہاں تماسا دیکھ تے بھی...... کا ہوئی ہے۔'' غلام اکبر شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ایک بات کہنا چاہتا ہوں شیخا؟'' اکبر شاہ نے کہا۔

''کا بٹوا؟''

''تمہارے حکم کے مطابق، ہم نے ہر مشکل خود پر سہہ لی اور کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا...... مگر ظہیرا تمہارا دشمن ہے اور تمہاری زندگی کے لئے خطرناک ہے اگر وہ ہمارے سامنے آیا تو ہم اس پر ہتھیار اٹھانے کے لئے مجبور ہوں گے۔''

''دیکھا جائے گا چوڑیاں ہم بھی نا ہی پہن رکھی ہیں بس جرا جلد باجی نہ کریو۔''

''بھلا صاحب ان دونوں کو گرفتار نہیں کرایا۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''ان کا جاتی معاملہ ہے...... ہم کا ہے ٹانگ اڑائیں بھائی پر ہمار اچنک منک نے ناک بڑھادی ہمار۔ جگت سنگھ ان کی بڑی تعریف کر رہے ہیں ایک بات ہم جرور جانت رہیں او کسی سے مات کھانے وارے نا ہیں...... اب ان کے بارے میں پتہ چل گئی ہے تو بہوت یاد آئے رہیں۔'' غلام شاہ خاموش ہو گیا۔

رات ہو گئی...... سرکس جگمگانے لگا حالانکہ آبادی سے کافی فاصلے پر لگا ہوا تھا مگر نیا نگر کے باسیوں کو اس کے بارے میں معلوم ہو گیا تھا چنانچہ جس کے پاس یہاں آنے تک کے ذرائع تھے وہ یہاں پہنچ گیا تھا اور سرکس کے پاس مجمع لگ گیا تھا۔ لوگ سرکس والوں کے لئے پھلوں وغیرہ کے تحفے لائے تھے رات گئے تک خوب رونق رہی اور جب آخری آدمی بھی چلا گیا تو جنریٹر بند کر دیے گئے۔

شیخا بندروں کے کٹہرے کے پاس ان سے مذاکرات کر رہا تھا اس وقت سونیا بھی اس کے پاس تھی...... ابھی تھوڑی دیر پہلے آئی تھی اور اس نے شیخا کو مصروف دیکھا تھا۔ پھر غلام شاہ نے دونوں ہاتھی کھول دیئے۔ دو بڑے بندر ہاتھیوں پر سوار ہو گئے اور ہاتھی چل پڑے خود سرکس والوں کے لئے بھی یہ کھیل نیا تھا اور آرام کے وقت کے باوجود وہ باہر نکل آئے تھے۔ بندروں نے مورچے سنبھال لئے وہ آزاد پھر رہے تھے۔ کچھ تنبو کے سب سے اوپری سے پہنچ گئے تھے کچھ کو سیٹیاں دے دی گئی تھیں اور وہ سیٹیوں میں پھونک مار مار کر انہیں بجائے جا رہے تھے۔

''ارے او حرام کھورو...... بلا بجہ کا ہے بجا رہے ہو سیٹیاں مار کھاؤ گے کا خطرے کے وقت بجائی رہے۔'' اور سیٹیاں حیرت انگیز طور پر خاموش ہو گئیں۔ اس کے بعد کوئی سیٹی نہ بجی تھی۔ ''پھوج رہے یہ ہماری جاؤ تم سب آرام سے سوئی جاؤ۔'' غلام شاہ نے کہا ہاتھی لمبے گشت پر نکل گئے تھے بندر چاروں طرف کودتے پھر رہے تھے۔ اکبر شاہ نے گردن جھٹکی اور ایاز سے باتیں کرتا ہوا خیمے کی طرف نکل پڑا۔

''ملیرا کے بارے میں جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ خطرناک ہے ایاز، یہ علاقہ اس کا ہے اور ہم اس سے اجنبی ہیں اس لئے اس سے ہوشیار رہنا ضروری ہے شیخا کی فطرت میں ایک معصومیت ہے وہ چھوٹی حرکتیں کر کے خوش ہو جاتا ہے۔ اب یہ بندروں کا معاملہ ہی لے لو۔''

''ہاں ہمیں ہوشیار رہنا ہوگا۔''

''ایاز تمام لوگوں کو خفیہ طور پر ہوشیار کر دو یہ ذمہ داری ہماری ہے اگر شیخا کو کچھ ہو گیا تو...... تم جانتے ہو کیا ہو جائے گا۔''

''اطمینان رکھو ہم ہوشیار رہیں گے اکبر بھیا۔'' رات پرسکون گزری تھی ساری آرمی رات کے گشت کے بعد اپنے ٹھکانوں میں آ گئی تھی معمولات کا آغاز ہو گیا تھا۔ دن گزر گیا بھلا صاحب اور جگت سنگھ کی طرف سے کوئی نہیں آیا تھا...... دوپہر ڈھلنے لگی...... جھولے وغیرہ سب درست ہو چکے تھے اور لوگ آرام کر رہے تھے کہ باہر سے کچھ چیخیں سنائی دیں اور اکبر شاہ چونک پڑا وہ برق رفتاری سے اپنی جگہ سے اٹھا اور تڑپ کر نیچے رکھی رائفل اٹھا کر باہر نکل آیا۔ سرکس کے سامنے دوسرے حصے میں کچھ لوگ چیخ رہے تھے۔ اکبر شاہ نے اسی طرف چھلانگ لگا دی سامنے سے اس نے سرکس کے بہت سے لوگوں کو دوڑتے ہوئے دیکھا تھا وہ رائفل سیدھی کر کے سامنے دیکھنے لگا اور پھر اس نے بھی وہ دیکھ لیا جو دوسرے لوگوں نے دیکھا تھا...... اس کی بینائی بھی بہت تیز تھی اور اس نے بھی پہچان لیا تھا وہ چنکو اور منکو ہی تھے اکبر شاہ انہیں دیکھ کر دنگ رہ گیا وہ اس کے بھی بچپن کے ساتھی تھے اور ان کی جدائی نے اسے بھی افسردہ کر دیا تھا لیکن مجبوری تھی۔ چنکو منکو کی طرف دوڑ کر جانے والوں نے انہیں گود میں اٹھا لیا۔ وہ سب بے حد مسرور تھے اسی وقت عقب سے غلام شاہ کی آواز سنائی دی۔

''کا ہے سوچ رہا ہے اکبرا؟''

''شیگا، چنکو منکو۔'' اکبر شاہ نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔
''کہاں رے کدھر...... ارے آئی گئے۔'' آئی گئے رے سیر کے بچے...... ہاہا...... ارے چنک منک رے دوڑ آئی ہٹوا...... آئی جاؤ رے۔'' غلام شاہ بے اختیار ہو کر چیخا اور وہیل چیئر اسی طرف دوڑانے لگا۔ چنکو منکو آگے بڑھ کر اس سے لپٹ گئے تھے اور غلام شاہ نے انہیں سینے سے بھینچ لیا تھا تمام لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے۔ غلام شاہ بالکل خاموش تھا...... سرکس کی طرف سے لوگ مسلسل دوڑے آ رہے تھے سونیا بھی وہاں پہنچ گئی تھی۔ چنکو نے کہا۔
''شیگا کچھ اور لوگ بھی ہیں ہمارے ساتھ، زخمی اور خستہ حال، بہت مشکل سفر طے کر کے ہم یہاں پہنچے ہیں۔ ہماری حالت تو بہتر ہے لیکن ان کی مدد کرنا ضروری ہے خدا کے لئے گاڑیاں بھجوا دیں تاکہ وہ یہاں منتقل ہو جائیں۔''
''ارے اوئی ایا جے گاریاں بھجوائی دے ہٹوا آرام سے انہیں لئی آ۔ آؤ چنک منک بہوت پریسان کر مارا تم نے حرام کھور وہمکا آ ورے آؤ۔'' غلام شاہ واپس پلٹ پڑا اور پھر وہ غلام شاہ کے خیمے میں آ گئے۔ چنکو نے غلام شاہ سے کہا۔
''یہ ٹھاکر جگت سنگھ کا علاقہ ہے نا۔''
''ہاں ہٹوا بڑا بڑھیا رہے جگت سنگھ بڑی عجت دی ہے اس نے ہمیں۔''
''ہم خود بھی اس کے ساتھ رہ چکے ہیں شیگا بڑی لمبی کہانی ہے ہماری۔''
''جانت رہیں ہم ہٹوا ساری کہانی معلوم ہے ہمکا سب سنائی دے رہے جگت سنگھ ہمیں پر حرام کھور تم سیکھا کو بتائے بگیر جاسوسی کرنے کا ہے چل پڑے تھے۔''
''بس شیگا غلطی ہو گئی مگر جو عذاب بھگتا ہے ہم نے ہمارا دل جانتا ہے موت سے آنکھ مچولی کھیلتے رہے ہیں ہم لوگ۔'' چنکو نے کہا۔
''ارے تے بھی نا سمجھائی رہے ای کا منکو، تے تو سمجھدار تھا رے۔''
''شیگا اس نے مجھے بھی چکر دے رکھا تھا کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دینا چاہتا تھا یہ سدھیا کے لئے۔''
''کو کے لئے......؟'' غلام شاہ نے کہا۔
''سدھیا سے محبت کرتا ہے یہ اس سے شادی کرنا چاہتا ہے بس اس پر یہ دھن سوار تھی کہ کوئی بڑا کارنامہ انجام دے کر بڑا مقام حاصل کرے۔''
''ایں۔'' غلام شاہ کا منہ حیرت سے کھل گیا چنکو کے حواس گم ہو گئے تھے۔ بڑا راز منکو نے ایسے کھول دے گا اسے امید نہ تھی شیگا احمقوں کی طرح منہ کھولے اسے دیکھتا رہا سونیا منہ بند کر کے ہنس پڑی تھی اکبر شاہ بھی مسکرائے بغیر نہ رہ سکا تھا۔ غلام شاہ چند لمحات سکتے میں رہا پھر اس کی ہنسی کھل گئی اس

کے بعد وہ حلق پھاڑ پھاڑ کر قہقہے لگانے لگا۔ ''ارے بے غیرت ارے حرام کھور ارے اوئی حرام کھور۔'' سب لوگ ہنس رہے تھے پھر غلام شاہ نے کہا۔

''مگر تمہیں کون اٹھائی لے گیا تھا رے۔''

''بہت سے انکشافات سنے ہیں ہم نے شیتا بلبیر سنگھ لے گیا تھا ہمیں بڑی لمبی کہانی ہے پوری تفصیل سے سنانی ہوگی۔ یوں سمجھو شیتا کہ ہم نے بلبیر سنگھ کو تگنی کا ناچ نچا دیا ہے۔''

''ہاں اے ٹھاکر کا بھی اے ای کھیال رہے پر ہؤا جن لوگاں کے لئے تے نے گاڑی بھجوائی ہے کون رہیں......؟''

''نیا نگر کے وہ مظلوم لوگ جنہیں ہم نے راون سنگھ کی قید سے رہائی دلوائی ہے جو کارنامے ہم نے انجام دیئے ہیں شیتا وہ لوگ تمہیں ان کے بارے میں بتائیں گے وہ فریاد لے کر جگت سنگھ کے پاس آنا چاہتے تھے بہت سے تھے بیچارے لیکن راستے میں سب مارے گئے صرف چند زندہ بچ سکے ہیں ہم نے انہیں بلبیر سنگھ کے قید خانے سے نکلوایا ہے شیتا ارے ہاں شیتا آپ شارق کو جانتے ہیں۔'' چنکو نے پوچھا غلام شاہ ایک بار پھر اچھل پڑا تھا اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے تھے اکبر شاہ نے کہا۔

''وہ تم لوگوں کے سامنے تو یہاں نہیں آیا تھا؟''

''یہاں تو نہیں آیا تھا لیکن اس وقت وہ ہمارے ساتھ ہے شیتا تم اس کے بارے میں سنو گے تو حیران رہ جاؤ گے ایک ایسا موقع آ گیا تھا جب ہم سب بے بس ہو گئے اور موت ہم سے دور نہ تھی شارق کی وجہ سے ہم سب لوگ بچ گئے...... ورنہ......''

''اکبر شاہ دیکھ رے آئی گئی وہ لوگ کا ارے اے ای سسر پھر آ گیا آ ذرے بعد ماں باتیں کریں گے آ......!'' شیتا کے چہرے سے دبی دبی خوشی کا اظہار ہو رہا تھا وہ بے اختیار کرسی دھکیلتا ہوا باہر نکل آیا سونیا وہیں خاموش کھڑی رہی باقی سب باہر نکل گئے پھر انہوں نے اجے پال وغیرہ کو نیچے آتے ہوئے دیکھا شیتا کی نظریں شارق کو تلاش کر رہی تھیں لیکن وہ اسے نظر نہ آیا۔

''کدھر ہے رے او......! غلام شاہ نے بے چینی سے پوچھا۔

''نظر نہیں آ رہا۔'' چنکو نے کہا اور پھر اس نے اجے پال سے شارق کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا۔

''عجیب آدمی تھا واپس چلا گیا میں نے بہت روکا مگر وہ نہ مانا کہنے لگا پھر کہیں ملاقات ہوگی میں سمجھتا ہوں اس نے واپس جا کر اپنی زندگی خطرے میں ڈال دی ہے۔''

اکبر شاہ نے غلام شاہ کا چہرہ ایک دم پھیکا پڑتے ہوئے دیکھا۔ چنکو منکو کی واپسی نے اسے یقیناً خوش کیا تھا لیکن شارق کا نام سن کر غلام شاہ کو جو خوشی

ہوئی تھی۔ وہ بھی کم نہ تھی اس نے بڑے مسرور لہجے میں کہا تھا...... ''ارے پھر آ گیا او سر'' اور اس کے بعد وہ اس سے ملنے کے لئے بے چین ہو گیا تھا۔ مگر اجے پال کے الفاظ نے اسے اداس کر دیا تھا۔ مگر صرف ایک لمحہ، دوسرے لمحے وہ خود کو سنبھال کر بولا۔

''ارے کا ہے کھڑے ہو بھائی ایسے۔ ارے اندر لے چلوان لوگاں کو اکبرا، بے چارے سب کے سب برے حال رہیں۔ تم لوگ بالکل فکر نہ کرو جو چیز تمکا چاہئے پھورا بول دو۔ جاؤرے سارے بندوبست کروان کے لئے جگہ کھالی کرادوان کے آرام کے لئے۔''

''آپ لوگ آیئے۔'' اکبر شاہ نے کہا اور اجے پال اپنے آدمیوں کے ساتھ اکبر شاہ کے ہمراہ چل پڑا۔ اکبر شاہ نے چند قدم آگے چل کر پوچھا۔

''وہ کتنی دیر پہلے آپ کے پاس سے گیا؟''

''کون...... شارق صاحب؟''

''ہاں!''

''جب چنکو منکو اس طرف دوڑے اور کچھ دور نکل آئے تو اس نے مسکراتے ہوئے مجھ سے کہا کہ مبارک ہو ٹھاکر اجے پال تم اپنی منزل پر پہنچ گئے یہ غلام شاہ کا سرکس ہے اور غلام شاہ فرشتہ صفت انسان ہے وہ تمہاری ہر طرح مدد کرے گا اب میں چلتا ہوں۔ میں نے حیرت سے پوچھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے تو اس نے کہا کہ اس کا جہاں اور ہے لیکن دنیا گول ہے کہیں نہ کہیں دوبارہ ملاقات ہو جائے گی۔ ہم نے بہت روکا اسے مگر بولا کہ اس کا جانا ضروری ہے۔''

''ایاز!'' اکبر شاہ نے سامنے موجود ایاز کو پکارا۔

''جی اکبر بھیا......؟''

''جتنی جلدی ممکن ہو سکے چند گھوڑے لے کر اس طرف چلے جاؤ اور شارق کو تلاش کرو اگر نظر آ جائے تو ہر قیمت پر اسے لانا ہے چاہے اس کے لئے تمہیں سختی ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔'' ایاز کوئی دوسرا سوال کئے بغیر دوڑ گیا تھا۔

''دوسری طرف غلام شاہ چنکو اور منکو کو لے کر اپنے خیمے میں آ گیا۔ سونیا وہاں موجود تھی...... ! ہارے حرام کھورو...... تم لوگوں نے کھوب جاسوسی کر ڈالی۔ گت بن گئی ہوسی سسرو اسکل سے لگ رہا ہے۔''

''ہاں شیخا، برا حال ہے ہمارا۔ اگر آپ اجازت دیں تو نہا کر لباس بدل لیں سوئی ہمارے کپڑے تو ہوں گے......؟''

''کیوں نہیں، تمہارا خیمہ بھی باقاعدہ لگتا ہے۔ تمہارا سامان وہیں ہے۔'' سونیا نے جواب دیا اور چنکو منکو دروازے کی طرف چل پڑے۔

''اٹھو رے۔ تیار ہو کر ادھر ہی آ جاؤ۔ چا بنوائی رہے تمہارے لئے ساتھ ہی پئیں گے۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''آ رہے ہیں شیخا۔'' منکو نے کہا اور دونوں باہر نکل گئے۔

''او بھی آئے رہے ان کے ساتھ، سارک کی کہت رہیں، پر او واپس چلی گئے۔ ارے کا ہے رکتا بھائی انسان کا بچہ کتنا بے گیرت ہوسکت ہے جیادہ سے جیادہ۔ کا تا بولت او کا ہم۔ اے ہو کہدئی کہ مہمت کی روٹیاں اس سے جیادہ نا ملت رہیں۔ لاکھ روپے کا ہیرا دے گیا دو روٹیوں کے بدلے۔ واہ بھئی بڑا منافع کمالئی ہم تو۔''

''چائے بنواؤں شیخا۔'' سونیا نے کہا۔

''بنوالے بیٹا۔'' شیخا بھاری لہجے میں بولا اور سونیا خاموشی سے باہر نکل گئی۔ چنکو منکو تھوڑی دیر کے بعد آ گئے سونیا بھی خیمے میں واپس آ گئی۔ اسی وقت اکبر شاہ بھی اندر آ گیا۔

''ان لوگوں کے لئے پورے آرام کا بندوبست کرلیا ہے شیخا۔ کھانا، کپڑے، لباس سب کچھ مہیا کر دیا ہے ان کے لئے۔''

''بیٹھ جا اکبرا۔ چا پی لے بنوا۔'' غلام شاہ نے کہا اور اکبر شاہ بھی بیٹھ گیا۔ ''ہاں رے اب بولو تمہارے ساتھ کا رہی ہے۔'' چنکو منکو شروع سے ساری کہانی سنانے لگے پھر انہوں نے کہا۔

''اور پھر شارق نے ہمیں آزاد کرالیا۔ اس وقت ہم بالکل مایوس ہو گئے تھے شیخا اور ہمارے بچنے کی کوئی اُمید نہیں رہی تھی مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ شارق چلا کیوں گیا۔ ہر طرف خطرہ ہے شیخا اسے کوئی نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔''

''بڑا برا حال ہے بھائی یہاں تو، میلہ سسر کا گی ہے۔ ویسے اے تو اچھی کھبر سنائی ہے ہمار یار بلبیرا یہاں رہے اور اسے ہمارے آنے کی کھبر بھی ہے اکبر ہوسیار......!'' غلام شاہ نے کہا۔

''یہ خبر تو جگت سنگھ بھی دے چکا ہے شیخا، میں نے بلبیرا کے استقبال کی ساری تیاریاں کرلی ہیں۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''ہاں بھائی جرا ہوسیاری جروری ہے۔'' غلام شاہ بولا۔

''شیخا میں نے ایاز کو دوسرے چند لوگوں کے ساتھ پہاڑوں میں بھیج دیا ہے وہ لوگ شارق کو تلاش کرنے گئے ہیں۔'' غلام شاہ نے عجیب سی نظروں سے اکبر شاہ کو دیکھا اور پھر چنکو سے بولا۔''

''ہاں اے حرام کھور سدھیا سے سادی کرنا چاہے ہے تے۔ ارے کا ہے تیری سامت آئے رہے ارے تو حرام کھور او کی ٹانگ برابر رہے۔''

''شیخا میں، اوں، اوں۔'' چنگو بچوں کی طرح غلام شاہ سے لپٹ گیا اور غلام شاہ پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔

''ارے بھائی، او تیار ہو جائی ہے کا، اری او سوئی جرابات کرلئی ہے او سے او کا کہت ہے۔ جاؤ رے آرام کرو۔ ارے ہاں بھائی اکبرا جرا کسی کو بھیج جگت سنگھ کے پاس او کو بتائی ہے کہ او کے مہمان آئے رہیں۔''

''جی شیخا......! اکبر شاہ نے کہا۔

''جاؤ بچو، آرام کرو سب......!'' غلام شاہ نے کہا اور سب باہر نکل آئے۔

❀❀❀

بھلا صاحب نے ٹھاکر جگت سنگھ کو جونسن اور پیٹر کے نکل بھاگنے کے بارے میں بتایا اور ٹھاکر حیران رہ گیا۔ اس نے حیرت سے کہا۔

''مگر کب، کیسے؟''

''پتہ نہیں، وہ اپنے سامان کے ساتھ غائب ہیں۔''

''دوسرے لوگوں کے ساتھ یہیں آئے تھے۔''

''ہاں میرے آدمی یہی بتاتے ہیں مگر اب وہ موجود نہیں ہیں۔''

''میں پہلے ان کی تلاش کراتا ہوں بھلا جی۔ اس کے بعد ہم باتیں کریں گے۔'' ٹھاکر نے کہا اور بھلا صاحب نے گردن ہلا دی۔ ٹھاکر جگت سنگھ کئی گھنٹے کے بعد آیا تھا۔ اس نے پہلے بھلا صاحب سے خیریت پوچھی۔

''میں تو ٹھیک ہوں، ان کے بارے میں بتایئے۔''

''ابھی تک کچھ نہیں ہو سکا مجھے شبہ ہے کہ کسی طرح ان کا رابطہ راون سنگھ سے رہا ہے اور پھر کسی شک کا شکار ہو کر وہ نکل بھاگے ہیں۔ مگر ان کی مدد کے لئے راون سنگھ کے آدمی یہاں موجود نہیں رہے ہیں اور انہوں نے خود ہی یہ کوشش کی ہے تو شاید نکلنا ان کے لئے آسان نہ ہو، کیونکہ میں نے ان تمام راستوں پر آدمی دوڑا دیئے ہیں جہاں سے وہ نکل سکتے ہیں۔ بیاولی پار کرنے کی کوشش کی اگر انہوں نے تو پھر انہیں مردہ ہی سمجھو۔''

''جگت، میں بہت شرمندہ ہوں۔'' بھلا صاحب نے کہا۔

''مجھے خدشہ تھا کہ تم اس طرح سوچو گے۔ بھلا تم میرے دوست ہو اور مجھے تمہاری دوستی پر اعتماد ہے۔ بھگوان کے لئے اس طرح سوچ کر میرے اس اعتماد کی توہین نہ کرنا!''

''ایک بات کہوں بھلا صاحب۔'' اچانک کنور جیت نے اس گفتگو میں مداخلت کی اور دونوں چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ ''پانچ ایسے آدمی میری نگاہ میں ہیں جنہیں میں نے اس دوران خصوصی طور پر جونسن اور پیٹر کے ساتھ دیکھا ہے ان کے درمیان کوئی بات ضرور ہے کیونکہ میری چھٹی حس بتاتی ہے کہ وہ ضرور ان کے ساتھی ہیں۔''

''اوہ! ان کی نشاندہی کر سکتے ہو کنور۔'' بھلا صاحب نے کہا۔

''سو فیصدی کر سکتا ہوں۔'' کنور نے کہا۔

''ٹھاکر صاحب براہ کرم میری مدد کریں۔ بات صرف آپ کی نہیں ہے۔ میں خود بھی اپنے درمیان خطرناک لوگوں کو نہیں چاہتا میری زندگی بھر کی شہرت اور عزت خاک میں مل جائے گی۔''

''بتاؤ بھلا کیا کرنا ہے......؟'' ٹھاکر نے کہا۔

''کنور کی نشاندہی پر میں انہیں گرفتار کرنا چاہتا ہوں تاکہ ان سے معلومات حاصل کرسکوں۔''

ٹھیک ہے بھلا، میں تمہیں آدمی بتائے دیتا ہوں۔''

ٹھاکر نے کہا پھر کنور نے ان پانچوں کی نشاندہی کی تھی اور بھلا صاحب کے اشارے پر ٹھاکر کے آدمیوں نے انہیں گرفتار کرلیا۔ وہ خود بھی پریشان نظر آرہے تھے اور ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ بھلا صاحب ان حالات کے تحت بہت جھلائے ہوئے تھے، انہوں نے ان پانچوں کو الٹا لٹکا دیا۔

''تمہیں موت سے کوئی نہ بچا سکے گا سمجھے۔ زندگی کے کچھ امکانات صرف اس شکل میں ہیں کہ تم سب کچھ سچ سچ بتا دو۔ جگن تم میرے بہت پرانے آدمی ہو، اس سازش میں شریک ہوتے ہوئے تمہیں شرم نہ آئی۔''

''مگر بھلا صاحب، ہمارا قصور کیا ہے......؟'' جگن نے کہا۔

''اسلحے کی اسمگلنگ، جونسن اور پیٹر کے ساتھ۔''

''یہ جھوٹ ہے بھلا صاحب۔ میں، میں...... آپ کو کسی نے......؟''

''موت جگن صرف موت، میں نے زندگی میں کسی کو نقصان نہیں پہنچایا مگر بھگوان کی سوگند میں تمہیں مار دوں گا...... جان سے مار دوں گا جگن۔''

''معاف کردیں بھلا صاحب، معاف کردیں، غلطی ہوگئی تھی۔'' جگن سہم گیا۔

''جگن میں تم سے وعدہ کرتا ہوں، میں تم سب سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں مرنے نہ دوں گا جو حقیقت ہے صاف صاف بتا دو۔'' ٹھاکر جگت سنگھ نے کہا۔

''ہم دولت کے لالچ میں آ گئے تھے ٹھاکر صاحب، وہ دونوں خطرناک آدمی تھے۔ انہوں نے ہمیں قیمتی تحائف دے کر دوست بنایا تھا۔ وہ قتل بھی کر سکتے تھے انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں اس سفر سے واپسی پر اتنا مل جائے گا کہ ہم زندگی بھر عیش کریں گے۔''

''پوری تفصیل بتاؤ جگن پوری تفصیل بتاؤ۔''

''وہ بڑی احتیاط سے اپنے ساتھ اسلحہ لائے تھے۔ یہ اسلحہ ٹرکوں سے آیا تھا اور صرف ہم پانچ آدمی اس سے واقف تھے، ہم نے اسے بڑی احتیاط سے دوسرے سامان کے ساتھ چھپایا تھا، پھر دونوں نے ہماری گفتگو سن لی مگر وہ نکل گئے۔ اسلحہ ہم لوگ احتیاط سے لے آئے اور جن لوگوں نے وہ اسلحہ منگوایا تھا ان کے حوالے کر دیا۔''

''کس طرح......؟'' ٹھاکر نے پوچھا۔

''کشتی کے ذریعے۔''

''معاوضہ کتنا ملا تھا......؟''

''لاکھوں روپے طے ہوئے تھے جو سونے کی شکل میں ملنے تھے۔''

''ملے نہیں......؟''

''پہلے سے یہ بات طے تھی کہ یہ سونا یہاں سے یونٹ کی واپسی پر ملے گا۔''

''جن لوگوں نے اسلحہ منگوایا تھا وہ دوبارہ تم سے ملے......؟''

''یہ نہیں معلوم......شاید وہ دوبارہ نہیں آئے کیونکہ پہرہ سخت ہو گیا تھا۔''

''یہ چاروں بھی ان کے ساتھ تھے......؟'' بھلا صاحب نے لٹکے ہوئے آدمیوں کے بارے میں پوچھا۔

''ہاں......!''

''اور کون تھا......؟''

''بس ہم کل سات تھے، پانچ ہم اور دو وہ۔''

''تمہیں معلوم ہے جونسن اور پیٹر کہاں گئے......؟''

''بھگوان کی سوگند ہمارے فرشتوں کو بھی نہیں معلوم۔'' جگن نے جواب دیا......!

بھلا گہری گہری سانسیں لینے لگا تھا۔ ٹھاکر جگت سنگھ نے انہیں اتروا لیا۔ پھر اس نے کہا۔ ''میں انہیں بند کرائے دیتا ہوں بھلا صاحب میں ان کے بارے میں فیصلہ کریں گے۔''

''جی!'' بھلا نے کہا اور ٹھاکر اس بارے میں کارروائی کرنے لگا۔ بھلا صاحب کنور کے ساتھ باہر آ گئے تھے۔ ''بہت برا ہوا ہے کنور، بہت برا ہوا ہے، میں تو بڑی بے عزتی محسوس کر رہا ہوں۔''

''مگر اس میں ہمارا کیا قصور ہے بھلا صاحب، وہ جرائم پیشہ تھے ہم دھوکہ کھا گئے ہم خود تو مجرم نہیں ہیں اور پھر یہ بھی بہتر ہوا ہے کہ اسلحہ جگت سنگھ کے ہاتھ لگ گیا آپ بلاوجہ پریشان ہو رہے ہیں اور پھر ان پانچ آدمیوں نے تو ہماری پوزیشن بالکل صاف کر دی۔''

''تم نے واقعی شاندار کارنامہ سرانجام دیا ہے کنور، ورنہ میرے تو فرشتوں کو بھی اس کا علم نہ ہوتا کہ یہ جونسن اور پیٹر کے ساتھی ہیں۔''

''کنور سے آپ کو فائدہ ہی حاصل ہو سکتا ہے بھلا صاحب، نقصان نہیں۔''

وقت گزرتا رہا، راجکماری جی کی اداسی برقرار تھی۔ وہ ہر وقت ٹھنڈی آہیں بھرتی رہتی تھیں اور سب کو ان کے عشق کا علم ہو چکا تھا۔ پھر اس وقت بھلا صاحب شرمیلا جی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جب جگت سنگھ کے آدمی ان کے پاس پہنچے۔

''ٹھاکر صاحب سرکس جا رہے ہیں، وہاں سے بلاوا آیا ہے آپ کو بھی لے جانا چاہتے ہیں وہ۔''

''اوہ اچھا کہاں ہیں وہ......؟''

''باہر موجود ہیں۔''

''میں ابھی آتا ہوں۔'' بھلا صاحب نے کہا۔ شرمیلا کو سمجھا بجھا کر وہ باہر نکل آئے ٹھاکر ایک گاڑی میں ان کا انتظار کر رہا تھا کنور جیت بھی اس کے پاس موجود تھا۔ ٹھاکر نے کہا۔

''معاف کیجئے بھلا صاحب غلام شاہ کے دو آدمی آئے تھے کوئی خاص بات ہے اس نے ہمیں بلایا ہے۔ اگر آپ پسند کریں تو چلیں۔''

''ضرور، میں خود بھی غلام شاہ کے پاس جانے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔'' بھلا صاحب گاڑی میں بیٹھ گئے اور گاڑی چل پڑی۔ راستے میں باتیں ہوتی رہیں اور کچھ دیر کے بعد وہ سرکس کے پاس پہنچ گئے جہاں غلام شاہ نے ان کا استقبال کیا تھا۔

''آؤ ٹھاکر جی، آؤ بھائی بھلے کیسی گزر رہی ہے......؟'' غلام شاہ نے کہا۔

''ٹھیک ہیں شاہ صاحب...... آپ سنائیے۔''

''بچے ماں بھیا، بہت بڑھیا جگہ رہے، ہمارا منڈوا لگ گئی ہے بڑی جلدی تو کا دعوت دی ہے۔ بڑا کام ہوئی گیا ہمارا یہاں آ کر چنک منک مل گئی ہمارا رے اوئی چنک منک، آ جاؤ رے۔'' غلام شاہ نے آواز لگائی۔ جگت سنگھ اچھل پڑا تھا۔

''چنکو منکو مل گئے......؟'' اس نے مسرور لہجے میں کہا۔ اتنی دیر میں چنکو منکو آ گئے تھے۔ ٹھاکر نے بے اختیار انہیں گلے لگا لیا۔ بھلا صاحب اور کنور بھی دلچسپی سے انہیں دیکھ رہے تھے جن کا بڑا نام سن چکے تھے۔

''کہاں چلے گئے تھے تم لوگ...... کیا ہوا تھا تمہیں......؟ جگت سنگھ نے پوچھا۔

''تو ہار سامان لینے گئے تھے سو لے آئے۔ آؤ اندر چل کر باتیں ہوئی ہے۔'' غلام شاہ نے کہا۔ وہ انہیں سرکس کے تنبو میں لے گیا تھا جہاں انتظام کیا گیا تھا۔ جگت سنگھ چنکو منکو کے بارے میں جاننا چاہتا تھا۔ اندر چل کر اس نے پھر وہی سوال کیا تھا چنکو منکو انہیں اپنا احوال سنانے لگے۔ انہوں نے بلبیر سنگھ کے بارے میں تفصیل بتائی۔ پھر اس قید خانے کے بارے میں بتایا۔ کرن سنگھ اور اجے پال کے بارے میں بتایا دھابے رام کے بارے میں بتایا تو ٹھاکر اچھل پڑا۔

''اوہ پنڈت دھابے رام جی......؟ ناڑہ کے بڑے مندر کے پجاری......؟''

''جی ٹھاکر صاحب۔'' منکو نے پوری داستان سناتے ہوئے کہا۔ اس نے حملے وغیرہ کی تفصیل بتائی اور پھر وہاں سے فرار کا قصہ دھابے رام اور کرن سنگھ کی موت کی کہانی سنائی اور جگت سنگھ سخت غمزدہ ہو گیا۔ اجے پال سنگھ کے بارے میں سن کر وہ بے چینی سے بولا۔

''کہاں ہیں وہ لوگ......؟''

''بلائیں ان کا......؟''

''میں خود چلتا ہوں ان کے پاس وہ کہاں ہیں......؟''

''ادھر ہی بلائے لیتے ہیں۔'' غلام شاہ نے کہا اور ایاز انہیں لے کر اندر آ گیا۔ جگت سنگھ نے انہیں دیکھا اور آگے بڑھا تو اجے پال نے کہا۔

''ہم تمہارے پاؤں چھوتے ٹھاکر، تمہارے چرنوں میں جھک جاتے مگر تم اس قابل نہیں ہو، تم نے اپنے بھتیجوں کے ساتھ انصاف کر کے نیا نگر کے لاکھوں باسیوں کے ساتھ ظلم کیا ہے...... تم تو اچھے بن گئے لیکن ان کا حساب تمہارے ذمے ہے جو تمہارے اس انصاف سے مارے گئے۔ موت ہمیں بھی آئی ہے ٹھاکر مگر ہم بڑے ظالم کے ہاتھوں مرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں تم مارو ٹھاکر تاکہ خوشی ہو ہمیں، ہم تمہارے ہاتھوں قتل ہونے آئے ہیں۔''

''میرا دوش نہیں ہے اجے پال، تم سب ایک آواز تھے، تم کہہ رہے تھے کہ ٹھاکر نے اپنے بھتیجوں کا حق مار لیا۔ جے جے کار کر رہے تھے تم ان دونوں

کی، حملے کر رہے تھے چپ چپ کر ان کے حق کے لئے بھول گئے کیا...... مجبور ہو کر میں نے یہ سب کچھ کیا مجھے برا کہنے سے پہلے ان حالات کے بارے میں تو معلوم کر لو جن کی وجہ سے میں نے یہ فیصلہ کیا۔ میں جانتا تھا کہ یہ سب ہو گا۔ میں جانتا تھا۔ میں نے بیس دن سرحدیں کھلی رکھی تھیں کہا تھا تم سب سے کہ جو ادھر آنا چاہے آ جائے۔ بولو منع کیا تھا میں نے۔''

''ہم بے موت مارے گئے ہیں ٹھاکر، ہم بے موت مارے جا رہے ہیں۔ سورج گڑھ، تارہ، ہریا پور، چکرالیا جہاں دیکھو موت ہی موت ہے ہمارے لئے۔ ہمارے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے پہننے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ ہر چیز حکومت کی ملکیت بن گئی ہے عوام کے لئے فاقوں اور موت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ہم مر رہے ہیں ٹھاکر ہمیں بچاؤ مدد کرو ہماری۔''

ٹھاکر جگت سنگھ کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ اس نے غیظ کے عالم میں کہا۔ ''کچھ نہیں کر سکتا میں تمہارے لئے، اس وقت تک کچھ نہیں کروں گا جب تک تم نیا نگر کے گلی کوچوں میں جا جا کر خود یہ نہ کہو گے کہ ہم سے بھول ہوئی۔ ہم نے بھول کی تھی۔ جاؤ نیا نگر کے سارے بڑوں کو لے کر میرے پاس آؤ جو کہتے تھے کہ بن باپ کے بچوں کا حق مار کر کیا چتا میں اپنے ساتھ جلاؤ گے ٹھاکر...... انہیں ان کا حق دے دو، میں نے تو حق دیا تھا جو چیز میں نے دے دی پھر اس پر نظر کیوں کرتا۔''

''ہمیں اجازت دو ٹھاکر ہم فریاد کریں گے۔ نیا نگر کے گلی کوچوں میں جا کر لاکھوں انسانوں کی زندگی کی بھیک مانگیں گے۔'' اجے پال روتا ہوا بولا اور ٹھاکر کی آنکھوں سے بھی آنسو نکل پڑے۔ اس نے گلوگیر لہجے میں کہا۔

''دوش میرا نہیں تھا اجے پال سنگھ...... تم لوگ مجھے بے ایمان سمجھنے لگے تھے۔ میں کیا کرتا......؟'' پھر اس نے غلام شاہ سے کہا۔ ''شاہ جی تمہارا شکریہ، چنکو منکو تمہارا شکریہ اتنا کیا ہے تم نے میرے لئے کہ...... کہ...... پونم سنگھ انہیں لے جاؤ اپنے ساتھ، ان کی دیکھ بھال کرو، چنتا مت کر اجے پال ان کتوں کو کتوں کی موت ہی ماروں گا بھگوان کی سوگند، کتوں سے برا ماروں گا انہیں، پونم تیاریاں کرو......!''

''میں جا رہا ہوں مہاراج انہیں لے جانے کے لئے گاڑیاں لے آؤں۔''

''گاڑیاں یہاں سے لئے جاؤ ہٹوا۔ بعد میں آ جئی ہیں۔ اکبرا گاڑیاں تیار کرائے دو۔'' جگت سنگھ اجے پال وغیرہ کے ساتھ چلا گیا تھا بھلا صاحب اور کنور صاحب رک گئے تھے۔ ''بڑے جور کے معاملے ہیں بھائی بھلے یہاں تو لگے ہے اس بار میلہ ویلا بھی نا ہوئی ہے۔''

''ہاں شاہ صاحب آپ کا تو بڑا نقصان ہوگا۔'' بھلا نے کہا۔

''ارے نا ہٹوا۔ مولا نے بہت کچھ دے رہے دس پانچ سال بیٹھ کر کھا سکت ہمیں اس کی پروا نا ہوں۔ بس یہاں کی بات کرے ہیں۔'''' ہمارے

''مجھے بھی تمہارے لئے جان کی بازی ہی لگانی پڑ رہی ہے اس وقت بھلا صاحب اور ٹھاکر جگت سنگھ تمہاری تلاش میں زمین و آسمان ایک کئے ہوئے ہیں۔ اگر کسی کو یہ پتہ چل جائے کہ میں تمہارا ساتھ دے رہا ہوں تو یوں سمجھ لو کہ ہم سے پہلے مجھے ختم کر دیا جائے گا۔ بھلا جی تو شاید میرے ساتھ کچھ رعایت کر دیں لیکن ٹھاکر جگت سنگھ۔''

''ہم جانتے ہیں کنور جی۔''

''دیکھو، کوئی بھی لمحہ ایسا آ سکتا ہے کہ میں تمہیں یہاں سے نکال دوں، میں صورت حال کا جائزہ لے رہا ہوں اور جیسے ہی موقع ملا، میں تمہیں یہاں سے نکال لے جاؤں گا جو کچھ میں کہوں اس سے ذرا سا بھی مختلف کیا تو سمجھ لو کتے کی موت مارے جاؤ گے۔''

''ہمارا کوئی دماغ خراب ہے کنور جی۔''

''بیاولی ندی عبور کر کے دوسری طرف نکل جانا تو ناممکن ہے، لیکن اگر تم کسی طرح راون سنگھ کے علاقے میں چلے جاؤ تو تمہاری جان بچ جائے گی۔''

''ہم بھی یہی چاہتے ہیں مہاراج، مگر وہاں تک جانا؟''

''بے وقوفو میں اس پر کام کر رہا ہوں۔ کچھ لوگ راون سنگھ کے علاقے سے ادھر آئے ہیں جس راستے سے وہ آئے ہیں میں اس کی تفصیل بہت جلد معلوم کر لوں گا اور پھر تمہیں وہاں تک پہنچا دوں گا۔ جاتے ہوئے تمہیں ایک لڑکی کو اپنے ساتھ لے جانا ہوگا۔ بس یوں سمجھ لو تمہارے پاس وہ میری امانت ہوگی اور اس کے لئے میں یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔''

''آپ کے کسی کام کے لئے ہم جان کی بازی لگا دیں گے کنور جی آپ اس کی بالکل فکر نہ کریں جیسا آپ ہم سے کہیں گے، ہم ویسا ہی کریں گے۔''

''مگر اس میں وقت کچھ لگے گا اور تم لوگ کم از کم اپنے لئے اتنا تو کر سکتے ہو کہ یہاں ہوشیاری سے چھپے رہو۔''

''ہم سانس لئے بغیر یہاں جی رہے ہیں کنور جی، ہمیں ہر وقت موت کا خوف رہتا ہے۔''

''اتنا خوف مت کرو، میں نے کسی کو یہ شبہ نہیں ہونے دیا ہے کہ تم یہاں موجود ہو، کھانے پینے کی ان چیزوں کو سنبھال کر رکھو، کوئی ایسا وقت بھی آ سکتا ہے جب میں یہاں نہ پہنچ سکوں، بڑی احتیاط سے میں ادھر آتا ہوں اور سنو بغیر کھائے پیئے تمہاری حالت زیادہ خراب ہو جائے گی اس لئے جو کچھ میسر ہو کھاتے پیتے رہو۔'' کنور ان لوگوں کو سمجھا سمجھا کر یہاں سے واپس چل پڑا۔ جو منصوبہ اس کے ذہن میں تھا اس کی تکمیل نہایت مشکل تھی، لیکن بس دیوانگی ہی طاری تھی اس پر اور ہر قیمت پر وہ کام کر لینا چاہتا تھا جس کا اس نے بیڑہ اٹھایا تھا، سونیا نے اس کی جو بے عزتی کی تھی وہ اسے برداشت نہیں کر پا رہا تھا اور اس کے لئے زندگی داؤ پر لگانے پر تل گیا تھا۔ پھر وہ اپنی آرام گاہ میں آ کر سو گیا جب تک کوئی بہتر راستہ نہ مل جائے کوئی

قدم اٹھانا بے سود ہے اور بہتر راستوں کی تلاش میں اس نے اپنے ذہن میں منصوبہ بندی کر لی تھی چنانچہ دوسرے ہی دن سے اس نے ان کا آغاز کر دیا۔ جیپ لے کر وہ غلام شاہ کے سرکس کی جانب چل پڑا تھا اور پھر بہت دیر تک اکبر شاہ، غلام شاہ اور دوسرے لوگوں سے باتیں کرتا رہا کنور نے وہ دن ان کے ساتھ ہی گزارا تھا، وہ دیر تک باتیں کرتے رہے تھے، کنور نے کہا۔''

''شاہ صاحب، میں تو یہ سوچتا ہوں کہ آپ یہاں سرکس لگا کر نقصان میں نہ رہیں، ہمارا تو فائدہ ہو گیا اور بھلا صاحب نے آپ کے سرکس کے مناظر سلولائیڈ پر اتار لئے لیکن آپ......؟''

''ارے نا ہٹوا، تیرے بھلا صاحب سے بھی ہماری بات ہوئی رہی، ہمیں کمائی نا کرنی، بس یہ سب کچھ دیکھ لیا، بڑھیا رہے ہمارے لئے۔'' غلام شاہ نے جواب دیا۔ سونیا سے بھی کنور کی ملاقات ہوئی لیکن سونیا کا رویہ کنور کے ساتھ خشک ہی رہا تھا۔ کنور نے سونیا سے کہا۔

''سونیا جی یہ بری بات ہے کہ آپ مجھ سے اس قدر ناراض ہو گئی ہیں، جو کچھ میں نے آپ سے کہا، ہو سکتا ہے آپ کے مزاج کے خلاف ہو، لیکن آپ یقین کیجئے اس میں شاید صرف اتنی سی ہی بات ہے کہ میرا تعلق زندگی بھر شو بز سے رہا ہے، ہمارے ہاں ذرا مختلف طریقہ کار ہوتا ہے، میں نے اس پر غور نہیں کیا اور بلا وجہ آپ کو ناراض کر دیا۔ بہر حال جو باتیں میں آپ سے کہہ چکا ہوں اگر آپ کو ناگوار گزری ہیں تو آپ انہیں نظر انداز کر دیں، یوں سمجھ لیں کہ ان باتوں میں کوئی گہرائی نہیں تھی، بس ایک ماحول کا فرق تھا۔'' کنور جیت نے کہا۔

''ٹھیک ہے کنور جیت صاحب، لیکن ایک درخواست کرنا چاہتی ہوں میں آپ سے۔ وہ یہ ہے کہ ہم لوگ اپنی دنیا میں مست رہنے کے عادی ہیں۔ باہر کے لوگوں سے بے تکلفی ہمارے لئے ممکن نہیں ہوتی، ہو سکتا ہے کہ آپ یہ بات درست کہہ رہے ہوں لیکن بہتر یہ ہو گا کہ آپ صرف ضرورت پڑنے پر مجھے مخاطب کریں، میں دوستیوں کی متحمل نہیں ہو سکتی۔''

''بہتر ہے، میں آپ کے جذبات کا خیال رکھوں گا۔''

کنور نے نرم لہجے میں کہا اور اس نے سونیا کے چہرے پر بھی نرمی کے آثار پائے۔ بہر طور کنور نے سرکس میں اپنا جو مقام خراب کر لیا تھا اس کی بحالی بے حد ضروری تھی۔ چنانچہ وہ اس میں مصروف رہا اور اس کے بعد جب اس میں اسے کسی حد تک کامیابی حاصل ہو گئی تو اس نے چنکو اور منکو کو تاڑا۔ چنکو اور منکو کے آ جانے سے سرکس کا ہر شخص خوش ہوتا تھا، زیادہ تر وہ دونوں سرکس کے افراد میں گھرے رہتے تھے، مشق شروع ہو چکی تھی، غلام شاہ کے لئے کوئی مسئلہ اتنی اہمیت کا حامل نہیں تھا کہ اس پر خوف طاری ہو جاتا ہے۔ بھلا صاحب اور موقع ملتے ہی جگت سنگھ غلام شاہ سے ملاقات کرتے اور اسے اپنی اپنی کارروائیوں کے بارے میں بتاتے، جگت سنگھ نے غلام شاہ سے کہا تھا کہ بہت جلد وہ یہاں کے حالات بہتر کرنے میں کامیاب

ہو جائے گا، فی الحال میلے کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور وہ ان لوگوں سے گفت و شنید کر رہا ہے جو راون سنگھ کی سرحدوں سے آئے ہیں۔ کوئی فیصلہ کرنا ابھی دور طلب بات ہے چنانچہ میلے کا وقت نکلنے کے بعد ہی کوئی کارروائی کی جاسکتی ہے۔ غلام شاہ نے جگت سنگھ سے بھی کہا تھا کہ اس نے نیا نگر دیکھ لیا بس اتنا ہی کافی ہے باقی جو کام اس کا ہے وہ کر رہا ہے اور درحقیقت غلام شاہ کے ذہن میں بلبیرا تھا اس نے اکبر شاہ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ اچھی بات ہے کہ بلبیرا کو اس کی آمد کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے، گویا اس نے اپنا فرض پورا کر دیا اور بلبیرا کی سرحدوں میں آ گیا۔ اب یہ بلبیرا کی ہمت کی بات ہے کہ وہ غلام شاہ کا سامنا کرے یا نہ کرے، اکبر شاہ نے اس سے کہا۔

''شیفا اگر بلبیرا تمہارے سامنے نہ آیا تو تم کیا کرو گے؟''

''ارے کا کری رہے بٹوا'' بس وہ بزدل اگر ہمارے سامنے نہ آئے تو اس میں ہمارا کا قصور، ہم ای تو کہہ سکت کہ دیکھو رے ٹھاکر کتنا بزدل نکلا۔'' غلام شاہ نے مستانہ لہجے میں جواب دیا تھا۔

بہر طور ادھر کی کارروائی اس طرف، لیکن کنور جیت بڑی ہوشیاری سے چنکو اور منکو سے راون سنگھ کے علاقے کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا اور اس نے بڑی دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے ان دونوں کو شیشے میں اتار لیا تھا۔ چنکو منکو نے کنور جیت کو تمام تفصیلات بتائیں شارق کے بارے میں بھی بتایا اور کنور جیت کے ہونٹ سکڑ گئے۔ یہ بات اس کے لئے باعث تشویش تھی کہ شارق انہی علاقوں میں گم ہو گیا ہے۔ بہر طور اپنی ان کوششوں میں وہ دو تین دنوں میں ہی کامیاب ہو گیا تھا اور ان دو تین دنوں میں اس نے صرف دوبارہ جونسن اور پیٹر سے ملاقات کی تھی۔ یہاں تک کہ اس سلسلے میں اسے تمام معلومات حاصل ہو گئیں، بھلا صاحب اپنے کاموں میں مصروف تھے، ایک آدھ بار یہاں کے مختلف علاقوں میں شوٹنگ بھی کی گئی تھی اور تھوڑے سے سین فلما لئے گئے تھے۔ ویسے بھلا صاحب ٹھاکر سے کسی قدر شرمندہ ہی رہتے تھے اور یہ سب جونسن اور پیٹر کے نکل جانے کی وجہ سے تھا۔ سارا انتظام بگڑ گیا تھا۔ راجکماری الگ بوریت کا شکار رہتی تھی۔ ایک دن اس نے کنور سے کہا۔

''یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے کنور۔ اس طرح تو یوں لگتا ہے جیسے بہت وقت لگ جائے گا۔ بھلا صاحب کو کام ختم کر کے واپس چلنا چاہئے۔''

''میرا خود بھی یہی خیال ہے راجکماری، بھلا صاحب سے بات کر لو بہتر رہے گا۔ میں خود آج ہی ان سے بات کروں گا۔'' کنور نے بھلا صاحب کو تلاش کر لیا۔

''آپ نے خود پر بلاوجہ یہ شرمندگی طاری کر رکھی ہے بھلا صاحب، وہ مجرم تھے ہماری لاعلمی میں یہ سب کرتے رہے ہم تو اس میں شریک نہ تھے میری رائے ہے آپ اپنا کام کریں، ہم زیادہ سے زیادہ کام کر کے یہاں سے نکل چلیں اب دیکھئے نا میرے اور راجکماری کے کچھ دوسرے کنٹریکٹ بھی

ہیں۔ اگر ہمیں یہاں زیادہ دیر لگ گئی تو ہمارا نقصان ہوگا۔''

''خیر تمہارے شیڈول کے مطابق تو ابھی ہمارے پاس بہت وقت ہے۔ میں میلے کے سین ضرور بناؤں گا اور اب اس میں زیادہ وقت نہیں ہے۔''

''آپ ضرور بنائیے میں کب انکار کر رہا ہوں۔ مگر آپ نے جو کیفیت خود پر طاری کر رکھی ہے مجھے اس سے اختلاف ہے۔''

''نہیں میں ٹھیک ہوں۔ بس یہاں کے حالات سے تھوڑا سا متاثر ہو گیا ہوں۔ ارے ہاں وہ فقیر دین پوچھ رہے تھے کہ کہانی کی رد و بدل کا کیا رہے گا؟''

''بھئی بھلا صاحب، ہم ذرا عاشق مزاج اور حسن پرست قسم کے آدمی ہیں، سونیا پر دل آ گیا تھا مگر وہ جنگلی لڑکی ہے ہمارے داؤ میں نہیں آئی، نہ سہی، اب اپنے لئے آپ کا نقصان تو نہیں کریں گے بھول گئے سب کچھ، وہ کہانی میں کوئی بڑا حصہ نہیں لے رہی نہ سہی تھوڑا بہت کام ہو گیا ہے اسی سے کام چلائیے۔''

''اوہ ویری گڈ، یہ ہوئی مردوں والی بات۔ تمہارا فیصلہ بالکل درست ہے کنور۔'' بھلا نے خوش ہو کر کہا۔

''اس سے زیادہ حسین لڑکیاں کنور کی دیوانی ہیں۔ میرے لئے وہ بھلا کیا حقیقت رکھتی ہے۔''

''سو فیصدی، میرا خیال ہے کہانی اسی انداز میں چلنے دی جائے اس میں ہم سرکس کے ہلکے پھلکے سین ڈال لیں گے وہ شارق بھی کمبخت بھاگ گیا۔ وہ بڑے کام کا لڑکا تھا خیر جو ہو گیا سو گیا۔ اب میں زیادہ مطمئن ہوں۔''

''آپ کام جاری رکھیں بھلا صاحب۔''

''بالکل جاری کئے دیتا ہوں کنور وہ کمبخت جونسن اور پیٹر کام سیکھ گئے تھے مگر دھوکہ دے کر فرار ہو گئے۔ کنور میں اور بھی ذمہ داریاں سونپنا چاہتا ہوں تمہیں۔''

''جی فرمائیے بھلا صاحب۔'' کنور جیت نے کہا۔

''کچھ عمدہ قسم کی لوکیشن تلاش کر لو وہاں ہم شوٹنگ کریں گے۔''

''یہ کام آپ کو بہت پہلے میرے سپرد کر دینا چاہئے تھا۔''

''اب سہی۔'' بھلا صاحب نے کہا۔

''تو بس یوں سمجھ لیجئے کام جاری، ایک گاڑی مجھے دلوا دی جائے۔'' کنور نے کہا آج کی اس گفتگو سے اسے اتنا زبردست فائدہ پہنچے گا اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔ بہر طور کنور کو گاڑی مل گئی اور اس کے ساتھ ساتھ ہی بھلا صاحب کا پروانہ بھی۔ یوں اسے اچانک اپنا کام کرنے میں آسانی ہو گئی تھی۔ بھلا صاحب نے جگت سنگھ سے بھی اس بارے میں کہہ دیا تھا جگت سنگھ کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اب کنور، جونسن اور پیٹر کے لئے راہ تلاش کرنے میں زیادہ مستعد ہو گیا۔ اس کی جیپ نیا نگر کی آبادی کے ارد گرد چکراتی رہتی تھی۔ اس راستے کو بھی اس نے ذہن میں رکھا تھا۔ جدھر سے چنکو

منگوان لوگوں کے ساتھ یہاں پہنچے تھے اور پھر ایک دن وہ اسی راستے پر چل پڑا عموماً تنہا ہی ہوتا تھا اور خاص طور سے اس کا خیال رکھتا تھا کہ کوئی اس پر مسلط نہ ہونے پائے بالآخر آج خصوصی طور پر اس نے اسی سمت کا رخ کیا تھا جدھر سے چنکو منگو راون سنگھ کا علاقہ عبور کر کے یہاں پہنچے تھے۔ جیپ ڈھلانوں کو عبور کر کے دوسری طرف پہنچ گئی۔ بڑا ہیبت ناک ماحول تھا۔ ہر طرف چٹانوں اور غاروں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ ان غاروں سے کنور جیت کو دلچسپی پیدا ہوگئی۔ اگر جونسن اور پیٹر کو یہاں لا کر چھپا دیا جائے تو کم از کم انہیں اس عمارت سے آزادی مل سکتی ہے اور پھر وہ یہاں سے آگے کے راستے تلاش کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اس تصور کے تحت کنور جیت ان غاروں کے درمیان کافی دور تک نکل آیا، اونچی نیچی چٹانوں کے درمیان راستے بنے ہوئے تھے کنور کسی ایسے غار کی تلاش میں تھا جو یہاں سے فاصلے پر بھی ہو اور جہاں وہ جونسن اور پیٹر کو لا کر چھپا سکے۔ اب یہ کام اس کے لئے بہت زیادہ مشکل نہیں تھا۔ اس کے ذہن میں منصوبے بنتے رہے پھر ایک جگہ اس نے جیپ روک دی۔ اسے یہاں گھوڑوں کی لید پڑی ہوئی نظر آئی تھی۔ کنور نے جیپ کا انجن بند کیا اور نیچے اتر آیا، یہ لید اس کے لئے حیرت ناک تھی، یہاں کون آ سکتا ہے، اس نے سوچا اور پھر اس کے ذہن میں گمان گزرا کہ ہوسکتا ہے وہ لوگ یہاں آئے ہوں جو پیٹر اور جونسن کی تلاش میں سرگرداں تھے، وہ اس لید سے یہ نتیجہ اخذ کر سکا تھا۔ لیکن دفعتہً ہی اسے کچھ سرسراہٹیں سنائی دیں اور دوسرے لمحے کوئی چیز اس کے شانوں پر آ کر پڑی اور کنور کا دم گھٹنے لگا رسی کا ایک پھندا تھا جو مخصوص انداز میں پھینکا گیا تھا اور وہ سیدھا شانوں سے گزر کر کنور کی گردن میں آ پھنسا تھا، ایک جھٹکے سے کنور نیچے زمین پر گر پڑا اور رسی کے حلقے کو اپنی دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر گردن پر ڈھیل کرنے لگا۔ اس کی پھٹی پھٹی نظروں نے ایک چٹان کی بلندی پر چند لوگوں کو دیکھا اور وہ اشاروں سے انہیں سمجھانے لگا کہ اس کے ساتھ یہ زیادتی نہ کی جائے۔ گردن اس سطرح گھٹی تھی کہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں سلب ہوئی جا رہی تھیں بمشکل تمام اس نے اتنی جگہ پیدا کر لی کہ گردن کی گھٹن سے تھوڑی سی نجات مل جائے۔''

دوسری طرف دو گھوڑوں کی آوازیں اس کے کانوں میں گونجیں اور یہ گھوڑے ایک چٹان کے عقب سے نکل آئے۔ دو سوار اس کے سامنے پہنچ گئے تھے۔ باقی ایک آدمی اس چٹان پر اس کا سرا پکڑے کھڑا ہوا تھا جہاں سے یہ رسی کنور کی گردن پر پھینکی گئی تھی، آنے والوں نے گھوڑوں سے اتر کر کنور کا جائزہ لیا اور ان میں سے ایک بول پڑا۔ ''ارے ٹھاکر یہ تو فلم کمپنی کا آدمی ہے فلموں میں کام کرتا ہے، میں نے اس کی ایک فلم دیکھی تھی......''

''ہوں، رسی ڈھیلی کرو اس کی۔'' دوسرے آدمی نے کہا۔ جو چہرے سے کافی خوفناک نظر آتا تھا، پہلے آدمی نے آگے بڑھ کر کنور کی گردن کے گرد اس کی گرہ ڈھیلی کر دی۔ وہ دونوں ہی مسلح تھے اس کی گرہ ڈھیلی کرتے ہی اس نے کنور کے لباس کی تلاشی لے ڈالی مگر کنور کے لباس میں کوئی چیز موجود نہیں تھی البتہ کنور کی حالت کافی خراب ہوگئی تھی اس شخص نے گریبان پکڑ کر کھڑا کر دیا۔

''کیوں رے۔ فلم کمپنی کا آدمی ہے نا تو......''

''ہاں، ہاں۔'' کنور پھنسی پھنسی آواز میں بولا۔

''اس طرف لے آؤ رے۔'' دوسرے آدمی نے کہا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اس چٹان کی جانب چل پڑا۔ جدھر سے وہ نمودار ہوا تھا، کنور کی گریبان سے پکڑ کر اس طرف لے جایا گیا، تھوڑا سا موقع ملتے ہی کنور کے ذہن نے تیزی سے کام شروع کر دیا تھا۔ ٹھاکر کے نام پر اسے صورت حال کا کچھ اندازہ ہوتا جا رہا تھا اور وہ سمجھتا تھا کہ یہ صورت حال اس کے حق میں بری نہیں ہے، بشرطیکہ وہ ان لوگوں کو اپنے آپ پر یقین دلانے میں کامیاب ہو گیا۔ چٹان کے دوسری جانب ایک وسیع اور کشادہ غار تھا۔ پہلا آدمی اس غار کے سامنے انتظار کر رہا تھا۔ اس کا گھوڑا دوسرے دو آدمیوں نے سنبھالا ہوا تھا دوسرے آدمی نے کنور کو اس کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا اور پہلا آدمی بغور دیکھتا ہوا بولا......

''مجھے جانتا ہے۔'' اس شخص نے پوچھا۔

''جانتا نہیں ہوں ٹھاکر، لیکن اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو آپ ٹھاکر بلبیر اسنگھ ہیں۔''

''تیرا اندازہ، کیسے لگایا تو نے یہ اندازہ......''

''کیونکہ ان دنوں آپ کا نام سنتا رہا ہوں ٹھاکر بلبیر اسنگھ، غلام شاہ کے سرکس میں بھی، بھلا صاحب کی فلم کمپنی میں بھی اور ٹھاکر جگت سنگھ کی زبانی بھی......کنور نے اپنے آپ کو پوری طرح سنبھال کر کہا۔

''واہ تو بڑا جانکار لگتا ہے رے......''

''ہاں ٹھاکر اگر تم میری بات کو چاپلوسی نہ سمجھو اور جان بچانے کی کوشش تصور نہ کرو تو میں اتنا جانکار ہوں تمہارے لئے کہ تم بھی سن کر خوش ہو جاؤ گے۔''

''اچھا، ہمیں تو جو ملتا ہے، ہمارا وفادار ہی ملتا ہے، چل ٹھیک ہے تو بتا کیسے آیا تھا ادھر......اور ارے ہاں سنو، اس کی گاڑی ادھر ہی لے آؤ اور ذرا آس پاس نظر رکھو، کوئی آ نہ جائے۔'' ٹھاکر نے دوسرے لوگوں کو حکم دیا اور اس کے آدمی وہاں سے واپس پلٹ گئے تب ٹھاکر بلبیر اسنگھ نے کہا۔

''کیا نام ہے تیرا......''

''کنور جیت سنگھ اور یہ بھی اچھی بات ہے ٹھاکر کہ آپ کا ایک آدمی مجھے ایک فلمی اداکار کی حیثیت سے پہچانتا ہے۔ دیکھو، ٹھاکر بلبیر اسنگھ میں تمہارے قبضے میں ہوں، تم جو سلوک چاہو میرے ساتھ کر سکتے ہو، لیکن ایک بات ذہن نشین کر لو میں تمہارے لئے اتنا کارآمد ثابت ہو سکتا ہوں کہ تم سوچ بھی نہیں سکو گے......''

''زیادہ باتیں مجھے بری لگتی ہیں، کام کی بات کہو صرف کام کی بات، جو تیری جان بچا سکے۔ میرے کام کے لئے جتنے لوگ جو کچھ ثابت ہو سکتے ہیں، مجھے معلوم ہے۔'' بلبیر اسنگھ نے کہا۔

''ٹھیک ہے ٹھاکر بلبیر سنگھ، میں تمہیں مختصر الفاظ میں اپنی ان معلومات کے بارے میں بتاتا ہوں جو تمہارے کام آ سکتی ہیں، میں جانتا ہوں ٹھاکر کہ تمہاری اور غلام شاہ کی دشمنی چل رہی ہے میں یہ بھی جانتا ہوں کہ غلام شاہ تمہارے لئے یہاں آیا ہے کیونکہ تو نے چھاؤنی دی تھی، مجھے یہ بھی معلوم ہے ٹھاکر کہ تم نے راون سنگھ کے لئے جونسن اور پیٹر سے اسلحہ منگوایا تھا جو سرکس کے دو بونوں کی وجہ سے تمہاری بجائے جگت سنگھ کے ہاتھ لگ گیا۔ مجھے معلوم ہے ٹھاکر کہ تمہارے کچھ قیدی فرار ہو کر اب جگت سنگھ کے پاس آ گئے یہ ہیں میری معلومات۔''

''بہت ہیں، بہت زیادہ ہیں۔ کام کا آدمی لگا تو ہمیں۔ کیا ٹھاکر اور غلام شاہ کو قلم والوں کے بارے میں معلوم ہو گیا کہ وہ ہمارے لئے اسلحہ لائے تھے۔''

''ہاں معلوم ہو چکا ہے۔''

''ان کا کیا حشر ہوا؟''

''دونوں کی گرفتاری کا ارادہ تھا مگر میں نے انہیں چھپا دیا میں نے انہیں ان کے ہاتھ نہیں لگنے دیا۔''

''تو نے۔'' بلبیر اسنگھ چونک پڑا۔

''ہاں ٹھاکر میں نے، مگر میں زیادہ دیر ان کی حفاظت نہیں کر سکوں گا۔''

''کہاں ہیں وہ؟'' بلبیر اسنگھ نے پوچھا اور کنور اسے ساری تفصیل بتانے لگا۔ ٹھاکر بغور پوری تفصیل سن رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔ ''اب یہ بتا دے تو نے ایسا کیوں کیا۔''

''ہاں ٹھاکر یہی سب سے اہم بات ہے غلام شاہ کی بھتیجی کے بارے میں جانتے ہو کچھ۔''

''کس کے بارے میں ہم کیا جانتے ہیں اسے رہنے دے۔ اپنی کہتا رہ۔''

''سنو ٹھاکر، اس لڑکی کو میں نیچا دکھانا چاہتا ہوں میں اسے اغواء کر کے تمہارے پاس پہنچانا چاہتا ہوں اگر تم اکبر شاہ اور سونیا کے بارے میں نہیں جانتے تو مجھ سے سن لو تمہیں خوشی ہوگی ان دونوں میں غلام شاہ کی جان ہے اگر لڑکی تمہارے قبضے میں ہے تو سمجھ لو کہ غلام شاہ بے بس ہو گیا اور اسے میں تمہاری تحویل میں پہنچاؤں گا تم اپنا کام کرنا ٹھاکر اور میں اپنا۔ میں اس کے اغواء میں پورا پورا تعاون کروں گا اس کے ساتھ ہی ان دونوں کو بھی تمہارے پاس لے آؤں گا اب یہ تمہاری مرضی ہے کہ تم کیا فیصلہ کرتے ہو۔''

''بلبیر اسنگھ گہری سوچ میں ڈوب گیا پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو نے سوچ لیا ہے اس بارے میں کنور، یہ ہمارا اعلان ہے اور تم لوگ باہر کے آدمی ہو، دھوکہ ہوا تو سزا سے نہ بچ سکو گے۔''

''تم اسے ہی نہیں مجھے بھی اغواہ کرو گے ٹھاکر اگر ایسا نہ ہوا تو میرا کام کیسے چلے گا میں بھی ایک لمبے عرصے تمہارے پاس ہی رہوں گا جب تم اپنا کام کر لو تو مجھے آزاد کر دینا پھر غداری کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔'' کنور نے کہا اور ٹھاکر اسے تعریفی نظروں سے دیکھنے لگا پھر بولا۔

''بڑا شاطر ہے تو بھائی ملا ہاتھ دوستی ہو گئی تجھ سے۔'' اور کنور نے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

ٹھاکر بلبیر سنگھ نے کنور جیت کا ہاتھ گرم جوشی سے دبایا پھر بولا۔'' سنو کنور جی ہم بہت سوچ سمجھ کر کسی سے ہاتھ ملاتے ہیں۔ بات اتنی ہی نہ رہے گی کہ تمہارا اور ہمارا کام ہو جائے اب یہ ہاتھ ملے ہیں تو یوں سمجھو تمہارے دشمن ہمارے دشمن ہو گئے اور ہمارے دشمن تمہارے۔ غلام شاہ سے میری دشمنی ہے اور گیدڑ خود شہری کی طرف آ گیا ہے، وہ تو مارا ہی جائے گا مگر تم جب تک نیا نگر میں ہو تمہیں ہمارے لئے اور بھی کچھ کام کرنے ہوں گے۔

''کنور بھی دوستوں کا دوست ہے ٹھاکر، بالکل فکر نہ کرو، جو تم چاہو گے وہ ہوگا۔ بتاؤ تمہارا کیا کام ہے۔''

''اتنی جلدی نہیں کنور، ایسی جلدی نہیں ہے ٹھنڈی کر کے کھائیں گے، تعلقات بڑھنے دو بعد میں ایک دوسرے سے دل کی باتیں کریں گے۔''

''جیسا تم پسند کرو ٹھاکر ویسے ایک بات بتاؤ وہ دونوں تمہارے لئے ضروری ہیں یا نہیں۔ میری مراد جونسن اور پیٹر سے ہے؟ ٹھاکر بلبیر سنگھ کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔

''تم نے یہ کیوں پوچھا ہے کنور؟''

''اگر وہ تمہارے لئے ضروری ہوں تو میں انہیں یہاں تک لانے کا خطرہ مول لوں اور اگر ضروری نہ ہوں تو پھر میں انہیں جگت سنگھ کے حوالے کر کے اپنی جان چھڑاؤں، ان کی حفاظت کی کوشش میرے لئے خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔ پہلے کی بات دوسری تھی۔ پہلے میں سونیا کے اغواء کا کام ان سے لینا چاہتا تھا لیکن اب تمہارا سہارا مل گیا ہے اس لئے وہ دونوں میرے لئے بیکار ہو گئے ہیں۔''

بلبیر سنگھ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔'' تو فلم ایکٹر ہے کنور، تجھے تو ہمارا ساتھی ہونا چاہئے تھا۔ مجھے ایسے ہی لوگ پسند ہیں جو صرف کام کی چیزوں کے بارے میں سوچتے ہیں اور بیکار چیزوں کو پھینک دیتے ہیں۔ تو انہیں میرے پاس پہنچا دے کنور، ہو سکتا ہے وہ آگے میرے کام آ جائیں؟''

''ٹھیک ہے ٹھاکر ایسا ہو جائے گا۔ مگر اس لڑکی کو یہاں لانے کا کام ٹیڑھا ہے۔ تم یہاں موجود ہو، تم نے دیکھا ہوگا کہ غلام شاہ نے تم سے حفاظت کے لئے کیا کیا بندوبست کئے ہیں وہ سرکس کا آدمی ہے اور اس کے جانور بھی تربیت یافتہ ہیں، آدمیوں کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے۔''

''ہاں! وہ دونوں بونے، چھوڑوں گا نہیں انہیں، بڑا نقصان اٹھایا ہے ان کے ہاتھوں'' ملبیرا کے لہجے میں تلملاہٹ تھی۔

''تربیت یافتہ بندر پہرے داری کرتے ہیں اور یقیناً وہ خطرناک ہوں گے؟''

''ملبیرا ابھی بے وقوف نہیں ہے۔ ستو کنور جی۔ تم یوں کرو کہ پہلے ان دونوں کو یہاں پہنچا دو پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ غلام شاہ کی بھتیجی کو اٹھانے کی کیا ترکیب ہوسکتی ہے۔''

''جیسا تم کہو ٹھاکر، پھر تم سے رابطے کیسے ہوگا؟''

''سارے کام مجھ پر چھوڑ دے کنور، تو پرانی حویلی میں رہتا ہے نا!''

''ہاں!''

''سرکس بھی آتا رہتا ہے......''

''ہاں ٹھاکر۔''

''بس وقت آنے پر تجھے خبر دے دی جائے گا ان دونوں کو جتنی جلدی ہوسکے یہاں پہنچا دے۔''

''میں پورے اعتماد سے یہ کام کروں گا۔'' کنور جیت نے کہا اور ٹھاکر ملبیر سنگھ نے ایک بار پھر اس سے ہاتھ ملایا۔ اس کے بعد کنور کو واپسی کی اجازت مل گئی تھی۔ کنور جیت وہاں سے واپس چل پڑا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ سونیا سے انتقام کی بھٹی اس کے سینے میں سلگ رہی تھی اور اس کے لئے اس نے بڑے خطرات مول لئے تھے۔ ملبیرا جیسے خطرناک آدمی کا ساتھ بھی خطرناک تھا اور پھر یہ کام غلام شاہ جیسے پر اسرار انسان کے خلاف ہو رہا تھا۔ دو طرفہ دشمنی مول لے رہا تھا وہ، اس کے نتائج خطرناک بھی ہوسکتے تھے لیکن اسے فکر نہ تھی۔ جب یہ سب کچھ کر ہی لیا تھا۔ اس کی تکمیل ضروری تھی وہ سرکس پہنچا تو بھلا صاحب سرکس میں ہی تھے۔ نیا نگر کے لوگ بھی سرکس کے پاس منڈلاتے نظر آرہے تھے۔ روزانہ بے شمار لوگ یہ فاصلے عبور کرکے یہاں آتے تھے اور حیرت و دلچسپی سے سرکس کے لوگوں اور سرکس کے جانوروں کو دیکھتے تھے۔

''تھوڑی دیر کے بعد بھلا صاحب کنور کے ساتھ واپس چل پڑے۔ کوئی عمدہ جگہ تلاش کی کنور؟''

''علاقے بے مثال ہے بھلا صاحب، ایسے ایسے مناظر ہیں کہ میری تو عقل حیران رہ گئی ہے۔ یہاں آکر تو دل چاہتا ہے کہ ایک الگ ہی فلم بنا ڈالی جائے۔''

''اس خیال کو ذہن میں رکھو کنور، ہمارے پاس فلم بہت ہے۔ سارے فیتے استعمال کریں گے کچھ مناظر ترتیب دے لو جنہیں بعد میں کہانی میں شامل کرلیا جائے۔ میرا خیال ہے راج کماری کو بھی شامل کرلو بہت بور ہو رہی ہے بے چاری۔

''اس کی ناز برداریاں میری ذمہ داری تو نہیں ہیں بھلا صاحب۔'' کنور نے ناگواری سے کہا۔

''ارے نہیں نہیں بھئی، ایسی کوئی بات نہیں تھی میرے دل میں، بس میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہاں آکر کچھ عجیب سا احساس ہو رہا ہے، ہمارا کام تعطل کا شکار ہو گیا ہے، میں نے تو یہ سوچا تھا کہ یہاں آکر پوری ذمہ داری سے وہ مناظر شوٹ کروں گا جن کے لئے میں نے ادھر کا رخ کیا تھا۔ لیکن کچھ ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ مجھ پر خود بددلی طاری ہونے لگی ہے۔ تمہاری باتوں پر میں نے غور کیا، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کنور کہ جگت سنگھ میرا بہت پرانا دوست ہے اور جن حالات کا وہ شکار ہے ان کے تحت اس کی پریشانیوں پر مجھے بھی افسوس ہے، لیکن ہم ظاہر ہے اس زندگی سے متعلق نہیں ہیں اور پھر یہ نیا نگر کے اندرونی معاملات ہیں۔ باہر کا کوئی آدمی بھلا ان میں کیا مداخلت کر سکتا ہے۔ نہ ہم جنگ و جدل سے واقف ہیں اور نا ہی یہ ہماری لائن ہے، جگت سنگھ سے بھی بات ہوئی تھی، کہنے لگا کہ حالات زیادہ سے زیادہ خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ ٹھاکراجے پال کے آنے سے اور نیا نگر کے ان دونوں علاقوں کے حالات کو معلوم کر کے جگت سنگھ مزید پریشان ہو گیا ہے اور وہ یہ فیصلہ نہیں کر پا رہا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ مجھ سے بات ہوئی تو کہنے لگا کہ اسے تو بس ایک بات کا افسوس ہے کہ ایسے موقع پر میرا یہاں آنا ہوا جب نیا نگر ان حالات کا شکار ہے، ورنہ وہ میرے لئے بہت کچھ کرتا، میں نے اس سے یہ بھی کہا کہ اگر اس وقت نیا نگر میں ہماری موجودگی غیر مناسب ہو تو ہم لوگ بعد میں بھی کبھی یہاں شوٹنگ کا پروگرام رکھ لیں گے۔ اس بات پر وہ آزردہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں اسے ان مشکل حالات میں چھوڑ کر چلے جانا چاہتا ہوں۔ بمشکل تمام میں نے اسے اس بات کا یقین دلایا کہ میرے دل میں یہ سب کچھ نہیں ہے بلکہ میں تو اس پریشانی کے پیش نگاہ یہ بات کہہ رہا تھا۔ غرضیکہ کنور کہ حالات کی ڈور کچھ ایسے الجھ گئی ہے کہ اسے سلجھانا میرے بس میں نہیں رہا ہے، ہم ان سارے معاملات کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتے چنانچہ بہتر یہی ہے کہ جس مقصد کے لئے ہم نے اتنا طویل سفر طے کیا ہے اس کی تکمیل کے بعد یہاں سے واپس نکل چلیں۔''

''اور غلام شاہ''...... کنور جیت نے بھلا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''غلام شاہ کی اپنی مرضی پر منحصر ہے۔ وہ اگر یہاں میلہ کمانا چاہتا ہے تو بھلا ہم اسے کیسے روک سکتے ہیں اور پھر ہمارا اس کا ساتھ بھی بس یونہی راستے میں ہو گیا ہے۔ ہم دونوں کے مفادات ایک دوسرے سے منسلک تو نہیں ہیں، غلام شاہ کے ایک مقصد کے لئے میں نے کام کرنے کا وعدہ کیا ہے تو بہر طور اس کے لئے غلام شاہ کو دعوت دے دوں گا وہ جب بھی نیا نگر سے واپس آئے مجھ سے مل لے۔ مجھے تلاش کرنا اتنا مشکل کام تو نہیں ہو گا۔ اس دوران میں اس کے لئے تھوڑی بہت معلومات بھی حاصل کر کے رکھوں گا...... بھئی عام حالات ہوتے تو ہم دوستیاں نبھانے کی کوشش کرتے، لیکن یہاں تو ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ کسی کی سمجھ میں ہی یہ بات نہیں آ رہی کہ وہ کیا کرے۔''

کنور جیت خاموشی سے گردن ہلانے لگا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

''بہر حال بھلا صاحب! اب یہاں آئے ہیں تو کچھ مقصد تو حاصل کرنا ہی ہوگا۔ میں بہت سی ایسی جگہوں کو دیکھ چکا ہوں جہاں شوٹنگ کی جا سکتی ہے، بہت جلد آپ کو اس بارے میں پوری تفصیلات بتاؤں گا۔ میرا خیال ہے آپ خود بھی میرے ساتھ چل کر دیکھ لیجئے، آپ کو بھی یہی جگہیں پسند آئیں گی۔'' یقیناً جلد ہی کوئی پروگرام بنالیں گے۔ ویسے غلام شاہ نے اپنے سرکس کو مکمل کرلیا ہے اور میرا خیال ہے ایک آدھ دن میں وہ جگت سنگھ اور اس کے اہل خانہ کو سرکس میں بلائے گا اور ان کے سامنے شو پیش کرے گا۔''

کنور جیت کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ بہر طور بھلا صاحب سے اس نے کچھ نہ کہا، بھلا صاحب خود اس کے لئے بلیک لسٹ ہوگئے تھے، کیونکہ انہوں نے نہایت ترش روئی سے کنور کو سونیا کے خلاف کچھ کرنے سے منع کیا تھا اور اس بات کا اندازہ نہیں لگا سکے تھے کہ کنور اس سلسلے میں کس قدر جذباتی ہوگیا ہے چنانچہ اب اسے بھلا صاحب سے بھی کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی ویسے بھی بھلا صاحب سے اس کا تعلق صرف ایک اداکار اور فلم ڈائریکٹر کا تھا، کوئی ذہنی رشتہ تو تھا نہیں اور جہاں تک راج کماری کا معاملہ تھا، راجکماری بھی ایک فلم آرٹسٹ تھی جس پائے کا کنور جیت تھا اسی پائے کی راجکماری بھی تھی، دونوں کو ایک دوسرے سے صرف کیمرے کے سامنے دلچسپی ہوسکتی تھی اس کے بعد شاید ان کے ذہنوں میں ایک دوسرے کا کوئی تصور بھی نہ ہوتا ہو۔

وہ لوگ پرانی حویلی واپس آگئے اور یہاں آکر بھلا صاحب اپنے کاموں میں مصروف ہوگئے، کنور جیت یہ فیصلہ کرنے لگا کہ جونسن اور پیٹر کو کس طرح یہاں سے منتقل کیا جائے۔ جلد بازی بھی خطرناک ہوسکتی تھی، منصوبہ ایسا ہی ہونا چاہئے کہ اس میں کوئی وقت نہ ہو اور اس رات اس نے دیر تک اس منصوبے پر غور کیا۔ رات کی تاریکی میں یہ کام خطرناک ہوسکتا تھا۔ دن کی روشنی میں اس لاپرواہی سے کام کیا جائے کہ کسی کو کوئی شبہ نہ ہونے پائے اور اس کے لئے اس نے بھلا صاحب کی ایک ایسی گاڑی کا انتخاب کیا تھا جس میں جونسن اور پیٹر کے چھپنے کے لئے بھی جگہ ہوسکتی تھی، دوسرے دن صبح کو بھلا صاحب سے اس نے گاڑی کی چابی مانگ لی۔''

''اس کا کیا کروگے۔''

''بس وہ دوسری گاڑی لے کر جاؤں گا اور آج کچھ کام کرکے ہی واپس آؤں گا۔'' بھلا صاحب نے بغیر کسی تردد کے چابی اس کے حوالے کردی تھی اور کنور جیت نے گاڑی کو اچھی طرح چیک کرلیا تھا، اس کے منصوبے کے تحت یہ گاڑی اس کے لئے بہتر ثابت ہوسکتی تھی۔ بھلا صاحب جگت سنگھ کی طلب پر نئی حویلی کی جانب چل پڑے۔ راجکماری بھی ان کے ساتھ ہی چلی گئی تھی، کنور جان بوجھ کر یہاں رہ گیا تھا، اسے ایک اجازت تو مل گئی تھی

لوکیشن کی تلاش اور اس سے اس نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور اس وقت بھی وہ اس سے فائدہ ہی اٹھانا چاہتا تھا۔ گاڑی کو ڈرائیو کر کے وہ اس جگہ لے گیا جہاں ٹوٹے کھنڈرات بھی موجود تھے اور جہاں جونسن اور پیٹر چھپے ہوئے تھے۔ اطراف کے ماحول پر اس نے نگاہ رکھی تھی کسی نے کنور کی اس حرکت پر توجہ نہیں دی تھی۔ بہرطور کنور نے یہ اطمینان کرنے کے بعد کہ اسے دیکھنے والا کوئی نہیں ہے، جونسن اور پیٹر سے رابطہ قائم کیا۔ دونوں کی حالت خراب سے خراب تر ہوتی جارہی تھی اور اب ان کے چہروں پر یتیمی برستی ہوئی نظر آتی تھی، کنور جیت نے انہیں دیکھا اور مسکراتا ہوا بولا...... ''کہو دوستو! کیا حال ہے تمہارا۔''

''بس زندگی اور موت کی کشمکش کا شکار ہیں کنور جی۔'' جونسن نے کہا۔

''چلو میں اس مشکل سے تمہاری آزادی دلانے آیا ہوں۔''

''کیا! دونوں اچھل کر کھڑے ہوگئے۔

''ہاں میں جا رہا ہوں، ذرا عمارات کا جائزہ لوں گا، باہر گاڑی کھڑی ہوئی ہے، تم نے اس کی آواز سن ہی لی ہوگی، یہاں سے نکل کر خاموشی سے اس گاڑی کی سیٹوں کے نیچے چھپ جاؤ، تھوڑی دیر کے بعد میں تمہیں لے کر چلوں گا۔''

''ہم مگر کہاں کنور جیت سنگھ۔'' پیٹر نے پوچھا۔

''یہ تفصیلات بھی بعد میں ہی بتادی جائیں گی ویسے تم فکر مت کرو۔ میں نے تمہارے لئے جو کچھ کیا ہے اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔'' کنور نے کہا اور جونسن اور اور پیٹر شکر گزار نگاہوں سے اسے دیکھنے لگے، پھر انہوں نے کہا۔

''ہم نہیں سمجھتے کنور جیت کہ تم ہماری کون سی نیکی کا پھل ہو۔ اگر تم نہ ہوتے تو شاید اب تک ہم اس دنیا سے جاچکے ہوتے۔''

''میرا احسان دل میں محسوس کرو تو میرے لئے بھی کام کرنا ورنہ تمہاری مرضی ہے، یوں سمجھ لو میں نے بے لوث تمہاری مدد کی ہے کوئی فائدہ نہیں حاصل کیا ہے میں نے اس سے، لیکن اتنا بڑا خطرہ مول لیا ہے کہ اگر کسی کو معلوم ہو جائے تو تمہارے ساتھ ساتھ میری زندگی بھی ختم کر دی جائے۔ معاملہ یہاں بھلا صاحب کا نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کا ہے جنہیں تمہاری وجہ سے نقصان پہنچا ہے۔''

''یہ بات ہم دونوں جانتے ہیں کنور صاحب۔''

''بہرطور زیادہ وقت نہ ضائع کرو، تمہیں نہایت خاموشی سے اپنا یہ کام کرنا ہے، گاڑی کے پچھلے دروازے کا تالا کھلا ہوا ہے احتیاط سے اپنا کام کرو، میں چلتا ہوں۔''

کنور وہاں سے واپس چل پڑا، کچھ جائزے بھی لے رہا تھا وہ اور اس کے ساتھ ساتھ اسے کچھ تیاریاں بھی کرنا تھیں کیونکہ ٹھاکر بلبیر سنگھ سے بات یہ طے نہیں تھی کہ ان دونوں کو آج ہی وہاں پہنچا دیا جائے گا۔ بہرطور اتنا اندازہ بھی تھا اسے کہ ٹھاکر بلبیر سنگھ اس علاقے پر نگاہ رکھے ہوئے ہے اور اس نے غلام شاہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا ہے۔ دونوں مدمقابل ایک دوسرے کے لئے بھرپور تیاریاں کئے ہوئے ہیں۔ کنور جیت غلام شاہ کے بارے میں بھی جانتا تھا کہ وہ معمولی شخصیت کا مالک نہیں ہے اور ٹھاکر بلبیر سنگھ کو دانتوں پسینہ آ جائے گا، ایک آدھ بار اسے یہ تشویش پیدا ہوئی تھی کہ اگر غلام شاہ بلبیر پر غالب آ گیا تو خود اس کی کیا کیفیت ہوگی لیکن بہرطور وہ اپنے مقصد کی تکمیل کر لینا چاہتا تھا۔ نفع نقصان تو زندگی کے ساتھ ہے۔ بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ کافی کا تھرماس، کھانے پینے کی کچھ چیزیں لے کر وہ لینڈ روور میں آ بیٹھا اور اس کے بعد اس نے لینڈ روور اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

یہ بہتر تھا کہ بھلا صاحب اس وقت یہاں موجود نہیں تھے ورنہ ہو سکتا ہے وہ بھی ساتھ جانے کی پیشکش کر دیتے، چنانچہ کنور جیت تیزی سے وہاں سے نکل آیا اور اس کی گاڑی اس سمت دوڑنے لگی جہاں سرکس لگا ہوا تھا۔ سرکس کو نظر انداز کر دینا ضروری تھا حالانکہ اس بات کے امکانات نہیں تھے کہ وہاں سے کوئی اس کا ساتھ حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ وہ لوگ رواروی میں اس سے ضرور ملتے تھے لیکن سرکس کے کسی بھی شخص کو کنور سے براہ راست کوئی دلچسپی نہیں تھی، کسی اور کا کوئی مسئلہ نہیں تھا اگر سونیا کنور کا ساتھ دیتی تو اس وقت حالات بدلے ہوئے ہوتے لیکن اب تو جو کچھ کیا جا رہا تھا، سونیا ہی سے انتقام لینے کے لئے کیا جا رہا تھا اور کنور جیت اس سلسلے میں تقریباً نیم پاگل ہو گیا تھا۔ اس سے اپنی یہ بے عزتی برداشت نہیں ہو رہی تھی جو سونیا نے کی تھی۔

لینڈ روور، دوڑتا ہوا وہ سرکس کے پاس پہنچا، اس دوران لوگوں سے کوئی گفتگو نہیں ہوئی تھی اور وہ سیٹ کے نیچے چھپے رہے تھے، کنور نے ان سے بات کر کے ان کی موجودگی کا اطمینان بہرحال کر لیا تھا۔ پھر چند لمحات وہ سرکس کے پاس رکا، سرکس والے اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے، کنور جیت نے دیکھا کہ میدان کے دوسرے حصوں میں کچھ اور لوگ بھی اپنے ساز و سامان کے ساتھ پہنچ گئے ہیں، غالباً میلے میں دکانیں وغیرہ بنانے کی تیاریاں ہو رہی تھیں، لکڑیوں کے تختے، ٹین کی چادریں اور ایسی ہی بے شمار چیزیں وہاں اتاری جا رہی تھیں اور مزید لوگ یہ چیزیں وہاں لا رہے تھے، کنور خاموشی سے لینڈ روور ڈرائیو کرتا ہوا وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ رفتار سست ہی رکھی تھی اس نے اور عقب نما آئینے میں عقب کا اور ادھر ادھر کا جائزہ بھی لیتا جا رہا تھا لیکن کوئی مداخلت نہ ہوئی تھی۔ بالآخر وہ ان بلندیوں کو عبور کر کے دوسری جانب پہنچ گیا اور پھر غاروں کے اس طویل سلسلے کی جانب چل پڑا جو اس جگہ سے کچھ فاصلے پر تھے اور جس میں سے اس نے ایک غار کا انتخاب کر لیا تھا۔ اس طرف بالکل ویرانی اور سناٹا تھا، چنانچہ کنور نے آہستہ سے کہا۔

''اب تم لوگ باہر نکل آؤ جونسن اور پیٹر!''

''کک، کیا، خطرہ ٹل گیا ہے؟''

''ہاں میں تمہیں اس علاقے سے نکال لایا ہوں جو تمہارے لئے خطرناک ہوسکتا تھا اور یہ کام میں نے جتنی مشکل سے کیا ہے تم اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔'' جونسن اور پیٹر سیٹوں کے نیچے سے نکل آئے تھے۔ وہ کھڑکیوں سے باہر کے مناظر دیکھنے لگا، پھر انہوں نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

''آہ! یہ تو بالکل ویران جگہ ہے لیکن مائی ڈیئر مسٹر کنور کیا تم ہمیں یہ بتانا پسند نہیں کرو گے کہ یہاں سے ہماری گلو خاصی کے کیا انتظامات ہوسکتے ہیں۔'' کنور لینڈ روور ڈرائیو کرتا رہا اور پھر اس نے وسیع و عریض غار کے سامنے لینڈ روور روک دی، جس کا تعین وہ پہلے سے کر چکا تھا۔ اس نے جونسن اور پیٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ غار جو تم سامنے دیکھ رہے ہو اندر سے بالکل صاف ستھرا ہے اور تمہارے رہنے کے لئے نہایت موزوں۔'' ''لل، لیکن یہاں...... یہاں ہم......!

''مائی ڈیئر جونسن اور مائی ڈیئر پیٹر تمہارے لئے انتہائی خطرہ مول لے کر میں ٹھاکر بلبیر سنگھ سے ملا ہوں اور بلبیر سنگھ کے بارے میں تمہیں کچھ بتانا بے وقوفی کی بات ہے۔ ٹھاکر بلبیر سنگھ کو تمہاری بے گناہی کا یقین دلایا ہے۔ میں نے اور یہ بتایا ہے کہ تمہارے ساتھ غلام شاہ کے سرکس کے دونوں بونوں نے زبردست دھوکا کیا اور اس کی بناء پر اسلحہ راون سنگھ کے آدمیوں کے ہاتھ نہ لگ سکا۔ میں نے زبردست کوشش کر کے ٹھاکر بلبیر سنگھ کو اس بات کا یقین دلایا ہے کہ تم بے گناہ ہو اور ٹھاکر بلبیر سنگھ تمہیں اپنے ساتھ رکھنے پر رضامند ہوگئے ہیں۔ یہ بات بھی میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ بہرطور یہ لوگ بالکل ہی محصور نہیں ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ ان کے پاس باہر نکلنے کا باقاعدہ ذریعہ نہیں ہے لیکن پھر بھی ان کا رابطہ بیرونی دنیا سے کسی نہ کسی حد تک رہتا ہے۔ چنانچہ ٹھاکر بلبیر سنگھ تمہیں بہ آسانی یہاں سے باہر نکال دیں گے۔ اب یہ تمہارے اور ان کے درمیان کا مسئلہ ہے۔ یہ غار تمہارے لئے بہتر پناہ گاہ ہے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ٹھاکر بلبیر سنگھ کو فوراً ہی تمہارے بارے میں معلومات حاصل ہوجائیں گی لیکن بہرطور وہ تم تک پہنچ جائیں گے اور اس کے بعد تم ان کی تحویل میں ہوگے بعد میں تم ان سے کیا گفتگو کرتے ہو یہ تمہارا اپنا کام ہے۔

''لیکن کنور جی، آپ نے کہا تھا کہ آپ کو ہم سے بھی کوئی کام لینا ہے۔''

''بہت کم میں دوسروں سے کام لیتا ہوں، زیادہ تر دوسروں کے کام ہی آجاتا ہوں۔'' کنور جیت نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس وقت اسے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ چونک کر ادھر دیکھنے لگا پھر اس نے جونسن اور پیٹر سے کہا۔

''تمہاری تقدیر بہت اچھی ہے، میرا خیال ہے ٹھاکر بلبیر سنگھ کے آدمی آگئے ہیں اور اب تمہیں زیادہ مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔'' آنے والے

دو سوار، جو پوری طرح مسلح تھے ان لوگوں کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے دونوں ہاتھ جوڑ کر کنور جیت کو پرنام کیا تھا پھر ان میں سے ایک نے کہا۔

''ٹھاکر نے پوچھا ہے کہ کیا یہ وہی دونوں آدمی ہیں جنہیں تم ان کے حوالے کرنا چاہتے تھے۔''

''ہاں یہ وہی دونوں ہیں۔'' کنور جیت نے جواب دیا۔

''تو ٹھیک ہے ہم انہیں ساتھ لئے جاتے ہیں اس وقت ٹھاکر تم سے مل نہیں سکتے، مصروف ہیں وہ، انہوں نے ایک بات اور بھی کہی ہے۔''

''کیا......؟''

''انہوں نے کہا ہے کہ ان لوگوں کو یہاں پہنچانے کے لئے آپ کا یہاں آنا مناسب تھا لیکن اس کے بعد بہتر یہ ہوگا کہ آپ جلدی جلدی ادھر کا رخ نہ کریں، کسی کو شبہ بھی ہو سکتا ہے، دوسری بات یہ کہ اگر کوئی مجبوری بھی ہو ادھر آنے کی تو گاڑی آپ ایک ہی استعمال کریں یا تو یہ جو اس وقت یہاں لائے ہیں یا پھر وہ گاڑی جس میں پہلے آپ آئے تھے کیونکہ اس علاقے کو ہم لوگ پوری طرح نگاہوں میں رکھے ہوئے ہیں اور یہاں کسی غلط آدمی کے ساتھ کوئی غلط سلوک بھی کیا جا سکتا ہے۔ آپ کی پہچان کی گاڑی ہونی چاہئے ورنہ آپ کو دور سے کوئی نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔''

''اوہ ٹھیک ہے، اول تو میں اب ادھر آنے کی کوشش نہیں کروں گا دوسری بات یہ کہ اگر ایسی کوئی ضرورت پیش بھی آ گئی تو وہ پہلے ہی والی گاڑی استعمال کروں گا۔''

کنور جیت نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بس یہی کہا ہے ٹھاکر نے...... ہم ان لوگوں کو لے جائیں؟''

''ایں...... ہاں ضرور، میں میں واپس جاؤں...... میرا مطلب یہ ہے کہ میری ملاقات ٹھاکر سے ضروری ہے۔''

''نہیں مہاراج، ہم تو پہلے ہی بتا چکے ہیں آپ کو کہ ٹھاکر مصروف ہیں اور اس لمحے آپ سے نہیں مل سکتے۔''

''ٹھیک ہے تم ان لوگوں کو لے جاؤ۔'' کنور نے کہا اور آنے والوں نے جونسن اور پیٹر کو اپنے ساتھ ہی گھوڑوں پر بٹھا لیا۔ کنور نے بادل ناخواستہ لینڈ روور اسٹارک کر کے واپس موڑ دی۔ بہرحال یہ اچھا ہوا تھا، جونسن اور پیٹر اس کے لئے بھی خطرہ تھے۔ اگر پکڑے جاتے تو وہ پوری طرح ملوث ہو جاتا، اب وہ جائیں اور بلبیر سنگھ، کنور کو ان کے انجام سے دلچسپی نہیں تھی۔

واپسی میں سرکس کے پاس سے گزرا تو وہاں رک گیا۔ شیتا نے اسے دیکھ لیا تھا۔ ''کہاں ڈولت پھرے ہے رہے بھائی کنور جیت......؟''

''بس شیتا، ایسے ہی آوارہ گردی کر رہا ہوں آپ سنائیے کب شروع کر رہے ہیں اپنا سرکس......؟''

''بس بڑا تیاری ہوگئی ہے۔ تھوڑا وقت لگے گا۔'' شیکھا سے باتیں کر کے کنور جیت وہاں سے بھی چل پڑا۔ لینڈ روور اس نے اس کی جگہ کھڑی کر دی اور یہ اطمینان کر کے کہ حالات پرسکون ہیں اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اس کے فرشتوں کو بھی نہ معلوم ہو سکا تھا کہ لینڈ روور کے پچھلے حصے سے کوئی اترا ہے اور کھنڈرات میں روپوش ہو گیا ہے۔ یہ شارق تھا۔

❁❁❁

ٹھاکر جگت سنگھ کو غلام شاہ کا دعوت نامہ ملا تھا۔ اس نے بڑے خلوص سے پیشکش کی تھی کہ ٹھاکر اپنے اہل خاندان کے ساتھ سرکس کا نیا نگر میں ہونے والا پہلا شو دیکھے، جس وقت اکبر شاہ نے یہ پیغام ٹھاکر کو دیا بھلا بھی وہاں موجود تھا۔ ٹھاکر نے بہت شکریہ کے ساتھ یہ دعوت قبول کر لی تھی۔ اکبر شاہ کے جانے کے بعد اس نے کہا۔

''میں آپ کی ذہنی کیفیت جانتا ہوں ٹھاکر، آپ ان دنوں بہت پریشان ہیں غلام شاہ بہت سادہ لوح انسان ہے اگر آپ خود کو ابھی اس کھیل تماشے کے لئے ذہنی طور پر تیار نہ پاتے ہوں تو میں غلام شاہ کو سمجھا دوں گا......!''

''نہیں بھلا بالکل نہیں۔ میں اس سادہ دل انسان کی بے حد عزت کرتا ہوں ویسے بھی بہت دن ہو گئے اسے آئے ہوئے اس کا کاروبار جاری ہو جانا چاہئے۔ یہاں کے لوگوں کو بھی میں بڑے ذوق وشوق سے سرکس کے چکر لگاتے دیکھتا ہوں۔ میرے خیال میں غلام شاہ کا کاروبار شروع ہو جانا چاہئے۔''

''میں نے آپ کی پریشانی کی وجہ سے یہ بات کہی تھی ٹھاکر، میں جانتا ہوں جب انسان کا دل پریشان ہو تو اسے ایسی کسی تفریح میں لطف نہیں آسکتا۔''

''تم ٹھیک کہتے ہو بھلا عجیب الجھنوں کا شکار ہو گیا ہوں ویسے بھی مجھے ان دونوں کتوں کے علاقے کا حال معلوم تھا۔ انہوں نے میری نگری کے باسیوں کو زندگی سے محروم کر دیا ہے۔ اتنے ہی برے تھے وہ۔ برے نہ ہوتے تو میرے ساتھ مل جل کر رہتے۔ کیا ضرورت تھی اپنا اپنا علاقہ لینے کی۔ بہرحال اب ان باتوں میں کچھ نہیں رکھا۔ اجے پال نے مجھے جو حالات بتائے ہیں انہیں سن کر میرا دل خون کے آنسو روتا ہے اور میں سوچتا ہوں کہ غلطی مجھ سے ہوئی ہے یا نہیں۔ انہیں ان کا حصہ نہ دیتا تب بھی بات مجھ پر ہی آتی اور اب حصہ دینے کے بعد وہاں کے رہنے والوں کا جو حال ہوا ہے وہ بھی مجھ سے ہی منسلک کر دیا گیا ہے۔ دراصل بھلا جی میں خونریزی نہیں چاہتا یہ سب وہ لوگ ہیں جو پہلے میرے اپنے آدمی تھے میرے لئے جان دینے پر آمادہ ہوتے تھے میں جانتا ہوں کہ راون اور رچپل نے انہیں بری طرح بگاڑ دیا ہے اور اب وہ خود بھی یہ سمجھتے ہیں کہ مجھ سے جنگ کئے بغیر ان کی زندگی ممکن نہیں ہے۔ میں کوئی قدم اٹھاؤں گا بھلا تو اس کے نتیجے میں جنگ ہوگی۔ سب لوگ آپس ہی میں لڑیں گے میرے اپنے آدمی بھی تو مارے جائیں گے۔ وہ تو سسرے برے ہیں اور برائیوں کی جانب مائل ہو گئے ہیں لیکن میرے اپنے بھی آدمی ہیں۔ جنہوں نے بھی ان علاقوں میں

جنگ نہیں کی۔ ہمارے ہاں جھگڑوں کا تصور ہی نہیں تھا اور سچ مانو بھلا تو اسی جھگڑے سے بچنے کے لئے میں نے ان دونوں کو ان کی پسند کے علاقے دے دیئے تھے مگر دونوں نکھے نکلے بس اس سوچ میں گم رہتا ہوں کہ کوئی ایسی ترکیب ہو جائے کہ ان دونوں کو گرفتار کر لیا جائے اور اس کے بعد جھگڑے کے بغیر اس مسئلے کا تصفیہ ہو جائے۔ میں اپنے آدمیوں کی زندگیاں نہیں کھونا چاہتا ورنہ ایک بات میں جانتا ہوں کہ جب میں ان پر لشکر کشی کروں گا تو وہ میرے حملے کی تاب نہ لاسکیں گے۔ کون ان کا ساتھ دے گا صرف گنے چنے سپاہی لیکن وہ سسرے بھی میرے اپنے ہی ہیں۔ کیا ترکیب ہو ان کے سنبھالنے کی بس اس سوچ میں ڈوبا رہتا ہوں، ویسے بھلا مجھے اس فیصلے میں بہت وقت لگ جائے گا میری خواہش ہے کہ تم اپنا کام کرو، غلام شاہ اپنا سرکس لگا کر اپنی کمائی شروع کر دے آس لے کر آیا ہے یہاں نراش واپس نہیں جانا چاہئے اس کو۔ ہمارے لوگ بڑے خوشحال اور سرکس سے پوری پوری دلچسپی رکھتے ہیں۔ غلام شاہ کو خاطر خواہ فائدہ حاصل ہوگا بس مجھے صرف یہی دکھ ہے کہ اتنی دلچسپی سے میں تمہارا ساتھ نہیں دے پا رہا جتنی دلچسپی مجھے لینا چاہئے تھی۔ ویسے اب میلے کے دن بھی آگئے ہیں اور میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس بار میلے کی کیا کیفیت رہتی ہے۔ بہت سے اندازے ہو جائیں گے ہمیشہ کی طرح اگر ان علاقوں سے لوگ آئے تو میں ان سے بات کروں گا ان سے پوچھوں گا کہ وہ لوگ راون اور چتیل کے سلسلے میں میرا کیا ساتھ دے سکتے ہیں۔ اتنا میں بھی جانتا ہوں کہ میلے میں آنے والے وہ لوگ نہیں ہوں گے جو وہاں کے مظلوم باشندے ہیں بلکہ وہی ہوں گے جنہیں راون اور چتیل کی حمایت حاصل ہوگی۔ جو حالات اجے پال نے مجھے بتائے ہیں ان کے تحت اب بھلا اب اس بات کی کیا گنجائش ہے کہ وہاں کے لوگ میلے ٹھیلوں میں دلچسپی لیں؟ بہرحال تم غلام شاہ سے کوئی بات مت کرنا میں نے اس کی دعوت قبول کر لی ہے اور آج رات ہم سرکس کا شو دیکھیں گے تم لوگ بھی ہمارے ساتھ ہی چلنا بھلا۔'' جگت سنگھ نے کہا اور بھلا صاحب خاموش ہو گئے۔ جگت سنگھ بہت اعلیٰ انسان تھا اور دوست نوازی جانتا تھا، رات کو ایک بہت بڑا قافلہ، جس میں جگت سنگھ کے اہل خاندان تھے، پونم سنگھ اور دوسرے مشیر تھے بھلا صاحب اور ان کے آدمی تھے غلام شاہ کی جانب چل پڑا، غلام شاہ نے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا تھا، سرکس کی تمام تیاریاں بالکل مکمل تھیں۔ اس وقت بھی نیا نگر کے بہت سے شائقین سرکس کے آس پاس جمع تھے اس کے علاوہ اب وسیع پیمانہ پر بہت سے لوگ میلے کی تیاریوں کے سلسلے میں یہاں اپنے اڈے بنا چکے تھے۔ دکانیں تعمیر کی جا رہی تھیں اور بہت سے کام ہو رہے تھے۔ یہ سب بھی فرصت ملنے پر سرکس کے آس پاس اکٹھے ہو جایا کرتے تھے اور کچھ نہیں تو جانوروں ہی کو دیکھا کرتے تھے غرضیکہ خوب رونق تھی یہاں، غلام شاہ ٹھاکر جگت سنگھ کو پنڈال میں لے گیا اور یہاں پہلے ان لوگوں کی پھلوں اور مٹھائی سے تواضع کی گئی۔ غلام شاہ نے بھلا صاحب کو یہ بات بتا دی تھی کہ یہ مٹھائی خصوصاً نیا نگر کے دکانداروں سے حاصل کی گئی ہے اس لئے اس سے پرہیز نہ کیا جائے۔ یہ بات بھلا صاحب نے ٹھاکر جگت سنگھ کو بھی بتا دی تھی اور جگت سنگھ نے غلام شاہ سے اظہار ممنونیت کیا تھا۔ اس کے بعد غلام

شاہ نے ٹھاکر جگت سنگھ سے اجازت لی اور کہا۔

''ٹھاکر جی تو ہار بستی کے بہوت سے لوگ بیچارے، بہوت دنوں سے ادھر آئے رہے آج بھی او ہمار سرکس کے باہر موجود رہیں اگر تو ہارا اجاجت ہوئی او، او کا بھی اندر بلائی لے۔''

''بالکل بلا دیجئے غلام شاہ صاحب میری اجازت کی کیا ضرورت ہے؟'' غلام شاہ نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اور باہر موجود تمام لوگوں کو سرکس دیکھنے کی دعوت دے دی گئی۔ سرکس کا پنڈال پوری طرح بھرنے لگا تھا۔ جگت سنگھ وغیرہ کے لئے سب سے آگے بندوبست کیا گیا تھا اور ان کے اہل خانہ کو ایک الگ جگہ دی گئی تھی۔ ادھر بھلا صاحب بھی موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے اپنے کیمرہ مینوں کو ساتھ لے آئے تھے اور کیمرہ مین برق رفتاری سے جگہ جگہ اپنے کیمرے فکس کر رہے تھے پھر سرکس کا آغاز ہوا۔ ٹھاکر جگت سنگھ بھی کچھ دیر کے لئے اپنی پریشانی بھول گیا تھا اور سرکس کے رنگ برنگے لباسوں میں ملبوس لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔ ہلکے پھلکے آئٹم پیش کئے گئے جو مختلف چیزوں کو اچھال کر بیلنس کا مظاہرہ کرنے کے لئے تھے لیکن لوگ بڑے پرجوش انداز میں تالیاں بجا رہے تھے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہی بہت حیرت ناک تھا۔ اس کے بعد دوسرے آئٹم پیش کئے جانے لگے۔ جگت سنگھ کے اعزاز میں خصوصی اہتمام کیا گیا تھا۔ سب ہی بہت دن کے بعد پبلک کے سامنے اپنے شو کا مظاہرہ کر رہے تھے اس لئے بہت خوش تھے اور ان کے انداز میں ضرورت سے زیادہ پھرتی آ گئی تھی۔ گھوڑوں کا آئٹم پیش کیا گیا اور اس کے بعد دوسرے پروگرام پیش کئے جانے لگے۔ سونیا نے انتہائی حسین لباس پہنا ہوا تھا۔ پہلی بار اس نے بندروں کا ایک شو پیش کیا جس میں بندر مختلف لباس پہنے ہوئے اپنے اپنے کرتب دکھا رہے تھے لوگوں کا ہنستے ہنستے برا حال تھا۔ سونیا نے یہ آئٹم خصوصی طور پر تیار کیا تھا۔ اس میں تفریح بھی تھی اور کمالات تھی۔ بندروں کے عجیب وغریب لباس بہت تعجب خیز لگ رہے تھے اور کبھی کبھی تو یہ احساس ہوتا تھا جیسے وہ انسان ہی ہوں اس آئٹم کو بہت زیادہ سراہا گیا تھا۔ خود اکبر شاہ نے بھی اسے پسند کیا تھا پھر سونیا نے تمام بندروں کو اکٹھا کر لیا اور اپنی خوبصورت آواز میں بولی۔

''حضرات آپ نے ان جانوروں کو دیکھا ان کی حرکات دیکھیں، زمانہ قدیم میں یہ بھی انسان تھے یا پھر انسانوں کے جدامجد تصور کئے جاتے تھے۔ آج تک یہ اپنی وہ حیثیت برقرار رکھے ہوئے ہیں اور کسی بھی طرح انسانوں سے کم نہیں لیکن ایک فرق کو میں واضح کرنا چاہتی ہوں کیا آپ نے ان بندروں میں کسی قسم کا فرق محسوس کیا۔ براہ کرم جواب دیجئے؟'' لوگوں نے زور زور سے ''نہیں نہیں'' کہا تھا تب سونیا نے چٹکی بجائی اور دو بندر باقی بندروں سے علیحدہ ہو کر آگے ہو گئے۔ انہوں نے اپنے چہروں سے ایک نقاب اتار دیا، چنکو اور منکو تھے لوگوں نے انہیں دیکھ کر زبردست تالیاں بجائی تھیں اور غلام شاہ حیرت سے بولا تھا۔

''ارے تو ہار حرام کھور رہیں کا سسر بندر ہی بن گئے ارے وارے بھائی اے سچ مچ بندر بن کے دکھئی دے آج۔'' وہ خود بھی حیران رہ گیا تھا کیونکہ پورے آئٹم کے دوران ایک ایک جگہ بھی اندازہ نہیں ہو سکا تھا کہ ان بندروں میں دو ننھے انسان بھی چھپے ہوئے ہیں۔ جگت سنگھ نے پر جوش انداز میں تالیاں بجائی تھیں۔ چنکو اور منکو سے اس کا براہ راست واسطہ رہ چکا تھا اور وہ ان دونوں بونوں کی بے پناہ صلاحیتوں سے پوری طرح واقف تھا۔ آج اسے اس بات کی خوشی بھی ہو رہی تھی کہ سرکس سے بھٹکے ہوئے یہ دونوں انسان بہرطور اپنے قبیلے سے آ ملے تھے۔ دوسری جانب کنور بھی جلتی نگاہوں سے سونیا کو دیکھ رہا تھا اور اس کے تن بدن میں آگ سلگ رہی تھی۔ سونیا سرکس کے اس لباس میں نجانے کیا نظر آ رہی تھی بے شک وہ ویسے ہی حسین تھی لیکن اس وقت تو آتش بنی ہوئی تھی، خود اس کا موڈ بھی بے حد خوشگوار تھا اور اس نے جگت سنگھ کے اعزازی شو کے لئے اپنے آپ کو خوب بنایا سنوارا تھا اور اس وقت بات بات پر ہنستی ہوئی نظر آ رہی تھی لیکن کنور جیت کے کانوں میں اس کے وہی الفاظ گونج رہے تھے وہی زہریلے الفاظ ''کنور جی معاف کیجئے آپ ہم لوگوں کو سمجھ نہیں پائے اس لئے کہ آپ بیوقوف ہیں اگر میں ان بندروں کو آپ پر چھوڑ دوں تو وہ آپ کے ہاتھ پاؤں توڑ کر آپ کے بغل میں دے دیں ہمارے یہاں مرد ہوتے ہیں آپ جیسے لوگ نہیں جن کے بارے میں فیصلہ ہی نہ کیا جا سکے کہ آپ ہیں کیا چیز۔'' یہ الفاظ کنور کے تن بدن میں سلگ رہے تھے اور وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ حسین لڑکی وہ وقت زیادہ دور نہیں ہے جب تیرا یہ غرور میرے سامنے سرنگوں ہو جائے گا۔ شو جاری رہا۔ اس کے بعد بھاری آئٹم پیش کئے جانے لگے اور یہ سارے آئٹم انتہائی خصوصی تھے چونکہ نیا نگر کے حکمران کے سامنے پیش کئے جا رہے تھے۔ ہر شخص اپنی مہارت کا زیادہ سے زیادہ ثبوت دے رہا تھا کر جگت سنگھ نے بھلا کے کان میں کہا۔

''بھلا جی یہ انسانوں کے کام تو نہیں ہیں، میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس سرکس ہی کو راون اور چتیل سنگھ کے مقابلے پر چھوڑ دیا جائے تو ناچ نچا کر رکھ دیں گے یہ لوگ۔''

''ہاں جگت سنگھ جی واقعی بڑے حیرت ناک لوگ ہیں یہ اور انسان ہی ہیں اور شیتا کے بارے میں ایک بات میں خاص طور سے آپ کو بتا دوں کہ وہ عدم تشدد کا پجاری ہے کسی جانور تک کو نقصان پہنچانا پسند نہیں کرتا میں نے بارہا اس کے مظاہرے دیکھے ہیں کوئی جانور تک بیمار ہو جاتا ہے تو شیتا خود اپنے آپ کو بیمار محسوس کرنے لگتا ہے اس لئے......''

''ہیں، نہیں بھلا میں نے تو ایسے ہی ایک بات کہی تھی یہ لوگ واقعی باکمال ہیں۔''

غرضیکہ پروگرام جاری رہا سونیا بھی آج بہت ہی زیادہ خوشگوار موڈ میں تھی چنکو اور منکو بھی جو واپس آ گئے تھے یہ دونوں اس کے خاص آدمی تھے اور سونیا ہمیشہ ان کے ساتھ خوشگوار کیفیت محسوس کرتی تھی۔ وہ اپنے بہترین آئٹم انہی دونوں کے ساتھ پیش کرتی تھی اور ان تینوں کے درمیان بہترین

ذہنی ہم آہنگی تھی۔ بہرطور اس کے بعد جھولے کا کام شروع ہوگیا۔ پہلے سانولی اور ایاز نے اپنا کام دکھایا پھر دوسرے کچھ لوگوں نے اور آخر میں سونیا جھولے پر پہنچ گئی۔ اس نے آج کے اس پروگرام میں تنہا ہی جھولے پر ناقابل یقین فنکاری دکھائی اور بار بار جگت سنگھ کے ہونٹوں سے خوف بھری آواز نکل گئی۔ سونیا کے تمام آئٹم بے حد خطرناک تھے وہ آج اپنی تمام مہارت کو سرکس میں پیش کر دینا چاہتی تھی کئی آئٹم پیش کرنے کے بعد اس نے رک کر نئے سرے سے اس بارے میں سوچا اور پنڈال میں بیٹھے ہوئے لوگوں پر نگاہ دوڑائی جو سب ساکت و جامد دم روکے اس کی جانب دیکھ رہے تھے ان دم بخود چہروں کو دیکھ کر سونیا ہمیشہ خوش ہوا کرتی تھی لیکن پھر ان دم بخود چہروں میں اسے ایک اور چہرہ نظر آیا جسے دیکھ کر وہ خود دم بخود ہوگئی۔ ناقابل یقین سی بات لگ رہی تھی لیکن نجانے کیوں سونیا کی نگاہوں میں اس چہرے کے نقوش ان دنوں زیادہ نمایاں ہوگئے تھے یقیناً یہ شارق ہی تھا۔ شائقین کے ساتھ ایک گوشے میں بیٹھا ہوا تھا سونیا کو اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا لیکن جو کچھ دیکھ رہی تھی وہ بھی غلط نہیں تھا اور اس کے بعد اس کی کیفیت بگڑنے لگی۔ شارق سرکس میں موجود ہے یقیناً دوسرے لوگوں نے اسے نہیں دیکھا ہوگا۔ یقیناً اس نے عوام کو اجازت ملنے سے فائدہ اٹھایا ہوگا۔ عجیب سی کیفیت کا شکار ہوگئی وہ اور اس کے بعد اس نے صرف ایک دو ہلکے پھلکے آئٹم پیش کیے اور رسے سے نیچے اتر آئی اس کی جگہ فوراً ہی دوسرے لوگوں نے لے لی تھی شو کو ابھی جاری رہنا تھا۔ سونیا پردے کے پیچھے پہنچ گئی اصولاً اسے وہاں رکنا چاہئے تھا لیکن وہ وہاں نہ رکی اور اپنے خیمے کی جانب چل پڑی یہاں آکر اس نے فوراً ہی اپنا لباس تبدیل کیا عجیب سی سنسناہٹ ہو رہی تھی جسم میں سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے۔ لباس تبدیل کر کے وہ خیمے سے باہر نکلی اور پھر واپس خیمے میں چلی گئی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ دوبارہ اس جگہ پہنچ گئی جہاں سرکس کے فنکار اپنے اپنے لباسوں کی تیاریاں کر کے اندر جاتے تھے۔ اس نے شیرا کو اشارے سے بلایا اور شیرا اس کے پاس آگئی۔

''ارے تم نے لباس تبدیل کرلیا میرا مطلب ہے یہ تمہارا دوسرا لباس ہے۔''

''ہاں شیرا اب میں کسی آئٹم میں حصہ نہیں لوں گی۔ اس وقت مجھے تجھ سے ایک کام ہے دیکھ مجھ سے کوئی سوال مت کرنا، اگر تو نے کوئی سوال پوچھا مجھ سے تو میرا دماغ خراب ہوجائے گا کوئی سوال نہ کرنا مجھ سے شیرا جو کچھ میں کہہ رہی ہوں تجھے وہی کرنا ہے، وہی کرنا ہے تجھے شیرا سمجھ رہی ہے نا میری بات۔''

جاری ہے......

''سونیا کیا ہو گیا ہے تجھے کیسے ہو رہی ہے تو؟''

''شیرا کچھ کچھ خراب ہو گئی ہے میری حالت، مگر تو جلدی سے ایک کام کر لے وہ پنڈال میں، پنڈال میں شارق بیٹھا ہوا ہے پیچھے سے تیسری رو میں ہے وہ داہنی سمت کو۔''

''اوہ اچھا پھر۔''

''اس کے پاس جا جس طرح بھی ہو سکے اس کے پاس جا اگر اس میں کوئی وقت محسوس کرتی ہے تو تو ان لوگوں کے باہر نکلنے کا انتظار کر مگر سرکس ابھی دیر تک جاری رہے گا تو شارق کے پاس جا اس سے یہ کہنا کہ کہیں جانے کی ضرورت نہیں رات کو وہ میرے خیمے میں آئے۔ میں سرکس کے تمام لوگوں کے سو جانے کے بعد اس کا انتظار کروں گی تو اس سے ضرور یہ بات کہہ دے شیرا براہ کرم میرا یہ کام ضرور کر دے۔'' شیرا عجیب سی نگاہوں سے سونیا کو دیکھ رہی تھی پھر اس نے کہا۔

''ایک بات کا جواب دو گی سونیا۔''

''مجھ سے کوئی سوال مت کر براہ کرم مجھ سے کوئی سوال مت کر۔'' سونیا نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے کہا اور شیرا نے گردن ہلا دی۔

''ٹھیک ہے بعد میں تجھ سے بات کروں گی۔''

''ہاں بعد میں تیرا جو دل چاہے بات کر لینا مجھ سے، جا کہیں وہ غائب نہ ہو جائے۔'' سونیا نے کہا اور شیرا گردن ہلا کر وہاں سے باہر نکل آئی۔ سونیا کا دل تیز تیز دھڑک رہا تھا اس کی حالت عجیب ہو گئی تھی۔ شارق اسے بہت یاد آتا تھا۔ ہر وقت یاد آتا تھا۔ اس کے بارے میں سوچتی تو دم گھٹنے لگتا تھا۔ وہ اپنی ذات میں بے مثال تھا، شینا کو اس نے اپنا دیوانہ بنا لیا تھا ایسی انوکھی شخصیت تھی اس کی کہ کوئی اس سے انحراف نہیں کرتا تھا سب کو دنگ کر کے رکھ دیا تھا اس نے، مگر اس کی اتنی مخالفت کی گئی کہ بالآخر شینا نے اسے نکال دیا۔ لیکن اس کے جانے کے بعد سونیا کو اپنی زندگی میں ایک خلا محسوس ہوا تھا۔ اس کے دل نے اسے احساس دلایا تھا کہ اس نے دل کی بات کبھی ہی نہ تھی وہ شارق سے نفرت نہیں محبت کرتی تھی۔ شاید اسی دن سے جب اس نے اسے پہلا گلاب پیش کیا تھا۔ جلے ہوئے گلاب کے پھول اس دن کے بعد سے آج تک اس کے دل میں جھلتے رہے تھے۔ اگر اس دن شارق کنور کو اور اسے اس رنگ میں نہ دیکھ لیتا تو شاید وہ یہاں سے نہ جاتا۔ سب کچھ برداشت کر لیتا اور وہ برداشت کر رہا تھا سب کچھ اس کے لئے۔ اس کی آنکھیں شارق کو ڈھونڈتی رہتی تھیں اسے گمان ہوتا تھا وہ زیادہ دور نہیں ہے اچانک پھر نمودار ہو جائے گا پہلے کی طرح۔ لیکن پہلے اور بات تھی، کنور کی حرکت نے اس کے دل پر ضرب لگائی تھی اسی وجہ سے سونیا کو کنور سے چڑ ہو گئی تھی وہ اس کے سائے سے جلنے لگی تھی۔ اس دن چنکو منکو

کی واپسی پر اس نے شارق کے بارے میں سنا تھا اور اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوگئی تھیں۔ وہ انتظار کر رہی تھی۔ لیکن پھر شارق نہ آیا اور وہ بجھ گئی تھی۔ آج شاید غیر شعوری طور پر اسے شارق کی قربت محسوس ہوئی تھی اور اس کے اندر جوانی پیدا ہوگئی تھی۔ پھر اس نے شارق کو دیکھ لیا تھا اس کے بعد وہ خود پر قابو نہ رکھ سکی تھی اور شیرا کے ہاتھ اس نے شارق کو یہ پیغام بھیج دیا تھا۔

شیرا نے خیمے کا پردہ ہٹایا اور اندر آ گئی۔ سونیا نے سحر زدہ سی نگاہوں سے اسے دیکھا شیرا کے الفاظ اس کے لئے دھماکہ ثابت ہوئے تھے۔ ''تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے سونی۔ شارق پنڈال میں نہیں ہے۔''

''نہیں وہ ہے؟''

''میں نے شاید ایک ایک فرد کو دیکھ لیا ہے۔ ویسے بھی پنڈال میں زیادہ لوگ نہیں ہیں۔''

''اور میرے ساتھ آ میں تجھے دکھاتی ہوں آ میرے ساتھ نکلی ہے تو۔'' سونیا اسے ساتھ لے کر سرکس کے عقبی حصے سے اندر داخل ہوگئی۔ پھر اس نے وہاں نظر دوڑائی جہاں شارق کو دیکھا تھا۔ وہ نہیں تھا۔ شیرا کا کہنا ٹھیک تھا وہ چلا گیا تھا شیرا اس کا جائزہ لے رہی تھی۔ اس نے کہا۔

''نہیں ہے نا؟''

''تھا..... چلا گیا۔'' سونیا مایوسی سے بولی اور دونوں وہاں سے چلی آئیں۔ شیرا نے خیمے میں داخل ہو کر کہا۔

''سونی تڑپ رہی ہے نا اس کے لئے۔''

''ہاں شیرا تڑپ رہی ہوں، ہاں شیرا میں اس سے محبت کرنے لگی ہوں۔''

''سمجھایا تھا میں نے تجھے اس موئی محبت کو سمجھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ تجھے یقین ہے کہ تو نے اسے وہاں دیکھا تھا۔''

''ہاں شیرا۔'' وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی۔

''تو پھر دکھ نہ کر وہ آس پاس ہی ہے ضرور ملے گا۔ تیرے پاس تو شاید نہ آئے لیکن تجھ سے دور بھی نہیں رہا جا رہا اس سے۔ تو اطمینان رکھ سونیا میں اسے تلاش کروں گی۔ تیرا پیغام اسے ضرور دے دوں گی۔''

''اس سے یہ ضرور کہہ دینا شیرا، اس سے یہ ضرور کہہ دینا کہ سونیا کہتی ہے کہ جو کچھ اس نے دیکھا غلط تھا۔ اس سے ضرور کہہ دینا شیرا۔ یہ ضرور کہہ دینا اس سے۔''

''ہاں کہہ دوں گی۔'' شیرا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔ وہ سونیا کے شفاف رخساروں پر لڑھکتے آنسو دیکھ رہی تھی۔

باہر سرکس جاری تھا، کنور بھی موجود تھا آج سونیا کو دیکھ کر اس کا دل بے قابو ہو گیا تھا لاکھوں میں ایک تھی کوئی اس جیسی نہیں تھی۔ وہ اسی سوچ میں گم تھا کہ برابر بیٹھے ہوئے شخص نے اس سے کہا۔

''کنور جیت جی، میرا نام سکھ چندر ہے۔'' کنور جیت چونک کر اسے دیکھنے لگا وہ شخص پھر بولا۔ ''ہم لوگ یہاں پہلے ہی گھوڑے بیچنے کے لئے جگہ بنا رہے ہیں دن میں دیکھو گے۔ تو سرکس کے بائیں سمت دس بارہ گھوڑے نظر آئیں گے۔ کل دوپہر کو وہاں آ کر مجھ سے مل لینا۔ ٹھاکر بلبیر سنگھ نے تمہارے منصوبے پر عمل کرنے کے لئے کل کا دن مقرر کیا ہے۔ کل سرکس کے مالک کی بھتیجی کو اٹھا لیا جائے گا۔ یاد رکھنا میرا نام سکھ چندر ہے کل جب وہاں آؤ تو میرا نام پوچھ لینا۔'' کنور جیت نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے گردن ہلا دی تھی۔

❀❀❀

جگت سنگھ کے اعزاز میں سرکس کا یہ شو بہت شاندار رہا تھا۔ بہترین آئٹم پیش کئے گئے تھے اور جن لوگوں نے یہ سرکس دیکھا تھا وہ دوسروں سے اس کی تعریفیں کرتے پھر رہے تھے۔ خود جگت سنگھ نے بھی سرکس کی بہت تعریف کرتے ہوئے کہا تھا کہ سرکس والے اس دھرتی کے لوگ نہیں لگتے۔ سرکس کے اختتام کے بعد کنور جیت بھی بھلا وغیرہ کے ساتھ شریک ہو گیا تھا لیکن اس کی کیفیت زیادہ بہتر نہیں تھی۔ اسے وہ شخص یاد آ رہا تھا جس نے اسے کل کے لئے پیغام دیا تھا۔ سب لوگوں کے ساتھ وہ بھی واپس آ گیا مگر رات کو اسے نیند نہیں آئی تھی۔ اس سے پہلے ایسی کسی سازش میں حصہ نہیں لیا تھا بعض اوقات تو اس پر گھبراہٹ طاری ہونے لگتی تھی اور وہ سوچتا کہ لعنت بھیجے سونیا پر آخر ایک لڑکی ہی ہے۔ نہ جانے کیا حالات پیش آئیں کہیں جان پر ہی نہ بن جائے سرکس کے لوگ بہت خطرناک تھے۔ مگر سونیا کو دیکھ کر اس کے احساسات پر تازیانے لگتے تھے آج پھر اس کی وہی کیفیت ہو گئی تھی۔ سونیا اتنی حسین لگ رہی تھی آج کہ وہ دل تھام کر رہ گیا تھا۔ پھر اس پیغام نے اسے تہہ و بالا کر دیا تھا لب بام دو چار ہی ہاتھ رہ گیا ہے ہمت کر ڈالنی چاہئے۔

دوسرے دن بھی وہ اسی کشمکش کا شکار رہا تھا پھر اس نے اس خطرناک شخص بلبیرا کے بارے میں سوچا تھا۔ اب معاملہ صرف اس کے بس میں نہیں تھا بات آگے بڑھ چکی تھی اور بلبیرا نے اسے اپنا ساتھی بنا لیا تھا اگر وہ انحراف کرتا ہے تو بلبیرا اسے نہیں چھوڑے گا۔ اس نے خود کو تسلی دی اور یہی فیصلہ کیا کہ اب جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ مقررہ وقت سے پہلے وہ سرکس چل پڑا تھا۔ یہاں آج بہت ہجوم تھا جن عام لوگوں نے خوش قسمتی سے وہ سرکس دیکھ لیا تھا۔ انہوں نے دوسرے لوگوں میں اشتیاق بھڑکایا تھا اور نیا نگر کے لوگ بہت بڑی تعداد میں یہاں جمع ہو گئے تھے۔ غلام شاہ نے ان سے کچھ وعدے کئے تھے۔

کنور جیت غلام شاہ وغیرہ کے پاس نہ گیا بلکہ دور دور کے علاقوں میں جیپ دوڑاتا رہا۔ اس نے دور سے ہی وہ جگہ دیکھ لی تھی جہاں گھوڑوں کے تاجر

اپنے لئے اصطبل بنا رہے تھے تا کہ میلے میں گھوڑے فروخت کر سکیں۔ سرکس کے یہاں لگ جانے کے بعد میلے میں مال واسباب فروخت کرنے والوں نے اپنا کام بھی شروع کر دیا تھا اور اب کافی لوگ وہاں آ چکے تھے۔ کنور اطراف کا اچھی طرح جائزہ لے کر بالآخر وہاں پہنچ گیا۔ جیپ روک کر وہ نیچے اترا اور پھر وہ کسی سے سکھ چندر کے بارے میں پوچھنے ہی والا تھا کہ سکھ چندر خود اس کے پاس آ گیا۔

''آئیے کنور جی......'' اس نے کہا اور کنور جیت کو ایک خیمے میں لے گیا۔ ''کہئے کنور جی سب ٹھیک ہے نا......؟''

''ہاں!'' کنور نے آہستہ سے کہا۔

ہم بلبیر سنگھ جی کے لوگ ہیں۔ کئی دن سے ہم سرکس کی نگرانی کر رہے ہیں اور بہت سی معلومات حاصل کر چکے ہیں۔ وہ لڑکی جو غلام شاہ کی بھتیجی ہے روزانہ شام کو سورج چھپنے سے پہلے اس ٹیلے کے پاس جاتی ہے جو سامنے نظر آ رہا ہے اس کے ساتھ ایک اور لڑکی بھی ہوتی ہے وہ پیدل وہاں جاتی ہے اور کوئی اس کے ساتھ وہاں نہیں ہوتا۔ آج شام ہمارے آدمی وہاں سے اس کی گھات میں ہوں گے۔ موقع ملتے ہی وہ اسے کمبل میں لپیٹ لیں گے اور اسے سکل بوٹی سنگھا دی جائے گی جس سے وہ بے ہوش ہو جائے گی۔ آپ کے لئے بلبیرا جی کی ہدایت ہے کہ آپ بھی تاک میں رہیں اور جب ہمارے آدمی یہ کام کر رہے ہوں تو وہاں پہنچ جائیں دوسری لڑکی کو دکھانے کے لئے آپ جنگ کریں ہمارے آدمی آپ کو بھی ٹھکانے لگا دیں گے۔'' سکھ چند خاموش ہوا تو کنور گھبرا کر بولا۔

''کیا مطلب......؟''

آپ تو فلم والے ہیں کنور جی۔ ایسے بہت سے کھیل کر چکے ہوں گے مطلب یہ ہے کہ دوسری لڑکی دوسرے لوگوں کو بتائے گی کہ آپ نے ان کی مدد کی کوشش کی تھی اور زخمی ہو گئے تھے آپ کی عزت بڑھ جائے گی اور آپ کو بھی اغواء کر لیا جائے گا۔ بعد میں آپ بلبیرا سنگھ جی کی کہانی لے کر واپس بھی تو آئیں گے۔

''اوہ اچھا میں سمجھ گیا۔'' کنور نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

''بس یہی تفصیل بتانی تھی آپ کو...... اگر کوئی خاص بات بیچ میں نہ ہوئی تو یہ سارا کام ایسے ہی ہو گا۔''

''ٹھیک ہے میں ہوشیار رہوں گا۔''

''بس کنور جی آپ جائیے۔ زیادہ یہاں رکنا اچھا نہیں ہو گا۔'' کنور جیت با دل نخواستہ وہاں سے نکل کر چل پڑا تھا۔ دل میں پنکھے لگے ہوئے تھے اور بدن ڈھلا جا رہا تھا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے وقت کہاں گزارا جائے۔ یہ خطرہ بھی تھا کہ کسی کو اس کی کیفیت پر نہ شبہ ہو جائے۔ بہرحال

واپس نہیں گیا اور سرکس میں پہنچ گیا پھر غلام شاہ کے ساتھ ہی وقت گزارتا اور اس سے دنیا جہاں کی باتیں کرتا رہا۔ غلام شاہ اس سے بہت اچھی طرح پیش آتا تھا ویسے بھی کنور چالاک تھا اور غلام شاہ کی کمزوریاں جانتا تھا۔ اس نے کہا۔

''شیخا تمہارا کیا خیال ہے، کیا بلبیر اتمہارے سامنے آنے کی ہمت کرے گا اس نے تمہارے انتظامات دیکھے ہوں گے۔ یہ بھی دیکھا ہوگا کہ سرکس کے لوگ کتنے جیالے ہیں اور ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کرنا جانتے ہیں اور پھر ٹھاکر جگت بھی تمہارے ساتھ ہے ان حالات میں میرا تو خیال ہے کہ وہ تمہارے سلسلے میں خاموشی اختیار کرے گا۔''

''نا ہئوا، ایسا نا ہوئی ہے بات ای رہے کہ اوسر بھی ٹھاکر ہے کو نیچی جات کا ہوتا تو چپ سادھ جاتا۔ او ہمارے سامنے جرور آئے گا۔''

''مگر وہ چالاک ہے۔''

''چالاکی کا جواب چالاکی سے اور بہادری کا جواب بہادری سے دیا جائے گا۔ بےوکوف تو ہم او نا ہیں رے۔''

''مثلاً تم کیا کرو گے شیخا......''

''ارے چپ کر باولے دشمن کے خلاف جو چال ہوئی ہے اور کو نہ بتائی جاوے ہے اور بتانا او نا چاہئے ہئوا، دیوارا، کے او کان ہوت ہیں۔'' کنور نے بھی زیادہ کرید نا مناسب نہیں سمجھا تھا پھر بھلا صاحب آ گئے اور کنور کو دیکھ کر بولے۔

''ہیلو کنور آج صبح سے غائب ہو......؟''

''ہاں اپنا کام کرتا پھر رہا تھا۔ بہت دیر سے شیخا کے ساتھ ہیں۔''

''کل ہم نیا نگر کی آبادیوں میں شوٹنگ کریں گے، ٹھاکر سے اجازت لے لی ہے۔''

''ٹھیک ہے میں ساتھ رہوں گا۔ اچھا شاہ صاحب اب آپ کے دوست آ گئے ہیں میں چلتا ہوں۔'' وہ باہر نکل آیا۔ بالکل صحیح وقت پر باہر نکلا تھا سورج ڈوب رہا تھا اور کچھ فاصلے پر شیرا اور سونیا اس ٹیلے کی طرف جا رہی تھیں جس کے بارے میں سکھ چند نے بتایا تھا۔ کنور جیت دل کی دھڑکنوں پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہا، پھر حواس مجتمع کر کے وہ جیپ میں بیٹھا اور جیپ اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ اس نے ایک لمبا چکر کاٹ کر ایسا راستہ اختیار کیا جو ٹیلے کے عقب میں نکلتا تھا۔ وہاں پہنچ کر اس نے دور سے دیکھا شیرا اور سونیا نظر آ رہی تھیں۔ اس نے جیپ ایسی جگہ روکی جہاں سے وہ دونوں اسے نہ دیکھ سکیں۔ اس کا دل کنپٹیوں میں دھڑک رہا تھا۔ بدن پسینے سے بھیگ چکا تھا۔ پھر اس نے دھندلائی ہوئی نظروں سے وہ منظر دیکھا جس کے بعد اسے جیپ اس طرف دوڑانی تھی۔ چند لوگوں نے اچانک ٹیلے کے دوسری طرف سے نمودار ہو کر لڑکیوں پر حملہ کیا تھا۔ کنور جیت نے

جیپ اسٹارٹ کی اور اسے برق رفتاری سے دوڑاتا ہوا ٹیلے کے قریب پہنچ گیا۔ اس کے حلق سے لرزتی ہوئی آواز نکلی۔

''خبردار...... خبردار گولی ماردوں گا۔ چھوڑ دو اسے۔'' وہ جیپ روک کر نیچے کودا اور پاؤں کے الجھ جانے سے اوندھے منہ نیچے آ رہا۔ دو آدمیوں نے سونیا کو موٹے کمبل میں لپیٹ لیا تھا اور بری طرح سے دبوچے ہوئے تھے۔ مزید دو نے شیرا کو قابو میں کر لیا تھا اور اس کا منہ بھینچا ہوا تھا۔ لیکن شیرا زیادہ خطرناک ثابت ہوئی اس نے ان کی گرفت میں الٹی قلابازی کھائی اور ان میں سے ایک کی گردن میں پاؤں کی قینچی ڈال دی مگر دوسرے آدمی نے اس کے سر پر پتھر سے ضرب لگائی اور شیرا کا بدن ڈھیلا پڑ گیا۔ اتنی دیر میں کنور اٹھ کر ان لوگوں سے لپٹ گیا جو سونیا کو دبوچے ہوئے تھے مگر دو اور آدمیوں نے کنور کو پکڑ کر گھسیٹ لیا اور پھر اس کے سر پر بھی پتھر سے مصنوعی ضرب لگائی گئی۔ کام بن گیا تھا کیونکہ شیرا نے بے ہوش ہوتے ہوئے بھی یہ منظر دیکھ لیا تھا پھر وہ بے سدھ ہوگئی تھی۔ کمبل میں بھی اب کوئی تحریک نہیں تھی کیونکہ سونیا کو کوئی خواب آور بوٹی سنگھا دی گئی تھی سکھ چندر بھی ان لوگوں میں شامل تھا اس نے اپنے آدمیوں سے کہا۔

''پھرتی کرو، آیئے کنور جی...... کنور ان لوگوں کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ سارے انتظامات کر لئے گئے تھے کئی گھوڑے کھڑے ہوئے تھے۔ سونیا کے بے ہوش بدن کو ایک گھوڑے پر ڈال لیا گیا اور ایک آدمی نے اسے سنبھال لیا۔ کنور کو بھی گھوڑا دے دیا گیا تھا۔ باقی لوگوں کو یہاں رکنا تھا چنانچہ وہ اس ٹیلے پر چڑھ کر نگرانی کرنے لگے سکھ چندر بھی ساتھ تھا۔ گھوڑے مناسب رفتار سے سفر کرنے لگے اور ایک ایسے راستے پر لگ گئے جو اس سے پہلے کنور نے نہیں دیکھا تھا یہ راستہ ایک پہاڑی میں دیوار میں اگی ہوئی لمبی گھاس کے پیچھے چھپا ہوا تھا اور اس کے دوسری طرف ایک طویل درہ نظر آتا تھا جس کا اختتام انہی غاروں کے پاس ہوتا تھا مگر گھوڑے وہاں نہ رکے بلکہ سفر رات تک جاری رہا تھا اور یہاں سے کافی فاصلے پر غاروں کے ایک اور سلسلہ پر اس کا اختتام ہوا تھا...... یہاں پہنچ کر وہ سب رک گئے دوسرے کچھ لوگوں نے آنے والوں کے گھوڑے سنبھال لئے تھے بے ہوش سونیا کو کسی غار میں منتقل کر دیا گیا اور کنور کو ایک وسیع و عریض غار میں ٹھاکر بلبیر سنگھ کے پاس پہنچا دیا گیا۔ غار بہت کشادہ تھا اور وہاں موی شمعوں نے روشنی کر رکھی تھی یہ غار شاید باقاعدہ استعمال ہوتا تھا کیونکہ اس میں عمدہ فرنیچر بھی نظر آ رہا تھا۔

''آؤ کنور جیت بیٹھو، کیا کام تمہاری مرضی کے مطابق ہوا ہے یا نہیں۔'' بلبیر سنگھ نے کہا۔

''ٹھاکر بلبیر سنگھ کی ذہانت اور طاقت کے بارے میں میرا اندازہ غلط نہیں تھا اور مجھے ٹھاکر کی دوستی حاصل کر کے فخر ہے۔'' کنور نے کہا۔

''سناؤ ہمارے دوست غلام شاہ کا کیا حال ہے......؟''

''آپ کا انتظار کر رہا ہے کہتا ہے طاقت کا جواب طاقت سے اور چالاکی کا جواب چالاکی سے دے گا۔ بلبیر ہنسنے لگا پھر بولا۔

''ہم بھی اسے سارے مواقع دیں گے طاقت آزمائی کے بھی اور ذہانت آزمائی کے بھی اور تم کنور؟ تم ہمارے خاص آدمی ہو گے جو اس کے اقدامات سے ہمیں آگاہ کرو گے۔''

''کنور ٹھاکر کا غلام ہے۔'' کنور نے گردن جھکاتے ہوئے کہا۔

''تم جاؤ اور اپنا کام کرو، دوسرا کام ہم اس وقت تمہارے حوالے کریں گے جب تمہیں فرصت ہو جائے گی۔''

''بے حد شکریہ ٹھاکر، اس کے لئے مجھے آپ کے ساتھیوں کا تعاون درکار ہو گا۔''

''سب تم سے تعاون کریں گے۔ میں نے ہدایت کردی ہے۔'' ملہیر سنگھ نے جواب دیا۔

❀❀❀

میلے کی تیاریاں بہت سے لوگ کر رہے تھے اور یہ دور دور تک علاقے میں پھیلے ہوئے تھے۔ ایسے ہی چند غیر متعلق لوگوں نے زخمی شیرا کو دیکھا جو بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے اسے فوراً پہچان لیا کہ وہ سرکس کی لڑکی ہے فوراً ہی چند لوگ سرکس کی طرف دوڑ گئے اور وہاں پہنچ کر انہوں نے تمام صورتحال بتائی۔ گلاب خان نے اکبر شاہ کو آنے والوں کے بارے میں بتایا اور اکبر شاہ متوحش ہو گیا۔ اسے علم تھا کہ سونیا شام کی سیر کے لئے گئی ہے۔ وہ دیوانوں کی طرح جیپ لے کر دوڑ پڑا۔ ادھر گلاب نے غلام شاہ کو بھی یہ بات بتادی اور غلام شاہ خود بھی دیوانہ ہو گیا۔ ذرا سی دیر میں سرکس کا ہر آدمی ادھر ہی دوڑ رہا تھا۔ بھلا ابھی تک غلام شاہ کے ساتھ ہی تھا وہ بھی ادھر ہی چل پڑا تھا۔

سب سے پہلے اکبر شاہ نے شیرا کو دیکھا تھا اور اس کی نگاہیں سونیا کی تلاش میں بھٹکنے لگی تھیں، اسی دوران اس نے کنور کی جیپ بھی دیکھی جو وہاں کھڑی تھی۔ کچھ لوگوں نے شیرا کے سر کے زخم پر پٹی کسی اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگے۔ اکبر شاہ دیوانہ وار سونیا کو تلاش کر رہا تھا اس نے سرکس کے لوگوں سے سونیا کے بارے میں پوچھا بھی تھا اور بہت سے لوگوں نے تصدیق کردی تھی کہ سونیا بھی شیرا کے ساتھ ادھر آئی تھی۔ پھر غلام شاہ یہاں پہنچا ہی تھا کہ شیرا ہوش میں آ گئی۔

''سونیا، شیتا، سونیا۔'' شیرا نے خوفزدہ نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا شیتا ''سونیا کہاں ہے وہ مل گئی کیا؟''

''سونیا کہاں ہے شیرا......'' اکبر شاہ نے قریب آ کر کہا۔

''وہ لے گئے وہ لوگ اسے لے گئے اکبر بھیا۔ آہ وہ لوگ سونیا کو لے گئے۔'' پھر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

''کاؤن سسر لے گیا ری۔ ارے بولت کاہے نا ہے کون لئی گیا ہمار بٹیا کو......'' غلام شاہ غرایا۔

''وہ بہت سے لوگ تھے شیتا۔ مقامی باشندے تھے ہم یہاں سیر کر رہے تھے۔ وہ اچانک نکلے انہوں نے سونیا پر ایک موٹا کمبل ڈال کر اسے دبوچ لیا اور مجھے بھی پکڑ لیا۔ میں نے جدوجہد کی تو انہوں نے پتھر مار کر میرا سر پھاڑ دیا۔ بے چارا کنور جیت بھی ادھر نکل آیا اور اس نے ان لوگوں سے جنگ کی مگر وہ بہت تھے انہوں نے اسے بھی زخمی کر دیا اور......اور......''

''نا......نا......نا ایسا نا ہو سکت ہے اکبرا ایسا نا ہو سکت۔'' مالک کسم اتنا کھون بہائی ہے ہم کہ پہاڑ سرکھ ہو جائی ہے۔ اس سے جیادہ برداست نا سکت ہم......نارے نا جے بھی اے کرت بہت برا گری ہے اب ہاتھ نا روکی ہے ہم...... نارے نا جگت اری او ٹھا کر جگت او بھائی بھلائی بڑی بری ہو گئی رے سب اری ساری سوچت کہ کو نو ٹئی کا کھنوں نا بہائی ہے۔ پر نا بھائی عجت پر ہاتھ ڈال دئی او ہمار۔ چلو رہے کچھ کام کرنا پڑے گا چل اکبرا......''

واپسی میں بھلا نے کہا۔

''میرے خیال میں یہ کام بلبیرا کے علاوہ اور کسی کا نہیں ہو سکتا شاہ صاحب!''

''مالک کی کسم کھائی ہے بھلا او سسر ڈاکو رہے۔ ہم او کا پکڑ وائی ہے او کہن، گلا مو بھگوان کسم تو کا نا چھوڑی ہے تو سے بدلہ جرور لئی ہے ہم نے مان لئی اور پھر پھال بھی نکلوائی ہے ہم کا پھال والا بتائی ہے کہ اگر ہم بلبیرا پر قابو پائی ہے تو پڑ روا بھی کبھول جائے ہے یہ ہم سوچی، مالک کسم ہم سوچی جان نہ لیں گے بلبیرا کی او کا مان توڑی ہے اور ما پھ کر دئی ہے بس پر جب اب او سیکھا کی ساری عمر کی سراہت چھین لئی ہے رے بات ہی بدل دئی او نے ہماری عجت پر ہاتھ ڈال کر۔''

بھلا کے اشارے پر کنور جیت کی جیپ بھی ساتھ لی گئی تھی، بے چارہ بھلا اپنے طور پر سخت پریشان تھا، نیا نگر آتے ہی اس پر مصیبتوں کی بارش ہو گئی تھی۔ وہ کم بخت جونسن اور پیٹر جرائم پیشہ نکلے تھے جن پر اس نے بہت انحصار کر لیا تھا اور فلم کے ایک ایسے حصے کی شوٹنگ کی تمام ذمہ داریاں ان پر ڈال دی تھیں، اوّل تو یہ مصیبت سر پر پڑی تھی اور وہ جگت سنگھ کے سامنے چور سا بن گیا تھا، پھر اب کنور کی گمشدگی ابھی تو اس فلم میں کنور کا بہت سا کام تھا جو اسے سرانجام دینا تھا اس کے علاوہ ظاہر ہے کنور ایک الگ حیثیت کا مالک تھا چنانچہ وہ سخت پریشان ہو گیا تھا۔ سرکس آتے ہی اس نے چند لوگوں کو جگت سنگھ کے پاس دوڑا دیا اور ان سے کہا کہ وہ ساری صورت حال جگت سنگھ کو بتا دیں۔ شیتا واپس آ گیا بھلا اس کے ساتھ ہی تھا اور شیتا دل کی بھڑاس نکال رہا تھا۔ اکبر شاہ بھی اس کے ساتھ ہی موجود تھا لیکن بالکل خاموش تھا۔ بھلا محسوس کر رہا تھا کہ ہر شخص کا چہرہ ستا ہوا ہے اور غصے سے سرخ نظر آ رہا ہے۔ ان کی آنکھوں میں خون ناچ رہا تھا اور اس بات کو بھلا بہت اچھی طرح محسوس کر رہا تھا پھر ٹھا کر جگت سنگھ آ گیا وہ بیچارہ بھی بری طرح گھبرایا ہوا تھا، غلام شاہ کے پاس پہنچ کر اس نے کہا۔

''سونیا کو اغواء کر لیا گیا شاہ صاحب......''

''ہاں رے بھائی جگت سنگھ، سوچا ای تھا سسر ٹھا کر محبت والے ہوئیں ہیں، دشمنی اپنی جگہ، سارے کھیل تما سے اپنی جگہ پر کسی کی عجت پر ہاتھ ڈالنا، نا، نا، ٹھا کر ایسا نہ کری ہے پر ے تے ہمیں بتا بھائی جگت ای سسر بلبیر ا ٹھا کر رہے بھی کہ نا......''

''غلام شاہ صاحب بلبیر ا ایسے لوگوں کا ساتھ ہے جنہوں نے انسانوں پر زندگی حرام کر دی ہے۔ برے لوگوں کا ساتھی کتنا برا ہو سکتا ہے آپ خود سمجھ سکتے ہیں اور پھر آپ ہی لے لو میں نے یہ اطلاع بھی دی تھی کہ وہ ڈاکے بھی مارتا رہا ہے خیر یہ کام بہت سے لوگ کر لیتے ہیں لیکن کچھ معیار کے ساتھ جہاں تک بلبیر ا کا تعلق ہے تو اس نے اپنا کوئی معیار نہیں رکھا افسوس ہم اسے سمجھ نہیں پائے تھے۔ بہت دن تک وہ ہمارے ساتھ رہا لیکن شاہ صاحب ایک بات ذرا قابل غور ہے وہ یہ کہ کیا یہ کام بلبیر ا نے ہی کیا ہے......؟''

لگت تو ایسا ہی ہے ٹھا کر، پر تو بات سن ہمارے تورے بھتیجن کا معاملہ رہے ہم ما بھی چاہیں تو سے تورے ساتھ بھی رعایت نہ کریں گے۔ بھائی جگت دیکھ ہم تیرے گلام ہیں جو کہے گا سو کریں گے پر عجت کی قیمت جرور وصول کریں گے ہم سوچی رہے کہ اب تو ہم کا اجازت دے کیسا سرکس کا ہے کا سرکس، سرکس ما تو تالا پڑ گئی ہے۔ ہم ادھر جائی ہے جدھر تہار بلبیر ا رہت......''

''وہ راون سنگھ کے علاقے میں رہتا ہے۔''

''مالک کی کسم، اس راون کی لنکا نہ جلائی دے ہم تو ہمار نام بھی گلام ساہ نہ رہے، بھسم کر دی ہے ان سب کو اور تو دیکھ رہت ہے کہ ہم کیسے آدمی ہیں......''

''شاہ صاحب میں آپ کے ساتھ ہوں، سونیا آپ کی نہیں میری بھی بیٹی ہے میری بھی عزت ہے۔ یقین کر سکتے ہیں تو یقین کر لیں کہ میں آپ کی عزت کو اپنی عزت سمجھتا ہوں، آپ جو کچھ بھی چاہیں گے، میں وہی کروں گا۔ بس یہ سوچ رہا ہوں کہ خون خرابہ نہ ہو نیا نگر میں اگر خون کی وبا پھیل گئی تو پھر یہ وبا روکے نہیں روکی جا سکے گی۔ شاہ صاحب، میں اسی وبا کو روکنا چاہتا ہوں کوشش کر رہا ہوں کہ میلے کا وقت آ جائے تاکہ فیصلہ ہو جائے ہمارے بہت سے لوگ کوئی حل نکالنے میں مصروف ہیں آپ کا معاملہ بلبیر ا سے براہ راست ہے۔ میں یہ کرتا ہوں کہ اگر آپ اجازت دیں کہ چند لوگوں کو راون سنگھ کے پاس بھیج دیتا ہوں اور اسے یہ حکم دیتا ہوں کہ بلبیر ا سونیا کو ساتھ لے کر فوراً میرے پاس آ جائے ورنہ اس کا نتیجہ برا ہوگا۔ اس طرح غلام شاہ صاحب یہ بات بھی پتہ چل جائے گی کہ راون سنگھ بالکل ہی اندھا ہو گیا ہے یا چچا کی بات کا مان رکھتا ہے۔ ایک بات اور کہوں بس آپ سے غلام شاہ صاحب وہ یہ کہ بلبیر ا کا براہ راست معاملہ آپ سے ہے۔ راون سنگھ کو آپ سے غرض نہیں ہوگی، ہاں بس ایک مسئلہ ہے اس میں اور وہ ہے اسلحے والا بہر طور آپ اگر کچھ دن کی اجازت دے دیں تو میں یہ کام کر لوں ورنہ دوسری صورت میں اگر آپ راون سنگھ کے علاقے میں

جائیں گے تو اکیلے نہیں جائیں گے شاہ صاحب میرے مسلح فوجی بھی آپ کے ساتھ جائیں گے اور اس کے بعد ہم صرف تباہی مچائیں گے جو بھی سامنے آئے گا وہ ہمارا نشانہ بن جائے گا۔ میں سب لوگوں کے سامنے آپ سے یہ بات کہہ رہا ہوں شاہ صاحب، دوست ہیں آپ ہمارے بھائی ہیں، مہمان ہیں اور ٹھاکر اتنے بے غیرت نہیں ہیں کہ اپنے مہمانوں کی کسی پریشانی پر کان بند کر کے بیٹھ جائیں اور ان سے کہیں کہ اپنی پریشانی کا حل خود تلاش کرو نہیں شاہ صاحب ایسا نہیں ہوگا۔''

''پر ایک بات سن لے بھائی ٹھاکر ہمار بٹیا کو کوئی نقصان پہنچ گئی تے......''

''غلام شاہ صاحب وہ لوگ سونیا کو اغواء کر کے لے جا چکے ہیں نقصان پہنچنے کے لئے کوئی طویل وقت درکار نہیں ہوتا اگر آپ راون سنگھ کے علاقے میں جائیں گے بھی تو راون سنگھ فوراً ہی آپ کا سواگت نہیں کرے گا۔ بلبیرا آپ کا راستہ روکنے کے لئے ضرور تیار ہوگا اور جہاں تک میرا اندازہ ہے راون سنگھ بلبیرا کے ساتھ ہی یہ کھیل کھیل رہا ہے وہ اس کی مدد کرے گا شاہ صاحب اور آپ کو مشکلات سے گزرنا ہوگا۔ اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ اب جو حادثہ پیش آ گیا ہے وہ تو آ ہی گیا ہے ہم لوگ پہلے اپنے طور پر کوشش کریں اور اس کے بعد اگر بات نہ بنے تو پھر دوسری کارروائی کی جائے گی۔

غلام شاہ نے اکبر شاہ کی طرف دیکھا اور پھر بھلا کی طرف پھر بولا۔

''کیا کہت رہے اے اکبر، تے جواب دے بھائی......''

''میرا خیال ہے شیخا جگت سنگھ کی بات مان لی جائے، جگت سنگھ اپنے جن آدمیوں کو وہاں بھیجے گا ان کے ساتھ میں بھی شامل ہوں گا اور خود ہی راون سنگھ سے بات کروں گا۔ بات اگر بن جاتی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ تو فکر نہ کرنا شیخا، تو نے ہماری تربیت کی ہے۔ ہم اتنی آسانی سے کوئی نقصان اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہو جائیں گے۔''

اکبر شاہ کے کہنے پر غلام شاہ سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

''ٹھیک ہے رے کرلو یہ کام، مگر اس کا نتیجہ اچھا ہی نکلنا چاہئے۔ سنا تو نے بھائی جگت، ما پھی دینا ہم کو اگر ہم تیری نگری میں اندھیر نگری مچائی دے رہت......'' جگت سنگھ خاموش ہو گیا تھا۔

❀❀❀

کنور جیت غار میں داخل ہو گیا سونیا ابھی تک بے سدھ پڑی ہوئی تھی اسے ہوش نہیں آیا تھا، کنور جیت نے مسکراتی ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھا اور پھر اس نے خود بھی اپنا حلیہ خراب کر لیا۔ چہرے پر کچھ ہلکی پھلکی خراشیں بھی ڈال لیں اور اس کے بعد سونیا کے قریب ہی زمین پر دراز ہو گیا، اس کے

ذہن میں شیطانی منصوبے بن رہے تھے۔ کافی دیر اسی طرح گزر گئی اور اس کے بعد اس نے سونیا کی ہلکی سی کراہ کی آواز سنی اور آنکھ بند کر کے بے سدھ ہو گیا۔ سونیا ہوش میں آ رہی تھی۔

کنور جیت آنکھوں میں ہلکی سی جھری پیدا کر کے سونیا کی کیفیت کا اندازہ لگانے لگا۔ سونیا متوحش نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی اور پھر صورتحال کا اندازہ لگاتے ہی اس کے حلق سے ایک غراہٹ سی نکلی اور وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کی نظر شاید کنور جیت پر پڑ گئی تھی اور وہ کنور جیت کو پہچان نہیں پائی تھی۔ چنانچہ وہ دوسرے لمحے چیل کی طرح کنور جیت پر جھپٹی اور اس کے قریب پہنچ گئی۔ اس نے کنور جیت کو ایک جھٹکا دیا اور کنور جیت ڈھیلے ڈھالے انداز میں سیدھا ہو گیا۔ سونیا نے اسے پہچان لیا تھا۔ چند لمحات کنور جیت کا چہرہ دیکھتی رہی اور اس کے بعد اس کی نگاہیں غار کے دروازے کی جانب اٹھ گئیں جس پر سلاخوں دار جنگلا لگا ہوا تھا اور وہاں سے نکل جانا ممکن نہیں تھا۔ وہ ایک لمبی چھلانگ لگا کر جنگلے کے بالکل قریب پہنچی اور اس کی موٹی سلاخوں کا اندازہ لگانے لگی۔ باہر شاید کوئی موجود نہیں تھا لیکن باہر کی سمت ایک موٹا تالا پڑا ہوا تھا جس کے بارے میں کنور جیت کو معلوم تھا سونیا چند لمحات وہیں کھڑی رہی اور اس کے بعد آہستہ آہستہ واپس آ کر اپنی جگہ بیٹھ گئی۔ کنور جیت کا خیال تھا کہ وہ اسے جگانے کی کوشش کرے گی لیکن سونیا نے اس پر توجہ نہیں دی تھی۔ وہ خاموش بیٹھی سرد نگاہوں سے غار کے جنگلے کو گھورتی رہی۔ پھر کنور جیت نے خود ہی کراہ کر کروٹ بدلی تھی اور پھر ایک حیران آدمی کی اداکاری کرنا اس کے لئے مشکل نہیں تھا۔ وہ دونوں ہاتھ زمین پر ٹکا کر اٹھ گیا اور سونیا کا چہرہ دیکھنے لگا۔ پھر اس کے حلق سے بھرائی ہوئی آواز نکلی۔

''سونیا جی آپ...... آپ!''

سونیا خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھتی رہی تھی۔ کنور جیت نے چہرے پر ایسے آثار پیدا کر لئے، جیسے حالات پر غور کر رہا ہو اور ایک بار پھر وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا۔

''تو وہ لوگ وہ لوگ آپ کو اغواء کرنے میں کامیاب ہو گئے، او مائی گاڈ، او مائی گاڈ۔'' سونیا اب بھی خاموش رہی تھی۔ کنور جیت اٹھ کر اس کے پاس آ بیٹھا۔

''آپ کو واقعات کا کچھ اندازہ ہے سونیا جی......'' سونیا نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا اور آہستہ سے بولی۔

''تم ان کے جال میں کیسے پھنس گئے کنور......''

''ان لوگوں نے آپ پر کمبل ڈال کر آپ کو پکڑا تھا آپ کی ساتھی لڑکی کو انہوں نے پتھر مار کر زخمی کر دیا۔ میں ادھر سے گزر رہا تھا۔ میں جیپ لے کر ان پر چڑھ دوڑا...... لیکن ان کی تعداد بہت زیادہ تھی سونیا جی، مجھے انتہائی دکھ ہے کہ میں اپنی سخت ترین کوشش کے باوجود آپ کو ان کے چنگل سے نہ

نکال سکا بلکہ خود بھی ان کے جال میں پھنس گیا......''

''سونیا نے کوئی جواب نہیں دیا وہ خاموشی سے سلاخوں دار جنگلے کو دیکھتی رہی تھی۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

''آپ کے خیال میں یہ لوگ کون ہو سکتے ہیں کنور جی......''

''بھگوان ہی جانے، میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔'' کنور جیت نے پریشان لہجے میں جواب دیا اس کے بعد سونیا نے دیر تک اس سے کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔ کنور جیت بھی خاموشی سے سوچ میں ڈوبا رہا تھا۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

''سونیا جی آپ بالکل چنتا نہ کریں، یہ اچھا ہوا کہ آپ کے ساتھ وہ لوگ مجھے بھی اٹھا کر لے آئے کم از کم ایک سے دو ہو گئے ہیں ہم، میں اپنی جان کی بازی لگا دوں گا اور آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچنے دوں گا، یہ وعدہ کرتا ہوں آپ سے۔'' سونیا خاموشی سے اسی طرح بیٹھی رہی اس نے کنور جیت پر ابھی تک کوئی توجہ نہیں دی تھی، بس اس کے چہرے پر غم و غصے کے آثار نظر آ رہے تھے، یقینی طور پر وہ پریشان ہوگی۔ کنور جیت کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب وہ کیا کرے جو طریقہ کار اس نے اختیار کیا تھا اس کے خیال میں وہ ناکام ہو چکا تھا۔ سونیا اس پر توجہ دینے پر آمادہ نہیں تھی حالانکہ کنور جیت کا خیال تھا کہ اس طرح وہ سونیا کی توجہ حاصل کر لے گا بہرطور ابھی انتظار کرنا ضروری تھا۔

کافی دیر اسی طرح گزر گئی اور پھر دروازے پر مدھم روشنیاں نظر آئیں جو مشعل کی سی روشنیاں تھیں۔ غار میں بھی مشعلیں روشن تھیں جن سے اچھی خاصی تیز روشنی ہو رہی تھی آنے والے سلاخوں دار دروازے کے قریب پہنچ کر رک گئے اور پھر ان میں سے ایک نے دروازہ کھولا اور دو آدمی ہاتھوں میں تھال لئے اندر آ گئے۔ ان میں سے ایک نے کرخت لہجے میں کہا۔

''تم لوگوں کے لئے رات کا بھوجن آیا ہے کھا پی لو اور آرام سے سو جاؤ، صبح کو تمہیں ٹھاکر بلبیر سنگھ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔''

سونیا یہ نام سن کر ایک لمحے کے لئے چونکی تھی اور پھر اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات نظر آنے لگے تھے وہ خاموشی سے ان لوگوں کو اندر آتے دیکھتی رہی۔ کھانا لانے والوں نے تھال ایک جگہ رکھا اور پھر بے فکری سے واپسی کے لئے پلٹے لیکن اندازہ نہیں تھا کہ ان پر کیا قیامت ٹوٹنے والی ہے۔ سونیا نے بیٹھے بیٹھے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور ان دونوں کو لپیٹ میں لیتی ہوئی نیچے جا گری تھی۔ یہ ایک باقاعدہ داؤ تھا جو ان پر استعمال کیا گیا تھا۔ ان دونوں کی پیشانیاں سنگلاخ زمین سے ٹکرائیں تو ان کی کربناک چیخیں گونج اٹھیں، کنور جیت بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ یہ جو کچھ ہوا تھا اسے خود اس کی توقع نہیں تھی۔ بے اختیار انداز میں وہ دروازے کی جانب بھاگا اور کھلے دروازے سے باہر نکل گیا۔ باہر وہ شخص بھی موجود تھا جو ان دونوں کے ساتھ ساتھ آیا تھا۔ کنور جیت نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

''جلدی کرو، دوسروں کو بلاؤ ورنہ یہ نکل جائے گی۔'' اور وہ شخص تیزی سے سامنے کی سرنگ کی جانب دوڑا چلا گیا کنور جیت نے الفاظ سرگوشی کے انداز میں کہے تھے اور سونیا انہیں نہ سن سکی تھی، اس نے اندر موجود دونوں آدمیوں کو ٹھوکریں مار مار کر ادھ موا کر دیا تھا اگر دس بارہ آدمی بیک وقت دوڑتے ہوئے اندر نہ آ جاتے تو یقینی طور پر سونیا ان کا خاتمہ کر دیتی۔ ان دونوں کو شدید زخمی حالت میں وہاں سے اٹھایا گیا تھا اور سونیا کو بمشکل تمام سب نے مل کر قابو میں کیا تھا۔ وہ درحقیقت ایک خونخوار شیرنی ہی نظر آ رہی تھی اور ان لوگوں میں سے بھی اس نے دو تین کو شدید زخمی کر دیا تھا وہ تو شکر تھا کہ ہاتھ میں کوئی ہتھیار نہیں تھا ورنہ شاید ان میں سے کچھ لوگ ہلاک بھی ہو جاتے۔ بہرطور سونیا کو قابو میں کر کے انہوں نے اس کے ہاتھ اور پاؤں رسیوں سے باندھ دیئے اور اس کے سلسلے میں کافی سختی برتی۔ کیونکہ ان کے دو آدمی شدید زخمی ہو گئے تھے۔ کنور جیت کے اوسان خطا ہوئے جا رہے تھے۔ اس نے ایک لمحے کے لئے پریشانی سے سوچا کہ اگر یہ لڑکی آسانی سے قابو نہ آتی تو کم از کم وہ تنہا اس کے ساتھ کوئی سختی کا سلوک نہیں کر سکتا ہے، وہ تو اس کا تیا پانچہ کر کے رکھ دے گی اس احساس نے کنور جیت کو اچھا خاصا نڈھال کر دیا تھا۔ ان لوگوں نے کنور جیت کے ہاتھ پاؤں نہیں باندھے اور اسے یونہی چھوڑ دیا۔ کنور جیت سونیا کو دیکھ رہا تھا۔ جس کا لباس جگہ جگہ سے پھٹ گیا تھا اور ان لوگوں سے چھینا جھپٹی میں اس کے بازو اور رخسار پر خراشیں بھی آئی تھیں، کنور جیت دردمندانہ انداز میں اس کے پاس پہنچا اور اس نے آہستہ سے کہا۔

''آپ نے غلطی کی سونیا جی، کم از کم ہمیں ان لوگوں کے بارے میں اندازہ تو ہو جانا چاہئے تھا کہ یہاں ان کی تعداد کتنی ہے یہ سب کچھ کر کے آپ نے نقصان ہی اٹھایا ہے وہ سونیا کے رخسار پر انگلی پھیر کر اس کا خون صاف کرنے لگا تو سونیا نے خونخوار نگاہوں سے اسے دیکھا اور آہستہ سے بولی۔

''کنور جیت فاصلہ برقرار رکھو......''

''اوہ سونیا...... سونیا تمہیں کیا معلوم کہ تمہاری اس کیفیت سے میرے دل پر کیا گزری ہے کاش میں زندگی کی بازی لگا کر تمہیں ان کے چنگل سے نجات دلا سکتا۔''

''اس کے باوجود کنور جیت اپنے اور میرے درمیان فاصلہ برقرار رکھو......'' سونیا کی آواز میں ایک خوفناک غراہٹ تھی، کنور جیت کو بری طرح جھنجلاہٹ ہونے لگی لیکن بہرطور اس نے خود کو سنبھالا تھا۔ پھر وہ آہستہ سے بولا۔

''آپ کو کچھ دیر انتظار کر لینا چاہئے یقینی طور پر آنے والا وقت ہمیں بہتر لمحات ضرور دے گا۔ جو کچھ بھی قدم اٹھانا ہے۔ سونیا جی سوچ سمجھ کر اٹھانا ہے کوئی جذباتی قدم یا ایسی کوئی کوشش نقصان کے علاوہ اور کچھ نہیں دے سکتی۔ آپ نے بلبیر سنگھ کا نام سنا میرا خیال ہے یہ نام میں شیتا کی زبانی سن چکا ہوں۔ وہی ڈاکو بلبیر سنگھ جس کا ذکر شیتا کرتے رہے ہیں۔ سونیا نے اب بھی کوئی جواب نہ دیا تو کنور جیت کسی قدر جھنجلا کر بولا۔

''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میری آپ سے کیا دشمنی ہوگئی ہے سونیا جی، میں نے تو ہمیشہ ہی آپ سے دوستی اور تعاون کا ثبوت دیا ہے۔''

''کنور جیت میں نے پہلے بھی تم سے کہا تھا تمہارا تعلق جس دنیا سے ہے ہم اس سے بہت دور کے لوگ ہیں، تم ایک اچھے انسان کی حیثیت سے ہمارے سامنے آئے تھے۔ ہم نے سادہ دلی سے تمہارا استقبال کیا اس سادہ دلی سے تم غلط فہمیوں کا شکار ہوگئے اور تم نے چند ایسی حرکتیں کیں جس سے تمہاری اصلی شکل میری نگاہوں میں آ گئی اور اس کے بعد کنور جیت تم میری نگاہوں میں وہ نہ رہے جو تھے۔''

''ہوسکتا ہے سونیا جی آپ میری کسی بات کا برا مان گئی ہیں، لیکن میں قسم کھاتا ہوں کہ آپ کو دیکھ کر پہلی ہی نگاہ میں میں گھائل ہوگیا تھا۔ میں نے دل میں سوچا تھا کہ جب زندگی گزرے تو صرف آپ کے ساتھ، میں نے آپ کے بہتر مستقبل کے لئے اصلی فلم کی کہانی میں اسٹوری رائٹر سے ایسی تبدیلیاں کرائیں کہ آپ فلم پر چھا جائیں۔ راجکماری فیل ہوجائے آپ کے سامنے مگر آپ نے میری ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا۔''

''تم نے یہ سوچا تھا کنور جیت کہ تمہاری زندگی میرے ساتھ گزرے گی......؟''

''ہاں سونیا جی۔''

''کیسے کنور جیت، ہمارے تو مذہب بھی ایک نہیں ہیں کس حیثیت سے تمہارے ساتھ رہتی۔''

''کلا کا کوئی مذہب نہیں ہوتا کلاکار ان ساری باتوں سے دور ہوتا ہے ہم دوست بن کر رہتے ایک دوسرے کے پریمی بن کر رہتے پریم بیچ میں ہوتو پھر کیا رہ جاتا ہے سنسار میں سارے مذہب پریم کی شکشا ہی تو دیتے ہیں۔'' کنور نے کہا۔

''مگر تم نے یہ کیسے سوچ لیا کنور کہ اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو میں بھی تمہاری محبت کا جواب محبت ہی سے دوں گی۔''

''کیا خرابی ہے مجھ میں کونسی برائی ہے آپ نہیں جانتیں میرے ایک اشارے پر لڑکیاں زہر پی لیتی ہیں۔''

''آپ سے پہلے میں کسی اور سے بھی تو محبت کرسکتی تھی کنور جی......''

''کیا ایسی کوئی بات ہے۔''

''ہاں کنور جی ہے۔ ایک مقدس ہستی ہے جسے میں چاہتی ہوں، آپ سے بہت پہلے سے چاہتی تھی مگر افسوس میں نے اس کا دل توڑنے کا گناہ کیا ہے میں نے اس کے ساتھ جو کچھ کیا ہے کاش اس کا کفارہ ادا کرسکوں ایک بار بس ایک بار وہ مجھے مل جائے تو میں کفارہ ادا کردوں۔ صرف ایک بار......''

''کہاں ہے وہ......''

''بس ہے...... کیا بتاؤں آپ کو......'' سونیا نے کہا اور کنور کے چہرے پر سرخی آ گئی۔ سونیا کے ہاتھ پاؤں کس کر بندھے ہوئے تھے اس سے کوئی

خطرہ کم از کم اس حالت میں نہیں تھا اس احساس نے اسے ایکبار پھر دیوانہ کر دیا کہ سونیا اس سے صرف اس لئے نفرت کرتی ہے کہ اسے کسی اور سے محبت ہے۔ اس دیوانگی کے عالم میں اس نے کہا۔''

''اب مجھے حق حاصل ہو گیا ہے سونیا کہ میں تجھ پر ہر طرح کے حقوق حاصل کرلوں۔ جو محنت میں نے تجھ پر کی ہے اس کا صلہ حاصل کرلوں۔ تجھے یہ سن کر خوشی ہوگی حسین لڑکی کہ تجھے میں نے اغواہ کرایا ہے ٹھاکر بلبیر سنگھ کی مدد سے بڑا لمبا جال پھیلایا ہے میں نے تیرے لئے۔ اس جال میں تو ہی نہیں تیرا وہ اپاہج چچا بھی پھنسے گا، میں صرف شوبز کا آدمی ہی نہیں ہوں ایک ذہین سیاستدان بھی ہوں۔ یہ سب کچھ میرے ایما پر ہوا ہے اور اس کے بعد بھی جو کچھ ہوگا وہ میرے ہی ذریعہ سے ہوگا جانتی ہو میں کب سے تجھ پر کام کر رہا ہوں۔ اس دن سے جب تو نے میری توہین کی تھی۔ میں نے...... کنور جیت پُرنفرت لہجے میں اپنے کارناموں کی تفصیل دہرانے لگا جوش کے عالم میں اس نے جونسن اور پیٹر سے لے کر اب تک کی کارروائیوں کی پوری داستان سونیا کو سنا دی پھر بولا اور اب میں تیرے مغرور حسن کو شکست دوں گا۔ تیرے تصورات کے سارے بت گرا دوں گا تو نے مرد کی قوت کا غلط اندازہ لگایا تھا سونیا اب مجھے تجھ سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔''

سونیا پھٹی پھٹی نظروں سے کنور جیت کو دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے بے بسی سے اپنے بندھے ہوئے ہاتھ پاؤں دیکھے اور کنور جیت شیطانی انداز میں ہنس پڑا۔ پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

❁❁❁

غلام شاہ پھنکارتا پھر رہا تھا اس کی پلکوں نے جھپکنا چھوڑ دیا تھا۔ رہ رہ کر وہ غرانا شروع کر دیتا تھا۔ ''دھت تیرے کی حرام خور، ارے ایسے ہوت رہیں ٹھاکر، بڑے نام سنے تھے رے عورت کے پیچھے چھپ کر لڑو گے رے۔ ہارے ٹھاکر بلبیرا، کا گالی دیں رہے تو کا۔'' اکبر شاہ کا چہرہ الگ کالا پڑا ہوا تھا وہ مصلحتاً جگت سنگھ کا آدمی بن گیا تھا لیکن اس کے ذہن میں نجانے کیا کیا منصوبے جنم لے رہے تھے اس سلسلے میں اس نے اپنے ساتھ لے جانے کے لئے پانچ افراد کا انتخاب کیا تھا جن میں چنکو اور منکو بھی شامل تھے۔ ایاز اور گلاب کو بھی اس نے اپنے ساتھ رکھا تھا اور ان لوگوں کو تفصیلات سمجھا دی تھیں کہ انہیں کیا کرنا ہے اکبر شاہ ہر قیمت پر سونیا کو زندہ سلامت اور باعزت واپس لانا چاہتا تھا دل میں پتہ نہیں کیا کیا وسوسے آ رہے تھے اور یہ وسوسے اس کے خون کی روانی کو تیز کئے ہوئے تھے ادھر جگت سنگھ بھی واپس پہنچنے کے بعد مستعد ہو گیا تھا۔ بھلا کو وہ اپنے ساتھ ہی لے گیا تھا پونم سنگھ کے ساتھ مل کر اس نے کچھ مشورے کئے اور بھلا کو بھی ان مشوروں میں شریک رکھا اس نے پونم سنگھ کو ہدایت دی کہ بیس افراد کا قافلہ تیار کر کے وہ راون سنگھ کے علاقے میں جائے اور راون سنگھ سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کرے راون سنگھ اگر اسے مل جائے تو جگت سنگھ کا پیغام اسے دے دے

یہ پیغام جگت سنگھ نے پونم سنگھ کو سمجھا دیا تھا غرضیکہ تمام تیاریاں بہت ہی برق رفتاری سے ہوئیں اور اس کے بعد بیس جوان پوری طرح تیار ہو کر سرکس کی جانب چل پڑے جہاں سے غلام شاہ کے بھتیجے اکبر شاہ کو بھی ساتھ لینا تھا۔ اکبر شاہ نے اپنے ساتھ جن لوگوں کو تیار کیا تھا وہ تین گھوڑوں پر سوار موجود تھے چنکو اور منکو، ایاز اور گلاب کے ساتھ ان گھوڑوں پر بیٹھے ہوئے تھے دور سے انہوں نے جگت سنگھ کے آدمیوں کو پونم سنگھ کی رہنمائی میں آتے ہوئے دیکھ لیا تھا پونم سنگھ پاس پہنچا تو غلام شاہ باہر نکل آیا اور اس نے پونم سنگھ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''سن رے بھائی تو جو کوسس کرتے رہے او...... تیرے ہی آدمیوں کے لئے بھلی رہے نا تو ٹھاکر سے کہہ کہ ہمیں اجاجت دے دے ہم کھود کام کرلئی ہے۔''

''نہیں شاہ صاحب مجھے جو حکم ملا ہے میں اس کے تحت کام کرنا چاہتا ہوں آپ کے جو آدمی میرے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں ان کے لئے میں گھوڑے لایا ہوں۔ یہ خالی گھوڑے آپ کے آدمیوں کے لئے ہیں ٹھاکر جگت سنگھ نے کہا ہے کہ آپ جسے بھی میرے ساتھ بھیجنا چاہیں میں اسے عزت واحترام سے اپنے ساتھ لے جاؤں۔''

''ہم پانچ آدمی آپ کے ساتھ چل رہے ہیں ٹھاکر پونم سنگھ اور ہم اپنے ہی گھوڑوں پر جائیں گے آپ ان گھوڑوں کو واپس کر دیجئے۔''

''جیسا آپ پسند کریں اکبر شاہ صاحب ٹھاکر جگت سنگھ نے کہا ہے آپ کی کسی بات سے انحراف نہ کیا جائے۔''

غلام شاہ نے ایک لمحے کے لئے اکبر شاہ کی طرف دیکھا اور خاموش ہو گیا اس نے اکبر شاہ کے معاملے میں دخل نہیں دیا تھا حالانکہ یہ بات اس کے علم میں نہیں تھی کہ یہاں سے پانچ افراد جا رہے ہیں اکبر شاہ نے اپنے ساتھ مختصر سامان بھی لیا تھا جو عجیب وغریب چیزوں پر مشتمل تھا لیکن اس میں ہتھیار نہیں تھے۔ پونم سنگھ نے وہاں سے آگے بڑھنے کے بعد کہا۔

''اکبر شاہ صاحب کیا آپ کے پاس آتشیں ہتھیار ہیں......؟''

''نہیں ہم سرکس کے لوگ کھیل تماشے دکھا کر انسانوں کا جی بہلاتے ہیں اور اپنے لئے روزی حاصل کرتے ہیں اسلحہ وغیرہ ہم اپنے ساتھ نہیں رکھتے سوائے شکار کی ضروریات کے۔''

''ٹھاکر صاحب نے بھی ہم لوگوں کو مسلح نہیں کیا ہے یہ ہماری روایت ہے کہ اگر ہم کسی امن مشن پر جاتے ہیں تو اسلحہ ساتھ نہیں لیتے ہاں اس کے باوجود اگر دوسری طرف سے اسلحہ کا استعمال ہوتا ہے تو اس کا مقصد اعلان جنگ سمجھا جاتا ہے اور اس کے بعد دشمن کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کی جاتی۔'' اکبر شاہ نے کوئی جواب نہیں دیا پچیس گھوڑے طوفانی رفتار سے سفر طے کرنے لگے اور یہ سفر بہت زیادہ طویل نہیں ثابت ہوا تھا اس علاقے کی سرحدیں جہاں باقاعدگی سے ایک دوسرے سے ملتی تھیں وہاں تک کے راستے ہموار تھے سوائے اس کے کہ دونوں سرحدوں پر نگراں فوجی رہا

کرتے تھے چنانچہ تھوڑی ہی دیر کے بعد پونم سنگھ نے اپنی سرحدیں عبور کر راون سنگھ کے علاقے میں داخل ہو گیا تھا تھوڑے ہی فاصلے پر راون سنگھ کی فوجی چھاؤنی نظر آ رہی تھی جہاں اس کے آدمی پہرے پر موجود تھے تقریباً اسی افراد جو پوری طرح اسلحے سے لیس تھے ان لوگوں کے سامنے آ کھڑے ہوئے اور پونم سنگھ نے اپنا گھوڑا روک دیا اس کے ساتھ ہی باقی لوگ بھی رک گئے تھے تب ان لوگوں میں سے ایک نے آگے بڑھ کر کہا۔

''مہاراج آپ سرحد عبور کر کے راون سنگھ جی کے علاقے میں داخل ہوئے ہیں آپ کا تعلق دوسری طرف سے ہے کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کیسے آنا ہوا......؟''

''ہم ٹھاکر جگت سنگھ کا پیغام لے کر راون سنگھ جی کے پاس جا رہے ہیں تم میں سے اگر کچھ لوگ ہمارے ساتھ آنا چاہیں تو آ سکتے ہیں۔''

''نہیں مہاراج ٹھاکر راون سنگھ کا حکم نہیں ہے کہ ان کی اجازت کے بغیر اتنے لوگوں کو سرحد پار کر کے راون سنگھ جی کے علاقے تک جانے کی اجازت دی جائے آپ اگر ایک دو یا آدمی ادھر جانا چاہتے ہیں تو اپنی تلاشی دے کر وہاں جا سکتے ہیں ورنہ دوسری صورت میں آپ سب کو یہاں رکنا پڑے گا ہم راون سنگھ جی کو اطلاع دیتے ہیں اگر انہوں نے آپ کو اپنے پاس آنے کی اجازت دے دی تو ہم آپ کا راستہ نہیں روکیں گے ورنہ دوسری صورت میں اپ کو واپس جانا ہوگا۔'' پونم سنگھ ایک لمحے کے لئے سوچ میں ڈوب گیا پھر اس نے کہا۔

''ٹھیک ہے ہم انتظار کئے لیتے ہیں لیکن یہ انتظار زیادہ لمبا نہیں ہوگا تم فوراً ٹھاکر راون سنگھ کو جا کر اطلاع دو کہ ان کے چاچا جگت سنگھ جی نے پونم سنگھ کو ان کے پاس ایک خاص کام سے بھیجا ہے اور وہ فوراً ہی پونم سنگھ کو اپنے پاس بلانے کا بندوبست کریں یا پھر خود یہاں آ کر مجھ سے بات کریں۔''

''اطلاع ابھی بھجوا دی جائے گی مہاراج آپ اس طرف آ جائیے اور اپنے گھوڑوں سے اتر آیئے اور یہ بھی بتا دیجئے کہ آپ کے پاس اسلحہ تو نہیں ہے؟''

''نہیں ہم غیر مسلح ہیں۔'' جس شخص نے یہ بات کی تھی اس نے فوراً ہی چار گھوڑے سوار اندرونی علاقے کی جانب دوڑا دیئے اور پھر انہیں سرحد کے قریب ہی کچھ فاصلے پر ایک گھاٹی میں گھوڑوں سے اتار دیا گیا ان کے ساتھ کوئی غلط سلوک نہیں کیا گیا تھا بلکہ وہ لوگ احترام کے ساتھ ہی پیش آ رہے تھے اکبر شاہ اور دوسرے لوگ بڑے بڑے پتھروں پر بیٹھ گئے۔ ایاز، اکبر شاہ کے ساتھ ہی تھا اس نے سرد لہجے میں اکبر شاہ سے کہا۔

''اکبر بھیا یہاں کے حالات دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ گھی سیدھی انگلیوں سے نہیں نکلے گا۔'' اکبر شاہ نے آہستہ سے کہا۔

''یقیناً ایاز ہم سیدھی انگلیوں سے گھی نکالنے کے لئے آئے بھی نہیں ہیں لیکن جو کچھ بھی کرنا ہے بہت احتیاط سے۔ میں صورت حال کی نزاکت کو دیکھ کر تمہیں اشارہ کروں گا اور اس کے بعد ہمیں اپنا کام سرانجام دینا ہے۔'' چنکو منکو اور رگلاب بھی اکبر شاہ کے قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے اور وہ لوگ بہت دیر تک آپس میں سرگوشیاں کرتے رہے تھے۔ ان کی نگاہیں دور دور تک کا جائزہ لے رہی تھیں۔ پونم سنگھ اپنے آدمیوں سے باتیں کر رہا تھا۔ ایاز نے پھر سرگوشی کی۔

''اور اگر ہمیں اندر بلا لیا گیا تو......؟''

''اس کے امکانات کم ہی نظر آتے ہیں بہرحال تم دونوں پروگراموں سے واقف ہو۔ راستے ذہن نشین کر لئے ہیں تم نے......؟''

''ہاں پوری طرح......؟'' ایاز نے جواب دیا۔ وقت گزرتا رہا چھاؤنی کے سپاہی پوری طرح مستعد تھے اور ان پر کڑی نگاہ رکھ رہے تھے پھر ان میں ہلچل سی مچ گئی اور وہ بھاگ دوڑ کرنے لگے بہت دور سے کچھ گھوڑے سوار نظر آ رہے تھے۔ اکبر شاہ نے چنکو اور منکو کو اشارہ کیا اور وہ آہستہ آہستہ ایک طرف رینگنے لگے اتنے چھوٹے تھے وہ کہ ان پر پوری توجہ بھی نہ دی جا سکتی تھی نہ جانے اکبر شاہ کا کیا منصوبہ تھا......!''

سات گھوڑے سوار ان کے قریب آ گئے پونم سنگھ نے آہستہ سے کہا۔ ''وہ راون سنگھ ہے۔'' اس نے جس شخص کی طرف اشارہ کیا تھا وہ درمیانی جسامت کا ایک اٹھائیس سالہ جوان تھا چہرے مہرے میں کوئی خاص بات نہیں نظر آتی تھی۔

''اس کا خود یہاں آ جانا اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ یہ ہمیں اپنے اندرونی علاقے کی حالت ذرا نہیں دکھانا چاہتا۔'' پونم سنگھ نے پھر کہا۔ اکبر شاہ، ایاز یا گلاب خان نے جواب میں کچھ نہیں کہا تھا۔ البتہ جب پونم سنگھ اپنی بات پوری کر کے پھر طرف متوجہ ہو گیا تو اکبر شاہ نے سرگوشی کے انداز میں ایاز سے کہا۔

''تقدیر نے ہمارا ساتھ دیا ہے ایاز جو کام دوسری حکومت میں ہمارے لئے مشکل تھا اب بہت آسان ہو گیا ہے اندرونی علاقوں میں اپنا کام کر کے ہمارے لئے یہاں تک سفر کرنا مشکل ہوتا لیکن اب......''

''ہاں اکبر بھیا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔''

''تم اشارے دے دو......'' اکبر شاہ نے کہا۔

''کیا کہہ دوں......؟''

''ان سے کہو کہ ہوشیاری سے دوسرے اشاروں کا انتظار کریں......'' اکبر شاہ نے کہا اور ایاز اپنی جگہ کھڑا ہو گیا۔ اس نے خلا میں ہاتھ نچانا شروع کر دیئے گو یہ ایک عجیب حرکت تھی اور ناواقف لوگوں کو اس پر حیرت ہو سکتی تھی لیکن اس وقت سب راون سنگھ کی طرف متوجہ تھے اس لئے ایاز کی اس انوکھی حرکت پر کسی نے توجہ نہ دی۔ لیکن جن کے لئے یہ اشارے دیئے گئے تھے وہ بخوبی یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ یہ چنکو اور منکو تھے جو ان لوگوں سے علیحدہ ہو کر درے کی چٹانوں کے پیچھے جا چھپے تھے۔ منکو نے کہا۔

''پیچھے اور پیچھے پہاڑوں کے پاس، نہیں گہرائیوں میں، اوہ ہاں ان کے ٹھکانے پر سمجھ گیا۔ وہاں جہاں ان لوگوں کا ساز و سامان ہے۔ ہاں او

راندازہ لگانا ہے رکنا ہے تیاریاں کرنا ہے انتظار کرنا ہے۔ خوب سمجھ گئے نا...... سمجھ گئے نا۔''

''ہاں منکو بھیا......!'' چنکو نے جواب دیا۔

''آؤ منکو نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک پتلی سی دراڑ میں رینگ گئے۔ دراڑ ڈیڑھ دو فٹ سے زیادہ چوڑی نہیں تھی۔ عام لوگ اس میں داخل ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے لیکن یہ دونوں اپنی ننھی جسامت سے فائدہ اٹھا کر وہاں تک پہنچ گئے جہاں دراڑ ختم ہوتی تھی۔ یہاں چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں نظر آ رہی تھی جو ان کے خیموں کو چھپانے کے لئے کافی تھیں۔ جھاڑیوں کی آڑ میں رک کر انہوں نے اس طرف دیکھا جہاں بھورے رنگ کے بے شمار خیمے نظر آ رہے تھے یہ چھاؤنی والوں کا ڈیرہ تھا یہاں چار گاڑیاں بھی نظر آ رہی تھیں البتہ کسی انسان کا وجود نہ تھا ویسے یہ خیمے ایسے محفوظ مقام پر تھے کہ ان پر کسی طرف سے حملہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہاں انہوں نے حملوں سے بچاؤ کا انتظام بھی کر رکھا تھا لیکن اس وقت وہ یہ غلطی کر گئے تھے کہ انہوں نے اس جگہ کو بالکل خالی چھوڑ دیا تھا۔ وجہ شاید یہ بھی تھی کہ عقب سے کوئی خطرہ نہیں تھا اور جو لوگ آئے تھے وہ سامنے سے آئے تھے اس کے علاوہ کسی کا نظر بچا کر یہاں آنا بھی مشکل تھا اب یہ کون جانتا تھا کہ مقابلہ بازی گروں سے ہے جو ہر ناممکن کو ممکن بنانے میں کمال رکھتے ہیں۔

چنکو اور منکو خیموں کے پاس پہنچ گئے یہاں ان کا راج ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے برق رفتاری سے خیموں کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ بہت کچھ تھا لیکن انہیں صرف اکبر شاہ کے منصوبے پر عمل کرنا تھا۔ اکبر شاہ نے ان دونوں کو خصوصی طور پر ساتھ لیا تھا ہر چویشن کے بارے میں بتا دیا تھا کہ اگر یہ صورتحال ہو تو کیا کرنا ہو گا۔ دوسری کیفیت پیش آ جائے تو پھر کیا تبدیلی ہو گی۔ وہاں وہ اپنے کام میں مصروف ہو گئے کارتوسوں کی ایک پیٹی کھول کر انہوں نے اس کے کارتوس ایک جگہ ذخیرہ کر دیئے پھر ایسے خشک کپڑے ان کے گرد رکھ دیئے جو آسانی سے آگ پکڑ سکتے تھے مزید یہ آسانی انہیں مٹی کے تیل کی ان بوتلوں سے حاصل ہو گئی تھی جو یہاں موجود لوگوں کی ضرورت کے لئے موجود تھیں چنانچہ یہ کپڑے تیل میں بھگو دیئے گئے۔ یہ کام چنکو کر رہا تھا منکو نے دوسرا کام کیا یعنی پتھر کے ٹکڑے کی نوک سے اس نے چند کارتوس احتیاط سے کھول لئے اور ان کا بارود ان کارتوسوں کے ذخیرے پر ڈال دیا وہ انتہائی مہارت سے یہ سب کچھ کر رہے تھے۔ اس کام سے فارغ ہو کر وہ وہاں سے ہٹ گئے اور کوئی ایسی بلند جگہ تلاش کرنے لگے جہاں سے اس جگہ کا نظارہ کیا جا سکے جہاں وہ لوگ موجود تھے۔ پھر ایک بلند چٹان اس مقصد کے لئے منتخب کر لی گئی منکو کے ہاتھ میں ایک پستول نظر آ رہا تھا جو اس نے یہیں سے منتخب کیا تھا اور اس میں کارتوس ڈال لئے تھے۔ بلند چٹان پر پہنچ کر منکو نے چنکو سے کہا۔

''کیا یہاں سے تم ایاز اور اکبر شاہ کو دیکھ سکتے ہو، میرے خیال میں یہ مشکل ہے یہاں کیونکہ ہمیں وہ جگہ نظر نہیں آ رہی، جہاں اکبر شاہ وغیرہ موجود ہیں۔'' چنکو نے کہا۔

''میں خود بھی یہی سوچ رہا تھا منکو بھیا، لیکن ایک مسئلہ اور بھی ہے، ہمیں جو کچھ کرنا ہے اس کے نتیجے سے اپنے آپ کو بچانا بھی تو ہوگا، اگر یہ کارتوس چھٹیں گے تو ان کی گولیاں کدھر جائیں گی اس کا تمہیں اندازہ ہے۔ یہ چٹان ہمارے لئے بہترین پناہ گاہ ہے ویسے میرا خیال ہے وہ لوگ وہاں ضرور پہنچیں گے جہاں یہ نئے لوگ آئے ہیں اس کے علاوہ آس پاس کوئی ایسی جگہ بھی تو نہیں ہے جسے ہم اپنے لئے منتخب کرلیں۔'' منکو پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ ادھر راون سنگھ نے پہلے اپنے آدمیوں کے قریب پہنچ کر ان سے تمام صورت حال معلوم کی، جو اطلاع اس تک پہنچی تھی وہ اس کے لئے کافی دلچسپ تھی۔ ٹھاکر جگت سنگھ نے کبھی ان لوگوں سے کوئی رابطہ قائم نہیں کیا تھا۔ لیکن اب پہلی بار جگت سنگھ کے آدمیوں نے سرحد عبور کی تھی اور یہ سچ بھی تھا کہ راون سنگھ آنے والوں کو آبادیوں تک نہیں آنے دینا چاہتا تھا اور وہاں کے حالات ٹھاکر جگت سنگھ سے پوشیدہ ہی رکھنا چاہتا تھا۔ حالانکہ اسے اندازہ تھا کہ اجے پال سنگھ نے یقینی طور پر ٹھاکر جگت سنگھ سے رابطہ قائم کر کے یہاں کی صورت حال اسے بتادی ہوگی۔ بہرحال اپنے آدمیوں سے ان لوگوں کے بارے میں معلوم کر کے اس نے ادھر دیکھا اور پھر حکم دیا کہ ان سب کو یہیں بلا لیا جائے۔ چنانچہ دو آدمیوں نے پونم سنگھ اور دوسرے لوگوں سے کہا...... کہ ٹھاکر راون سنگھ خود ہی ان سے ملنے آگیا ہے، وہ اس سے بات کرلیں۔ تمام لوگ اس طرف چل پڑے جدھر راون سنگھ اپنے گھوڑے پر سوار موجود تھا۔ اس کے چہرے پر رعونت نظر آرہی تھی گو کسی بڑی جسامت کا آدمی نہیں تھا وہ لیکن کافی مغرور معلوم ہوتا تھا خود پر۔ یہ سب وہاں پہنچے تو اس نے مسکراتی نگاہوں سے پونم سنگھ کو دیکھ کر کہا۔

''آیئے آیئے پونم جی...... بالآخر ہمارے چاچا کو خیال آہی گیا ہمارا۔ کہئے کیسے آنا ہوا......؟''

''ہم ٹھاکر جگت سنگھ کا ایک پیغام لے کر تمہارے پاس آئے ہیں راون سنگھ جی۔''

''کیسے ہیں ہمارے چاچا ٹھاکر؟ وہ تو بھول ہی گئے کہ ہمارا ان کا کوئی خون کا رشتہ بھی ہے۔''

''رشتوں کے بارے میں تو ٹھاکر صاحب آپ چاچا بھتیجے ہی بات کر سکتے ہیں، ویسے وہ تو بالکل ٹھیک ہیں اور آپ کی خیریت چاہتے ہیں۔''

''ارے ہم تو بالکل خیریت سے ہیں ہمارے چاچا ٹھاکر کو بتا دینا کہ کوئی تکلیف نہیں ہے ہمیں، ہاں چاچا ٹھاکر ہماری وجہ سے بڑی تکلیف میں ہیں اس کا ہمیں افسوس ہے۔'' راون سنگھ نے مکاری سے کہا۔

جاری ہے......

''جو پیغام انہوں نے آپ کے لئے بھیجا ہے ٹھاکر صاحب وہ یہ ہے کہ دریا پار سے ہمارے ہاں نیا نگر میں کچھ مہمان آئے ہیں، ان میں ایک فلم یونٹ ہے اور ایک سرکس ہے۔ سرکس والے میلے میں حصہ لینے کے لئے آئے تھے لیکن ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے، ٹھاکر کسی کو مہمان بناتے ہیں تو اس کی عزت کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کرتے ہیں اور مہاراج راون سنگھ آپ کے ہاں سے ایک ایسی کارروائی ہوئی ہے جو ٹھاکروں پر جچتی نہیں۔''

''وہ کیا پونم سنگھ جی......''

''بلبیر سنگھ نے سرکس کی ایک لڑکی کو اٹھالیا ہے اور یونٹ کے ایک نوجوان کو اغواء کرلیا ہے، ٹھاکر بلبیر سنگھ بھی ٹھاکر ہیں ان کی کوئی دشمنی چلتی ہے سرکس والوں سے لیکن دشمنیاں ایسے تو نہیں نکالی جاتیں ٹھاکر، ہماری تو دشمنیاں بھی مثالی حیثیت رکھتی ہیں کیا ٹھاکر راون سنگھ یہ پسند کریں گے کہ باہر کے لوگ جب اپنی دنیا میں جائیں تو نیا نگر کے بارے میں ایسی کہانیاں لے جائیں، جن کا تعلق کبھی ٹھاکروں سے نہیں رہا۔''

''نیا نگر کی ریت تو چاچا ٹھاکر نے ہی بدلی ہے انہوں نے بھی تو ایسے کام شروع کر دیئے ہیں جو ٹھاکر نہیں کیا کرتے تھے۔ وہ ہمارے اندرونی معاملات میں دخل دے رہے ہیں۔ پھر بتاؤ ہم لوگ اپنے بچاؤ کے لئے یہ سب کچھ کیوں نہ کریں۔ چاچا ٹھاکر نے دنیا کو دکھانے کے لئے ہمارا حصہ ہمیں دے دیا لیکن اپنے تجربے سے فائدہ اٹھا گئے ہمیں ایسی جگہ دے دی انہوں نے جو ہمارے لئے بالکل بے کار تھی یہاں نہ تو زراعت ہے نہ کارخانے ہیں نہ ایسی دوسری جگہیں ہیں، جہاں سے ہم اپنے شہریوں کا پیٹ بھر سکیں، چاچا ٹھاکر نے سوچ سمجھ کر یہ علاقہ ہمیں دیا تھا تاکہ ہم اپنی موت آپ مر جائیں۔ جینے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں ہم اور اس میں سب کچھ جائز ہے ویسے مجھے نہیں معلوم کہ بلبیر نے سرکس کی کوئی لڑکی اٹھائی ہے۔ لیکن اگر اس نے ایسا کیا بھی ہے تو یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے، بلبیر ہمارے لئے بہت کام کر رہا ہے اگر اس کا دم نہ ہوتا تو شاید یہاں کے عوام کے بعد ہم لوگ بھی بھوکا مرنا شروع ہو جاتے، اس نے بڑی دولت اکٹھا کی ہے ہم لوگوں کے لئے اور ہماری بستیوں کی زندگی کے لئے مسلسل جدوجہد کر رہا ہے، ایک ایسا آدمی اگر اپنی ذاتی دشمنی کے لئے کوئی قدم اٹھا بھی لیتا ہے تو اسے روکنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔''

''تو کیا آپ کی طرف سے ٹھاکر جگت سنگھ کو یہی جواب دے دیا جائے؟'' پونم سنگھ نے پوچھا۔

''جواب تو ہمارے پاس بہت سے ہیں چاچا ٹھاکر کے لئے مگر کچھ آگے پیچھے کی باتیں کی جاسکتی ہیں اگر چاچا ٹھاکر ٹھاکروں کی عزت کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں تو ہمارا بھی انہیں ایک پیغام دے دیا جائے۔ وہ پیغام یہ ہے کہ سب سے پہلے اجے پال سنگھ غدار کو ہمارے حوالے کر دیں ان تمام آدمیوں کے ساتھ جو جیل سے بھاگے ہیں، جو ہمارے قیدی ہیں اور چاچا ٹھاکر کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ انہیں پناہ دیں۔ چاچا ٹھاکر اگر ہم سے اچھے تعلقات چاہتے ہیں تو پھر ان آدمیوں کو سب سے پہلے ہمارے حوالے کر دیں، دوسری بات یہ کہ کچھ اسلحہ منگوایا تھا ہم نے باہر سے اور وہ اسلحہ نہایت چالاکی

سے چاچا ٹھاکر نے بیاولی ندی کی وجہ سے اپنے قبضہ میں کرلیا، ہمارے پاس اگر بیاولی پار کرنے کے راستے ہوتے تو چاچا ٹھاکر کو کبھی پتہ نہ چلتا کہ ہم باہر کی دنیا سے کیا کر رہے ہیں۔ انہوں نے ہمیں ایک طرح سے اپنا قیدی بنالیا ہے اس سلسلے میں بھی ان سے کبھی تفصیل سے بات چیت ہو جائے گی لیکن اگر تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ سرکس کی لڑکی اور فلم والا لڑکا تمہیں واپس مل جائے تو چاچا ٹھاکر سے کہو کہ فوری طور پر وہ سارا اسلحہ سرحد پار پہنچادیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہی اجے پال کو بھی ہمارے حوالے کر دیں مع اس کے تمام ساتھیوں کے اور اگر ایسا کر دیا جاتا ہے تو پھر ہم تم سے تعاون کریں گے اور وہ سب کچھ تمہارے حوالے کر دیا جائے گا جو تم چاہتے ہو، دوسری صورت میں چاچا ٹھاکر سے کہہ دینا کہ ان کا بھتیجا ان کی بات نہ ماننے کے لئے مجبور ہے۔''

''یہ آپ کا آخری جواب ہے ٹھاکر صاحب......؟''

''راون سنگھ ہمیشہ آخری جواب دیتا ہے اس کے جواب میں کوئی لچک نہیں ہوتی۔'' راون سنگھ نے جواب دیا۔ ایاز اکبر شاہ کی جانب دیکھ رہا تھا، اکبر شاہ کا چہرہ گہرا سرخ ہو گیا تھا۔ وہ چند لمحات ٹھاکر راون سنگھ کو دیکھتا رہا اس کی نگاہیں ادھر ادھر بھٹکتی رہیں، پھر اس نے ایاز کو آنکھ سے اشارہ کر دیا اور ایاز کے دونوں ہاتھ فضا میں بلند ہو گئے۔ بظاہر یوں لگ رہا تھا ایسے وہ اپنی آستینیں سمیٹ رہا ہو لیکن اس کے ہاتھ ایک مخصوص ڈائریکشن میں گردش کر رہے تھے اور یہ چنکو منکو کے لئے اشارہ تھا کہ وہ اپنے کام کا آغاز کر دیں پونم سنگھ نے کہا۔

''ٹھاکر مہاراج کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں آپ کا پیغام ٹھاکر جگت سنگھ کو دے دوں اور ان سے خود کہہ دوں کہ راون سنگھ جی کی باتوں پر غور کریں اور انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کریں اس دوران آپ اچھے تعلقات کے لئے جگت جی سے تعاون کریں دیکھئے اگر وہ لڑکی نیا نگر ہی کی ہوتی تو ساری باتیں اپنی جگہ تھیں بات مان لی جاتی لیکن مہمانوں کا تو آپ بھی احترام کرتے ہیں۔''

''ملبیر کی بات، بلبیر جانے، میں اسے خصوصی طور پر مجبور کر سکتا ہوں کہ وہ لڑکی واپس کر دے اور وہ میری بات مان بھی لے گا، مگر اس کے بغیر ممکن نہیں ہے۔'' ابھی راون سنگھ کے منہ سے بات پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ دفعتہً ایک دھماکہ ہوا اور اس کے بعد دھماکوں کا طوفان آ گیا۔ وہاں موجود تمام ہی لوگ بری طرح چونک پڑے تھے۔ ٹھاکر راون سنگھ نے بھی پلٹ کر دیکھا اور دھوئیں کے ان بادلوں پر غور کرنے لگا جو ان کی چھولداریوں سے بلند ہونے لگے تھے۔ دھماکے مسلسل ہو رہے تھے، یوں لگتا تھا جیسے بہت سے لوگوں نے ادھر حملہ کر دیا ہو۔ راون سنگھ نے غرا کر کہا۔

''دیکھو جاؤ کوئی چال چل دی گئی ہے، جاؤ مقابلہ کرو۔'' کیونکہ کسی خاص آدمی کو مخاطب نہیں کیا گیا تھا اس لئے تمام ہی لوگ بھرا مار کر اس طرف دوڑے۔ خود ٹھاکر نے اپنی رائفل شانے سے اتار کر ہاتھوں میں لے لی تھی اور اپنے گھوڑے کا رخ تبدیل کرنے لگا تھا کہ دفعتہً ہی اکبر شاہ نے ایک

لمبی چھلانگ لگائی اور اتنی نپی تلی چھلانگ تھی یہ کہ وہ سیدھا اپنی جگہ سے اٹھا کر راون سنگھ کے گھوڑے کی پشت پر پہنچ گیا۔ راون سنگھ کو زوردار جھٹکا لگا تو رائفل اس کے ہاتھ سے نکل کر نیچے گر پڑی وہ سمجھنے بھی نہ پایا تھا کہ کیا ہوا ہے کہ اکبر شاہ نے اس کے گھوڑے کی لگامیں اپنے ہاتھ میں سنبھال لیں اور اس کے بعد اس کے حلق سے ایک غرائی ہوئی دھاڑ نکلی۔''

''بھاگو، واپس بھاگو۔''

راون سنگھ کے آدمی اس کا اشارہ ملتے ہی کچھ اس طرح بدحواس ہو کر اپنے چھولداریوں کی سمت لپکے تھے جیسے موت ان کا پیچھا کر رہی ہو، انہوں نے پلٹ کر بھی نہیں دیکھا تھا کہ راون سنگھ کا کیا حال ہوا۔

ادھر اکبر شاہ بھی بے وقوف نہیں تھا اس نے ایک ہاتھ سے لگام سنبھالی اور دوسرے ہاتھ سے راون سنگھ کا منہ بھینچ لیا ادھر اس کے حرکت میں آتے ہی ایاز اور گلاب پھرتی سے اپنے گھوڑوں کی جانب لپکے اور انہوں نے چیخ کر پونم سنگھ سے کہا۔

''پونم سنگھ جی فوراً واپسی کا سفر شروع کر دیجئے راون سنگھ ہمارے قبضے میں ہے۔'' اکبر شاہ نے ان لوگوں کی بات بھی نہیں سنی تھی اور اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اکبر شاہ ان سے کافی دور نکل گیا ادھر اس کے ساتھی بھی دوڑ پڑے تھے۔ ایسی حالت میں پونم سنگھ کے یہاں رکنے کا کوئی جواب نہیں تھا وہ گھگھیائے ہوئے سے لہجے میں چیخا۔

بھاگو اور پھر خود بھی وہ اپنے گھوڑے کی طرف لپکا تھا۔ سارے گھوڑے افراتفری کے عالم میں واپس دوڑ پڑے تھے لیکن پونم سنگھ کے حواس قائم نہیں تھے یہ سب کچھ تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ ادھر راون سنگھ مسلسل اکبر شاہ کے چنگل سے نکل جانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی فولادی شکنجے میں پھنس گیا ہو اس کی کوئی کوشش کارگر نہ ہو رہی تھی۔ پھر اس کے کانوں میں اکبر شاہ کی غراہٹ ابھری۔

''کچھ دیر اور جینا چاہتے ہو تو خاموش بیٹھے رہو، اگر میں نے تمہیں چھوڑ بھی دیا تو گھوڑے سے گر کر تمہارے بدن کی ایک ایک ہڈی ٹوٹ جائے گی یا اگر میں نے ہاتھ کی گرفت سخت کر دی تو بس تمہارا دم نکل جائے گا۔ بات سمجھ میں آ رہی ہے۔'' دونوں ہی باتیں راون سنگھ کی سمجھ میں آ گئی اور اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے ایاز اور گلاب بھی اکبر شاہ کے دائیں بائیں گھوڑے دوڑا رہے تھے وہ بار بار گردن گھما کر پیچھے بھی دیکھتے جا رہے تھے کافی دور نکل آنے کے بعد انہوں نے رفتار سست کر دی جگت سنگھ کے علاقے کی سرحد سامنے ہی تھی اور وہاں جگت سنگھ کے آدمی نظر آ رہے تھے۔ سرحد میں داخل ہو کر ہی انہوں نے گھوڑے روکے تھے اور یہاں گھوڑے سے اتر کر اکبر شاہ نے راون سنگھ کو پونم کے حوالے کر دیا تھا۔

''ہمیں کچھ دیر یہاں رک کر اپنے دونوں ساتھیوں کا انتظار کرنا ہوگا۔'' اکبر شاہ نے پونم سنگھ سے کہا تب پونم سنگھ کو چنگو اور منگو یاد آئے۔

''ارے وہ۔ وہ مہاراج وہ دونوں۔''

''آتے ہوں گے فکر مت کرو.....'' اکبر شاہ نے اعتماد سے کہا اور پھر پونم سنگھ کے استفسار پر وہ بتانے لگا کہ راون سنگھ کے فوجی خیموں میں دھماکے کرکے ان لوگوں کو بدحواس کرنے والے وہی دونوں تھے۔ پونم سنگھ کو چکر آرہے تھے۔ اسے غلام شاہ کے الفاظ یاد تھے۔

''ماپھی دینا ہم کو بھائی جگت اگر ہم تو ہار گئے، ماں اندھیر مچائی دے رہیں۔''

''وہ سوچ رہا تھا کہ یہ لوگ واقعی یہ سب کچھ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔''

❁❁❁

سونیا بہت باہمت تھی لیکن اس وقت اس کے چہرے پر خوف کے آثار ابھر رہے تھے۔ وہ بے بس تھی اور اس شیطان سے اپنا بچاؤ نہیں کرسکتی تھی کنور نے بھی اسی لئے ہمت کرلی تھی ورنہ وہ یہ جرات نہ کرپاتا۔ کنور جیت آہستہ آہستہ اس کے قریب پہنچ گیا۔ غار میں نصب مشعل کی روشنی میں اس کا چہرہ بھیانک نظر آرہا تھا۔

''اگر تم کنور کی محبت قبول کرلیتیں سونیا تو شاید یہ سب کچھ نہ ہوتا جو اب ہونے جارہا ہے لیکن تم نے مجھے دو کوڑی کا انسان کردیا میرا وہ تمام غرور خاک میں ملادیا تم نے جو مجھے خود پر تھا تم خود مجھے اس راستے پر لائی ہو سونیا ورنہ شاید زندگی میں میں نے کبھی اس قدر وحشت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ انسان کی زبان انسان کو کس قدر وحشی بنادیتی ہے اس کا اندازہ تمہیں اب ہوجائے گا۔''

''میرے ساتھ ساتھ پاؤں بندھے ہوئے ہیں کنور کیا تم مردانگی کا ثبوت دیتے ہوئے میرے ان ہاتھ پاؤں کو بھی نہیں کھول سکتے۔'' سونیا نے کہا۔

''جب برائی میرے وجود میں ابھر ہی آئی ہے تو پھر تم مجھ سے کسی شرافت کی توقع کیوں رکھتی ہو افسوس تم اپنے ہاتھوں پامال ہورہی ہو سونیا بہر طور مجھے اس کا افسوس رہے گا میں تمہارا غرور توڑنے کے بعد یہاں سے چلا جاؤں گا اور بڑے اطمینان سے واپس شیکھا کے پاس پہنچ جاؤں گا اور اس سے کہوں گا کہ بلبیر سنگھ نے تمہیں اور مجھے اغواء کیا تھا لیکن چونکہ میرا اس سے کوئی جھگڑا نہیں تھا اس لئے بالآخر اس نے مجھے آزاد کردیا اور سونیا تم اپنی انا کا مزا چکھوگی میرے بعد بھی بلبیر سنگھ تمہیں نہیں چھوڑے گا اور ہوسکتا ہے کہ تم اس کے آدمیوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن جاؤ۔''

''دیکھو کنور جیت ہم لوگ مہذب دنیا کے باشندے ہیں ہمیں بہر طور دشمنی بھی تہذیب سے کرنی چاہئے تم مجھ سے کوئی بدتمیزی نہیں کروگے دیکھو میں کہے دیتی ہوں تم مجھ سے کوئی بدتمیزی نہیں کروگے۔'' کنور جیت کے ہونٹوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی اور پھر وہ سونیا کے بالکل قریب پہنچ گیا اس کے ہاتھ آگے بڑھے اور اسی وقت عقب سے کچھ آہٹیں سنائی دیں اور وہ چونک کر پلٹا آنے والا ایک پہرے دار تھا جو ایک چشم تھا اس کی ایک

آنکھ پر کالے رنگ کا ٹیپ چڑھا تھا حلیہ بھی بگڑا ہوا ہی سا تھا۔ کنور جیت جھلائے ہوئے انداز میں کھڑا ہو گیا اور اسے دیکھنے لگا۔

''تم یہاں کیوں آ مرے؟'' اس نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

''برتن لینے آئے ہیں مہاراج کھانا نہیں کھایا آپ نے کیا۔'' اس نے کھانے کے برتنوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جب کھانا کھا لیں گے تمہیں بلا لیں گے بھاگ جاؤ۔'' کنور جیت غرایا اور پہرے دار نے دونوں شانے ہلا دیئے پھر سونیا کی طرف دیکھ کر بولا۔

''ارے یہ بیچاری کھانا کیسے کھائے گی اس کے تو ہاتھ پیر ہی بندھے ہوئے ہیں.....''

''میں کہتا ہوں تم بھاگ جاؤ یہاں سے کھا لے گی یہ کھانا میں کھول دوں گا اس کے ہاتھ پاؤں۔''

''نا مہاراج کھانا تو کھا ہی لینا چاہئے بیچاری کو ہم کھولے دیتے ہیں اس کے ہاتھ پاؤں۔ پہرے دار نے کہا اور سونیا کی جانب بڑھ گیا لیکن کنور جیت نے اس کا راستہ روکتے ہوئے کہا۔''

''تم جانتے ہو میں بلبیر سنگھ کا دوست ہوں جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہی کرو بھاگ جاؤ اس کے ہاتھ پاؤں میں خود کھول دوں گا فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔''

''نا مہاراج نا آپ بلبیر سنگھ کے دوست ہیں تو ہم بھی انہی کے آدمی ہیں اور جب یہ کھانا سامنے رکھا ہوا ہے تو پھر بھلا اس بیچاری کے ہاتھ پاؤں کیوں نہ کھولیں؟''

''بیوقوف آدمی تمہارے ساتھیوں ہی نے اس کے ہاتھ پاؤں باندھے ہیں اگر اس کے ہاتھ پاؤں کھل گئے تو یہ بہت خطرناک ثابت ہو گی تمہارے لئے۔''

''ارے چھوڑو مہاراج بہوت بہادر ہیں ہم نمٹ لیں گے سب سے۔'' پہرے دار نے کہا اور کنور جیت کے اوسان خطا ہونے لگے پہرے دار کو روکنے کا طریقہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا اس نے دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے پہرے دار اندر آیا تھا اور پھر اپنے قدم دروازے کی جانب بڑھا دیئے لیکن پہرے دار نے پھرتی سے آگے بڑھ کر اس کا راستہ روک لیا۔''

''جا کہاں رہے ہو مہاراج نکل بھاگنے کا ارادہ ہے کیا؟''

''میں خود یہاں آیا ہوں قیدی نہیں ہوں تمہارا۔''

''ارے وہ۔'' پہرے دار ہنس پڑا۔'' قید خانے میں ہو اور قیدی نہیں ہو ارے بھائی ہمیں پاگل مت بناؤ چلو ایسا کرو تم خود ہی اس کے ہاتھ پاؤں کھول دو چلو۔'' پہرے دار نے اسے اندر کی طرف دھکا دیا دھکا اتنا زوردار تھا کہ کنور جیت گرتے گرتے بچا اس کی حالت بگڑتی جا رہی تھی سونیا کے ہاتھ پاؤں کھل جانے کا مطلب وہ اچھی طرح جانتا تھا لیکن پہرے دار بھی بہت جاہل معلوم ہوتا تھا کوئی بات سننے پر آمادہ ہی نہیں تھا وہ پریشان

نگاہوں سے ادھر دیکھنے لگا پہرے دار نے اسے دوسرا دھکا دیا اور کنور جیت سونیا کے پاس پہنچ گیا۔''

''چلو کھولو اس کے ہاتھ پاؤں۔''

''بکواس مت کرو میں تمہاری بات نہیں مانوں گا۔''

''تو پھر ادھر بیٹھ جاؤ خود ہی کھولے دیتے ہیں۔''

پہرے دار نے کنور جیت کو ایک بار پھر سامنے کی سمت دھکا دیا اور اس کے بعد سونیا کے قریب بیٹھ کر اس کے ہاتھ کھولنے لگا سونیا کے منہ سے کوئی آواز نہیں نکل رہی تھی اور کنور جیت کا حلیہ خراب ہونے لگا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے بعد کیا ہونے والا ہے پہرے دار اسے نکل بھاگنے کا موقع بھی نہیں دینا چاہتا تھا اس نے زور سے آواز لگائی۔

''کوئی ہے ارے کوئی ہے اندر آؤ دیکھو یہ بے وقوف آدمی کیا کر رہا ہے۔'' لیکن شاید آس پاس کوئی موجود نہیں تھا پہرے دار اکیلا ہی یہاں پہرے پر موجود تھا ہو سکتا ہے وہ لوگ زخمی ہو گئے ہوں علاج کے لئے یا پھر اپنے زخموں کی مرہم پٹی کے لئے کہیں گئے ہوئے ہوں اور یہاں اس پہرے دار کو چھوڑ دیا گیا۔ کنور جیت کو ایک لمحے میں اس طرح صورت حال بدل جانے کا خدشہ نہیں تھا جو کچھ اپنی زبان سے سونیا سے کہہ چکا تھا اس کے بعد اس بات کی گنجائش نہیں تھی کہ سونیا اسے چھوڑ دے گی دیکھتے ہی دیکھتے پہرے دار نے سونیا کے ہاتھ کھول دیئے اور پھر پاؤں بھی کھول کر رسیاں ایک جانب پھینک دیں پھر اس سے بولا۔ ''ہم دروازے پر موجود ہیں کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو بتا دینا اب تم دونوں مل کر کھانا کھا لو۔'' سونیا نے گردن ہلا دی تھی وہ بھوکی نگاہوں سے کنور جیت کو دیکھ رہی تھی اور کنور جیت کے بدن کی جان جیسے نکلتی جا رہی تھی۔ پہرے دار باہر چلا گیا اس نے اندر سے دروازے بند کر دیا سونیا سیدھی کھڑی ہوئی اور کنور جیت کو دیکھنے لگی پھر اس کے ہونٹوں سے ایک سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔''

''ہاں کنور جیت اب بتاؤ تم کیا سلوک کرنا چاہتے تھے میرے ساتھ؟'' کنور جیت کے جواب دینے کے لئے ہونٹ کھولے لیکن اس کے منہ سے آواز ہی نہ نکل پا رہی تھی جواب کیا دیتا۔''

تم نے بلبیر سنگھ کے ساتھ مل کر یہ سارا کھیل رچایا جونسن اور پیٹر کو بھی تم ہی نے اغواہ کرایا کنور جیت یہ سب کچھ کرنے کی ضرورت کیوں پیش آ گئی تمہیں تم تو ایک باعزت انسان تھے۔''

''تم تم، تم کیا سمجھتی ہو کیا میں اتنا ہی بزدل ہوں اتنا ہی کمزور ہوں میں۔''

''نہیں کنور جیت میں صرف تمہیں یہ بتانا چاہتی تھی کہ شیطان کے ہاتھ کتنے ہی لمبے ہوں لیکن بالآخر وہ ایک غیر مرئی قوت کے آگے بے بس ہو جاتا

ہے اور اب تمہیں اپنے اس کیئے کا سارا صلہ یہیں مل جائے گا۔ بعد میں جو کچھ ہو گا وہ دیکھا جائے گا جہاں تک میرا مسئلہ ہے تو ہم لوگوں کو یہ سکھایا گیا ہے کنور کہ عزت زندگی سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے، زندگی، عزت کے سامنے بالکل بے مقصد چیز ہے کنور تم نے میری جو توہین کی ہے تم نے شیتا کے خلاف جو سازش کی ہے اس کا صلہ یہیں اسی غار میں تمہیں دے رہی ہوں۔'' سونیا نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور کنور جیت کے حلق سے آواز نکل گئی سونیا کی لات اس کی ٹھوڑی پر پڑی تھی اور کنور جیت دیوار سے جا ٹکرایا تھا سونیا نے نیچے پاؤں رکھے اور کنور جیت کو گریبان سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیا کنور جیت بری طرح نیچے گر پڑا تھا تب سونیا اس کے پورے جسم پر ٹھوکریں لگانے لگی اور کنور جیت کے حلق سے چیخیں نکلنے لگیں سونیا نے اس کے دونوں ہاتھ موڑ کر پیچھے کر لئے تھے اس کا چہرہ زمین پر رگڑ رہی تھی کنور جیت چیخ چیخ کر پہریدار کو آواز دے رہا تھا۔''

''بچاؤ او کتے اندر آ مجھے بچا مصیبت میرے سر پر نازل کر دی اور اب خود باہر کھڑا ہوا ہے۔'' پہرے دار نے گردن نکال کر اندر جھانکا اور ہنستا ہوا بولا۔''

''کھانا کھاؤ کنور جی کھانا اچھا ہے مزا آئے گا تمہیں۔'' اس کے لہجے میں ایک عجیب سا طنز تھا سونیا غصے کے عالم میں اس کی آواز کو محسوس نہ کر سکی تھی اس نے کنور جیت کو بری طرح رگڑ کر رکھ دیا تھا کنور جیت اپنی مدافعت کے لئے جو کچھ بھی کر رہا تھا وہ سونیا کے سامنے بے اثر ثابت ہو رہا تھا بلاشبہ سونیا جسمانی طور پر بھی بے حد طاقتور تھی پہریدار ایک بار پھر دروازہ کھول کر اندر آ گیا اس نے کنور کی حالت دیکھی اور پھر سونیا سے بولا۔''

''مزا نہیں آیا دیوی جی آپ ایسا کریں اس کی ناک کاٹ لیں اور ایک آدھ کان بھی کاٹ دیں تاکہ اگر یہ زندہ بھی بچ جائے تو ان لمحوں کو ہمیشہ یاد رکھے۔ چھری نہیں ہو گی آپ کے پاس یہ لیں مجھ سے لے لیں۔'' پہرے دار نے اپنے لباس سے ایک چھوٹا چاقو نکال کر سونیا کے ہاتھ میں دے دیا اور کنور جیت خوف سے تھر تھر کانپنے لگا سونیا کی اس وقت جو کیفیت ہو رہی تھی اس سے اسے یہی خدشہ ہوا کہ اب وہ اس چھوٹے سے چاقو سے اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر ڈالے گی وہ وحشت زدہ آواز میں چیخا۔''

''بچاؤ بچاؤ ارے کوئی ہے مجھے بچاؤ۔'' لیکن کوئی نہیں تھا اس وقت جو اسے بچانے کی کوشش کرتا سونیا کی آنکھوں میں ایک ناگن کی سی چمک نظر آ رہی تھی اور وہ دانت پیستے ہوئے کنور جیت کو دیکھ رہی تھی کنور جیت شروع ہی سے مصیبتوں کا شکار رہا تھا سونیا کے چکر میں پڑ کر اس نے اپنے آپ کو کیا سے کیا بنا لیا ہے حالانکہ ان تمام چیزوں کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر جھوٹے غرور نے اسے دیوانہ کر دیا تھا اور وہ ایک کے بعد دوسری مصیبت مول لیتا تھا۔ سونیا کی آنکھوں میں اسے موت ناچتی نظر آ رہی تھی۔ پھر سونیا آگے بڑھی اور کنور جیت کٹتے ہوئے بکرے کی طرح چیخا۔''

''رک جاؤ سونیا رک جاؤ۔ غلطی ہو گئی مجھ سے معاف کر دو مجھے۔ دیکھو، دیکھو میں بہت مقبول ہیرو ہوں۔ بہت سی فلموں میں کام کیا ہے میں نے، میرا چہرہ بگڑ گیا تو، تو۔ ارے رکو رک جاؤ۔ وہ اٹھ کر بھاگا اور سونیا کو ڈاج دینے میں کامیاب ہو گیا لیکن جونہی وہ دروازے پر پہنچا پہرے دار کا گھونسہ

اس کے جبڑے پر پڑا اور وہ اچھل کر غار کے بیچوں بیچ آ گرا۔ اس بار سونیا نے اسے موقع نہیں دیا تھا اس نے چاقو کے ایک ہی وار سے کنور جیت کا کان اڑا دیا تھا۔ کنور کے حلق سے دلخراش چیخ نکلی اور اس کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا لیکن دوسرا وار اس کی ناک پر ہوا تھا۔ ناک کا ایک بڑا حصہ اس کے چہرے سے جدا ہو گیا اس کا پورا چہرہ خون میں ڈوب گیا تھا اور خون کی سرخی دیکھ کر سونیا کا خون بڑھ گیا۔ اس نے چاقو کو دستے سے پکڑ کر بلند کیا وہ اسے کنور کے سینے میں اتارنا چاہتی تھی لیکن جونہی اس کا ہاتھ پورا بلند ہوا پیچھے سے پہرے دار نے اسے پکڑ لیا۔

''نا دیوی جی نا، اسے اس کے غرور کے ساتھ زندہ رہنے دو۔ مارنے سے کیا فائدہ۔ زندہ رہے گا اور آئینہ دیکھے گا تو اسے یاد تو آتا رہے گا کہ اس نے کسی کی عزت پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی۔''

''چھوڑ دو میرا ہاتھ، پیچھے ہٹ جاؤ۔'' سونیا دہشت زدہ انداز میں غرائی، لیکن پہرے دار نے گرفت کا تھوڑا سا زاویہ بدل کر اس کی کلائی کی دو نسیں دبا دیں اور سونیا کی انگلیاں بے جان ہو گئیں۔ چاقو خود بخود اس کے ہاتھ سے نکل گیا جسے پہرے دار نے دوسرے ہاتھ سے اچک لیا تھا۔ سونیا سیدھی کھڑی ہو گئی۔ اس نے ایک نگاہ غصے سے پہرے دار پر ڈالی اور پھر کئی لاتیں کنور کے جسم پر رسید کر دیں۔ کنور شاید بے ہوش ہو گیا تھا کیونکہ ان ضربوں پر اس کی چیخ نہیں نکلی تھی۔

''کافی ہے دیوی جی کافی ہے۔ اب بعد کی بھی تو سوچو۔'' پہرے دار نے کہا اور سونیا چونک پڑی۔ ''تھوڑی دیر کے بعد دوسرے لوگ بھی آ جائیں گے اور پھر تمہاری مصیبت آ جائے گی ہم تو یہ کہہ دیں گے کہ اندر کی ہمیں کیا معلوم کنور جی نے سونیا کے ہاتھ پاؤں کھولے ہوں گے اور دیوی جی نے اس کی یہ درگت بنا دی ہوگی۔''

سونیا عجیب سی نظروں سے پہرے دار کو دیکھ رہی تھی، پھر اس نے کہا۔ ''تم نے جلبیرا کا آدمی ہونے کے باوجود میری مدد کیوں کی۔''

''بس من میں آ گئی تھی دیوی جی۔'' یک چشم پہرے دار نے بے تکے انداز میں دانت نکال کر کہا۔

''اگر تمہارے دل میں انسانیت آ ہی گئی ہے تو میری کچھ اور مدد کرو!''

''آپ حکم کر کے دیکھو ہمارے دل میں بڑی انسانیت ہے۔'' پہرے دار بولا۔

''مجھے یہاں سے نکال دو۔''

''آ جاؤ دیوی جی۔'' پہرے دار نے کہا اور سونیا چونک کر اسے دیکھنے لگی عجیب سا انسان تھا کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ پہرے دار دروازے کی طرف مڑ گیا تھا سونیا اس کے ساتھ باہر نکل آئی۔ وہ غار کے پیچ در پیچ راستوں سے ہوتے ہوئے اس کے دہانے تک آ گئے اور پھر غار سے باہر نکل آئے۔

رات روشن تھی اور آسمان پر کھلے چاند نے ماحول کو منور کر دیا تھا چاروں طرف پر اسرار سناٹا چھایا ہوا تھا۔ پہرے دار نے ایک راستہ منتخب کیا اور اس پر آگے بڑھنے لگا لیکن ابھی چند گز سے آگے نہ بڑھے ہوں گے کہ اچانک کچھ آہٹیں کچھ آوازیں سنائی دیں اور پہرے دار نے انتہائی پھرتی سے سونیا کا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف چھلانگ لگا دی وہ تھوڑے فاصلے پر ایک غار میں رینگ گیا سونیا نے بھی اسی برق رفتاری سے اس کا ساتھ دیا تھا کام وقت پر ہی ہو گیا تھا اگر ایک لمحے کی تاخیر ہو جاتی تو انہیں دیکھ لیا جاتا۔ چھ سات آدمی تھے اور مسلح تھے وہ باتیں کرتے ہوئے آ رہے تھے۔

دونوں دم سادھے ہوئے انہیں دیکھتے ہوئے پھر جب وہ غار میں داخل ہو گئے تو سونیا نے خشک لبوں پر زبان پھیر کر کہا۔''اب ان لوگوں کو ہمارے فرار کا علم ہو جائے گا۔''

''سو تو ہے؟'' پہرے دار نے کہا۔

''وہ ہمیں تلاش کرنے نکل پڑیں گے۔''

عقلمند ہوں گے تو ضرور نکلیں گے۔''

''عجیب آدمی ہو، کچھ کرو۔'' سونیا جھلا کر بولی۔

''ایں، ہاں کچھ کرنا چاہئے۔'' پہرے دار نے کہا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔ پہاڑی ٹیلوں میں بے شمار غار پھیلے ہوئے تھے جن کے کھلے دہانے تاریک دھبوں کی مانند نظر آ رہے تھے سونیا نے کہا۔

''یہ جگہ مخدوش ہے۔ کیا ان میں سے کسی غار میں ہمارے لئے گنجائش نہیں نکل سکے گی۔''

''نہیں نکل سکے گی۔'' پہرے دار نے کہا اور گردن اٹھا کر غار کے دہانے کی طرف دیکھنے لگا جس میں وہ داخل ہو گئے تھے اس کے بعد اس نے سونیا کا ہاتھ پکڑا اور اسے ایک طرف کھینچنے لگا۔''

سونیا نے اس کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ سارے غار تنگ ہیں؟''

''نہیں دیوی بہت کشادہ ہیں۔''

''اوہ! پھر کیا بات ہے۔''

''اتنی دیر میں، جتنی دیر میں وہ جا کر واپس آئے ہیں ہم یہاں سے نکل کر زیادہ سے زیادہ کتنی دور جا سکتے ہیں اس کا اندازہ وہ آسانی سے لگا لیں گے

اور پھر سمجھ جائیں گے کہ ہم کسی غار میں چھپ گئے ہیں اور پھر ہمیں غار میں تلاش کر لیا جائے گا۔ او ہو سنبھل کر۔'' سونیا کو ٹھوکر لگی تھی لیکن پہرے دار نے اسے بہ آسانی سنبھال لیا کچھ فاصلے پر گھنے درخت نظر آرہے تھے وہ اسے لئے ہوئے پہلے درخت کے پاس پہنچ گیا۔ پھر اس نے اشارہ کر کے کہا۔ ''چڑھ جاؤ۔'' سونیا نے اسے ایک لمحے کے لئے دیکھا اور پھر بندروں جیسی پھرتی سے درخت پر چڑھ گئی۔ پہرے دار نے بھی اس کی تقلید کی تھی ایک موٹی شاخ پر پہنچ کر وہ بولا۔ ''یہاں سے سب کچھ صاف نظر آرہا ہے ہم ان کی کارروائی دیکھ بھی سکیں گے۔

''ہاں تمہارا خیال درست ہے۔ یہ جگہ غاروں سے زیادہ محفوظ ہے۔''

''بہت محفوظ ہے کیونکہ مخالف سمت میں ہے۔''

''کیا مطلب؟''

''بھاگنے کا راستہ سامنے ہے۔ کوئی بھاگے گا تو اسی طرف بھاگے گا جہاں سے اسے نکل جانے کی اُمید ہوگی جبکہ ہم دوسرے راستے پر آئے ہیں۔ وہ ہمیں تلاش کریں گے مگر اسی طرف یا پھر غاروں میں۔'' سونیا حیران نظروں سے پہرے دار کو دیکھنے لگی۔ وہ کافی چالاک نظر آتا تھا۔ بہر حال اس کے بعد اس نے خاموشی ہی اختیار کر لی تھی۔ زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑا۔ انہوں نے تمام پہرے داروں کو نعرہ مار کر غار سے باہر نکلتے دیکھا تھا۔ وہ بدحواس نظر آرہے تھے پھر ان میں سے چند تو آگے کی سمت دوڑ گئے اور باقی ان کے اندازے کے مطابق غاروں میں گھسنے لگے۔ انہوں نے رائفلیں سیدھی کی ہوئی تھیں اور ان میں سے چند کے ہاتھوں میں مشعلیں موجود تھیں۔ غاروں کی تلاشی لی جاتی رہی، سونیا اور پہرے دار دم سادھے بیٹھے ہوئے تھے۔ پراسرار چاندنی میں وہ ان لوگوں کی کارروائیوں کا بھرپور نگاہوں سے جائزہ لے رہے تھے، وقت آہستہ آہستہ گزرتا رہا۔ ان کی خاموشی بھی طویل ہوگئی تھی۔ پھر سونیا نے ہی اس خاموشی سے اکتا کر کہا۔

''تم نے میرے لئے جس قدر مشقت اٹھائی ہے، میں تمہیں اس کا کوئی صلہ نہیں دے سکتی، میں تمہاری شکر گزار ہوں، مگر اب یہ بتاؤ کہ کیا مجھے میری منزل تک پہنچا دو گے؟''

''کوشش تو کریں گے دیوی جی، اس لئے تو آپ کو غار سے نکالا ہے، ورنہ فائدہ ہی کیا تھا۔''

''کیا تم میرے بارے میں تفصیلات جانتے ہو۔''

''کیوں نہیں، نہ جانتے تو آپ کے لئے اتنی مشکل کیوں اٹھاتے۔'' پہرے دار نے جواب دیا۔

''ان لوگوں کے پاس شاید گھوڑے نہیں ہیں۔ ورنہ یقینی طور پر گھوڑوں پر بیٹھ کر چاروں طرف پھیل جاتے۔''

''تعداد بھی کم ہے، کچھ تعداد آپ نے بھی کم کر دی ہے، یہ لوگ یقیناً زخمیوں کو ہسپتال پہنچانے گئے ہوں گے۔''

''سارے کے سارے ہی چلے گئے تھے۔''

''ہاں غار میں انہیں کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوا ہوگا۔'' پہرے دار نے جواب دیا، سونیا ان کے لوگوں کی بھاگ دوڑ دیکھتی رہی غاروں کی تلاشی لے ڈالی گئی تھی اور یقینی طور پر اگر یہ دونوں کسی غار میں پوشیدہ ہوتے تو پہرے داروں کی نگاہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتے تھے۔ سونیا سوچ رہی تھی کہ رات کی تاریکیوں میں ہی اگر یہ علاقہ چھوڑ دیا جائے تو بہتر رہے گا ورنہ دن کی روشنی میں وہ لوگ زیادہ مستعدی سے اپنا کام کر سکیں گے اب اس کے دل میں شدید اضطراب پیدا ہو گیا تھا، اور وہ کافی مضطرب نظر آنے لگی تھی، پہریدار نے کہا۔

''ان لوگوں کو اپنی جدوجہد کرنے کے بعد تھک جانے دو دیوی جی۔ اس کے بعد ہم یہاں سے نکل چلیں گے۔ تمہارے اندر ہمت تو ہے نا۔''

''تم اطمینان رکھو، میں کمزور نہیں ثابت ہوں گی۔''

''وہ تو ہمیں اطمینان ہے۔'' پہرے دار نے جواب دیا اور پھر دفعتہً ہی سونیا نے اسے اپنی جگہ سے جنبش کرتے ہوئے دیکھا۔

''کہاں۔''

''نیچے جا رہے ہیں۔''

''کیوں؟''

''آپ بالکل چنتا نہ کریں دیوی جی ابھی تھوڑی دیر میں واپس آ جائیں گے۔''

''ارے مگر، مگر۔''

''چنتا نہ کریں دیوی جی، اعتبار کریں ہم پر۔'' وہ بولا اور آہستہ آہستہ تنے سے پھسلتا ہوا نیچے پہنچ گیا، سونیا اسے اسی غار کی جانب جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ تلاش کرنے والے پہرے دار دوبارہ غار میں نہیں داخل ہوئے تھے، بلکہ ان کی ابھی تک جدوجہد جاری ہی تھی۔ پھر ان میں سے دو آدمیوں کو سونیا نے ایک طرف جاتے ہوئے دیکھا۔ وہ سمجھ نہیں پائی تھی کہ وہ کہاں جا رہے ہیں ادھر اس کا مددگار پہریدار اس غار میں دوبارہ داخل ہو گیا تھا۔ نجانے کم بخت کیا کرنے گیا تھا، کہیں مصیبت میں نہ پھنس جائے، کوئی فائدہ نہیں ہوگا، اس درخت پر کتنا وقت گزارا جا سکتا ہے، وہ لوگ بالآخر اسے تلاش کر لیں گے۔ پہرے دار اس وقت اس کا واحد مددگار تھا۔ سونیا لرزتی رہی۔ پھر اس نے پہرے دار کو انتہائی احتیاط سے واپس آتے ہوئے دیکھا۔ وہ درخت کے تنے کے نزدیک پہنچا اور اس نے آہستہ سے سرگوشی کی۔

''اتر آیئے دیوی جی، نیچے اتر آیئے۔'' سونیا ایک گہری سانس لے کر درخت کے تنے سے پھسلتی ہوئی نیچے آ گئی پہرے دار کا ہاتھ پکڑا اور درخت کے بالکل عقبی حصے کا راستہ اختیار کیا، سونیا نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا تھا کافی دور تک چلنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے درے میں داخل ہو گیا، یہاں سے انہوں نے درے میں سفر شروع کر دیا تھا، چاندنی نہ ہوتی تو شاید ایک قدم بڑھنا مشکل ہو جاتا، کیونکہ درے میں جگہ جگہ نوکیلے پتھر بکھرے ہوئے تھے، درے کا اختتام ایک چڑھائی پر ہوا تھا اور یہاں سے آگے درختوں کا وسیع وعریض سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ یہاں پہنچنے کے بعد انہیں کسی قدر اطمینان ہوا کیونکہ یہاں پوشیدہ رہنے کے بہترین امکانات موجود تھے۔

درختوں کے اندھیرے کی وجہ سے یہ سفر ذرا مشکل تھا۔

لیکن پہرے دار نے سونیا کو سنبھالا ہوا تھا اور جب بھی سونیا کے پاؤں لڑکھڑاتے پہرے دار کی مضبوط گرفت اسے سہارا دیتی۔ کوئی اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا کہ کتنا وقت گزر گیا۔

پھر ایک جگہ پہرے دار رک گیا۔

''کیا ہوا؟'' سونیا سہم کر بولی۔

''کچھ نہیں دیوی جی، اب ذرا آرام کر لو۔''

''او نہیں آرام کا وقت کہاں ہے ہمیں صبح ہونے سے پہلے یہاں سے دور نکل جانا چاہئے۔''

''منزل پر پہنچنے کے لئے تو ابھی بہت وقت درکار ہو گا دیوی جی ہمارے پاس گھوڑے ہوتے تو شاید آسانی ہو جاتی آپ بھوکی ہوں گی بھوجن کر لیں۔''

''کیا۔'' سونیا چونک پڑی۔

''پیٹ پوجا بھی تو ضروری ہوتی ہے، پیٹ بھر جائے گا تو سفر بھی تیزی سے ہو گا۔''

''مگر کھانا کہاں سے آئے گا؟''

''وہی لینے کے لئے تو ہم گئے تھے آپ کے پاس سے، غار میں سے اٹھا لائے ہیں۔'' پہرے دار نے کہا۔ سونیا چپ رہ گئی تھی یہ شخص تو اس کے لئے فرشتہ بن گیا تھا دل میں وہ اس کی ممنون تھی پھر اس کی دی ہوئی چیزیں قبول کر لیں اور رد وقد کی گنجائش ہی نہیں تھی اس کی پیشکش پر پہرے دار نے بھی کچھ کھا لیا تھا۔ کھانے سے فراغت کے بعد اس نے کہا۔

''اب چلتے ہیں۔ دراصل ہم سیدھے راستے سے نہیں آئے اس لئے اصل راستے پر پہنچنے میں ہمیں بہت وقت لگ جائے گا میرا خیال ہے ہم صبح تک

سفر کرتے ہیں اور پھر دن کہیں چھپ کر گزاریں گے اور دوسری رات سفر کریں گے۔''

''میں تو اس علاقے کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تم جس طرح مناسب سمجھو۔'' سونیا نے کہا پھر پہرے دار کا کہنا درست تھا رات کے سفر میں تو جنگلوں کا یہ سلسلہ بھی ختم نہ ہوسکا اور پھر اجالا پھیل گیا۔ سورج کی پہلی کرن نمودار ہوتے ہی پہرے دار نے ایک درخت کا انتخاب کرلیا جو بے حد گھنا اور پھیلا ہوا تھا۔ سونیا کے چہرے پر خوف و ہراس منجمد تھا۔ وہ ایک دوشاخے میں پھنس کر بیٹھ گئی اور اس نے آنکھیں بند کرلیں ذہن ہزاروں سوچوں کا حامل تھا کئی بار نیند کے جھونکے بھی آئے اور کچھ دیر کے لئے بے خبر ہوگئی۔ یہ دن طویل ترین تھا۔ نہ جانے کتنے عرصے کے بعد شام ہوئی تھی اس دوران انہیں کوئی تحریک نہیں نظر آئی تھی۔ سونیا نے کہا۔

''ایک بات بتاؤ۔'' تمہیں میری منزل معلوم ہے۔''

''کیوں نہیں دیوی جی۔ ٹھاکر جگت سنگھ کا سرحدی علاقہ، مگر راستہ ابھی لمبا ہے میرا اپنا اندازہ ہے۔''

''صرف اندازہ؟'' سونیا چونک کر بولی۔

''نہیں ہم وہاں پہنچ جائیں گے۔'' پہرے دار نے جلدی سے کہا۔ رات کو انہوں نے پھر سفر شروع کردیا اور کافی چلنے کے بعد درختوں کا یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ آج کی رات روشن نہ تھی آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے وہ سفر کرتے رہے پتھریلا علاقہ تھا ٹیلے بکھرے ہوئے تھے اور ماحول پر ہیبت تھا۔ اس ہیبت ناک ماحول میں اچانک کچھ آوازوں نے دل چیر کر رکھ دیا۔ یہ سیٹی کی آواز تھی۔ پہرے دار نے سونیا کو ایک ٹیلے کی آڑ میں گھسیٹ لیا گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں گونج رہی تھیں سونیا کو وہاں رکنے کا اشارہ کرکے پہرے دار ٹیلے کی آڑ سے نکل گیا۔ سونیا سکوت کے عالم میں تھی اس طویل ترین مشقت نے اسے تھکا دیا تھا۔ سیٹیوں کی آوازیں اس کے دل میں لرزشیں پیدا کررہی تھیں سر بری طرح چکرا رہا تھا۔ پہرے دار کو گئے ہوئے کافی دیر ہوگئی تو وہ گھبرا کر ٹیلے کی آڑ سے نکل آئی لیکن جونہی اس نے باہر قدم رکھا اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ ایک سیاہ ہیبت ناک گھوڑا اس کے عین سامنے تھا اور اس پر سوار شخص نے یقینی طور پر اسے دیکھ لیا تھا کیونکہ اسے دیکھتے ہی سوار نے زور سے ویسی ہی سیٹی بجائی تھی جیسی سیٹیوں کی آوازیں وہ جگہ جگہ سے سن رہی تھی۔ اس کے لئے بچنے کا کوئی راستہ نہ تھا پاؤں پتھرا گئے تھے اور وہ کوشش کے باوجود ایک قدم آگے نہ بڑھا سکی تھی۔ گھوڑے نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور سونیا کے قریب آ گیا۔ سونیا کی آنکھیں بند ہوگئی تھیں۔ حالانکہ فطرتاً وہ اتنی کمزور نہیں تھی اور ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کرنا جانتی تھی لیکن پے در پے واقعات اور طویل مشقت نے اعصاب پر اضمحلال طاری کردیا تھا جس کا یہ ردعمل تھا۔ گھڑسوار نے اس کے قریب آ کر کہا۔

''معافی چاہتا ہوں دیوی جی ایک ہی گھوڑا ہاتھ آسکا۔ مگر ہمارا یہاں سے نکل جانا ضروری ہے کیونکہ اب ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ یہ آواز اجنبی نہیں تھی، پہرے دار ہی تھا جواب گھوڑے پر سوار تھا۔ سونیا نے آنکھیں کھول دیں۔ شکر تھا کہ رات کی تاریکی کی وجہ سے پہرے دار نے اس کی اس کمزوری کو نہ دیکھا ہوگا۔ وہ بادل ناخواستہ آگے بڑھی۔ پہرے دار نے اسے سہارا دے کر گھوڑے پر بٹھالیا اور پھر اس نے بہ آہستگی گھوڑے کو آگے بڑھا دیا۔

سونیا نے اب خود کو پوری طرح سنبھال لیا تھا۔ اس اجنبی شخص نے درحقیقت اس کے لئے اتنا کچھ کیا تھا کہ وہ اس کی ممنون ہوگئی تھی اور اس کے علاوہ اس نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ پہرے دار نہایت شریف انسان ہے حالانکہ جوان آدمی تھا اور نہایت سڈول جسم کا مالک تھا لیکن اس کی کسی بات میں گھٹیا پن نہیں پایا جاتا تھا۔ گھوڑے پر بھی ساتھ بیٹھنے کے باوجود اس نے خود کو سنبھالے رکھا تھا۔

کافی دیر تک وہ آگے بڑھتے رہے۔ دوتین بار دور سے کچھ گھڑسوار گزرتے دکھائی دیئے تھے انہوں نے سیٹیاں بجائیں اور وہ مطمئن ہو کر آگے بڑھ گئے۔

''رفتار تیز کر دو۔'' سونیا نے کہا۔

''ابھی مناسب نہیں ہے دیوی جی۔ انہیں شبہ ہو جائے گا۔''

''یہ لوگ ہمیں ہی تلاش کر رہے ہیں نا؟''

''یقیناً دیوی جی۔ پہلے انہوں نے ہمیں آس پاس تلاش کیا اس کے بعد بڑے پیمانے پر یہ کام شروع کر دیا ہو سکتا ہے خود ٹھاکر بھی ان کے ساتھ ہو۔''

''کون ٹھاکر؟''

''ملبیر سنگھ!'' پہرے دار نے کہا اور سونیا خاموش ہوگئی۔ گو ان لوگوں کی رفتار سست تھی مگر مسلسل ایک ہی سمت چل رہے تھے اس لئے فاصلہ بہت طے ہو گیا تھا۔ سونیا نے کہا۔ ''راستہ درست ہے ہمارا؟''

''ابھی نہیں دیوی۔ سیدھے راستے کا اندازہ تو دن کی روشنی میں ہی ہوگا۔''

''تم اس علاقے کے رہنے والے ہو پھر بھی تمہیں اندازہ نہیں ہو رہا۔''

''علاقے کا رہنے والا ہوں جنگلوں کا رہنے والا نہیں ہوں دیوی جی۔'' پہرے دار نے کہا اور بے وقوفوں کی طرح ہنسنے لگا۔

''معاف کرنا میں نے ایسے ہی کہہ دیا تھا۔'' سونیا جلدی سے بولی۔

''اس میں معافی کی کیا بات ہے۔''

''یہ گھوڑا تم نے کیسے حاصل کیا؟''

''بس سامنے ہی آ گیا تھا ہم اس پر حملہ نہ کرتے تو وہ ہم پر حملہ کر دیتا مجبوراً ٹینٹوا پکڑنا پڑا، بڑے بودے لوگ ہیں ہم نے ٹینٹوا پکڑا ہی تھا کہ پٹ سے مر گیا ہم نے سوچا بھائی تیرا گھوڑا ہی کام آ جائے گا بس دیوی جی یہ گھوڑا اور یہ سیٹی لے آئے ہم۔'' وہ زور زور سے سیٹی بجانے لگا۔

''ارے بس، بس سیٹیاں نہ بجاؤ۔ اب تو وہ لوگ کافی پیچھے رہ گئے ہیں ان کی سیٹیوں کی آوازیں بھی نہیں آ رہی ہیں۔'' سونیا گھبرا کر بولی اس نے سیٹی منہ سے نکال کر سونیا کو دیتے ہوئے کہا۔ ''آپ بھی بجاؤ دیوی جی۔ بڑی اچھی لگتی ہے۔''

''نہیں شکریہ، جیب میں رکھ لو اسے۔'' اس نے سعادت مندی سے اس ہدایت پر عمل کیا تھا۔ گھوڑے کے قدموں کی آواز سناٹے کی واحد آواز تھی ورنہ چاروں طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی رات آہستہ آہستہ گزر رہی تھی پھر اس نے کہا۔ ''حکم کرو دیوی جی تو رک جائیں؟''

''تھک گئے ہو؟''

''نا جی ایسی بات نا کہو۔ ہم تو اس گھوڑے کو کندھے پر لاد کر ساری رات چل سکتے ہیں دکھائیں ایسا کر کے؟''

''نہیں مجھے تمہاری ضرورت ہے۔'' سونیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اور گھوڑے کی بھی دیوی جی؟''

''ہاں یقیناً!'' سونیا نے بدستور ہنستے ہوئے کہا، پہرے دار کی باتوں نے ذہن پر چھایا ہوا بوجھ کسی قدر ہلکا کر دیا تھا۔ ''پھر رکنا کیوں چاہتے ہو، اس نے کہا۔''

''وہ جگہ جہاں آپ کو جانا ہے دیوی جی، وہ اتنی زیادہ دور نہیں ہے کہ ہم ہفتوں چلتے رہیں، وہ تو سیدھا راستہ نہیں مل سکا تھا ورنہ ہم منزل پر پہنچ بھی گئے ہوتے، یہاں رک کر صبح کی روشنی میں راستوں کا اندازہ لگائیں گے، پھر آپ کو آپ کی منزل پر پہنچا دیں گے!''

''اوہ ہاں ٹھیک کہتے ہو تم، یہ بات تم نے پہلے نہیں بتائی واقعی بغیر جانے راستے پر ہم اگر چلتے رہیں تو نجانے کہاں سے کہاں نکل جائیں گے رک جاؤ، فوراً رک جاؤ۔'' سونیا نے کہا اور پہرے دار ادھر ادھر گردن گھما کر کوئی ایسی جگہ تلاش کرنے لگا، جہاں وہ گھوڑے سمیت پناہ لے سکے۔ پھر بائیں سمت انہیں تھوڑا فاصلہ طے کرنا پڑا ایک وسیع و عریض ٹیلہ نظر آ رہا تھا اور یقینی طور پر وہ ان کے لئے بہتر پناہ گاہ بن سکتا تھا، کچھ دیر کے بعد وہ ٹیلے کے پاس پہنچ گئے اور یہاں انہیں ایک ایسی پناہ گاہ مل گئی جہاں گھوڑے کو بھی چھپایا جا سکے، ٹیلے کا بھی حصہ کسی قدر کھلا تھا اور اس کے آس پاس تین چار ٹیلے اور بکھرے ہوئے تھے ان کے درمیان انہیں اچھی پناہ گاہ مل سکتی تھی چنانچہ پہرے دار گھوڑے سے اتر گیا، سونیا بھی گھوڑے سے نیچے کود آئی۔

پھیرے دار نے پتھر وغیرہ تلاش کیے اور گھوڑے کی لگام پتھروں سے باندھ دی۔ اس کے بعد وہ ٹیلے کی بلندی پر چڑھ کر قرب و جوار کا جائزہ لینے لگا۔ سونیا اس دوران ایک صاف ستھری جگہ آ بیٹھی تھی اور تھکے تھکے انداز میں گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔ پھیرے دار اس سے کچھ فاصلے پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھنے کے بعد سونیا بولی۔

''تم نے مجھے اپنا نام نہیں بتایا دوست؟''

''واہ جی واہ دیوی جی آپ نے دنیا جہاں کے سارے ناموں سے اچھا نام تو خود ہی رکھ دیا ہمارا اب کسی اور نام کی کیا ضرورت؟''

''میں نے کون سا نام رکھ دیا تمہارا۔'' سونیا بولی۔

''دوست کہا ہے نا آپ نے ہم کو؟''

''دوست تو تم میرے ہو۔ بلکہ اب تو میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ اس دنیا میں تم میرے سب سے بہترین دوست ہو، درحقیقت تم نے میری جو مدد کی ہے وہ معمولی بات نہیں ہے، میں تہہ دل سے تمہاری ممنون ہوں۔'' پھیرے دار نے کوئی جواب نہیں دیا، سونیا اسے دیکھتی رہی، پھر اس نے کہا۔ ''ایک بات بتاؤ تمہارے دل میں میرے لئے یہ جذبہ کیوں پیدا ہوا؟''

''انسان ہیں دیوی جی اور پھر وہ آدمی آپ کے ساتھ بدتمیزی کر رہا تھا، یہ بات ہمیں پسند نہیں آئی۔''

''تم میرے بارے میں کیا جانتے ہو؟''

''بس جی یہ جانتے ہیں کہ ٹھاکر جی آپ کو زبردستی اٹھا لائے ہیں۔'' پھیرے دار نے جواب دیا۔

''ہاں اس میں کوئی شک نہیں اور وہ کمینہ آدمی اس سلسلے میں اس کا معاون تھا۔ میرا مطلب ہے وہی آدمی، جس کے ساتھ، تم نے میرے ہاتھوں بہترین سلوک کرایا ہے، یاد کرے گا زندگی بھر اور اب میں تمہارے بارے میں غور کرتی ہوں تو حیران رہ جاتی ہوں، کہیں تم بہت زیادہ سادہ مزاج آدمی نظر آتے ہو اور کہیں نہایت ذہین، جیسا کہ تم نے اس شخص کی زندگی کا مشورہ دیا مجھے، واقعی اس کا زندہ رہنا بہت ضروری تھا، خود پر بہت مغرور تھا، بہت ناز کرتا تھا، اب ساری زندگی کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے گا، یاد کرے گا کہ سرکس کی ایک لڑکی سے واسطہ پڑا تھا۔ مگر دوست اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میں نے جو کچھ کیا تمہاری مدد سے کیا ہے۔''

''ارے دیوی جی اتنا بڑا الزام نہ لگاؤ ہم پر۔'' پھیرے دار نے کہا۔

''کیا مطلب؟''

''ہمارا مطلب تو یہی ہے کہ آپ ہمارے ساتھ تو یہاں نہیں آئی تھیں؟''

''اوہو میں خود آئی کب تھی یہاں، دھوکے سے لایا تھا وہ کم بخت مجھے۔'' سونیا بولی۔

''وہ کون دیوی جی۔''

''میں تمہیں پوری کہانی سناؤں گی، مگر تم نے مجھے اپنا نام کیوں نہیں بتایا؟''

''آپ نے ہمیں جس نام سے مخاطب کیا ہے دیوی جی، وہ نام ہمیں اتنا پسند آیا کہ اب کوئی دوسرا نام بتانا ہمیں اچھا نہیں لگتا۔''

''عجیب بات ہے، خیر چھوڑو، ناموں میں کیا رکھا ہے، دراصل میرا تعلق ایک سرکس سے ہے، تم اس سے کسی قدر واقفیت کا اظہار کر بھی چکے ہو۔''

''ہاں دیوی جی دوسروں کی باتیں تو ہم سنتے ہی رہے ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ آپ سرکس والی ہیں۔''

''سونیا ہے میرا نام۔''

''جی یہ بھی معلوم ہے۔ وہ آپ کا نام لے رہا تھا۔''

''سرکس کا مالک غلام شاہ میرا چچا ہے، بڑی عجیب و غریب شخصیت ہے اس کی۔''

''جی۔'' پہرے دار نے آہستہ سے کہا۔

''یہ شخص کنور جیت ہمیں نیانگر آتے ہوئے راستے میں مل گیا تھا ایک فلم کمپنی میں کام کرتا ہے اور فلموں میں ہیرو کی حیثیت سے آتا ہے، پہلے اس کم بخت نے اس طرح گفتگو کی کہ مجھے یہ ایک شریف آدمی معلوم ہوا، لیکن بعد میں یہ کھل گیا، اس نے، اس نے۔'' سونیا ایک لمحے کے لئے خاموش ہوگئی، شارق کا نام زبان پر آنے لگا تھا، لیکن پھر اس نے اس بات کو دل ہی میں رہنے دیا اور بولی۔ ''اس نے میرے بڑے نقصانات کرائے ہیں، خواہ مخواہ میرے راستے میں اس نے رکاوٹوں کے پہاڑ کھڑے کر دیئے، اپنی دانست میں، یہ سمجھتا تھا کہ دنیا کی ہر لڑکی اس کی قربت حاصل کرنے کی خواہش مند رہتی ہے، مجھ سے بھی اس نے اس کی توقع کی تھی، لیکن میں نے اسے جوتے کی نوک پر مار دیا اور اس کے بعد یہ میرے خلاف سازشوں میں مصروف ہوگیا۔ بہت ہی کمینہ صفت انسان ہے اور اتنا نقصان پہنچایا ہے اس نے مجھے کہ تمہیں بتا نہیں سکتی۔'' سونیا خاموش ہوگئی۔

پہرے دار بھی خاموشی سے اس کی کہانی سن رہا تھا، پھر اس نے کہا۔ ''تب تو اس کے ساتھ جو کچھ ہوا دیوی جی، وہ بہت اچھا ہوا، اسے صحیح سزا مل گئی۔''

''ہاں اور یہ تمہاری وجہ سے ممکن ہو سکا، میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھول سکوں گی دوست۔''

''بس جی آپ نے دوست کہہ دیا اب بھلا ہمارا کیا احسان رہ جاتا ہے آپ پر، ویسے آپ نے اپنے چچا کا کیا نام بتایا تھا جی؟''

''غلام شاہ۔''

''ہاں جی یہ غلام شاہ عجیب وغریب کیوں ہے۔''

پہرے دار نے سوال کیا اور سونیا کسی سوچ میں گم ہوگئی۔

پھر اس نے کہا۔ ''اس کی کہانی میں تمہیں سناؤں تو تم حیران رہ جاؤ گے۔''

''تو پھر آپ ہمیں حیران کر دیں نا جی۔'' پہرے دار اپنے مخصوص انداز میں بولا۔

''اس نے ہمیں بچپن سے پالا ہے۔ ہمارے ماں باپ بچپن ہی میں ہلاک ہو گئے تھے اور ان کے ساتھ بڑا برا حادثہ پیش آیا تھا۔''

''کیا حادثہ تھا جی۔'' پہرے دار نے پوچھا۔

''بس یہ ایک معصوم سے سادہ سے قبیلے کے لوگ تھے اور یہ قبیلہ نٹوں کا قبیلہ کہلاتا تھا، ہم لوگ بانسوں پر اور رسوں پر بازی گری دکھاتے تھے، میری مراد میرے باپ اور میرے چچا یا قبیلے کے دوسرے افراد سے ہے، بانسوں اور رسی کی بازی گری سے ہمیں جو کچھ بھی حاصل ہو جاتا وہی ہماری روزی کا ذریعہ ہوتا تھا، پھر ایک سرکس آیا ہم لوگوں کا قبیلہ بھی وہیں چلا گیا اور اپنے کھلی تماشے دکھا کر معمول کے مطابق روزی کما رہا تھا، خانہ بدوشوں کی زندگی ہوتی تھی ہماری، قبیلہ ساتھ ہی ساتھ رہتا تھا، سرکس کا مالک کوئی مانجی نامی آدمی تھا اور اس کے سرکس میں کچھ انگریز بھی کام کرتے تھے۔''

''کیا نام بتایا جی آپ نے سرکس کے مالک کا؟''

''مانجی ایک پارسی سیٹھ تھا۔''

''اوہو اچھا پھر۔'' پہرے دار نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا، لیکن سونیا نے اس کے لہجے پر غور نہیں کیا تھا۔

''مانجی نے میرے چچا اور باپ کے کرتب دیکھے اور انہیں سرکس میں شامل کرنے کے بارے میں سوچا لیکن سرکس کے دو انگریز ملازم جن میں سے ایک کا نام پیڈرو تھا اور دوسرے کا نام کاسٹر، میرے باپ اور چچا کی سرکس میں شمولیت نہیں چاہتے تھے، چنانچہ انہوں نے ایک وحشیانہ اقدام کیا، ہمارے قبیلے میں میرے چچا اور باپ کی جھونپڑی کو آگ لگا دی گئی، اور انہوں نے میرے چچا کو ہلاک کرنے کے لئے اس کے دونوں پاؤں کلہاڑی سے کاٹ دیے، آگ میں جل کر میرے باپ کا انتقال ہو گیا، کچھ عرصے کے بعد میری ماں بھی مر گئی اور میرا چچا ہمارا واحد کفیل رہ گیا۔ حالانکہ اس کے دونوں پاؤں کٹے ہوئے تھے، قبیلے والوں نے اس کے ہاتھ میں بھیک کا پیالہ دے دیا، تاکہ وہ بھیک مانگ کر ہماری گزر بسر کا سامان کر سکے، لیکن غیور غلام شاہ نے بھیک کے اس پیالے کو کچل کر پھینک دیا اور اپنے پاؤں کٹے ہونے کے باوجود اپنے آپ کو اس قابل بنایا کہ ہماری صحیح طور پر کفالت

کر سکے، کچھ لوگوں نے غلام شاہ کے عزم کو دیکھ کر اس کا ساتھ دیا اور نتیجے میں غلام شاہ نے یہ سرکس بنا لیا۔ پھر غلام شاہ اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے دن رات سرگرداں رہا اس کی زندگی کا صرف ایک ہی مقصد ہے، پیڈرو سے انتقام لینا۔ جس نے اس کے بھائی کو قتل کر دیا ہے، باہر کے لوگوں سے وہ سخت متنفر ہے اور کسی کو وہ اپنے درمیان جگہ دینا نہیں چاہتا، کیونکہ اسے خدشہ ہے کہ کوئی دوسرا اس کے قبیلے کو نقصان نہ پہنچا دے قبیلے کے افراد بھی اس سرکس میں شامل ہیں اور غلام شاہ کے لئے کام کرتے ہیں۔ یہ ہے غلام شاہ کی تفصیل، بہر طور یوں سمجھ لو کہ میرا چچا ایک بے مثال انسان ہے، پاؤں کٹے ہونے کے باوجود اس میں اتنی پراسرار قوتیں پوشیدہ ہیں کہ شاید کوئی بھی اس کے بارے میں تفصیل سے نہ بتا سکے کہ وہ کیسی کیسی قوتوں کا مالک ہے، وہ عام انسانوں سے کہیں زیادہ طاقتور اور ذہین ہے، بہر طور کاش اس کی زندگی کا یہ مقصد حل ہو جائے۔''

''آپ نے عجیب کہانی سنائی ہے دیوی جی۔ ویسے کیا آپ یہ بات بتا سکتی ہیں کہ آپ کے قبیلے کے سارے افراد آپ ہی کے ساتھ ہیں۔''

''نہیں دوست، ایسی کوئی بات نہیں ہے، بہت سے لوگ ایسے تھے جنہوں نے غلام شاہ کی تربیت قبول نہیں کی اور بدستور قبیلے میں رہے جبکہ غلام شاہ تو سرکس لے کر باہر نکل گیا تھا اور ان سے الگ ہو کر اپنا کام کرتا تھا، جن لوگوں نے اس کے ساتھ شامل ہونا چاہا وہ اس کے ساتھ شامل ہو گئے، باقی لوگ کہاں ہیں، یہ اب ہمیں نہیں معلوم۔ مگر تم نے یہ سوال کیوں کیا؟''

''ایسے ہی دیوی جی۔ بڑی عجیب کہانی سنائی ہے آپ نے، ہم تو بڑے متاثر ہوئے ہیں اس کہانی کو سن کر۔''

''ہاں یہ میرے غیور چچا کی کہانی ہے۔''

''آپ کو ایک بات پر حیرت تو ہو گی دیوی جی، مگر ہم آپ کو بتائے بغیر نہیں رہ سکتے۔''

''کیا؟''

''ہماری عمر کا ایک بڑا حصہ بھی ایک سرکس میں گزرا ہے۔ بہت عرصے کے بعد بلبیرا کے ساتھ شامل ہوئے، پہلے ہم اس کے ساتھ نہیں تھے۔''

''کیا مطلب۔''

''جس سرکس کی آپ نے بات کہی، کیا وہ انگلش سرکس نہیں تھا۔'' پہیرے دار نے کہا اور سونیا چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

''تمہیں کیسے معلوم؟''

''سنتی رہو جی اس کے مالک کا نام مانجی تھا نا؟''

''ہاں!''

''جو کچھ تم نے کہا وہ سچ ہے دوست......؟''

''جھوٹ بولنے کی کوئی وجہ ہو سکتی ہے کیا......؟''

''نہیں......میرا مطلب ہے کہ......کہ......اوہ تم نہیں جانتے کہ تمہارا یہ انکشاف کتنا سنسنی خیز ہے۔ کیا تم اب بھی اپنا نام نہیں بتاؤ گے۔''

''اگر ہمارا انکشاف سنسنی خیز ہے تو نام بتانا ضروری ہو جاتا ہے کیا......؟'' پہرے دار نے پوچھا۔

''غلام شاہ اس انکشاف پر اتنے انعامات دے گا کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ تم نے وہ سرکس کب چھوڑا تھا......؟''

''جب کھیم جی کو مارا گیا تھا۔''

''کتنا عرصہ گزرا......؟''

''آٹھ سال ہو گئے ہوں گے۔''

''سرکس کہاں تھا......؟''

''ایران میں۔''

''سونجی نے اسے کب چھوڑا......؟''

''چھ مہینے کے بعد۔''

''پھر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سرکس کا نام ڈریم لینڈ رکھ دیا گیا ہے۔''

''سب کچھ ہمارے سامنے ہی ہوا تھا۔''

''اس کے بعد تم اس سرکس سے چلے آئے......؟''

''ہاں دیوی جی......کیونکہ ہمیں معلوم تھا کہ کھیم جی کو پیڈرو نے مارا ہے......وہ ہمارے مالک کا بیٹا تھا......؟''

''تم نے سونجی کو نہیں بتایا تھا......؟''

''وہی تو بودا نکلا۔ بزدل اور بے وقوف۔ بری صحبتوں کا آدمی تھا۔ ہم نے سوچا کہ ہم اپنے سر مصیبت کیوں مول لیں بہت سمجھایا اسے پر نہ مانا۔ بس ہم نے بھی سب کچھ چھوڑ دیا۔''

''پھر تم نیا نگر آ گئے......؟''

''ہاں!''

''کیا تم یہیں کے رہنے والے تھے......؟''

''ارے ماں ری ماں۔ تم نے تو ہمارا دماغ خالی کر کے رکھ دیا دیوی جی ارے سانس تو لو پوچھے ہی جا رہی ہو ایک کے بعد ایک بات، ایک کے بعد ایک بات۔'' پہرے دار نے کہا۔

''معافی چاہتی ہوں، تم نہیں سمجھتے کہ یہ سب کچھ میرے لئے کتنا حیرت انگیز ہے۔ شیتا یہ سنے گا تو خوشی سے پاگل ہو جائے گا۔ اسے انگلش سرکس کی تلاش ساری زندگی رہی ہے۔''

''سرکس پھر کبھی یہاں آیا ہی تو نہیں' یورپ ہی میں گھومتا رہا۔''

''تم بھی یورپ میں رہے......؟''

''ہاں جی......!''

''اس کے باوجود اب یہ زندگی گزار رہے ہو اتنا معمولی کام کر رہے ہو۔''

''زندگی تو یہ بھی بری نہیں ہے دیوی جی، ہم تو یورپ میں بھی یہی معمولی کام کر رہے تھے۔''

''میری عقل ساتھ نہیں دیتی۔ ویسے تمہاری گفتگو تمہارا لہجہ مجھے پہلے ہی شک میں مبتلا کر رہا تھا اور......اور یہ میری خوش قسمتی ہے کہ تم وہاں موجود تھے جہاں مجھے قید کیا گیا تھا کسی اور میں یہ نیک نفسی نہیں پیدا ہو سکتی تھی کوئی معمولی آدمی یہ ہمت بھی نہ کر سکتا تھا جو کچھ تم نے میرے لئے کیا یہ تم جیسا آدمی ہی کر سکتا تھا ایک بات پوچھوں برا تو نہ مانو گے۔''

''ابھی تک جتنی باتیں پوچھی ہیں آپ نے، ان کا برا مانا ہے......؟''

''تمہاری یہ آنکھ کیسے ضائع ہوئی......؟''

''کسی سے لگا بیٹھے تھے دیوی جی......'' چوکیدار نے شرماتے ہوئے کہا۔

''کیا لگا بیٹھے تھے......؟''

''آنکھ؟''

''اوہ! ایک آنکھ لگا بیٹھے تھے۔'' سونیا ہنس پڑی۔

''لگایا تو دل تھا مگر چوٹ آنکھ پر پڑی اور ایک بازار بند ہو گیا۔'' پہرے دار نے کہا اور سونیا پھر ہنس پڑی۔

''جوں جوں کھلتے جا رہے ہو عجیب ہوتے جا رہے ہو۔ پڑھے لکھے آدمی معلوم ہوتے ہو ویسے تم نے مجھے ٹال دیا۔''

''کہاں دیوی جی......؟''

''آنکھ پر چوٹ کیسے لگی......؟''

''بس جی کیوں عزت خراب کر رہی ہیں۔ محبوبہ کا جوتا پڑا تھا آنکھ پر۔'' پہریدار نے شرما کر کہا اور سونیا بری طرح ہنستی رہی۔ پھر بولی۔''تم میرے محسن ہی نہیں بہت اچھے انسان بھی ہو شیلا سے کہوں گی کہ وہ تمہیں ہمیشہ ساتھ رکھے اور تم خود دیکھ لینا اسے تمہارے بارے میں معلوم ہوگا تو وہ خود تمہیں نہیں چھوڑے گا۔ وہ تو حیران رہ جائے گا تمہارے انکشافات سن کر، ساری زندگی اس نے پیڈرو کی تلاش میں بسر کر دی اب جب اسے یہ سب معلوم ہوگا تو......تم دیکھ لینا تم سے بڑا دوست اور کوئی نہ ہوگا اس کا۔''

رات آہستہ آہستہ گزر گئی۔ صبح کو دونوں آگے سفر کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ ان اطراف میں کوئی نہیں نظر آ رہا تھا۔ پہریدار نے ایک بلند ٹیلے پر چڑھ کر دور دور تک نگاہ دوڑائی پھر ایک سمت متعین کر کے نیچے اتر آیا اور اس کے بعد دونوں گھوڑے پر بیٹھ کر چل پڑے۔

''بھوک لگ رہی ہوگی دیوی جی۔''

''ہاں لگ تو رہی ہے۔''

''یہاں ہماری دوستی آپ کے کچھ کام نہیں آئی۔ کھانے پینے کا کچھ بندوبست نہیں کر سکے ہم آپ کے لئے۔''

''اس میں تمہارا کیا قصور ہے۔ تم خود بھی تو بھوکے ہو، صرف میری وجہ سے تم نے جلیبرا سے دشمنی مول لی ہے۔''

''ہم کسی کی دشمنی کی پرواہ نہیں کرتے دیوی جی۔ ہاں دوستی ہمیں پیاری ہوتی ہے۔'' وہ بولا اور پھر چونک پڑا۔''اوہ کچھ کام بن رہا ہے۔''

''کیا ہوا......؟''

''یہ جگہ سمجھ میں آ رہی ہے۔ بالکل آ رہی ہے ارے واہ...... بالکل سمجھ آ رہی ہے دیوی جی۔ وہ دو ٹیلے دیکھ رہی ہیں......؟''

''ہاں!''

''پہچانتی نہیں ہیں دیوی جی......؟''

''نہیں......؟'' سونیا نے کہا اور پھر چونک پڑی۔

''اوہ...... ہاں اب سمجھ میں آ رہا ہے اور میرے خدا اس کے دوسری طرف ڈھلان ہیں اور...... اور...... اور۔''

''اس کے بعد جگت سنگھ کا علاقہ ہے۔''

''علاقہ ہی نہیں...... وہیں ہمارا سرکس ہے۔'' سونیا کا سانس پھولنے لگا۔ ''جلدی کرو ذرا رفتار تیز کر دو۔''

''جی دیوی جی...... بڑی جلدی آ گئی یہ جگہ۔''

''وہ میلے کا میدان ہے وہیں میلہ لگا ہے اور...... اور آہ کیا حال ہو گا شیتا کا...... بری حالت ہو گی اس کی تو...... اور...... اور...... تم آخر اپنا نام کیوں نہیں بتاتے مجھے کتنی الجھن ہو رہی ہے۔ شیتا کے لئے تم کتنے اہم انسان ہو گے۔ تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اوہ ذرا تیز رفتار کرو گھوڑا دوڑاتے ڈر کیوں رہے ہو۔'' پہریدار نے گھوڑے کی رفتار کچھ اور تیز کر دی۔ سونیا کا دل خوشی کے مارے پھٹا جا رہا تھا کنور جیت کی سازش ناکام ہو گئی تھی اور وہ محفوظ رہی تھی۔ اس جگہ کو وہ بخوبی پہچان گئی تھی سرکس یہاں سے بالکل سامنے تھا اور...... اور...... بالآخر وہ جگہ آ گئی اور بلندی سے سرکس نظر آنے لگا۔ میلے کے لئے دکانیں وغیرہ بنانے والے بدستور کام کر رہے تھے۔ سرکس میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

''آپ کا سرکس آ گیا دیوی جی......؟''

''ہاں رک کیوں گئے۔ جلدی چلو۔''

''آپ کو تھوڑی سی تکلیف کرنی ہو گی۔''

''کیا......؟''

''گھوڑا ہم لے جا رہے ہیں اس کی ضرورت ہے۔''

''ارے...... اچانک تمہیں کیا ہو گیا، شیتا کے پاس نہیں چلو گے۔'' سونیا کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

''نہیں دیوی جی۔'' وہ اداسی سے بولا۔

''کیوں...... آخر کیوں...... تم میرے ساتھ چلو، ذرا چل کر تو دیکھو شیتا تم سے مل کر کس قدر خوش ہو گا۔''

''کچھ اور کام بھی کرنے ہیں دیوی جی۔ بہت ضروری کام ہیں۔ موقع ملا تو پھر کبھی ملیں گے۔ آپ براہ کرم جلدی نیچے اتر جایئے۔ ہمیں دیر ہو رہی ہے۔''

''مبلیرا کو تمہارے بارے میں معلوم ہو چکا ہے وہ خونخوار آدمی تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا کیوں اپنی زندگی خطرے میں ڈال رہے ہو۔ عجیب آدمی ہو اس سے پہلے تو تم نے ایک بار بھی واپسی کے لئے نہیں کہا تھا۔ شیتا کو تمہاری ضرورت ہے وہ تم سے بہت کچھ معلوم کرے گا۔''

''جو کچھ ہم نے آپ کو بتایا ہے ہم اتنا ہی جانتے ہیں۔ آپ ہماری مجبوری کو سمجھ لیں بس اب ہماری واپسی ضروری ہے۔'' اس نے کہا سونیا گھوڑے سے اتر گئی تھی اس نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم نے مجھے اداس کر دیا آخر ایسی کیا مجبوری ہے تمہاری۔ اوہ سمجھ گئی ادھر تمہارے رشتے ناتے دار بھی تو ہوں گے۔ مگر اب میں تمہاری طرف سے فکرمند رہوں گی۔ اب بھی اپنا نام نہیں بتاؤ گے تم......؟''

''آپ نے دوست کہا ہے دیوی جی۔ سنسار میں اس سے اچھا نام اور کوئی نہیں ہوتا لوگ کسی کو دشمن تو ایک لمحے میں بھی سمجھ لیتے ہیں دوست بننا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اچھا دیوی جی چلتے ہیں۔'' اس نے اچانک گھوڑے کا رخ موڑ کر اسے ایڑ لگا دی اور سونیا کے حلق سے ایک سسکی سی نکل گئی۔ اسے زندہ سلامت سرکس تک پہنچ جانے کی خوشی تھی لیکن اس پراسرار انسان نے اسے الجھا دیا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ سونیا نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور سرکس کی طرف چل پڑی۔

❁❁❁

پونم سنگھ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ جو کچھ ہوا تھا اس کا تصور خواب میں بھی نہ کیا جا سکتا تھا اس نے۔ جگت سنگھ ان دنوں خون کے آنسو رو رہا تھا اور راون چنچل سنگھ کے علاقے کے رہنے والوں کی حالت زار پر اسے شدید دکھ تھا مگر وہ کسی حد تک مجبور تھا پونم سنگھ چونکہ اس کا خاص مشیر تھا اس لئے اس نے پونم سنگھ سے دل کی کوئی بات نہیں چھپائی تھی اور کہا تھا۔ ''میں نے ان لوگوں کے ساتھ ظلم کیا ہے پونم سنگھ...... مجھے بٹوارہ نہیں کرنا چاہئے تھا کچھ بھی ہو جاتا۔''

''آپ ان سے بات کریں مہاراج......!''

''کس سے، چنچل سنگھ اور راون سے۔ ان کا سایہ بھی مجھے نظر نہ آئے گا جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس کے بعد بھی تم سمجھتے ہو کہ وہ میرے سامنے آئیں گے۔ یہ بھول گئے تم کہ وہ ہم سے جنگ کرنے کے لئے اسلحہ اکٹھا کر رہے ہیں۔''

''آپ انہیں بلائیے تو مہاراج۔''

''ناسمجھی کی بات کر رہے ہو پونم...... وہ صرف فوجیں لے کر آئیں گے جنگ کریں گے ہم سے اور مرنے والے کون ہوں گے، وہ جو سب ہمارے ہیں۔ بھگوان کی سوگند اگر وہ دونوں ہمیں مل جائیں تو ہم اپنے ہاتھوں سے ان کے ٹکڑے کر دیں جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس کے بعد ہمارے دل میں ان کے لئے نفرت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ کسے کسے مار دیا انہوں نے وہ پنڈت دھابے رام جی کرن اور نہ جانے کون کون۔ ہم جنگ ہی تو نہیں چاہتے

وہ تو دیوانے ہیں سینکڑوں مروا دیں گے کسی طرح وہ ہمارے ہاتھ آ جائیں تو سب ٹھیک کر لیں ہم مگر یہ ناممکن کام ہے۔ دوسروں کے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ وہ ہمارے ہاتھ لگ جائیں پھر کسی کی مجال نہ ہوگی کہ مقابلے پر آئے اور ہوگا ہی کون۔ آہ یہ نہ ہو سکے گا۔ اگر ایسا ہو جاتا تو بہت کچھ ہو جاتا۔'' جگت سنگھ مایوس تھا اور اس بات کو ناقابل عمل سمجھتا تھا مگر سرکس کے انوکھے لوگوں نے اس ناممکن کو ممکن بنا دیا تھا۔ راون سنگھ کو اس کی سرحد سے اغواہ کرا لائے تھے یہ اس کی فوجوں کے بیچ سے...... اور وہ دو ننھے منے کمزور سے انسان جنھوں نے بہترین کارکردگی دکھا کر ایک بار پھر پونم سنگھ کو ششدر کر دیا تھا۔ اس سے پہلے بھی انہوں نے ایسا ہی ایک ناقابل یقین کارنامہ سرانجام دیا تھا۔ سرکس میں سب ہی ان جیسے ہیں۔

''پونم سنگھ جی!'' اکبر شاہ کی آواز نے پونم کو چونکا دیا۔''

''جی مہاراج۔''

''میرا خیال ہے چلتے ہیں ممکن ہے ان لوگوں کو کچھ مشکل پیش آ جائے اور واپسی میں دیر ہو جائے آپ اپنے لوگوں کو ہوشیار کر دیجئے اور ہدایت کر دیجئے کہ اگر انہیں یہاں کسی مدد کی ضرورت ہو تو فراہم کی جائے۔ اس کے علاوہ ہوشیار رہا جائے۔''

''ٹھیک ہے مہاراج۔'' پونم سنگھ اکبر شاہ کی ہدایت کے مطابق عمل کرنے لگا۔ راون سنگھ سکتے کی سی کیفیت میں تھا اور اس کی قوت گویائی جیسے ختم ہو گئی تھی۔ ساری تیاریوں کے بعد یہ لوگ واپس چل پڑے۔ اکبر شاہ نے واپسی میں بھی راون سنگھ کو اپنے قبضے میں رکھا تھا۔ پھر وہ راستے عبور کر کے سرکس پہنچ گئے۔ سرکس پر بدستور خاموشی طاری تھی۔ ہر طرف ایک ویرانی اور اداسی چھائی ہوئی تھی۔ یہ سب گھوڑوں سے اتر گئے اور پھر راون سنگھ کو شیخا کے سامنے پیش کیا گیا۔ غلام شاہ وہیل چیئر پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اکبر شاہ کو دیکھ کر بے چینی سے کہا۔

''سونی کہاں رہ رہے؟''

''وہ نہیں مل سکی شیخا۔''

''اور تے واپس چلی آئی رہے۔'' شیخا کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔

''یہ کہتا ہے اسے سونیا کے بارے میں نہیں معلوم۔ وہ بلبیرا کے قبضے میں ہے۔''

''ای سسر کون رہے؟''

''یہ راون سنگھ ہے۔ میں اسے اس کی سرحد سے اٹھا لایا ہوں شیخا اب یہ سونیا کو یہاں بلائے گا تو اسے رہائی ملے گی ورنہ ہم...... ہم اسے ایسی سزائیں دیں گے کہ یہ مرنے کے بعد بھی نہ بھول سکے گا۔''

''ارے ای رہے حرام کھور...... بڑا جلیل ہے رہے تے بھائی۔ اپنا حصہ لے لئی چاچا سے پر کام کچھ نہ کرنا آئے تو سے۔ گریب لوگا کو مار مار کر سب کچھ چھین لئی تے نے ارے ایسے حکومت کریں ہیں۔ کہاں ہے ہمار سونی بٹیا......''

''میں نہیں جانتا......'' راون سنگھ نے کہا۔

''چپر کرر کھو ئی حرام کھور تو کا۔ تو ہار چاچا او تو کا نا بچا سکت ہمارے ہاتھ سے۔''

''بکواس مت کر دو کوڑی کے سرکس والے۔ تیری اوقات کیا ہے۔ تھوڑی دیر انتظار کر لے میرے ساتھی آتے ہوں گے تیرے سرکس کے ایک ایک کتے کو ہلاک کر دیں گے وہ، بس تھوڑی دیر رک جا۔'' راون سنگھ نے کہا اور خیمے میں موجود ہر شخص کا چہرہ خون اگلنے لگا مگر غلام شاہ ہنس پڑا تھا۔

''ہارے ہا...... تیرے ساتھی۔''

''شیخا...... شیخا ہمیں اجازت دو۔'' ایاز غرا کر بولا۔

''ارے چپ کروا ے اجاجت۔ جاؤ...... باہر جاؤ۔

''ارے بھائی پونم۔''

''جی شاہ صاحب۔''

''جا تو جگت کو بتا دے جا کر...... بھتیجوا آئی رہے جا بھائی۔ ارے تم لوگ کھڑے ہو رہے باہر جاؤ ہم بہت رہے۔'' غلام شاہ نے اپنے آدمیوں سے کہا وہ جانتا تھا کہ کیا ہو سکتا ہے سرکس کے جوشیلے راون سنگھ کی بوٹیاں بوٹیاں کر سکتے تھے ان الفاظ پر۔ وہ سب آہستہ آہستہ باہر نکل گئے۔

''پونم سنگھ خود یہ حیرت ناک اطلاع لے کر جلد از جلد جگت سنگھ کے پاس پہنچنا چاہتا تھا چنانچہ اجازت ملتے ہی وہ فوراً باہر نکل آیا اور پھر اس کا گھوڑا زمین سے پیٹ لگا کر دوڑنے لگا۔ وہ ایسی ہی ہیجان خیز کیفیت کا شکار تھا۔ اس کے ساتھی پیچھے رہ گئے تھے۔

''جگت سنگھ نے پریشانی سے پونم سنگھ کو دیکھا تھا۔ وہ متحیرانہ لہجے میں بولا۔

''تم واپس آ گئے پونم۔ بہت بدحواس ہو خیریت تو ہے۔''

''جی مہاراج۔ چمتکار ہو گیا ہے۔ مہاراج معافی چاہتا ہوں۔ میری حالت خراب ہے، ذرا خود کو سنبھال لوں تو بتاؤں۔''

جگت سنگھ نے گردن ہلا کر پونم سنگھ کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا، پونم سنگھ بیٹھ کر گہری گہری سانسیں لینے لگا، تو اس نے کہا۔

''مہاراج ہم لوگ سرحد پار کر کے راون سنگھ جی کے علاقے میں داخل ہوئے، چھاؤنی میں پہرے دار موجود تھے، انہوں نے ہمارا راستہ روک لیا،

میں نے کہا کہ ہم جگت سنگھ جی کے بھیجے ہوئے ہیں اور راون سنگھ جی سے ملنا چاہتے ہیں، تو پہرے داروں نے منع کر دیا اور کہا کہ اندرونی علاقوں میں جانے کی اجازت نہیں ہے، راون سنگھ جی کو اطلاع کر دی جاتی ہے کہ جگت سنگھ کے ہرکارے آئے ہیں، پھر وہ لوگ اطلاع کرنے چلے گئے اور نجانے مہاراج راون سنگھ کو کیا سوجھی کہ وہ خود بھی ان کے ساتھ سرحد پار چلے آئے اور انہوں نے ہم سے ہماری آمد کی وجہ پوچھی تو ہم نے انہیں اپنا مقصد بتا دیا جس پر راون سنگھ جی نے بہت سی باتیں کیں مہاراج ان کی تفصیل میں آپ کو بعد میں بتا دوں گا، انہوں نے یہ بھی کہا کہ سرکس کی لڑکی جلبیرا کے پاس ہے، وہ اسے واپس کر سکتے ہیں، لیکن کچھ شرطوں کے ساتھ، مہاراج یہ ساری باتیں آپ کے لئے زیادہ دلچسپی کا باعث نہیں ہوں گی چونکہ اس کے بعد جو کچھ ہوا ہے، میں اس کی تفصیل آپ کو بتانا چاہتا ہوں......''

''بتاؤ پونم سنگھ۔'' جگت سنگھ نے سرد لہجے میں کہا۔

''یہ ساری باتیں پوری ہو رہی تھیں مہاراج کہ دفعتہً ہی غلام شاہ کے بھتیجے اکبر شاہ نے راون سنگھ کے گھوڑے پر چھلانگ لگائی اور اسے قابو میں کر کے وہاں سے بھاگا۔ ہم لوگوں کو بھی بھاگنے کے لئے کہا گیا اس سے پہلے ان دو ننھے ننھے بونوں نے چھاؤنی کے اندرونی حصوں میں نجانے کس طرح خوفناک دھماکے کئے جن کی وجہ سے راون سنگھ کے آدمیوں میں افراتفری پھیل گئی اور وہ اس طرف دوڑ گئے، اس طرح اکبر شاہ راون سنگھ کو اغواء کر کے لے آیا، عجیب افراتفری پھیلی ہوئی تھی وہاں اکبر شاہ کی اس حرکت سے ہم سب حیران رہ گئے تھے اور اب راون سنگھ جی سرکس میں ہیں۔''

''کیا......؟'' جگت سنگھ کا منہ پھاڑ سا کھل گیا۔

''ہاں مہاراج، راون سنگھ سرکس کے قیدی ہیں۔ میرا مطلب ہے غلام شاہ کے قیدی ہیں۔'' جگت سنگھ مضطربانہ انداز میں کھڑا ہو گیا تھا اس کی حالت بھی پونم سنگھ سے مختلف نہیں تھی اس نے متحیرانہ انداز میں کہا۔ ''تمہارا کہنا یہ ہے پونم سنگھ، تم یہی کہہ رہے ہو نا کہ راون سنگھ کو اس کی سرحدوں سے اٹھا کر لایا جا چکا ہے، اکبر شاہ راون سنگھ کو ہی لے آیا ہے؟''

''ہاں مہاراج وہ سرکس میں ہیں۔''

''ارے نہیں...... ارے نہیں۔ یہ...... یہ...... یہ......'' جگت سنگھ حیران لہجے میں بولا اور پھر پونم سنگھ کے بالکل قریب پہنچ کر کہنے لگا۔'' راون سنگھ اس وقت ہماری سرحد میں ہے۔ غلام شاہ کے پاس۔''

''جی مہاراج، میری حالت آپ سے بھی زیادہ خراب ہوئی ہے، اتنا بڑا کام ہوا ہے مہاراج کہ سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا۔''

''اوہ...... اوہ...... واقعی یہ بہت بڑا کام ہے۔ مگر غلام شاہ، غلام شاہ۔''

''شاہ جی نے ہدایت کی ہے کہ میں آپ کو اس بارے میں اطلاع دے دوں۔''

''اوہو پونم سنگھ، پونم سنگھ، بہت تیزی سے یہ صورت حال پیش آئی ہے، ہم تو اس کے لئے بندوبست بھی نہ کر سکے، یہ کچھ تو ہماری بھی خواہش تھی، سنو تم بھی اپنے آپ کو سنبھالو، جو کچھ تم نے کہا ہے اگر وہ سچ ہے تو...... تو اچانک ہی حالات بے حد خوفناک ہو گئے ہیں۔ اچانک ہی...... اچانک ہی...... میں ابھی تیار ہو کر آتا ہوں اور تم...... سنو...... سنو تم جاؤ...... فوری طور پر ساری تیاریاں مکمل کر کے اپنے زیادہ سے زیادہ فوجیوں کو سرحد پر پہنچا دو۔ سرحد پر پوری طرح ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ جاؤ فوری طور پر یہ بندوبست کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بیٹھے رہ جائیں، اور ادھر کچھ ہو جائے۔ حالانکہ راون سنگھ کے ہمارے قبضے میں آجانے کے بعد اس کے امکانات تو نہیں ہیں، لیکن نہیں پونم سنگھ ہمیں...... ہمیں کوئی حماقت نہیں کرنی چاہئے، ہوشیار رہنا ہو گا ہمیں پوری طرح، جو کچھ جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے فوراً اس پر عمل کرو۔''

پونم سنگھ تو جگت سنگھ کی ہدایت پر عمل کر کے چلا گیا اور جگت سنگھ تیار ہو کر باہر نکل آیا۔ اس نے کچھ لوگوں کو ساتھ لیا اور باہر نکل آیا۔ باہر آ کر اسے بھلا کا خیال آیا اور اس نے بھلا کو بھی ساتھ لینے کا فیصلہ کیا۔ بھلا کی رہائش گاہ پر پہنچ کر اس نے بھلا کو فوراً اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہا اور بھلا بھی ایک گھوڑا لے کر اس کے ساتھ چل پڑا۔

''خیریت تو ہے ٹھاکر......؟ آپ کی حالت کچھ عجیب ہو رہی ہے۔''

''تم لوگ بھی کیا سوچتے ہو گے بھلا کیسی مصیبت میں پھنس گئے تمہارا آدمی بھی کمبخت بلبیرا کا شکار ہو گیا۔ مگر بھائی تم خود سوچو میرا کیا دوش ہے۔'' ٹھاکر جگت سنگھ نے کہا۔

''کیسی باتیں کرتے ہو ٹھاکر، تم میرے دوست ہو۔ تمہاری پریشانی میری پریشانی ہے۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے تمہارے حالات ٹھیک ہو جائیں تو مجھے خوشی ہو گی۔'' بھلا نے کہا۔ پھر بولا ''اور کوئی خاص بات ہے کیا......؟''

''ہاں انوکھی خبر دی ہے پونم سنگھ نے۔ میں نے اسے غلام شاہ کے آدمیوں کے ساتھ راون سنگھ کے علاقے میں سونیا اور کتور کے سلسلے میں بات کرنے بھیجا تھا۔ غلام شاہ کے آدمی بھی گئے تھے۔ مگر...... وہ جیالے اس علاقے کے حکمران کو ہی اغواء کر کے لے آئے۔''

''کیسے......؟'' بھلا نے حیرت سے پوچھا۔

''راون سنگھ کو اٹھا لیا ہے اکبر شاہ نے۔ اس کی فوجوں کے بیچ سے۔''

''اوہ مائی گوڈ......'' بھلا کا منہ تعجب سے کھل گیا۔

''یہ لوگ انسان نہیں لگتے بھلا۔ ناقابل یقین کارنامے انجام دیتے ہیں۔ نیا نگر کی تاریخ بھی بدل جائے گی۔ اتنا بڑا کام کر دکھایا ہے اکبر شاہ نے کہ میں اپنی فوجوں کے ساتھ بھی ایسا نہ کر سکتا تھا اتنا خون خرابہ ہوتا اس کوشش میں کہ زمین سرخ ہو جاتی۔''

''اب کیا ہوگا ٹھاکر......؟'' بھلا نے کہا۔

''یقین کر لوں پہلے۔ اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں راون سنگھ کو۔ پھر تم سے یہ کہوں گا کہ یہ بہت بڑا کام ہوا ہے۔ سینکڑوں انسانوں کی زندگی بچ گئی ہے۔ غلام شاہ نے اتنا بڑا احسان کیا ہے ہم پر کہ...... کہ...... نیا نگر کی تاریخ اس کی احسان مند رہے گی۔ اگر راون ہمارے ہاتھ آ گیا تو یوں سمجھو چتیل کے بھی پاؤں ٹوٹ گئے۔ اکیلا وہ کچھ نہ کر سکے گا۔ ہمیں یہی خطرہ تھا کہ وہ دونوں مل کر ہی ہمارا مقابلہ کریں گے۔ چتیل سنگھ پھر بھی کمزور اور سیدھا ہے مگر راون......اوہ بھلا......اوہ......'' سرکس سامنے آ گیا تھا۔

جگت سنگھ نے غلام شاہ کے خیمے میں راون سنگھ کو دیکھا۔ وہ خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ غلام شاہ نے کہا۔'' آؤ...... آؤ ٹھاکر...... بھتیجوا آئی گئے ہے تو ہو۔ مل لو بھتیجوا سے......

راون سنگھ نے طنزیہ انداز میں جگت سنگھ کو دیکھا اور بولا۔'' تو کرائے کے فوجی بلائے ہیں تم نے چاچا ٹھاکر اپنے بھتیجوں سے جنگ کرنے کے لئے۔ یہ تمہاری آرمی ہے۔ راون سنگھ نے کہا۔''

''تجھے اپنا خون کہہ کر شرم آتی ہے راون۔ اس دن کے لئے تم دونوں ہڑوارا چاہتے تھے اس طرح حکومت کرنی تھی تمہیں۔''

''ہمارے اندرونی معاملات ہمارے ہیں چاچا ٹھاکر......اور تمہیں ان میں دخل نہیں دینا چاہئے۔'' راون نے کہا۔

''ارے بھائی ٹھاکر تو ہار سیاست تو ہار حویلی ماں ٹھیک رہے گی۔ اپنے بھتیجوا سے پوچھ لے ہمار بٹیا کہاں ہے۔ ہم نے پوچھنا سروع کر لی رہے تو...... ہو سکتا ہے سب ری سیاست کھتم ہو جائی ہے۔'' غلام شاہ نے کہا۔

مگر ابھی اس نے بات پوری بھی نہ کی تھی کہ باہر سے شور وغل کی آوازیں سنائی دیں۔

''سونیا آ گئی......سونیا آ گئی۔''

غلام شاہ اچھل پڑا اس نے برق رفتاری سے وہیل چیئر آگے بڑھائی اور خیمے سے باہر نکل آیا۔ جگت سنگھ اور بھلا بھی بے اختیار باہر لپکے تھے۔ راون سنگھ خیمے میں تنہا رہ گیا۔ وہ بری طرح تلملا رہا تھا کیونکہ یہاں لا کر اسے ایک کرسی پر بٹھا دیا گیا تھا اور اس کے ہاتھ پاؤں کس دیئے گئے تھے بہر حال اس خوفناک صورت حال کا اسے احساس تھا۔ ادھر باہر نکلنے والوں نے سونیا کو دیکھا جسے سرکس کے لوگوں نے گھیر رکھا تھا اور اسی طرف لا رہے تھے۔

غلام شاہ بے اختیار ہو گیا اور سونیا کی طرف لپکا۔ سونیا بھی دوڑ کر اس کے قریب آ گئی تھی۔ غلام شاہ نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے۔ اس کے چہرے کے نقوش پتھرا گئے تھے اور اس کی آنکھیں سونیا کو گھور رہی تھیں۔ سونیا نے آگے بڑھ کر غلام شاہ کی گردن میں بانہیں ڈال دیں۔

''سونی......سونی بیٹی......''

''ہاں شیخا...... میں تمہاری بیٹی ہوں۔'' سونیا نے جواب دیا اور غلام شاہ کا چہرہ کھل اٹھا اور وہ پر مسرت لہجے میں چیخا۔

''لے رہے حرام کھورے لے رہے بلبیر الغت ہے تو ہار ٹھاکر ہونے پر، آ ری بٹیا اندر آ جئی ہے۔ ارے اکبرا، اکبرا رے تے بھی آئی جا بیرا گلے لگ جئی ہو ہمارے، او بھائی ٹھکروا، ہار گئی رے تو ہار بلبیر احرام کھور ہمار بٹیا سے۔ ارے ہار گئی رے سسروا......'' غلام شاہ شور مچانے لگا۔ بھلا نے ٹھاکر جگت سنگھ کو دیکھا اور بولا۔

''تم نے کچھ محسوس کیا ٹھاکر......؟''

''ہاں بڑے پر اسرار اور انوکھے لوگ ہیں یہ بازیگر...... غلام شاہ نے اپنی بھتیجی کا چہرہ دیکھ کر کچھ اندازے لگائے اور لڑکی نے کہا۔ میں تمہاری بیٹی ہوں گویا اس نے کہا کہ اس کی'' آبرو محفوظ ہے۔'' کتنا اعتبار ہے انہیں ایک دوسرے پر۔'' جگت سنگھ نے کہا۔

''بالکل یہی بات ہے ٹھاکر......''

''میں نے پہلے ہی کہا ہے بھلا یہ کسی انوکھی دنیا کے لوگ ہیں، ان میں سے چندر اون سنگھ کی سرحدوں سے علاقے کے حکمران کو اغواء کر لائے اور ایک لڑکی بلبیر اجیسے شیطان کے قبضے سے نکل آئی۔''

''نہ جانے کنور کا کیا ہوا......'' بھلا صاحب نے کہا۔

''ارے ہاں وہ ساتھ نہیں ہے معلوم کرو اس کے بارے میں۔''

''معلوم کروں گا ابھی مناسب نہیں ہے۔'' غلام شاہ سونیا کے ساتھ اپنے خیمے میں آ گیا۔ اندر راون سنگھ کو دیکھ کر وہ ہنس پڑا۔

''ارے او بھائی ٹھاکر جگت...... ای سسر تو ہار بھتیجوا ہے کھوس کسمت کھال سلامت رہ گئی سسر کی ہڈیا پہ نا تو کھدا کسم ہم سوچتی رہے کہ اس کی کھال اتار کر تو کا دے دئی ہے۔ ارے ای کا بول رہے سناتے نے......؟''

''کیا کہہ رہا تھا شاہ جی......''

''بولت سسروا کہ دوئی کوڑی کے سرکس والے تیری اوکات کا ہے ارے ہم کا دکھئی ہے ای کو اپنا اوکات...... ساری سیاست ہی کھتم ہوئی گئی۔ ای

بولت ای کے ساتھی آت ہوئیں گے ارے ٹھاکر بتائی ہم کا جندہ پہنچا دیں ان کا تیرے پاس مردہ۔''

''تم فکر مت کرو شاہ جی تمہیں تکلیف نہیں کرنی پڑے گی کسی نے ادھر کا رخ کیا تو زندہ واپس نہیں جائے گا۔''

''دھت تیرے کی سسر بڑے بودے نکلے ای تو۔''

''ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں شیتا......''

''جرور پوچھ ہیرا کا بات رہے......''

''کیا میں اسے اپنے ساتھ لے جا سکتا ہوں۔'' جگت سنگھ نے راون سنگھ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

''لئی جا بھائی سونی آ گئی اب ہم ای کا کرت رہیں گے لے جا اور کوئی منگا نا ہو تو کا او دھر سے تو کھلوا دئی ہو...... ہم تم کو لا دیں گے سب رہے ٹھاکر تورے پاس جمع کر دئی ہے۔''

''چا چا ٹھاکر بھگوان کی سوگند...... یہ سرکس یہاں سے واپس نہیں جائے گا۔'' راون سنگھ نے کہا اور غلام شاہ نے قہقہہ لگایا۔

''نا جائی ہے ہٹوا...... نا جائی ہے۔ مال پانی ادھر مل جائے ہے تو ہم کا ہے جاویں گے رہے۔ لے جا ٹھاکر اس باورے کو لے نا تو ہمارے بندری ای کا نوچ کر پھینک دئی ہے۔''

''میں اسے لے جا رہا ہوں شاہ صاحب...... بہت جلد حاضری دوں گا۔ تمہارے پاس، سونیا سے مجھے بھی بہت سی معلومات حاصل کرنی ہیں۔ بھلا صاحب آپ آئیں گے۔'' ٹھاکر جگت نے کہا۔

''جی ہاں ٹھاکر صاحب اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ دیر شاہ صاحب کے پاس رک جاؤں۔'' بھلا صاحب نے کہا اور جگت سنگھ نے گردن ہلا دی پھر وہ راون سنگھ کو اپنے ساتھ لے جانے کی تیاریاں کرنے لگا۔ راون سنگھ مسلسل مغلظات بک رہا تھا اور جگت سنگھ کو دھمکیاں دے رہا تھا۔ جگت سنگھ نے اس کی کسی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ اپنی بڑی بے عزتی محسوس کر رہا تھا۔ خاص طور سے اس تصور کے ساتھ کہ راون سنگھ اس کا بھتیجا بھی تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد راون سنگھ قیدی کی حیثیت سے جگت سنگھ کے آدمیوں کی نگرانی میں چل پڑا۔ ادھر پونم سنگھ سرحدوں پر ان انتظامات میں مصروف تھا کہ راون سنگھ کے اغواء ہو جانے کے بعد کہیں اس کی طرف کے لوگ یورش نہ کریں وہ چاروں طرف ناکہ بندیاں کر رہا تھا اور تمام مسلح فوجیوں کو سرحد پر پہنچا دیا گیا تھا۔ اکبر شاہ، ایاز اور دوسرے تمام لوگ غلام شاہ کے خیمے میں موجود تھے، بھلا صاحب بھی تھے سونیا بیٹھی تھی غلام شاہ نے کہا۔

''سونیا بٹیا تو ای بتا کا تو تھک گئی رہے آرام کرنا چات تو آرام کرن بعد ماں تو سے بات کر لئی ہے......''

''نہیں شیخا میں ٹھیک ہوں کوئی ایسی بات نہیں ہے میں بالکل ٹھیک ہوں۔'' سونیا نے جواب دیا۔

''تو پھر تے ای بتا بٹیا کہ حرام خور بلبیر اتو کا کیسے لے گئی رہے۔'' سونیا نے ادھر دیکھا پھر آہستہ سے بولی۔

''دراصل اس سلسلے میں بلبیر اکا ہاتھ تو تھا لیکن نہایت افسوس کے ساتھ میں یہ بات کہنے پر مجبور ہوں کہ اس سازش میں کنور جیت سب سے آگے رہا ہے.....'' بھلا صاحب بری طرح اچھل پڑے تھے۔ وہ پھٹی پھٹی نگاہ سے سونیا کو دیکھ رہے تھے اور کوشش کے باوجود ان کے منہ سے ایک لفظ نہیں نکل رہا تھا۔ اکبر شاہ نے البتہ چونک کر غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب کنور جیت۔''

ہاں اکبر بھیا پوری کہانی سنانی پڑے گی آپ کو سب کے سامنے ہی سنا دوں۔''

''اری کا کہانی رہے سنا، عجیب بات کہی تے نے ارے ہاں بھائی بھلے او تو ہار کنور جیت نا آئی ہے۔ اری او کہاں ہے ری سونیا اور ای کا کہت رہے تو کہ اس نے، اس نے.....'' غلام شاہ بھی متحیرانہ انداز میں بولا، سونیا کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں اس نے آہستہ سے کہا۔

''ہاں شیخا اس ساری سازش میں کنور جیت کا ہاتھ پیش پیش رہا ہے..... میں اس سلسلے میں ایک بات سب سے پہلے کہے دیتی ہوں وہ یہ ہے کہ بھلا صاحب نہایت شریف النفس انسان ہیں اور ان سارے معاملات میں ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔ ان کی جانب کوئی میلی نگاہ نہیں اٹھنی چاہئے۔ ہمارے اردگرد بے شمار لوگ ہوتے ہیں ان کی ذہنیتیں طرح طرح کی ہوتی ہیں اگر ان میں سے کچھ افراد برے نظر آئیں تو اس کی ذمے داری دوسرے افراد پر نہیں ڈالی جاسکتی بھلا صاحب بڑی عجیب وغریب کہانی سنا رہی ہوں میں آپ کو، بات دراصل یہ تھی کہ آپ کا ہیرو ایک گندی فطرت اور گندی ذہنیت کا مالک تھا۔ بے شک آپ کی فلمی دنیا میں اس کا ایک مقام ہوگا اور لوگ اس کی بے پناہ عزت کرتے ہوں گے لیکن درحقیقت وہ عزت دار نہیں تھا بلکہ بہت ہی کمینہ صفت انسان تھا۔ آپ لوگ ہمیں راستے میں ملے بھلا صاحب ہمیں خوشی ہوئی کہ نیا نگر کی طرف جاتے ہوئے ہمارا ساتھ آپ لوگوں سے ہو گیا۔ آپ نے سرکس کے کچھ مناظر شوٹ کرنے کے بارے میں خواہش کا اظہار کیا۔ ہم لوگ خوشی سے تیار ہو گئے۔ بہر طور کوئی بھی پیشہ برا نہیں ہوتا۔ آپ کا تعلق بھی شوبز کی دنیا سے تھا اور ہم بھی ایک طرح سے آپ سے متعلق ہی تھے۔ کنور جیت ہم لوگوں کے درمیان گھل مل گیا اور اس نے اس طرح چکنی چپڑی باتیں کیں کہ ہم نے اسے ایک اچھا انسان تصور کر لیا لیکن یہ کچھ عرصے کے بعد انکشاف ہوا کہ اس کی فطرت گھناؤنی ہے۔ وہ حد سے زیادہ خود پسندی کا شکار ہے اور اس نے اپنی دانست میں میرے کچھ مناظر فلما کر مجھے بہت زیادہ باعزت بنا دیا تھا۔ اس نے مجھے بہت سی پیشکشیں بھی کی تھیں اور کہا تھا کہ وہ فلمی دنیا میں مجھے متعارف کرا کے بہت بڑا مقام دلوا دے گا۔ ظاہر ہے بھلا صاحب ہماری

اپنی ایک دنیا ہے اور ہم اس دنیا میں مطمئن ہیں۔ اتنے عرصے سے ہمارے ساتھ رہ کر آپ نے یہ اندازہ لگا لیا ہوگا کہ ہمارا اپنا ایک مقام ہے اور ہم لوگ وہاں اپنے آپ کو کسی طور کسی سے کم نہیں سمجھتے تاہم کنور کی باتوں کو اس حد تک برداشت کر لیا گیا کہ وہ آپ کا ساتھی تھا۔ پھر اس نے مجھ سے کچھ اس قسم کی باتیں کیں کہ اس کی گندی شخصیت سامنے آ گئی اور میں نے اسے نظرانداز کر دیا۔ اس بات سے وہ چڑ گیا۔ اس کے خیال میں اس کا ایک اشارہ دنیا کی ہر لڑکی کو اس کا دیوانہ بنانے کے لئے کافی ہوتا تھا میں نے اس پر تھوک دیا اور وہ مجھ سے انتقام لینے پر تل گیا۔ اس نے کبھی یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ وہ ہمارے لئے دل میں کیا بغض رکھتا ہے اور پھر اس انتقام کی دیوانگی میں اس نے ہر طرح کے مجرمانہ اقدامات شروع کر دیئے۔ بھلا صاحب آپ کے ساتھ جونسن اور پیٹر مع پانچ دوسرے افراد کے وہ مجرمانہ کارروائی سرانجام دے رہے تھے جو اسلحے کو نیا نگر تک پہنچانے کے سلسلے میں تھی۔ آپ پر اس راز کا انکشاف ہوا اور کنور جیت کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی۔ کنور جیت بے شک اس معاملے میں شریک نہیں تھا لیکن اس نے صرف مجھ سے انتقام لینے کی غرض سے جونسن اور پیٹر کو اپنے ساتھ ملا لیا اور جب وہ دونوں یہاں پہنچے تو کنور جیت نے انہیں آپ کی قیام گاہ ہی کے ایک حصے میں پوشیدہ کر دیا اور وہ ان کی ضروریات کا خیال رکھنے لگا۔ پھر اس نے لوکیشن دیکھنے کے بہانے باہر نکل کر کسی طرح ڈاکو بلبیرا سے رابطہ قائم کیا اور اس سے معاہدہ کر لیا کہ وہ اس کے لئے مخبری کرے گا اور تمام کام کرے گا اور اس کے نتیجے میں ڈاکو بلبیر کو اس کی مدد کرنا ہوگی چنانچہ بھلا صاحب ڈاکو بلبیرا نے یہاں چند افراد کو بھیج دیا جو گھوڑوں کے تاجروں کی حیثیت سے یہاں اپنے لئے جگہ بنانے لگے اور اس شام جب میں شیرا کے ساتھ سیر کرنے گئی تو وہ لوگ اپنا کام کرنے کے لئے تیار تھے کنور جیت نے بظاہر یہ ظاہر کیا کہ وہ ان لوگوں کے خلاف ہماری مدد کرنا چاہتا ہے لیکن منصوبے کے تحت اسے بھی اغواء ہو کر میرے ساتھ بلبیرا کی تحویل میں پہنچ جانا تھا تاکہ اپنے ناپاک ارادوں کی تکمیل کر سکے اور وہ اس میں کامیاب رہا۔ مجھے بے ہوش کر کے اغواء کر لیا گیا تھا۔ بعد میں مجھے ایک غار میں ہوش آیا جہاں کنور جیت بھی میرے ساتھ موجود تھا پہلے اس نے یہ اظہار کیا کہ اسے بھی میری مدد کرتے ہوئے اغواء کر لیا گیا ہے بعد میں میرا التفات حاصل کرنا چاہا تو میں نے اسے ڈانٹ دیا۔ جس کے نتیجے میں چراغ پا ہو کر وہ کھل گیا اور اس نے اپنی کہانی خود مجھے سنا دی بھلا صاحب وہ کمینہ صفت انسان ان غاروں میں اپنے ہمدرد رکھتا تھا اور ان کی مدد سے مجھ پر برتری حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن معاملہ الٹ ہو گیا اور اس کے نتیجے میں میں نے اسے اس کے دونوں کان اور ناک سے محروم کر دیا اور اب وہ انہی غاروں میں پڑا ہوا ہے اور اس کی ناک کافی کاٹی جا چکی ہے اور دونوں کان کٹ گئے ہیں میں نے اسے اس کے شایان شان سزا دے دی ہے۔'' سونیا نے تفصیل بتائی اور ہر شخص سنانے میں رہ گیا۔ دیر تک گہری خاموشی طاری رہی پھر اچانک غلام شاہ ہنس پڑا۔

''ارے واہ ری واہ بٹیا ناک کاٹ دی سسر کی، ارے واہ رے بھلا تو بار ہیر واب نکلا اور کن کٹا ہوئی گوا۔'' غلام شاہ قہقہے لگانے لگا ان قہقہوں میں

ایک وحشیانہ غراہٹ تھی بہت عجیب قہقہے تھے بھلا کا پورا بدن پسینے میں ڈوب گیا۔ اس کے جسم میں تھرتھری پیدا ہوگئی تھی اور آنکھیں جھک گئی تھیں غلام شاہ نے اس کا چہرہ دیکھا اور آگے بڑھ کر اس کے قریب پہنچ گیا۔

''دیکھو بھائی بھلے ہمار بٹیا ہم سے پہلے کہہ چکی ہے کہ اس بات ماں تیرا کسور نا رہے اگر تو نے ایسے سکل بنائی تو کھدا قسم ہم کا دکھ ہوئی ہے۔ ارے برے لوگ اچھے لوگاں میں سامل ہوجئی ہے تو کوئی کا کرے..... پر بھیا بہوت بدمعاس رہے تو ہارے کنور جیت۔''

''شاہ صاحب میری بدقسمتی ہے کہ یہاں آنے کے بعد مجھے ذلت کے سوا اور کچھ نہیں ملا۔ میری بہت بڑی بدقسمتی ہے میں سب کے سامنے ذلیل وخوار ہوگیا ادھر میرے آدمی ٹھاکر جگت سنگھ کے خلاف کارروائی کر کے مجھے اس کی نگاہوں میں ذلیل کر چکے ہیں اور ادھر کمینے کنور جیت نے یہ ساری کارروائی کر ڈالی۔ وہ بہت اچھا ہیرو تھا بہت اچھا ہیرو تھا بڑی عزت، بڑا مقام تھا اس کا لیکن اس کی ذات شاید اچھی نہیں تھی کوئی کم ذات آدمی تھا وہ بہرحال اس نے اپنا مقام خود کھو دیا اور اپنے ہی ہاتھوں سزا پالی۔ میں آپ سے بہت شرمندہ ہوں۔ شاہ صاحب اتنا شرمندہ ہوں کہ آپ کے سامنے نگاہیں بھی نہیں اٹھا سکتا۔''

''نا بھلا ہم کہہ دی تو کاتے بڑھیا آدمی رہے کنور سسر تجھے بے عزت کرے ہے۔ پر تو ہماری نظروں میں اتنا ہی عزت دار ہے رہے بس دل میلا نہ کر جو ہوئی گوا سو ہوئی گوا ہمار بٹیا آ گئی ہے بس ہم کا کونوں فکر نہ رہے اور سسرا الیپرا کی بات رہی تو اس نے ہم کا اہی بتائی دی ہے کہ اوئی کھرا ٹھاکر نہ رہے کھوٹ ہے اس کی جات میں بس چھوڑ ان باتن کو تے ہار دوست رہے بھلا گلام ساہ دوستی نبھانا جانت ہے۔ سونیا تو ہار بٹیا بھی ہے اری اوری سونیا تو نا ہیں بولت کا بھلا بچارے کا کا قصور ہے اس ماں۔''

''میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا ہے یقیناً بھلا صاحب سے اور اب مجھے کوئی افسوس بھی نہیں رہا کیونکہ میں نے کنور جیت کو بہترین سزا دے دی ہے باقی مجھ پر قابو پانا اتنا آسان بھی نہیں تھا وہ بہت نیچ انسان ہے اس نے ہر طرح سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔''

''بس اب تو آرام کرا پنے خیمے میں ہم جرا اپنے دوست سے بات کرلئی ہے۔'' غلام شاہ نے کہا اور سونیا کے ساتھ دوسرے تمام لوگ بھی باہر نکل گئے بھلا کا چہرہ اترا ہوا تھا اس نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

جونسن اور پیٹر کمبخت جونسن اور پیٹر تو برے نکلے ہی تھے لیکن کنور جیت کا مجھے بے حد افسوس ہے۔ بہرحال شاہ صاحب میرا یہ کام تو چوپٹ ہو ہی گیا۔ اب بھلا کیا یہ فلم ریلیز ہوگی میں اسے کیسے مکمل کروں گا۔ خیر مجھے فکر نہیں ہے یہ نفع ونقصان کے سودے تو چلتے ہی رہتے ہیں میں ایک بار آپ سے پھر شرمندگی کا اظہار کرتا ہوں۔''

''ارے چھوڑ بھائی کا ہے ہمار کھوپڑیا گھمات ہے سرمندگی سرمندگی ارے بھیا ہم کہہ دئی کہ تو کا، تو کا سرمندہ ہونے کی جرورت رہے بس اب یہ بات چیت کھتم اسے بتا ہم کا کہ بیچارے جگت سنگھ کا کا ہوئی ہے۔''

''جگت سنگھ۔''

''بھتیجوا پکڑی گیا اب کا کرے گا او بھتیجوا کا......؟''

''یہ اس کا مسئلہ ہے شاہ صاحب بہر حال اب جو بھی ہوگا دیکھا جائے گا۔''

''تے جا جرا معلوم کرا اور سن جگت سنگھ کو ہماری جرورت ہو تو اوسے بولیو کہ وہ ہم سے بات کرے تکلف نہ کرے۔''

''ٹھیک ہے شاہ صاحب ویسے ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔ کنور جیت نے ہی ان پانچوں آدمیوں کو پکڑوایا تھا مگر نہیں ٹھیک ہے میں سمجھ گیا وہ اپنی پوزیشن صاف کرنا چاہتا تھا۔ اچھا خیر میں چلتا ہوں آپ بھی ذرا ہوشیار رہئے۔'' بھلا صاحب نے کہا۔

''ارے اب نا ہوئی گا ایسا ہم کا کا معلوم رہے کہ بلبیرا اس طرح بھی کام کرسکت اب سب دیکھ لئی ہے تو پھکر نہ کر بات کری ہے تو کا کچھ دیر بعد......'' غلام شاہ نے کہا۔ یالآخر بھلا بھی وہاں سے رخصت ہو کر چل پڑا اس کے باہر نکل جانے کے بعد غلام شاہ دیر تک سوچ میں ڈوبا رہا پھر کرسی دھکیلتا ہوا باہر نکل گیا۔ سرکس پر چھایا ہوا سوگ ختم ہو گیا تھا سونیا کے ساتھ زندگی لوٹ آئی تھی تمام کام جاری ہو گئے تھے۔ غلام شاہ سونیا کے خیمے میں پہنچ گیا، اندر اکبر شاہ بھی موجود تھا۔

''ارے ہم آجئی ہے کا......؟'' غلام شاہ نے آواز لگائی۔

''آجاؤ شیخا......'' اندر سے سونیا نے کہا اور غلام شاہ اندر داخل ہو گیا دونوں بہن بھائی مسکرا رہے تھے۔

''مولا تم دونوں کا کھوس رکھے...... ہمار تو کلیجوا ہی نکل گئی ہے سونیا۔''

''شیخا اکبر بھیا راون سنگھ ہی کو اٹھا لائے۔'' سونیا ہنس کر بولی۔

''کا ہے نا اٹھائی ہے سسر ڈاکو کو...... مولا کسم اگر ہم سرکس کو نیا نگر پر چھوڑ دیں تو کا یا پلٹ ہو جائے نیا نگر کی...... ارے اکبر ہمار چنک منک نا آئی ہے ابھو تک۔''

''آجائیں گے شیخا کسی لمبے راستے پر نکل گئے ہوں گے ویسے شیخا یہ نیا نگر کے باسی اتنے ذہین نہیں ہیں اندازہ لگا چکا ہوں۔''

''بے چارا جگت سنگھ سرپھرا آدمی ہے، ادھر بھلا بڑی مشکل ماں پھنس گیا، تم دونوں کا باتیں کر رہے تھے۔''

''میں بھیا سے راون سنگھ کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔''

''ہاں رے اکبرا، تے اب بتائی کا کری ہے تے۔''

''دل تو چاہتا تھا شیخا کہ نیا نگر میں تباہی مچادوں تمہارا خوف تھا اب بھی میں چھوڑوں گا نہیں ان لوگوں کو جنہوں نے میری بہن پر ہاتھ ڈالا تھا...... اگر اسے کچھ ہو جاتا تو تو......!''

''ارے کیسے ہو جاتا کچھ...... ساری جندگانی لٹادئی ہے تم دوئی پر اتنا کچا نہ چھوڑی رہے تم کا کہ کوئو سسرآ سانی سے قابو پالئی ہے پر تے برا کام کیا بھائی سسر کا اس کے آدمیوں کے بیچ سے اٹھالئی ہے ارے خطرہ او ہو سکتا تھا تے نے ای کرا کیسے۔'' غلام شاہ نے پرمسرت انداز میں پوچھا اور اکبر شاہ بتانے لگا کہ کس طرح ان لوگوں نے سرحد عبور کر کے راون سنگھ کے آدمیوں سے کہا کہ وہ راون سنگھ سے ملنا چاہتے ہیں اور انہیں اس کی اجازت نہیں دی گئی تب اکبر شاہ نے چنکو اور منکو کو اپنے منصوبے سے آگاہ کیا اور انہوں نے وہ ماحول پیدا کر دیا جس کی بناء پر راون سنگھ کو اٹھالانے میں آسانی ہوگئی، غلام شاہ مسرور انداز میں یہ گفتگو سن رہا تھا پھر اس نے کہا۔

''بڑا بڑھیا کام کروئی ہے تے نے اکبرا اور ہمار سونیا ہٹوا اور اوئی حرام کھور کمر جیت، ہم او کا ایسا نہ سمجھت رہے بڑا کمینہ رہے وہ تو، پر تے نے ٹھیک کہا ہٹوا، او سسر کو ای سجا (سزا) دے دی کہ ساری عمر ساری جندگانی یاد رکھے۔''

''شیخا میں نے آپ کو جو کچھ بتایا وہ بھی غلط نہیں ہے لیکن ابھی تک میں آپ کو اس ایک انوکھی شخصیت کے بارے میں نہیں بتایا جس نے میری بھرپور مدد کی ہے دراصل تھوڑی سی تفصیل بتانا باقی رہ گئی ہے وہ یہ کہ جب مجھے ہوش آیا اور میں نے کنور جیت کو اپنے قریب آتے دیکھا تو نجانے کیوں میرے ذہن میں یہ بات نہیں آئی کہ کنور جیت کے ساتھ بھی وہی سب کچھ ہوا جو وہ کہہ رہا ہے، پھر شیخا دو آدمی ہمارے لئے کھانا لے کر آئے اور میں نے ان کی پٹائی کر دی جس کی وجہ سے میرے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے گئے اور اس وقت کنور جیت نے مجھے بندھا دیکھ کر مجھ سے بدتمیزی کرنے کی کوشش کی، اگر میرے ہاتھ پاؤں کھلے ہوتے شیخا تو کنور جیت اس کی ہمت نہیں کر سکتا تھا، تو اس نے تمام تفصیلات اسی وقت بتائی تھیں مجھے اور ہو سکتا ہے شیخا کہ وہ کم بخت میری بے بسی سے کوئی فائدہ اٹھا جاتا لیکن ایک آدمی نے میری مدد کی۔ وہ وہاں کا پہرے دار تھا اور بلبیر اکا ہی آدمی تھا۔ بڑی پراسرار شخصیت کا مالک۔'' سونیا نے یہ بات شاید ابھی اکبر شاہ کو نہیں بتائی تھی۔ کیونکہ اکبر شاہ بھی پوری طرح دلچسپی سے سونیا کی طرف متوجہ ہو کر تفصیل سن رہا تھا، غلام شاہ نے پوچھا۔

''او کون رہے اری۔''

''شینگا تفصیل بتاؤں گی تو حیران رہ جاؤ گے۔ وہ پہرے دار تھا جب کنور جیت مجھ سے بدتمیزی کر رہا تھا تو وہ اندر آ گیا اور اسی نے کنور جیت کے خلاف میری بھرپور مدد کی۔ بلکہ کنور جیت کی ناک اور کان کاٹنے کا مشورہ اسی نے دیا اور ساتھ ہی ساتھ چاقو بھی مہیا کر دیا۔ پھر اس کے بعد شینگا یہ اس کی مدد تھی کہ میں یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئی، ورنہ یہ راستے بھی تو میرے لئے انجانے تھے ہم نے تین دن تک مسلسل سفر کیا اس دوران بلبیرا کے آدمی ہمیں تلاش کرتے رہے اور چونکہ وہ ایک چالاک انسان تھا اور اس نے بلبیرا کے آدمیوں کو کافی نقصان پہنچا کر ایک گھوڑا بھی حاصل کر لیا تھا اس لئے میں اتنی آسانی سے یہاں تک پہنچ گئی ورنہ نجانے کہاں کہاں بھٹکتی رہتی۔''

''ارے واہ بھئی، پھر وہ گیا کدھر......'' غلام شاہ نے متحیرانہ انداز میں پوچھا۔

''ابھی تو اس کے بارے میں میں اور کچھ بھی بتانا چاہتی ہوں شینگا آپ سنیں گے تو حیران رہ جائیں گے۔''

''ارے تو سنا نا، ایک ایک کر کے سنات رہے کھامخواہ۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''شینگا وہ پراسرار آدمی پیڈرو اور کاسٹر کے بارے میں جانتا ہے۔''

''ہیں......'' غلام شاہ کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ اکبر شاہ بھی متحیرانہ انداز میں سونیا کو دیکھ رہا تھا سونیا نے نہایت سنجیدگی سے پہرے دار کے بارے میں بتایا کہ وہ شخص اس کے سرکس میں کام کر چکا ہے اور اب یہ سرکس ڈریم لینڈ سرکس کے نام سے مشہور ہے۔ غلام شاہ کا اضطراب ہیجانی شکل اختیار کر چکا تھا۔ اس نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

''پر او ئی گوا کہاں......؟''

''کون شینگا، پہرے دار......!''

''ہاں!''

''عجیب آدمی تھی، واپس چلا گیا شینگا، میرے روکنے سے بھی نہ رکا۔''

''ارے مر گئی رے ہم تو، مر گئی، ایسے آدمی کی تو ہم کا جرورت تھی، ارے اکبرا، کیا کری رے بتاؤ کی تلاش ما بول۔''

''حیران ہوں شینگا آخر کون تھا وہ......کون تھا۔'' اکبر شاہ نے بھی پریشان لہجے میں کہا۔

''لے بھائی ایک اور ہوئی گئی، اب چین کیسے آئی رے، ارے سونیا ہوا تو کو نوا ایسا کام نہ کر سکت رہی کہ او کا روک لیتی۔''

''بہت کوشش کی تھی شینگا بہت کوشش کی تھی لیکن نجانے کس قسم کا آدمی تھا نام تک نہیں بتایا مجھے اپنا۔''

''ارے اب کیا کری رے بھائی، کیسے اوکا تلاش کری رہے، اوتو بڑے ہی کام کا آدمی تھا، کچھ سوچ اکبرا، ایک نئی ہوگئی۔ ہم ساری جندگی پیڈرو کی تلاس میں مارے مارے پھرتے ہیں اگر او ہمارے ہاتھ لگ جائی تے اس سے ساری بات کھل سکتی ہے کا کریں بھائی، کچھ سوچ اکبرا کچھ سوچ۔''
غلام شاہ پر اضطراب انداز میں اپنی کرسی ادھر ادھر گھسیٹنے لگا تھا وہ بہت پریشان نظر آرہا تھا سونیا اور اکبر شاہ خاموش نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے پھر اکبر شاہ نے کہا۔
''شیخا صبر کر، ہم انتہائی کوشش کریں گے کہ اس آدمی کو تلاش کریں، ویسے اگر تم چاہو شیخا تو ایک کام ضرور کرو۔''
''کا کرے رہے، بول۔'' غلام شاہ نے رک کر کہا۔
''ذرا بھلا صاحب سے یہ بات معلوم کرو کہ مانجی کے دونوں بیٹوں کے یہی نام تھے......؟''
ہاں کری ہے ہئوا، کری ہے۔'' غلام شاہ نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔
دیر تک یہ لوگ اس پہرے دار کے بارے میں گفتگو کرتے رہے غلام شاہ نے کئی بار سونیا کی سنائی ہوئی کہانی پھر سے سنی تھی اور ہر بار اس پر وہی اضطرابی کیفیت طاری ہوگئی تھی پھر ایاز نے اندر آکر اطلاع دی کہ چنکو اور منکو واپس آگئے ہیں اور غلام شاہ کے ساتھ اکبر شاہ اور سونیا بھی باہر نکل آئے۔
چنکو اور منکو بالکل صحیح حالت میں تھے۔ وہ کافی طویل سفر طے کرکے یہاں پہنچے تھے۔ غلام شاہ اکبر شاہ اور سونیا نے ان کا استقبال کیا چنکو اور منکو سونیا کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے تھے پھر منکو نے کہا۔
''آپ آگئیں سونیا جی...... شیخا سونیا کی واپسی آپ کو مبارک مگر یہ...... یہ......''
''ارے سونیا کی بات بعد میں کرنئی ہے تم دونوں تو ٹھیک ہونا۔''
''ہاں شیخا بالکل ٹھیک ہیں۔''
''واہ رے بھائی اکبرا، اپنا کام تو ہوئی گوا، اب سسر سب جائیں بھاڑ میں آؤ تم دونوں ہمارے ساتھ آؤ تم دونوں بھاگ بھرت رہو ایسا لگت ہے جیسے نیا نگر آکر تم کا پر لگ گئی ہے پہلے گائب ہوئی ہے تو نیا نگر مالی اور اب پھر رفو چکر ہوئی گوے۔'' غلام شاہ نے کہا چنکو اور منکو غلام شاہ کے ساتھ خیمے میں داخل ہوگئے تھے غلام شاہ نے انہیں بیٹھنے کے لئے کہا اکبر شاہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
''تمہیں اتنی دیر کیسے ہوگئی......؟''
''بس اکبر بھیا، وہاں جو ذمہ داریاں تم نے ہمارے سپرد کی تھیں ہم نے ان کی تکمیل کی اور بڑی خوش اسلوبی سے وہاں ان کے اسلحہ خانے میں دھما کا

کر کے ان کا سارا اسلحہ تباہ کر دیا بعد میں یہ لوگ پہنچ گئے اور انہوں نے کافی ہوشیاری سے چاروں طرف کی ناکہ بندی کر لی نتیجے میں ہمیں پچھلی سمت بھاگنا پڑا اور کافی دور جا کر ہم نے پناہ حاصل کی۔ اس کے بعد تو بڑی ہنگامہ آرائی ہوئی اور ہمیں پتہ چل گیا کہ راون سنگھ کو اغواء کر لیا گیا ہے۔ بڑی افراتفری مچی ہوئی ہے وہاں ہم تو اس کوشش میں مصروف ہو گئے تھے کہ کسی بھی طرح وہاں سے نکل بھاگیں بہرطور انہیں شبہ تھا کہ چھاؤنی میں دھماکہ کرنے والے واپس نہیں جا سکے ہیں۔ اس لئے ہماری تلاش بھی کچھ زیادہ ہی زور و شور سے شروع ہو گئی اور اس وجہ سے ہمیں وہاں اتنا وقت گزارنا پڑا۔ پھر چونکہ راستوں کا صحیح اندازہ نہیں تھا اور جس طرف نکل گئے تھے وہاں سے واپسی میں کافی وقت ہوئی اس لئے زیادہ وقت لگ گیا مگر سونیا آ گئی بس ہمارا تو کام ہو گیا۔''

اکبر شاہ اور غلام شاہ نے ان دونوں کو کافی شاباش دی تھی پھر منکو نے کہا۔

''ایک بات بتائیں اکبر بھیا۔''

''کیا؟''

''آپ کو شارق کے بارے میں کچھ معلوم ہے......؟''

منکو کے الفاظ پر سب ہی چونک پڑے تھے۔ غلام شاہ نے کہا۔

''نا رے بڑا کا اوملی ہے تو کا؟''

''ہاں شیخا، جب ہم واپس آ رہے تھے ہم نے یہاں سے کچھ فاصلے پر شارق کو دیکھا تھا وہ چھوٹے سے جوہڑ کے کنارے ایک گھوڑے سے اترا تھا ہم اسے دیکھ کر چھپ گئے، کیونکہ ہم بھی جوہڑ کے کنارے پر ایک درخت کے قریب ہی موجود تھے اور اس وقت شارق کا حلیہ بدلا ہوا تھا۔''

''کا مطلب ہوئی رہے......'' غلام شاہ نے کہا۔

جاری ہے...

''اس نے اپنا حلیہ بدلا ہوا تھا عجیب سی شکل بنا رکھی تھی، عجیب سا لباس پہنا ہوا تھا ایک آنکھ پر کالا ٹیپ لگا ہوا تھا، جیسے وہ کانا ہو، جوہڑ کے کنارے بیٹھ کر اس نے اپنا وہ کالا ٹیپ اتار کر پھینک دیا اور حلیہ بدل لیا...... تب ہمیں اندازہ ہو سکا کہ وہ دراصل شارق ہے۔''

سونیا کا چہرہ دھواں ہو کر رہ گیا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ سینے پر رکھ لئے، ایک آنکھ پر کالا ٹیپ، بدلا ہوا حلیہ، یہ تو سو فیصدی اسی پہرے دار کی نشاندہی کرتا تھا جس نے اسے یہاں تک پہنچایا تھا۔ اکبر شاہ اور غلام شاہ چنکو اور منکو کی طرف متوجہ تھے اس لئے کسی نے سونیا پر توجہ نہیں دی۔ غلام شاہ نے کہا۔

''تے پھر کیا ہوئی رہے، تم دونوں ملے اس سے ملے؟''

''ہاں شیتا جب ہم نے اسے پہچان لیا تو ہم دونوں درخت سے نیچے اتر آئے اور وہ ہمیں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ وہ شیتا کے پاس چلے تو اس نے مسکراتے ہوئے مجھ سے کہا کہ اب بھلا شیتا کے پاس کیا کام، شیتا کو اس کی روٹیاں بری لگتی ہیں، وہ اس کی بے عزتی کرتا ہے تو اب بھلا وہ شیتا کے پاس جا کر کیا کرے گا۔''

''ارے آتو جات اک ویری ہم کا ما پھی مانگ لئی ہے اس حرام کھور سے، پھر کا ہوا، چلا گیا وہ۔''

''ہاں اس نے کہا کہ شیتا اور سونیا کو سلام کہہ دیں اور اکبر بھیا کو بھی، اس نے کہا کہ وہ شیتا سے ملاقات کرے گا۔''

سنو منکو کیا اس نے اپنے جسم پر چمڑے کا کوٹ پہنا ہوا تھا اور پیروں پر ٹخنوں تک جوتے؟''

''ہاں سونیا جی، یہی لباس پہنا ہوا تھا اس نے۔''

''شیتا، شیتا میں نے ابھی تمہیں جس پہرے دار کے بارے میں بتایا وہ...... وہ...... شارق ہی تھا...... اس نے آنکھ پر کالا ٹیپ لگایا ہوا تھا اور وہ...... وہ مجھے یہاں چھوڑ کر گیا تھا۔''

''اے وہی حرام کھور، وہی حرام کھور پھر بھاگ گیا، ادھر نہ آیا رہے۔'' غلام شاہ افسوس سے بولا۔

''اب مجھے اندازہ ہو رہا ہے شیتا کیونکہ کچھ ایسے ہی معاملات تھے ہاں وہ یقینی طور پر شارق ہی تھا۔ میں شدید غصے کے عالم میں کنور جیت کو قتل کرنے پر تل گئی تھی اور اس نے اس پر چاقو تانا تھا پھر اس نے پیچھے سے میری کلائی پکڑ لی اور اس نے اس طرح میری کلائی پر دباؤ ڈالا کہ چاقو میرے ہاتھ سے نکل گیا اور اس کے بعد اب تک جو کارکردگی رہی ہے، نہیں شیتا وہ شارق ہی تھا...... وہ شارق ہی تھا۔''

غلام شاہ سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ سونیا پر اضطراب طاری ہو گیا۔ اس کے ہونٹ کپکپانے لگے۔ اندر سے ایک گولا سا ابھر رہا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر روئے مگر اس نے بمشکل ضبط کیا تھا۔ غلام شاہ نے کہا۔

''باؤلا ہے سسر پورے کا پورا اوہ علاقہ کھترناک ہے کسو کے ہاتھ چڑھ گیا تو مارا جائے گا۔ارے کا کریں ہم او کے لئے۔ایک بار سسرا آ تو جائے ہمارے پاس۔ایسا بگڑ گئی رہے کہ سکل نا دیکھے ہماری۔''

''اس کے سلسلے میں ہم سے غلطی ہوئی شیخا۔واقعی اس کے ساتھ زیادتی ہوگئی وہ ہم پر احسان کئے جا رہا ہے۔''

''ارے ہم تو ای سوچ کہ او انگلس سرکس کے بارے میں کیسے جانت رہے۔ارے بہت برا ہوگئی رے۔او کے سامنے ہم نے کبھی انگلس سرکس کا جکر بھی تو نا کری رہے۔ارے تم دوئی سسر، تم دوئی او کی جان کے پیچھے پڑ گئی رہے تھے۔بڑا کام بن جاتا بھائی، بڑا کام بن جاتا۔''

❁❁❁

سونیا کی یہ رات آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی تھی۔وہ اوندھی پڑی سسک رہی تھی کہ شیرا آ گئی۔''سونیا'' اس نے آواز دی تو سونیا چونک پڑی۔''مجھے سب کچھ معلوم ہو چکا ہے سونیا۔''

''اس نے ...... شیرا اس نے میری عزت بچائی ...... ورنہ ...... ورنہ ...... میرے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور ...... اور ...... اس نے میرے لاکھ پوچھنے پر بھی اپنا نام نہیں بتایا تھا۔میں نے اسے دوست کہہ کر پکارا تھا...... اور شیرا اس نے جاتے ہوئے کہا تھا کہ لوگ کسی کو دشمن تو ایک لمحے میں سمجھ لیتے ہیں دوست بننا بہت مشکل ہے۔سونیا اس نے بہت زیادتی کی ہے میرے ساتھ مجھے اپنے بارے میں تو بتا دیتا تو کیا ہوتا۔'' سونیا سسکتی ہوئی بولی۔

''اگر وہ تمہیں اپنے بارے میں بتا دیتا تو تم کیا کرتیں۔''

''معافی مانگتی اس سے ...... اس سے کہتی کہ شارق میں تمہیں چاہتی ہوں تم سے محبت کرتی ہوں۔میں کہتی شارق میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی مجھے معاف کردو......''

''یہ کہتیں تم اس سے......؟'' شیرا نے کہا۔

''ہاں شیرا...... میں اس کے ساتھ ہونے والی ہر زیادتی کا کفارہ ادا کرنا چاہتی ہوں، ایک بار، صرف ایک بار وہ مجھے مل جائے۔''

''وہ تمہیں ضرور ملے گا سونیا، تم دیکھو وہ ہم سے دور نہیں ہے۔وہ ہمارے اردگرد بھٹک رہا ہے۔وہ ہمارے ہر مفاد کے لئے کام کر رہا ہے۔وہ پھر آئے گا سونیا ضرور آئے گا اور اب سب اس کے طلبگار ہیں۔شیخا بھی، اکبر شاہ بھی۔وہ ضرور آئے گا سونیا آنسو پونچھ دو۔'' شیرا نے پیار سے کہا...... اور اس کے آنسو پونچھنے لگی۔''

❁❁❁

کنور جیت کو زندگی کے سب سے کربناک دور سے گزرنا پڑ رہا تھا۔ جو ہو چکا تھا وہ اس کے تصور سے باہر تھا۔ اس نے کبھی خواب میں بھی یہ نہ سوچا تھا کہ کبھی ایسا ہو جائے گا۔ نہ جانے کب ہوش آیا تھا اور آنکھ کھلتے ہی اس کے حلق سے دلدوز چیخیں نکلنے لگی تھیں۔ ناک اور کان کی تکلیف نے اس پر لرزہ طاری کر دیا تھا۔ سونیا اور بدبخت پہریدار غائب تھے جو اس کی اس حالت کے ذمہ دار تھے۔ ناقابل برداشت تکلیف سے نڈھال ہو کر وہ باہر نکل آیا...... کوئی نہیں تھا۔ وہ چیخ چیخ کر آوازیں دیتا رہا اور پھر غار سے باہر آ کر بیٹھ گیا۔ زخم چھوئے نہ جا رہے تھے دل بے چین تھا۔ نہ جانے چہرہ کیسا ہو گیا ہے۔

کافی وقت گزر جانے کے بعد اسے دو گھڑ سوار نظر آئے اور وہ کھڑا ہو گیا۔ گھڑ سوار اس کے پاس آ گئے تھے۔ وہ متوحش نظروں سے انہیں دیکھنے لگا پھر نحیف آواز میں بولا۔

''کہاں مر گئے تھے تم لوگ۔ کہاں غائب ہو گئے تھے آہ دیکھو تمہارے ایک آدمی نے میرا کیا حال کر دیا۔ سونیا بھاگ گئی۔ یہ سب کچھ تمہاری غفلت سے ہوا ہے۔ میں ٹھاکر بلبیر سنگھ سے کہہ کر...... میں ٹھاکر سے کہہ کر......!''

''سولی چڑھوا دو گے ہمیں یہی نا......؟'' ایک گھوڑے سوار نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

''کیا یہاں رکنا تمہاری ذمہ داری نہیں تھی؟''

''ان دونوں کا کیا کرتے جنہیں اس پاگل بلی نے شدید زخمی کر دیا تھا۔ ہم انہیں لے کر سورج پور گئے تھے۔''

''اور یہاں اس غدار کو چھوڑ گئے تھے جس نے میرا یہ حال بنایا۔''

''وہ ہمارا ساتھی نہیں تھا۔''

''پھر کون تھا......؟''

''کوئی باہر کا آدمی جس نے یہاں موجود ہمارے آدمی کو زخمی کر کے اس کی جگہ لے لی تھی۔''

''او مائی گاڈ۔ دیکھو، دیکھو میرا کیا حال ہو گیا۔ میں مر رہا ہوں بھگوان کے لئے کچھ کرو، میری مدد کرو۔''

''صرف فلموں کے ہیرو ہو صاحب، اپنی حفاظت بھی نہیں کر سکے، کام بہت...... بگڑ گیا ہے سونیا اور وہ دوسرا آدمی ابھی تک نہیں ملے۔ ہمارے آدمی چاروں طرف بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں۔ ٹھاکر صاحب تمہیں بھی نہیں چھوڑیں گے کیونکہ یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔''

''مم...... میں میں آہ، میرے لئے کچھ کرو میرے یہ زخم مجھے پاگل کئے دے رہے ہیں۔'' کنور جیت کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ایک آدمی

دوسرے سے پوچھنے لگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے تو دوسرے نے کہا۔

''اسے بھی سورج پور پہنچا دو اس کے علاوہ اور کیا کیا جا سکتا ہے۔''

''تو پھر ٹھیک ہے تم اسے لے کر سورج پور پہنچ جاؤ میں دوسروں کی مدد کے لئے جاتا ہوں اب یہاں کیا رکھا ہے۔'' پہلے آدمی نے کہا اور دوسرے نے گردن ہلا دی۔ کنور جیت کو گھوڑے کی پشت پر بٹھایا گیا اور ایک آدمی اس کے ساتھ ہی گھوڑے پر بیٹھ گیا۔ دوسرا گھوڑے کو لے کر چلا گیا تھا، کنور جیت کے بدن پر مسلسل رعشہ طاری تھا۔ اول تو تکلیف دوسرے چہرہ تباہ ہو جانے کا احساس اور تیسرے سونیا کا نکل جانا۔ اگر وہ واپس پہنچ گئی تو ساری صورت حال کھل کر سامنے آ جائے گی اور پھر کیا ہوگا یہاں سے تو نکل بھاگنا بھی مشکل تھا۔ اجنبی جگہ تھی اور چاروں طرف موت ہی موت نظر آ تی تھی۔ اس کا دل ڈوبتا رہا۔ اعضاء بری طرح نڈھال ہو گئے تھے۔ بہت کچھ یاد آ رہا تھا اسے۔ وہ شخص جس نے سونیا کی مدد کی تھی آخر کون تھا کون ہو سکتا ہے وہ۔ بہرحال جو کوئی بھی تھا کنور جیت کی پوری زندگی تباہ ہو گئی تھی اور اب جبکہ سونیا نکل چکی ہے اگر وہ سرکس واپس پہنچ گئی تو پھر اس پاؤں کٹے شخص سے کنور جیت کو کوئی نہیں بچا سکے گا۔ آہ کتنی غلطی ہو گئی۔ کتنی بڑی غلطی ہو گئی۔ وہ جنون جو پہلے دن سے اس پر سوار ہوا تھا بالآخر اسے لے ڈوبا سب کچھ تباہ ہو گیا۔ یہ چہرہ ہی تو تھا جس کی بناء پر وہ ہزاروں خوابوں کا مرکز بنا ہوا تھا اور اب اب زندگی ہی کے لالے پڑ گئے تھے۔ اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔ دونوں زخموں کی تکلیف ہوش و حواس چھینے لے رہی تھی لیکن کمبخت بے ہوشی بھی نہ طاری ہو پا رہی تھی۔ سفر کافی طویل تھا اور چونکہ ایک گھوڑے کی رفتار بھی زیادہ تیز نہیں تھی۔ بہرطور اسے سورج پور پہنچایا گیا۔ ایک لٹی لٹی سی آبادی تھی جس میں چاروں طرف مکانات بکھرے ہوئے تھے اور ان مکانات کے درمیان زندہ لاشیں چلتی پھرتی نظر آ رہی تھیں۔ چاروں طرف ایک ویرانی برس رہی تھی۔ بہرطور اسے ایک عمارت میں پہنچا دیا گیا اور اسے لانے والے نے کچھ لوگوں سے بات کی۔ یہ عمارت غالباً اسپتال کی عمارت تھی یہاں دو افراد نے اس کے کان اور ناک کے زخموں پر دوائیں وغیرہ لگائیں ناک پر ایک ٹیپ چپکا دیا گیا اور ایسا ہی دوسرا ٹیپ کان کے زخم پر، پھر ایک دو انجکشن بھی دیئے گئے اور اس کے بعد آرام کرنے کے لئے اسے ایک بستر دے دیا گیا۔ کنور جیت نڈھال سا ہو کر بستر پر پڑ گیا چاروں طرف سے خوف نے اسے گھیر لیا تھا کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے، ایک خوفناک مستقبل منہ پھاڑے اس کے سامنے کھڑا تھا اور اب موت کے جال سے نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ تا تھا۔ بلبیر سنگھ کو بھلا کیا پڑی ہے کہ وہ اس کی مدد کرے۔ بلبیر سنگھ کا مسئلہ غلام شاہ سے چل رہا تھا اور اس نے صرف اسی بنیاد پر کنور جیت کی مدد کی تھی کہ غلام شاہ کے خلاف کچھ کر سکے، ہو سکتا ہے بلبیر سنگھ اسے ہی سونیا کے فرار کا مجرم قرار دے دے اور اس طرح موت اس کے زیادہ سے زیادہ قریب آ جائے۔ ایک لمحے کے لئے دل چاہا کہ اسپتال کے بستر سے اٹھ کر خاموشی سے یہاں سے نکل بھاگے۔ دوائیں لگ جانے کی

سے اور کوئی فائدہ نہیں حاصل ہوا مجھے۔''

''اس میں میرا دوش ہے مہاراج۔''

''وہ آدمی کون ہو سکتا ہے جو غلام شاہ کی بھتیجی کو نکال لے گیا۔''

''میں بالکل نہیں جانتا...... کیا سونیا سرکس واپس پہنچ گئی ہو گی ٹھاکر......؟''

''پتہ نہیں۔ مگر وہ ہمارے ہاتھ نہیں آئی...... اب بتاؤ میں تمہارا کیا کروں۔'' بلبیر اسنگھ نے کہا۔

''میں نے تو سچے دل سے آپ کے حکم کی تعمیل کی تھی ٹھاکر۔ اگر وہ سرکس پہنچ گئی تو میری زندگی مشکل ہے۔''

''آخر اس نے تمہاری یہ گت کیسے بنائی......؟'' بلبیرا نے پوچھا اور کنور نے اسے پوری رام کہانی سنا دی۔ بلبیرا کے ہونٹ سکڑ گئے تھے۔ اس نے کہا۔ ''اس آدمی کے بارے میں کوئی نشاندہی کرو، وہ کون ہے۔ ویسے یہ سرکس والے شیطان کے چیلے لگتے ہیں مجھے ان کے لئے کچھ کرنا پڑے گا۔''

''میں کچھ نہیں جانتا ٹھاکر، آہ میں تو مارا گیا۔''

''تو اب بتاؤ کیا کروں میں تمہارے لئے......؟''

''میری ایک مدد کر دیں ٹھاکر، بھگوان کے لئے میری ایک مدد کر دیں۔'' کنور جیت نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

''بولو کیا......؟''

''مجھے نیا نگر سے نکال دیں، کسی طرح ایسا بندوبست کر دیں کہ میں یہاں سے نکل جاؤں۔''

''بیوقوف ہو تم...... نیا نگر سے میں نہیں نکل سکتا تمہیں کیا نکال سکتا ہوں۔ حالات بہت خراب ہو گئے ہیں وہ کتے سرکس والے خود راون سنگھ مہاراج کو اٹھا کر لے گئے۔ تمہارے لئے صرف ایک ہی کام ہو سکتا ہے۔''

''کیا مہاراج......؟''

''تمہیں جگت سنگھ کے علاقے میں چھوڑ دیا جائے۔ وہاں سے تم اپنے لوگوں میں پہنچ جاؤ۔ اس کے بعد اپنا بندوبست خود کر لو......!''

''وہاں تو میرے لئے موت ہی موت ہے مہاراج...... وہ مجھے جیتا نہ چھوڑیں گے۔ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ آپ مجھے یہیں مار دیں۔''

''ٹھیک ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا......'' بلبیرا نے اٹھتے ہوئے کہا پھر اپنے آدمیوں کی طرف رخ کر کے بولا۔ ''اسے باہر لے جاؤ اور گولی مار دو......'' یہ کہہ کر وہ دروازے کی طرف چل پڑا۔

سے اور کوئی فائدہ نہیں حاصل ہوا مجھے۔''

''اس میں میرا دوش ہے مہاراج۔''

''وہ آدمی کون ہو سکتا ہے جو غلام شاہ کی بھتیجی کو نکال لے گیا۔''

''میں بالکل نہیں جانتا...... کیا سونیا سرکس واپس پہنچ گئی ہو گی ٹھاکر......؟''

''پتہ نہیں۔ مگر وہ ہمارے ہاتھ نہیں آئی...... اب بتاؤ میں تمہارا کیا کروں۔'' بلبیر اسنگھ نے کہا۔

''میں نے تو سچے دل سے آپ کے حکم کی تعمیل کی تھی ٹھاکر۔ اگر وہ سرکس پہنچ گئی تو میری زندگی مشکل ہے۔''

''آخر اس نے تمہاری یہ گت کیسے بنائی......؟'' بلبیر انے پوچھا اور کنور نے اسے پوری رام کہانی سنا دی۔ بلبیر ا کے ہونٹ سکڑ گئے تھے۔ اس نے کہا۔ ''اس آدمی کے بارے میں کوئی نشاندہی کرو، وہ کون ہے۔ ویسے یہ سرکس والے شیطان کے چیلے لگتے ہیں مجھے ان کے لئے کچھ کرنا پڑے گا۔''

''میں کچھ نہیں جانتا ٹھاکر، آہ میں تو مارا گیا۔''

''تو اب بتاؤ کیا کروں میں تمہارے لئے......؟''

''میری ایک مدد کر دیں ٹھاکر، بھگوان کے لئے میری ایک مدد کر دیں۔'' کنور جیت نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

''بولو کیا......؟''

''مجھے نیا نگر سے نکال دیں، کسی طرح ایسا بندوبست کر دیں کہ میں یہاں سے نکل جاؤں۔''

''بیوقوف ہو تم...... نیا نگر سے میں نہیں نکل سکتا تمہیں کیا نکال سکتا ہوں۔ حالات بہت خراب ہو گئے ہیں وہ کتے سرکس والے خودراون سنگھ مہاراج کو اٹھا کر لے گئے۔ تمہارے لئے صرف ایک ہی کام ہو سکتا ہے۔''

''کیا مہاراج......؟''

''تمہیں جگت سنگھ کے علاقے میں چھوڑ دیا جائے۔ وہاں سے تم اپنے لوگوں میں پہنچ جاؤ۔ اس کے بعد اپنا بندوبست خود کر لو......!''

''وہاں تو میرے لئے موت ہی موت ہے مہاراج...... وہ مجھے جیتا نہ چھوڑیں گے۔ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ آپ مجھے یہیں مار دیں۔''

''ٹھیک ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا......'' بلبیر انے اٹھتے ہوئے کہا پھر اپنے آدمیوں کی طرف رخ کر کے بولا۔ ''اسے باہر لے جاؤ اور گولی مار دو......'' یہ کہہ کر وہ دروازے کی طرف چل پڑا۔

کنور جیت کا سانس بند ہو گیا اسے بلبیر سنگھ سے اس بے رحمی کی اُمید نہیں تھی۔ اس نے تو صرف اسے متاثر کرنے کے لئے یہ الفاظ کہے تھے لیکن بلبیر سنگھ نے بڑے اطمینان سے اس کی بات مان لی تھی اور اس کی موت کا پروانہ جاری کر دیا تھا۔ اس کے بعد بلبیر اپنی جگہ سے اٹھ گیا اور کنور جیت کے حلق سے گھگھیائی ہوئی سی آواز نکلی۔

''دیا کریں مہاراج، دیا کریں۔ مم میں مرنا نہیں چاہتا۔'' بلبیر سنگھ رک کر اسے دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔

''تو تم کیا چاہتے ہو کنور جیت میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ باہر جانے کے سارے راستے بند ہیں۔ ہمارا اپنی کوئی آدمی نہیں جا سکتا۔ تمہیں نیا نگر سے باہر نکالنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ وہ لوگ راون سنگھ مہاراج کو اٹھا لے گئے ہیں۔ اس سے جو صورت حال پیدا ہوئی ہے اس کے بارے میں نہیں کہا جا سکتا کہ کیا شکل اختیار کرے ہماری اپنی زندگیاں خطرے میں پڑ گئی ہیں اور ہم اپنا بچاؤ کرنے میں مصروف ہیں۔ تم اگر وہاں نہیں جانا چاہتے تو یہاں پڑے رہو جو سب کا حال ہوگا سو تمہارا ہوگا۔''

''وہ، وہ مجھے مار دیں گے مہاراج۔''

''اور میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔''

''میں آپ کی غلامی کرنا چاہتا ہوں، بہت کام آ سکتا ہوں میں آپ کے۔''

''یہ بکواس نہ کرو تو تمہارے حق میں اچھا ہے تم جیسے نکمے اور ناکارہ لوگ صرف مصیبت بن سکتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے ایک لڑکی نہ سنبھالی گئی تم سے اور بڑے عاشق بن رہے تھے۔''

''اگر وہ، اگر وہ اس کی مدد نہ کرتا تو۔ حالات دوسرے ہوتے مہاراج، آپ یقین کریں اس سے حالات دوسرے ہوتے۔''

''وہ میرے لئے بھی مشکل بنا ہوا ہے۔ اسے تلاش کرنے کی کوشش ناکام ہو گئی اور سونیا کے بارے میں بھی کچھ پتا نہیں چل سکا۔ تمہاری بے وقوفی اور کمزوری کی وجہ سے وہ لڑکی ہمارے ہاتھ سے نکل گئی ورنہ غلام شاہ کو ناک رگڑنے پر مجبور کیا جا سکتا تھا۔ اگر تم اس سلسلے میں کچھ کر سکتے کنور تو بڑی عزت دیتا میں تمہیں۔ مگر اتنا ہی کافی سمجھو کہ میں نے اس کے باوجود تمہیں زندہ چھوڑ دیا اور سنو یہاں رہ کر بھی تمہارے لئے کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ حالات بہت خراب ہو گئے ہیں۔ یہاں حملہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس وقت کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ تم جگت سنگھ کے علاقے میں چلے جاؤ اور جس طرح بھی ہو سکے وہاں معافی وغیرہ مانگ کر اپنا بچاؤ کر لو۔''

''جونسن اور پیٹر کا کیا ہوا مہاراج وہ کہاں گئے؟ اگر میں انہیں گرفتار کر کے لے جاؤں تو شاید میرا جیون بچ جائے۔''

''تم انہیں گرفتار کر کے لے جاؤ گے تم۔'' بلبیر سنگھ طنزیہ انداز میں ہنس پڑا۔ پھر بولا۔ ''وہ تم سے زیادہ کارآمد لوگ ہیں کنور جیت، کم از کم اسلحہ خریدنا جانتے ہیں انہیں چیل سنگھ مہاراج نے بلوالیا ہے وہ ان سے کچھ کام لینا چاہتے ہیں۔'' کنور جیت کا چہرہ لٹک گیا تھا کوئی راستہ نہیں تھا۔ یہاں اس وحشت زدہ ماحول میں کون پرسان حال ہوگا۔

''ٹھیک ہے مہاراج مجھے وہاں ہی پہنچا دیا جائے۔ البتہ ایک دیا کی جائے مجھ پر۔''

''بولو کیا؟''

''کسی ایسے راستے سے نکال دیا جائے جہاں سے سرکس والوں کے ہاتھ نہ لگوں بلکہ میرا یونٹ مجھے مل جائے۔''

''سرکس میدان میں لگا ہوا ہے تمہیں ایک چوکی سے نکالا جاسکتا ہے مگر ساری سرحدوں پر جگت سنگھ کے فوجی نظر آ رہے ہیں۔ تمہیں ان کے ہاتھوں میں پڑنا ہی ہوگا۔ اس کے بعد تم کہاں جاتے ہو یہ تمہارا کام ہے مگر کیا وہاں پہنچ کر تم غلام شاہ سے بچ سکو گے۔''

''بھلا صاحب مجھے بچا سکتے ہیں بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا۔''

''تو تم جانے کے لئے تیار ہو؟''

''ہاں مہاراج اور کر بھی کیا سکتا ہوں۔'' کنور جیت بے چارگی سے بولا۔

''غلام شاہ کے لئے تم میرا ایک پیغام لے جاؤ گے۔ میرا ایک خط اسے دے دینا ہو سکتا ہے اس طرح تمہاری جان بچ جائے۔''

''دے دوں گا مہاراج۔''

''تب پھر تھوڑا انتظار کرلو۔ خط تیار کر کے میں تمہیں پہنچا دوں گا اور میرے آدمی تمہیں چوکی تک چھوڑ آئیں گے۔'' بلبیر نے کہا اور پھر اپنے آدمیوں سے بولا۔ ''اسے کوئی تکلیف نہ ہو، اس کے بعد وہ باہر نکل گیا۔ کنور کو اس کمرے میں پہنچا دیا گیا جہاں وہ اس سے پہلے مقیم تھا۔ کوئی پرسان حال نہیں تھا وہ نڈھال انداز میں اپنے بستر پر گر پڑا۔ پھوٹ پھوٹ کر رونے کو جی چاہ رہا تھا کیا حماقت ہوگئی ایک تھوڑی سی حماقت نے کیا دن دکھا دیے۔ کمبخت سونیا کے حسن نے کچھ ایسا جادو کر دیا تھا اس پر کہ وہ بالکل ہی بے عقل ہو کر رہ گیا تھا ورنہ زندگی میں کیا کچھ نہیں تھا۔ چاروں طرف حسن و عشق کی چاشنی بکھری ہوئی تھی۔ کہیں بھی قدم نہیں رکھتے تھے جس طرف ایک نگاہ اٹھا دی جائے پذیرائی ہی پذیرائی ہوتی تھی۔ آہ یہ سفر ہی میرے لئے نحوست بن گیا۔ بھگوان غارت کرے بھلاجی کو جنہوں نے اس وحشت کدے کی جانب رخ کیا تھا میں ان کی وجہ سے مارا گیا۔ وہ لڑکی حیثیت کیا رکھتی ہے میرے لئے بے شک خوبصورت ہے جنگلی پھول ہے مگر جنگلی پھول، جنگلی پھول ہی رہ سکتا ہے اس میں کبھی خوشبو نہیں پیدا ہو سکتی۔ اب مصیبت

یہ ہے کہ مجبوری کی حالت میں جگت سنگھ کے علاقے میں جانا پڑے گا۔ یہاں کا تو باوا آدم ہی نرالا ہے کوئی کسی کا پرسان حال نہیں ہے۔ حکمران اغواء ہو چکا ہے۔ کھانے پینے کی قلت ہے انسان کتوں کی طرح سڑکوں پر مارے مارے پھر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں بھلا بلبیر سنگھ جیسا ڈاکو میری کیا کفالت کر سکتا ہے۔ بھوک پیاس ہی سے تڑپ تڑپ کر مر جاؤں گا اور پھر یہاں سے نکلنے کا کوئی ذریعہ بھی تو نہیں ہے۔ ہے بھگوان کس عذاب میں گرفتار ہو گیا ہوں میں، بدن پسینہ چھوڑتا رہا۔ کتنے اطمینان سے بلبیر سنگھ نے کہہ دیا تھا کہ اسے باہر لے جا کر گولی مار دو بھلا کوئی ان کو قدر ہے انسانی زندگی کی۔ کسی بھی لمحے وہ جھنجھلا کر کہہ سکتا ہے کہ ہم کسی کی مہمان نوازی نہیں کر سکتے۔ مہمان سے نجات حاصل کر لی جائے، کنور جیت بوکھلا کر اٹھ بیٹھا یہاں تو ہر لمحہ موت کا لمحہ ہے۔ اب جو کچھ بھی ہوگا دیکھا جائے گا۔ بھلا جی کے قدموں میں سر رکھ دوں گا اور کہوں گا کہ کسی طرح مجھے غلام شاہ سے بچائے۔ بھلا جی کی بڑی دوستی ہے غلام شاہ سے، وہ کچھ نہ کچھ کر لیں گے۔ یہاں سے نکل جانا ہی بہتر ہے۔ آہ بھگوان کرے سونیا راستے ہی میں کہیں مر گئی ہو۔ وہ سرکس نہ پہنچنے پائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو صورتحال کچھ سنبھل سکتی ہے۔ کوئی بھی بہانہ کر دوں گا کہہ دوں گا کہ مجھے بلبیر سنگھ نے اغواء کر لیا تھا اور اس کے بعد میرے ساتھ یہ سارے سلوک کئے گئے صرف اس لئے میری ناک اور کان کاٹ دیئے گئے کہ بلبیر سنگھ غلام شاہ کے قتل پر مجھے آمادہ کرنا چاہتا تھا۔ ہے بھگوان اگر ایسا ہو جائے تو پھر مشکل ہی نہ رہے ناک اور کان کا مسئلہ ہے تو بھگوان انہیں بھی ٹھیک کرا ہی دے گا۔ یورپ نکل جاؤں گا سیدھا۔ پلاسٹک سرجری کراؤں گا اور اس کے بعد شکل ٹھیک ہو جائے گی۔ بڑا نقصان ہو گیا سارا جیون خاک میں مل گیا..... پر شرط یہی ہے کہ سونیا وہاں نہ پہنچی ہو۔ وہ دعائیں مانگتا رہا اس کی زندگی میں اُمید کی صرف ایک ہی روشنی رہ گئی تھی وہ یہ کہ سونیا کسی طرح سرکس نہ پہنچی ہو۔ بڑی آسانی سے بات بن جائے گی اور جان بچانے میں مشکل نہ ہوگی یہ بھی اچھی بات ہے کہ بلبیر سنگھ اسے اپنا کوئی پیغام دے رہا ہے۔ غلام شاہ کے لئے اپنے آپ کو بالکل بدل لوں گا۔ ایک بار جان بچ جائے بس ایک بار۔ کنور جیت دل ہی دل میں یہ ساری باتیں سوچتا رہا اور پھر کچھ گھنٹوں کے بعد بلبیر سنگھ کا آدمی اس کے پاس پہنچا اور اس نے ایک تہہ کیا ہوا کاغذ کنور جیت کے حوالے کر دیا۔

''ٹھاکر نے کہا ہے کہ یہ کاغذ اسی طرح غلام شاہ تک پہنچا دیا جائے کیا تم تیار ہو سفر کرنے کے لئے؟''

''ہاں بھائی مجھے بھلا کیا تیاریاں کرنی ہیں۔''

''تو باہر ہمارے آدمی موجود ہیں چلو باہر نکل چلو۔'' اس شخص نے کہا اور کنور جیت اپنے آپ کو سنبھال کر نڈھال قدموں سے باہر نکل آیا۔ تین گھڑ سوار وہاں موجود تھے چوتھے گھوڑے کی پشت پر زین کسی ہوئی تھی اور اس پر کوئی موجود نہیں تھا۔ یہ کنور جیت کے لئے تھا۔ کنور جیت گھوڑے پر سوار ہو گیا اور تینوں گھڑ سوار اس کی رہنمائی کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے ان میں سے ایک نے کہا۔

''چوکی سے تمہیں ایک لمبی سرحد طے کرنی پڑے گی۔ مہاراج یہاں چھوٹے چھوٹے گڑھے بکھرے ہوئے ہیں۔ ہم چوکی پر اس جگہ تک نہیں جا سکتے جہاں جگت سنگھ جی کی سرحدیں ہیں بس دور ہی سے تمہیں چھوڑ دیں گے۔ راستہ تمہیں ہی طے کرنا ہوگا ابھی دن کا وقت ہے تم یہ راستہ روشنی میں طے کر سکتے ہو رات میں یہ سفر خطرناک ہو جائے گا۔

''کک کیوں......؟'' کنور جیت نے خوف زدہ لہجے میں پوچھا۔

''یہ ایک مشکل راستہ ہے ہم اگر دوسرے راستے سے آگے بڑھے جو عام راستہ ہے اور ہمیں ادھر کی چوکی پر دیکھ لیا گیا تو فوراً ہی بھون کر رکھ دیا جائے گا۔ وہ لوگ ہمیں چھوڑیں گے نہیں۔''

''تب......تو پھر میں۔ کیا کروں گا اگر انہوں نے مجھے دور ہی سے دیکھ کر گولی مار دی تو کیا ہوگا؟''

''کچھ نہیں ہوگا مہاراج آپ کے بدن میں سوراخ ہو جائے گا اس سے خون نکلے گا اور آپ مر جائیں گے۔'' ایک گھوڑ سوار نے پر مزاح لہجے میں کہا اور دوسرے لوگ ہنس پڑے۔ کنور جیت متوحش نگاہوں سے انہیں دیکھتا رہا وہ مذاق اڑا رہے تھے اس کا۔ سچی بات یہ ہے کہ وہ تھا ہی مذاق اڑانے کے قابل۔ کیا مصیبت پڑی تھی سونیا سے عشق کرنے کی اور اسے اغواہ کرنے کی۔ دماغ ہی خراب ہو گیا تھا، سرا۔ مصیبت ہی گھیرے ہوئے تھی تو وہ کیا کرتا بہر طور گھوڑے دوڑتے رہے۔ ویران علاقہ شروع ہو گیا سورج پور کے بائیں سمت سے وہ ایک ڈھلان عبور کر کے فاصلے طے کرتے ہوئے ایک چھوٹے سے چھدرے سے درختوں کے جنگل میں داخل ہوئے اور جنگل کا اختتام اس علاقے پر ہوا جس کے بارے میں ان لوگوں نے بتا دیا تھا۔ جنگل سے باہر نکلتے ہی ان میں سے ایک نے کہا۔

''بس ہم یہیں تک آپ کو لا سکتے تھے۔ مہاراج یہ سامنے کا جو حصہ نظر آ رہا ہے اسے عبور کر کے آپ جگت سنگھ جی کے سرحدی علاقے تک پہنچ سکتے ہیں آگے کا کام آپ کا ہوگا۔''

کنور جیت نے گردن ہلا دی۔ دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھایا ہوا تھا مرتا کیا نہ کرتا۔ مجبوراً گھوڑے کو آگے بڑھا دیا۔ ہر لمحہ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ابھی فائر کی آواز آئے گی اور گولی اس کی پسلیوں کو توڑتی ہوئی نکل جائے گی۔ کہیں کوئی پتھر گھوڑے کے پاؤں تلے آ کر اچٹتا تو کنور جیت کو وہ فائر کی آواز ہی معلوم ہوتی تھی اور اس کے بدن میں کہیں نہ کہیں تکلیف ہونے لگتی۔ ہوش و حواس رخصت ہوتے جا رہے تھے۔ دوران خون بے پناہ بڑھ چکا تھا۔ چہرہ انگارے کی طرح سرخ ہو رہا تھا اور آنکھیں خوف سے پھٹی ہوئی تھیں۔ وہ اس وحشت کے عالم میں یہ سفر کرتا رہا۔ جان بچانے میں اس کے بجائے گھوڑے کی کوششوں کا زیادہ دخل تھا جو صحیح راستہ منتخب کر کے آگے بڑھ رہا تھا۔ کنور جیت نے گھوڑے پر

کوئی پابندی بھی عائد نہیں کی تھی کہ اس میں اتنی سکت ہی نہ تھی کہ گھوڑے کو صحیح راستوں پر دوڑا سکتا لیکن اس وقت یہ انحصار اس کے لئے سودمند ثابت ہوا۔ خطرناک راستہ طے ہو گیا اور اسے کچھ فاصلے پر بے شمار افراد نظر آئے جو بغور دیکھ رہے تھے ان کی رائفلوں کی نالیں تنی ہوئی تھیں اور ان کے چہروں پر مستعدی نظر آ رہی تھی۔ اگر کنور جیت تنہا نہ ہوتا اور اس کے ساتھ چند افراد اور بھی ہوتے تو شاید اب تک اس کا کریا کرم ہو چکا ہوتا لیکن اسے تنہا پا کر انہوں نے فوراً ہی فائر کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ کنور جیت نے دہشت کے عالم میں دونوں ہاتھ اٹھا کر چیخنا شروع کر دیا۔

''خبردار گولی نہ چلانا میں، میں جگت سنگھ جی کا آدمی ہوں خبردار گولی نہ چلانا، گولی نہ چلانا۔'' وہ حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخ رہا تھا اور اس کی آواز بیٹھتی چلی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ان لوگوں کے درمیان پہنچ گیا اور انہوں نے اسے گھیرے میں لے لیا۔

''گولی نہ چلانا بھائیو، گولی نہ چلانا میں جگت سنگھ جی کا آدمی ہوں ان کے لئے ایک خبر لے کر آیا ہوں مجھے فوراً جگت سنگھ جی کے پاس پہنچا دو، میں ان کے لئے سندیسہ لے کر آیا ہوں۔'' وہ بولا اور گھوڑے سے اترتے ہی زمین پر گر پڑا تھکن سے بدن نڈھال ہو رہا تھا بہرطور اس کی بات سن لی اور سمجھ لی گئی تھی شاید کوئی اس کا شناسا بھی تھا وہ لوگ آپس میں گفتگو کرتے رہے اور کنور جیت کو سنبھال کر اٹھایا اور ان میں سے ایک نے کہا۔

''ہم تمہیں ہاتھ پاؤں باندھ کر وہاں لے جائیں گے ہمیں یہی ہدایت ہے۔''

جو تمہارا من چاہے کرو بری حالت ہے میری۔ مجھے فوراً ہی جگت سنگھ جی کے پاس پہنچا دو۔'' اس کے دونوں ہاتھ پشت پر باندھ دیئے گئے اور اس کے بعد ایک گھڑسوار نے اسے اپنے آگے بٹھا لیا یہ اندازہ لگایا جا چکا تھا کہ وہ گھوڑے پر سفر کرنے کے قابل نہیں ہے اس طرح وہ لوگ کنور جیت کو لے کر وہاں سے آگے بڑھ گئے۔ کنور جیت کی آنکھیں بند ہوئی جا رہی تھیں ہوش و حواس رخصت ہوئے جا رہے تھے۔ خوف سے اس کی حالت بگڑی ہوئی تھی وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ سرکس پہنچ جاتا تو تو غلام شاہ اسے نہ چھوڑتا۔ کتوں سے نچوا دیا جاتا اسے مگر، مگر ہو سکتا ہے سونیا وہاں نہ پہنچی ہو آہ ہو سکتا ہے ابھی ان لوگوں کو صورت حال معلوم ہی نہ ہو۔ یکبارگی اس پر پھر وحشت کا دورہ پڑا۔ اس نے خوفزدہ نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''کہاں، کہاں لے جا رہے ہو تم لوگ مجھے۔''

''آپ جگت جی کے پاس جانا چاہتے ہیں نا!'' اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا۔

''ہاں مجھے سیدھا جگت سنگھ کے پاس لے چلو، سورج پور سے آیا ہوں ایک خاص خبر لایا ہوں ان کے لئے کنور جیت ہے میرا نام۔''

''ٹھیک ہے مہاراج وہیں لے جا رہے ہیں ہم آپ کو۔'' فاصلے طے ہو گئے اور کنور جیت نے وہ عمارتیں دیکھ لیں جنہیں وہ پہچانتا تھا۔ جگت سنگھ کی حویلی کے سامنے گھوڑے رکے اور کنور جیت کو گھوڑے سے اتار لیا گیا۔ ایک آدمی جگت سنگھ کو اطلاع کرنے اندر چلا گیا تھا کچھ دیر کے بعد وہ واپس

آیا اور اسے ساتھ لے کر اندر داخل ہو گیا۔ جگت سنگھ ایک ہال نما کمرے میں اس کا منتظر تھا۔ اس نے حکم دیا۔

''ہاتھ کھول دو اس کے۔'' کنور جیت کے ہاتھ کھول دیئے گئے اور اسے لانے والے باہر نکل گئے۔ بیٹھو کنور جیت کیوں کہاں سے آ رہے ہو، ویسے تمہارے ساتھ تو بہت بری ہوئی ہے ساری صورت بگڑ گئی تمہاری تو۔''

''ہاں مہاراج بڑا انیائے ہوا ہے مجھ پر۔ آپ مجھے بھلا صاحب کے پاس پہنچا دیں بڑی مہربانی ہوگی آپ کی۔''

''ضرور ضرور، مگر تم میرے لئے کوئی سندیسہ لائے تھے۔'' جگت سنگھ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''وہ مہاراج۔ میں نے جان بچانے کے لیئے آپ کے آدمیوں سے یہ کہہ دیا تھا، آپ مجھے بھلا صاحب کے پاس پہنچا دیجئے۔''

''ہوں ٹھیک ہے ایسا بھی ہو جائے گا، میں انتظام کئے دیتا ہوں۔ بھلا میرا دوست ہی نہیں بہت اچھا انسان بھی ہے اچھے لوگوں کو برے ساتھی بھی مل جاتے ہیں۔ اس میں اچھے لوگوں کا کیا دوش، ٹھیک ہے میں انتظام کئے دیتا ہوں۔''

جگت سنگھ اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔

کنور جیت کا دل ڈوبنے لگا۔ جگت سنگھ کی سرد مہری، اس کے الفاظ ظاہر کر رہے تھے کہ سونیا یہاں پہنچ گئی ہے اور سارا راز کھل گیا ہے آہ اب کیا ہوگا اب کیا ہوگا۔

جگت سنگھ خود واپس نہیں آیا تھا چند لوگ کمرے میں داخل ہوئے اور اسے ساتھ لئے ہوئے باہر نکل آئے۔ کچھ دیر بعد اسے اس عمارت میں پہنچا دیا گیا جہاں بھلا صاحب کا قیام تھا۔ یونٹ کے لوگ کنور کو دیکھ کر ششدر رہ گئے لیکن کنور رکے بغیر سیدھا بھلا صاحب کے کمرے میں داخل ہو گیا وہاں وہ راجکماری سے باتیں کر رہے تھے۔

کنور جیت کو دیکھ کر دونوں بری طرح اچھل پڑے کنور جیت انہیں دیکھتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا تھا۔ بھلا صاحب اور راجکماری سکتے کے عالم میں اسے دیکھ رہے تھے کنور نے روتے ہوئے کہا۔

''دیکھ لیجئے بھلا صاحب کیا سلوک ہوا میرے ساتھ، دیکھئے بھلا صاحب کیا حالت ہو گئی میری۔'' بھلا صاحب چونکے اور پھر انہوں نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کا ذمہ دار کون ہے کنور جیت؟''

''بھلا صاحب میرا کیریئر برباد ہو گیا۔ میرا مستقبل تباہ ہو گیا۔''

''میں نے تم سے سوال کیا تھا کہ اس کا ذمہ دار کون ہے تم اس کا جواب دینے سے گریز کر رہے ہو، بہر حال میرے خیال میں تمہارے ساتھ یہی ہونا چاہئے تھا، جو کچھ ہوا ہے اس کے ذمہ دار تم خود ہو کنور۔ تم نے اپنے ہاتھوں سے اپنے لئے کنواں کھودا اور خود اس میں گر پڑے۔ تمہاری وجہ سے میرا جو نقصان ہوا ہے اسے تو میں صبر کر لوں گا لیکن تم۔''

''بھلا جی، آپ، آپ بھی!''

''سب سے زیادہ نقصان تو مجھے ہی پہنچا ہے کنور۔ خیر اب اس کا تذکرہ کیا مگر میرے خیال میں تمہیں یہاں نہیں آنا چاہئے تھا۔ میں تمہارے سلسلے میں کوئی ذمہ داری نہیں قبول کرنا چاہتا۔ میں تمہاری زندگی کی ضمانت نہیں دے سکتا کنور۔ سوری ویری سوری۔''

''نہیں بھلا صاحب آپ۔ آپ کو میری مدد کرنی ہوگی۔''

''میں نے تمہاری مدد کی تھی کنور، تمہیں سمجھایا تھا کہ ہوس کے ہاتھوں نہ کھیلو زندگی قیمتی شے ہوتی ہے۔ تم نہ مانے سمجھانے کے علاوہ اور میں کیا کر سکتا تھا کنور۔''

''جو ہونا تھا ہو چکا ہے بھلا جی۔ مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے بھگوان کے لئے میری مدد کیجئے۔''

''مدد کا وقت گزر چکا ہے کنور۔ تم نے خود موت کو آواز دی ہے۔ تمہاری وجہ سے میری جو بے عزتی ہوئی ہے کاش تم اسے سمجھ سکتے۔'' کنور جیت عجیب سے انداز میں بھلا کو دیکھتا رہا پھر بولا۔

''میری جان بچانے کا کوئی ذریعہ ہے بھلا جی، یہ بتایئے کہ میری جان بچنے کے کچھ امکانات ہیں۔''

''کچھ نہیں کہہ سکتا اس سلسلے میں کنور جیت کچھ بھی نہیں کہہ سکتا۔''

''راجکماری، راجکماری میں ایسا تھا نہیں تقدیر نے مجھے یہ سب کچھ دکھایا ہے۔ میری مدد کرو براہ کرم تم ہی میری مدد کرو۔'' کنور جیت نے راجکماری کو دیکھتے ہوئے کہا اور راجکماری افسوس بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی پھر بولی۔

''ہماری دنیا سب سے بری ہے کنور جی۔ لوگ ہمیں پردے پر دیکھتے ہیں۔ ہمارا کھیل پسند کرتے ہیں لیکن ہمیں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ ہماری کہانیاں طرح طرح سے گھڑی جاتی ہیں ہماری بدنامی ہی کو پسند کیا جاتا ہے مگر پردے سے ہٹ کر بھی ہماری ایک زندگی ہوتی ہے۔ اس سے پیچھے کی زندگی میں تو ہمیں اتنا برا نہیں ہونا چاہئے۔ وہاں تو ہم اپنے لئے جی سکتے ہیں۔''

''بڑی پاکباز بن رہی ہو تم۔ سب فرشتے ہیں میرے علاوہ، کیوں۔ تمہاری کہانیاں بہت پاکیزہ ہیں نا!''

''کب کہتی ہوں میں، مگر ہر جگہ ایک جیسی نہیں ہوتی۔''

''تم بھی تو شارق کے چکر میں تھیں۔''

''ہاں تھی مگر وہ چلا گیا، میں نے کیا کیا۔''

''تم سب لوگ، تم سب لوگ میرے دشمن ہو گئے ہو۔ سب میری موت چاہتے ہو ایسے نہیں مروں گا میں سمجھے تم لوگ۔ بھلا جی آپ کی فلم کا ہیرو تھا بہت سرمایہ خرچ کیا ہے آپ نے اس پر۔ مجھے بچا لیجئے آپ کا بھی فائدہ ہوگا۔''

''ہاں بھلا جی، فقیر دین سے کہہ کر کہانی میں رد و بدل کرا لیجئے۔ اب اس کا ہیرو ٹلا کن کٹا ہونا چاہئے۔ بڑی اوریجنل پرفارمنس ہوگی کنور جی کی۔'' راجکماری نے کہا۔

''اسے یہاں سے نکال دیں بھلا جی۔ ورنہ ورنہ۔'' کنور جیت غرا کر بولا اور راجکماری اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔

''مجھ سے خود تمہاری مکروہ صورت برداشت نہیں ہو رہی سمجھے۔'' وہ اٹھ کر باہر نکل گئی۔

''سمجھایا تھا میں نے تمہیں کنور، سمجھایا تھا مجھے تمہاری دیوانگی کا احساس ہو گیا تھا۔ اپنا فرض پورا کیا تھا اس سے زیادہ میں اور کیا کر سکتا ہوں تم نے ڈبو دیا کنور، جتنا ذلیل میں نیا نگر میں آ کر ہوا ہوں، اتنا کبھی نہیں ہوا۔ دو کوڑی کی حیثیت ہو گئی میری۔ تم نے کنور، تم نے جونسن اور پیٹر کو بھی اپنا آلہ کار بنایا۔ انہوں نے ہی کیا کم کیا تھا میرے ساتھ۔''

''میری آپ سے بہت پرانی دوستی ہے بھلا صاحب۔ بہت کام کیا ہے میں نے آپ کے ساتھ اور اب بھی میں ختم نہیں ہوا ہوں جو کچھ ہو گیا ہے میرے ساتھ وہ میرے لئے بہت بڑی سزا ہے۔ آپ کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ، کہ سونیا یہاں پہنچ گئی، کیا یہ سچ ہے؟''

''کیا سچ ہے؟''

''سونیا یہاں آ گئی ہے نا!''

''سرکس والوں کو تم نے طویل عرصے سے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کنور جیت، وہ روایتی بھی نہیں ہیں وہ بے حد پراسرار لوگ ہیں ان کی کارکردگی نہ سمجھ میں آنے والی ہے تمہارا خیال تھا سونیا یہاں نہ پہنچی ہوگی۔''

''آہ! مگر وہ یہاں نہ پہنچتی تو، تو۔'' کنور جیت نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

''تمہاری احمقانہ سوچ ہے۔ وہ یہاں پہنچ گئی۔ وہ تمہارے بس میں نہیں آ سکتی تھی۔''

''وہ میرے بس میں آ گئی تھی حالات میرے قابو میں تھے مگر ایک کمبخت آدمی نے ایک پراسرار آدمی نے سارا کھیل بگاڑ دیا۔ نہ جانے وہ کون تھا۔

''شارق تھا وہ۔'' بھلا صاحب نے کہا اور کنور اچھل پڑا۔
''کون؟''
''شارق!'' بھلا صاحب سکون سے بولے اور کنور حیرت سے آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھتا رہا۔
''آپ کو کیسے معلوم!''
''بہت کچھ معلوم ہو چکا ہے کنور، ان باتوں کو جانے دو جونسن اور پیٹر نے اسلحہ یہاں اسمگل کر کے مجھے جگت سنگھ کی نظروں میں ذلیل کیا اس صدمے کو ذہن سے دور نہ کر سکا تھا کہ تم نے میرے سینے میں کیلیں ٹھونک دیں تم جانتے تھے کہ بلبیر اغلام شاہ کا دشمن ہے تم نے غلام شاہ کے دشمن کی مدد سے اس کی بھتیجی کو اغواء کیا۔ کوئی جگہ چھوڑی تم نے اپنے لئے، جونسن اور پیٹر جگت سنگھ کے مجرم تھے اور اگر وہ ہاتھ آ جاتے تو جگت سنگھ یقینی طور پر ان کے خلاف کارروائی کرتا یہ اس کے علاقے کے خلاف ایک سازش تھی یہ اس کے آدمیوں کے خلاف ایک سازش تھی۔ اسلحہ یہاں پہنچ جاتا تو نتائج کیا ہوتے یہ نہ تم سمجھ سکتے ہو نہ میں اور ایسا میرے آدمیوں کے ذریعے ہوا، تم جونسن اور پیٹر کو یہاں سے نکال لے گئے گویا تم بھی جگت سنگھ کے مجرم بن گئے۔ یہ تو ان لوگوں کا حیرت انگیز تعاون ہے میرے ساتھ ورنہ بات صرف جگت سنگھ ہی کی نہیں بلکہ اس کی نگری کے اور لوگوں کا بھی معاملہ ہے۔ بتاؤ کنور اس کے بعد تم نے غلام شاہ کی عزت پر ہاتھ ڈالا۔ کیا ہو سکتا ہے تمہارے لئے، کیا کیا ہو سکتا ہے۔''
''اب تو جو کچھ بھی کرنا ہے بھلا صاحب، آپ ہی کو کرنا ہے۔ آہ وہ شارق کتا۔ آہ وہ کتا، یقینی طور پر بات اب میری سمجھ میں آ رہی ہے، اچھی طرح میری سمجھ میں آ رہی ہے۔ بھلا صاحب میں دعوے سے کہتا ہوں کہ شارق بھی سونیا کے چکر میں ہے اور اسے اپنے چکر میں لانا چاہتا ہے، اس لئے وہ ان لوگوں کے اردگرد پھر رہا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے بھلا صاحب کیا غلام شاہ شارق کا شکار نہیں ہو جائے گا؟''
''کیا ہو جائے گا اور کیا نہیں ہو جائے گا، میں اس کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں کنور، لیکن تم، تم میں تمہارے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اب یہ سب کچھ میرے بس سے باہر ہے۔ کیا کروں آخر، کیا کروں، جونسن اور پیٹر کے سلسلے میں بھی، میں نے جگت سنگھ کو اجازت دے دی تھی کہ اس کا جو دل چاہے ان کے ساتھ کرے۔ تمہارے لئے کچھ خوشامد درآمد کر سکتا ہوں اس کی لیکن سونیا پر ہاتھ ڈال کر جو جرم تم نے کیا ہے، میرا خیال ہے اس کے لئے اگر میں غلام شاہ سے معافی کی درخواست بھی کروں تو یہ میری بدنصیبی ہوگی۔ غلام شاہ کیا کوئی بھی تمہیں معاف نہیں کر سکے گا۔''
''بھلا صاحب، جگت سنگھ سے آپ کی دوستی ہے آپ، آپ کسی طرح اس کا سہارا لے لیجئے مجھے یہاں سے نکال دیجئے جس طرح بھی ممکن ہو، مجھے یہاں سے نکال دیجئے بھلا صاحب، میں اپنی دنیا میں واپس چلا جاؤں گا، فوراً ہی میں یہاں سے جا کر یورپ کا سفر کروں گا۔ آپ کا اس قلم میں

لاکھوں روپے کا سرمایہ صرف ہو چکا ہے آپ بھی یہ بات پسند نہیں کریں گے بھلا صاحب کہ آپ کا یہ سرمایہ ڈوب جائے۔ میں واپس آ کر آپ کی یہ فلم مکمل کراؤں گا اور آپ یقین کریں آپ سے کوئی معاوضہ نہیں لوں گا۔ براہ کرم غلام شاہ کے علم میں لائے بغیر اپنے تعلقات سے کام لے کر مجھے یہاں سے نکال دیجئے میں آپ کا احسان مانوں گا۔"

"سوری کنور۔ یہ ممکن نہیں ہے۔"

"کک، کیا مطلب، کیا مطلب ہے اس بات کا۔"

"تم جگت سنگھ کے پاس پہنچے ذرا غور کرو جگت سنگھ نے اس کے باوجود تم سے کچھ نہ کہا۔ حالانکہ بات سب کے علم میں آ چکی ہے جو کچھ تم نے کیا ہے سب جان چکے ہیں۔ جگت سنگھ نے تمہیں میرے پاس پہنچا دیا اور اب اگر میں یہ سازش کرتا ہوں تو پھر میں آخری آدمی ہوں گا جس کے بارے میں یہ سوچا جائے گا کہ پورا فلم یونٹ سازشیوں اور جرائم پیشہ افراد سے بھرا ہوا ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو کیا غلام شاہ کو اس کا علم نہ ہو گا کہ تم یہاں آ گئے ہو اور اس کے بعد غلام شاہ کا سامنا کس طرح کر سکوں گا۔"

"آپ، آپ کیا کریں گے بھلا صاحب، اب آپ کیا کریں گے؟"

"جگت سنگھ نے تمہیں میرے پاس بھیج دیا ہے اور مجھ پر یہ لازم ہو گیا ہے کہ میں تمہیں غلام شاہ کے سامنے پیش کر دوں۔"

"آہ! آہ مجھے ہلاک کر دے گا، وہ مجھے نہیں چھوڑے گا بھلا صاحب میں جانتا ہوں وہ کتنے خونخوار لوگ ہیں آپ یقین کریں کہ شارق کے بارے میں سننے کے بعد میرا تن بدن سلگ اٹھا ہے یہ اس کتے کا کام تھا اس نے اپنا چاقو نکال کر سونیا کو دیا تھا اور چاقو سے سونیا نے مجھے اس حال میں پہنچایا۔ آہ میرے دل میں نجانے کتنے انتقامی جذبے بھرے ہوئے ہیں۔ مگر، مگر میں صورت حال کو سمجھ رہا ہوں بھلا صاحب سب کچھ بھول کر میں یہاں سے نکل جانا چاہتا ہوں، میری مدد کریں براہ کرم میری مدد کریں۔"

"کنور میں تم سے معافی طلب کر چکا ہوں جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتا۔"

"تو پھر وہی ہوا نا، جس کا مجھے اندیشہ تھا، مار دیں گے مجھے وہ لوگ وہ لوگ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

"اب یہ تمہاری تقدیر ہو گی، مجھے میں کچھ نہیں کر سکتا، میں ایک قیدی کی حیثیت سے تمہیں غلام شاہ کے سامنے پیش کروں گا۔

بھلا صاحب نے فیصلہ کن لہجے میں کہا کنور جیت خاموشی سے نظریں جھکا کر کچھ سوچنے لگا اس کے اندر شدید ہیجان برپا تھا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ یہاں سے نکل کر وہ بھاگ بھی سکتا تھا لیکن جانتا تھا کہ باہر ہی اسے ہلاک کر دیا جائے گا۔ کوئی بعید اس سے کچھ نہیں پوچھے گا۔ پھر تو

پھر۔ ایک آخری کوشش غلام شاہ کے سامنے اور کی جاسکتی ہے۔ اس کے پاس بلبیر سنگھ کا دیا ہوا پرچہ بھی موجود تھا جو اس نے غلام شاہ کے لئے دیا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی کام بن جائے۔ بھلا کا کہنا کافی حد تک درست ہی تھا۔ وہ اس سلسلے میں مدد نہیں کرسکتا تھا۔

بھلا خود ہیجان کا شکار ہوگیا تھا کنور جیت کے لئے اس کے دل میں کوئی ہمدردی نہیں تھی اس کا دل تو یہ چاہ رہا تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو سکے وہ نیا نگر چھوڑ بھاگے، جو نقصان ہو چکا ہے وہ تو ہو ہی چکا ہے، بعض فیصلے غلط بھی ہو جاتے ہیں، لیکن جو کچھ ہوا تھا وہ بھلا کے لئے بالکل غیر متوقع تھا۔ تاہم ہو چکا تھا اور اب اس پر افسوس کرنا بیکار تھا۔ اس نے کنور جیت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''معاف کرنا کنور جیت، جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے میں وہی سب کچھ کرنے کے لئے مجبور ہوں، بہت سوچ رہا ہوں اس بارے میں مگر کوئی ایسی ترکیب سمجھ میں نہیں آتی، جس سے اس مسئلے کا حل نکل آئے۔ بہر طور مجھے افسوس ہے۔ کنور جیت تم جگت سنگھ کے پاس پہنچے اور اس نے بڑے ظرف کے ساتھ تمہیں میرے حوالے کر دیا۔ میرے لئے اب اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ میں تمہیں ان لوگوں کے پاس پہنچا دوں۔ جنہیں تم سے نقصان پہنچا ہے۔''

''ٹھیک ہے بھلا صاحب، ٹھیک ہے، برے وقت میں کوئی بھی ساتھ نہیں دیتا آپ کا جو جی چاہے کریں، میں تیار ہوں۔''

''بھلا صاحب نے دروازے پر پہنچ کر اپنے دو آدمیوں کو طلب کیا اور اس کے بعد انہیں کچھ تیاریاں کرنے کا حکم دیا۔ باہر ہیجان پھیلا ہوا تھا۔ یونٹ کے تمام ہی لوگ اپنے اس ہیرو کو دیکھ چکے تھے جس کی شکل ہی بگڑ گئی تھی۔ وہ اس کے بارے میں جاننے کے لئے متجسس تھے۔ راجکماری سے بھی کچھ سوالات کئے گئے تھے اور راجکماری نے نمک مرچ لگا کر کنور جیت کی کہانی انہیں بتا دی تھی۔ بھلا نے کوئی رسک لینا مناسب نہیں سمجھا، کنور جیت کے دونوں ہاتھ ایک بار پھر اس کی پشت پر باندھ دیئے گئے اور پیروں میں بھی رسہ کس دیا گیا۔ بھلا کو خطرہ تھا کہ سرکس تک لے جاتے ہوئے کہیں کنور جیت کوئی کارروائی نہ کر ڈالے چنانچہ اس نے یہ بندوبست کیا تھا اور کنور جیت نے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا جو بے عزتی اس کا مقدر بن چکی تھی اب اسے ٹالا نہیں جاسکتا تھا۔ زندگی بچ جائے تو بہت بڑی بات ہوگی۔ حالانکہ اب اسے اس کے امکانات بھی نظر نہیں آرہے تھے۔ نیا نگر سے نکل بھاگنا بھی آسان کام نہیں تھا ورنہ وہ اپنی جدوجہد ترک نہیں کرتا چاہے اس کے لئے اسے دو چار آدمیوں کو قتل ہی کرنا پڑتا لیکن یہاں قدم قدم پر دشمن ہی دشمن موجود تھے۔ یہ مہذب لوگ تو شاید اس کے ساتھ کوئی رعایت بھی کر دیتے لیکن جگت سنگھ کے آدمی اسے کبھی نہ چھوڑتے، چنانچہ اب تن بہ تقدیر ہونا ہی تھا۔

بھلا صاحب اپنی جیپ لے کر چل پڑے کنور جیت کو عقبی حصے میں بٹھا دیا گیا تھا اور دو آدمیوں کو اس کی نگرانی کے لئے مقرر کر دیا گیا تھا۔ سرکس میں

اب زندگی دوڑ چکی تھی اور وہاں کے معمولات جاری ہو گئے تھے یوں بھی میلے کا وقت اب قریب سے قریب تر آتا جا رہا تھا البتہ اس خدشے کے پیش نگاہ بہت سے سپاہیوں کا انتظام بھی کر لیا گیا تھا ممکن ہے میلہ گاہ میں جو لوگ اپنے اپنے اسٹال لگا رہے تھے اور دکانیں سجا رہے تھے ان میں بلبیر سنگھ کے آدمی مزاحم نہ ہوں۔

بھلا صاحب کی جیپ جب سرکس پہنچی تو ایک بار پھر وہاں ہنگامہ ہو گیا، تمام سرکس والوں کو یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ سونیا کو اغواء کرنے والا کنور جیت ہے اور اس وقت وہ بھلا کے ساتھ کنور جیت کو دیکھ رہے تھے۔ بھلا صاحب نے جیپ روک دی اور اس کے ساتھیوں نے کنور جیت کو نیچے اتار کر اس کے پاؤں کھول دیئے کنور جیت پر سکتہ طاری تھا۔ بڑی شان سے اس سرکس میں آتا تھا۔ بڑی عزت کرتے تھے یہ لوگ اس کی مگر اس وقت۔

غلام شاہ وغیرہ کو بھی پتہ چل گیا تھا اور سب وہاں جمع ہو گئے غلام شاہ نے کنور جیت کو دیکھ کر قہقہہ لگایا ارے ای۔ ای۔ ارے واہ ارے نکٹوا۔ ہوئی رہے کن کتا۔ ارے بھائی بھلا ای جوکر کائے ہمار سرکس کے لئے لائی رہے۔ ارے کا لگت ہے رے اے۔ ارے اوئی سوئی۔'' غلام شاہ اپنا غصہ ان قہقہوں میں چھپا رہا تھا۔

''یہ تمہارا مجرم ہے شاہ صاحب۔ میں اسے تمہارے حوالے کرنے لایا ہوں۔'' بھلا صاحب نے کہا۔

''ارے کہاں سے پکڑ کے لے آئے بھائی بھلے۔ آ اندر آ جا۔ آ جالے آ اکبرا اسے اندر لے آؤ۔ ارے ہاتھ کھول دے ای سسر کے بھاگا ادھر سے تو کتے پکڑ لائی ہے ای کا۔'' غلام شاہ کے حکم پر کنور جیت کے ہاتھ کھول دیئے گئے۔ اکبر شاہ کی آنکھوں میں خون اتر رہا تھا کنور کو دیکھ کر کنور جیت کو غلام شاہ کے خیمے میں لے گیا۔

''بیٹھ بھائی بھلے۔ ہاں اب بتا۔''

''یہ سرحد عبور کر کے جگت سنگھ کے پاس پہنچا ہے اور اس نے اسے میرے پاس پہنچا دیا میں اسے باندھ کر تمہارے پاس لے آیا۔ میں نے اپنا کام کر دیا ہے شاہ صاحب اس کی موت کا بندوبست آپ کریں گے۔''

''شیخا اسے میرے حوالے کر دو، میں تم سے درخواست کرتا ہوں۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''ایں۔ ارے واہ رے تیری ورکھواست۔ زرا پاگل ہے رے تے کا۔ میرے باپ کی جاگیر رہے کہ تیرے حوالے کر دوں کا ہے تیرے حوالے کر دوں کم بول اکبرا۔ میرے سامنے کم بولا کر۔ نا تو پٹ جائے گا میرے ہاتھوں۔''

''میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا شیخا۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''کفر بکے ہے حرام کھور، لے سکت ہے کسی کی جان مولا کے کاموں میں دکھل دیوے ہے ارے کا ہے تو ہار کھوپڑیا کھر اب ہوئے ہے رے ہوس میں نا ہے کا۔ ای ای آئے گوا تو رے پاس جے تیری مرجی آئے کر۔ ای حرام کھور ہماری عجت پر ہاتھ ڈالے رہے ناک کٹ گئی سسر کی کن کٹا ہوئی گوا بس بات پوری ہوئی گئی۔ اب تے جانے تیرا کام۔''

''اس کا فیصلہ آپ کریں گے شاہ صاحب۔'' بھلا نے کہا۔

''نا بھلا۔ تے سرپھو آدمی رہے تیری عجت بہت رہے ہمارے دل ماں تیرا آدمی ہے ای۔ ہم تو کوئی حکم نا دیں گے تے اسے ماپھ کرنا چاہے تو تو کا نہ روکیں گے۔ ہماری طرف سے ای حرام کھور کو سجا مل گئی رہے، ہمارا کام کھتم۔''

''شیخا تم اس کے ساتھ کوئی رعایت نہ کرو۔'' بھلا صاحب نے کہا۔

''ارے بات کھتم کر دی رہے، اب کا ہے ہماری کھوپڑیا کھات ہے ہمیں، تجھ سے دوسرے کام رہیں۔ ای کا کام کھتم کر لئی اے۔ پھر ہم سے بات کر بھلا، ہماری تمہاری دوستی پکی رہیں۔ اے حرام کھور تو بیچ ماں آتے ہی رہت ہیں، بس بھائی بھلا تو پروا نہ کر اس کا پھیصلہ تو ہی کر لے۔''

کنور جیت نے یہ موقع مناسب سمجھا، غلام شاہ سے اسے اس رحم کی توقع نہیں تھی۔ اکبر شاہ کی خونی آنکھوں کو دیکھ کر تو اس کا بدن بھی کانپ گیا تھا اور اسے اپنی موت سامنے ہی نظر آ رہی تھی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ غلام شاہ اسے اس طرح معاف کر سکتا ہے، اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر غلام شاہ سے کہا۔

''شاہ صاحب پاگل ہو گیا تھا میں، دیوانگی طاری ہو گئی تھی مجھ پر، جو سزا مجھے سونیا جی نے دی، وہی ملنی چاہئے تھی میرے حواس درست ہو گئے اور جب میں اپنے اس جنون سے ہوش میں آیا تو مجھے احساس ہوا کہ میں نے بہت بڑا جرم کیا ہے میں اگر چاہتا شیخا تو وہیں کہیں پہاڑوں میں روپوش ہو کر اپنی یہ گندی شکل چھپا سکتا تھا لیکن میرا ضمیر مجرم تھا میں نے سوچا کہ اگر مجھے موت آئے تو تمہارے ہی ہاتھوں سے آئے۔ بس یہ سوچ کر میں یہاں آ گیا تم مجھے سزا دے دو شاہ صاحب میں سکون سے مر جاؤں گا۔'' نرم دل غلام شاہ نے اسے بغور دیکھا دیکھتا رہا پھر مسکرا کر بولا۔

''دیکھو بٹوا، آدمی اپنا پورا چہرہ چھپا سکتا ہے پر ای سسر آنکھیں، ای بڑی سچی ہوتی ہیں۔ تیری آنکھوں میں مکاری رہے رہے تو سوچت رہے کہ گلام سا نرم دل ہے جان بچاؤ پر گلا مو کا کرے۔ مسلمان کے گھرانے میں پیدا ہوئی ہے مولا پہ ایمان رکھے ہے جندگی موت کا پھیصلا تو ہمارے کانوں ماں مولی کہے ہے۔'' اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ بہت بڑا ہے۔ بس بات کھتم ہوئی گئی او جانے او کا کام۔ اس کی بیاری سونی بچاری رحم کرا ہم پر۔ ہم تو کا ماپھ کر دئی۔ جا بھاگ جا اب تے جانے اور بھلا۔''

بھلا کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔ غلام شاہ نے اسے دیکھا اور ہمدردی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

''بھلا دراصل تم نے اپنے اوپر یہ ساری باتیں بری طرح طاری کر لی ہیں، میں تمہیں جانتا ہوں بھلا، تم اپنی ذات پر جو یہ سارے بوجھ محسوس کر رہے ہو تو یہ تمہاری شرافت ہے یہاں نیا نگر میں تم دیکھو، میرے سگے بھتیجوں نے مجھے کتنا نقصان پہنچایا ہے برے لوگ ہر جگہ ہوتے ہیں بھلا، اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ ان ساری باتوں کے نتیجے میں، میں بھی کوئی عمل کرنا چاہتا ہوں تو تمہاری یہ سوچ غلط ہے، اسے اپنے دل سے نکال دو، اس کا فیصلہ تم خود کرو گے کہ کیا کرنا ہے۔''

بھلا صاحب نے کہا۔ ''اسے جو سزا مل چکی ہے ٹھاکر، میرے خیال میں اس پر اکتفا کی جائے۔ البتہ میری ایک درخواست ہے آپ سے۔''

''ہاں ہاں کہو بھلا، بے جھجک کہو۔'' جگت سنگھ نے کہا۔

''میں ایک جیپ اس کے حوالے کئے دیتا ہوں، اسے بیاولی پار کرا دیں تاکہ یہ جہاں دل چاہے چلا جائے، یہ جب تک یہاں رہے گا، میرے ذہن پر بوجھ رہے گا۔''

''کنور جیت، جونسن اور پیٹر کا کیا ہوا، کیا تم ان کے بارے میں بتانا پسند کرو گے۔'' جگت سنگھ نے پوچھا۔

''ملبیر اسنگھ نے انہیں چپل سنگھ کے حوالے کر دیا ہے تاکہ اسلحے کے حصول کے لئے دوبارہ کوشش کی جاسکے۔'' کنور جیت نے بتایا۔

''خوب!'' جگت سنگھ نے گردن ہلائی۔ پھر وہ بھلا سے بولا۔ ''بھلا صاحب آپ کنور جیت کو بیاولی پار کرانے کے لئے جیپ وغیرہ کا بندوبست کر دیں میں اپنے آدمیوں کو ساتھ کر دوں گا۔''

''بہتر ہے ٹھاکر۔'' بھلا صاحب بولے اور پھر وہ کنور جیت کے ساتھ وہاں سے چلے آئے۔ کنور جیت خاموش تھا۔ اس کے دل کو کچھ سکون ہوا تھا زندگی بچ گئی تھی مگر دل کی گہرائیوں میں انتقام کے شدید جذبے چھپے ہوئے تھے۔ البتہ ابھی موقع نہ تھا اس نے دل میں سوچا۔ بھلا تجھے برباد نہ کر دوں تو میرا نام کنور جیت نہیں۔ اپنی رہائش گاہ پر آ کر بھلا نے کہا۔

''اپنے لئے جو کچھ لینا چاہو کنور، لے لو۔ مجھے اعتراض نہ ہوگا۔ یہ سب کچھ میری مجبوری تھی اور کچھ نہیں کر سکتا تھا میں تمہارے لئے۔''

''آپ کا یہ احسان میں کبھی نہ بھولوں گا بھلا صاحب۔'' کنور جیت نے کہا اور کچھ دیر کے بعد ٹھاکر کے آدمی وہاں پہنچ گئے۔ بھلا صاحب نے کنور جیت کو ان کے حوالے کر دیا۔ وہ بے حد اداس ہو گئے تھے۔ راجکماری ان کے پاس موجود تھی اس نے کہا۔

''آپ کو شدید نقصانات اٹھانے پڑے ہیں بھلا صاحب۔ ایک آئیڈیا ہے میرے ذہن میں۔''

''کیا؟''

فقیر دین کو تھوڑی سی محنت کرنی پڑے گی کہانی پر، ہم ہیرو کو اچانک موت دکھا دیں گے اور کہانی کو دوسرا رخ دے دیا جائے گا۔ آہ کاش شارق ہمیں مل جائے بڑا کام بن سکتا ہے ہم یہاں سے واپس جائیں گے تو کنور جیت کا بہترین نعم البدل لے کر جائیں گے۔''

''اب تم شارق کے حصول کے لئے دو چار اغوا، دو چار قتل کر ڈالو۔'' بھلا صاحب نے بلبلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور تیز تیز قدموں سے اندر چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ جیپ میں دوبارہ سرکس کی طرف جا رہے تھے۔

سرکس میں کوئی خاص بات نہیں تھی۔ غلام شاہ قہقہے لگا رہا تھا اس نے بھلا کو دیکھ کر کہا۔

''آؤ بھائی بھلے۔ میدان جنگ ماں بلالئی ہے ہمارے یار نے ہمکا۔ ارے ای کالی بیری کہاں ہے۔''

''میں سمجھا نہیں شاہ صاحب۔'' بھلا نے کہا۔

''ای کھط بھیج رہے ہمارے پاس ہمارا یار۔'' غلام شاہ نے وہ پرچہ بھلا صاحب کے حوالے کر دیا جو کنور جیت نے اسے دیا تھا۔ بھلا صاحب پرچہ کھول کر پڑھنے لگے۔ لکھا تھا۔

''سرکس کے لنگڑے غلام شاہ۔''

''گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہر کی طرف بھاگتا ہے تیری موت تجھے نیا نگر لے آئی ہے۔ سنا ہے بہت دلیر ہے تو، سنا ہے بات کا دھنی بھی ہے۔ بلبیرا بھی ٹھاکر ہے تجھ میں ہمت ہے کہ بلبیرا سے مقابلہ کرے۔ ایک بات سن لے اب یہاں سے زندہ واپسی تیرے لئے ممکن نہیں ہے۔ عزت کی موت مرنا چاہتا ہے تو کالی بیری کے درے میں آ کر مجھ سے مقابلہ کر لے میں اکیلا وہاں آؤں گا تو بھی اگر کسی مرد کی اولاد ہے تو جگت سنگھ یا اپنے آدمیوں کو ساتھ نہ لانا، ایسا نہ کر سکے تو پھر جہاں ہے وہیں رہ کر اپنی موت کا انتظار کر۔ ٹھاکر قول کے پکے ہوتے ہیں تو بتا تیری نسل کیا ہے۔ اگر میری للکار قبول ہو تو اپنے سرکس پر لال جھنڈا لگا دے۔ میں دیکھ لوں گا اور بدھ وار کی شام سورج ڈوبے کالی بیری کے میدان میں تیرا انتظار کروں گا۔''

''ٹھاکر بلبیرا سنگھ۔''

بھلا صاحب نے ایک گہری سانس لے کر پرچہ تہہ کر دیا اور پھر اسے غلام شاہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''یہ وہی پرچہ ہے جو کنور جیت لایا تھا؟''

''ایں؟ ہاں او ہی لائے رہے۔ پرچی آئے ہے بھائی بھلے ہماری پسند کا کام ہوئی ہے مولا قسم ارے ٹھاکرا کے حملہ ماں ٹھاکرا سے اٹھا پٹک ہوئی ہے ہے کا سمجھی رہے اکبرا۔''

''تم نے کیا فیصلہ کیا شاہ صاحب......؟''

''ارے پھیسلہ کا کرنا ہے بھائی، ہمار یار ہمکا بلائی ہے ہم جئی ہے نا تو کا سوچے گا او بے چارہ ارے کہت ہے ہم مرد کی اولاد ہیں تو اپنے یا جگت سنگھ کے آدمیوں کو ساتھ نا لئی ہیں ارے بھیا باپ تو ہمارا ایسا مرد رہے کہ بول بالا تھا او کا اکیلا ہی تھا پورے کیلئے ماں ای گبروا ای چوڑی چھاتی والا آ گئیں گے رے حرام کھور دکھائیں گے تو کا اپنے باپ کی سان۔'' غلام شاہ نے کہا۔

اکبر شاہ اور دوسرے لوگ خاموش تھے بھلا صاحب نے کہا۔''نہیں شاہ صاحب یہ مکاری ہے آپ جانتے ہیں ہلبیر ا ایک ڈاکو ہے چور اور ڈاکو مکار ہوتے ہیں وہ کہتا ہے کہ وہ قول کا پکا ہے یہ تو اس کا علاقہ ہے بہادر تھا تو ایک آدھ حملہ تو کرتا آپ پر چوروں کی طرح منہ چھپائے بل میں گھسا ہوا ہے اسے تو راون سنگھ کا سہارا حاصل تھا پوری فوج تھی اس کے ساتھ اور وہ آپ کے سامنے آنے کی ہمت بھی نہ کر سکا یہی نہیں بلکہ سرکس کے لوگ اس کے علاقے میں جا کر اس کے منہ پر کالک مل آئے اور وہ کچھ نہ کر سکا اب جب وہ بے بس ہو گیا تو اس نے یہ چال چلی ہے اس طرح وہ آپ کے جذبات ابھار کر آپ کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔''

''ارے نہیں بھائی بھلے ہم جئی ہے او کے بلاوے پر، جگت سنگھ سے بس ایک بات پوچھ لئی ہے او سسرا او ٹھاکرا کی نسل سے ہے کہ نا اگر ہے تو ٹھیک ہے ہماری نسل او کھل جئی ہے اور او کی بھی۔''

''اکبر شاہ آپ سمجھایئے شاہ صاحب کو ایک فریبی کے فریب کا شکار ہو رہے ہیں شاہ صاحب۔''

''ہمارے ملک کے بزرگوں کی یہی شان ہے بھلا صاحب وہ غلط کہیں یا صحیح چھوٹوں پر فرض ہے کہ آنکھیں بند کر کے ان کے سامنے سر جھکا دیں ورنہ نافرمان اور گستاخ قرار پاتے ہیں۔''

اکبر شاہ نے کہا اور غلام شاہ نے پھر ایک گھن گرج قہقہہ لگایا۔

''ارے چوٹ مار گئی رہے اکبر ارے بہوت ہوئی گئی رہے ہمار بہوا ارے دیکھو سسر کا کہت ہے کا ہے رکیں بھائی تو ہار کہنے سے تے کونسی ہمار بات مانی رہے او ئی سسر سار ک احسان پر احسان کری ہے ہم پر جوتا مار مار کر منہ لال کر دئی ہے ہمارا ہماری عجت گئی ہے اس نے ہمار بٹیا کو سرکس پہنچی ہے اورا ے سارے کے سارے جان کے پیچھے پڑ گئی او کے۔ارے بھائی کا نون ہم بتائی ہے، سرکس ماں ہم پر ہی قانون چلا دیا رے ان ساروں نے، جئی ہے ہم نا بھائی بھلے ہم جرور جئی ہے ارے ہاں تے بتا بیرا کا کرا او حرام کھور کا......؟''

''کنور جیت کا؟''

''ہاں!''

''اسے ایک جیپ دے کر نیانگر سے باہر نکال دیا اکیلا جائے گا اتنا لمبا راستہ طے کر کے اب جئے یا مرے وہ جانے اور اس کا کام......!''

''جگت سنگھ سے بات کر لی تھی۔''

''ہاں شاہ صاحب اس سے پوچھ کر ہی ایسا کیا ہے۔''

''چل ٹھیک ہے بھائی اچھا ہوا۔''

''آپ نے مجھ سے کوئی بات کرنے کے لئے کہا تھا شاہ صاحب......!''

''ہاں رہے بڑی جروری بات رہے بھلا ارے اوئی اکبرا جرا سونی بٹیا کو تو بلا لائی ہے۔'' غلام شاہ نے کہا اور اکبر شاہ باہر نکل گیا تھوڑی دیر کے بعد سونیا خیمے میں آ گئی تھی۔ غلام شاہ نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور سونیا بیٹھ گئی غلام شاہ نے کہا۔

''تے جرا اپنی کھوپڑیا پر جور دے کر ایک بات ہمکا بتائی بھائی بھلے۔''

''ضرور شاہ صاحب۔''

''بڑے بھائی کے بچے مانجی کے بٹوا کے نام جانت رہیں؟''

''سرکس والا مانجی؟''

''ارے اور کا بھائی بھول گوا کا۔''

''سوال ہی نہیں پیدا ہوتا شاہ صاحب میرے بھتیجے ان کا نام ضرور جانتے ہوں گے بلکہ شاید میں بھی جانتا تھا انہی کی زبانی سنا تھا۔''

''ارے بتارے بھائی جرا تے ان کا نام۔'' غلام شاہ نے بے صبری سے کہا اور بھلا کسی سوچ میں ڈوب گیا پھر کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔

''ایک کا نام شاید سونجی تھا۔'' غلام شاہ کے چہرے کے تاثرات عجیب ہو گئے تھے وہ خاموشی سے بھلا کو دیکھتا رہا بھلا نے کہا۔'' دوسرے کا نام بھی کچھ ایسا ہی تھا یاد نہیں آ رہا ہے غلام شاہ، میں نے کبھی غور سے سنا ہی نہیں بس آپ کے کہنے سے وہ بات یاد آ گئی تھی مگر آپ اطمینان رکھیں شاہ صاحب آپ کو اس بارے میں پوری تفصیل فراہم کرنے کی ذمہ داری میری ہے۔''

''دوجے کا نام کھیم جی تھا رہے بھائی بھلے......؟''

''سو فیصدی یہی تھا، آپ کا کہنا بالکل درست ہے مجھے یاد آ گیا۔'' بھلا نے جلدی سے کہا۔

''کیا ان میں سے ایک مر گیا تھا بھلا صاحب......؟'' سونیا نے پوچھا۔

''یہ تو میں نہیں جانتا۔''

''اور وو جے نے انگلس سرکس ہی کھتم کر دیا۔ ارے چوپٹ ہوئی گئے بھائی بھلے ہم تے اوئی حرام کھورایسی ناک لگائی رہے کہ ہاتھ ہی نہ آسکت ہے ارے سب حرام کھاؤ رہے۔ جرا سی بات ہوئی گئی۔ ارے مروت او کوئی چیج رہے بھائی اک بیری آئی جئی رہے تو کا ہو جئی ہے۔'' غلام شاہ اداس لہجے میں کہہ رہا تھا اور بھلا حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''کس کی بات کر رہے ہیں شاہ صاحب......؟''

''ارے بھائی اوئی سارک رہے۔''

''شارق......؟''

''ہاں بھائی بھلے سونی بٹیا تو ہار سامنے ہی بتائی رہے کہ ایک پہریدار او کی مدد کری رہے پھر چنک منک بولی رہے او سارک تھا۔ سارک نے پہریدار کے بھیس ماں باتیں کرتے ہوئے سونی کو بتائی رہے کہ او انگلس سرکس ماں کام کری رہے ارے ہم سمجھ گئے بھائی کہ او سسر جھولے پر کام کیسے دکھائی ہے۔ سسر کہت رہا ہمکا کہ او دیکھ کر سیکھ لئی ہے۔ کوئی مجاک ہے بھیا کمر توڑنی پڑے ہے۔ ہڈیاں کوٹنی پڑیں ہیں تب جا کر بنے ہے او سرکس کا آدمی بھیا۔ او سونی کو بتائی ہے کہ حرام کھور پڑروا نے مانجی کی موت کے بعد او کے دوسرے بٹوا کو مروا دیا اور پہلا بیٹا سرکس او چھوڑ بھاگا۔ ہم جانت رہیں او ہرام کھور پورا سرکس ہی لے گیا ہو گا۔ اب اس نے نیا نام بنائی ہے او کا کہت رہیں۔ اری کا کہت رہیں سونی......؟'' غلام شاہ نے سونیا سے کہا۔

''ڈریم لینڈ سرکس۔'' سونیا نے سسکی سی لے کر کہا۔

''ہاں بھائی بھلے اوئی سرکس......''

''او مائی گاڈ۔ شارق اس سرکس کا آدمی تھا......؟'' بھلا نے کہا۔

''بڑا جوردار تھا بھائی۔ ہم نے ایسا بنایا ہوا بدن کبھو نا دیکھا او لنگور کی طرح پلٹ جئی ہے۔ کونو آدمی کے بس کی بات نا رہے۔ ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جئی ہے۔ چٹ سے مولا کسم......''

''شارق سرکس کا آدمی تھا۔ مگر اس نے سرکس کیوں چھوڑا؟''

''اس نے کہا تھا کہ انگلش سرکس ختم ہوا تو اس نے سرکس چھوڑ دیا۔ وہ پیڈرو کے ساتھ کام نہیں کرنا چاہتا تھا۔'' سونیا نے کہا۔

''ارے تے اس کی آواج بھی نا پہچانے رہے بیٹا۔'' غلام شاہ نے گردن ٹیڑھی کر کے کہا۔

''وہ آواز بدل کر بولتا تھا شیتا......!'' سونیا نے بمشکل اپنی آواز کی لرزشوں پر قابو پا کر کہا۔

''ہم تو چوپٹ ہوئی گئے بڑے کام کا تھا او ہمارے لئے۔ پر کچی بات تو یہ ہے کہ ہم نے بھی بڑی بے مجتی کری تھی اس کی۔ کھیر بھیا جو مولا کی مرجی، کوئی کا کر سکت ہے بس بھائی بھلے تو ہار کام کھتم ہوئی گوا......ہم تو کا جو کام کہت رہے او تو ہو گیا۔ آگے دیکھیں گے مولا کیا چاہت ہے۔''

''آپ بددل نہ ہوں شاہ صاحب ایک بات تو آپ بھی جانتے ہیں کہ شارق انہی علاقوں میں موجود ہے کہیں نہ کہیں ہاتھ لگ جائے گا...... بلکہ میلہ شروع ہوتے ہی وہ میلے میں ضرور آئے گا۔''

''ایں......؟'' غلام شاہ کے چہرے پر ایک دم خوشی کے آثار پھیل گئے۔ اس نے سونیا کو دیکھا اور بولا۔ ''ارے ہاں، ٹھیک تو کہت رہے ای سونی ارے تے بڑھیا بات کہی بھائی بھلے......لواوئی سسرا اور میلہ نا آئے رہے۔ او جرور آئے گا ہم دیکھیں گے کہ کیسے بچت ہے سیکھا کے ہاتھوں سے۔''

غلام شاہ کا موڈ ہی بدل گیا۔ وہ قہقہے لگانے لگا، مگر بھلا نے اس کا ساتھ نہیں دیا۔

''تو ہار تھوبڑیا کا ہے لٹک گئی بھائی بھلے۔ کوئی گلتی ہوگئی ہم سے......؟''

''شاہ صاحب آپ میری بات نہیں مانیں گے۔'' بھلا نے کہا۔

''کونسی بات بھائی......؟''

''دیکھئے شاہ صاحب مجھے اس بات کا ذرا بھی حق نہیں پہنچتا کہ میں آپ کو مشورہ دوں لیکن آپ نے ہر موقع پر مجھے یہ احساس دلایا ہے کہ آپ مجھے دوست سمجھتے ہیں اور میری عزت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ نے اس سنگین ترین جرم کو بھی معاف کر دیا جو کنور جیت نے کیا تھا۔ شاہ صاحب آپ بے حد دلیر اور فراخ دل انسان ہیں لیکن زندگی میں ہر طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ فراخ دلی اور دلیری کے ساتھ دانشمندی بھی ضروری ہے۔''

''ارے مار دیا، ارے تے نے تو جلسہ عام کر ڈالے بھائی بڑی بڑھیا تکریر کری تے نے پر بیرا ای ہماری کھوپڑی جو ہے نا اس ماں گوبر بھری رہے بھینس کا، بس صاپھ بات سمجھ آوے ہے ہمکا۔ تے نے جو کہا او سمجھ ماں نا آئی ہمارے۔''

''آپ کو بلبیرا کی سازش کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔'' بھلا صاحب نے کہا۔

''ارے او سسر کی مجال کہ ہمکا سکار کری ہے۔''

''آپ اس کا چیلنج قبول کریں گے۔''

''ہم پہلے ہی کہت رہیں۔''

''میں اس سے اختلاف رکھتا ہوں اکبر شاہ بھی اس سے ناخوش ہے اور میرا خیال ہے سونیا بیٹی بھی اسے پسند نہیں کرے گی۔''

''ہم بات ختم کر چکے ہیں بھائی بھلے۔ کہہ چکے ہیں کہ اس بارے ماں ہم کسی کی بات نا مانیں گے۔''

''آپ بات ختم کر چکے ہیں شاہ صاحب ہم نہیں۔ سونیا کیا تم میرا ساتھ نہیں دو گی۔''

''میں کیا کہوں بھلا صاحب اکبر بھیا بہت کچھ کہہ چکے ہیں شیتا سے۔ وہ ناراض بھی ہو گئے ہیں شیتا سے۔''

''ہمار چنتوا ہے او۔ جب سسر بلبیرا کو باندھ کالئی ہے تو کھوس ہو جئی ہے او......'' غلام شاہ نے کہا۔

''یہ سب کچھ اتنا آسان نہیں ہوگا۔ وہ شاطر ہے آپ نے دیکھا نہیں اس نے کنور جیت کی پیشکش سے پورا فائدہ اٹھایا اور آپ کو مجبور کرنے کے لئے فوراً اقدام کیا وہ تو سونیا اس کے بس میں نہ آئی ورنہ آپ کو وہ پریشان کر سکتا تھا......!'' بھلا نے کہا۔

''بڑھیا کہی تے نے بھائی بھلے سونی ہماری کون ہے بھتیجی نا۔ ہم کون ہیں او کے۔ اوئی سسر سارے کے سارے بھتیجی کو نا پکڑ سکے تو چاچا کا کابگاڑ لیں گے ایں۔ ارے دیکھا تے نے بھائی بھلے چنک منک گئے تو ان کی ناک کاٹ کر لے آئے۔ سونیا پکڑی انہوں نے تو اوبھی واپس آ گئی۔ اکبر تلاس میں گئی سونیا کی او سسر راون سنگھ کا پکڑ لائی ارے ہم تو چاچا ہیں ان کے۔ کیسی رہی رہے۔'' غلام شاہ نے قہقہہ لگایا۔

''آہ کاش، میں آپ کو روک سکتا۔''

''تے ہمارا یار ہے بھلا۔ ہم تیری محبت سمجھت ہیں رہے۔ جندگانی بھر ساتھ نبھئی ہے تیرا۔ مولا نے چاہی تو پرتے اطمینان رکھ۔ ہم سیدھے سادے ہیں پر بے وکوف نا ہیں۔''

بھلا خاموش ہو گیا۔ وہ جانتا تھا کہ غلام شاہ ضدی ہے کبھی نہ مانے گا مگر اس مسئلے کو وہ تشویش کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ لوگ ناقابل یقین کارنامے انجام دیتے ہیں مگر یہ علاقہ ٹھاکروں کا ہے اور بلبیرا اتنی چوٹیں کھانے کے بعد کوشش کرے گا کہ اب اس سے غلطی نہ ہو۔ اسے خود بھی ان لوگوں کی کارکردگی پتہ چل چکی ہے اور وہ چاروں طرف سے محتاط ہوگا۔

تھوڑی دیر کے بعد بھلا صاحب نے واپسی کی اجازت مانگ لی تھی۔ یہاں سے وہ سیدھے اپنے ٹھکانے پر پہنچے۔ عجیب حالات میں گزارہ ہو رہا تھا۔ پتہ نہیں کیا کیا پروگرام بنائے تھے نیا نگر کے سلسلے میں مگر سب کچھ چوپٹ ہو کر رہ گیا تھا۔ اونٹ کسی کل بیٹھ ہی نہیں رہا تھا۔ آخری کیل کنور جیت نے ٹھونک دی تھی اب اس فلم کے آگے بڑھنے کی اُمید نہیں تھی جس پر ان کا کثیر سرمایہ خرچ ہو چکا تھا۔ بہت افسردہ اور پریشان تھے وہ۔

راجکماری شرمیلا کے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی اور شرمیلا کے رخسار آنسوؤں سے تر تھے۔ بھلا صاحب نے چونک کر کہا۔ ''ارے شرمیلا ڈارلنگ تمہیں

کیا ہو گیا؟'' شرمیلا نے کوئی جواب نہ دیا البتہ راجکماری بولی۔
''شرمیلا جی کا خیال ہے کہ آپ بدل گئے ہیں بھلا صاحب۔ آپ اب ان سے محبت نہیں کرتے ان کے پاس نہیں بیٹھتے ان سے دور دور رہتے ہیں۔''
''تو اور کیا......؟'' شرمیلا نے روتے ہوئے کہا۔
''اوہ نہیں شرمیلا یہ صرف تمہارا خیال ہے تم نے ہی تو کہا ہے پہلے میں اپنا کام کروں اس کے بعد تمہارے پاس آیا کروں۔ یہاں آ کر کچھ پریشانیوں کا شکار ہو گیا ہوں بس اور کوئی بات نہیں ہے۔ چند روز کی بات ہے ڈارلنگ بس اس کے بعد میں ایک طویل عرصے تک آرام کروں گا۔ میں خود بھی ان مصروفیات سے تنگ آ گیا ہوں۔ کیا تم میری ان پریشانیوں کا خیال نہ کرو گی۔ شرمیلا......؟'' شرمیلا کو ایک دم جیسے بریک لگ گیا۔ اس نے جلدی سے آنسو خشک کرتے ہوئے کہا۔
''تم پریشان ہو بھلا......؟''
''ہاں شرمیلا بہت پریشان ہوں۔''
''اوہ......سوری بھلا......سوری، مجھے معلوم نہ تھا۔ آئی ایم ویری سوری......اب تم سے کوئی شکایت نہیں ہے مجھے......تم اپنے کام کر لو، تم نے مجھے بتا دیا اب کوئی بات نہیں ہے۔''
''میں جانتا ہوں شرمیلا میرے بارے میں کوئی غلط بات سوچ ہی نہیں سکتی۔'' راجکماری اٹھ کر باہر چلی گئی اور بھلا دیر تک شرمیلا کو تسلیاں دیتا رہا۔ چند لمحات کے بعد شرمیلا کے ہولناک قہقہے ابھر رہے تھے لیکن ان میں معصوم بچوں جیسی قلقاریاں تھیں۔ اسے بہلا کر بھلا باہر نکل آیا۔ یہاں راجکماری اس کی تاک میں تھی۔
''ہمیں بھی کچھ وقت ملے گا بھلا صاحب......؟'' اس نے کہا اور بھلا ہنس پڑا۔
''ضرور راجکماری جی......ویسے آپ کو خود بھی اس انوکھی صورت حال کا اندازہ ہو گا جس کا ہم شکار ہو گئے ہیں۔''
''مجھے تعجب ہے بھلا آپ جیسا تجربے کار ڈائریکٹر اس صورت حال کا اندازہ نہیں لگا سکا تھا جبکہ نیاگر کے بارے میں آپ نے مجھے خود بتایا تھا کہ وہ ایک دلکش لیکن خطرناک علاقہ ہے۔ دونوں باتیں درست ہیں یہ علاقہ دلکش بھی ہے مگر حد سے زیادہ خطرناک ہے یہاں جو کچھ ہو رہا ہے وہ تو ہماری سنسنی خیز فلموں سے بھی زیادہ سنسنی خیز ہے۔'' راجکماری نے کہا۔
''اس میں میرے تجربے کا قصور نہیں راجکماری جی بس یوں سمجھ لیجئے کہ حالات کے جالے میں جکڑے گئے ہیں ہم لوگ......اب دیکھئے نا دو غلط لوگوں

نے ہمارے ساتھ شمولیت اختیار کر کے کیا قیامت ڈھائی۔ جگت سنگھ اگر میرا دوست نہ ہوتا تو ہم خود بھی اس جرم کے مجرم گردانے جاتے اور پھر دیوانے کنور جیت کو دیکھو، شوبز کی دنیا میں اسے من مانیوں کی کیا کمی تھی...... خود مصیبت مول لی اس نے خود تو مرا ہمیں بھی مار گیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اب یہ فلم مکمل ہو گی۔ جتنا سرمایہ اس پر خرچ ہو گیا ہے آپ کو بھی معلوم ہے۔''

''میں جانتی ہوں بھلا صاحب...... میں خود بھی یہاں سے اکتا گئی ہوں اور اب یہاں سے جانا چاہتی ہوں مگر ہم پرانے ساتھی ہیں میری شہرت میں آپ کا حصہ بھی ہے۔ چنانچہ میری ذاتی ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں آپ اپنی مصروفیتوں کے شکار رہے ہیں مگر ہم اس دوران آپ کے بارے میں سوچتے رہے ہیں۔''

''کیا......؟'' بھلا صاحب نے پوچھا۔

''میں اور فقیر دین جی کہانی پر مسلسل ڈسکس کرتے رہے ہیں۔ کہانی کو ایک خوبصورت ٹرن دے کر ہیرو کا کردار ختم کیا جا سکتا ہے اور اس کی جگہ دوسرا آدمی لیا جا سکتا ہے بشرطیکہ شارق ہمارے ہاتھ لگ جائے۔''

''شارق......'' بھلا صاحب چونک کر بولے۔

''صرف شارق...... کسی ڈمی ہیرو کا حادثہ دکھایا جا سکتا ہے اور ہیروئن کی یادداشت خراب کی جا سکتی ہے اس کے بعد نئے ہیرو کی کہانی شروع ہو جائے گی اور ہیروئن اس سے شادی کر لے گی۔''

بھلا صاحب کا جی چاہا سر پیٹ لیں۔ راجکماری اپنے چکر میں تھی وہ شارق کو پسند کرنے لگی تھی اور اسے معلوم تھا کہ شارق آس پاس موجود ہے لیکن کاروباری نقطہ نگاہ سے یہ تجویز بری بھی نہ تھی کم از کم اس فلم کو مکمل کیا جا سکتا تھا۔ اب فلم کا جو بھی حشر ہو لیکن سرمائے کی کچھ تو واپسی ہو سکتی تھی انہوں نے خود پر جبر کر کے راجکماری کی ذہانت کو سراہا اور اس سے کہا کہ بس شارق ہاتھ آ جائے وہ فوراً ہی اس کی تجویز پر عمل شروع کر دیں گے۔ راجکماری خوش ہو گئی تھی۔ اس نے کہا۔

''خیر چھوڑیئے اب اس موضوع کو، شرمیلا جی مطمئن ہو گئیں......؟''

''شرمیلا...... ہاں وہ مطمئن ہو گئی۔'' بھلا صاحب نے گہری سانس لے کر کہا۔

''یقین کریں بھلا صاحب، آپ لوگوں کے لئے نہ جانے کیا کیا باتیں پراسرار ہوں گی لیکن جب میں آپ کے اور شرمیلا جی کے بارے میں سوچتی ہوں تو میری عقل ساتھ چھوڑ جاتی ہے وہ ایک معصوم عورت ہے اور دنیا کے کسی بھی مرد سے متاثر ہو سکتی ہے۔ اس سے بے پناہ عشق کر سکتی ہے لیکن بھلا صاحب آپ، آپ جو کچھ کر رہے ہیں وہ ناقابل یقین ہے آپ ایک شاندار مرد ہیں، عزت، شہرت اور دولت کے مالک آپ جس طرف رخ کر دیں وہاں آپ کی پذیرائی ہو...... لیکن آپ......؟''

''بار ہا تمہیں اس سوال کا جواب دے چکا ہوں راجکماری۔ حسن، لطافت، دلکشی، چند لمحاتی ہوتی ہے جذبے حقیقی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ اس باپ کی بیٹی ہے جس نے مجھے بھلا بنایا ورنہ میں کچھ نہ تھا۔ وہ بچپن سے مجھے چاہتی ہے اور زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہ آیا جب اس نے میرے سوا کچھ اور سوچا ہو۔ اس کا بھاری بھرکم وجود میری ہلکی سے بے اعتنائی سے ختم ہو سکتا ہے اور میں ایسا کبھی نہیں کرنا چاہتا۔ بس اسے اس کی تمام ترکمی کے باوجود زندہ رکھنا چاہتا ہوں اور وہ صرف میرے پیار کے سہارے زندہ رہ سکتی ہے۔''

''آپ عظیم ہیں بھلا صاحب۔'' راجکماری نے متاثر لہجے میں کہا پھر بولی...... ''کیا حکم ہے بھلا صاحب میں منشی صاحب کے ساتھ مل کر کہانی پر کام جاری رکھوں......؟''

''بالکل راجکماری جی...... اس طرح میں اس عظیم نقصان سے بچ جاؤں گا۔ اب مجھے اجازت دیجئے...... اور ہاں ایک ذمے داری اور سپرد کرنا چاہتا ہوں آپ کے۔''

''جی فرمایئے۔''

''شرمیلا کو اس بات کا یقین دلاتی رہیں کہ میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سوچتا اور اسے حد سے زیادہ چاہتا ہوں۔''

''آپ اطمینان رکھیں میں خوشی سے یہ کام کروں گی دل کی بات ہوئی ہے تو میرے دل کا راز بھی آپ کو معلوم ہے۔''

''تمہارے دل کا راز!''

''شارق......!'' راجکماری نے کہا۔

''اوہ...... ہاں یقیناً...... بہر حال اس کی تلاش سب کو ہے...... مل جائے تمہاری خواہش پوری کرنے کے لئے سب کچھ کروں گا۔'' بھلا صاحب نے کہا اور مسکراتے ہوئے وہاں سے چل پڑے۔ اپنی جیپ میں جگت سنگھ کی حویلی کی طرف بڑھتے ہوئے وہ سوچ رہے تھے کہ ''بھلا اس بار جس طرح پھنسے ہو زندگی میں کبھی ایسے نہ پھنسے ہو گے۔''

جگت سنگھ تک پہنچنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی تھی۔ اس نے مسکراتے ہوئے بھلا کا خیر مقدم کیا اور بولا۔ ''کہو بھلا کیا کرتے پھر رہے ہو......؟''

''بس ٹھاکر صاحب، کوئی برا وقت تھا جب میں نے نیا نگر کا رخ کیا تھا۔ جو کچھ ہوا وہ میرے خواب میں بھی نہ آیا تھا۔''

''مجھے تمہارے نقصانات کا احساس ہے مجھے بتاؤ دوست تمہارا یہ نقصان کیسے پورا کر سکتا ہوں۔''

''مالی نقصان کی پروا میں نے زندگی کے کسی حصے میں نہیں کی ٹھاکر صاحب پوری زندگی کمایا اور لٹایا ہے مگر میری جو پوزیشن خراب ہوئی ہے اس نے

مجھے ذہنی طور پر بہت نقصان پہنچایا ہے۔''

''تم جیسا حساس انسان ہمیشہ نقصان میں ہی رہتا ہے۔ بھلا صاحب کتنی بار کہوں آپ سے کم از کم مجھے آپ کی ذات سے نقصان نہیں بلکہ فائدے حاصل ہوئے ہیں۔ وہ کچھ ہو گیا ہے جو کرنا میرے لئے ممکن نہ تھا۔ وہ دو مجرم اگر تمہارے یونٹ میں نہ ہوتے تو کون جانتا تھا کہ وہ ہماری نگاہوں میں آتے یا نہ آتے...... یہ تمہارے یونٹ میں ہونے کی وجہ ہی تھی کہ راون سنگھ کی سازش سامنے آ گئی اور اسلحہ ہمارے ہاتھ لگ گیا۔ غلام شاہ سے دوست کی بنیاد بھی تم ہو۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ نہ تمہارا آدمی سونیا کو اغواہ کرتا اور نہ راون سنگھ ہمارے ہاتھ لگتا کوئی ترکیب نہیں تھی اسے سورج گڑھ سے لانے کی اور نتیجہ ایک بھیانک جنگ ہوتا جس سے میرے نیا نگر کے ہزاروں باسی مارے جاتے اب اس کے امکانات صرف دس فیصد رہ گئے ہیں اور یہ دس فیصد کچھ نہیں ہے۔''

''تمہارا شکریہ ٹھاکر کہ تم اس انداز میں سوچ رہے ہو۔ ورنہ میں تو بڑا شرمندہ ہوں۔''

''اگر تمہیں شرمندہ ہونے کا شوق ہے تو ہوتے رہو بھائی شرمندہ۔ میں کیا کر سکتا ہوں جبکہ میں تو ان تبدیلیوں سے بے حد خوش ہوں۔ خاص طور سے تمہارے اس غلام شاہ نے تو یہاں آ کر تہلکہ ہی مچا دیا ہے وہ جس کے بارے میں دوسرے سوچ بھی نہیں سکتے۔ اس کی وجہ سے راون سنگھ ہمارے ہاتھ آ گیا۔ میں نے چتیل سنگھ کو بھی پیغام بھجوا دیا ہے۔''

''کیسا پیغام......؟''

''راون سنگھ کے ہاتھ آ جانے سے چتیل کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔ تمہیں حیرت ہوگی کہ دونوں بھائی ایک دوسرے سے بے حد پیار کرتے ہیں۔ چتیل سنگھ کی راتوں کی نیندیں ختم ہو گئی ہوں گی بھائی کی وجہ سے۔ میرے بھتیجے ہیں میں جانتا ہوں بچپن سے بہت پیار کرتے ہیں ایک دوسرے سے۔ جو کر سکتے تھے وہ ساتھ مل کر کر سکتے تھے اکیلا چتیل سنگھ ہم پر حملے کی جرات کبھی نہ کر سکے گا۔ میں نے اسے سندیسہ بھیجا ہے کہ مجھ سے آ کر ملے ورنہ دوسری شکل میں اس کا نتیجہ راون سنگھ کی موت کی شکل میں بھی نکل سکتا ہے۔ اگر وہ آ گیا بھلا تو یوں سمجھو جھگڑا ہی ختم ہو گیا۔ اس کے بعد ان کے علاقے بہ آسانی قبضے میں لے لوں گا۔''

''بھگوان کرے ایسا ہی ہو۔'' بھلا صاحب نے کہا۔

''اور تم پر بلاوجہ شرمندگی کا بھوت سوار ہے۔ چھوڑو سناؤ تمہارا غلام شاہ کیا کر رہا ہے۔؟''

''اس نے ایک نئی الجھن کھڑی کر دی ہے۔''

''غلام شاہ نے......'' ٹھاکر نے حیرت سے پوچھا۔

''ہاں!''

''تعجب ہے، کیسے وہ تو بہت نیک انسان ہے بہت صاف اور سچا!''

''اس کا صاف اور سچا ہونا ہی تو الجھن بن گیا ہے۔''

''کیا ہوا؟''

''بلبیر سنگھ نے اسے مقابلے کی چیتاؤنی دی ہے۔''

''بلبیر سنگھ......'' ٹھاکر جگت سنگھ کے ہونٹ بھنچ گئے۔ وہ بولا......''اس کے خاندان کے بارے میں ہمارے پرکھے ہمیشہ کہتے آئے تھے کہ اس سے ہوشیار رہنا وہ کھرے ٹھاکر نہیں ہیں۔ دغا کریں گے اور بلبیر سنگھ نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ سچ کہتے تھے۔ کاش میں پہلے اس کا بندوبست کر سکتا۔ غلام شاہ کیا کہتا ہے؟''

''تیار ہو گیا ہے مقابلے کے لئے۔''

''یہ مقابلہ کیسا ہو گا؟''

''جنگ......!'' بھلا نے کہا۔

''یعنی سرکس والوں کی جنگ بلبیرا کے آدمیوں سے......اور وہ بھی نیا نگر میں...... کیا ہمارا خون اتنا ہی میلا ہو گیا ہے کہ ہم اپنے مہمانوں پر کسی کو حملہ کرنے دیں گے؟'' جگت سنگھ نے غصے سے کہا۔

''یقین کرو ٹھاکر اگر یہ سرکس والوں کی بلبیرا کے آدمیوں سے جنگ ہوتی تو اس کے نتائج ایسے نکلتے کہ دنیا یقین نہ کرتی۔ ایسی خونخوار بلائیں پیچھے لگتیں کہ بلبیرا مرنے کے بعد بھی یاد کرتا......مگر بلبیرا نے صرف غلام شاہ کو للکارا ہے۔''

''اوہ......وہ کیسے......؟'' جگت سنگھ نے پوچھا اور بھلا نے بلبیرا کے خط کا متن جگت سنگھ کو بتایا۔

''خوب......غلام شاہ کیا کہتا ہے؟''

''اس نے یہ چیلنج قبول کر لیا ہے۔''

''گویا وہ اکیلا جنگ کرے گا۔''

''ہاں!''

''یہ بہادری نہیں حماقت ہے بیوقوفی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کیا بلبیر او ہاں اکیلا آئے گا۔ کالی بیری کا درہ خطرناک ہے وہاں بہت سے لوگ چھپ سکتے ہیں اور پھر غلام شاہ وہ تو ویسے ہی معذور ہے۔''

''وہ کسی کی نہیں سنتا ٹھاکر۔''

''گویا وہ وہاں جائے گا۔''

''بالکل اکیلا!''

''یہ خودکشی ہے بلبیر ا اور قول کا سچا...... دو الگ باتیں ہیں۔''

''میں اسے سمجھا چکا ہوں۔''

''کب جا رہا ہے وہ مقابلہ کرنے؟''

''بدھ کی شام سورج ڈوبے!'' بھلا صاحب نے کہا۔

''کسی طور ٹھیک نہیں ہے بھلا کسی طور ٹھیک نہیں ہے، بہت خطرناک بات ہوگی کالی بیری کا علاقہ ویسے بھی خطرناک جگہ ہے۔ میں خود غلام شاہ کو سمجھاؤں گا۔''

''کوشش کر لو ٹھاکر، شاید مان لے۔'' بھلا صاحب نے کہا۔

''ابھی چلیں گے بھلا وہ ہمارے لئے بہت قیمتی ہے۔ نیا نگر بچا لیا ہے اس نے اسے کوئی نقصان پہنچا تو میں خود کو معاف نہیں کروں گا'' جگت سنگھ نے کہا بھلا کو ایک بار پھر جگت سنگھ کے ساتھ سرکس جانا پڑا تھا۔ دور ہی سے اس نے سرکس کے تنبوؤں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

''وہ سرخ جھنڈا دیکھ رہے ہو ٹھاکر؟''

''ہاں کیا ہے وہ؟''

''منظوری...... یہ بھی خط میں لکھا تھا'' بھلا تفصیل بتانے لگا۔ غلام شاہ نے ان دونوں کا استقبال کیا تھا۔ ٹھاکر جگت سنگھ نے بھی نئے سرے سے غلام شاہ کے آدمیوں کو جمع کر لیا تھا۔ اس نے بھلا کے حوالے سے بات کی اور غلام شاہ کو ایسا کرنے سے منع کیا تو غلام شاہ چڑ گیا۔

''بڑی کرو ہو بھائی تم لوگ ہمارے ساتھ، ارے عمر گجاری ہے ہم نے بھی اس دنیا ماں۔ کوئی گدھے ہیں ہم بھائی ہمارا جاتی معاملہ ہے منع کرو تو چلے جائی تمہارے نیا نگر سے ہم کو نو کسی کام سے روکیس ہیں کا۔ جو ہم کرنا چاہت ہمیں کرنے دو۔ سن بھائی بھلا تیری محبت اپنی جگہ رہے...... پر ایسا نہ کرو

بھائی ہمارے ساتھ...... مولا کسم ابھی منڈوا اکھڑوائی دے رہیں تو ہار بیا وٹی پار کریں گے پھر کہیں گے بلبیر اسے کہ آ جاؤ بھائی کھوشی پوری کر لیں...... ارے واارے واہ۔''

''آپ نہیں جانتے شاہ صاحب نہ مانیں مگر کالی بیری ہمارے آدمیوں سے بھری ہوگی بدھ کے دن......'' جگت سنگھ نے کہا۔

''ہماری عجت لوگے ٹھاکر...... ہم نے تمہارا کچھ نا بگاڑا بھائی تمہاری جمین ہے بھیا اتار لو رے حرام کھور و جھنڈا منڈوا سے۔ٹھیک ہے ٹھاکر منہ کالا کر جئی ہے یہاں سے۔اکبرا منڈوا کھول لے بڑا ہار مانے لیت ہیں ہم بلبیر اسے...... ہار گئے رہے ہم اجاجت نا مل رہی بھائی ٹھاکر کی بستی ہے...... ٹھیک ہے ٹھاکر جھنڈا اتار لیں ہیں ہم بڑی مہربانی تے نے ہماری جان بچائی۔''

''آپ غلط سمجھ رہے ہیں شاہ صاحب۔بلبیر امکار ہے وہ ضرور دھوکہ کرے گا۔''

''بس ٹھاکر بات کھتم ہوئی گئی اب کا بولیں۔''

''میں نے دوستی اور محبت میں یہ سب کچھ کہا تھا شاہ صاحب آپ ایسا سمجھ رہے ہیں تو ٹھیک ہے میں آپ کو نہیں روکتا جو آپ کا دل چاہے کریں۔''

''تے کھرا ٹھاکر ہے جگت سنگھ، جھوٹ نا بولیو بیرا...... او ہمکا لکھے ہے کہ سرکس کے اور ٹھاکر کے آدمی کالی بیری ماں نہ ہوں گے۔سرکس کا تو ایک بھی آدمی نہ ہوگا وہاں۔پروچن دے کہ تیرا بھی کوئی آدمی نہ ہوگا۔''

''نہیں ہوگا ٹھاکر...... وعدہ کرتا ہوں۔''

''تو کا ہمارے بچوں کی کسم ٹھاکر ناک نا کٹو او بچو ہمارے...... ارے تم سمجھت ہم بے وکوف رہیں۔'' ٹھاکر اور بھلا خاموش ہو گئے اب بات ان کے بس میں نہیں رہی تھی۔وہ دونوں تو چلے گئے لیکن اکبر شاہ اور سونیا رات کو دیر تک خیمے میں کھسر پھسر کرتے رہے تھے۔

''شیخا پر دیوانگی طاری ہوگئی ہے سونیا اب بتاؤ کیا کیا جائے۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''کیا بتاؤں میں خود پریشان ہوں۔''

''کچھ بھی ہو، میں ضرور جاؤں گا وہاں، کچھ بھی ہو۔'' اکبر شاہ نے غراتے ہوئے کہا۔سونیا پریشانی سے اسے دیکھتی رہی تھی۔

❁❁❁

دوسرا دن آ گیا۔غلام شاہ پورا دن ہنستا بولتا رہا تھا۔سرکس کے سب سے اوپری جگہ پر سرخ جھنڈا لہرا رہا تھا لیکن یہ دن سرکس والوں کے لئے بڑا پرتشویش رہا تھا۔غلام شاہ سے اب کچھ کہنے کی ہمت کسی میں نہیں تھی۔اس رات غلام شاہ پراسرار طور پر جاگ رہا تھا اور آدھی رات کے بعد سویا تھا۔

پھر دوسرے دن اس نے تیاریاں کی تھیں اور ایک جیپ تیار کی تھی۔

''اپنے ساتھ کیا لے جاؤ گے شیتا......؟'' اکبر شاہ نے پوچھا۔

''اپنے بچوں کی دعائیں اور کا۔''

''یہ جنگ کیسے ہوگی؟''

''ای تو اوای بتائے گا۔''

''رائفل اور پستول ساتھ رکھنا۔''

''رکھ لیں گے۔''

''تم ایک کام کر سکتے ہو شیتا؟'' اکبر شاہ نے کہا۔

''بول ہٹو ابول مرے جات ہیں نہ جانے کا سمجھ رکھا ہے گلام سا کو، ایسے ہی پال پوس کر جوان کر دیا سسرا کو ایسے ہی پورا سرکس چلائی دیا ہاں۔'' غلام شاہ بولا۔

''مگر وہ دغا بازی کرے تو تم بھی اس کے ساتھ فریب کرنے کے حقدار ہو گے۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''کرلیں گے پھریب۔ اے تیرا پھریب۔ ارے بس چپ کر جاؤ بھائی ہمار کان نہ کھاؤ ایک بات سن لو کان کھول کر۔ بڑی جندگانی ہے ہمارے بڑے کا بدلہ لئے بگیر نا مریں گے۔ ہم ای سسر ڈکیت ہمارا کا بگاڑ لئی ہے چھوڑا کہیں کا۔'' غلام شاہ جھلا کر بولا۔

سورج ڈھلان پر تھا۔ غلام شاہ جیپ میں آبیٹھا اور پھر خود ہی جیپ اسٹارٹ کر کے چل پڑا۔ کٹے ہوئے پاؤں کا استعمال وہ شاز و نادر ہی کرتا تھا اور کسی کو یقین نہیں آتا تھا کہ گھٹنوں کے پاس سے غیر موجود پیروں سے اس طرح کام بھی لیا جا سکتا ہے۔ اس نے گھٹنوں کے پاس لکڑی کے دو ٹکڑے کسے تھے اور ان کی مدد سے بآسانی کلچ بریک اور ایکسیلیٹر استعمال کر رہا تھا۔ بھلا حیرانی سے اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ ویسے اس نے یہ بھی کبھی نہ سوچا تھا کہ غلام شاہ اس طرح جیپ چلا سکتا ہے۔

غلام شاہ نگاہوں سے اوجھل ہو رہا تھا کہ ایک گوشے سے اکبر شاہ نے اپنی جیپ اسٹارٹ کی اور برق رفتاری سے لمبا چکر کاٹ کر چل پڑا۔ وہ اپنا کام کرتا رہا تھا اور اس نے کالی بیری کے راستے کے بارے میں اچھی طرح معلومات حاصل کر لی تھیں اور پتہ چلا لیا تھا کہ کونسے راستے سے وہاں پہنچا جا سکتا ہے۔

غلام شاہ کا سفر جاری رہا۔ وہ جبڑے بھینچے ہوئے جیپ چلا رہا تھا۔ فاصلہ بہت تھا اور راستہ ناہموار لیکن طاقتور جیپ ہر رکاوٹ عبور کر رہی تھی۔ سڑک بہت دور ہو گیا اور اب غیر مانوس راستہ آ گیا۔ مگر غلام شاہ کالی بیری کے راستے کے بارے میں پوری تفصیل معلوم کر چکا تھا۔ کافی دور نکل آنے کے بعد اچانک وہ چونک پڑا۔ کالی بیری اب زیادہ دور نہیں رہ گئی تھی کہ اسے ایک احساس ہوا اور اس نے انجن بند کر دیا۔ اس کی جیپ کا انجن خاموش ہو گیا لیکن خاموش پہاڑوں میں کسی اور گاڑی کے انجن کی آواز بخوبی سنی جا سکتی تھی۔ غلام شاہ سانس روک کر اس آواز کو سننے لگا اس کے حساس کان پھڑک رہے تھے۔ پھر اس کی آنکھوں میں خون ابھر آیا اس نے دانت بھینچ کر دوبارہ انجن اسٹارٹ کر دیا۔ جیپ کا راستہ بدل دیا اور طوفانی رفتار سے بدلے ہوئے راستے پر دوڑنے لگی غلام شاہ اسے دیوانہ وار دوڑا رہا تھا پھر اس نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر دوسری طرف اتار دیا۔ اکبر شاہ صاف نظر آ گیا تھا اور اس نے بھی غلام شاہ کو دیکھ لیا تھا اس کے اوسان خطا ہو گئے حالانکہ اس نے غلام شاہ سے بچنے کے لئے سخت محنت اور مہارت سے کام لیا تھا لیکن۔ اس کی جیپ کی رفتار خود بخود سست ہو گئی اور پھر اس نے جیپ روک دی اور احمقوں کی طرح غلام شاہ کو دیکھنے لگا۔ غلام شاہ کرخت نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ سرد لہجے میں بولا۔

''ہم تو کا منع کرت رہیں ہتوا۔''

''شیخا میں، میں......'' اکبر شاہ کی پھنسی پھنسی آواز ابھری۔

''نیچے اتر آ۔'' غلام شاہ اسی لہجے میں بولا اور خود بھی نیچے اتر آیا۔ پیروں میں بندھی لکڑیوں کے ذریعے وہ پیروں والے انسانوں کی طرح بغیر سہارے کے چل رہا تھا۔ اکبر شاہ کا چہرہ فق پڑ گیا تھا اور وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا۔

''سب نے ہماری بات مان لی، پر نہ مانی تو تو نے۔''

''وہ تمہارا خون نہیں تھے شیخا۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''بڑے ہیں ہم تیرے۔''

''باپ ہو میرے تم، ہم تمہارے سہارے جیتے ہیں شیخا۔ ہم یتیم نہیں ہونا چاہتے۔'' اکبر شاہ کی آواز بھرا گئی۔

''وہ حرام کھور ڈکیت تم کا یتیم کر دے گا۔''

''وہ مکار ہے شیخا۔ تم سمجھتے کیوں نہیں۔ یہ اس کا علاقہ ہے۔ تم اکیلے ہو اور اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''اور کون ہے تیرے ساتھ۔''

''اور کوئی نہیں ہے۔''

''اگر اور پچاس آدمی لے آئی ہے تو تے کا کرے گا بھائی۔''

''تمہارے ساتھ مر جاؤں گا شیتا۔ اکیلا تو نہ رہ جاؤں گا اس دنیا میں۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''او سسر ہماری نسل پوچھے ہے اکبرا، اپنی نسل بتائی ہے ہم او کا۔ نا اکبرا نا اگر او اکیلا نہ آئے گا بڈھا تو او کی نسل کی کھرابی ہوئی ہے۔''

''تم بہت سادہ لوح ہو شیتا۔ یہ سب اس کی چال ہے۔''

''بہت محبت ہوئی گئی رے۔ جا بڈھا واپس جا، کا ہماری کھوپڑیاں گھومت رہی رہے۔''

''میں واپس نہیں جاؤں گا شیتا۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''نا جائے گا؟''

''بالکل نہیں۔'' اکبر شاہ نے کہا اور غلام شاہ گردن ہلانے لگا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر جیپ کے قریب پہنچ گیا اکبر شاہ کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا تھا غلام شاہ زمین پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد کروٹ کے بل جیپ کے نیچے لیٹ گیا اکبر شاہ پریشان تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے مگر پھر اس نے جیپ کا ایک حصہ اوپر اٹھتے ہوئے دیکھا اور اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ غلام شاہ نے پوری قوت سے جیپ اٹھا دی اور جیپ الٹ گئی۔ مگر غلام شاہ نے اس پر بس نہیں کیا تھا۔ اس نے ایک بار پھر جیپ پر قوت آزمائی اور اسے اوندھا کر دیا۔ اکبر شاہ پر سکتہ طاری ہو گیا تھا۔ تب غلام شاہ اپنی جیپ کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

''کون اور ہوتا تو ہم اسے ما پھو نہ کرتے۔ پر کا کریں بڑے کی نسانی ہو تم لوگ، سسر ہماری نسل کو گالی دلوائی رہو اب جاؤ یہاں سے پیدل سرکس کو۔ یہی سجا ہے تو ہاری۔'' وہ اوچھل کر جیپ میں بیٹھ گیا اور اس کی جیپ پھر اپنی منزل کی طرف چل پڑی۔

''اور تم تسلیم نہیں کرو گے شیتا کہ تم بہت معصوم ہو۔ سادہ لوح ہو نا تم نے یہ کیوں سوچ لیا کہ تم اکیلے کالی بیری جاؤ گے اور میں سرکس کی طرف چلا جاؤں گا میں تمہارے ساتھ ہی چلوں گا شیتا۔'' اکبر شاہ جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ اس اوندھی جیپ کو سیدھی کرنا تو الگ وہ اسے ہلا بھی نہیں سکتا تھا بمشکل تمام اس نے جیپ کے نیچے سے رائفل گھسیٹ نکالی پھر کارتوسوں کی پیٹی کھینچی اور اس کے بعد اسی طرف دوڑنے لگا جدھر غلام شاہ کی جیپ گئی تھی۔

غلام شاہ اتنی دیر میں کالی بیری کے درے کے پاس پہنچ چکا تھا۔ اسے جو جگہ بتائی گئی تھی یہی تھی۔ چاروں طرف اونچی اونچی چٹانیں بکھری ہوئی تھیں اور راستہ بھی سخت ناہموار تھا۔ غلام شاہ نے جیپ روک دی۔ چٹانیں خاموش تھیں۔ تب غلام شاہ کی آواز ابھری۔

''ارے کہاں مر گئی اے حرام کھور۔ میا مر گئی رہے کا تیری۔ ارے کہاں ہے رہے سورما آئی گئے ہم تو کا اپنی نسل بتانے۔'' غلام شاہ کی آواز پہاڑوں

کی چٹانوں سے ٹکرائی اور سینکڑوں آوازوں میں تبدیل ہوگئی اور دیر تک گونجتی رہی۔''

''بلبیرا۔ کہاں مرگئی رے ٹھاکرا کے منہ کی کالک!'' جواب میں کچھ فاصلے پر ایک چٹان کے عقب سے ایک گھوڑے کا سر ابھرا اور پھر گھوڑا آہستہ آہستہ نمودار ہوگیا اس کی پشت پر بلبیر سنگھ نظر آ رہا تھا۔ چند لمحے گھوڑا اپنی جگہ کھڑا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ اس طرف آنے لگا۔ غلام شاہ مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا پھر وہ بولا۔ ''آ جا ہنوا، آ جا یہاں آ کر ٹھاکر بن گیا اے ڈکیت حرام خور۔ باؤلے کتے کی طرح پکڑوائی دے ہم توکا۔ دیکھ لے رے ہماری نسل۔ اکیلے آئے رہے ہم، نہ جگت سنگھ کے آدمی آئے ہمارے ساتھ نہ سرکس کے۔''

''لنگڑے کتے، زندہ پکڑوں گا میں تجھے تاکہ تیرے بدلے ٹھاکر راون سنگھ کو رہا کراؤں۔ تو نیا نگر کے جگت سنگھ کی موت بھی اپنے ساتھ لایا ہے۔ بھوانی کی سوگند۔ نیا نگر کا انت لایا ہے تو۔''

''ارے آ جا ٹھاکر جادے۔ آ جا۔ دیکھ کس کس کی موت لائی ہے ہم اپنے ساتھ۔'' غلام شاہ نے کہا اور جیپ سے نیچے اتر آیا۔ بلبیرا اب اس کے بالکل سامنے آ گیا تھا۔ اس نے قہقہہ لگا کر کہا۔

''تو اتنا بڑا سرکس کیسے چلا رہا تھا لنگڑے۔''

''کا مطبل رہے تیرا۔ ہم سمجھے نا۔''

''یہ میرا علاقہ ہے اور تو بچ یہاں اکیلا آ گیا۔''

''نسل بتائی ہے ہم تو کا اپنی۔''

''بے وقوفوں کی نسل سے ہے تو غلام شاہ۔ تیرے آباؤ اجداد گدھے تھے۔ مگر میں بے وقوف نہیں ہوں۔ اب میں تجھے ایک مشورہ دوں۔'' بلبیر سنگھ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''دو پوت جرور دو۔'' غلام شاہ طنزیہ انداز میں بولا۔

''ٹانگیں تو ہیں نہیں تیری صرف ہاتھ ہیں اس لئے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دے۔''

''کاہے رے ہاتھ کا ہے اٹھا دیں۔''

''اپنے چاروں طرف دیکھ لے غلام شاہ۔ بیس رائفلیں تیرے اوپر تنی ہوئی ہیں زندہ پکڑنا ہے تجھے تاکہ ٹھاکر راون سنگھ کو بچایا جا سکے ورنہ تیرے پورے بدن میں سوراخ ہوتے خود کو گرفتاری کے لئے پیش کر دے غلام شاہ اس طرح بچ سکتا ہے تو۔'' غلام شاہ نے درے کی چٹانوں کو دیکھا۔ بہت

سی چٹانوں کے پیچھے انسانی سر جھانک رہے تھے ان سب کے پاس رائفلیں تھیں جن کا رخ غلام شاہ کی طرف تھا۔غلام شاہ ہر سمت کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔

''تو مقابلہ نا کرے گا کا بلبیرا؟''

''جسمانی مقابلہ تجھ جیسے بے وقوف کرتے ہیں۔ میں تجھ سے ذہنی مقابلہ کر رہا ہوں اور تو ہار چکا ہے غلام شاہ۔''بلبیر سنگھ نے کہا۔

''ہمکا ایک بات بتائی ہے پوت، تے ٹھاکرا کی نسل میں کیسے آ گیا ہے۔ تے کھود ہی کہت رہے کہ ٹھاکر کی جبان ایک ہوتی ہے۔ای کا مطبل ہوئی ہے کہ تے کسی ٹھاکر کی اولاد نا رہے۔''

''لنگڑے کتے۔ راون سنگھ کے حصول کے بعد تیری اس بات کا صحیح جواب دوں گا۔''بلبیر نے غضبناک ہو کر کہا اور پھر اپنے چھپے ہوئے ساتھیوں کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔''اسے رسیوں سے باندھ لو۔'' کوئی حرکت کرے تو اس کے دونوں ہاتھ گولیوں سے چھلنی کر دینا خبردار اسے زندہ رکھنا ہے۔'' چٹانوں کے عقب میں پوشیدہ لوگ باہر نکلنے لگے لیکن اچانک غلام شاہ کے منہ سے سیٹی کی آواز نکلی اور سب ٹھٹھک گئے حالانکہ بلبیر سنگھ اس وقت غلام شاہ کی نگرانی کر رہا تھا جب وہ سرکس سے چلا تھا۔اسے اطلاع مل چکی تھی کہ غلام شاہ اکیلا ہی آ رہا ہے یہاں کالی بیری میں اس نے ایک ایک پتھر پر نگاہ رکھی تھی اور کسی کو نہ پایا تھا مگر یہ سیٹی۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی کیلئے اشارہ ہو دوسروں کی طرح وہ بھی ٹھٹھک گیا تھا۔ پھر اچانک عجیب سی چیخیں سنائی دیں اور خونخوار شکروں کا ایک غول چٹانوں کے پاس کھڑے ہوئے رائفل برداروں پر جھپٹ پڑا۔ تربیت یافتہ شکرے دور دور تک پھیل کر غلام شاہ کی جیپ کے ساتھ ساتھ پرواز کرتے یہاں تک آ گئے تھے اور یہاں وہ فضا میں منڈلا رہے تھے غلام شاہ کی سیٹی کی آواز پر انہوں نے غوطے لگائے اور رائفل برداروں کے چہرے پر پنجے گاڑ دیے۔ وحشی بازوں نے اپنی تیز مضبوط نوکدار چونچیں ان کی آنکھوں میں اتار دیں اور رائفل بردار اپنی رائفلیں پھینک کر کربناک انداز میں چیختے ہوئے ان بلاؤں سے پیچھا چھڑانے لگے مگر شکروں نے پہلے ہی حملے میں اپنا کام کر لیا تھا۔ انہوں نے تمام لوگوں کی آنکھیں ان کے حلقوں سے نکال پھینکی تھیں اور اب اڑ اڑ کر ان کے جسم کے کھلے حصوں کو داغدار کر رہے تھے انہوں نے ان کے چہرے ادھیڑ ڈالے تھے چٹانوں میں، چاروں طرف دردناک چیخیں گونج رہی تھیں ایک شکرے نے بلبیر پر جھپٹا مارا اور وہ دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ کر نیچے جھک گیا۔ آنکھیں بچ گئیں مگر ہاتھ اور رخسار خون اگلنے لگے وہ ایک زوردار چیخ کے ساتھ گھوڑے سے نیچے گرا تو اس کی ایک ٹانگ لگام میں پھنس گئی۔ گھوڑا شکرے کی خوفناک چیخوں سے گھبرا کر پہلے ہی بھڑک رہا تھا۔ بلبیر سنگھ بے ترتیب ہوا تو وہ گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا پھنسی ہوئی ٹانگ کی وجہ سے بلبیر سنگھ گھوڑے سے نہ گرا مگر دوسری ٹانگ ایک ابھری ہوئی چٹان سے ٹکرائی اور پنڈلی کی ہڈی چور چور ہو گئی۔ بلبیر سنگھ بلبلا کر پوری قوت

سے اوپر اٹھا اور زین اس کے ہاتھ میں آ گئی اس طرح اسے سنبھالا مل گیا اور وہ گھوڑے پر اوندھا لیٹ گیا اس نے گھوڑے کی گردن دبوچ لی تھی ٹانگ اب بھی لگام میں پھنسی ہوئی تھی اور دوسرے ٹانگ کی تکلیف سے یہ اندازہ ہو رہا تھا جیسے وہ الگ ہو کر پیچھے ہی گر گئی ہو۔ برداشت کی انتہائی کوشش کے باوجود اس کے حلق سے آزاد ہونے والی چیخیں نہ رک سکیں اور وہ حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخنے لگا۔ بلبیر سنگھ کے گھوڑے کے بھاگتے ہی غلام شاہ نے جیپ کی طرف رخ کیا اور اچھل کر اس پر چڑھ گیا اس نے فوراً ہی سیلف لگا کر جیپ اسٹارٹ کی مگر بلبیر سنگھ کا گھوڑا دوڑتے ہی سیدھا جانے کے بجائے ایک چڑھائی پر چڑھ رہا تھا یہ دیکھ کر غلام شاہ نے رائفل اٹھائی اس سے قبل کہ وہ رائفل سیدھی کرتا گھوڑا بلندی پر پہنچ کر دوسری طرف اتر گیا تھا۔ غلام شاہ نے رائفل واپس اس کی جگہ رکھ دی اور کچھ سوچ کر سوئچ آف کر دیا۔''

غلام شاہ کے چہرے پر فتح مندی کے آثار تھے خونخوار شکرے فضا میں چکراتے پھر رہے تھے یوں لگتا تھا جیسے وہ غلام شاہ کے دوسرے حکم کا انتظار کر رہے ہوں۔ ان کی ننھی ننھی سرخ آنکھوں میں بجلیاں چمک رہی تھیں اور وہ اپنے اپنے شکار کے سر پر پھڑ پھڑاتے ہوئے اڑ رہے تھے...... غلام شاہ نے بلبیر سنگھ کے گھوڑے کو گہرائیوں میں غروب ہوتے ہوئے دیکھا اور پھر ایک گہری سانس لے کر ان چیختے چلاتے لوگوں کی جانب متوجہ ہو گیا جو آنکھوں سے محروم ہو چکے تھے اور ان کی آنکھوں کے گڑھے خون اگل رہے تھے۔ بہت سے ٹھوکریں کھا کھا کر زمین پر گر پڑے تھے اور وہیں تڑپ رہے تھے۔ غلام شاہ کے حلق سے ایک عجیب سے تڑ...... تڑ کی آواز نکلی اور شکروں کی پرواز نیچی ہو گئی۔ پھر ایک انتہائی حیرتناک منظر نگاہوں کے سامنے آیا۔ شکرے غلام شاہ کے شانوں پر اور جسم کے دوسروں حصوں پر آ بیٹھے جنہیں اس کے جسم پر جگہ نہ ملی وہ جیپ پر بیٹھ گئے تھے۔ پرندوں کے انداز میں اپنے مالک کے لئے بے پناہ محبت پائی جاتی تھی غلام شاہ اپنے ہاتھوں کی زد میں آنے والے شکروں کے سر انگلیوں سے تھپتھپانے لگا اس کے حلق سے بڑبڑاہٹیں نکل رہی تھیں۔

''بس ہو بس...... کام ختم ہوئی گوا تہار۔'' پھر اس نے لوگوں کو دیکھا جن میں سے کچھ شاید اپنے زخموں کی تکلیف سے بے ہوش ہو چکے تھے اور ایک بار پھر وہ بڑبڑایا۔

جاری ہے......

ان حرام کھوروں کا کا کرے رے بھائی ہم، مرجائیں گے سسر یہاں پڑے پڑے ارے تہار ٹھاکر ہی بے نسلا نکلا رے، ہمار کا قصور مرتو نا جائی ہے اس حرام کھور کے ہاتھوں سے۔'' غلام شاہ نے گردن ٹیڑھی کی، شکروں کو اپنے جسم سے ہٹایا اور ایک بار پھر جیپ سے نیچے اتر آیا لکڑی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اس کے پیروں سے بندھے ہوئے تھے لیکن اسے چلتے ہوئے دیکھ کر کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ وہ مصنوعی پیروں سے اس طرح چلا جا سکتا ہے کہ ذرہ برابر لغزش نہ ہو۔ بلاشبہ غلام شاہ نے اپنے جسمانی نقص پر قابو پانے کے لئے جو بے مثال مشق کی تھی، وہ دنیا کے عجائبات میں شمار کی جا سکتی تھی...... کہیں محسوس ہی نہیں ہوتا تھا کہ ایک اپاہج آدمی لنگا ہوں کے سامنے ہے۔ دراصل یہ ایک جذبہ تھا جس نے غلام شاہ کو ناقابل تسخیر قوتیں بخش دی تھیں اور جذبے ہی ایسے ناقابل یقین کارنامے عمل میں لاتے ہیں، جن پر دنیا انگشت بدنداں رہ جاتی ہے، اب غلام شاہ کے انداز میں اس کی فطرت ابھر آئی تھی، اسے ان زخمی ہو جانے والوں کا دکھ تھا، جو آنکھوں سے محروم ہو چکے تھے اور شدید کرب کا شکار تھے۔ وہ پریشان نظر آنے لگا پھر اس نے اپنے لباس سے ایک پستول نکال کر فضا میں فائر کیا اور چیخ کر بولا......

''ارے کاہے بھاگت ہو حرام کھورو، ایک بزدل کے ساتھ آئے تھے تم لوگ، یہی ہونا تھا تمہارے ساتھ ہم کا کریں، رک جاؤ اپنی جگہ، سب لوگ ایک جگہ کھڑے ہو جاؤ ہمارے سمجھ ماں نہ آت بھائی کہ تمہار واسطے کا کری ہے رے!''

وہ لوگ جو زخمی تھے اور ابھی تک بے ہوش نہیں ہوئے تھے رو رہے تھے، چلا رہے تھے چیخ رہے تھے۔ ٹھوکریں کھا کھا کر گر رہے تھے، فائر کی آواز پر سہم کر رک گئے اور غلام شاہ ان میں سے ایک ایک کا ہاتھ پکڑ کر انہیں جمع کرنے لگا پھر اس نے کہا۔

''تہار بلبیر ابھاگ گئی ہے، دیکھو بٹوا، وہ ہم سے بولے، ٹھاکروں کی نسل سے ہے اوئی، اکیلا آوے گا گلام ساہ سے مقابلہ کرنے، پر اوکا تم کا ساتھ لے آئی ہے، چلو چھوڑو، اب ای کرو، تم ہمار ساتھ ہماری گاڑی میں آ جاؤ، ہم اوکا سوچیں گے ناہیں۔ پر تمہار بارے میں برا نا ہی سوچیں گے بٹوا، ہم تم کا لے چلی ہے۔ ٹھاکر جگت سنگھ تمہارے واسطے کو تو بندوبست کری ہے بھائی اور ہم کا کر سکت، آ جاؤ رے ہمار ساتھ......'' وہ ان لوگوں کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جیپ کی جانب چل پڑا۔ کافی لوگ تھے اور پھر کچھ وہ تھے جو بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ غلام شاہ نے جو کچھ کر لیا تھا وہ تو کر ہی لیا تھا...... لیکن اب ان لوگوں کے لئے اس کا دل رو رہا تھا اور وہ سخت پریشان نظر آ رہا تھا چہرہ لٹک گیا تھا اور وہ ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جو لوگ اس کا ساتھ دے سکے، انہیں لا لا کر اس نے اپنی جیپ میں ٹھونس دیا اور پھر ان بے ہوش لوگوں کی جانب دیکھنے لگا، جنہیں صرف اٹھا کر ہی لایا جا سکتا تھا وہ خون میں لت پت ہو رہے تھے یہ لوگ بھی زخمی تھے جنہوں نے اپنے ہوش و حواس قائم رکھے تھے لیکن ان کے ذریعے ان لوگوں کو اٹھانا مشکل تھا۔ غلام شاہ نے ایک گہری سانس لی اور ایک بے ہوش آدمی کی جانب بڑھ گیا۔ اس بے ہوش آدمی کو کاندھے پر لادا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا، جیپ کی جانب بڑھ گیا۔

اچانک ہی شکروں کی آوازیں پھر بلند ہوئیں اور وہ چونک کر فضا میں دیکھنے لگا پھر اس نے اکبر شاہ کو دیکھا جو اس سمت آ رہا تھا۔ غلام شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی......''

''اکبر آئی ہے، اے اکبرا، ارے جلدی آ بٹوا، جلدی آ۔'' اس نے ہاتھ کا اشارہ کر کے اکبر شاہ کو بلایا اور اکبر شاہ دوڑنے لگا۔ غلام شاہ نے ایک آدمی کو جیپ میں ڈال دیا تھا تھوڑی دیر کے بعد اکبر شاہ اس کے قریب پہنچ گیا اس کی پھٹی پھٹی آنکھیں ان خون میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو دیکھ رہی تھیں اور وہ چاروں طرف نگاہیں دوڑا رہا تھا......!''

''ارے بھائی کا ہے اونٹ کی طرح منہ اٹھا اٹھا کر ادھر ادھر دیکھت رہے، ان حرام کھوروں کو اٹھا کر جیپ میں بھری ہے، اب تو بتا کا کریں ان کا......؟''

''یہ...... یہ شیٹا...... یہ۔'' اکبر شاہ نے بمشکل تمام حلق سے آواز نکالی اور پھر گردن اٹھا کر ان شکروں کو دیکھنے لگا، صورت حال سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا، شکروں کو اس نے پہچان لیا تھا، سرکس ہی کے باز تھے اور سرکس میں مختلف کرتب دکھاتے تھے، لیکن ان کی یہاں موجودگی اکبر شاہ کا دماغ ساتھ نہیں دے رہا تھا۔ بہر طور اس نے ایک بے ہوش آدمی کو اٹھا کر جیپ میں لادا، چھوٹی سی جیپ ان لوگوں سے بھر گئی تھی تب غلام شاہ نے جیپ میں بیٹھتے ہوئے کہا۔''

''چل بھائی چل، ان لوگوں کو جلدی سے جلدی جگت سنگھ کے پاس پہنچانا ہے، ورنہ مر جائی ہے سسر۔'' اکبر شاہ نے اسٹیرنگ سنبھال لیا اور جیپ اسٹارٹ کر کے واپس موڑ دی۔ رفتار سست ہی رکھی جا سکتی تھی کیونکہ جیپ پر کافی وزن ہو گیا تھا تاہم طاقتور انجن والی جیپ چل رہی تھی دیر تک اکبر شاہ کے منہ سے کوئی آواز نہ نکل سکی پھر اس سے آہستہ سے کہا۔

''یہ سب کچھ، یہ سب کچھ کیا ہے شیٹا......'' اکبر شاہ کے سوال پر غلام شاہ کے حلق سے ایک بے ہنگم سا قہقہہ نکل گیا وہ ذہنی انتشار کا شکار تھا اور یہ انتشار صرف ان زخمی لوگوں کے لئے اس کے ذہن میں پیدا ہو گیا تھا، کہنے لگا۔

''ارے کا ہوت بٹوا، وہ حرام کھور رلبیرا ان سب کو اپنے ساتھ لے آئی ہے، ہتھیاروں سے مسلح کر کے چٹانوں میں چھپا دئی ہے ہم کا سسر لکھت رہیں کہ ٹھاکر کول (قول) کے پکے ہووے ہیں، ارے دیکھ لئی اکبرا، او کا کول، ارے ٹھاکر کو بدنام کرت رہے اے سسر۔ ہم اکیلے ہی آئی ہے اور اے اپنے ساتھ اپنی فوج لے آئی ہے ارے دیکھ رے اکبرا، او چل رہی ہے ہماری فوج بھی ہمارساتھ۔'' غلام شاہ نے شکروں کی جانب اشارہ کر کے کہا اور اکبر شاہ ایک گہری سانس لے کر بولا۔

''شیٹا، شیٹا، تم، تم واقعی عظیم ہو۔ ہم لوگ تمہارے ذہن کی گرد کو بھی نہیں پا سکتے۔''

''نا پالو نا پالو، ایسے ہی تمکا پال پوس کر جوان کردئی ہے، پاگل مجت رہونا سیکھا کو، ارے ہاں، پاگل رہیں ہم، تمہار بات نہ مانی ہے، تم جواں لوگ ہو بھائی، بڑی کھوپڑی رکھتے ہواور ہم ٹھہرے جاہل، جٹ قبیلے کے نٹ، کا سمجھے، ارے واہ رے واہ، برباد ہوئی گوا، ہمکا افسوس رہیں۔'' اکبرشاہ غلام شاہ کی بے ربط باتوں سے نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کر رہا تھا پھر اس نے کہا۔

''شیخا تم نے ان شکروں کو کب آزاد کیا، مجھے تو پتہ ہی نہ چل سکا۔''

''ارے تم کا پتہ چل جائی ہے بتواتے تم مانت ہمار بات، اوسسر ہم کا بولی ہے جگت سنگھ کے اور سرکس کے کسی آدمی کو نہ لانا۔ ہم نے بات مان لی بھائی نالائی ہے، پر بے وقوف تو نہ رہے ہم، ہمار فوج بھی ہمارے ساتھ آئی اور آسمان ماں الگ الگ اڑتی ہوئی آئی، خداقسم بلبیرا اکیلا ہوتا تو ہمارا ایک بھی سکرا اوکا نقصان نہ پہنچائی ہے، ہم کھد اس سے لڑتے بھائی، پر اوسسر بہت چالاک بنی ہے، اللہ نے ہمار بات تو رکھ لئی پر اوکا خراب ہوئی گوا اور اپنے ساتھ، ہائے رے ہائے، ان سارے بیچاروں کو مروا دی، اب کا کرتے بھائی، تو کھد بتا اکبرا، کا مر جاتے بھائی ان کے ہاتھوں، دھوکے میں آ جاتے اور سسر ڈکیت کے......'' اکبرشاہ خاموشی سے غلام شاہ کی باتیں سنتا رہا، صورت حال پوری طرح اس کی سمجھ میں آ گئی تھی اور درحقیقت وہ غلام شاہ کی اس ذہانت سے بے حد متاثر ہوا تھا، ویسے بھی زندگی میں کبھی غلام شاہ سے کوئی چوک نہیں ہوئی تھی، سادہ دل سادہ طبیعت آدمی تھا، مگر اپنے آپ کو ہر طرح سے محفوظ رکھنا جانتا تھا۔ دو تین آدمی اور بے ہوش ہو گئے، جو ہوش میں تھے کرب سے کراہ رہے تھے، خود اکبرشاہ کو بھی ان کی ان کربناک کراہوں کا دکھ ہو رہا تھا، خدا خدا کر کے یہ فاصلہ طے ہوا۔

ادھر سرکس کے سامنے جم غفیر جمع تھا، سارے کے سارے ہی مضطرب تھے۔ اکبرشاہ نے بے شک غلام شاہ کا تعاقب کیا تھا لیکن بلبیر سنگھ کے بارے میں کسی کو بھی یہ یقین نہیں تھا کہ وہ دھوکا نہیں کرے گا، جب جگت سنگھ نے ہی یہ بات کہہ دی تھی تو دوسرے بھلا اس پر کیا اعتبار کرتے، پر دور سے انہوں نے اس جیپ کو آتے ہوئے دیکھا جس پر پتہ نہیں کیا انبار تھا جیپ قریب پہنچی تو وہ سب اس کی طرف دوڑ پڑے، غلام شاہ نیچے اتر کر اپنے ساتھیوں کی طرف اشارہ کر کے بولا۔''

''ارے بھائی ان سب کو جرا آرام آرام سے اتار دو اور اندر لے جاؤ ان کے جکھم (زخم) صاف کرو اور جو کچھ بھی کر سکت ہو کرو بھیا، ارے واہ رے بھائی جگت سنگھ، تم بھی موجود رہیں ٹھاکر، آؤ جرا ہمرے قریب آ جائی ہے، ہم تمکا تمہارے ٹھاکر کا کھیل بتائی ہے۔''

جگت سنگھ اور بھلا صاحب دونوں ہی دوبارہ یہاں آ گئے تھے، دراصل وہ غلام شاہ کے لئے پریشان تھے اور یہاں آ کر انہوں نے غلام شاہ کے بارے میں پوچھا تو پتہ چلا کہ وہ اکیلا ہی گیا ہے۔ صرف اس کا بھتیجا دوسری جیپ لے کر اس کے پیچھے روانہ ہوا ہے۔ ٹھاکر جگت سنگھ بھی بہت پریشان

تھا اور اس نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ بلبیر سنگھ جتنا کمینہ انسان ہے اس کے تحت یہ خوف محسوس ہو رہا ہے اس سے کہیں غلام شاہ کو نقصان نہ پہنچ جائے...... بھلا سے باتیں کرتے ہوئے اس نے کہا تھا۔

غلام شاہ نے انتہا پسندی کا ثبوت دیا ہے یہ اچھا تو نہیں ہوا، کاش وہ ہم سے تعاون کر لیتا۔ جس کے نتیجے میں بھلا گہری سانس لے کر خاموش ہو گیا تھا لیکن اب جو صورت حال سامنے آئی اس نے ان سب کے رونگٹے کھڑے کر دیئے، پتہ نہیں غلام شاہ اتنے سارے زخمیوں کو کہاں سے بھر لایا تھا۔

سرکس کے لوگ زخمیوں کو اٹھا اٹھا کر اندر لے جانے لگے، سب ہی کے چہرے سوالیہ نشان بنے ہوئے تھے، غلام شاہ کی ہدایت پر انہوں نے زخمیوں کی مرہم پٹی شروع کر دی۔ اس کے علاوہ اور کیا کیا جا سکتا تھا ان کی آنکھیں صاف کر کے ان پر پٹیاں کس دی جائیں، جگت سنگھ بھی دوڑتا ہوا غلام شاہ کے پاس پہنچا تھا، اس نے آہستہ سے کہا۔

''تم خیریت سے تو ہو نا غلام شاہ......؟''

''ارے ہاں بھائی جگت، بس کا بتائیں تو کا اپنی کھیریت، ان لوگوں کو نقصان پہنچ گوا ہمار ہاتھوں۔'' غلام شاہ نے افسوس بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ بھلا اور جگت سنگھ کو بلبیرا کی کارستانی بتانے لگا اس نے ان لوگوں کو بتایا کہ بلبیرا کے چیلنج کے مطابق وہ سرکس یا ٹھاکر جگت سنگھ کے ایک بھی آدمی کو اپنے ساتھ نہیں لے گیا تھا البتہ اس نے اپنی حفاظت کے لئے شکروں کے اس غول کو آزاد کر دیا تھا یہ غول اس کے ساتھ ساتھ پرواز کرتا ہوا وہاں تک پہنچا تھا اور اس کے بعد جب اسے یہ اندازہ ہوا کہ ٹھاکر بلبیر سنگھ نے دھوکا دہی کی ہے تو شکروں کا یہ غول چھپے ہوئے آدمیوں پر ٹوٹ پڑا اور اس نے ان سب کو اندھا کر دیا بلبیر سنگھ کے بارے میں بھی غلام شاہ نے پوری تفصیل بتا دی تھی اس نے کہا۔

''او ئی سسر بھاگ گیا ہم او کا گولی کا نشانہ بنائی سکت پر ہمارے کھیال میں ای لڑائی نہ ہوئی ہے، پیچھے سے کسی کو گولی مارنا بہادری نہ رہے، اب سب ہی تو ٹھاکر بلبیرا نہ ہووے ہیں بھیا۔'' جگت سنگھ کے بدن کی کپکپاہٹیں نمایاں تھیں پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

''غلام شاہ تم میری نگاہوں میں دنیا کے سب سے حیرت ناک انسان ہو بے شک تم اپنے دشمنوں کو زیر کرنا جانتے ہو۔''

''ارے ناں ٹھاکر بھائی ہم تو کسو سے دشمنی ہی نہ کریں ہیں بلاوجہ دشمن بن جئی ہے تے ہم کا کریں، اب تو بھائی ٹھاکر ان بیچاروں کی آنکھوں کا کوئی بندوبست کرا ندھے ہوئے گوے سسرے ہمار ابڑا دل دکھ رہا ہے پر کا کریں نہ کرتے تو ہم مر جاتے۔''

''ہاں ان کی زندگی تو ختم ہو گئی۔ بہر طور میں فوری طور پر ان کے لئے بندوبست کرتا ہوں۔'' جگت سنگھ نے غلام شاہ سے درخواست کی کہ سرکس کے آدمیوں کے ہاتھوں ان لوگوں کو بستی میں پہنچانے کا بندوبست کر دیا جائے اور غلام شاہ نے اس کے لئے اپنی تمام گاڑیاں وقف کر دیں۔ زخمیوں کے

لئے اب بڑی ہمدردی کا اظہار کیا جا رہا تھا اور غلام شاہ ان کے لئے بہت دکھی تھا۔ جگت سنگھ ان سب کو لے کر چلا گیا اور غلام شاہ دوسرے لوگوں سے گفتگو کرنے لگا، بھلا صاحب ابھی یہیں موجود تھے، سونیا نے اکبر شاہ سے کہا۔

''بھیا تمہاری گاڑی کہاں رہ گئی......؟'' اکبر شاہ کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی اس نے آہستہ سے کہا۔

''یہاں سے کافی فاصلے پر ایک ویرانے میں الٹی پڑی ہے۔''

''کیا مطلب، کیا ہو گیا تھا......؟'' سونیا نے سوال کیا اور اکبر شاہ سونیا کو پوری کہانی سنانے لگا، عقب میں بھلا صاحب کھڑے ہوئے تھے، اکبر شاہ نے کہا۔

''اس کے بعد میں بڑی مشکل سے فاصلہ طے کرتا ہوا آگے بڑھنے لگا اور پھر مجھے ایک فائر کی آواز سنائی دی۔ بڑا خوف محسوس ہوا تھا سونیا مگر وہاں پہنچ کر صورت حال ہی دوسری دیکھی، شیٹا نے ان سب کو نچا کر رکھا ہوا تھا اب جیپ وہاں الٹی پڑی ہوئی ہے گاڑیاں واپس آ جائیں تو کچھ لوگوں کو لے کر جاؤں گا اور جیپ سیدھی کرا کے واپس لے آؤں گا۔'' بھلا صاحب ایک گہری سانس لے کر پیچھے ہٹ گئے تھے۔

❀❀❀

بلبیر سنگھ پر نیم غشی کی کیفیت طاری تھی لیکن اس کے حلق سے اب بھی کراہیں نکل رہی تھیں گلا خشک ہو گیا تھا، آواز پھٹ چکی تھی مگر وہ وحشیانہ انداز میں چیخ رہا تھا۔ اس وقت اس وفادار گھوڑے نے اس کا بڑا ساتھ دیا تھا اور اسے بہ آسانی اپنی پشت پر سنبھالے ہوئے دوڑ رہا تھا۔ بلبیرا اپنی ٹانگ کی تکلیف سے نیم دیوانگی کی سی کیفیت کا شکار تھا۔ ہوش و حواس بے شک رخصت ہو گئے تھے مگر بدن عجیب سی کیفیات محسوس کر رہا تھا یہاں تک کہ گھوڑا ایک جگہ رک گیا، کونسی جگہ تھی، کہاں لے آیا تھا وہ اسے بلبیرا کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ گھوڑا کچھ اس انداز میں جھکا کہ وہ نیچے گر پڑا۔ شاید اس کی یہ نیم غشی کی کیفیت دور نہ ہوتی مگر نیچے گرنے سے ٹوٹی ہوئی ٹانگ میں شدید تکلیف ہوئی تھی اور اس تکلیف نے اسے ہوش دلا دیا تھا وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا اور گھوڑا بدک کر اس سے دور ہٹ گیا۔ قریب ہی پانی کا ایک جوہڑ نظر آ رہا تھا، گھوڑا پانی دیکھ کر ہی یہاں رکا تھا اس نے پانی کے ایک حصے میں منہ ڈال دیا اور پانی پینے لگا۔ جوہڑ کا پانی غالباً بارش سے جمع ہو گیا تھا لیکن ٹھہرا ہوا اور گندا پانی تھا۔ بلبیرا نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھا تاحد نگاہ چٹانیں بکھری ہوئی تھیں۔ کوئی بھی پرسان حال یہاں موجود نہیں تھا۔ اب تو چیخنے کی قوتیں بھی جواب دے چکی تھیں اور حلق سے آواز نہ نکل پا رہی تھی۔ اس نے بے بسی کی نگاہوں سے پانی کو دیکھا جو اس سے کچھ فاصلے پر تھا اور اس کی خشک زبان ہونٹوں پر گردش کرنے لگی۔ سوچنے سمجھنے کی قوتیں تو پہلے ہی ختم ہو چکی تھیں۔ بس عجیب عجیب سے احساسات ذہن میں پیدا ہو رہے تھے کبھی کبھی نگاہوں میں دھندلاہٹیں بھی آ جاتی تھیں اور وہ آنکھیں بھینچ بھینچ کر کھولنے لگتا تھا، ٹانگ کی تکلیف میں تھوڑی سی کمی ہوئی تو اس نے ہاتھوں کے بل گھسٹنا شروع کر دیا اور چند لمحات کے بعد پانی کے

کنارے پہنچ گیا۔ ٹھہرے ہوئے گندے پانی کے جوہڑ سے اس نے تھوڑا سا پانی ہاتھوں کے چلوؤں میں لے کر پیا اور چت لیٹ گیا۔ اس کے دماغ میں سائیں سائیں ہو رہی تھی پورے بدن پر تشنج طاری تھا، ہاتھوں کی مٹھیاں بھنچ رہی تھیں۔ گھوڑے کے سموں کی آوازیں اور اس کی ناک سے خارج ہونے والی خرخراہٹیں کانوں تک پہنچ رہی تھیں لیکن اس میں اتنی سکت نہیں تھی کہ اب گردن اٹھا کر گھوڑے کی طرف دیکھ ہی سکتا۔ اس کے حواس کچھ دیر تک بیدار رہے اور پھر بے ہوشی طاری ہوگئی وہ ایک بے بس انسان کی طرح زمین پر بے سدھ پڑا ہوا تھا۔ نجانے کب تک یہ کیفیت طاری رہی اور پھر ہوش آ گیا، ہوش آیا تو اسے اپنے وجود میں ایک عجیب سے سناٹے کا احساس ہوا۔ دماغ میں ہونے والی گونج کو کچھ دیر تک محسوس کرتا رہا۔ پھر اس نے آنکھیں کھول دیں تھوڑی دیر تک تو اسے اندھیرے کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔ شاید آنکھوں کی بینائی چلی گئی تھی لیکن رفتہ رفتہ اسے ان دھندلاہٹوں میں کچھ دھبے نظر آنے لگے عجیب وغریب دھبے تھے۔ اس نے حلق سے آوازیں نکالنے کی کوشش کی اور بے معنی سی چند آوازیں اس کے ہونٹوں سے خارج ہوگئیں۔ پھر اس کے کانوں نے کچھ آہٹیں سنیں اور ایک ہاتھ اس کے سینے پر آ جما، بلبیرا نے دہشت زدہ ہو کر پوری آنکھیں کھول دیں اور اس دھندلے چہرے کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگا جو اس پر جھکا ہوا تھا۔ حواس آہستہ آہستہ واپس آئے اور اس کے حلق سے رندھی ہوئی آواز نکلی۔

''کون ہے، کون ہو تم......؟''

''داس ہوں آپ کا مہاراج، پورن سنگھ ہے میرا نام، غلام ہوں آپ کا۔'' جواب ملا، لہجے میں ہمدردی اور نرمی تھی، بلبیرا کے اندر ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہوگئی اس کے بدن میں جنبش ہوئی اور اس نے اپنے اوپر جھکے ہوئے شخص کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''بچاؤ مجھے، مجھے بچالو، بھگوان کے لئے مجھے بچالو میں مر رہا ہوں۔''

''نہیں مہاراج آپ ٹھیک ہیں آپ نہیں مریں گے میں آ گیا ہوں اب آپ کے پاس۔''

''تم تم مجھے، میں کہاں ہوں، کہاں ہوں میں وہ وہ کمبخت لنگڑا وہ کہاں مر گیا، وہ ہمارے آس پاس تو موجود نہیں ہے۔''

''کون لنگڑا ٹھاکر، کس لنگڑے کی بات کر رہے ہیں آپ۔''

''ایں وہ تم تم، تم کون ہو......؟ بلبیر سنگھ نے اپنے حواس پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''پورن سنگھ ہوں مہاراج، سورج گڑھ کا رہنے والا ہوں آپ کا داس ہوں۔ آپ ایک جوہڑ کے کنارے پڑے ہوئے تھے، آپ کی ٹانگ ٹوٹی ہوئی ہے مہاراج، میں نے اس پر بہت سے کپڑے کس دیئے ہیں مگر مہاراج بات کچھ میری سمجھ میں نہیں آئی۔ میں اتفاق سے ادھر جا نکلا تھا آپ کو اس طرح پڑے ہوئے دیکھا اور قریب پہنچا تو آپ کو پہچان لیا۔ یہ سب کیا ہو گیا ہے ٹھاکر بلبیر سنگھ مہاراج، کیسے ہو گیا یہ سب کچھ، کہیں آپ گھوڑے سے

گر پڑے تھے کیا؟''

''آہ یہ کونسی جگہ ہے، یہ کون سی جگہ ہے؟''

''جنگل ہی ہے مہاراج، سورج گڑھ یہاں سے بہت قریب ہے میں انتظار کر رہا تھا کہ آپ کو ہوش آ جائے تو سورج گڑھ لے چلوں رات ہو چکی ہے۔''

''مر رہا ہوں، میں مر رہا ہوں۔ لے چلو بھگوان کے لئے مجھے اسپتال لے چلو، کہیں لے چلو مجھے جلدی کرو مجھے جلدی کرو نہیں تو میں مر جاؤں گا۔''

''اگر آپ کے اندر سفر کرنے کی ہمت ہے مہاراج تو سورج گڑھ یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے۔''

''لے چلو جلدی لے چلو بھگوان کے لئے مجھے لے چلو۔'' بلبیر سنگھ نے کہا اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اس کی خدمت کرنے والے جوان آدمی نے گردن ہلائی اور پھر مستعدی سے گھوڑے کی جانب بڑھ گیا۔ گھوڑے کو قریب لا کر کھڑا کیا اور پھر اپنے طاقتور بازوؤں میں بلبیر سنگھ کو اٹھا کر اس نے گھوڑے پر بٹھا دیا اور خود بھی اس کے پیچھے بیٹھ گیا۔ گھوڑا سست رفتاری سے آگے بڑھنے لگا بلبیر سنگھ کی ٹانگ میں تکلیف ہونے لگی تھی اور اس کے حلق سے ہلکی ہلکی کراہیں نکلنے لگی تھیں لیکن بہر طور اب وہ خود کو سنبھالے ہوئے تھا۔

اس کا ہمدرد اسے بھرپور سہارا دیئے ہوئے تھا چنانچہ کچھ دیر کے بعد وہ سورج گڑھ کی آبادی میں داخل ہو گئے۔ پورن سنگھ اسے سیدھا اسپتال لے گیا تھا اور اسپتال میں بلبیر سنگھ کے پہنچتے ہی بھگدڑ مچ گئی تھی، کیونکہ وہاں کے تمام لوگ بلبیر سنگھ کو اچھی طرح جانتے تھے۔ ڈاکٹروں نے فوری طور پر کارروائی شروع کر دی۔ تکلیف سے بچانے کے لئے بلبیر سنگھ کو بے ہوش کرنا پڑا تھا۔ پھر اس کی ٹانگ کا جائزہ لیا گیا اور ڈاکٹر پریشان ہو گئے۔ پوری ٹانگ چکنا چور ہو گئی تھی اور ہڈیوں کی ان کرچیوں کو جوڑا نہیں جا سکتا تھا۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ ٹانگ کاٹ دی جائے۔ ڈاکٹر اس بات سے خوفزدہ بھی تھے کہ بے ہوشی کے عالم میں یہ عمل کہیں ہوش میں آنے کے بعد بلبیر سنگھ کو ناگوار نہ گزرے ڈاکٹروں نے آپس میں مشورے کئے اور پھر یہی مناسب سمجھا کہ بلبیر سنگھ کی جان بچالی جائے۔ چنانچہ ٹانگ کاٹنے کا بندوبست کیا گیا، پورن سنگھ، بلبیر سنگھ کے ساتھ پوری طرح مصروف تھا اور بڑی ہمدردی اور محبت سے اس کی دیکھ بھال کر رہا تھا، چنانچہ بلبیر سنگھ کی ٹانگ گھٹنے کے کچھ اوپر سے کاٹ دی گئی اور اس کے بعد اسے بے ہوشی ہی کے عالم میں رکھا گیا۔

بے ہوشی کا یہ وقت نہ جانے کتنا طویل تھا۔ بہر طور اس کے بعد بلبیر سنگھ کو ہوش آیا۔ اس نے سہمی ہوئی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا۔ گزرے ہوئے لمحات اس کے ذہن سے محو نہیں ہوئے تھے۔ اسپتال کے اس کمرے کو پہچان کر اسے کسی قدر سکون کا احساس ہوا۔ دوسری چیز جو اس کی نگاہوں میں آئی وہ پورن سنگھ کا چہرہ تھا جو ایک جگہ خاموش بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔ بلبیر سنگھ کے ہونٹ ہلے تو پورن سنگھ بھاگ کر اس کے پاس پہنچ گیا اور اس نے

جھک کر کہا۔

''کیسی طبیعت ہے مہاراج؟''

''ٹھیک ہوں پورن سنگھ، تم پورن سنگھ ہی ہو نا۔''

''جی ہاں مہاراج۔''

''کیا وقت ہو گیا، ڈاکٹروں نے میری دیکھ بھال کی۔''

''ہاں مہاراج۔'' پورن سنگھ دکھ بھرے لہجے میں بولا اور بلبیر سنگھ چونک کر اسے دیکھنے لگا پھر اس کی نگاہیں اپنی ٹانگ پر پڑیں اور اس کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکل گئی۔

''یہ یہ، یہ کیا ہوا، یہ کیا ہو گیا......؟''

''یہ کیا ہو گیا، میری ٹانگ، میری ٹانگ کہاں گئی پورن سنگھ میری ٹانگ کہاں گئی؟''

''ضروری ہو گیا تھا مہاراج آپ کی ٹانگ کی ساری ہڈی چکنا چور ہو گئی تھی اگر آپ کی ٹانگ نہ کاٹی جاتی تو سارے بدن میں زہر پھیل جاتا، ڈاکٹروں نے بڑے مشکل سے یہ فیصلہ کیا تھا۔''

آہ میری ایک ٹانگ، میں لنگڑا ہو گیا ہوں پورن سنگھ میں لنگڑا ہو گیا۔''

''حوصلہ کریں مہاراج جیون بچانے کے لئے یہ سب کچھ بے حد ضروری تھا۔'' بلبیر سنگھ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اس کی قوت برداشت جواب دے گئی تھی۔ ساری زندگی وحشت و بربریت میں گزاری تھی لیکن اپنی ذات منفرد چیز ہوتی ہے، وہ دیر تک روتا رہا اور پورن سنگھ گردن جھکائے کھڑا رہا، بالآخر بلبیر سنگھ نے کہا۔

''بلبیر سنگھ ختم ہو گیا پورن سنگھ، بلبیر سنگھ ختم ہو گیا۔''

''نہیں مہاراج ایک ٹانگ کٹ جانے سے بلبیر سنگھ ختم نہیں ہو سکتا بلبیر سنگھ ٹھاکر ہے دلیر ہے، بادشاہ ہے وہ، وہ بھلا کیسے ختم ہو سکتا ہے۔''

''نہیں پورن سنگھ میں، میں اپاہج ہو گیا ہوں میں اپاہج ہو گیا۔''

''آپ چنتا کیوں کرتے ہیں مہاراج آپ کے داس آپ کے ساتھ ہیں وہ آپ کے نام کو ہمیشہ اونچا رکھیں گے۔''

''تم پورن سنگھ، تم بہت ہمدرد ہو کتنا وقت ہو گیا مجھے اس اسپتال میں آئے ہوئے؟''

''پانچواں دن ہے مہاراج۔''

''پانچ دن بیت گئے، پورے پانچ دن۔''

''ہاں مہاراج۔''

''اور تم، تم اس وقت سے میرے ساتھ ہو۔''

''میں تو آپ کا داس ہوں مہاراج میرا فرض تھا کہ میں نے تو ڈاکٹروں سے یہ بھی کہا تھا کہ اگر میری ٹانگ مہاراج کی ٹانگ میں لگ سکے تو اسے کاٹ کر مہاراج کی ٹانگ سے جوڑ دیا جائے مگر ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ یہ ممکن نہیں ہے۔''

''کون ہو تم پورن سنگھ، کون ہو کہاں کے رہنے والے ہو؟''

''سورج گڑھی کا ہوں مہاراج آپ کے نمک خواروں میں سے ہوں۔''

''تم نے میرے ساتھ جو احسان کیا ہے پورن سنگھ تمہیں اس کا پورا پورا صلہ دیا جائے گا، چنتا مت کرنا۔''

''میرا صلہ تو مجھے مل چکا ہے مہاراج آپ زندہ ہیں سب ٹھیک ہے مجھے اور کچھ نہیں چاہئے۔'' بلبیر سنگھ خاموشی سے اس کی صورت دیکھتا رہا۔ اس کے ذہن میں بہت سے خیالات آ رہے تھے۔ شکست ہو گئی تھی اس کمبخت غلام شاہ کے ہاتھوں اسے شکست ہو گئی تھی مگر کیا ہی شیطان ہے یہ شخص جس کا نام غلام شاہ ہے دونوں پاؤں کٹے ہوئے ہیں۔ بالکل اپاہج ہے وہ لیکن لیکن کتنا خطرناک انسان ہے آہ میں نے یہ اندازہ نہیں لگایا تھا کہ وہ اتنا خوفناک ہو سکتا ہے۔ ہاں اپنے ساتھ آدمی تو نہیں لایا تھا وہ لیکن اس نے پورا پورا بندوبست کیا تھا وہ خونخوار شکرے بلبیر سنگھ کو یاد آئے اور اس کا بدن کانپ کر رہ گیا اس نے پورن سنگھ سے پوچھا۔

''پورن سنگھ کچھ اور بھی معلوم ہے تمہیں۔''

''کیا مہاراج۔''

''تم یہ جانتے ہو کہ میری یہ ٹانگ کیسے ٹوٹی؟''

''آپ نے ہمیں کب بتایا مہاراج ہمیں کسی اور سے کیسے معلوم ہو سکتا تھا۔''

''سورج گڑھ کے حالات کیا ہیں۔''

''بہت برے حالات ہیں مہاراج، راون سنگھ جی کے جانے کے بعد تو سورج گڑھ میں افراتفری پھیل گئی ہے۔ ہر شخص اپنی من مانی کر رہا ہے۔ بہت

سوں کو تو اب یہ یقین بھی نہیں رہا کہ راون سنگھ جی واپس آ ئیں گے۔''

''معلوم ہے مجھے معلوم ہے وہ سرکس جو آیا ہوا ہے جگت سنگھ کے علاقے میں اس کے بارے میں تمہیں کچھ معلوم ہے پورن سنگھ۔''

''نہیں مہاراج ہم تو ادھر کے رہنے والے ہیں سرحد پار کی باتیں بھلا ہمیں کیا معلوم۔''

''ہوں......'' بلبیر سنگھ گہری سانس لے کر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔

''یہاں راون سنگھ جی کے علاقے میں کیا ہو رہا ہے۔''

''بچی کچھ چیزوں کو لوٹا جا رہا ہے۔ مہاراج سب کچھ اپنے قبضے میں کر لیا گیا ہے جس کی بن آ رہی ہے وہ دوسرے کو لوٹ رہا ہے اچھی خاصی افراتفری مچی ہوئی ہے یہاں۔''

''ہوں یہ ڈاکٹر میری اچھی طرح دیکھ بھال کر رہے ہیں ناں؟''

''ہاں مہاراج، آپ کا خوف سب پر غالب ہے۔''

''جانتے ہیں کہ میں بلبیر سنگھ ہوں لیکن اب یہاں کی صورت حال کو کوئی نہیں سنبھال سکتا، راون سنگھ کا ٹھاکر جگت سنگھ کے ہاتھوں سے آزاد ہونا ممکن نہیں ہے۔ پورن سنگھ جان بچانی پڑے گی ہمیں بھی اپنی، جان بچانی پڑے گی نجانے آنے والا وقت کیسا ہو، ڈاکٹر کیا کہتے ہیں مجھے کتنے دن میں چھٹی دے دی جائے گی؟''

''میں نے پوچھا نہیں مہاراج۔''

''بلاؤ ڈاکٹروں کو بلاؤ......'' بلبیر سنگھ نے کہا اور پورن سنگھ گردن جھکائے ہوئے باہر نکل گیا۔ بلبیر سنگھ کے چہرے پر شدید پریشانی اور الجھن کے آثار تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد پورن سنگھ دو ڈاکٹروں کے ساتھ واپس آ گیا۔ ڈاکٹروں کے چہروں سے خوف ٹپک رہا تھا۔

''کوئی اور علاج نہیں ہو سکتا تھا میرا؟'' بلبیر سنگھ نے پوچھا۔

''اگر ہو سکتا مہاراج تو ہم وہی کرتے، آپ کا جیون بچانے کے لئے یہ ضروری ہو گیا تھا ٹھاکر مہاراج۔''

''کتنا وقت اور لگے گا میرے ٹھیک ہونے میں؟''

''ہماری دن رات کی کوششوں سے زخم بہت جلد اچھا ہو گیا ہے پھر بھی ابھی کافی دن لگیں گے۔''

''میں حویلی تو اس جانا چاہتا ہوں۔''

''کچھ دن کے بعد جاتے تو اچھا تھا ٹھاکر۔ گھوڑے پر تو سفر ہو ہی نہیں سکتا۔'' ڈاکٹر نے کہا۔

''میرا علاج کون کر رہا ہے؟''

''ہم سب کر رہے ہیں مہاراج۔ آپ ہمارے لئے کتنے ضروری ہیں یہ ہم جانتے ہیں۔''

''چپل نواس جانا ضروری ہے ڈاکٹر۔ اب وہاں جانا بہت ضروری ہو گیا ہے۔ میرے لئے گھوڑا گاڑی کا بندوبست کرنا ہو گا اور تم لوگ میرے ساتھ جاؤ گے تمام انتظامات کے ساتھ۔ اگر ایسا نہ ہو سکا تو راون سنگھ کو اور ان کے علاقے کو بچانا مشکل ہو جائے گا۔''

''جو آپ کا حکم مہاراج۔'' دونوں ڈاکٹروں نے کہا۔

''تیاری کر لو، میرے علاج کے لئے جو چیزیں درکار ہوں ساتھ رکھ لو۔ چپل سنگھ مہاراج سے ملنا ضروری ہے۔''

''بہتر ہے مہاراج، ہم آپ کی ہدایت کے مطابق تیاریاں کئے لیتے ہیں۔'' ڈاکٹروں نے کہا۔ پھر پورن سنگھ کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے چل پڑے۔ بلبیر سنگھ خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے انہیں دیکھتا رہا، حالانکہ خود اسے اپنے جسم میں اتنی جان محسوس نہیں ہوتی تھی کہ وہ یہاں سے چپل نواس تک کا سفر کر سکے۔ بڑی کمزوری محسوس ہو رہی تھی، لیکن زندگی بچانے کے لئے اس وقت سورج نگر سے نکل جانا بہت ضروری تھا۔ اس کے دل میں بار بار ان ساتھیوں کا خیال بھی آ رہا تھا جو غلام شاہ سے مقابلہ کرنے کے لئے پہاڑوں میں گئے تھے اور اس نے اپنی آنکھوں سے ان کا حشر دیکھا تھا۔ شکروں نے ان کی آنکھیں ادھیڑ کر پھینک دی تھیں یقینی طور پر وہ اس کے بعد گرفتار ہو گئے ہوں گے اور جگت سنگھ کے پاس پہنچا دیئے گئے ہوں گے۔ جگت سنگھ ان سے پوچھ گچھ کرے گا اور ہو سکتا ہے اس کے بعد سورج گڑھ پر چڑھائی ہو جائے۔ ایسی شکل میں بلبیر سنگھ بھی جگت سنگھ کے قبضے میں جا سکتا تھا اور جگت سنگھ کے قبضے میں جانے کا مطلب تھا کہ وہ غلام شاہ کے قبضے میں پہنچ جائے، غلام شاہ ایک بھوت کی طرح اب بلبیر سنگھ کے اعصاب پر سوار ہو گیا تھا۔ اس لنگڑے اپاہج نے تنہا آ کر بھی وہ کام کر دکھایا تھا جو بلبیر سنگھ کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا...... وہ تو سوچ رہا تھا کہ غلام شاہ جیسے احمق آدمی کو اس طرح بلا کر بہ آسانی کتے کی موت مار دے گا، اس نے نجانے کیا کیا منصوبے بنائے تھے غلام شاہ کے سلسلے میں، لیکن ساری تدبیریں الٹی ہو گئی تھیں اور وہ خود اپاہج ہو کر یہاں اسپتال میں آ پڑا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے سرکس کے بھوتوں کی پوری ٹیم اس کی نگرانی کر رہی ہو اور کوئی بھی لمحہ اس کی موت کا لمحہ بن سکتا ہے۔ اس لئے وہ یہاں سے جلد از جلد نکل جانا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے اس نے چپتل سنگھ کے بارے میں نہیں سوچا تھا، راون سنگھ گرفتار ہوا تھا تو وہ پریشان ضرور ہوا تھا لیکن اس کا خیال تھا کہ اگر صورت حال بہت زیادہ خراب ہو گئی تو وہ خاموشی سے اپنے گروہ کے ساتھ کسی نہ کسی طرح سرحد پار کر جائے گا اور باہر کی دنیا میں بھی اس کے لئے اتنی جگہ ضرور تھی کہ ڈاکے وغیرہ ڈال کر اپنا کام چلا سکے،

پہلے بھی یہی کرتا تھا، نیا نگر سے اسے بہت زیادہ دلچسپی نہیں تھی سوائے اس کے کہ یہ اس کا اپنا وطن تھا، اپنا گھر تھا۔
ڈاکٹروں نے تیاریاں مکمل کرنے میں کئی گھنٹے صرف کر دیے تھے، پورن سنگھ تھوڑی دیر کے بعد واپس آ گیا تو بلبیر نے اس سے پوچھا۔
''کیا بات ہے، ڈاکٹر تمہیں کیوں لے گئے تھے......؟''
''کوئی خاص بات نہیں ہے مہاراج، بس تیاریوں میں ہاتھ بٹانے کے لئے وہ مجھے اپنے ساتھ لے گئے تھے۔''
''پورن سنگھ بار بار تم سے یہ بات کہہ کر میں بے وقوفی نہیں کرنا چاہتا تھا کہ تم نے جس طرح میرا ساتھ دیا ہے اس کے بعد تم مجھ سے الگ نہیں ہو بلکہ صحیح معنوں میں میرے دوست ہو، ٹھیک ہو جانے دو، پھر دیکھنا میں تمہارے لئے کیا کرتا ہوں......''
''آپ کا ٹھیک ہو جانا ہی میرے لئے بہت کچھ مہاراج، آپ کی سیوا کر کے میں زندگی کا سب سے بڑا سکھ حاصل کر رہا ہوں۔'' پھر گھوڑا گاڑیاں تیار ہو گئیں اور ڈاکٹروں نے ایک اسٹریچر پر بلبیر سنگھ کو لٹا کر گھوڑا گاڑی میں منتقل کر دیا۔ اس کے آرام کا پورا خیال رکھا گیا تھا۔ ڈاکٹر اس کے ساتھ تھے۔ پورن سنگھ بھی قریب موجود تھا۔ سفر کا آغاز ہو گیا، گو یہ سفر کافی مشکل تھا، بلبیر سنگھ کی حیثیت بھی ایسی ہی تھی کہ ڈاکٹر انکار نہیں کر سکتے تھے۔ یہ تکلیف دہ سفر جاری رہا اور بلبیر سنگھ پورے سفر کے دوران خوفزدہ رہا۔ اس نے پورن سنگھ کو خفیہ طور پر ہدایات دی تھیں کہ اطراف پر نگاہ رکھے اور بار بار پورن سنگھ سے خیریت معلوم کرتا جا رہا تھا۔ پھر چیتل نواس کی عمارتیں نظر آنے لگیں اور پورن سنگھ نے خوشی بھرے لہجے میں بلبیر سنگھ کو بتایا۔
''شاید ہم چیتل نواس پہنچ گئے ہیں مہاراج......'' بلبیر سنگھ کے چہرے پر بھی خوشی کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ چیتل نواس کے باہری دروازے پر چند مسلح سپاہیوں نے ان لوگوں کا سواگت کیا اور یہ جان کر کہ بلبیر سنگھ سورج گڑھ سے آیا ہے، اسے احترام سے لے کر چیتل نواس پہنچ گئے۔ سورج گڑھ میں راون سنگھ کی جو رہائش گاہ تھی اس کی نسبت چیتل سنگھ کی یہ رہائش گاہ زیادہ مستحکم اور خوبصورت نظر آتی تھی۔ یہاں کی آبادی کے وہی حالات محسوس ہوتے تھے جو راون سنگھ کی آبادی کے تھے، لیکن پھر بھی یہاں کچھ آسودگی تھی، سبزیوں کے کھیت لہلہا رہے تھے اور دوسرے درخت بھی اُگے ہوئے تھے، گو راون سنگھ کی نسبت چیتل سنگھ کسی قدر بہتر آدمی تھا۔ چیتل نواس میں خود چیتل سنگھ نے بلبیر سنگھ کا سواگت کیا۔ لمبے قد و قامت کا یہ جوان آدمی کافی بردبار نظر آتا تھا۔ بلبیر سنگھ کو احتیاط کے ساتھ ایک کمرے میں منتقل کر دیا گیا۔ باقی لوگوں کو رکنے کی ہدایت کی گئی تو بلبیر سنگھ نے کہا۔
''پورن سنگھ کو میرے ساتھ آنے دو......!'' پورن سنگھ کو یہ اعزاز خصوصی طور پر بخشا گیا تھا کیونکہ وہی تھا جس نے بلبیر سنگھ کی جان بچائی تھی ورنہ شاید وہیں جوہڑ کنارے اس کی موت واقع ہو جاتی۔ پورن سنگھ اس کے خاص خادم کی حیثیت سے اس کی رہائش گاہ میں پہنچ گیا، تھوڑی دیر کے بعد چیتل سنگھ نے بلبیر سنگھ سے ملاقات کی۔ بلبیر سنگھ ایک مضمحل سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

''معافی چاہتا ہوں مہاراج، اٹھ کر آپ کا سواگت نہیں کر سکتا، اپاہج ہو گیا ہوں.....؟''

''تمہیں اس کیفیت میں دیکھ کر ہمیں بے حد دکھ ہوا بلبیر سنگھ، لیکن ہم ادھر سے کسی کی آمد کے بے چینی سے منتظر تھے۔ عام لوگ تو آتے جاتے ہی رہتے ہیں مگر ہم کسی ایسے سے ملنا چاہتے ہیں جو ہمیں تمام صورت حال بتا سکے۔

''بدقسمتی سے مہاراج راون سنگھ کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کے بعد سے میں مسلسل ان کوششوں میں مصروف تھا کہ کس طرح راون سنگھ جی کو ٹھاکر جگت سنگھ کی قید سے رہا کرایا جائے، اس لئے آپ تک نہیں پہنچ سکا لیکن افسوس میں کامیاب نہ ہو سکا مہاراج بلکہ اس کوشش میں اپاہج ہو گیا۔''

''اوہ، مجھے بہت افسوس ہے بلبیر سنگھ، مجھے بہت افسوس ہے۔'' چیتل سنگھ نے کہا۔

''ادھر جو کچھ ہو رہا ہے مہاراج آپ اس سے پوری طرح واقف ہوں گے، ہم بے بس ہو گئے ہیں، اب کچھ نہیں رہا ہمارے ہاتھوں میں۔'' بلبیر سنگھ نے کہا۔

''ہاں بلبیر، ٹھاکر چاچا اچھا نہیں کر رہے، ان کی نیت بدل گئی ہے۔ میں جانتا ہوں وہ ہم پر الزام لگا کر ہم سے یہ علاقے چھیننا چاہتے ہیں مگر بلبیر سنگھ اب یہ اتنا آسان نہیں۔ یہ کون ہے......؟'' چیتل سنگھ نے پورن کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

''میرا خاص آدمی ہے مہاراج۔ اس کی چنتا نہ کریں۔''

''یوں تو مجھے سارے حالات معلوم ہو چکے ہیں بلبیر سنگھ مگر تم تفصیل سے بتاؤ ادھر کیا ہو رہا ہے؟''

''ٹھاکر جگت سنگھ نے یہ علاقے دباؤ میں آکر ہمیں دے تو دیئے مگر بعد میں انہیں بہت افسوس ہوا اور وہ دن رات ان کوششوں میں مصروف ہو گئے کہ کسی طرح انہیں ہم سے واپس لیں وہ کسی ایسے کام کی تلاش میں تھے جس سے ہم پر کوئی الزام لگایا جا سکے اور یہ موقع انہیں مل گیا۔ ٹھاکر راون سنگھ نے اپنی ضرورت کے لئے اسلحہ منگایا تو جگت سنگھ مہاراج نے اسے اپنے قبضے میں لے لیا اور ہمارے بہت سے آدمی پکڑے گئے۔ انہوں نے باہر کی دنیا سے جاسوس منگائے، ہمارے نیا نگر والے تو دونوں بھائیوں کا ساتھ دے سکتے ہیں۔ مگر باہر سے لائے ہوئے کرائے کے لڑاکے وہی کریں گے جو مہاراج جگت سنگھ کہیں گے۔ سو چیتل سنگھ مہاراج انہوں نے آکر گڑبڑ شروع کر دی۔ جیل توڑی گئی اور بہت سے قیدی نکال لئے گئے یہاں تک کہ سرکس والے دھوکے سے سرحد پار کر کے آئے۔ جگت سنگھ کے نام پر ٹھاکر راون سنگھ کو بلایا گیا اور سرکس والے انہیں لے بھاگے۔

''راون سنگھ اتنا بے وقوف کیوں بن گیا کہ سرحد پر دوڑا چلا گیا۔'' چیتل سنگھ نے کہا۔

''آپ جانتے ہیں مہاراج، وہ سیدھے آدمی ہیں۔''

''سادگی سے کام کہاں چلتا ہے۔ چاچا ٹھاکر بے ایمان ہو گئے ہیں، وہ ہم سے ہمارا حق چھیننا چاہتے ہیں مگر ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔'' چیتل سنگھ

نے کہا۔

''ایسا ہونا بھی نہیں چاہئے مہاراج۔''بلبیر سنگھ بولا۔

''تم سے بڑی امید تھی بلبیر سنگھ مگر...... یہ تمہارے ساتھ کیا ہوا......؟''

''جیون وارنے کیا تھا ٹھاکر راون سنگھ پر مگر کامیابی نہ ہوسکی مہاراج۔''بلبیر سنگھ مکاری سے بولا۔

''پوری بات بتاؤ۔''

''سرکس کے کتوں سے بات کی تھی۔کرائے کے ان ٹٹوؤں سے میں نے کہا تھا کہ وہ دولت چاہتے ہیں ناں۔راون سنگھ کو اگر وہ میرے حوالے کردیں تو میں ان کا پیٹ دولت سے بھر دوں گا۔بات چیت کرنے کے لئے کالی بیری کے درے پر بلایا تھا میں نے سرکس کے مالک غلام شاہ کو۔مگر اس پاپی نے دھوکا کیا اور مجھ پر حملہ ہوگیا۔بس لڑائی ہوئی مہاراج اور میں ایک ٹانگ سے ہاتھ دھو بیٹھا۔''

''تم نے بھی غلطی کی بلبیر سنگھ......''پتنگل سنگھ نے کہا۔

''کیا کرتا مہاراج۔آپ جانتے ہیں کہ راون سنگھ جی میرے دوست بھی ہیں،دوست پر کیا بیت رہی ہوگی۔یہ سوچ کر پاگل ہوا جارہا ہوں۔میں اس آگ میں بھسم ہوکر یہ سب کر بیٹھا۔''

''ہمیں تمہاری اس حالت پر بڑا افسوس ہے بلبیر سنگھ،تم ٹھیک ہوجاؤ ابھی تمہیں ہمارے ساتھ بہت کچھ کرنا ہے۔چاچا ٹھاکر یہ بات کرچکے ہیں کہ اب ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں رہا وہ صرف ہمارے دشمن ہیں،ٹھاکر دشمنوں سے نمٹنا اچھی طرح جانتے ہیں۔''

''کیوں نہیں ٹھاکر......''

''راون سنگھ ہمارا چھوٹا بھائی ہے۔اس کے چاچا ٹھاکر کے قبضے میں چلے جانے کے بعد سے اب تک ہم نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔دن رات اس کے لئے پریشان ہیں۔اسے آزاد کرانا ضروری ہے۔''

''بالکل ٹھاکر......''

''چاہے اس کے لئے پورا نیانگر بھسم کرنا پڑے۔جانتے ہو چاچا ٹھاکر نے ہمارے پاس کیا سندیسہ بھیجا ہے؟''

''کوئی سندیسہ بھیجا ہے انہوں نے......؟''

''ہاں......

''کون لایا ہے یہ سندیسہ......؟''بلبیر سنگھ نے پوچھا۔

''دو قیدی جو سورج گڑھ کے ہیں۔''

''اوہ پوری چالاکی سے کام ہو رہا ہے اور یہ ساری چالاکی انہی سرکس کے آدمیوں کی سکھائی ہوئی ہے۔ سندیسہ کیا تھا مہاراج......؟''

''چاچا ٹھاکر نے مجھے بلایا ہے۔ کہتے ہیں اگر راون کا جیون چاہتا ہوں تو فوراً ان سے آ کر ملوں ورنہ نتیجے کا ذمہ دار خود ہوں گا۔''

''آپ نے کیا جواب دیا......؟''

''خاموشی اختیار کی ہے۔ کوئی جواب نہیں دیا۔''

''ارادہ کیا ہے مہاراج......؟''

''جنگ صرف جنگ۔ مزا چکھا دوں گا چاچا ٹھاکر کو......''پیتل سنگھ پر جوش لہجے میں بولا۔

''نا ٹھاکر نا۔ تم جانتے ہو حالات بہت خراب ہیں۔ راون سنگھ جی کے قید ہونے کے بعد سورج نگر کا راج ختم ہو چکا ہے۔ وہ لوگ ساتھ نہ دے سکیں گے۔ کون ساتھ ہے کون غدار، پتہ نہیں چلے گا، ہمیں نقصان ہو جائے گا مہاراج۔''

''پھر کیا کروں بلبیر، کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ میں جانتا ہوں مہاراج جگت سنگھ مجھے بھی گرفتار کر لیں گے اور پھر کچھ نہ ہو سکے گا۔''

''میں آ گیا ہوں مہاراج، جو کچھ میں بتاؤں وہ کریں، پھر تماشا دیکھیں۔''بلبیر سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کوئی اور ترکیب ہے تمہارے من میں......؟''

''ہے مہاراج ایسی ترکیب جس کا کوئی توڑ نہ ہو گا۔ آپ کو معلوم ہے میلہ ہونے والا ہے۔ میلہ ہو گا، رنگ بکھریں گے اور ہم اس میلے کو سرخ رنگ دے دیں گے خون کے سرخ رنگ سے۔''بلبیر سنگھ شیطانی انداز میں ہنس پڑا۔

پیتل سنگھ خاموشی سے بلبیر سنگھ کی صورت دیکھ رہا تھا۔ بلبیر سنگھ کچھ دیر خاموش رہ کر سوچتا رہا پھر اس نے کہا......''سچی بات یہ ہے مہاراج پیتل سنگھ کہ ٹھاکر راون سنگھ نے کبھی مجھ سے کام ہی نہ لیا۔ میں نے بہت سی ترکیبیں بتائیں انہیں مگر وہ...... وہ یہی سوچتے رہے کہ ٹھاکر جگت سنگھ ان کے چاچا ہیں، ان کے خلاف کوئی کام نہیں کرنا چاہئے اور اس کا نتیجہ انہوں نے دیکھ لیا، بڑے ٹھاکر نے یہ بٹوارہ دل سے کیا ہی نہیں تھا۔ وہ تو بس دوسروں کے دباؤ سے مجبور ہو گئے تھے اور بٹوارہ کرتے ہوئے انہوں نے اس بات کا خیال رکھا تھا کہ دونوں بھتیجے حکومت کر ہی نہ سکیں اور جلد ہی ان کا انت ہو جائے اور دیکھ لیجئے انہوں نے وہی کر ڈالا جو انہوں نے سوچا تھا۔''

''وہ اتنی آسانی سے ہمارا انت نہ کرسکیں گے بلبیر ے۔'' چیتل سنگھ نے پرجوش لہجے میں کہا۔

''ایسا ہونا تو نہیں چاہئے مہاراج۔''

''ایسا نہیں ہوگا بلبیر سنگھ...... چاچا ٹھاکر نے ہماری نظروں میں اپنی عزت کھودی ہے۔ اب وہ صرف دشمن ہیں۔ رشتے ناتے ختم ہو چکے ہیں۔ انہیں اس دشمنی کا حساب دینا ہوگا۔''

''راون سنگھ نقصان اٹھا گیا بلبیر سنگھ، مگر میں چاچا ٹھاکر کو کامیاب نہ ہونے دوں گا۔''

''مگر ہمیں اب ہوشیار رہ کر کام کرنا ہوگا۔''

''جو کچھ کرنا ہے مجھے اس کے بارے میں بتاؤ بلبیر سنگھ، اب تمہاری کیا تجویز ہے۔'' چیتل سنگھ نے کہا اور ایک بار پورن سنگھ کی طرف بے چین نظروں سے دیکھا جسے محسوس کر کے بلبیر سنگھ نے کہا۔

''پورن سنگھ کی بالکل چنتا نہ کریں مہاراج، یہ میرا سب سے بڑا وفادار ہے، یوں سمجھ لیں میرا جیون اسی کا بچایا ہوا ہے۔ اگر یہ میری مدد نہ کرتا تو میں جی نہ سکتا تھا۔''

''نہیں ٹھیک ہے۔ اب بتاؤ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟''

''دشمن کو میدان میں مارنا مشکل ہو جائے گا۔ اسے اس کے گھر مارنا ہوگا۔''

''کیسے......؟'' چیتل سنگھ نے پوچھا۔

''میلہ ہوگا اور اس میں ہی موت کے رنگ بکھریں گے۔''

''مگر کیسے، چاچا ٹھاکر نے سرحدیں تو بند کر دی ہیں۔''

''میلے کے وقت یہ ضرور کھل جائیں گی، صدیوں کی ریت ہے، جگت سنگھ یہ ریت نہیں توڑیں گے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر دیکھا جائے گا، کچھ اور سوچیں گے۔ جلد بازی کر کے اب کام بنانا مشکل ہے۔ دشمن کو صرف گھات لگا کر مارنا ہوگا۔ بھگوان کی سوگند، اس وقت ٹھاکر جگت سنگھ کو بہت بڑی طاقت کا سہارا حاصل ہے، ان کی ساری فوجوں سے ہمیں اتنا خطرہ نہیں جتنا سرکس والوں سے۔''

''یہ سرکس آخر ہے کیا بلا؟''

''بلاؤں کا سرکس ہے مہاراج...... ایسے ایسے گر ہیں ان کے پاس کہ انسان کی سمجھ میں نہ آئیں، مگر مہاراج، بھگوان کی سوگند، سرکس کا ایک بچہ بھی جیتا

نہیں جانا چاہئے نیا نگر سے۔''

''تمہارا خیال ہے کہ اگر میلہ ہو تو ہم اپنی فوجوں کو خفیہ طور پر وہاں لے جائیں وہ بظاہر میلے میں شریک لوگوں کی طرح ہوں لیکن حقیقت میں انہیں کچھ اور ہی کرنا ہوگا۔ یہی تجویز ہے نا تمہارے دماغ میں۔''

''نہیں مہاراج...... بالکل نہیں۔''

''پھر؟'' چیتل سنگھ حیرت سے بولا۔

''ہمارے فوجیوں کا ایک بڑا جتھہ عام لوگوں کی حیثیت سے وہاں جائے گا، اسے یہ ہدایت ہوگی کہ وہ کسی خاص واقعہ کے لئے تیار رہے گا، مگر کام کرنے والا جتھہ دوسرا ہی ہوگا مہاراج۔''

''کیا مطلب؟''

''آٹھ آدمی کافی ہوں گے، صرف آٹھ آدمی اور انہیں دو دو کی ٹولیوں میں بانٹ دیا جائے گا۔ دو آدمی ٹھاکر جگت سنگھ کا کریا کرم کریں گے۔ یہ ان کی ذمے داری ہوگی کہ وہ کب اور کہاں ٹھاکر کو موت کے گھاٹ اتاریں گے۔ دوسرے دو آدمی اس لنگڑے کو ماریں گے جس کا نام غلام شاہ ہے۔ دو آدمی ٹھاکر کے سازشی غلام پونم سنگھ کو ماریں گے اور باقی دو آدمی ہر جگہ کسی بھی ضرورت پر کسی بھی ٹولی کی مدد کرنے کے ذمہ دار ہوں گے۔ اصل کام یہی آٹھ آدمی کریں گے۔ باقی خاص لوگوں کا جتھہ ہر اس کام کے لئے تیار رہے گا جس کی ضرورت وقت پڑنے پر پڑ جائے۔ دراصل ٹھاکر مہاراج جگت سنگھ جی بھی بے وقوف نہیں ہیں اور کسی بھی خطرے سے نمٹنے کے لئے یقیناً تیار ہوں گے۔ حالات وہ بھی جانتے ہیں، میلے کو ملتوی کرنا ان کے بس کی بات نہیں ہے کیونکہ اس طرح خود جگت سنگھ جی کی بے عزتی ہوتی ہے، لوگ ان سے یہی کہیں گے کہ صدیوں پرانی ریت کو ختم کرنے کا مطلب یہی ہے کہ وہ اپنے دشمنوں سے خوفزدہ ہیں اور ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یہ بات ٹھاکر جگت سنگھ کو بہت پریشان کرے گی اور خود ان کی اپنی آبادیوں میں ان کی مخالفت شروع ہو جائے گی۔ لیکن ان کی ساری فوجیں نگرانی ضرور کریں گی اور اگر ہم اپنے فوجیوں کو لے کر اس طرح میلے میں جائیں گے تو یقیناً نگاہوں میں آ جائیں گے۔ جو ترکیب میں نے بتائی ہے نا مہاراج، بس وہی کامیاب ہو سکتی ہے۔ ٹھاکر جگت سنگھ پونم سنگھ اور غلام شاہ ہلاک ہو جائیں تو یوں سمجھ لیں کہ ہم نے میدان مار لیا، نام بھی نہ آنے دیں گے ہم اپنا کہ یہ کام ہم نے کیا ہے۔ راون سنگھ تو ٹھاکر کی قید میں ہیں، آپ نے اس مسئلے میں ابھی تک کوئی قدم نہیں اٹھایا ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ ٹھاکر جی کی موت کے بعد آپ روتے پیٹتے نیا نگر پہنچیں گے اور اپنے چاچا جی کے انتم سنسکار میں اسی طرح حصہ لیں گے جس طرح ایک بیٹا اپنے پتا کا انتم سنسکار کرتا ہے۔ آپ رو رو کر اپنی آنکھیں سجا لیں گے اور لعنت بھیجیں

گے راج پاٹ پر، پھر بھلا کون ہے جو آپ کے علاوہ نیا نگر کی حکمرانی کا حق دار ہوگا، کام اسی طرح ہونا چاہئے مہاراج اور اسی طرح ہم اپنی حکومت قائم کرسکیں گے۔ دوسری کوئی ترکیب کامیاب نہیں ہوسکے گی سوائے اس کے کہ بہت سے ادھر کے اور بہت سے ادھر کے مارے جائیں۔'' چپتل سنگھ خاموشی سے بلبیر سنگھ کو دیکھ رہا تھا، آہستہ آہستہ اس کی آنکھوں میں زندگی کی چمک لوٹنے لگی اور پھر اس نے مسرور لہجے میں کہا۔

''بہت اچھی ترکیب ہے بلبیر بہت اچھی ترکیب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ترکیب سے ہمیں ساری نیا نگر کی حکومت مل جائے گی، ٹھاکر جی کا اور کوئی والی وارث نہیں ہے سوائے ہمارے۔ بلبیر سنگھ کے ہونٹوں پر بدستور مسکراہٹ چپکی ہوئی تھی اس نے کہا۔

''اور جب آپ کو مہاراج نیا نگر کی حکومت مل جائے تو اپنے داس کو نہ بھول جائے گا، باقی رہی بات راون سنگھ جی کی تو انہیں جو آپ کا من چاہے دیں، بلبیر سنگھ بہر طور آپ کا وفادار ہے۔''

''تم یہ بات کہہ کر ہمیں شرمندہ کر رہے ہو بلبیر سنگھ، اگر تمہاری وجہ سے ہمیں یہ کامیابی حاصل ہوگئی تو تم سے بڑا اور کون ہوگا ہمارے لئے، ویسے بھی ہم تمہاری بہت عزت کرتے ہیں، راون سنگھ نے بچہ ہونے کا ثبوت دیا، اسے تمہارے ساتھ تعاون کرنا چاہئے تھا پتہ نہیں کس حال میں ہوگا؟''

''ایک بات ہم جانتے ہیں مہاراج چپتل سنگھ، ٹھاکر جگت سنگھ، راون سنگھ کے بارے میں کوئی برا فیصلہ مشکل ہی سے کریں گے۔ بہر حال راون سنگھ مہاراج ان کے بھتیجے ہیں اور پھر آپ کا انتظار بھی ہوگا، زیادہ سے زیادہ ٹھاکر جگت سنگھ نے یہ سوچا ہوگا کہ آپ بھی اگر ان کے پاس پہنچ جائیں تو آپ کو بھی گرفتار کرلیا جائے اور اس کے بعد چپتل نواس اور سورج گڑھ، جگت سنگھ کے قبضے میں ہوں گے، میں ایک بات دعوے سے کہتا ہوں مہاراج، اگر آپ جگت سنگھ جی کی دعوت پر ان کے پاس پہنچ جائیں تو آپ کو واپس نہیں آنے دیا جائے گا۔ خطرہ ہے جگت سنگھ کو بس یہی کہ آپ اس سلسلے میں مداخلت کرسکتے ہیں۔ دوسری صورت میں جنگ کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں رہ جاتا جگت سنگھ جی کے پاس اور جہاں تک میرا خیال ہے وہ جنگ نہیں کرنا چاہتے، اگر کوئی تشویش ہے مجھے تو صرف اس سرکس والے سے، بلا کی چیز ہے وہ، مگر آپ کو میری ایک بات ماننی پڑے گی۔ چپتل سنگھ مہاراج جیسے ہی نیا نگر کی حکومت آپ کے ہاتھ میں آئے، پورے سرکس کے گرد گھیرا ڈال دیا جائے اور اس کی ذمے داری میرے ہاتھ میں سونپ دی جائے گی۔''

''یہ وعدہ میں تم سے اسی وقت کرتا ہوں بلبیر سنگھ، وچن دیتا ہوں تمہیں کہ سارا سرکس تمہارے حوالے کردیا جائے گا اور تمہیں مکمل طور پر اختیارات دے دیئے جائیں گے کہ ان کے ساتھ جو دل چاہے کرو۔''

''اس کے علاوہ میں اور کچھ نہیں چاہتا مہاراج، البتہ ایک کام اور کرنا ہے ہمیں۔''

''کیا؟'' چنچل سنگھ نے پوچھا۔

''وہ دو آدمی جو مہاراج جگت سنگھ کا سندیسہ لے کر آئے ہیں، آپ کے پاس موجود ہیں؟''

''ہاں چنچل تو اس ہی کے رہنے والے ہیں وہ۔''

''ٹھاکر جگت نے کیا کہہ کر انہیں یہاں بھیجا تھا؟''

''کوئی خاص بات نہیں بس انہوں نے یہ سندیسہ ان کے ہاتھوں بھیجا تھا اور کہا تھا کہ یہ مجھ تک پہنچا دیا جائے ان کی واپسی کی کوئی شرط نہیں لگائی تھی چاچا ٹھاکر نے۔''

''مگر وہ واپس جائیں گے سندیس کا جواب لے کر۔'' بلبیر سنگھ نے کہا۔

''کیا جواب ہوگا؟'' چنچل سنگھ نے پوچھا۔

''آپ کہیں گے مہاراج کہ چاچا ٹھاکر، راون سنگھ نے جو کچھ کیا ہے وہ آپ جانیں اور راون سنگھ، وہ میرا بھائی ہے تو آپ میرے چاچا ہیں لیکن میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اگر میں آپ کے ہاتھ لگ گیا تو آپ میرے ساتھ بھی اچھا سلوک نہیں کریں گے اگر میرا یہ خیال غلط ہے تو پہلے راون سنگھ کو چھوڑ دیں وہ میرے پاس آ گیا تو پھر ہم دونوں بھائی آپ کے پاس پہنچیں گے اور جو کچھ آپ کہیں گے وہ سنیں گے، دوسری صورت میں، میں آپ کے پاس چنچل تو اس چھوڑ کر نہیں آ سکتا۔ پہلے راون سنگھ کو چھوڑ کر اس بات کا ثبوت دیں کہ آپ ہمارے سلسلے میں مخلص ہیں۔

''ٹھاکر جگت سنگھ یہ فیصلہ کر لیں گے کہ چنچل سنگھ کو راون سنگھ کی پرواہ نہیں ہے اور راون سنگھ کے لئے اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالنے پر تیار نہیں ہیں۔ اس طرح ٹھاکر مہاراج، ٹھاکر راون سنگھ کو بھی آسانیاں حاصل ہو جائیں گی، وہ بے سہارا سمجھے جائیں گے اور ٹھاکر جگت سنگھ کے دل میں ان کا پریم جاگ اٹھے گا اس طرح ان کا جیون بھی بچ سکتا ہے اور آپ بھی ٹھاکر جگت سنگھ کے چنگل میں جانے سے بچ سکتے ہیں۔ ٹھاکر جی یہ سوچ بھی نہ سکیں گے کہ آپ ایسی کسی کارروائی کا ارادہ رکھتے ہوں گے۔'' چنچل سنگھ گردن جھکا کر کچھ سوچنے لگا پھر اس نے کہا۔

''مگر ایک خطرہ ہے ہمیں، اگر اس سندیسے کا علم ہمارے بھائی راون سنگھ کو ہو گیا تو اس کے دل میں ہمارے لئے برائی پڑ جائے گی۔''

''عارضی طور پر اگر ایسا ہو بھی جائے مہاراج تو ہمیں اس کی چنتا نہیں کرنی چاہئے۔ ایک بڑے کام کے لئے چھوٹا کام تو کرنا ہی ہوگا، آپ ٹھاکر جی کو یہی جواب بھجوائیں گے کہ اگر راون سنگھ میرا بھائی ہے تو آپ کا بھتیجا بھی ہے جو من چاہے کریں اس کے ساتھ، کیا سمجھے، بعد میں ہم راون سنگھ جی کو ساری صورت حال بتا کر ان کا دل صاف کر سکتے ہیں۔'' چنچل سنگھ کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا تھا۔ اس نے کہا۔

''تم جو کچھ کہہ رہے ہو بلبیر سنگھ میری سمجھ میں آ رہا ہے واقعی اس سے اچھی ترکیب اور کوئی نہیں ہو سکتی تمہاری ٹانگ ٹھیک ہو جائے تو میں اس سلسلے کی ساری ذمے داریاں تمہیں سونپ دوں گا اور اگر نیا نگر کا راج ہمیں مل گیا تو ابھی سے یہ بات کہنا مجھے اچھا نہیں لگتا کہ نیا نگر میں تم ہمارے بعد دوسرے آدمی ہو گے جو حکومت کرو گے۔''

بلبیر سنگھ نے مسکراتے ہوئے گردن خم کر دی تھی۔ ٹھاکر پیتل سنگھ چند لمحات خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ہمارے درمیان جو بات چیت ہوئی ہے بلبیر سنگھ وہ ہمیشہ ہمیشہ ہم تینوں کے بیچ رہے گی۔ تم جس قدر جلد ممکن ہو سکے صحت یاب ہونے کی کوشش کرو، اب ہمیں ہر لمحہ تمہاری ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ہم تمہاری ہدایت کے مطابق کام شروع کر دیتے ہیں، ایسے آٹھ آدمیوں کا انتخاب کریں گے جو پوری رازداری سے ہمارا یہ کام کریں۔ تمہیں ان سب سے ملا دیا جائے گا اور وہ سب تمہاری ہدایت میں ہی کام کریں گے۔ اس کے علاوہ وہ جتھہ بھی تیار کرنا ہے ہمیں، جو ہمارے ساتھ نیا نگر جائے گا اور میلے میں ہمارے مفادات کی نگرانی کرے گا، تمہاری ہدایت کے مطابق وہ سندیسہ بھی تیار کیے لیتے ہیں ہم جو چاچا ٹھاکر کو بھجواتا ہے، ہمارا خیال ہے کہ تم نے ادھر کا رخ کر کے بہت اچھا کیا ہے اور ہماری بھی بہت ساری مشکلیں حل کر دی ہیں۔ ان دنوں ہم کتنے پریشان تھے تمہیں بتا نہیں سکتے۔''

''داس جیون دے کر بھی آپ کی پریشانیاں دور کرنا چاہتا ہے مہاراج، ان حالات میں میں آپ ہی کی طرف رخ کرنا مناسب سمجھتا تھا۔''

''تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو، اسے حاصل کرنے کے لیے تم تکلف نہیں کرو گے، تم اپنے ساتھ سورج گڑھ سے ڈاکٹر لائے ہو، ہمارے پاس بھی ڈاکٹر موجود ہیں، تم چاہو تو ہم انہیں بھی تمہارے معائنہ کے لیے بھیج دیں۔''

''ضرورت نہیں ہے مہاراج، جو لوگ میرے لیے کام کر رہے ہیں، مجھے ان پر اطمینان ہے۔'' پیتل سنگھ اس کے بعد وہاں سے رخصت ہو گیا اور بلبیر سنگھ بستر پر دراز ہو کر آنکھیں بند کر کے کسی سوچ میں ڈوب گیا، پورن سنگھ نے چند لمحات کے بعد کمرے کا دروازہ بند کر دیا اور کچھ فاصلے پر خاموش بیٹھ گیا۔ بلبیر سنگھ آنکھیں بند کیے مسکرا رہا تھا، نجانے اس کے ذہن سے کیسے کیسے خیالات کا گزر ہو رہا تھا، پھر اس نے اچانک آنکھ کھول کر پورن سنگھ کو دیکھا، خاموشی سے دیکھتا رہا اور اس کے بعد اس کی آواز ابھری۔

جاری ہے......

''پورن سنگھ۔'' پورن سنگھ چونک کر کھڑا ہو گیا تھا بلبیر سنگھ نے گردن کے اشارے سے اسے قریب بلایا اور پالکی بیٹھنے کی ہدایت کی۔ پورن سنگھ زمین پر بیٹھنے لگا تو بلبیر سنگھ نے کہا۔

''نہیں پورن سنگھ ہماری پالکی بیٹھ جاؤ۔'' پورن سنگھ نے اس کی ہدایت پر عمل کیا تھا بلبیر سنگھ اسے دیکھتا رہا اور بولا ''سورج گڑھ ہی کے رہنے والے ہو نا؟''

''جی مہاراج۔'' پورن سنگھ نے ادب سے جواب دیا۔

''تمہارا پریوار؟''

''اب اس میں کوئی چتا نہیں ہے مہاراج ویسے بھی بہت چھوٹا سا خاندان تھا آخری آدمی پتا رگھبیر سنگھ جی تھے جو چل بسے اس سمے سے مہاراج راون سنگھ کی سیوا کر رہا ہوں۔''

''ہمارے لئے تمہارے من میں یہ ہمدردی کیسے جاگی پورن سنگھ۔''

''مہاراج راون سنگھ جی سے بڑی عقیدت تھی مجھے اور آپ ان کے دوست ہیں۔ بہت عزت کرتا ہوں میں آپ کی اور یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ آپ بہت بڑے آدمی ہیں بس مہاراج۔ آپ کی سیوا کر کے من کو شانتی ملتی ہے اور یہ بات بھی ہے میرے من میں کہ اگر آپ کی محبت پالوں تو میرا جیون بھی اچھا گزر جائے گا۔''

''پورن سنگھ یہ بتاؤ زندگی گزارنے کے بارے میں تمہارا کیا نظریہ ہے۔''

''بے پڑھا لکھا آدمی ہوں مہاراج جیون گزارنے کے لئے یہ جو کچھ کر رہا ہوں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتا۔''

''سنو پورن سنگھ ہماری سیوا تمہیں اتنا کچھ دے گی کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے لیکن ایک بات کا خاص خیال رکھنا۔ وفاداری صرف ایک سے کی جا سکتی ہے ایک سو سے نہیں۔ اگر تم راون سنگھ کے وفادار ہو تو پھر ہم سے وفاداری کا اعلان نہ کرو ہمارے وفادار ہو تو کسی اور کی وفاداری کا دم نہ بھرو آج ہم تمہیں نہیں روکتے پورن سنگھ تم جس سے وفاداری کا من چاہے فیصلہ کر لو لیکن اگر تم نے ہم سے وفاداری کی تو ایک بات کا وعدہ ہم کرتے ہیں وہ یہ کہ تمہارا جیون بنا دیں گے اتنا بڑا آدمی بنا دیں گے تمہیں کہ تم نے کبھی سپنوں میں بھی نہ سوچا ہو گا۔''

''میں آپ کے لئے جیون وار سکتا ہوں مہاراج حکم دے کر دیکھیں۔''

''مگر میں تم سے یہ بات پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ جیون ایک ہوتا ہے اور اسے ایک پر ہی وارا جانا چاہئے اگر میں تم سے کہوں کہ تم راون سنگھ کے خلاف کام کرو تو کیا تم تیار ہو جاؤ گے۔''

''پورن سنگھ خاموش نگاہوں سے دیکھتا رہا پھر اس نے بلبیر سنگھ کے اکلوتے پاؤں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

''تو آپ بھی میری بات پر بھروسہ کرلیں مہاراج کہ میں جی جان سے صرف اور صرف آپ کی سیوا کروں گا۔''

''خوب تم نے ہماری سیوا کر کے ہمارا دل پہلے ہی جیت لیا ہے۔ پورن سنگھ بس یوں سمجھ لو ہمارے من میں ایک خیال ہے اور ہم اس کے مطابق عمل کرنا چاہتے ہیں۔ ابھی جلدی نہیں کریں گے بتا دیں گے تمہیں آرام آرام سے، دیکھو پورن سنگھ اس سنسار میں سب سے پہلے اپنے بارے میں سوچنا اور اس کے بعد دوسرے کے بارے میں راون سنگھ اور پٹیل سنگھ اس قابل نہیں ہیں کہ وہ نیانگر کی حکومت سنبھالیں، بہت دن حکومت کر کے دیکھ چکے ہیں وہ لوگ، صورت ہی بگاڑ دی انہوں نے سورج گڑھ اور پٹیل نواس کی۔ میرا خیال ہے پورن سنگھ پٹیل نواس اور سورج گڑھ کے باسی ان سے بری طرح اکتائے ہوئے ہیں۔ ادھر مہاراج جگت سنگھ جی ہیں کہ وہ اپنی چالیں چل رہے ہیں جو کچھ منہ سے نکل گیا ہے اسے واپس حلق میں ڈالنے پر تلے ہوئے ہیں سارے جھگڑے ہی کیوں نہ ختم کر دیئے جائیں چاچا بھتیجوں کے۔ کیوں پورن سنگھ سارے جھگڑے ہی کیوں نہ ختم کر دیے جائیں نیانگر ان کے پرکھوں کی جائیداد سہی مگر خاندان بدلنے چاہئیں نا حکومت کرنے والوں کے، بلبیر سنگھ کے بھی تو بال بچے ہوں گے نیانگر والوں کو نیا حکمران مل جائے تو کیا ہرج ہے، سمجھ رہے ہونا میری بات پورن سنگھ تم میرے وفادار بن چکے ہو تمہارا بھی ایک پریوار ہوگا۔ بال بچے ہوں گے تمہارے، نیانگر کی حکومت میں ان سب کا بھی حصہ ہوگا...... واہ پورن سنگھ واہ داد نہیں دو گے بلبیر سنگھ کو ہم بھی ٹھاکر ہیں ہمارا بھی حق ہے کہ ہماری نسلیں نیانگر پر حکومت کریں مگر لمبا کھیل کھیلنا ہوگا پورن سنگھ، کھیل بہت لمبا ہوگا نیانگر کا میلہ اس بار نیارا ہی ہوگا۔ کیا سمجھے اور تم اس کھیل میں ہمارے ساتھی ہو اور بھی بہت سے لوگ اس کھیل میں شریک ہوں گے لیکن تمہاری اپنی حیثیت الگ ہوگی پورن سنگھ، تم بے پڑھے لکھے ہونا مگر بلبیر سنگھ میں ایک خوبی ہے یاروں کا یار ہے وہ اور یاروں کو کبھی من سے اتارتا نہیں ہے۔ سنو پورن سنگھ ہوگا یہ کہ میلہ ہوگا بڑا دلچسپ، بڑا انوکھا، اس میلے میں جیسا کہ میرے اور پٹیل کے درمیان بات ہوئی ہے کھیل تماشے بہت دکھائے جائیں گے، لیکن ایک تماشا جو ہوگا نا وہ یہ ہوگا کہ وہاں چن چن کر بہت سے لوگوں کو قتل کیا جائے گا پورن سنگھ اس میلے میں آٹھ آدمی تو وہ ہوں گے جنہیں مہاراج پٹیل سنگھ اس کام کے لئے مخصوص کریں گے یہ آٹھ آدمی جگت سنگھ غلام شاہ اور دوسرے ان تمام ضروری لوگوں کو قتل کریں گے جن کے بارے میں بات ہو چکی ہے مگر کچھ لوگ اور بھی ہوں گے اور ان لوگوں کو تمہیں سنبھالنا ہوگا پورن سنگھ جانتے ہو یہ لوگ کیا کریں گے۔ یہ لوگ یہ کریں گے کہ سب سے پہلے قیدی راون سنگھ کو قتل کریں گے وہ جو چاچا ٹھاکر کا قیدی ہے مہاراج پٹیل سنگھ کو میں اپنے ساتھ میلے میں لے جاؤں گا بھیس بدل کر تاکہ وہاں کی صورت حال ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے رہے۔ ان کی کوئی چنتا نہیں ہے ایک ٹانگ ضرور کٹ گئی ہے بلبیر سنگھ کی مگر دونوں ہاتھ موجود ہیں۔ مہاراج پٹیل سنگھ کو میرے حساب میں لکھ دو اور جب

مہاراج چیتل سنگھ بھی اس سنسار سے چلے جائیں گے اور مہاراج راون سنگھ بھی تو پھر کون رہ جائے گا۔ بلبیر سنگھ سمجھے پورن سنگھ پھر رہ جائے گا بلبیر سنگھ اور بلبیر سنگھ یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ حکومت کیسے کی جاتی ہے اور حکومتوں پر کس طرح قبضہ جمایا جاتا ہے۔ پورن سنگھ خاموش نگاہوں سے بلبیر سنگھ کو دیکھ رہا تھا بلبیر سنگھ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''خوش نہیں ہوئے تم پورن سنگھ خوش نہیں ہوئے۔''

''بہت خوش ہوا ہوں مہاراج لیکن ڈر بھی رہا ہوں یہ سارے کام آسانی سے ہو جائیں گے۔'' پورن سنگھ نے کہا اور بلبیر سنگھ کی ہنسی کی آواز تیز ہوگئی۔

''ہو جائیں گے، ہو جائیں گے پورن سنگھ جس طرح ہم چاہتے ہیں اسی طرح ہو جائیں گے بس ان ڈاکٹروں سے پوچھو کہ کتنے دن میں ہمیں اٹھا کر کھڑا کر دیں گے۔'' پورن سنگھ خاموشی سے گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا تھا۔''

ڈاکٹر اپنی کارروائیوں میں کوئی کمی نہیں چھوڑ رہے تھے۔ چیتل سنگھ کی پوری پوری توجہ بھی بلبیر سنگھ کو حاصل تھی۔ دوسرے تیسرے دن وہ بلبیر سنگھ کی رہائش گاہ پر اس سے ملنے آتا رہتا تھا۔ ڈاکٹروں کی کوششوں اور بلبیر سنگھ کی اپنی قوت ارادی کی بناء پر اس کے پاؤں کا زخم بہتر ہو گیا تھا اور سوکھتا ہی جا رہا تھا۔ چیتل سنگھ سے اس کی کارروائیوں کے بارے میں بات چیت ہوتی رہتی تھی چیتل سنگھ نے ایک دن پورن سنگھ کے سامنے ہی بلبیر کو بتایا۔

''میں ان آٹھوں آدمیوں سے تمہیں کل ملا رہا ہوں بلبیر سنگھ باقی جتھہ بھی تیار کر لیا ہے میں نے، ملنے کا وقت قریب آ گیا ہے اور یقینی طور پر ادھر تمام تیاریاں مکمل ہوگئی ہوں گی۔ وہ سندیسہ بھی میں بھجوا دینا چاہتا ہوں دیکھو میں نے اس کا یہ مضمون تیار کیا ہے۔'' چیتل سنگھ نے ایک کاغذ نکال کر بلبیر سنگھ کے حوالے کر دیا اور بلبیر سنگھ اسے پڑھنے لگا کاغذ پڑھنے کے بعد اس نے کہا۔

''نہیں مہاراج یہ سندیسہ بہت سخت ہے جگت سنگھ جی کے دل میں یہ نفرت جگائے گا نہیں مہاراج میں اس سے متفق نہیں ہوں۔''

''تو پھر؟''

''اگر آپ اجازت دیں تو میں لکھ دیتا ہوں سندیسہ آپ آج ہی بھجوا دیں بہت دیر ہوگئی ہے اس کے لئے۔''

''ہاں ہاں، میں تو چاہتا تھا کہ تم اس سلسلے میں میری مدد کرو بس اس لئے نہ کہا کہ تم خود ہی بیمار ہو۔''

''کوئی بات نہیں ہے مہاراج میں ٹھیک ہو گیا ہوں۔'' بلبیر سنگھ نے کہا اور پھر اس نے جگت سنگھ کے لئے سندیسہ لکھوایا۔

''چاچا ٹھاکر کی خدمت میں چیتل سنگھ کا پرنام! چاچا ٹھاکر راون سنگھ آپ کا قیدی بن گیا ہے مجھے معلوم ہے کہ بھڑکانے والوں نے آپ کو ہمارے خلاف بہت کچھ بھڑکا دیا ہے۔ ہمیں موقع ہی نہ دیا گیا اس کا کہ ہم اپنے علاقے پر حکومت کرنے کے لئے آپ کی رہنمائی حاصل کرتے جو کچھ ہماری سمجھ میں آیا

کرتے رہے ہیں۔ اس میں بہت سی برائیاں پیدا ہوگئی ہیں مگر ہم ان برائیوں سے خوش نہیں تھے چاچا ٹھاکر بس مجبور تھے اور حالات کو سنبھالنے کی کوشش کر رہے تھے۔ راون سنگھ کے علاقے میں جو کچھ ہو رہا ہے بہت برا ہے...... ایسی ہی کچھ کیفیت میرے اپنے ہاں بھی ہے...... میں نہیں جانتا کہ راون سنگھ نے اپنے علاقے کے لوگوں کی بھلائی کے لئے کیا سوچا لیکن میں مسلسل ان کوششوں میں مصروف ہوں کہ میرے علاقے کے لوگ خوشحال ہو جائیں، بدقسمتی سے ہمیں آپ کا سہارا نہیں حاصل ہو سکا بہر طور باگ دوڑ آپ کے حوالے کر کے نیا نگر سے باہر جاؤں گا جہاں تک راون سنگھ کی قید کا معاملہ ہے تو چاچا ٹھاکر وہ میرا بھائی ضرور ہے مگر یہ بات میں جانتا ہوں کہ وہ آپ کا بھتیجا بھی ہے اور چاچا بن کر آپ اس کے ساتھ جو کچھ سلوک بھی کریں گے مجھے اس پر کوئی تشویش نہیں ہے کیونکہ خون اتنا سفید نہیں ہو جاتا میں ابھی آپ کے پاس نہیں آؤں گا چاچا ٹھاکر میں جانتا ہوں کہ آپ غصے میں ہیں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ جب آپ غصے میں ہوتے ہیں تو نظریں بہت بدل جاتی ہیں۔ جہاں تک راون سنگھ کا معاملہ ہے وہ آپ جانیں اور آپ کا کام۔ میں اس سلسلے میں کوئی دخل دینے کا ارادہ نہیں رکھتا آؤں گا آپ کے پاس ضرور آؤں گا۔ چاچا ٹھاکر مگر آپ کے چرن چھونے۔

''آپ کا بھتیجا چیتل سنگھ۔''

چیتل سنگھ نے یہ مضمون لکھنے کے بعد مسکراتی نگاہوں سے بلبیر سنگھ کو دیکھا اور بولا۔

''واقعی بہت فرق ہے میرے لکھے ہوئے خط میں اور تمہارے لکھوائے ہوئے خط میں...... اس سے چاچا ٹھاکر کا دل نرم ہو جائے گا اور وہ سوچ بھی نہ سکیں گے کہ میں ان کے خلاف کوئی سازش کر رہا ہوں۔ تم میرے سچے ساتھی ہو بلبیر سندیسہ میں آج ہی بھجوائے دیتا ہوں۔ کل ان آٹھوں سے مل لینا بلکہ کل کیوں آج ہی تھوڑی دیر کے بعد میں انہیں بلائے لیتا ہوں۔ ان سے بات چیت کر لینا اور انہیں مشورے دے دینا۔'' بلبیر سنگھ نے مطمئن انداز میں گردن ہلا دی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد چیتل سنگھ نے خط ان دونوں کے حوالے کر دیا جنہیں خط لے کر واپس نیا نگر جانا تھا اور پھر ان آٹھوں آدمیوں کو طلب کر لیا جنہیں اس کام کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ بلبیر سنگھ نے انہیں دیکھا سارے کے سارے چہروں سے خطرناک معلوم ہوتے تھے، بلبیر سنگھ نے پوچھا۔''

''تم لوگ کیا مہاراج چیتل سنگھ کے دل سے وفادار ہو......؟'' ان میں سے ایک نے کہا۔

''یہ بات مہاراج چیتل سنگھ جانتے ہیں بلبیر سنگھ جی مہاراج اور انہوں نے ہمیں جو ذمے داری دی ہے کچھ سوچ سمجھ کر ہی دی ہے۔''

''سچ کہا تم نے واقعی مہاراج چیتل سنگھ نے غلط فیصلہ نہیں کیا ہوگا بہر طور تمہیں تمام ذمے داریوں کا پورا پورا احساس ہے نا؟''

''ہاں مہاراج ہم اپنا کام بڑی ہوشیاری سے کریں گے۔''

''میں تمہیں خاص طور سے سرکس کے اس بدمعاش لنگڑے کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں وہ دونوں ٹانگوں سے معذور ہے مگر شیطان ہے وہ پورا شیطان۔

سرکس میں جانور بھی ہیں اور وہ جانور بھی خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں میری ایک رائے ہے مہاراج چیتل سنگھ! اگر آپ اس سے اتفاق کریں گے۔''

''کیا بلبیر سنگھ......؟'' چیتل سنگھ نے پوچھا۔

''سرکس کے لنگڑے غلام شاہ کو گھیر کر جان سے مار دیا جائے یا اگر کسی طرح وہ زندہ پکڑا جا سکے تب تو مزا ہی آ جائے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی سرکس سے نمٹنے کے لئے ہمیں ایک کام بھی کرنا ہوگا۔ میلے میں جس وقت یہ کارروائی شروع ہو اور اس کے پہلے مرحلے پر ہمیں کامیابی حاصل ہو جائے تو سب سے پہلا کام ان لوگوں کو یہ کرنا ہوگا کہ سرکس میں چاروں طرف سے آگ لگا دیں۔ اس طرح بھسم کر دیں اسے کہ اس میں کسی چوہے کے بچے کی بھی زندہ بچ جانے کی امید نہ رہے سمجھے مہاراج ورنہ سارے کے سارے شیطان بڑی اعلیٰ کارکردگی کے مالک ہیں اور ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔''

''ہوں اس کارروائی کے بعد میلہ تو درہم برہم ہو ہی جائے گا میرا خیال ہے اس کام میں کوئی مشکل نہیں آئے گی۔ اس کے لئے ان آدمیوں کو نہیں بلکہ جتھے کے سردار کو یہ ہدایت کر دوں گا کہ وہ اس سرکس میں چاروں طرف آگ لگا دے۔''

''ہاں مہاراج ایسا ہی ہونا چاہئے۔''

''تم سرکس سے بہت ڈرتے ہو بلبیر سنگھ؟''

چیتل سنگھ نے پوچھا اور بلبیر سنگھ کے چہرے پر خون ہی خون نظر آنے لگا اس کی آنکھیں دھندلا سی گئی تھیں شدت انتقام سے اس کا خون کھولنے لگا تھا اس نے آہستہ سے کہا۔

''ڈرتا نہیں ہوں مہاراج بس کچھ ہے جس کے بارے میں آپ کو بتا دوں گا کبھی۔ بہت خطرناک لوگ ہیں وہ بہت ہی خطرناک لوگ ہیں۔'' چیتل سنگھ خاموش ہو گیا تھا۔

❁❁❁

تمام کارروائیاں مکمل ہو گئیں اور میلے کا وقت قریب سے قریب آتا چلا گیا پھر ایک دن بلبیر سنگھ کی بغل میں بیساکھی تھما دی گئی۔ یہ بیساکھی چیتل سنگھ نے خاص طور سے بلبیر سنگھ کے لئے تیار کرائی تھی۔ بلبیر سنگھ کی پہلی بار بیساکھی کے سہارے اپنی اکلوتی ٹانگ سے کھڑا ہوا اور اس نے چند قدم چل کر دیکھا اس کے چہرے پر بہت دکھ نظر آ رہا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی اس کے دانت بری طرح بھینچے ہوئے تھے اور جبڑے ابھرے ہوئے تھے۔ پورن

سنگھ اس کے ساتھ ساتھ تھا اور اسے چہل قدمی کرنے میں مدد دے رہا تھا بلبیر سنگھ نے اچانک رک کر کہا۔

''پورن سنگھ میں لنگڑا ہو گیا ہوں۔ اب تو یوں لگتا ہے جیسے میں غلام شاہ کے برابر آ گیا ہوں ایک ٹانگ ہی کا تو فرق ہے مگر یہ فرق ایک ٹانگ کا نہیں رہنا چاہئے پورن سنگھ بلکہ اس میں کچھ تبدیلی ہونی چاہئے کوئی تبدیلی بتا سکتا ہے تو مجھے؟''

''میں میں کیا بتا سکتا ہوں مہاراج ایک کام کر سکتا ہوں میں اگر آپ مجھ پر بھروسہ کریں تو۔

''کیا پورن سنگھ؟''

''غلام شاہ کو فوراً ہی قتل نہ کرایا جائے سرکس کو آگ لگوا دی جائے لیکن غلام شاہ کو زندہ پکڑنے کی کوشش کی جائے اور مہاراج پھر آپ اس کے دونوں ہاتھ کاٹ دیں۔ اس کے دونوں پاؤں کٹے ہوئے ہوں گے ہی۔ دونوں ہاتھ بھی کٹ جائیں گے تو پھر وہ اپنی پھرتی کیسے دکھا سکے گا پھر اس کے بے ہاتھ پاؤں کے جسم کو آپ اپنی قید میں رکھیں اسے اس وقت تک جیتا رکھیں جب تک وہ جی سکے آپ کی تو صرف ایک ہی ٹانگ گئی ہے لیکن وہ تو کچھ بھی نہ کر سکے گا ہم اس کی بے بسی کو دیکھیں گے اور آپ کو اس سے جو خوشی ہوگی اس کا کوئی مول نہیں ہوگا۔''

بلبیر سنگھ کے حلق سے ایک بھیانک قہقہہ آزاد ہوا تھا اس نے دونوں ہاتھ بڑھا کر پورن سنگھ کو اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔ ''جی خوش کر دیا تو نے ہمارا پورن سنگھ سچ مچ ہمارا جی ہی خوش کر دیا تیرے اوپر بہت سی ذمہ داریاں ڈالیں گے ہم۔ سچ کہا تو نے ایسا ہی ہونا چاہئے پاؤں تو اس کے ہوں گے نہیں ہاتھوں ہی کی مدد سے وہ پیروں کی کسر بھی پورا کرتا ہے نا، ہاتھ بھی نہیں ہوں گے، سنا پورن سنگھ ہاتھ بھی نہیں ہوں گے اس کے واہ کیا مزہ آئے گا۔'' بلبیر سنگھ کے ہذیانی قہقہے گونجتے رہے تھے۔

❁❁❁

ان تمام ہنگامہ خیزیوں کو کئی دن گزر چکے تھے راون سنگھ بدستور جگت سنگھ کا قیدی تھا اور جگت سنگھ نے سرحدوں سے بہترین انتظامات کر دیئے تھے حالانکہ خود پونم سنگھ کا بھی خیال تھا کہ راون سنگھ کے قید ہونے کے بعد کم از کم سورج گڑھ والوں میں کوئی نہیں ہے جو راون سنگھ کی رہائی کے لئے زندگی کی بازی لگانے کی کوشش کرے۔ ایک طرح سے سورج گڑھ اس وقت بے سہارا تھا تاہم جگت سنگھ نے جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ سورج گڑھ کے باسی محصور تھے اور بیرونی دنیا سے ان کا کوئی رابطہ نہیں ہو سکتا تھا سوائے اس کے کہ وہاں کے سرکردہ افراد پیتل سنگھ کی پناہ میں پہنچ جائیں اور پیتل سنگھ ہی کی مدد سے راون سنگھ کی رہائی کا کوئی بندوبست کیا جائے لیکن سرحدوں پر جو بہترین کارروائیاں کی گئی تھیں ان کی بناء پر اس بات کے امکانات نہیں رہے تھے کہ کوئی خطرناک قدم ان لوگوں کی جانب سے اٹھایا جا سکے اور جگت سنگھ کو اس سے کوئی نقصان پہنچ سکے ادھر نیا نگر میں آنے

والے مہمانوں نے قیامت ڈھا رکھی تھی۔ ان کے آجانے سے ایک نئی جدوجہد کا آغاز ہو گیا تھا بھلا صاحب بیچارے تو مرنجان مرنج آدمی تھے وہ تو یہاں آ کر پھنس ہی گئے تھے ایک تو اپنے ہیرو سے ہاتھ دھونے پڑے تھے انہیں۔ دوسری خجالت تھی جو غلام شاہ اور جگت سنگھ سے تھی پھر لاکھوں روپے کا سرمایہ اس فلم کی تکمیل میں ڈوب گیا تھا۔ فقیر دین سے مسلسل گفت و شنید ہو رہی تھی اور کہانی میں رد و بدل کی ایسی کوششیں کی جا رہی تھیں جس سے کنور جیت کا کردار کہانی میں اچانک ختم کیا جا سکے، کنور جیت کا تو اب کوئی تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بھی نہیں کہا جا سکتا تھا کہ یہ طویل و عریض فاصلے طے کر کے وہ واپس شہری دنیا تک پہنچا یا نہیں راجکماری کی زبان سے بار بار شارق کا نام نکل رہا تھا اور اب بھلا صاحب کو اس نام سے جھنجھلاہٹ ہونے لگی تھی۔ انہوں نے ایک بار راجکماری سے کہا بھی تھا کہ شارق ان کی ملکیت نہیں کہ اسے ہم جس طرح چاہیں استعمال کر سکیں وہ اگر نیا نگر میں موجود بھی ہے اور ہمیں مل بھی جاتا ہے تو کیا ضروری ہے کہ وہ ہماری خواہش کے مطابق تیار بھی ہو جائے۔ راجکماری اس بات پر خاموش ہو گئی تھی بہر طور نیا نگر میں بڑی ہنگامہ خیزیاں تھیں اور ٹھاکر جگت سنگھ عجیب سے کیفیات کا شکار تھا۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ پونم سنگھ کے ساتھ ان لوگوں کا جائزہ لے کر آیا تھا جو غلام شاہ کے شکروں کے ہاتھوں زخمی ہوئے تھے وہ زندہ تو تھے لیکن زندہ درگور تھے سارے کے سارے آنکھوں سے محروم اور شکروں کی نوکدار چونچوں اور پنجوں کا شکار ہو چکے تھے۔ ان کی حالت بہت خراب تھی۔ بلبیرا کی کہانی ان کی زبانی جگت سنگھ اور پونم سنگھ نے سنی تھی۔ بہر طور ان کا علاج کیا جا رہا تھا تا کہ ان کی زندگی تو بچ جائے وہاں سے واپسی پر جگت سنگھ نے پونم سنگھ سے کہا۔

''میں جو کیفیت محسوس کر رہا ہوں پونم سنگھ کیا تم بھی اسی کے شکار ہو؟''

''سمجھا نہیں مہاراج۔'' پونم سنگھ نے کہا۔

''کچھ دن پہلے پونم سنگھ میں بڑی تشویش کا شکار تھا دماغ ہر وقت سوچوں میں گم رہتا تھا اور اس کے سوا مجھے اور کوئی بات نظر نہیں آئی تھی کہ بہت جلد چیتل سنگھ اور راون سنگھ کی فوجوں سے ٹکراؤ ہوگا اور خون کی ندیاں بہہ جائیں گی نیا نگر کے بے پناہ لوگ ہلاک ہوں گے سچ پوچھو پونم سنگھ تو میں اپنے آپ ہی کو اس کا ذمے دار قرار دیتا تھا میں نے جذباتی ہو کر اپنی نیک نیتی ثابت کرنے کے لئے دونوں بھتیجوں کو ان کا حصہ دے دیا تھا لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ بہت ہی برا ہوا مطلب یہ کہ میری سمجھ میں کوئی بات نہیں آتی تھی لیکن ان تھوڑے سے لوگوں کے آجانے سے صورت حال میں جو تبدیلی ہوئی وہ میری بڑی ہمت بڑھاتی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے کچھ ہو جائے گا، اب بغیر خون بہے کچھ ہو جائے گا۔ تم دیکھو راون سنگھ کس طرح میرے قبضے میں آ گیا، اس طرح کم از کم یہ طاقت تو ٹوٹی اب اگر چیتل سنگھ حملہ بھی کرتا ہے ہم پر تو اس میں جان نہیں ہوگی اور بے وقوف وہ بھی نہیں ہے کہ

سورج گڑھ کے بغیر اتنا بڑا اقدام اٹھائے۔'' ابھی یہ لوگ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اطلاع ملی کہ وہ دونوں بندے واپس آ گئے ہیں جنہیں پیتل سنگھ کے پاس بھیجا گیا تھا جگت سنگھ نے فوراً ہی انہیں طلب کر لیا اور پھر پیتل سنگھ کا خط اس کے ہاتھوں میں پہنچ گیا۔ یہ خط اس نے با آواز بلند پڑھا تھا اور اس کے بعد پونم سنگھ کی جانب دیکھنے لگا پونم سنگھ نے رخسار کھجاتے ہوئے کہا۔

''مہاراج بڑی گہرائی ہے اس خط میں ذرا غور کریں اس پر کیا پیتل سنگھ آسانی سے راون سنگھ کو چھوڑ سکتا ہے۔''

جگت سنگھ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دونوں بندوں کو واپس کر دیا گیا اور جگت سنگھ بہت دیر تک گہری سوچوں میں ڈوبا رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

''پیتل سنگھ کا کہنا ایک طرح سے درست ہی ہے تم بتاؤ میں راون سنگھ کا کیا کروں۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتا میں اس کا کہ قیدیوں کی طرح اسے قید خانے میں رہنے دوں۔ موت کی سزا تو نہیں دے سکتا اسے مگر پیتل سنگھ کا یہ انحراف سوچ میں ڈالنے والا ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔'' پونم سنگھ دیر تک سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔

''ایک بات کہوں مہاراج مناسب تو نہیں مگر مشورے کے طور پر کہہ رہا ہوں۔''

''غلام شاہ بہت سادہ سا انسان نظر آتا ہے بعض اوقات تو اسے دیکھ کر یہ لگتا ہے جیسے وہ اتنا عمر رسیدہ ہو لیکن بہت بڑا سرکس سنبھالے ہوئے ہے اور اب تک اس نے جو کچھ کیا ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ مہاراج ویسے بھی جب سے یہ لوگ آئے ہیں ہم نے ان کے لئے کچھ بھی نہیں کیا، کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ ہم سرکس کے خاص خاص آدمیوں کی اور بھلا صاحب کے خاص آدمیوں کی ایک دعوت کریں اور پھر ان سے مشورہ طلب کریں کہ اب اس سلسلے میں کیا کیا جائے۔ ہو سکتا ہے ان میں سے کوئی بہتر رائے دے سکے، ویسے بھی سرکس والے جو کچھ کرتے ہیں وہ ننھے ننھے بونے جس طرح ماحول کو کنٹرول کرنا جانتے ہیں غلام شاہ جس طرح جلبیرا کو اس کے علاقے میں جا کر شکست دے سکتا ہے اس سے آپ یہ اندازہ لگا لیجئے کہ یہ لوگ کس قدر اعلیٰ کارکردگی کے مالک ہیں ہمارے دوست ہیں، یہ اگر ان کی دوستی سے ہم یہ فائدہ اٹھا سکیں تو کیا یہ بہتر نہیں ہوگا۔'' جگت سنگھ پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا پھر بولا۔

''یقیناً ان سے مشورہ ہمارے لئے کارآمد ہوگا اور پھر تم نے میری ایک بڑی غلطی کی نشاندہی کی ہے واقعی اپنے چکروں میں الجھ کر میں نے ان لوگوں کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ وہ ہمارے مہمان ہے مگر اپنے طور گزارہ کر رہے ہیں یہ مناسب نہیں ہوگا ہم انہیں اسی طرح نظر انداز کرتے رہیں اور پھر وہ ہمارے کام بھی آ رہے ہیں۔ شکریہ پونم سنگھ تم نے اس طرف میری توجہ دلائی فوراً ان لوگوں کی ایک عظیم الشان دعوت کا اہتمام کرو یہ دعوت بھلا صاحب کے یونٹ اور پورے سرکس کی ہوگی لیکن باقی لوگوں کا وہیں پر انتظام کر دیا جائے گا اور صرف چند لوگوں کو ہم یہاں اپنی حویلی میں دعوت

دیں گے میرا خیال ہے اس پر کسی کو بھی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"بالکل نہیں ہوگا مہاراج میں جانتا ہوں۔"

"تو پھر آؤ پہلے بھلا صاحب سے اس موضوع پر بات کرلیں۔"

جگت سنگھ نے پٹیل سنگھ کا خط اپنے لباس میں رکھ لیا اور اس کے بعد پونم سنگھ کے ساتھ بھلا صاحب کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے بھلا صاحب کو اپنی خواہش سے آگاہ کیا اور وہ پھیکی سی مسکراہٹ سے تیار ہوگئے۔ بعد میں غلام شاہ کے پاس پہنچ کر اسے اس سلسلے میں دعوت دی گئی تو اس نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی۔"

"ٹھیک ہے بھائی ہم کا کہت سکن، ہمار ٹھاکر ہمکا دعوت دئی ہے ہم کبول کرلئی ہے ارے اور کا کریں ٹھیک ہے ٹھاکر جی حکم کرو کب ہے ہماری دعوت؟"

"کل شاہ صاحب کل آپ، اکبر شاہ، سونیا اور اپنے خاص خاص آدمیوں کے ساتھ ہماری حویلی میں تشریف لائیں گے باقی لوگوں کا سارا انتظام یہیں ہو جائے گا۔ یہ میں صرف اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آپ سرکس کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتے ورنہ میری حویلی حاضر ہے۔"

"ارے نا بھائی ٹھاکر کونوں پریشانی نہ رہے رے جیسا تو کہت او ہی ٹھیک ہے۔"

جگت سنگھ کی حویلی میں بھلا صاحب، راجکماری، یونٹ کے دو افراد اور ادھر غلام شاہ کے سرکس سے اکبر شاہ سونیا اور سانولی اور مزید چند افراد جگت سنگھ کی حویلی میں ایک بڑے ہال میں پہنچ گئے۔ جگت سنگھ نے بہت زبردست اہتمام کیا تھا، کھانے پینے سے فراغت حاصل کر کے اس سلسلے میں گفتگو ہونے لگی اور جگت سنگھ نے ساری تفصیلات ان لوگوں کے سامنے پیش کر دیں اس نے کہا۔

"شاہ صاحب میں آپ کی رہنمائی چاہتا ہوں میری خواہش ہے کہ نیا نگر میں خونریزی نہ ہو لیکن یہاں کے حالات قابو میں آجائیں اب پٹیل سنگھ کو بھی حکومت نہیں کرنے دی جاسکتی آپ سے اس سلسلے میں کوئی مشورہ چاہتا ہوں اور بھلا صاحب آپ سے بھی۔" غلام شاہ نے کہا۔

"ارے بھائی ٹھاکر ہم کبھو سسر حکومت نہ کرت رہیں ہم اس سلسلے میں کا کہہ سکت ہیں۔" غلام شاہ اپنے مخصوص انداز میں بولا۔

"لیکن میرے خیال میں آپ بہت بڑے حکمران ہیں غلام شاہ صاحب انسان تو انسان آپ تو جانوروں پر بھی قابو پا لیتے ہیں۔ آپ کی رہنمائی میرے لئے بہت بڑی بات ہوگی۔" جگت سنگھ نے کہا۔

"ارے لے بھائی ٹھاکر کی بات ارے ہم کا کہیں رے بھائی بھلے تو ہی بول۔" غلام شاہ نے کہا۔

"ٹھاکر صاحب شاید یہی کہنا چاہتے ہیں شاہ صاحب کہ آپ کو ان کی مدد کرنا ہوگی۔"

''ٹھاکر دوست رہے ہمارا، او ہمکا بتائی دے کہ ہم کا کریں، جو او کہے گا ہم جرور کریں گے۔''

''آپ لوگوں کے آنے سے حالات بہت بہتر ہو گئے ہیں شاہ صاحب۔ چنکو اور منکو نے اسلحہ اسمگل ہونے کی سازش کو ناکام بنایا ہے انہوں نے کرن سنگھ اور اس کے ساتھیوں کو آزادی دلائی ہے۔ اکبر شاہ نے وہ کام کیا ہے جو میری فوجیں بھی نہیں کر سکتی تھیں یہ سب کچھ آپ نے ہی تو کیا ہے شاہ صاحب اور یقین کریں مجھے یوں لگتا ہے جیسے میری مدد کے لئے سرکس کی شکل میں ایک فوج آ گئی ہے۔ پہلے میں اس میلے کے سلسلے میں سوچ رہا تھا کہ اسے ہونے دوں یا نہ ہونے دوں لیکن اب میری ہمت بڑھ گئی ہے۔ میں چاہتا ہوں یہ روایت ختم نہ ہو اور لوگ مجھے بزدل نہ سمجھیں۔ میں چاہتا ہوں میلہ ہو۔ سرحدیں کھول دی جائیں بس ذرا ہوشیار رہنا ہو گا مجھے بھی اور آپ کو بھی۔''

''تے پھکر نہ کر ٹھاکر، ہم اپنی جمے داری کھو دیلت ہیں۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''بھلا صاحب آپ اپنی فلم کی شوٹنگ کریں اور سارے کام مکمل کر لیں اب میں یہ خطرہ مول لینے کے لئے تیار ہوں۔ ہم نئے سرے سے ہمت کر رہے ہیں اور شاید اب سب کچھ ہمارے قابو میں آ جائے گا۔''

''بالکل ٹھیک ٹھاکر صاحب میں آپ سے متفق ہوں۔'' بھلا صاحب نے کہا۔

''تو آپ لوگ میرے ساتھ ہیں؟''

''سو فیصد۔'' بھلا صاحب نے کہا۔

''ٹھیک ہے پونم سنگھ۔ میلے کی تاریخ کا اعلان کرا دو۔ نیا نگر میں ایک نئی زندگی کا آغاز کر دو۔'' جگت سنگھ نے کہا اور پونم سنگھ نے گردن خم کر دی۔

''ای ہوئی نا بات...... ہے رہے اکبرا تیاری کر لئی ہو بھوا۔ بڑھیا بھائی بڑھیا۔'' غلام شاہ نے کہا اس دعوت کا اختتام بہت خوشگوار ہوا تھا۔

جگت سنگھ کی حویلی میں ہونے والی دعوت اور وہاں کئے گئے فیصلوں کے بعد بے حد خوشگوار نتائج ہوئے تھے اور بہت دن سے نیا نگر میں جو گھٹن کی سی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ وہ ختم ہو گئی تھی۔ غلام شاہ بہت خوش واپس آیا تھا۔ آتے ہی اس نے کہا۔ ''سن لو بھائی سارے کے سارے، میلہ سروع ہوئی ہے مسکیں سروع کرو۔ سب ٹھیک رہے اپنا کام کرو، ہاں کا یاد کریں گے اس نیا نگر والے او اکبرا او بیرا اکبر انگرائی کر بھائی عجت کا معاملہ ہے۔ ایسے کھیل دکھاؤ کہ ای سسر کبھی نہ بولیں گلام سا کے سرکس کو۔''

''ٹھیک ہے شیخا تم فکر مت کرو، مگر میں تم سے کچھ اور بھی کہنا چاہتا ہوں۔ یہ بات میرے ذہن میں وہاں بھی آئی تھی مگر وہاں کہنے کی بات نہیں تھی۔''

''کا اکبرا......؟'' غلام شاہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''میلہ لگے گا شیخا، سرحدیں کھول دی جائیں گی اور پورے نیانگر کے لوگ جمع ہو جائیں گے۔ ہمیں یاد ہے کہ سونیا کو اغواء کرنے والے وہ لوگ تھے جو گھوڑوں کے سوداگر کی حیثیت سے یہاں آئے تھے لیکن وہ بلبیرا کے آدمی تھے ہم دھوکہ کھا گئے تمہارے خیال میں شیخا میلے میں تماشائیوں کی حیثیت سے وہ لوگ دوبارہ نہ آ سکیں گے جو یہاں کچھ اور گڑبڑ بھی کر سکتے ہیں۔ ٹھاکر جگت سنگھ نے صرف حملے کا خیال رکھا ہے۔ یہ نہیں سوچا کہ حملہ آور تماشائی بن کر بھی آ سکتے ہیں اور مناسب موقع ملتے ہی کارروائی کر سکتے ہیں اس کے لئے ہمارے پاس کیا بندوبست ہوگا۔ تم جانتے ہو شیخا بلبیرا زندہ بچ نکلا ہے اور وہ مکار آدمی ہے۔''

غلام شاہ گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ ''بڑھیا سوچی بھائی بڑھیا سوچی، کا ہے نا سوچتا بھتیجوا تو گلام سا کا ہی ہے۔ ہاں بیرا ایسا ہو سکت پھرتے بتا کا ہو سکت ہے۔''

''اس کے لئے کوئی مناسب قدم اٹھانا ہوگا شیخا!''

''ہوں، ٹھاکر سے بات کرنی ہوگی۔''

''میرا دل کہتا ہے شیخا کچھ ہوگا۔''

''ہاں رے اب تو ہم اوہی سوچت ہیں۔ پر بیرا ایک بات بتا لڑائی تو ہتھیار سے ہوت رہے نا؟''

''میں سمجھا نہیں شیخا۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''جگت سنگھ میلہ ماں آنے والوں سے ہتھیار لے لے اور میلے کے میدان ماٹیلوں پر پھوجی لگا دے۔ ہتھیار نا ہوں گے تو سر لڑیں گے کیسے۔ ای بات ہم جگت سنگھ سے کہی دے رہیں۔''

''ہاں خیال اچھا ہے اس طرح ایک خطرہ کم ہو جائے گا مگر ہمیں سازشوں کا خیال رکھنا ہوگا۔''

''او ہم کر لئی ہے اوکی پھکر نہ کر۔''

''کیا کرو گے شیخا؟'' اکبر شاہ نے کہا اور غلام شاہ ہنس پڑا۔

''بڑا اَجتی ہے بھائی دیکھ بیرا انسان انسان سے دھوکا کھا جائی ہے۔ جناور کو سمجھائی دو تو او جیادہ ہوسیار رہے۔ تے نے ای نا سوچی کہ سسر بندرا کو ہم کٹھرہ میں بند ہی نا کریں ہیں۔ او آجاد پھرت رہیں کا ہے بھائی؟ او پہریدار ہیں بھیا او ہم تم کا بتا سکت کہ کہاں کتنے ہتھیار اور کون کا کرت ہے۔ تے نے اچھا مسورہ دئی ہے ہتھیار سب لے لئے جائیں تو جھگڑا آسان نا ہوئی ہے اور سکرے بھی آجاد ہیں کو نو سسر ہمارے کسی آدمی کی طرف آنکھ

اٹھائی ہے تو اویہی حسر ہوئی ہے اوکا جوان سب لوگوں کا ہوئی رہے کا سمجھا۔'' اکبر شاہ پھر ہنس پڑا۔

''تو تمہاری فوج ہوشیار ہے شیتا۔''

''ہاں اکبرا، سونیا کا دھوکہ کھا گئے ہم پہلے ای کھیال نا آئے رہے تو ایسا ہو سکتا تھا پھر بھی تے کھود بھی ہوسیار رہنا۔''

''ٹھیک ہے شیتا۔'' اکبر شاہ نے کہا اور وہ جانتا تھا کہ غلام شاہ کا جانوروں سے گہرا رابطہ ہے اور وہ ایک دوسرے کو خوب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ وہ کافی حد تک مطمئن ہو گیا تھا۔

سرکس میں مشقیں جاری ہو گئیں ادھر بھلا صاحب پر جو مایوسی طاری ہو گئی تھی وہ بھی کافی حد تک دور ہو گئی۔ اس فلم پر لاکھوں خرچ ہو چکے تھے۔ یہاں جو کچھ ہوا تھا اس سے اندازہ ہو رہا تھا یہ فلم ڈوب گئی اور اب کچھ نہ ہو سکے گا۔ لیکن جگت سنگھ سے جو گفتگو ہوئی تھی اس نے انہیں بھی حوصلہ بخشا تھا اور اس سلسلے میں انہوں نے چند اہم لوگوں سے مشورہ شروع کر دیا۔ ان میں منشی فقیر دین بھی تھے۔ راجکماری جی بھی تھیں اور ایسے چند لوگ جو فلم کے سلسلے میں زیادہ اہمیت رکھتے تھے۔

بھلا صاحب نے کہا۔'' آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ فلم میں نے بڑے چیلنج کے ساتھ شروع کی تھی اور اسے ایک مثالی فلم بنانا چاہتا تھا۔ اسمگلروں کی زندگی سے متعلق اس فلم کے لئے بہترین مناظر حاصل کرنے کی کوشش میں میں نے نیا نگر کا رخ کیا تھا تاکہ فلم میں حقیقی مناظر دکھائے جا سکیں لیکن بدقسمتی نے ہمارا پیچھا کیا۔ جونسن اور پیٹر ہماری آستین کے سانپ نکلے ہم نے اس کہانی کو ایک کہانی کی حد تک ہی رکھنا چاہا مگر ان بدبختوں نے حقیقی اسمگلنگ شروع کر دی۔ وہ تو شکر ہے کہ اسلحہ اصل جگہ نہ پہنچ سکا ورنہ شاید جگت سنگھ تو ہمیں معاف کر دیتا لیکن نیا نگر کے رہنے والے یقینی طور پر ہماری تکہ بوٹی کر ڈالتے۔ اس سلسلے میں غلام شاہ کے سرکس کے لوگوں نے جو تعاون کیا وہ کبھی نہیں بھلایا جا سکتا۔ چنکو اور منکو نے بے مثال کارکردگی پیش کر کے ہماری عزت بچالی، مگر ہماری آستین میں صرف چند ہی سانپ نہیں تھے۔ کنور جیت نے جس طرح ہمارے اوپر شب خون مارا میں اسے کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ یہ تو اعلیٰ ظرف لوگ ہیں جنہوں نے اس کے باوجود ہمیں معاف کر دیا۔ خاص طور سے میں غلام شاہ کا تذکرہ کروں گا۔ یہ انوکھا انسان ظرف کا پہاڑ ہے ورنہ جس طرح وہ اپنی بھتیجی سونیا کو چاہتا ہے اس کے تحت اگر وہ ہم سے بگڑ جاتا تو نجانے کیا ہو جاتا۔ ایک سمت ہمیں آستین کے ان سانپوں نے ڈسا تو دوسری طرف ہمیں اچھے دوستوں نے سنبھالا، میں لاکھوں روپے کے سرمائے سے شروع کرنے والی اس فلم کو ڈبے میں بند نہیں کرنا چاہتا بلکہ میری خواہش ہے کہ اس کی تکمیل ہو جائے۔ ہم لوگ بھی اپنے اس تھوڑے بہت سرمائے سے جیتے ہیں اس فلم کا جتنا حصہ مکمل ہو چکا ہے اس کے بارے میں آپ سب کو علم ہے یوں سمجھا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ یہ اب اپنے آخری مراحل میں تھی۔ آپ لوگوں کے تعاون سے

میں اس کی تکمیل چاہتا ہوں آپ کی کیا رائے ہے؟

''بھلا صاحب ہم آپ کے خادم ہیں جو کچھ ہوا ہے اس سے ہم بھی واقف ہیں ہماری دلی خواہش ہے کہ ہم اس فلم کی تکمیل کریں۔'' بھلا کے ساتھیوں نے جواب دیا۔

''منشی فقیر دین کو اس سلسلے میں کافی سخت محنت کرنی پڑی ہے ان سے جگہ جگہ کہانی میں ردوبدل کرائی گئی ہے۔ یہ میرے خیال میں ایک ناجائز بات ہے۔ تاہم منشی صاحب کا تعاون ہمیں نئی زندگی بخشے گا اور میں جنشی جی سے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جتنی محنت انہیں مزید کرنا ہوگی اس کا میں انہیں بھرپور صلہ دوں گا۔''

''کیسی باتیں کرتے ہیں بھلا صاحب بے شک پیسہ ایک اہم ضرورت ہوتا ہے اور پھر خاص طور سے ایک ادیب کا مسئلہ ذرا مختلف ہو جاتا ہے۔ میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں کروں گا لیکن اگر اس مجبوری سے میں نے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تو میرا ضمیر مجھے کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اس کہانی میں اگر ہزار بار بھی ردوبدل کرنا پڑی بھلا صاحب تو میں اس کا کوئی معاوضہ نہیں لوں گا۔ آج سے میری تمام تر صلاحیتیں آپ کے لئے حاضر ہیں۔''

''بے حد شکریہ منشی صاحب یہی تعاون اور یہی دوستی تو زندگی بخشتی ہے۔ میں راجکماری سے بھی تعاون کی درخواست کرتا ہوں اور اب آپ لوگوں کا مشورہ اس سلسلے میں چاہتا ہوں۔ کہانی آپ سب کے علم میں ہے بے شک یہ منشی فقیر دین کا شعبہ ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ ہم سب ہی کی رائے اس میں شامل ہو جائے۔''

''بے شک، بے شک، یہ بہت مناسب رہے گا۔'' منشی فقیر دین نے کہا اور اس کے بعد پوری کہانی دہرائی جانے لگی۔ اسمگلروں کی زندگی سے متعلق اس کہانی میں معمول کے مطابق ہیرو اور ہیروئن بھی تھے اور ہیرو کا کردار اب تک جو رہا تھا وہ ایک اچھے انسان کا کردار تھا اور اس کے بعد جب اس فلم میں سرکس کو شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا تو ذرا سی ردوبدل بھی ذہن میں آئی تھی۔ شارق کے کردار کو خاص طور سے اس میں شامل کرنے کی کوشش کی گئی تھی اور سونیا کو بھی ایک بہت بڑا حصہ دیا گیا تھا اس سلسلے میں منشی فقیر دین نے ان دونوں کے لئے جو گنجائش نکالی تھی وہ ابھی کہانی میں باقی تھی لیکن ہیرو کا کام اپنی جگہ تھا۔ ایک واقعے کے طور پر سرکس کو اس کہانی میں شامل کیا گیا تھا، مشورے ہونے لگے اور منشی فقیر دین نے کہا۔

''کنور جیت کا تو اب اس کہانی میں کوئی دخل ہی نہیں رہے گا۔ میرا خیال ہے بھلا صاحب ایک ڈمی تیار کی جائے اور اس کے لئے رب نواز بہترین ہے کیونکہ پہلے بھی ہم یہ بات سوچ چکے ہیں کہ رب نواز کو استعمال کیا جائے۔ وہ کنور جیت کی جسامت سے بہت مطابق رکھتا ہے۔ کیمرہ اس کے عقب میں ہی رہے گا۔ میرا خیال یہ ہے کہ ہیرو کو اسمگلروں کا ساتھی دکھایا جائے اور اس کے بعد وہ ہیروئن کو دھوکہ دے اور اپنے مفاد کے لئے

ہیروئن کی عزت داؤ پر لگا دے یہاں سے ہیروئن کے ذہن کو ایک شدید جھٹکا لگے اور ہیروئن ایک طرح سے نیم پاگل سی ہو جائے اور پھر ایک نیا کردار اس میں داخل کیا جائے۔'' راجکماری خوشی سے اچھل پڑی اس نے منشی فقیر دین کو داد دیتے ہوئے کہا۔

''کمال کا سین ہوگا منشی صاحب جب ہیروئن ہیرو کی بے وفائی سے شدید بددل ہو کر خودکشی کا فیصلہ کرے گی تو سرکس کا ایک آدمی اسے بچالے گا اور پھر وہ ہیروئن کی اس طرح تیمارداری کرے گا کہ وہ حیران رہ جائے گی۔ پتہ یہ چلے گا کہ سرکس کا آدمی اس پر عاشق ہو گیا تھا پھر آخر تک ان دونوں کے درمیان محبت اور کھچاوٹ کی کشمکش رہے گی، ہیروئن اپنے محبوب کو نہیں بھول پائے گی اور سرکس کا نوجوان ہیروئن کے لئے ایثار پر ایثار کئے جائے گا۔ یہاں تک کہ ایک دن وہ اس کا ہاتھ پکڑ لے گی اس دوران سرکس کے اور مناظر بھی فلمائے جا سکتے ہیں۔ فلم میں جان پڑ جائے گی، سرکس کا وحشی ہرن اپنے کارناموں سے ہیروئن کو متحیر کر دے گا اور ہیروئن اسے اپنے ہیرو کے روپ میں دیکھنے لگے گی۔''

''بہت اچھا آئیڈیا ہے مجھے بہت پسند آیا ہے میرا خیال ہے پبلک اس تبدیلی کو بہت پسند کرے گی کیونکہ ایک بڑا حصہ کنور جیت کا ہے اور اس کے بعد اس کردار کو ختم کر کے ایک نئے کردار کو سامنے لایا جائے گا بہت بڑا چیلنج آئے گا اور بڑی مہارت سے اسے فلمایا جائے گا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شارق کے گم ہو جانے سے جو خلاء پیدا ہو گیا ہے وہ کیسے پر کیا جائے گا؟''

''میں اس سلسلے میں ایک نام پیش کر سکتی ہوں۔'' راجکماری نے کہا اور بھلا صاحب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

''کوئی اور نام ہے تمہارے ذہن میں؟''

''ہاں اکبر شاہ، آپ نے، میں نے بلکہ کسی نے بھی اس پراسرار انسان پر غور نہیں کیا جو بہترین صحت اور خوبصورت چہرے کا مالک ہے۔ اس کی دلکشی میں کوئی شک نہیں ہے اور پھر وہ بہترین فنکار بھی ہے۔ سرکس میں جو فن وہ دکھائے گا وہ بے مثال ہوں گے اس طرح ہم ایک نئی انٹری دے کر فلم کو چار چاند لگا دیں گے۔'' بھلا صاحب کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا تھا۔

''تم نے اس کے لئے ایک بہترین لفظ استعمال کیا سرکس کا وحشی ہرن اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اکبر شاہ بے حد پروقار اور پرمتانت شخصیت کا مالک ہے اور خوبصورت بھی ہے۔ واہ کمال ہو جائے گا میرا خیال ہے راجکماری تم نے زندگی میں پہلی بار اتنا شاندار مشورہ دیا ہے۔''

''مجھ سے مشورے طلب کب کئے گئے بھلا صاحب؟''

''ہاں مجھے افسوس ہے واقعی واقعی۔''

''ہم ہیرو کی انٹری، میرا مطلب ہے نئے ہیرو کی انٹری اس کی پراسرار شخصیت سے ہم آہنگ کر کے دیں گے یعنی اسے سانپوں کی گرفت میں دکھایا

جائے گا۔ بہت سے سانپ اس کے جسم کے گرد لپٹے ہوں گے اور اس کے بعد وہ آہستہ آہستہ سانپوں کے بل کھولے گا اور اس کا چہرہ نمودار ہوگا۔''
ایک آدمی نے مشورہ دیا۔

فقیر دین بولے۔''ہاں بہترین سین رہے گا ہم اسے کہانی میں لانے سے پہلے اس کا انٹروڈکشن کرا دیں گے اور اس کا آغاز اسی طرح ہوگا۔''

''آپ لوگ اس کہانی پر کام کیجئے منشی صاحب آپ اگر پسند کریں تو ان مشوروں کی روشنی میں ان لوگوں سے گفتگو کر لیں۔''

''میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہترین نتیجہ ہوگا اور یہاں سے ہمارا مسئلہ بھی حل ہو سکتا ہے۔'' راجکماری نے کہا۔

''بالکل حل ہو سکتا ہے میں تو سمجھتا ہوں کہ میری تقدیر نے ایک بار پھر میرا ساتھ دیا ہے اور اب اس سلسلے میں ہمیں اکبر شاہ سے گفتگو کرنا ہوگی اتنے اچھے لوگ ہیں وہ کہ میری اس مشکل کے حل کے لئے یقیناً تیار ہو جائیں گے واہ واہ، واہ واہ بہت عمدہ بات بن گئی۔'' راجکماری کہنے لگی۔

''ہیروئن جب خودکشی کرنے کی کوشش کرے گی تو ہیرو اسے اپنے ساتھ لے جائے گا اور پھر اس طرح اسے سہارا دے گا کہ اس کی بے مثال محبت کو دیکھ کر ہیروئن پگھل جائے گی، واقعی بھلا صاحب کہانی کو ایک نیا موڑ ملے گا۔ باقی کہانی اپنی شکل میں جاری رہے گی۔''

''یہ آپ لوگ مناسب سمجھ لیجئے اب ضروری نہیں ہے کہ سونیا کو بھی ٹھونسا جائے میرا خیال ہے سرکس کی لڑکی کی حیثیت سے وہ ایک دوبارہ آ جائے تو کوئی ہرج نہیں ہے آپ نے اس کے کچھ شارٹ لے ہی لئے ہیں بس انہیں ہی استعمال کیجئے۔'' راجکماری ناک چڑھا کر بولی۔

''ٹھیک ہے ظاہر ہے ہیروئن کو ہیروئن ہی رکھیں گے سرکس کی زیادہ سے زیادہ شوٹنگ کی جائے گی، گڈ ویری گڈ اب اس نئے منصوبے کو ذرا غلام شاہ صاحب کے سامنے پیش کر دیا جائے اور آؤ راجکماری میرا خیال ہے ہم غلام شاہ صاحب سے بھی مشورہ کر لیں حالانکہ یہ سب کچھ عجیب لگے گا لیکن بھائی اپنا مطلب پورا کرنے کے لئے تو سب کچھ کرنا ہی پڑتا ہے ذرا گفتگو میں محتاط رہنا۔'' بھلا صاحب نے راجکماری کو مشورہ دیا اور اس کے بعد یہ لوگ غلام شاہ کے پاس جانے کی تیاریاں کرنے لگے۔ راجکماری اور بھلا صاحب، غلام شاہ کے سرکس پہنچ گئے یہاں کی ہنگامہ آرائیاں دیکھ کر بھلا صاحب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، غلام شاہ کو ان کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ اپنے مخصوص انداز میں وہیل چیئر دھکیلتا ہوا وہاں پہنچ گیا۔

''آؤ بھائی بھلے کھوکا ہو رہا ہے تو ہاریونٹ ماں ارے دیکھو ہم نے تو سرکس کا کام سروع کرائی دئی ہے اب دیکھنا بھائی بھلے میلہ نہ لوٹ لیں تو ہمارنام گلام ساہ نہ رہے۔''

''میری دعا ہے غلام شاہ صاحب آپ جس قدر مقاصد لے کر یہاں آئے ہیں وہ سارے کے سارے پورے ہوں۔''

''جیتا رہے بھائی بھلے، ارے دوستین کی دعاؤں سے تو سب کچھ ہو جتی ہے۔'' غلام شاہ نے کہا۔

ادھر تو یہ لوگ اپنے کام میں مصروف تھے اور ادھر سونیا اور شیرا ہنس ہنس کر بے حال ہوگئی تھیں، اکبر شاہ کو ابھی صورت حال کا اندازہ نہیں تھا لیکن سونیا نے راجکماری کی آنکھوں کی چمک دیکھی تھی اور اس چمک میں اسے اکبر شاہ کی تصویر ناچتی نظر آ رہی تھی اس نے اپنی سب سے قریبی اور سب سے راز دار سہیلی شیرا کو ہی اس بارے میں بتا دیا تھا اور کہا تھا۔

''کچھ سنا شیرا، راجکماری جی کا عشق منتقل ہوگیا۔''

''کیا مطلب؟'' شیرا نے متحیرانہ انداز میں پوچھا۔

''ہمارے اکبر بھیا اب ہیرو بن رہے ہیں۔''

''ارے باپ رے باپ، یہ اکبر بھیا کو کیا ہوگیا۔''

''ابھی تک کچھ نہیں ہوا لیکن جو کچھ ہوگا وہ دیکھنے کے قابل ہوگا۔''

''پوری بات تو بتا، ہنسے جا رہی ہے۔''

''بھلا صاحب آئے تھے اپنی نئی فلم کی تکمیل کے سلسلے میں شیتا سے بات کرنے، بھلا صاحب سے تو خیر میں بہت متاثر ہوں بہت اچھے آدمی ہیں لیکن ان کے یونٹ میں طرح طرح کے جانور موجود ہیں۔ سچ سچ ہمارے سرکس سے کم نہیں ہیں وہاں کے لوگ ایک وہ کتا تھا جس کا نام کنور جیت تھا۔ خیر وہ تو اپنے انجام کو پہنچ گیا دوسری خاتون راجکماری ہیں، جو اپنے چکر چلانے میں مصروف ہیں۔''

''راجکماری کیا چکر چلا رہی ہیں۔''

''اکبر بھیا، اکبر بھیا ان کے نئے ہیرو بن گئے ہیں۔''

''وہ کیسے؟''

''بھلا صاحب نے ان سے درخواست کی ہے اور انہوں نے منظور کر لی ہے اب انہیں راجکماری سے عشق کرنا ہوگا۔''

''ارے توبہ توبہ اکبر بھیا کیسے تیار ہوگئے۔'' شیرا نے سوال کیا۔

''بھلا صاحب کی باتوں پر جذباتی ہوگئے ہیں اور بیچ پر غور کیے بغیر ہاں کر ڈالی۔'' سونیا نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا اور شیرا بھی ہنسنے لگی پھر اس نے کہا۔

''سونیا لطف آ جائے گا، آہ کاش یہ کمبخت راجکماری پہلے یہ کام کر ڈالتی تو اپنا شارق تو ہاتھ سے نہ جاتا۔'' شارق کے تذکرے پر سونیا سنجیدہ ہوگئی اس کے چہرے کے نقوش بدل گئے اور اس نے مدہم آواز میں کہا۔

''شارق کو کھو کر شیرا میں اپنی زندگی کے سب سے بڑے نقصان سے دوچار ہوئی ہوں، شیرا تو جانتی ہے کہ میں بے غیرت اور بے حیا کبھی نہیں تھی لیکن اگر اس کائنات میں کسی سے محبت کی جاسکتی تھی وہ شارق ہی تھا۔ افسوس بہت سے لوگوں نے مل کر مجھے اس سے دور کر دیا شیرا تو یقین کر میں نہیں کہہ سکتی کہ اب اگر وہ دوبارہ میرے سامنے آجائے اور اس کا حصول میرے لئے ممکن ہو جائے تو میں کس کس سے بغاوت کر بیٹھوں۔ آہ کاش اس کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا کسی طور کفارہ ادا کیا جاسکے۔'' شیرا بھی اب اس مسئلے پر سنجیدہ ہوگئی تھی اور سونیا کے جذبات کا کبھی مذاق نہیں اڑاتی تھی۔ ہنستے ہنستے وہ دونوں سنجیدہ ہوگئی تھیں، دیر تک شارق کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی اور اس کے بعد سونیا سنجیدہ سنجیدہ وہاں سے نکل آئی۔

❁❁❁

بھلا صاحب کا یونٹ برق رفتاری سے میلہ گاہ کے ایک مخصوص حصے میں منتقل ہو گیا کیونکہ میلہ گاہ میں جگہوں کے سلسلے میں کسی پر کوئی پابندی نہیں ہوتی تھی، جسے اپنی پسند کی جگہ نظر آئی وہاں فروکش ہو گیا اور اپنے اپنے انتظامات میں مصروف ہو گیا اس لئے بھلا صاحب کو بہت قریب جگہ نہیں مل سکی تھی تاہم اب اتنا فاصلہ بھی نہیں تھا ان کا سرکس سے کہ وہ پیدل وہاں نہ آجاسکتے یونٹ کی منتقلی کا کام شروع ہو گیا تھا اور بھلا صاحب کے ٹرک اور جیپیں وغیرہ بھی وہیں دائرہ بنا کر کھڑے ہو گئے تھے۔ خیمے لگنے لگے تھے ادھر میلہ گاہ کا کام بھی برق رفتاری سے جاری تھا نیا نگر کی طرف سے اعلان ہو چکا تھا کہ میلہ معمول کے مطابق لگے گا اور کسی بھی علاقے کے کسی بھی فرد پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ سرحدیں فوری طور پر کھول دی گئی تھیں لیکن اچانک ہی پونم سنگھ کی طرف سے وہ کارروائی بھی شروع ہوگئی جو غلام شاہ اور بھلا صاحب کے مشورے سے طے ہوئی تھی۔ پہاڑی ٹیلوں پر مسلح افراد متعین کر دیئے گئے اور میلہ گاہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا۔ پھر فوجیوں کے جتھے ان تمام خیموں کی تلاشی لینے لگے جو یہاں آ کر لگ چکے تھے۔ دس بارہ جگہ سے کافی اسلحہ برآمد ہوا تھا ان لوگوں کو تحویل میں لے لیا اور ان سے سوالات کئے گئے کہ بھلا میلے میں اسلحہ لانے کی کیا ضرورت تھی لیکن ہر ایک نے ایک ہی موقف اختیار کیا تھا وہ یہ کہ یہ اسلحہ کا کوئی غلط مقصد نہیں تھا بلکہ صرف اس خیال سے اسے ساتھ لے لیا گیا تھا کہ ہوسکتا ہے کوئی بدامنی پیدا ہو جائے تاہم ان لوگوں کو نگاہوں میں رکھا گیا تھا، ویسے پونم سنگھ اور جگت سنگھ جب بھی اس سلسلے میں گفتگو کرتے تو جگت سنگھ اس بات کا کھلے دل سے اعتراف کرتا کہ واقعی غلام شاہ کا کہنا بالکل درست تھا یہاں کوئی بھی گڑبڑ اس انداز سے ہوسکتی تھی کہ ان لوگوں کو پتہ نہ چلتا اور بعد میں ان کے لئے صورت حال کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا۔ یہاں تک کہ میلے کے اوقات بالکل قریب آگئے بس کچھ دن کے بعد یہاں کی تقاریب کا آغاز ہونے والا تھا۔

ادھر سونیا اور شیرا نے آپس میں جو گفتگو کی تھی وہ ایک پیشگوئی کی حیثیت رکھتی تھی۔ یونٹ یہاں آچکا تھا اور چونکہ اکبر شاہ کو بھلا صاحب کے کاموں کے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا اس لئے غلام شاہ کی ہدایت پر اور پھر اپنے طور پر بھی اکبر شاہ زیادہ تر بھلا صاحب کے ساتھ ہی مصروف رہتا تھا، میلے میں

لگے ہوئے اسٹالوں کی شوٹنگ جاری تھی اور یونٹ زیادہ تر راتوں میں کام کرتا تھا۔ سرکس کے لوگوں کی مشقیں جاری تھیں ابھی باقاعدہ عوام کے لئے کوئی شو نہیں کیا گیا تھا اور یہ بات طے تھی کہ میلے کے آغاز کے پہلے دن سرکس کا پہلا شو کیا جائے گا۔ بہرطور اکبر شاہ کو چند ہی روز کے بعد صورت حال کا احساس ہوا اور وہ کسی قدر بوکھلاہٹ کا شکار ہو گیا۔ سب سے پہلا برا دن اس پر وہ تھا جب منشی فقیر دین نے اسے اپنی کہانی سنائی۔ منشی فقیر دین نے کہا۔

''اکبر شاہ صاحب آپ کو اس سلسلے میں اپنا اسکرپٹ یاد کرنا ہے۔ ڈائیلاگ یاد کرنے ہیں، اپنے سین یاد کرنے ہیں میں نے آپ کے آٹھ سین بنائے ہیں، ان آٹھ مناظر کی ریہرسل بھی کرنا ہوگی آپ کو۔'' بھلا صاحب بھی اس وقت موجود تھے اکبر شاہ نے بھلا صاحب سے کہا۔

''آپ جانتے ہیں بھلا جی کہ میں اس معاملے میں بالکل کورا ہوں مجھے تو جو کچھ بتایا جائے گا وہی کروں گا۔''

''کیوں نہیں، کیوں نہیں یہ سہیل احمد صاحب ہیں ہمارے اسسٹنٹ ڈائریکٹر یہ آپ کو تمام سین یاد کرائیں گے اور اس کے بعد یہی آپ کو ریہرسل بھی کرائیں گے۔'' جس شخص کا نام سہیل احمد بتایا گیا تھا اس سے بھی ان لوگوں کی ملاقات ہو چکی تھی بس کوئی باقاعدہ ساتھ نہیں رہا تھا۔ بہرطور اکبر شاہ اس تعاون کے لئے تیار ہو گیا اور پھر سہیل احمد راجکماری اور اکبر شاہ کو چند افراد کے ساتھ لے کر چل پڑے۔ اکبر شاہ کو پہلا سین بتایا گیا جس میں اسے سمجھایا گیا کہ راجکماری خودکشی کی کوشش کرے گی اور اکبر شاہ نے اسے کس طرح بچانا ہے۔ اکبر شاہ نے غالباً ابھی اس پر غور نہیں کیا تھا کہ اسے کیسے کیسے مراحل سے گزرنا پڑے گا لیکن جب سہیل نے پہلا سین اسے بتایا تو اس کے اندر بوکھلاہٹ پیدا ہو گئی اور وہ بے تکی حرکتیں کرنے لگا، اسسٹنٹ ڈائریکٹر اسے سمجھا رہا تھا کہ ہیروئن کو بچانے کا کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے اور اکبر شاہ پسینہ پسینہ ہو رہا تھا۔ اس کے چہرے پر میک اپ بھی کیا گیا تھا جو اسی کے پسینے سے بار بار خراب ہو رہا تھا اور میک اپ مین بار بار اس کا میک اپ درست کر رہا تھا۔ سہیل احمد نے کہا۔

''شاہ صاحب آپ اس قدر پریشان کیوں ہو رہے ہیں۔''

''نہیں ایسی کوئی بات نہیں مگر یہ، یہ سب کچھ کیا ہے۔''

''میک اپ۔''

''مردوں کے لئے اس کی کیا ضرورت ہے۔''

''چہرے کو اسکرین کے مطابق بنانے کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے۔''

''اس وقت کیمرہ کہاں کام کر رہا ہے۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''ہاں یہ تو ہے، لیکن میں آپ کے تاثرات حقیقی شکل میں دیکھنا چاہتا ہوں۔''

''اس وقت اسے رہنے دیں، کام آگے بڑھائیں۔'' اکبر شاہ پھولے ہوئے سانس کے ساتھ بولا۔ اس کی حالت کافی خراب نظر آ رہی تھی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے کاش سرکس کا کوئی ساتھی پاس ہوتا۔ ایک طرف یہ بے باک لڑکی تھی جس میں نام کی جھجک نہیں تھی اور وہ پہلا سین بڑے اطمینان سے کر رہی تھی دوسری طرف وہ تھا جو لڑکی کو سنبھالتے ہوئے پانی پانی ہوا جا رہا تھا۔

''آپ کی مرضی شاہ صاحب، میک اپ کے بغیر ہی سہی مگر شوٹنگ کے وقت تو آپ کو میک اپ کرنا ہوگا۔''

''اس وقت کرلوں گا ویسے مجھے شبہ ہے کہ شاید ہی، میں کامیاب رہوں آپ یوں کریں ایاز کو اس کے لئے منتخب کرلیں میں اس سے بات کرلوں گا۔''

''اوہ نہیں شاہ صاحب، ایاز میں آپ جیسی بات کہاں اور پھر ہم تو فلمی دنیا کے لوگ ہیں بڑے بڑے ناکارہ لوگوں سے کام لے لیتے ہیں آپ فکر نہ کریں کوشش جاری رکھیں۔'' سہیل احمد نے کہا۔

''میرے خیال میں سہیل صاحب، کچھ دیر رک جائیں بلکہ آپ لوگ یہاں سے ہٹ جائیں۔'' راجکماری نے کہا۔

''جیسا آپ مناسب سمجھیں کماری جی۔'' سہیل احمد نے دوسروں کو اشارہ کیا اور لوکیشن پر صرف راجکماری اور اکبر شاہ رہ گئے۔

''میں نے آپ کو شیر کے کٹہرے میں شیر پر نیزے برساتے ہوئے دیکھا ہے شاہ صاحب اس وقت آپ بہت نڈر ہوتے ہیں۔'' راجکماری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ سب کچھ بہت آسان ہے۔''

''یہ اس سے بھی زیادہ آسان ہے مجھے دیکھئے میں تو بالکل نہیں گھبرا رہی آپ سے، کسی سے محبت کی ہے؟''

''ہاں، سرکس کے معصوم جانوروں سے، اپنے ساتھیوں سے۔''

''کسی لڑکی کو محبوبہ نہیں بنایا آپ نے؟''

''نہیں۔''

''مجھے بنا لیجئے اتنا چاہوں گی آپ کو کہ سوچ بھی نہ سکیں گے۔'' راجکماری جذباتی لہجے میں بولی اور اکبر شاہ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ ''اس فلم کی حد تک، ہاں اگر یہ مصنوعی محبت حقیقت میں بدل جائے تو آپ کو مایوس نہ ہوگی۔'' راجکماری جلدی سے بولی۔

''آپ ریہرسل شروع کرائیے۔'' اکبر شاہ ناخوشگوار لہجے میں بولا اور پھر اس نے سہیل احمد وغیرہ کو اشارہ کر دیا یہ تنہائی اسے خطرناک محسوس ہوئی تھی۔ وہ لوگ آئے اور اکبر شاہ نے اپنا کام شروع کر دیا آٹھ بار اسے راجکماری کو موت سے بچانا پڑا تھا اور آٹھویں بار سہیل احمد نے اس سین کو

او کے کیا تھا۔ پھر اکبر شاہ واپس سرکس میں آ گیا، اس کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا سونیا اور شیرا اس کی تاک میں تھیں، غلام شاہ تو پنڈال میں مشقوں کی نگرانی کر رہا تھا اور یہ دونوں اکبر شاہ کی واپسی کا انتظار کر رہی تھیں جونہی اکبر شاہ اپنے خیمے میں داخل ہوا دونوں شرارت سے مسکراتی ہوئی اس کے پاس پہنچ گئیں۔ اکبر شاہ ان کے چہرے دیکھ کر چونک پڑا۔

''خیریت!'' اس نے کہا۔

''آپ اپنی خیریت بتایئے بھیا، بڑے تھکے ہوئے ہیں کیا فلم میں کام کرنے میں بہت محنت کرنی ہوتی ہے؟'' شیرا نے کہا۔

''بکواس مت کرو، میں بری طرح پھنس گیا ہوں۔''

''ارے کیا ہوا؟'' شیرا نے کہا اور بے اختیار ہنس پڑی۔

''مجھے کیا معلوم تھا کہ، کہ مجھے اس بلا کے ساتھ گزارہ کرنا ہوگا شیخا مروت کرتا ہے تو ایسی کہ دوسروں کی گردن پر رسی کا پھندا بن جائے مجھے بلا وجہ مروا دیا گیا۔''

''ہوا کیا اکبر بھیا؟'' شیرا نے پوچھا۔

''تمہارا سر ہوا بھاگو یہاں سے۔'' اکبر شاہ جھلا کر بولا۔

''ارے واہ ہماری خوشیوں کا ٹھکانہ نہیں کہ ہمارے اکبر بھیا ہیرو بن گئے اور اکبر بھیا ہمیں یونہی ڈانٹ رہے ہیں۔''

''دیکھو، میں بہت پریشان ہوں مجھے یہ سب کچھ نہیں معلوم تھا اب کیا کروں سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ، وہ راجکماری، وہ بہت خراب عورت ہے، عورت ہے ہی نہیں وہ تو بہت، بہت۔'' اکبرت شاہ بوکھلایا ہوا تھا سونیا اور شیرا ہنس ہنس کر دوہری ہوئی جا رہی تھیں۔

''ہے تو خوبصورت اکبر بھیا۔'' شیرا نے کہا۔

''میرا مذاق مت اڑاؤ، ہو سکتا ہے تو میری مدد کرو، کوئی ترکیب بتاؤ مجھے۔''

''ترکیب ہے بھیا مگر کام ایسا ہے جو بہت مشکل ہے۔'' شیرا نے کہا۔

''میں آگ کے کنویں میں چھلانگ لگا سکتا ہوں اس مصیبت سے بچنے کے لئے بتاؤ کیا ترکیب ہے۔''

''آپ کو معلوم ہے کہ یہ کام شارق کے سپرد کیا گیا تھا؟''

''شارق! ہاں شارق۔''

''آج بھی اگر شارق مل جائے تو آپ کی یہ مصیبت ٹل سکتی ہے کسی طرح اسے تلاش کر لیں۔ آپ کو نجات مل جائے گی۔'' شیرا نے کہا اور اکبر شاہ کے چہرے پر اداسی پھیل گئی۔''

''وہ کہاں ملے گا اس کے لئے تو دل ہر وقت کڑھتا رہتا ہے بہت سوں کی مشکل کا حل تھا وہ۔ اس کے جانے کے بعد اس کی قدر معلوم ہوئی ہے ہمیں۔'' اکبر شاہ نے اداس لہجے میں کہا اور خیمے میں خاموشی چھا گئی۔

شیرا نے سونیا کو دیکھا اکبر شاہ کے الفاظ پر سونیا بھی اداس ہو گئی تھی۔ اکبر شاہ نے اس اداسی پر غور نہیں کیا تھا وہ اپنی ہی مصیبت کا شکار تھا۔ کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔

''نہیں شیرا، کچھ کرنا پڑے گا، ضرور کچھ کرنا پڑے گا ورنہ کوئی گڑ بڑ ہو جائے گی مجھے تو اس عورت کے تصور سے ہی وحشت ہونے لگی ہے خدا کی پناہ یہ سب کچھ اور شیفا نے اس کی اجازت بھی دی ہے کمال ہے۔''

''ترکیب بتائی ہے نا اکبر بھیا۔'' شیرا بولی۔

'ارے کیا خاک ترکیب بتائی ہے، میں کہاں تلاش کروں شارق کو، وہ خود بھی تو اتنا بے مروت ہے، اتنے دن تو ساتھ دیا تھا۔ ذرا سا خیال ہی کر لیتا ان دنوں کا، ایک بار مل ہی لیتا ہم سے۔''

''ہاں ذلیل ہونے کے لئے آجاتا تمہارے پاس، یہی کہتے نا تم اس سے بھیا کہ پھر آ گیا ننگا بھوکا تمہاری روٹیاں کھانے، اس کے علاوہ اور کچھ کہتے تم اس سے، اتنی مروت اسے ضرور کرنی چاہیے تھی کہ تمہاری گالیاں کھانے آجاتا، تمہارے ہاتھوں مرنے آجاتا، جھولے سے گرا کر مارنا چاہا تھا تم نے اسے، جھیل میں ڈبونے کی کوشش بھی کی تھی، بڑا ذلیل تھا دونوں بار نہ مرا، تمہاری خوشی پوری نہ ہوئی، اسے کچھ کہنے سے پہلے کچھ تو سوچو بھیا، کچھ تو سوچو۔'' سونیا لاوے کی طرح ابل پڑی۔ اس کا چہرہ بری طرح بگڑ گیا تھا آنکھوں سے آنسو ابل پڑے تھے۔ اکبر شاہ سناٹے میں رہ گیا۔ وہ متعجبانہ انداز میں سونیا کو دیکھ رہا تھا۔ سونیا تیزی سے خیمے سے باہر نکل گئی۔ شیرا خود بھی دم بخود رہ گئی تھی پھر وہ سنبھل کر باہر جانے کے راستے پر بڑھی تو اکبر شاہ جلدی سے بولا۔

''رکو شیرا، ایک منٹ رکو۔''

''جی اکبر بھیا۔''

''شیرا ایک بات بتاؤ گی مجھے۔''

''کیا اکبر بھیا۔''

''وعدہ کرو سچ بتاؤ گی۔''

''آپ پوچھئے اکبر بھیا۔'' شیرا نے چور لہجے میں کہا۔

''یہ سونیا کو کیا ہو گیا۔ شارق سے تو وہ خود بھی، اس سے تو وہ خود بھی۔''

''محبت کرتی ہے۔'' شیرا نے نظریں نیچی کر کے کہا۔

''کیا؟'' اکبر شاہ کا سانس چڑھنے لگا۔

''ہاں بھیا، وہ شارق کو چاہتی ہے۔''

''کیا بکواس ہے، دونوں بار، وہ اسے ہلاک کرنے کے منصوبے میں شامل تھی۔'' اکبر شاہ بے چینی سے بولا۔

''پاگل تھی، اپنے اندر کا حال سمجھ نہیں سکی تھی، اس محبت کو وہ نفرت سمجھتی رہی، قصور اس کا نہیں تھا اکبر بھیا وہ باؤلی اپنے ذہن سے سوچنا تک نہیں جانتی وہ تو اس کائنات میں صرف دو انسانوں کو اپنا مانتی ہے غلام شاہ اور اکبر شاہ۔ وہ انہی کے دماغ سے سوچتی ہے، وہ انہی کی زبان سے بولتی ہے، اپنے جذبات کو تو اس نے پہلی بار محسوس کیا ہے، شارق کے جانے کے بعد۔ جب تک وہ یہاں تھا وہ بھی اس سے نفرت کر رہی تھی صرف اس لئے کہ اکبر شاہ اسے ناپسند کرتا تھا۔ بڑی بے چینی سے اس نے مجھے بتایا تھا شارق اسے بہت یاد آتا ہے۔''

''اری دیوانی، اری بے وقوف۔ کچھ تو بولتی، کچھ تو کہتی، ارے یہ کیا ہو گیا میرے سینے کا ایک گوشہ ہے وہ شیرا، میری، بہن کہاں ہے وہ تو میرے وجود کا ٹکڑا ہے کون تھا اس کے سوا میرا، ننھی سی تھی وہ، اپنے ہاتھ سے دودھ پلاتا تھا اسے۔ اپنے ہاتھ سے منہ دھلاتا تھا اس کا باؤلی ہمیشہ میرے سینے پر سوتی تھی کونسی بات ٹالی میں نے اس کی کچھ تو کہتی مجھ سے، کچھ اظہار تو کرتی۔'' اکبر شاہ گلوگیر لہجے میں بولا۔

''بس بھیا، بہت معصوم ہے وہ، مگر تم کر بھی کیا سکتے تھے۔''

''کیوں نہ کرتا، شیخا کو جانتا ہوں۔ پاگل نہیں ہے وہ جنونی تھوڑی ہے، قدر کرتا ہے محبت کی۔ ایاز نے سانولی کے پیار میں اس کی جان لینے کی کوشش کی تھی دونوں کی شادی کر دی اس نے۔ ہم ایک دوسرے سے منسلک ہیں شیرا، کوئی کسی کا دکھ نہیں برداشت کر سکتا۔ اب بتاؤ شیرا، کیا کروں میں، اب میں کیا کروں؟''

''ابھی کچھ نہیں گیا بھیا، شارق مل سکتا ہے۔''

''کیسے؟ کہاں؟''

''یہ تو تم جانتے ہو کہ وہ نیا نگر میں، سونیا کو مل چکا ہے۔ چنگو منکو کو مل چکا ہے۔ ایک بات میں دعوے سے کہتی ہوں، میلے میں ضرور ہوگا وہ، اسے تلاش کیا جاسکتا ہے۔'' شیرا نے کہا۔

''میں اسے تلاش کروں گا شیرا۔'' ''تم بھی خیال رکھنا، اور سنو، اسے نہ بتانا کہ، کہ میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے۔''

''ٹھیک ہے بھیا، میں اسے نہیں بتاؤں گی۔''

''شیرا نے کہا۔'' جاؤ اسے سنبھالو۔ کوئی بات بتا دینا۔ اس سے کہنا راجکماری کے بارے میں بات ہو رہی تھی۔'' اکبر شاہ نے کہا اور شیرا گردن ہلا کر باہر نکل گئی۔

❁❁❁

میلہ گاہ بھرتی جا رہی تھی، جگت سنگھ کے علاقے کی چھوٹی چھوٹی بستیوں کے لوگ جوق در جوق آ رہے تھے سرحدوں کے دوسری طرف سے بھی لوگ آ رہے تھے۔ پونم سنگھ نے ساری تیاریاں کر لی تھیں، آنے والے لوگوں کے گروہوں پر اچانک ہی چھاپہ مارا جاتا اور ان کے پاس سے ہتھیار تلاش کئے جاتے، بہت سے ہتھیار دستیاب ہوئے تھے لیکن ان سے کوئی باز پرس نہیں کی جاتی تھی۔ بس یہ کہا جاتا تھا کہ ٹھاکر صاحب کی ہدایت پر میلے میں کسی کے پاس ہتھیار نہیں چھوڑے جاسکتے۔ البتہ جن لوگوں کے پاس خاص ہتھیار برآمد ہوئے انہیں نگاہ میں رکھ لیا جاتا۔ جگت سنگھ خود بھی میلے کے انتظامات کا جائزہ لیتا رہتا تھا اس کی وجہ بھلا کا کیمپ اور غلام شاہ کا سرکس بھی تھا جگت سنگھ روز ہی ان سے ملتا رہتا تھا اور مشورے بھی مانگتا رہتا تھا۔

پھر ایک صبح جب سورج بھی نہیں نکلا تھا اچانک انسانوں کا ایک طوفان امنڈ پڑا، عورتیں، مرد، بچے بوڑھے اور جوان پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس، فاقہ زدہ چہرے لئے بھاگے آ رہے تھے۔ میلہ گاہ میں داخل ہوتے ہی انہوں نے چیخنا شروع کر دیا۔

''دہائی ہے ٹھاکر کی، دہائی ہے جگت سنگھ کی، بچاؤ ہمیں ٹھاکر، بچاؤ ہماری ہائے نہ لو، ہمیں موت سے بچاؤ ٹھاکر۔''

میلے میں سنسنی پھیل گئی تھی۔ سرکس والے بہت صبح جاگنے کے عادی تھے دوسرے لوگ بھی اس چیخ و پکار سے جاگ گئے۔ ہزاروں انسان تھے میلہ گاہ بھرتی جا رہی تھی غلام شاہ بھی جاگ گیا۔

''ارے ای کا ہوئی ہے، کا حملہ ہوئی گیا۔ دیکھو رے ای کا رہے۔'' اور بہت سے لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر ان لوگوں کے قریب پہنچ گئے، پھر گلاب نے آ کر اطلاع دی۔

''یہ راون سنگھ اور چپل سنگھ کے علاقوں کے عوام ہیں شیخا، سرحدیں کھلتے ہی وہاں سے بھاگ نکلے ہیں اور اب ٹھاکر سے پناہ مانگ رہے ہیں۔''

''ارے جا رہے اکبرا، تے جا، ٹھاکر کو کھبر کری ہے۔'' غلام شاہ نے کہا اور اکبر شاہ نے گھوڑا دوڑا دیا۔ کچھ گھڑ سوار بھی اس طرف لپکتے نظر آئے تھے۔ جگت سنگھ کو خبر ملی اور وہ پونم سنگھ کے ساتھ چل پڑا۔ وہ میلہ گاہ میں پہنچا تو آنے والے رونے اور گڑگڑانے لگے۔ وہ راون سنگھ اور چپل کے مظالم سنا رہے تھے اور جگت سنگھ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے تھے۔ اس نے پونم سنگھ سے کہا۔

''پونم، بستی میں جتنے خیمے ملیں انہیں بچھائی کی وادی میں لگوا دو جتنے مکان خالی ملیں انہیں ان میں آباد کرو ان کے لئے خوراک کے ذخیرے خالی کر دو، میں دوسرے انتظامات کرتا ہوں۔''

''سو کھیمے ہم دیت ہیں ٹھاکر، ساتھ ماں کھانے پینے کا سامان بھی۔'' غلام شاہ نے کہا۔ سرکس میں سارے کام بند ہو گئے۔ یونٹ کے سارے آدمی بچھائی وادی میں کام کرنے لگے ایک اور میلہ وہاں لگ گیا تھا۔ سارا دن آنے والوں کی دلجوئی کی گئی۔ ٹھاکر بہت جذباتی ہو گیا تھا۔ اس نے مزید انتظامات شروع کر دیئے خیمے تیار ہونے لگے۔ تمام آبادیوں سے خوراک منگائی جانے لگی کئی دن کئی راتیں اس نے شدید محنت کرتے ہوئے گزار دیں۔ غلام شاہ وغیرہ اس کے ساتھ تھے اور چند روز کے لئے سارے کام معطل ہو گئے تھے۔

پھر بیس افراد کے ایک گروہ نے ٹھاکر سے ملنے کی فرمائش کی اور جگت سنگھ نے اپنی آبادیوں کے سترٹھاکروں کو سندیس بھجوائے کہ وہ فوراً نیا نگر پہنچ جائیں۔ اس نے گروہ کے لوگوں سے کہلوا دیا تھا کہ ٹھاکر خود انہیں بلوائے گا۔ جب یہ سارے سرکردہ لوگ بلاوے پر وہاں پہنچ گئے تو اس نے پہلے انہیں ان بے خانماں لوگوں کے درشن کرائے اس کے بعد بیس افراد کے اس گروہ کو طلب کر لیا۔

''ہمارا دوش بتاؤ ٹھاکر جگت سنگھ، ہمیں بس یہ بتا دو کہ ہم نے کیا کیا تھا۔ ہمیں کیوں ان راکششوں کے حوالے کر دیا تم نے جو ہمارا خون پی گئے۔ ہم نے کیا پاپ کیا تھا ٹھاکر، ہمارا پاپ ہمیں بتا دو۔''

''ٹھاکر جسونت سنگھ، انہیں جواب دو، نانا راؤ جواب دو، انہیں بولو ٹھاکر کھیم سنگھ، یہ سوال تم سے کر رہے ہیں مجھ سے نہیں۔ بھائیو یہ ہیں ہمارے بڑے۔ یہ ہیں وہ جو کہتے تھے کہ جگت سنگھ نے بھائی کا حق مار لیا۔ یہی سارے جو کہتے تھے کہ اگر ٹھاکر جگت سنگھ نے راون چپل کو بے دخل کیا تو وہ بغاوت کریں گے اور ان دونوں کا ساتھ دیں گے۔ انہی کے کہنے پر ہٹوارا ہوا تھا انہوں نے ہی سورج گڑھ راج قائم کر دیا تھا۔ انہوں نے ہی چپل نواس کو راج دیا تھا۔ ان سے پوچھو بھائیو! یہ بتائیں گے تمہیں کہ انہوں نے ایسا کیوں کر دیا۔''

''ہم برباد ہو گئے۔ ہم مٹ گئے ٹھاکرو، ہمارے سارے مارے گئے بچے بھوک سے بلک بلک کر مرے، جوان سپاہیوں کی گولیوں سے۔ عزتیں لٹیں

ٹھاکرا اور ہر گھر کی بہو بیٹی اٹھ گئی۔ راون سنگھ کے منہ چڑھوں نے کسی کو بھی عزت دار نہیں رہنے دیا۔ بتاؤ نیا نگر والو ہمارا کیا دوش تھا اس میں۔ ہم نے تو نہیں کہا تھا کہ ہمیں راون سنگھ کے حوالے کر دیا جائے جواب دو ٹھاکرو ہمارا سہارا کون بنے گا؟''

ٹھاکروں کی گردنیں جھک گئی تھیں وہ اپنے آپ ہی کو قصوروار سمجھ رہے تھے حالانکہ جب راون سنگھ اور چنچل سنگھ نے اپنے اپنے حصوں کا مطالبہ کیا تھا تو یہ بات جگت سنگھ نے کہی تھی کہ یہ دونوں ناتجربہ کار ہیں اور سرکش بھی حکومتیں سنبھال نہیں پائیں گے اور برائیاں پھیلیں گی تو یہی ٹھاکر دبی دبی زبان میں بولے تھے کہ دراصل جگت سنگھ اپنے بھتیجوں کو کوئی مقام دینا نہیں چاہتا بلکہ ہر چیز پر اپنا ہی قبضہ رکھنا چاہتا ہے۔ جگت سنگھ نے یہ باتیں سن لی تھیں اور اس کے بعد اس نے خاموشی سے ان لوگوں کی خواہش کے مطابق بٹوارہ کر دیا تھا لیکن آج یہ سب گردن جھکائے کھڑے تھے، جگت سنگھ نے کہا۔

''ٹھاکرو جھکی ہوئی گردنیں کبھی کسی مسئلے کا حل نہیں پیش کرتیں۔ گردنیں اٹھاؤ اور ان کا فیصلہ کرو، جگت سنگھ تمہیں حکم دیتا ہے کہ کل جس طرح تم نے راون سنگھ اور چنچل سنگھ کی حمایت کی تھی۔ آن ان لوگوں کے بارے میں بھی اپنی زبان کھولو تمہیں زبان کھولنا ہوگی۔''

تب ٹھاکر آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے اور پھر وہ پر جوش لہجے میں بولے۔

''راون سنگھ اور چنچل سنگھ پر حملہ کرو۔ ہم سب اپنے تن من سے اس حملے کی قیادت کریں گے۔ راون سنگھ اور چنچل سنگھ کو معزول کر دیا جائے اور چنچل تواس اور سورج گڑھ اور اس کی تمام آبادیوں پر قبضہ کر لیا جائے۔ نئے سرے سے ان تمام جگہوں کو نیا نگر کا نام دے دیا جائے ٹھاکر، اب ہم تمہاری قیادت میں ان لوگوں کی مدد کریں گے، راون سنگھ اور چنچل سنگھ کو فوراً گرفتار کر لیا جائے حملہ کرو صرف حملہ۔''

''سوچ لو ٹھاکر کل کہو گے بھتیجوں کے حق پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے جگت سنگھ نے سازش کر ڈالی۔ پتہ لگا لو ان لوگوں سے اس سازش کا تا کہ کل تمہارے پاس کہنے کے لئے کچھ نہ رہے۔''

''نہیں ٹھاکر جگت سنگھ بھول ہوئی تھی ہم سے، ہم نے تو بس ایک سچ کی حمایت کی تھی لیکن اگر اس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے تو یہ لوگ ہمارے دشمن نہیں ہیں ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں ٹھاکر جگت سنگھ کہ کل جب ہم نے یہ بستیاں بسانے کی بات کی تھی تو آج ایک بار پھر ان بستیوں کو بسانے کی بات کرتے ہیں لیکن اب یہ تمہاری ہی نگرانی میں رہیں گی اور اس کے بعد جیون بھر کبھی یہ مطالبہ نہیں دہرایا جائے گا۔ ہمارے پاس جتنے وسائل ہیں، جتنے آدمی ہیں، سب تمہارے ساتھ اس حملے میں شریک ہوں گے، ٹھاکر حملہ کرو فوراً حملہ کرو۔'' ٹھاکر جگت سنگھ نے گردن ہلائی اور بولا۔

''تو پھر میلہ ختم ہو جانے دو۔ میلہ ختم ہو جائے اس کے بعد ان دونوں علاقوں پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا جائے گا اور اس کے لئے ٹھاکر تمہیں پوری پوری مدد کرنا ہوگی۔''

''ہم ہر طرح سے حاضر ہیں ٹھاکر جگت سنگھ تم ہمیں کبھی پیچھے نہیں پاؤ گے۔''

''لیکن اس سے پہلے ہمیں یہاں سے واپس بھیجنے کی کوشش نہ کی جائے ہم یہیں جان دے دیں گے ٹھاکر، اپنے علاقوں میں واپس نہیں جائیں گے۔'' مظلوم لوگوں کے وفد کے سربراہ نے کہا اور ٹھاکر جگت سنگھ نے انہیں اطمینان دلاتے ہوئے جواب دیا۔

''نہیں بھائیو! ہم تمہیں موت کے منہ میں نہیں دھکیلیں گے تم بالکل فکر مت کرو یہاں آرام سے رہو، تمہیں اس وقت تک تمہاری آبادیوں میں واپس نہیں بھیجا جائے گا جب تک ہم تمہارے لئے وہاں بہترین ماحول نہیں پیدا کر دیں گے۔'' ٹھاکروں نے پیشکشیں کیں کہ وہ ان لوگوں کے اخراجات اٹھانے کے لئے تیار ہیں اور اس سلسلے میں انہوں نے کچھ تجاویز بھی پیش کیں۔ انہوں نے کہا کہ نئے آنے والوں کے لئے جگہ تیار کی جائے وہ اپنا سارا دھن دولت ان کی آبادکاری پر لٹا دیں گے۔ انہیں کوئی تکلیف نہیں ہونے دی جائے۔ جگت سنگھ نے اطمینان کا اظہار کیا تھا اور آنے والے بھی پرسکون ہو گئے تھے۔ غرضیکہ یہ مسئلہ اس طرح طے ہوا۔ ٹھاکروں نے اپنے اپنے حصے بانٹ لئے تھے اور بلاشبہ انسانی ہمدردی کے جذبے ان کے سینوں میں ابھر آئے تھے اور انہوں نے ان لوگوں کے لئے ہر طرح کی آسائشوں کا بندوبست کیا تھا اور بھی بہت سے لوگ میلہ گاہ میں آئے۔ بعض وہ تھے جو صرف میلے میں شرکت کے لئے آئے تھے اور بے شمار ایسے تھے جو سرحدیں کھل جانے کے بعد اپنے گھربار چھوڑ بھاگے تھے۔ پھر میلے میں پہلی بار دھونسا بجا اور اس طرح میلے کا آغاز ہو گیا۔ آتش بازیاں چلائی گئی تھیں اور ساری رات جشن کا سماں رہا تھا۔ یہ میلے کے آغاز کا اعلان ہوتا تھا چنانچہ میلے کی ہنگامہ خیزیاں شروع ہو گئیں۔ کھیل کرتب تماشے دکھانے والوں کی بن آئی۔ ہر طرف ساز و آواز کی ہنگامہ خیزیاں پھیل گئیں اور سرکس کے سامنے کے حصے پر بنے ہوئے اسٹیج پر مسخرے ناچنے گانے لگے۔ سرکس کا پنڈال بھر گیا اور پہلا شو پیش کیا گیا۔ اس پہلے شو میں سرکس کے وسیع و عریض پنڈال میں تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی سرکس کے فنکاروں نے بھی کمال ہی کر دکھایا تھا۔ ایسے ایسے شاندار مظاہرے کئے گئے تھے کہ نیا نگر کے رہنے والے دانتوں میں انگلیاں دبا کر رہ گئے۔ ہر شخص اپنے اپنے فن کا کمال پیش کر رہا تھا۔ جھولے پر سانولی اور ایاز پھرکی کی طرح بھاگتے پھر رہے تھے اور ہر وہ کھیل پیش کیا گیا تھا جو لوگوں کو حیران کر دے لیکن پورے میلے میں کچھ آنکھیں تھیں جو اداسی میں ڈوبی ہوئی کسی کو تلاش کر رہی تھیں۔ اوّل سونیا جس کی نگاہیں تماشائیوں کے ہجوم میں ایک ایک چہرے کا جائزہ لے رہی تھیں، اکبر شاہ بھی تھا جسے شارق کی تلاش تھی اور تیسرے نمبر پر شیرا تھی جو ان دونوں کی مدد کرنے کے لئے خود بھی شائقین کے ہجوم میں شارق کو تلاش کر رہی تھی لیکن شارق کا چہرہ نظر نہیں آیا تھا۔ ایک سمت تو سرکس کے ہنگامے جاری تھے۔ دوسری طرف یہ لوگ شارق کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ پھر جب سرکس کا پہلا شو ختم ہوا تو سونیا نے اداس لہجے میں شیرا سے کہا۔

''نہیں شیرا وہ نہیں آیا۔''

''وہ آئے گا، ضرور آئے گا سونیا تمہیں اطمینان رکھنا چاہئے۔''

''آہ وہ اگر آیا بھی تو ہمیں اس کا پتہ نہیں چل سکے گا، تمہارا کیا خیال ہے کیا اب بھی اس کے ہاتھ میں محبت کے پھول ہوں گے۔''

''سونیا مایوس نہ ہو تمہارے دل میں اگر اس کا پیار جاگا ہے تو یقینی طور پر وہ تو تم سے بھی پہلے تم سے پیار کرتا تھا۔''

''ہاں وہ پیار کرتا تھا لیکن اس بدبخت کنور جیت نے، سب کچھ چوپٹ کر دیا۔''

''لیکن تمہیں یہ بات بھی معلوم ہے کہ اس کے سامنے ہی تم نے کنور جیت پر لعنت بھیجی تھی اور اسے بدشکل بنا دیا تھا۔ وہ یہ بات اب اچھی طرح جان چکا ہے کہ تم کنور جیت کی جانب متوجہ نہیں تھیں۔ کم از کم اس طرف سے تو اس کا دل صاف ہو گیا ہوگا۔ سونیا ایک بات کا پورا پورا اطمینان رکھو اب وہ کیفیت نہیں ہے جو اس کے دل میں پیدا ہو گئی تھی وہ آئے گا اور ضرور آئے گا۔'' سونیا کی آنکھوں میں اُمید کے چراغ روشن ہو گئے تھے۔

نیا نگر کے لوگ بڑے زندہ دل ثابت ہوئے تھے سرکس نے تو گویا نیا نگر لوٹ ہی لیا تھا۔ اس کے تمام شو اس طرح کھچا کھچ بھرے ہوتے تھے کہ لوگوں کو مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا تھا پھر کسی بھی اچھے آئٹم پر وہ دل کھول کر فنکاروں کو داد ہی نہیں دیا کرتے تھے بلکہ انعامات بھی دے رہے تھے اور سرکس کے تمام فنکار بھی پوری طرح دل لگا کر اپنا فن پیش کر رہے تھے۔ سرکس نے تو یہاں قیامت ڈھا رکھی تھی۔

دوسری طرف بھلا صاحب بھی اب معذرت خواہانہ انداز ختم کر کے اپنے کام میں مصروف تھے، منشی فقیر دین نے کہانی میں جو ننھی ردوبدل کی تھی اس نے کہانی کو اور چار چاند لگا دیئے تھے۔ مصیبت آئی تھی تو بس اکبر شاہ کی جسے راجکماری سے پوری طرح تعاون کرنا پڑ رہا تھا۔ کئی بار شوٹنگ ہو چکی تھی۔ بھلا صاحب سرکس میں بھی شو کے دوران کئی شوٹنگ کر چکے تھے اور اس کے علاوہ وہ جو مناظر فلمائے جانے تھے ان کے لئے اکبر شاہ سے بے تکلفی سے فرمائش کر دی جاتی تھی۔ اکبر شاہ اب تن بہ تقدیر ہو گیا تھا، جو مصیبت گلے آ پڑی تھی اس سے جان بچانے کا ایک ہی ذریعہ نظر آتا تھا وہ یہ کہ بھلا صاحب سے بھرپور تعاون کرے اور ان کی یہ فلم مکمل کرا دے۔ ادھر بھلا صاحب تھے کہ اکبر شاہ پر نثار ہوئے جا رہے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ اکبر شاہ میں اس قدر فنکارانہ صلاحیتیں موجود ہیں کہ اسے سرکس کے بجائے فلمی دنیا ہی میں ہونا چاہئے تھا۔ ادھر راجکماری اکبر شاہ کی جان کے پیچھے پڑ گئی تھی۔ اس کی تمام تر توجہ اور محبت اکبر شاہ کے لئے وقف ہو گئی تھی اور وقت بے وقت وہ جب بھی چاہتی اکبر شاہ کے خیمے میں آ گھستی ایک بار اکبر شاہ نے دبی زبان سے اس سے احتجاج بھی کیا۔

''کماری جی آپ کی مصروفیات بے پناہ ہیں، میں تو ایک بے کار سا آدمی ہوں سرکس میں کام کیا اور اس کے بعد آزادی لیکن آپ میرے اوپر بہت وقت ضائع کر رہی ہیں۔''

''کیسی باتیں کرتے ہیں شاہ صاحب۔ آپ نے جو فن پیش کیا ہے وہ بے مثال ہے۔ میں تو حیران نگاہوں سے آپ کو دیکھتی ہوں اور سوچتی ہوں کہ بعض لوگ اپنے محور سے کس قدر دور ہٹ جاتے ہیں۔ اگر آپ نے اب تک فلمی دنیا کا رخ کرلیا ہوتا تو صف اوّل کے ہیرو ہوتے۔ آپ یقین کریں میں آپ کی صورت میں مستقبل کا ایک شاندار ہیرو دیکھ رہی ہوں۔ اگر آپ فلمی دنیا کی طرف متوجہ نہ بھی ہوئے تو بس ذرا اس فلم کو ریلیز ہو جانے دیجئے اس کے بعد دیکھئے گا کہ فلم ڈائریکٹرز کس طرح آپ کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ لیکن شاہ صاحب ایک وعدہ کرنا ہوگا آپ کو۔''

''کیا؟'' اکبر شاہ نے بیزار لہجے میں کہا۔

''آپ جب بھی کسی نئے ڈائریکٹر سے فلم کا معاہدہ کریں گے تو اس میں ہیروئن کے طور پر مجھے کاسٹ کرنے کی فرمائش کریں گے سمجھ لیجئے آپ، اب زندگی ہے جب تک آپ کا پیچھا چھوٹنا ممکن نہیں۔''

''آپ سے۔'' اکبر شاہ نے رندھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جی مجھ سے سمجھ رہے ہیں نا آپ۔ میں بھی بہت مستقل مزاج قسم کی عورت ہوں۔ ایک بار جس کو نگاہوں میں جمالوں بس سمجھ لیجئے کہ زندگی کے آخری سانس تک اس کی مجھ سے جدائی ممکن نہیں ہے۔''

اکبر شاہ ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں لے کر رہ جاتا تھا۔ ویسے اس نے دل میں سوچا تھا کہ کماری جی اگر آپ کی وجہ سے سرکس سے بھاگنا پڑا تو میں اس سے گریز نہیں کروں گا۔

❁❁❁

بلبیر امیلے میں پہنچ گیا۔ اس نے اپنا حلیہ اچھی طرح بدل لیا تھا۔ اب اس کے چہرے پر گل مچھے پھیلے ہوئے تھے۔ ایک آنکھ پر کالا ٹیپ چڑھا ہوا تھا۔ بغل میں بیساکھی دبی ہوئی تھی۔ چتیل سنگھ نے بھی اپنی حلیہ خوب بدلا تھا۔ وہ آٹھوں آدمی ان کے ساتھ تھے جن کے سپرد اہم ذمے داریاں کی گئی تھیں۔ سرحد عبور کر کے جب وہ جگت سنگھ کے علاقے میں داخل ہوئے تو ایک خاص جگہ انہیں روک لیا گیا۔ اچانک ہی سپاہیوں نے ٹیلے کے عقب سے یلغار کی تھی اور انہیں رک جانے کا اشارہ کیا تھا۔ سب رک گئے۔ بلبیر سنگھ نے فوراً چاروں طرف نگاہ دوڑائی، اسے ٹیلوں پر مسلح سپاہی مستعد نظر آئے تھے۔

''ہوشیار ٹھاکر صاحب، ہوشیار۔'' چتیل سنگھ نے کوئی جواب نہ دیا۔ چار گھڑ سوار ان کے پاس پہنچ گئے۔

''آپ لوگوں کے پاس ہتھیار ہیں؟''

''ہاں ہیں، کیا بات ہے؟'' بلبیر سنگھ نے پوچھا۔

''آپ یہ ہتھیار ہمارے پاس چھوڑ دیں۔''

''کیوں؟''

''ٹھاکر جگت سنگھ کا حکم ہے۔''

''ہم ٹھاکر ہیں اور ہتھیار ہمارا زیور ہوتے ہیں، ٹھاکر جگت سنگھ کو ہمارے ہتھیاروں سے کیا ڈر ہے؟''

''اگر تم میلے میں جانا چاہتے ہو تو سارے ہتھیار یہاں چھوڑ دو۔ ورنہ واپس چلے جاؤ۔ یہ زیور لے کر تم میلے میں ناچنے نہیں جا رہے، میلہ دیکھنے آئے ہو جنگ کرنے نہیں۔ فوراً سارے ہتھیار اتار دو۔''

بلبیر سنگھ نے ایک لمحے کے لئے سوچا پھر اپنی رائفل اتار کر سپاہی کے ہاتھ میں دے دی اس کے بعد دوسروں نے اس کی تقلید کی۔ پھر بلبیر سنگھ نے پوچھا۔

''کیا میلے میں آنے والے سارے لوگوں کے ساتھ یہی سلوک کیا گیا ہے؟''

''میلے میں اگر کسی کے پاس ایک پستول بھی ہوا تو اسے گرفتار کر کے سزا دی جائے گی۔''

''میلے کے اعلان میں تو یہ نہ کہا گیا تھا۔''

''اب تم آگے جا سکتے ہو۔'' سپاہیوں نے کہا اور بلبیر سنگھ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے گھوڑا آگے بڑھا دیا۔ اس جگہ سے کچھ دور آنے کے بعد وہ اپنا گھوڑا چتیل سنگھ کے گھوڑے کے برابر میں لے گیا۔

''میں نے آپ سے کہا تھا نا مہاراج، سرکس والے بڑے شیطان لوگ ہیں ٹھاکر جگت سنگھ اتنے ہوشیار نہ تھے۔''

''بہت برا ہوا ہے بلبیر سنگھ، اس کا مطلب ہے کہ ہمارے آگے جانے والے سارے لوگ نہتے کر دیئے گئے ہوں گے اب کیا ہوگا، ہتھیاروں کے بغیر وہ ہماری خاک مدد کر سکیں گے۔ بڑے بیوقوف لوگ تھے اگر ایسی بات تھی تو راستے ہی سے واپس آ کر ہمیں اطلاع تو دیتے بلبیر سنگھ یہ تو بہت برا ہوا اب ہوگا کیا؟'' چتیل سنگھ نے پریشان لہجے میں کہا۔

''کھیل بدلنا پڑے گا مہاراج، پورا کھیل بدلنا پڑے گا۔ اب تو پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ اور کیا کیا ہوا ہے۔ ان لوگوں کو حکم دے دیجئے کہ پرانی ہدایات منسوخ کی جاتی ہیں۔ عام لوگوں کی طرح میلے میں جائیں اور جب تک نیا حکم نہ ملے خاموشی سے میلہ دیکھیں۔''

''اس کے بعد کیا کرو گے؟''

''حالات دیکھ کر قدم اٹھانے پڑیں گے۔''

''واپس ہی کیوں نہ چلیں۔''

''ٹھاکروں کے پاؤں آگے بڑھتے ہیں مہاراج تو پیچھے نہیں ہٹتے۔ اپنا کام تو ہم کر کے ہی جائیں گے۔ آپ چنتا نہ کریں، بس کھیل نیا کھیلنا پڑے گا جو سوچا ہے وہ تو ضرور ہوگا۔''

چتیل سنگھ خاموش ہو گیا مگر اس بات سے وہ پریشان ہو گیا تھا۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ جگت سنگھ بے خبر نہیں ہے۔ لیکن اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا کچھ اور کیا جائے تو سپاہیوں کو شبہ نہ ہو جائے لینے کے دینے پڑ جائیں گے یہ تو جگت سنگھ کا علاقہ ہے۔ وہ سب میلہ گاہ میں داخل ہو گئے، یہاں ان سب کی پھر سے تلاشی ہوئی لیکن کسی کو کوئی اور شبہ نہیں ہو سکا تھا۔ انہوں نے اپنے قیام کے لئے ایک جگہ پسند کر لی اور وہاں خیمے لگ گئے۔ چتیل سنگھ بلبیرا کے ساتھ میلے کا جائزہ لے رہا تھا۔

''دیکھ رہے ہو بلبیر سنگھ۔'' چتیل سنگھ نے سرسراتی ہوئی آواز میں کہا۔

''دیکھ رہا ہوں مہاراج اور سوچ بھی رہا ہوں۔''

''کیا دیکھا تم نے؟''

''آپ ٹیلوں پر چڑھے ہوئے سپاہیوں کی بات کر رہے ہیں نا۔ ٹھاکر نے میلے کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے۔''

''یہی کہہ رہا تھا میں۔''

''ٹھاکر جگت سنگھ نے ان لوگوں کو خاص طور سے بلوایا ہے مہاراج۔ یہ چالاک لوگ ٹھاکر کو بڑے زبردست مشورے دے رہے ہیں۔ مگر کوئی بات نہیں ہم بھی مقابلہ کریں گے۔''

''خاک مقابلہ کرو گے، ہتھیاروں کی جگہ ایک کیل بھی نہیں چھوڑی گئی ہمارے پاس، کچھ کریں گے تو بے موت مارے جائیں گے میرا خیال ہے کچھ روز خاموشی سے میلے میں گزارو پھر واپس چلو، اسی میں بچت ہے۔''

''آپ ہمت ہار رہے ہیں مہاراج۔''

''تم خود سوچو بلبیر سنگھ، ہتھیاروں کے بغیر ہم کیا کر سکتے ہیں۔''

''ہتھیار مل جائیں تو؟'' بلبیر سنگھ نے کہا۔

''کیا مطلب؟''

''ٹھاکر نے میلے میں باہر سے آنے والوں کے ہتھیار لئے ہیں مگر اندر تو ہتھیار ہوں گے نا۔ ٹھاکر کا اپنا اسلحہ خانہ تو ہے نا۔ وہ ہتھیار ہمارے پاس آ جائیں گے تے پتیل سنگھ مہاراج۔ ذرا دھیرج رکھیں ہمت نہ ہاریں۔''

''وہ کیسے ہمارے پاس آ جائیں گے۔''

''کیوں مہاراج ہمارے ہاتھ پاؤں بھی لے لئے کیا ٹھاکر نے۔ یہ کھیل بلبیر سنگھ کا ہے پتیل سنگھ مہاراج، کھیلنے دیں مجھے، کھیلنے دیں۔''

''ہوشیاری سے کام کرنا بلبیر، ہوشیاری سے۔'' پتیل سنگھ نے تشویش بھرے لہجے میں کہا اور اپنے خیمے میں چلا گیا۔ بلبیر سنگھ بیساکھی کے سہارے چلتا ہوا اپنے خیمے میں آ گیا۔ پورن سنگھ یہاں موجود تھا۔

''دھت تیرے ٹھاکر پتیل سنگھ کی۔ یہ پتیل تو اس کا حکمران ہے۔ جان نکل رہی ہے سسرے کی۔ سنا پورن سنگھ جان نکل رہی ہے ٹھاکر پتیل سنگھ کی۔''

''ابھی سے نکلنا شروع ہو گئی مہاراج۔'' پورن سنگھ نے کہا اور بلبیر سنگھ ہنس پڑا۔

''ہاں موت نظر آنے لگی ہے اسے۔ موت نے اس پر سایہ کر لیا ہے۔ مگر پورن سنگھ بات تو ہے، ہتھیار نہیں ہوں گے تو کسی مشکل موقع پر ہم اپنا بچاؤ نہیں کر سکیں گے۔ ہتھیار تو ہمارے لئے بھی ضروری ہیں ویسے ان سسروں نے بندوبست بہت اچھا کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ٹھاکر جگت سنگھ نے کسی کے مشورے سے ہی سبھی کام بہت چوکھا کیا ہے، پورن سنگھ باقی لوگوں کا کچھ ہو یا نہ ہو ہمیں اپنے کام کے لئے ہتھیار ضرور چاہئیں اور میرے جو آدمی میلے میں آ گئے ہیں ان کے لئے بھی ہتھیار حاصل کرنا ضروری ہوگا۔ اس سلسلے میں کیا کیا جائے ذرا یہ سوچو۔'' پورن سنگھ چند لمحات خاموش رہا۔ پھر مستعدی سے بولا۔

''یہ کام ہم پر چھوڑ دیں مہاراج جب اتنا بڑا کام کرنا ہے تو یہ کام تو بہت چھوٹا ہے۔''

''کیا کرو گے یہ بتاؤ کیا کرو گے؟''

''مہاراج، اپنے لئے ہتھیار حاصل کرنا اتنا زیادہ مشکل نہیں ہوگا یہاں موجود سپاہیوں کے ہتھیار بھی تو چرائے جا سکتے ہیں۔ کم از کم فوری طور پر مجھے اور آپ کو مسلح ہونا چاہئے، اس کے علاوہ میں کوشش کروں گا کہ ٹھاکر جگت سنگھ کے اسلحہ خانہ کا پتہ لگا لوں کوئی تو ایسی جگہ ہوگی جہاں مہاراج اسلحہ موجود ہو۔'' بلبیر سنگھ نے گردن ہلائی اور بولا۔

''ہاں یہی میرا خیال ہے ہمیں اسلحہ ملنا چاہئے فوراً ملنا چاہئے۔''

''تو پھر مجھے اجازت دیں مہاراج میں اسلحہ تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔''

''ہوشیار رہنا پورن سنگھ اس وقت تم میرے ہاتھ بنے ہوئے ہو، تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہئے۔''

''مہاراج بلبیر سنگھ کے ہاتھ اتنے کمزور نہیں ہو سکتے کہ کسی طرح نقصان اٹھا جائیں آپ بالکل چنتا نہ کریں یہ میری ذمے داری ہے اور میں ہوشیار رہوں گا۔'' بلبیر سنگھ نے پر مسرت انداز میں پورن سنگھ کو دیکھا اور بولا۔

''پورن سنگھ! ساتھیوں ہی کے بل پر بڑی بڑی حکومتیں قائم ہوئی ہیں کھیل صرف اتنا سا بدلا ہے کہ ہم کوئی بڑا ہنگامہ نہیں کریں گے۔ میں جو تم سے کہہ چکا ہوں وہی کر دکھاؤں گا چتیل سنگھ میرے حساب میں ہے اور جگت سنگھ تمہارے حساب میں باقی رہ گیا، غلام شاہ تو اس کا تو میں جو حال کروں گا وہ دیکھنے کے قابل نہ ہوگا میرا سارا پروگرام جو کا توں ہے لیکن بس ہتھیار نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں ذرا زیادہ ہوشیاری سے کام کرنا ہوگا۔''

''میری رائے ہے مہاراج کہ ابھی آپ چتیل سنگھ مہاراج کو زندہ رہنے دیں اور سرکس والے پر بھی ہاتھ نہ ڈالیں پہلے ایک کام ہو جانا چاہئے اس کے بعد ہم باقی دوسرے کام کریں گے، ٹھاکر جگت سنگھ کی موت سب سے پہلے ضروری ہے کیونکہ اس کے بعد جو افراتفری پھیلے گی اسے سنبھالنے والا کوئی نہیں ہوگا اور یہی ہمارے لئے کام کی بات ہو سکتی ہے۔''

بلبیر سنگھ نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا اور بولا۔ ''تو بھی بڑا ہی معلوم ہوتا ہے پورن سنگھ خالی سپاہی نہیں ہے تو جس کے پاس دماغ ہو وہ خالی سپاہی نہیں ہوتا اور تو خالی سپاہی ہے کیا دیوان ہے نیا نگر کا سمجھا، نیا نگر کا دیوان ہے تو ٹھاکر بلبیر سنگھ کا خاص آدمی، جاؤ پورن سنگھ، ہوشیاری سے اپنا کام کرو جلد بازی کی ضرورت نہیں ہے ابھی تو میلے کے رنگ بھی دیکھنے ہیں بس اپنے آپ کو ذرا محفوظ رکھنا۔''

''آپ بالکل اطمینان رکھیں مہاراج پورن سنگھ اب اتنا کچا بھی نہیں ثابت ہوگا۔'' بلبیر سنگھ نے گردن ہلا دی تھی۔ پھر پورن سنگھ بلبیر سے اجازت لے کر چلا گیا اور خود بلبیر سنگھ میلے کا ایک چکر لگانے کی تیاریاں کرنے لگا۔ وہ اپنے آپ کو بھولنے کی کوشش کرتا تھا لیکن جب بیساکھی اسے بغل میں لگانا پڑتی تو اس کا دل ودماغ سلگ اٹھتا تھا۔ غلام شاہ کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا تھا، غلام شاہ کی وجہ سے وہ اپنے ایک پاؤں سے محروم ہو گیا تھا اور اس بات کو وہ نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ پورن سنگھ تو چلا گیا اور اس کے بعد وہ خود بھی تیار ہو کر باہر نکل آیا۔ میلہ گاہ کا ایک چکر لگانے میں اس کی حالت خراب ہو گئی تھی لیکن جو کچھ اس نے معلوم کیا تھا وہ بھی بہت دلچسپ تھا میلہ گاہ کی مختلف آبادیوں میں سورج گڑھ کے لاتعداد لوگ موجود تھے۔ مختلف لوگوں سے ان کے بارے میں بلبیر سنگھ کو تمام تفصیلات معلوم ہو گئی تھیں بہت دیر تک وہ ادھر ادھر چکر لگاتا رہا اور اس کے بعد واپس چتیل سنگھ کے پاس آ گیا، چتیل سنگھ پر نجانے کیا مصیبت طاری ہو گئی تھی۔ وہ مسلسل اپنے خیمے میں گھسا ہوا تھا۔ بلبیر سنگھ کو دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

''کہو بلبیر کیا خبر لائے؟''

''بڑی عجیب عجیب خبریں ہیں مہاراج لگتا ہے آپ اپنے خیمے سے باہر ہی نہیں نکلے۔''

''سوچ میں ڈوبا ہوا ہوں بلبیر سنگھ غور کر رہا ہوں کہ آگے کیا ہونا چاہئے۔''

''کچھ زیادہ ہی پریشانی آپ نے خود پر لادی ہے مہاراج حالانکہ اس کی ضرورت نہیں ہے البتہ ٹھاکر جگت سنگھ نے جو کچھ کیا ہے آپ کو اس کے بارے میں بالکل نہیں معلوم ہوگا۔ سورج گڑھ اور مہاراج راون سنگھ کی ساری حکومت کی آبادیاں سٹ کر میلے میں آگئی ہیں اور ٹھاکر جگت سنگھ نے انہیں جگہ جگہ آباد کر دیا ہے۔ نیا نگر کے ٹھاکران کی خبر گیری کر رہے ہیں خوراک، کپڑا اور تمام چیزیں انہیں دے رہے ہیں ذرا چل کر تو دیکھیں مہاراج، میں تو لنگڑا ہونے کے باوجود ساری خبریں لے آیا ہوں۔''

''کیا کہہ رہے ہو بلبیر سنگھ؟''

''ہاں مہاراج جو کچھ مجھے معلوم ہوا ہے وہ بڑا انوکھا ہے اور اس سلسلے میں دور تک کی خبریں لا سکتا ہوں ٹھاکر جگت سنگھ نے جو کچھ کیا ہے مہاراج وہ معمولی کام نہیں ہے اور ایک بار پھر میں یہ بات کہوں گا کہ ٹھاکر جگت سنگھ اتنا دماغ والا کبھی نہیں تھا یہ سب انہی کتوں کا کھیل ہے جنہیں ٹھاکر جگت سنگھ نے نیا نگر میں بلا لیا ہے، میلہ نہ ہوتا مہاراج ان حالات میں میلہ کبھی نہ ہوتا، میں حیرت سے یہ بات کئی بار سوچ چکا ہوں کہ ان حالات کو جاننے کے باوجود آخر ٹھاکر جگت سنگھ نے میلہ کیوں لگا دیا لیکن پتہ چلتا ہے کہ اس بار یہ میلہ جو لگا ہے وہ بہت سی کہانیاں اپنے ساتھ لے کر آیا ہے اور اپنے ساتھ لے جائے گا۔ سرحدیں کھول دی گئی ہیں اور سورج گڑھ اور چتیل نواس کے آدمیوں کو کھلی دعوت دے دی گئی ہے کہ وہ نیا نگر میں آجائیں اور یہاں ٹھاکر جگت سنگھ کو اپنی کہانیاں سنائیں۔ چنانچہ یہی ہوا ہے آبادیاں کی آبادیاں یہاں آکر آباد ہوگئی ہیں اور اب یہ کام آسان ہوگیا ہے مہاراج ٹھاکر جگت سنگھ، سورج گڑھ میں اپنی فوجیں داخل کر دیں، مہاراج راون سنگھ ان کے قبضے میں ہیں اور چتیل نواس سے ابھی مقابلے کے بارے میں سوچا نہیں جا سکتا، ہو سکتا ہے ٹھاکر جگت سنگھ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ پہلے سورج گڑھ پر قابو پالیں اور اس کے بعد چتیل نواس کا رخ کریں۔''

''ہمپ، پھر پھر کیا ہوگا، بلبیر سنگھ؟'' چتیل سنگھ نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

''ارے کچھ نہیں ہوگا مہاراج سارے کام اسی طرح ہوں گے جس طرح ہم نے چاہے ہیں بس آپ بلبیر سنگھ پر بھروسہ رکھیں، بلبیر سنگھ نے کھیل شروع کر دیا ہے۔'' چتیل سنگھ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بلبیر سنگھ دیر تک اس سے اس موضوع پر گفتگو کرتا رہا اور اس کے بعد خیمے سے باہر نکل آیا۔ چتیل سنگھ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا۔

پورن سنگھ کی واپسی ساری رات نہیں ہوئی تھی بلبیر سنگھ دیر تک اس کا انتظار کرتا رہا اور اس کے بعد آرام کرنے لیٹ گیا تھا۔ پھر وہ انہی تمام باتوں کے بارے میں سوچتے سوچتے سو گیا پورن سنگھ دوسری صبح واپس آیا جب بلبیر سنگھ کو یہ پتہ چلا کہ پورن سنگھ ساری رات غائب رہا ہے تو وہ پریشان ہو گیا تھا لیکن صبح کو پورن سنگھ واپس آیا تو اس نے سکون کا گہرا سانس لیا۔ پورن سنگھ اس کے خیمے میں آ گیا تھا۔

''ساری رات کہاں غائب رہے تم؟'' بلبیر سنگھ نے پوچھا اور پورن سنگھ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''مہاراج نے جو ذمے داری میرے سپرد کی تھی اسے پوری نہ کرتا کیا، مگر تھوڑی سی کسر رہ گئی۔''

''کیا؟'' بلبیر سنگھ نے پوچھا اور پورن سنگھ نے دو پستول نکال کر بلبیر سنگھ کے سامنے رکھ دیئے۔

''ارے واہ تم اپنا کام کر کے آئے ہو۔''

''ہاں مہاراج لیکن ابھی ادھورا ہے۔''

''کیا مطلب؟''

''پستول مل گئے گولیاں نہیں ہیں ان میں۔''

''اوہ گویا یہ خالی ہیں۔''

''ہاں مہاراج لیکن، لیکن جو کچھ کر کے آیا ہوں وہ سنیں گے تو خوشی سے اچھل پڑیں گے۔''

''کیا کر کے آئے ہو؟''

''مہاراج ان ٹیلوں پر جگت سنگھ کے فوجی ڈٹے ہوئے ہیں اور میلے میں چاروں طرف نگاہیں رکھتے ہیں ان فوجیوں کے پاس اسلحہ موجود ہے اور یہ پستول بھی ایسے ہی دو فوجیوں کے ہیں لیکن میں نے ایک ایسا غار تلاش کیا ہے جہاں ان لوگوں کا اسلحہ بھرا ہوا ہے۔''

''واہ کیا اس اسلحے کا حصول آسان ہوگا۔''

''اب اتنا آسان تو نہیں مہاراج لیکن اگر اس میں سے تھوڑا تھوڑا ہم لوگ حاصل کرتے رہے تو خاموشی سے ہمارے پاس کافی اسلحہ جمع ہو جائے گا۔''

''وہ غار کس طرف ہے۔''

''یہ جو سامنے کے ٹیلے ہیں ناں مہاراج جو ہمارے خیمے کے بالکل سامنے پڑتے ہیں ان کے پیچھے غاروں کا ایک وسیع سلسلہ ہے انہی میں سے ایک غار میں یہ اسلحہ موجود ہے۔''

''پہرے دار بھی ہوتے ہوں گے وہاں؟''

''کیوں نہیں مہاراج پہرے دار نہ ہوں گے اسلحہ خانے پر۔''

''تو پھر ہم اسے کیسے حاصل کریں گے۔''

''مہاراج کی نگاہیں بہت تیز ہیں، مہاراج صحیح طور پر فیصلہ کرسکیں گے، میرا خیال ہے ایک نگاہ آپ بھی ان غاروں کو دیکھ لیں اس کے بعد کوئی فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ ہم وہاں سے اسلحہ کیسے اٹھائیں، ظاہر ہے وہاں پر حملہ کرنا تو مناسب نہیں ہوگا کیونکہ ہمارے پاس زیادہ آدمی بھی نہیں ہیں اور پھر سارے کے سارے نہتے ہیں۔''

''سوال ہی نہیں پیدا ہوتا مگر تم مجھے اسلحہ خانہ دکھادو۔''

''یہ کام رات ہی کو ہوسکتا ہے مہاراج۔''

''ہوں بہت بڑا کام بن جائے گا پورن سنگھ اسلحہ نہ ہونے سے میں تو پریشان ہوگیا ہوں کم ازکم میرے آدمیوں کے پاس اسلحہ ہونا چاہئے۔''

''میرا خیال ہے مہاراج آج رات کو ہم یہ کام کرلیں گے۔'' پورن سنگھ نے کہا اور بلبیر سنگھ پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا پھر اس نے کہا۔

''اس کے بارے میں مہاراج چتیل سنگھ کو نہیں بتایا جائے گا، اسلحہ خاموشی سے ہم اپنے آدمیوں کو دے دیں گے۔ وہ بھی اس لئے کہ اگر ہم پر کوئی مشکل آئے تو وہ اسے استعمال کریں۔ تم رات کو وہ غار مجھے دکھادو۔ پورن اس کے بعد ہم کوئی صحیح فیصلہ کریں گے۔''

''میں تیار ہوں مہاراج۔'' پورن نے کہا۔

رات کو دونوں تیار ہوگئے۔ میلے کی رونق عروج پر تھی۔ سرکس کا شو جاری ہو چکا تھا اور دوسرے کھیل تماشے بھی ہو رہے تھے۔ پورن سنگھ کہیں سے ایک خچر پکڑ لایا تھا۔ اس نے بلبیر سنگھ سے کہا۔

''یہ آپ کے لئے ہے مہاراج۔''

''کیوں، گھوڑے بھی استعمال کئے جاسکتے ہیں۔''

جاری ہے...

''غاروں کے قریب گھڑ سواروں کو دیکھ کر کوئی بھی شبہے میں پڑ سکتا ہے مہاراج، جبکہ خچر پر کوئی توجہ نہیں دے گا یہاں کے غریب لوگ خچروں پر ہی سفر کرتے ہیں ہم پر کوئی غور نہ کرے گا۔''

بلبیر سنگھ نے گردن ہلا کر کہا۔ ''تمہارا خیال ٹھیک ہے، مگر ہم پیدل بھی جا سکتے تھے۔''

''لمبا فاصلہ ہے مہاراج کو بیساکھی کے ساتھ چلتے ہوئے تکلیف ہوتی، اس لئے میں نے اس کا بندوبست کیا ہے۔''

بلبیر سنگھ خچر پر سوار ہو گیا۔ ایک بار پھر اسے اپنی بے بسی کے خیال نے گھیر لیا تھا۔ پورن سنگھ خچر کی لگام تھامے ہوئے آگے بڑھنے لگا۔ بلبیر سنگھ سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ بہت سے خیالات تھے اس کے دل میں۔ پھر اس نے پورن سنگھ کے بارے میں سوچا۔ پورن سنگھ کی شکل میں اسے ایک بہترین ساتھی ملا تھا یہ ذہین بھی تھا اور وفادار بھی۔ اس کے لئے بہت کچھ کرنا ہوگا۔ وہ میلہ گاہ سے بہت دور نکل آئے۔ آبادیوں کے سلسلے سے الگ ہٹ کر غاروں اور ٹیلوں کا ایک وسیع سلسلہ پھیلا ہوا تھا پورن سنگھ کا رخ اسی طرف تھا۔ بالآخر وہ ایک غار کے پاس پہنچ کر رک گیا۔

''یہی ہے وہ جگہ؟''

''ہاں مہاراج۔''

''مگر یہاں تو فوجی نظر نہیں آ رہے۔''

''وہ گشت کرتے رہتے ہیں۔''

''اسلحہ کہاں ہے؟''

''اس غار میں مہاراج۔'' پورن سنگھ نے کہا اور سہارا دے کر بلبیر سنگھ کو نیچے اتار لیا، روشنی کے لئے موم بتی ساتھ لے لی گئی تھی۔ بلبیر سنگھ بہ آہستگی بیساکھی لگاتا ہوا غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی توجہ غار کے دہانے کی طرف تھی اس لئے وہ پورن سنگھ کی ایک مشکوک کارروائی کو نہ دیکھ سکا تھا۔ پورن سنگھ نے نہایت ہوشیاری سے پتھر کا ایک بڑا ٹکڑا ہاتھ میں اٹھا لیا تھا۔ پھر دونوں غار میں داخل ہو گئے۔''

''روشنی کرو پورن۔'' بلبیر سنگھ نے کہا، پورن نے موم بتی بلبیر سنگھ کے ہاتھ میں تھما دی پھر ماچس جلا کر اسے روشن کر دیا۔ غار میں مدھم روشنی پھیل گئی تھی۔ ملگجی روشنی میں بلبیر سنگھ نے ایک گوشے میں لوہے کا ایک صندوق دیکھا ابھی وہ کچھ پوچھنے کا ارادہ ہی کر رہا تھا کہ باہر ایک زوردار آہٹ سنائی دی اور وہ اچھل پڑا۔ پورن نے پھرتی سے جھپٹا مار کر موم بتی بجھا دی تھی بلبیر سنگھ نے سرگوشی میں کہا۔

''یہ آواز؟''

''دیکھتا ہوں مہاراج۔'' پورن نے کہا اور غار کے دہانے سے باہر رینگ گیا حالانکہ آواز پتھر کے اس ٹکڑے کی تھی جو پورن کے ہاتھ میں دبا ہوا تھا اور جسے اس نے بڑی ہوشیاری سے باہر اچھال دیا تھا۔ وہ باہر گیا اور پھر اسی پھرتی سے اندر واپس آ گیا۔

''چار سپاہی ہیں مہاراج جو اسی طرف آ رہے ہیں۔'' اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

''اوہ! اب پورن اب۔'' بلبیر سنگھ متوحش لہجے میں بولا۔

''باہر نکلنا خطرناک ہوگا اور پھر آپ تیز بھاگ بھی نہیں سکتے۔ خطرہ سر پر آ گیا ہے کچھ، کچھ۔'' پورن رکا اور پھر کسی خیال کے تحت اس صندوق کی طرف لپکا جسے وہ روشنی میں دیکھ چکا تھا۔ اندھیرے کی وجہ سے بلبیر سنگھ پورن کی کارروائی نہ دیکھ سکا۔ پھر چند لمحوں کے بعد اسے پورن کی آواز سنائی دی۔ ''ادھر مہاراج، ادھر۔''

''جلدی ادھر آ جایئے مہاراج۔''

''مجھے اندھیرے کی وجہ سے اندازہ نہیں ہو رہا پورن سنگھ۔'' بلبیر سنگھ کی بھرائی ہوئی آواز ابھری اور پورن سنگھ نے آگے بڑھ کر کہا۔

''یہ صندوق خالی ہے، جلدی مہاراج جلدی، جلدی اور بلبیر سنگھ اس کا سہارا لے کر خالی صندوق میں داخل ہو گیا۔ صندوق کشادہ تھا۔ وہ بہ آسانی اس میں سما گیا اور پورن سنگھ نے اس کا وزنی ڈھکن بند کر دیا۔ پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر تالا نکالا اور صندوق کے کنڈے میں ڈال کر اسے بند کر دیا۔ پھر اس نے پر مسرت انداز میں چابی کو چوما اور اسے اطمینان سے جیب میں ڈال لیا۔

❁❁❁

صندوق میں بلبیر سنگھ دم سادھے پڑا ہوا تھا۔ اس کے کان آہٹوں پر لگے ہوئے تھے اور دل میں خوف ابھرتا آ رہا تھا۔ یہاں اس کے ساتھی بھی نہیں ہیں بے چارا پورن سنگھ تنہا کیا کرے گا۔ اگر زیادہ لوگ آ گئے اور انہیں شبہ ہو گیا تو کیا ہوگا۔ یہ سوچ کر اس کا دم نکلا جا رہا تھا۔ ویسے اندرونی طور پر وہ مایوسی کا شکار ہو گیا تھا۔ وہ نیا نگر کا پرانا باسی تھا بچپن ہی سے بدکاریوں کا شکار، راون اور چیتل اس کے بچپن کے ساتھی تھے چیتل سنگھ کی نسبت راون سے زیادہ دوستی تھی۔ نیا نگر کا حکمران جگت سنگھ بھی اس کے بزرگوں میں تھا اور اس کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرتا تھا، نیا نگر کے حالات بدلنے لگے۔ وہ نیا نگر کے کچھ لوگوں کے ساتھ بیرونی دنیا میں نکل گیا اور پھر ڈاکو بن گیا۔ ڈاکے ڈال ڈال کر اس نے کافی دولت اکٹھی کی اور اسے خوب گنوایا۔ پھر سرکس والوں کے ہاتھوں بے بس ہو کر گرفتار ہو گیا۔ لنگڑے غلام شاہ سے اس نے کہا کہ وہ اس سے انتقام لے گا مگر رہائی پانے کے بعد اس کے وہ کس بل نہ رہے اور وہ نیا نگر واپس آ گیا۔ یہاں راون اور چیتل اپنی راج دھانیاں بنا چکے تھے اور راج کر رہے تھے۔ وہ راون سنگھ کے پاس پہنچ گیا

اور دوست نے دوست کو خوش آمدید کہا۔ بلبیر سنگھ کو یہاں بہت مراعات ملیں اور وہ عیش سے بسر کرنے لگا بلکہ سورج گڑھ والوں کی مصیبت میں اس کی وجہ سے اور اضافہ ہی ہو گیا تھا۔ وہ سنگدل اور بے رحم انسان تھا۔ راون سنگھ کو اس نے بہت سے ظالمانہ مشورے دیئے اور اس کے سارے معاملات میں شریک ہو گیا، پھر اسے سرکس کے نیا نگر آنے کی اطلاع ملی اور اس کے دل میں انتقام کا جذبہ بیدار ہو گیا۔ مگر غلام شاہ اس کے لئے ٹیڑھی کھیر ثابت ہوا اور اس نے ساری تدبیریں الٹی کر دیں، نہ صرف یہ بلکہ راون سنگھ بھی انہی سرکس والوں کی وجہ سے جگت سنگھ کا شکار ہو گیا۔ پھر اس نے غلام شاہ کو ہلاک کرنے کا پروگرام بنایا اور نتیجے میں نہ صرف ناکام ہوا بلکہ اپنی ایک ٹانگ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا۔ اپاہج ہونے کے بعد اس پر بے بسی طاری ہو گئی اور اسی احساس نے اس کے دل میں بہت سے تصورات جگا دیئے اس نے خود غرضی سے سوچا کہ راون، چنچل اور جگت سنگھ کو راستے سے ہٹا کر کیوں نہ نیا نگر کی حکومت پر ہاتھ ڈال دے۔ اس سلسلے میں اس نے بہت سے منصوبے بنا لئے تھے اور ان پر عمل کر رہا تھا، مگر ہر عمل میں اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ اس وقت بھی یہاں آ کر وہ مصیبت کا شکار ہو گیا تھا اور اب کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ صندوق میں اوپری حصے میں دو چھوٹے چھوٹے سوراخ تھے جن سے ہوا آ رہی تھی ورنہ دم ہی گھٹ گیا ہوتا یہ سوراخ ایسے لگتے تھے جیسے جان بوجھ کر کئے گئے ہوں۔ باہر غار میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ پھر اچانک اسے آہٹیں سنائی دیں یوں لگا جیسے کئی آدمی غار میں گھس آئے ہوں پھر ایک آواز ابھری۔

''کوئی نہیں ہے مہاراج۔ آپ کو ضرور دھوکا ہوا ہے۔''

''پھر وہ خچر کس کا ہے؟'' یہ دوسری آواز تھی۔

''ہو سکتا ہے کسی کا چھوٹ کر بھاگ آیا ہو'' پہلی آواز نے کہا۔

''ہاں ہو سکتا ہے میں نے اسی کو دیکھا ہو۔ مجھے بھی ایسا ہی شبہ ہوا تھا۔ جیسے یہاں کچھ ہو، اس صندوق کو یہاں کیوں ڈال رکھا ہے اسے یہاں سے ہٹاؤ۔''

''خالی پڑا ہے مہاراج۔''

''اسے اسلحہ خانے میں رکھوا دو۔''

''جو آ گیا مگر وزنی بہت ہے۔''

''اس خچر پر رکھ کر لے جاؤ۔ میں چلتا ہوں۔''

''ٹھیک ہے مہاراج۔'' بلبیر سنگھ کے اوسان خطا ہو رہے تھے۔ باہر کی ساری گفتگو وہ سن رہا تھا مگر اس کے فرشتے بھی نہ سوچ سکتے تھے کہ یہ ساری کارستانی پورن سنگھ کی ہے اسی نے باہر ایسی آہٹیں پیدا کی تھیں جیسے چند لوگ غار میں داخل ہوئے ہوں اور پھر دو مختلف آوازیں بھی اسی کے منہ سے

نکلی تھیں۔ حالانکہ دور دور تک کسی کا وجود نہیں تھا۔ اس گفتگو کے بعد اس نے اطمینان سے صندوق کو گھسیٹنا شروع کر دیا اور غار سے باہر نکال لایا۔ بلبیر سنگھ تو زور سے سانس بھی نہیں لے رہا تھا۔ پورن سنگھ نے بڑی مشکل سے صندوق خچر کی پشت پر لادا اور اسے رسیوں سے کس کر خچر کی لگام پکڑ کر چلنے لگا۔ اس کا رخ میلہ گاہ کی طرف تھا اور بلبیر سنگھ سوچ رہا تھا کہ کیسی ہی مصیبت آ پڑی ہے۔ اب تو اس کے پاس ہاتھ پاؤں ہلانے کی گنجائش بھی نہیں تھی۔ بس ایک اُمید تھی کہ پورن سنگھ ان حالات سے ناواقف نہ ہوگا وہ ضرور اس کا پیچھا کر رہا ہوگا۔ پھر اسلحہ خانے کا تذکرہ بھی ہوا تھا۔ وہاں جاکر کام ضرور بن سکتا ہے۔ اس امید پر اس نے خود کو سنبھالے رکھا تھا۔ مگر جوں جوں خچر آگے بڑھ رہا تھا اس کی جان نکلتی جا رہی تھی۔ اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے خچر کا رخ میلہ گاہ کی طرف ہو وہاں کی آوازیں اب صاف سنائی دے رہی تھیں۔ اس طرف اسلحہ خانہ کہاں سے آیا؟ پھر اچانک اس کی جان نکل گئی اسے وہ ٹیلے یاد آئے جن پر فوجی فروکش تھے۔ اگر اسلحہ خانہ وہاں ہے تو پھر بچنا مشکل ہے۔ پھر تو یہاں سے نکلنا ہی ناممکن ہو جائے گا۔ بہت برا وقت آ پڑا تھا۔ بلبیر سنگھ پر۔ آواز نکال سکتا تھا نہ جنبش کر سکتا تھا۔ مصیبت وقت سے پہلے آ جاتی۔ اسی عالم میں یہ جان لیوا سفر جاری تھا۔ اس کی یہ کیفیت تھی مگر پورن سنگھ آرام سے خچر کی لگام پکڑے آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ میلہ گاہ میں داخل ہو گیا۔ سرکس جاری تھا اور غلام شاہ پنڈال میں ہی تھا۔ لیکن سرکس کی نگہداشت میں کوئی کمی نہیں تھی۔ فوراً ہی دو مسلح افراد پورن سنگھ کے سر پر پہنچ گئے۔''

''اے کون ہو تم، کہاں سے منہ اٹھائے گھسے آ رہے ہو؟'' ان میں سے ایک نے کرخت لہجے میں کہا۔

''گلام سا سے ملنا ہے ہمکا۔'' پورن سنگھ نے کہا۔

''کون ہو تم؟''

''جناور لگیں ہو تو کا بھائی، ارے آدمی کے بچے رہیں۔'' پورن سنگھ بگڑ کر بولا۔

''اس صندوق میں کیا ہے۔''

''لڈو بھرے رہیں تم سب کے لئے، ارے بات بات پر بات کرے جا رہے ہو جا کر گلام سا کو بولو او کا بھتیجوا آئے رہے۔'' پورن سنگھ نے غلام شاہ کی زبان بولتے ہوئے کہا۔

''صندوق کھول کر دکھاؤ اس میں کیا ہے۔''

''نا بھائی نا، مولا کسم ای نا کری ہے۔ سامان گلام سا کا ہے او کا دئی ہے چاہے کچھ ہو جئی ہے۔'' یہی رد و قدح ہو رہی تھی کہ گلاب خان ادھر آ نکلا۔

''کیا بات ہے۔ کیا ہو رہا ہے یہ؟''

''ارے بھائی، تے جرا سیکھا کو بول دے اوکا بھتیجوا آئی رہے اوکا سامان لائی ہے دوئی منٹ کے لئے ہم سے مل لے۔''

''شیتجا کا بھتیجا۔'' گلاب خان حیرت سے پورن سنگھ کو دیکھتا ہوا بولا پھر اس نے صندوق کو دیکھا اور اس نے بھی وہی سوال کیا۔ اس پر پورن سنگھ نے ناراض ہو کر کہا۔

''ای سیکھا کا سرکس نا لگت کوئی پولیس اڈہ معلوم ہوت ہے، دیکھ بھائی ہم واپس چلے جات رہیں پھر تم لوگ جانو اور سیکھا۔''

''تم لوگ اسے پستول کی زد پر رکھو میں شیتجا کو اطلاع دیتا ہوں۔ خیال رکھنا۔'' اور پھر گلاب خان تیزی سے چلتا ہوا غلام شاہ کے پاس پہنچ گیا۔ اکبر شاہ اور ایاز بھی وہاں موجود تھے، گلاب خان نے صورت حال بتائی تو اکبر شاہ اچھل پڑا۔

''ضرور کوئی سازش ہے شیتجا، میں دیکھتا ہوں۔''

''ارے رک حرام کھور، تے ہی دیکھے گا سا جس، ہم چل رہے ہیں۔'' غلام شاہ نے بگڑ کر کہا اور اکبر شاہ صامت چیں کر رہ گیا۔ گلاب خان نے کہا۔

''ہمیں ہوشیار رہنا ہوگا شیتجا، صندوق میں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔''

''آؤ دیکھیں کا ہے۔'' غلام شاہ وہیل چیئر دھکیلتا ہوا باہر نکل آیا۔ اکبر شاہ، گلاب خان اور ایاز اس کے ساتھ تھے اکبر شاہ نے پستول نکال لیا تھا۔ دونوں محافظ پورن سنگھ پر پستول تانے کھڑے تھے۔ پورن سنگھ نے غلام شاہ کو دیکھتے ہی کہا۔

''ارے واہ رے سیکھا۔ تے نے سارے ریت رواج بدل دیے کا، ای سسر ہتھیار سنبھال کھڑے رہے ہم پر۔''

غلام شاہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے پورن سنگھ کو دیکھنے لگا۔ پھر اس کے ہونٹوں سے بڑبڑاہٹ نکلی۔

''ارے رے سسروا، ہمار نکل اتارے ہے۔'' پھر اس نے کرسی اور آگے بڑھائی اور بولا۔ ''کون ہے رے تے بھائی؟''

''بھتیجوا کہہ دے، سیکھا، بھائی کہہ دے تو ہار پاس آئی ہے جے تیرا من چاہے کہہ دے۔''

''کہاں سے آئی رہے تے بھائی؟''

''بڑا لمبا سفر طے کری ہے ای بکس ماں تو ہار سامان رہے۔''

''کا ہے اس میں؟''

''ستو ہیں جواری کے، گڑ کی بھیلیاں ہیں، چنے کی گھونگھیاں ہیں ارے بھائی اندر تو لے چلو ہمکا۔''

''ارے تو ہار حرام کھور کی، ارے نہ بھائی۔ چلو رے صندوق اتار لو۔''

''اسے یہیں کھلوا کر دیکھو شیخا۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''تا کھولی ہے ادھر دیکھا، مولا کسم تا کھولی ہے ادھر تو ہار کام کی چیج نہ ہو تو کہہ دے اپنے ان تا نا ساہوں سے گولی مار دیں ہمیں اور کا کہت سکت۔''

پورن سنگھ نے کہا۔

''ارے ماں کسم، سسر ہماری جبان بولے ہے، ارے کا بڑھیا لگے ہے رہے۔'' غلام شاہ نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے انداز میں کہا اور اکبر شاہ سے بولا'' بکسا اتار لو بھائی۔'' بہرحال تمام لوگوں نے مل کر بکس اتارا تھا اور پھر اسے غلام شاہ کے خیمے میں لے گئے تھے۔ پورن سنگھ بھی ساتھ تھا۔ بلکہ اکبر شاہ خاص طور سے اس کے عقب میں رہا تھا۔ صندوق غلام شاہ کے خیمے میں رکھ دیا گیا اور پورن سنگھ بولا۔

''اکیلے ماں کھلوائی کا سیکھا۔''

''کا ہے۔''

''ڈرت رہو کا؟'' پورن سنگھ نے کہا۔

''ہائی بھائی ڈرت رہیں اور بول؟''

''اب کا بولیں تو ہار مرجی۔'' پورن سنگھ نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا اور چابی غلام شاہ کو پیش کر دی۔

''نہیں، تم خود اسے کھولو گے۔'' اکبر شاہ غرا کر بولا۔

''ای پستول کا کھلونا ہے بھائی رے، ارے بھیا بہت سارے رہو تم، اتے کا ہے ڈرو۔'' پورن سنگھ نے کہا۔

''ارے لا رے کنجی، بات بتائے رہے لا ادھر دے۔'' غلام شاہ کو طرارہ آ گیا اور پھر اس نے بکس کا تالا کھول کر ڈھکنا اٹھا دیا، اندر بلبیر سنگھ مڑا تڑا پڑا تھا وہ پسینے سے تر تھا اور اس کی آنکھوں میں دہشت منجمد تھی۔ چند لمحات تو غلام شاہ اسے نہ پہچان سکا جب پہچانا تو اس کی سانس بند ہونے لگی۔ اکبر شاہ اور دوسرے لوگ بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے بلبیر سنگھ کو دیکھ رہے تھے۔

''نکالو، مجھے اس بکس سے نکالو۔ پورن سنگھ، نمک حرام، کتے بھگوان کی سوگند تجھے نہیں چھوڑوں گا دھوکہ دیا تو نے مجھے۔ سوگند بھگوان کی، تجھے نہیں چھوڑوں گا۔'' بلبیر سنگھ بکس سے نکلنے کی کوشش کرنے لگا۔''

''دھیرج بلبیر ادھیرج۔'' تے بھی لنگڑا ہوا گوا کا۔ ارے رے۔ ای تو برا ہوئی ہے۔'' غلام شاہ تاسف سے بولا۔ پھر اکبر شاہ اور دوسرے لوگوں سے بولا۔ ارے سہارا دو اکبر، لنگڑوا ہے بے چارہ!'' اکبر شاہ اور ایاز نے بلبیر سنگھ کی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اسے صندوق سے نکالا اور بلبیر انے

پورن سنگھ پر جھپٹنے کی کوشش کی، پورن سنگھ اچھل کر غلام شاہ کے عقب میں آ گیا۔ مگر بلبیر خود جھونک میں نیچے گر پڑا تھا۔

''اب بولو سیکھا کام کی چیج رہے کہ نا؟'' غلام شاہ نے کوئی جواب نہ دیا اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ بلبیر سنگھ بولا۔

''غلام شاہ، میری تجھ سے دشمنی ہے نا۔ اب میں تیرے قبضے میں آ گیا ہوں، تو ایک بہادر دشمن ہے یہ میں اچھی طرح جانتا ہوں، کیا تو اپنے قیدی کی ایک آرزو پورے کروے گا؟''

''کا رے بلبیر رے؟''

''اسے میرے حوالے کر دے۔ اسے قتل کرنے دے مجھے۔ تو میرا دشمن ہے میرے ساتھ جو سلوک چاہے کر، مگر اس نے دوست بن کر مجھے دغا دیا ہے۔ اگر یہ بچ گیا تو، تو میری آتما کو بھی شانتی نہیں ملے گی۔''

''نا بلبیر رے نا۔ ای نا ہو سکت بیرا۔ ارے ای سسر ہماری کھوپڑیا کھراب کر دیت ارے ای ہے کون؟''

''تجھے بھی دھوکا دے رہا ہے تیری زبان بول کر، یہ پورن سنگھ ہے سورج گڑھ کا رہنے والا، راون سنگھ کا ساتھی۔''

''تے بڑا چالاک رہے رے۔ تے اس کے پھیر ماں کیسے آئی گئے؟''

''میری آرزو پوری کر دے غلام شاہ، میری آرزو پوری کر دے۔'' بلبیر اخونی نظروں سے پورن سنگھ کو دیکھ کر بولا۔

''ارے بس جبان بند کر، بات کرن دے ہمیں اس سے۔'' غلام شاہ بولا۔

''نا سیکھا، پہلے اس سے بات کرلو، ہم اکبر بھیا کے ساتھ جات رہیں۔ بعد ماں ہمکا بلائی لینا۔ آؤ اکبر بھیا جروری بات کرنی ہے تم سے۔'' پورن سنگھ نے کہا اور خیمے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ غلام شاہ منہ کھول کر رہ گیا۔ اکبر شاہ اور ایاز بادل نخواستہ باہر نکل آئے تھے۔ البتہ گلاب خان غلام شاہ کے پاس رک گیا تھا۔

''سنو دوست، تم نے بے شک بلبیر اکو ہمارے حوالے کر کے ہم پر احسان کیا ہے مگر یہاں سے بھاگنے کی کوشش نہ کرنا۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''جب میں یہ کوشش کروں گا تو تم لوگ مجھے روک نہ سکو گے اکبر شاہ صاحب، لیکن میں ابھی بھاگنا نہیں چاہتا۔'' پورن سنگھ نے صاف لہجے میں کہا اور دونوں چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ اکبر شاہ نے کہا۔

''اوہو اس کا مقصد یہ ہے کہ بلبیر انے جو کچھ کہا ہے وہ بھی درست ہے تم شیتا کی زبان بول کر اسے غلط فہمی میں مبتلا کر رہے تھے، آخر اس سے تمہارا کیا مقصد تھا جبکہ تم سیدھی اور صاف زبان بول سکتے ہو؟'' پورن سنگھ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

''بات دراصل یہ ہے شاہ جی کہ میں آپ لوگوں کو ذہین تصور کرتا ہوں اور بڑی عزت کرتا ہوں آپ لوگوں کی۔ لیکن یہ بچکانہ بات میری سمجھ سے باہر ہے اگر میں اپنی پسند سے شیتا کی زبان بول رہا ہوں تو اس میں آپ لوگوں کا کیا نقصان ہوتا ہے۔ میں نے آپ کے دشمن بلبیر سنگھ کو چالاکی سے گرفتار کر کے آپ کے حوالے کیا ہے اور اس کے جواب میں آپ سے کوئی انعام نہیں مانگ رہا۔ پھر اس میں آپ کو دھوکا دینے والی کیا بات ہوئی۔''

پورن سنگھ کے الفاظ نے اکبر شاہ کو سنبھال دیا۔ بات بالکل درست تھی اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

''نہیں پورن سنگھ معاف کرنا۔ میرا یہ مقصد نہیں تھا اس میں کوئی شک نہیں کہ بلبیرا کو تم نے اس طرح ہمارے حوالے کر کے ہمیں حیران کر دیا ہے لیکن اس کے لئے ہم تمہارا شکریہ ضرور ادا کریں گے۔ کیا یہ نہیں بتاؤ گے پورن سنگھ کہ تم نے بلبیرا کو کیسے گرفتار کیا؟''

''بس یہ سمجھ لیجئے اکبر شاہ صاحب کہ جب بلبیرا غلام شاہ صاحب سے مقابلہ کرنے کے لئے کالی بیری کے میدان میں آیا اور اس نے غلام شاہ کو دھوکا دینے کی کوشش کی۔ پھر غلام شاہ صاحب کے سامنے سے اسے بھاگنا پڑا اور اس کی ایک ٹانگ چکنا چور ہو گئی تو وہ ایک جھیل کے کنارے مجھے پڑا ملا۔ بے ہوش تھا میں نے اس کی خدمت کی اور اسے یہاں تک لے آیا۔ بعد میں میں نے اسے صندوق میں بند کر کے غلام شاہ کی خدمت میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا۔ بہرحال اس سے میرا کوئی لالچ وابستہ نہیں ہے، میں نے ایک برے آدمی کو اس کی برائی کے انجام تک پہنچا دیا ہے۔ اب غلام شاہ صاحب جانیں اور ان کا کام لیکن ایک اور فرض میں پورا کرنا چاہتا ہوں۔ سرکس والوں کو میں ایک اور برتری دلانا چاہتا ہوں میری خواہش ہے کہ سرکس کے لوگ جب نیا نگر سے واپس جائیں تو اتنے اعزازات اس کے پاس ہوں کہ وہ ان پر ہمیشہ فخر کر سکیں۔ اکبر شاہ صاحب میں آپ کو ایک انتہائی اہم بات بتانا چاہتا ہوں۔ اب چونکہ بلبیرا آپ کے قبضے میں آ چکا اور اس کی گمشدگی سے بہت سے نئے مسئلے پیدا ہو سکتے ہیں تو آپ کو ایک نئے کام میں دیر نہیں کرنی چاہئے بلبیرا کا فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کریں بلکہ پہلے یہ دوسرا کام نمٹا لیں جس کے بارے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔'' اکبر شاہ اور ایاز متحیرانہ نگاہوں سے پورن سنگھ کو دیکھ رہے تھے، اکبر شاہ نے بے اختیار کہا۔

''دوسرا کام کیا ہے پورن سنگھ، یہی نام ہے تمہارا؟''

''جی یہی نام ہے میرا۔'' پورن سنگھ نے کہا۔

''دوسرا کام کیا ہے پورن سنگھ؟''

''چیتل سنگھ کو جانتے ہیں آپ، اکبر شاہ صاحب۔''

''ہاں ٹھاکر جگت سنگھ کا دوسرا بھتیجا۔''

''بلبیر سنگھ اور پیتل سنگھ ایک منصوبہ بندی کرنے کے بعد یہاں میلے میں آئے ہیں۔ ان لوگوں نے طے کیا ہے کہ یہاں چند خاص افراد کو قتل کر دیا جائے۔ ان خاص افراد میں ٹھاکر جگت سنگھ جی ہیں، ہمارا شیتا ہے، پونم سنگھ ہے اور راون سنگھ بھی ہے۔ دراصل دوہری دوہری چالیں چلی جارہی تھیں۔ پیتل سنگھ، ٹھاکر جگت سنگھ کو قتل کر کے اپنے بھائی کو لے جانے آیا تھا، بلبیر اسنگھ نے فیصلہ کیا تھا کہ راون سنگھ کو بھی قتل کر دیا جائے اور اس کے بعد خاموشی سے پیتل سنگھ کو بھی، یہ منصوبہ بڑی ہوشیاری سے عمل پذیر ہے میں نے اس کے پہلے حصے کو تو ناکام بنا دیا ہے اور بلبیر سنگھ کو گرفتار کر کے غلام شاہ صاحب کے حوالے کر دیا ہے اب آپ فوری کام یہ کریں اکبر شاہ صاحب کہ کسی طرح ٹھاکر جگت سنگھ سے رابطہ قائم کر کے پیتل سنگھ اور اس کے آٹھ خاص آدمیوں کو گرفتار کر لیں جن کی نشاندہی میں کر سکتا ہوں۔ یہاں پیتل سنگھ کی فوجوں کے بہت سے جوان موجود ہیں جو اس کام کے لئے آئے تھے کہ جب پیتل سنگھ یہاں ٹھاکر جگت سنگھ اور دوسرے لوگوں کو قتل کر دے تو اس کے بعد وہ نیانگر پیتل سنگھ کو حکومت قائم کرانے میں مدد دیں لیکن پہلے مرحلے پر انہیں یہ ناکامی ہوئی کہ ان سے ہتھیار لے لئے گئے اس وقت وہ نہتے ہیں لیکن سازشوں میں مصروف ہیں اور کسی نہ کسی طرح ہتھیار حاصل کر لیں گے اس سے پہلے کہ وہ یہ کام شروع کریں انہیں گرفتار کر لینا زیادہ مناسب ہوگا میں آپ لوگوں کو ان کے خیموں تک پہنچا سکتا ہوں باقی تیاریاں کرنا آپ کا کام ہے اکبر شاہ صاحب۔''

اکبر شاہ کے پورے بدن میں سنسنی دوڑ گئی تھی، ایاز کا بھی دم گھٹا جا رہا تھا۔ اس تصور سے کہ ایک اتنی بڑی سازش ان دونوں کے علم میں آ گئی ہے۔ پیتل سنگھ کے سلسلے میں کم از کم اکبر شاہ کو یہ بات معلوم تھی کہ جگت سنگھ ہر قیمت پر اسے اپنی تحویل میں لینا چاہتا ہے تاکہ باقی کاموں میں آسانی ہو جائے اور نیانگر میں خونریزی نہ ہو، اگر پیتل سنگھ اس طرح ان کی مدد سے ہاتھ آ جائے تو پھر تو یہ کہنا چاہئے کہ لطف ہی آ جائے گا۔ سارے کام ہو جائیں گے لیکن اس کے لئے فوری کارروائی ضروری تھی۔ اکبر شاہ صرف یہ سوچ رہا تھا کہ کیا پورن سنگھ پر بھروسہ کر لیا جائے۔ بھروسہ نہ کرنے والی کوئی بات نہ تھی کیونکہ بلبیر بہر حال اکبر شاہ کے سامنے ہی غلام شاہ کی تحویل میں دیا گیا تھا۔ مسئلہ واقعی بہت بڑا تھا اور اس کے لئے اکبر شاہ کو فوری طور پر کوئی فیصلہ کرنا تھا۔ بس پورن سنگھ کی طرف سے بھی خوف تھا کہ آخر یہ کون ہے اور ان کی مدد کرنے پر کیوں آمادہ ہو گیا ہے۔ اکبر شاہ سے نہ رہا گیا تو اس نے یہ سوال کر ہی ڈالا۔

''پورن سنگھ تم سورج گڑھ کے رہنے والے ہو۔ لیکن نہ تو تم پیتل سنگھ کے ساتھی ہو نہ راون سنگھ کے آخر ایسا کیوں ہے؟'' پورن سنگھ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

''صاف سی بات ہے اکبر شاہ صاحب ہم جگت سنگھ کے حامی ہیں اور ان کے لئے کام کرنا چاہتے ہیں۔ آپ دیکھ لیجئے جو کچھ ہم نے کیا ہے جگت سنگھ جی

کے مفاد میں نہیں ہے؟''

اکبر شاہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر غور کرنے لگا پھر اس نے کہا۔ ''ٹھیک ہے پورن سنگھ اگر تم ہمیں کوئی نقصان پہنچانا چاہتے ہو تو پہنچا دینا لیکن تم نے دوستی کا جو مظاہرہ کیا ہے ہم اس کی قدر و قیمت جانتے ہیں، آؤ میرے ساتھ آؤ، آؤ ایاز تم بھی آؤ۔'' ایک بار پھر وہ غلام شاہ کے خیمے کی جانب بڑھ گئے تھے۔

وہاں غلام شاہ نے جلبیر سنگھ کو باندھ رکھا تھا اس کے دونوں ہاتھ پشت پر کس دیئے گئے تھے۔ ٹانگوں کے کسنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا کیونکہ اس کی ٹانگ کٹی ہوئی تھی، غلام شاہ نے اکبر شاہ کو دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔

''بھائی اکبر اای سسر بہوت جوس ماں آئی ہے پر اب کے سارے کس بل نکل گئے اب تے ای بتا، ای کا کرنا کیا ہے؟''

''شینا پورن سنگھ نے اور بھی کچھ انکشافات کئے ہیں۔ جنہوں نے مجھے ششدر کر دیا ہے، آپ بھی سن لیں اور فیصلہ کریں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔'' ''ارے ایک سسرا آ کھر کون رہے، ارے بھائی توہار نام پورن سنگھ ہی رہے ناں۔''

''تے اور کا سیکھا توہار گلام رہیں ہم۔'' پورن سنگھ نے معمول کے مطابق جواب دیا۔

''اری سسر نیا گھر ماں تو ہمار جبان نا بولی جئی ہے تے ہماری نکل کا ہے کرت ہے رے بھائی۔''

''نا سیکھا توہار نکل نا کری ہے بس توہار جبان ہمکا بڑھیا لگے ہے۔''

''تے نے ہم پر بڑا احسان کری ہے پورن سنگھ بول تجھے کا انعام دئی ہے۔''

''شینا میں آپ سے جو کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ تو سن لیں، بہت سنسنی خیز انکشافات ہیں۔''

''کا ہے رے بھائی اکبر ابولت کا ہے نا ہے۔''

''شینا، چنچل سنگھ بھی یہاں موجود ہے اپنے آٹھ آدمیوں کے ساتھ اور یہ لوگ بہت سے خطرناک منصوبے لے کر یہاں آئے ہیں۔ ان کا کام یہ ہے کہ یہ ٹھاکر جگت سنگھ کو قتل کر دیں، تمہیں بھی قتل کرنے کا فیصلہ کیا تھا ان لوگوں نے اور بھی چند افراد کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا۔ یہ میلے میں سازش کے تحت آئے تھے اور میں نے تم سے پہلے ہی یہ بات کہی تھی شینا کہ ایسی کسی سازش کے امکانات ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم تو اس سازش کا پتہ نہیں لگا سکے۔ لیکن پورن سنگھ نے ہماری بھرپور مدد کی ہے۔ آپ پہلے یہ سن لیں کہ ساری صورت حال کیا ہے، چنچل سنگھ یہاں ایک خیمے میں موجود ہے، آٹھ آدمی اس کے ساتھ وہ ہیں جو قتل و غارتگری کے اس منصوبے پر عمل کرنے کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔ باقی چنچل سنگھ کے اور بھی بہت سے فوجی ہیں جو

صرف اس وجہ سے ابھی تک خاموش رہے ہیں کہ ہتھیار ان کے پاس موجود نہیں ہیں۔ یہ سب کوشش کر رہے ہیں کہ ہتھیار کسی طرح حاصل کر لیں اور اس کے بعد یہاں ایک انقلاب برپا کیا جائے۔'' غلام شاہ کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا لیکن بلبیرا کے منہ سے گالیوں کا طوفان ابل پڑا، وہ پورن سنگھ کو گالیاں دے رہا تھا اور اپنی جگہ جدوجہد کر رہا تھا کہ کسی طرح اس کے ہاتھ آزاد ہو جائیں، غلام شاہ نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ارے اگر ای بات رہے تے تو بھیا بڑے کام کی بات ہوئی گئی ارے او بھائی پورنا تو کا تو ہار بھگوان کا واسطہ سچ ہتی دے کا ای سب کچھ رہے۔''

''تے ہمار بات پر یکین کا ہے نا کرے سیکھا۔ دیکھو بلبیرا تو ہمار دشمن تو ہار سامنے رہے ہم ایک بات کہیں سیکھا مان لئی ہے۔''

''کا ہے نہ مانیں بٹوا۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''تے پھر ابھی تک کسی اور کا نا ہتی ہے۔ تو ہار سرکس چل رہی ہے۔ اس کا کھتم ہو جانے دے اس کے بعد اپنے آدمی جمع کر اور ہمار ا ساتھ چل ہم تو کا ہتپل سنگھ کے کھیمے ماں پہنچا دئی ہے اور او کے ان آٹھ ساتھیوں کے بارے میں بھی بتا دئی ہے جے اس کے ساتھ ہیں باکی لوگاں کی پھکر نا کر وہ کھود ہی بیکار ہو جئی ہے۔''

''تے ٹھیک کہے رہے بھائی، ارے اکبرا دیکھو جرا سرکس کھتم ہونے میں کا وکھت رہ گئی ہے۔ ہمار ا کھیال رہے تے سرکس کا آکھری کام کرا دے ادھر ہم تیاریاں کر لے ہیں۔'' غلام شاہ نے کہا اور اکبر شاہ نے گردن ہلا دی۔ پورن سنگھ ساتھ ہی تھا، غلام شاہ پورن سنگھ کے ساتھ مل کر بہت کام کرنے لگا ساتھ ساتھ وہ اس سے کہتا جا رہا تھا۔

''بھائی پورنا بٹوا سن، کو تو گلت بات نا ہتی ہما تے نے ہمارے من ماں بڑی جگہ کر دئی ہے تے نے۔ اگر ای سسر کام ہو جئی ہے تو نیا نگر ماں ہم کا ناک اونچی ہو جئی ہے۔ اے بی کا یاد کریں گے ہم کا پر بٹوا تیری بات سمجھ میں نا آت ہے آکھر تو نیا نگر ماں کیسے آ پھنسے؟''

''تے اپنا کام کر لے سیکھا بعد ماں سب بات ہو جئی ہے۔'' پورن سنگھ نے کہا اور غلام شاہ ہنسنے لگا پھر بولا۔

''رے بڑی محنت کری ہے رے تے نے بھائی ہمار جبان بولنے ماں۔ ای سسر ہمارے کبیلے کے لوگ ہمار جبان نا بول سکت رہے پر مجا آئی ہے مولا کھسم مجا آئی ہے۔'' غلام شاہ بہت زیادہ خوش نظر آ رہا تھا جو تیاریاں اس نے کی تھیں۔ وہ بہت ہی مستحکم تھیں اور اس کے بعد سرکس کا شو ختم کرا دیا گیا۔ میلے میں آخر تک سرکس ہی میں رونق رہا کرتی تھی ورنہ باقی کھیل تماشے اور تفریحات ختم ہو جایا کرتی تھیں۔ اس وقت بھی رات کے تقریباً سوا دو بجے تھے جب سرکس کا آخری آئٹم پیش کر کے اسے ختم کر دیا گیا اور اس کے بعد میلے میں سکوت پھیلتا چلا گیا۔ ادھر اکبر شاہ، پورن سنگھ اور غلام شاہ کے وہ تمام خاص خاص ساتھی جن میں عورتوں کو بھی شامل کیا گیا تھا اس آپریشن کی تیاریاں کر رہے تھے جو ہتپل سنگھ کو گرفتار کرنے کے لئے ترتیب دیا

گیا تھا۔ غلام شاہ کی دلی خواہش تھی کہ چیتل سنگھ کو اپنے طور پر گرفتار کرے اور اس کے بعد تحفے کے طور پر ٹھاکر جگت سنگھ کو پیش کرے اور اس سلسلے میں وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تمام کارروائیاں مکمل کر چکا تھا۔ منصوبہ بندی کر دی گئی ہتھیار بھی ساتھ لے لئے گئے تھے اور گرفتاری کے لئے وہ تمام انتظامات بھی کیے گئے تھے جن کی ضرورت پیش آ سکتی تھی اور اس کے بعد منصوبے کے تحت ایک ایک دو دو افراد پورن سنگھ کے نشان کئے ہوئے خیموں کی جانب بڑھنے لگے۔ جہاں چیتل سنگھ موجود تھا۔ پورن سنگھ نے اکبر شاہ سے کہا۔ ''شاہ صاحب میرا خیال ہے پہلے چیتل سنگھ پر قابو پالیا جائے اس کے بعد اس کے آٹھ آدمیوں پر ہاتھ ڈالا جائے ویسے چیتل سنگھ نے اپنا خیمہ ان لوگوں کے خیموں کے درمیان رکھا ہے تاکہ اس کی حفاظت بھی رہے یہ آٹھ آدمی بہت خطرناک تصور کیے جاتے ہیں آپ کو بہت محنت سے کام کرنا ہوگا۔''

''تم فکر مت کرو جن لوگوں کو ہم نے اس کام کے لئے متعین کیا ہے۔ وہ کم از کم ایک ایک آدمی کو پکڑنا اچھی طرح جانتے ہیں۔'' اکبر شاہ نے کہا۔ پھر ایاز، پورن سنگھ اور اکبر شاہ، چیتل سنگھ کے خیمے میں داخل ہوئے تھے۔ چیتل سنگھ اپنے خیمے میں بستر پر لیٹا ہوا تھا حالانکہ رات بہت زیادہ گزر گئی تھی لیکن وہ شاید سویا نہیں تھا خیمے میں کسی کو داخل ہوتے دیکھ کر وہ چونک کر اٹھ بیٹھا تھا۔ اندر روشنی بھی ہو رہی تھی۔ اس نے پورن سنگھ کو دیکھا تو اسے کسی قدر اطمینان ہوا اور اس کے پیچھے دو اجنبی چہروں کو دیکھنے لگا پھر اس نے کہا۔

''کیا بات ہے پورن سنگھ اس وقت تم یہاں اور ہاں ہلبیرا کہاں ہے وہ اپنے خیمے میں موجود نہیں ہے میں نے اسے بلوایا تھا۔''

''بس مہاراج یوں سمجھ لیجئے کہ ہمارا کھیل آخری لمحات میں داخل ہو چکا ہے اب وہ سارے کام ہونے والے ہیں جن کے لئے اب تک تیاریاں کی گئی تھیں۔''

''کیا مطلب؟ چیتل سنگھ نے تعجب سے پوچھا اور پھر اکبر شاہ اور ایاز کی طرف اشارہ کر کے بولا۔''

''یہ دونوں کون ہیں؟''

''اپنے ہی آدمی ہیں مہاراج آپ کے پاس بہت ضروری کام سے آئے ہیں۔''

''ہلبیر کہاں ہے؟''

''وہ اس وقت سرکس میں گئے ہیں مہاراج اور آپ کو بھی وہاں چلنا ہے۔''

''سرکس میں وہاں وہ کیا کر رہا ہے؟''

''اپنا کام کر رہے ہیں مہاراج جس کام کے لئے انہوں نے بیڑا اٹھایا تھا اب وہ آخری مرحلے میں داخل ہو چکا ہے آپ بھی جلدی چلئے مہاراج۔''

''مم۔ مگر میں وہاں کیا کروں گا کوئی بات ہی سمجھ میں نہیں آتی جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو میں تو اس سے مطمئن نہیں ہوں۔ ہتھیار ہمارے پاس نہیں ہیں

اور اور وہ تمام منصوبے خاک میں مل چکے ہیں۔ جن کے تحت ہم یہاں آئے تھے میں کہتا ہوں بلبیر اپنا ہی کام کر رہا ہے صرف یا میرے بھی کسی کام آئے گا وہ؟''

''وہ تو سب کا ہی کام کر چکے ہیں مہاراج آیئے جلدی کیجئے۔'' پورن سنگھ نے تمسخرانہ انداز میں کہا۔ اسی وقت باہر سے کچھ آوازیں اور چیخیں سی سنائی دیں اور پٹیل سنگھ چونک کر کھڑا ہو گیا۔

''یہ یہ آوازیں کیسی ہیں؟ اس نے کہا اور خیمے کے دروازے کی جانب لپکا، مگر اکبر شاہ اور ایاز نے اسے دبوچ لیا تھا۔ پٹیل سنگھ کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا تھا اور پھر شاید اسے کسی خطرناک صورتحال کا احساس ہو گیا اور اس کا اندازہ درست ہی نکلا، ایاز اور اکبر شاہ نے اس کے ہاتھ موڑ کر پیچھے کر دیئے تھے اور ایاز نے پستول کی نال اس کی کنپٹی سے لگا کر سرد لہجے میں کہا تھا۔

''مہاراج پٹیل سنگھ خاموشی سے باہر نکل چلئے ورنہ یہ گولی آپ کی کنپٹی کے پار بھی ہو سکتی ہے۔'' پٹیل سنگھ کے چہرے پر مردنی چھا گئی تھی۔ اس نے کچھ بولنے کی کوشش کی لیکن آواز نہیں نکل سکی۔ اکبر شاہ اور ایاز اسے باہر لے آئے تھے پٹیل سنگھ کے وہ آٹھ آدمی بھی چوہوں کی طرح پکڑ لئے گئے تھے۔ سرکس کے لوگوں نے بڑی ہوشیاری سے انہیں قابو میں کر کے رسیوں سے جکڑ لیا تھا اور ان کے حلق میں کپڑے ٹھونس کر ان کی آوازیں بھی بند کر دی تھیں۔ چونکہ رات بہت گہری ہو گئی تھی اس لئے آس پاس لوگوں کو بھی اس ڈرامے کا پتہ نہیں چل سکا اور انہیں خاموشی سے وہاں سے سرکس تک لے آیا گیا۔ غلام شاہ ان کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا۔ ان سب کو دیکھ کر خوش ہو گیا۔

''آؤ آؤ ٹھاکر پٹیل سنگھ، آؤ ارے سب ٹھیک رہے نا پورن ہؤا؟''

''ہاں سیکھا، تے ان کے لئے اہتمام کرلئی ہے نا؟''

''تو سسر اور کا کری ہے ہم اتی دیر سے چا ہنوئی ہے تو ہار واسطے سونیا بٹیا سے چل اکبرا لے چل نئے مہمانن کو۔'' غلام شاہ نے کہا اور اکبر شاہ ان سب کو لئے ہوئے اندر ایک خاص جگہ پہنچ گیا جہاں بلبیر سنگھ بھی موجود تھا۔ بلبیر سنگھ کا چہرہ بھی تھکا ہوا نظر آ رہا تھا، پٹیل سنگھ نے اسے دیکھ کر جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ تھا تمہارا منصوبہ بلبیر سنگھ، مروا دیا تم نے سب کو۔'' بلبیر نے کوئی جواب نہ دیا غلام شاہ ہنس کر بولا۔

''ساتھ ہی برا پکڑی ہے ہؤا تم دوئی بیرنوں نے ارے ای سسر ڈکیت کا منصوبہ تئی ہے تو ہار واسطے ای حرام کھور تو لچا سہدا ہی رہے ہم سہرماں ای کا پکڑ پولیس کے ہاتھ دے دئی ہے تو سسر ہم سے دشمنی کر ڈالی اس نے اب بیرا ہم ٹھہرے نٹ جاتی دشمن کو نا چھوڑی ہے بھائی ہم اکیلے مکابلہ کری ہے ہم اس سے حرام کھور تنگو یا تڑوائی لے اور اب تو کا بھی پھنسوائی دے رہے۔''

''تم سرکس کے مالک ہو؟'' چیتل سنگھ نے کہا۔

''مالک تو مولا کی جات ہے بھائی۔''

''تم نے مجھے کیوں گرفتار کیا ہے۔''

''ٹھاکر جگت سنگھ کے لئے۔''

''مجھ سے تمہاری کیا دشمنی ہے؟''

''دشمنی تے ہے بھائی تے نے بڑے لوگوں کو پریشان کیا ہے اور پھر تے بھی تو بلبیرا کے ساتھ ہمکا مارنے آئی ہے۔

''نہیں یہ کام بلبیرا کا تھا۔''

''دیکھ بلبیرا ہم تو کا ٹھاکر کے حوالے کردئی ہے اور ہمار کام کھتم ہو جئی ہے پھر تے جانے اور تو ہار چچا۔ بس اب تے آرام کر، آؤ رے سب آ جاؤ۔ تے بھی آ پورن اب تو سے بات ہوئی ہے۔ غلام شاہ ان لوگوں کو لے کر اپنے خیمے میں آ گیا پورن سنگھ بولا۔

''ہمکا نیند آئے رہے سیکھا، تو ہار سارے کام کروائی ہے اب ہمکا جانے دے۔''

''ایں تے کہاں جئی ہے بیرا، اب تے پھرست ہوئی رے اور پھر اب رات رہ ہی کتنی گئی ہے رے چائی ہوا۔ اب تے اپنے بارے ماں بتا ہمکا۔''

اتنی دیر میں سونیا چائے لے آئی اس نے پوری کہانی سن رکھی تھی چائے رکھتے ہوئے اس نے پورن سنگھ کو دیکھا اور دیکھتی رہ گئی۔

''بیٹھ جا سونیا بٹیا، ای رہے پورن سنگھ، سسر ہمار جبان بولے رہے اور او بھی بالکل ٹھیک ارے بھائی۔''

''ابھی آتی ہوں شیخا۔'' سونیا نے کہا اور تیزی سے خیمے سے باہر نکل آئی اور اس کے بدن پر اچانک کپکپی طاری ہو گئی تھی چہرہ عجیب ہو گیا تھا روتی ہوئی شیرا کے خیمے میں داخل ہوئی اور شیرا پر گر پڑی۔ ''شیرا، شیرا جلدی اٹھو میری بہن۔'' شیرا سرکس ختم کر کے کچھ دیر پہلے ہی لیٹی تھی سونیا کے وزن سے ہڑبڑا کر اٹھ گئی۔ ''شیرا جلدی اٹھ میری بہن اٹھ جا کچھ کر کچھ کر۔'' سونیا کی کپکپاتی ہوئی آواز ابھری۔ ''کیا ہو گیا سونیا ارے تجھے کیا ہو گیا، ارے سونی۔'' شیرا نے اسے لپٹا لیا اس نے سونیا کے لرزتے ہوئے بدن کو دیکھا تھا۔

''شیرا وہ۔ شارق ہے شارق ہے خدا کی قسم وہ شارق ہے۔''

''شارق۔'' شیرا بڑبڑائی۔

''ہاں وہ شارق ہی ہے۔''

''کون، کہاں؟''

''شیتا کے خیمے میں وہ پورن سنگھ۔''

''پورن سنگھ اوہ۔ پورن سنگھ جس کے بارے میں شیتا۔''

''سو فیصدی شارق ہے وہ میں نے پہلے اسے نہیں دیکھا تھا ابھی دیکھا ہے اس نے جان کی بازی لگا کر بلبیر سنگھ کو گرفتار کرایا شیتا کے ہاتھ سے نکل گیا تھا وہ، وہ اسے صندوق میں بند کر کے شیتا کے پاس لے آیا بلبیر اجیسے خطرناک آدمی کو، اس نے چیتل سنگھ کو بھی گرفتار کر لیا سب کو بے وقوف بنا کر رکھ دیا اس نے کوئی اسے نہیں پہچان پایا مگر میں نے اسے پہچان لیا۔''

''کیا وہ بھیس بدلے ہوئے ہے؟''

''ہاں، ہاں!''

''وہی چوکیدار کا بھیس ہے؟''

''نہیں دوسرا!''

''تو نے اسے کیسے پہچان لیا؟''

''اس کی آنکھوں سے شیرا، اس کی آنکھوں سے جب میں چائے لے کر گئی تو میں نے اسے دیکھا اس نے بھی مجھے دیکھا تھا اور شیرا اور۔''

''کیا تھا اس کی آنکھوں میں؟''

''شوخی، شرارت، زندگی، وہ سب کچھ جو کسی کو نڈھال کر دیتا ہے، مفلوج کر دیتا ہے شیرا میری مدد کر شیرا اسے روک لے۔'' سونیا کی آواز رندھ گئی۔

''بہت چاہتی ہے تو اسے سونیا؟''

''یہ اس سوال کا وقت ہے شیرا، وہ چلا جائے گا وہ پھر چلا جائے گا کوئی ترکیب کر اسے روکنے کی ایک بار صرف ایک بار میں اس سے تنہائی میں ملنا چاہتی ہوں صرف ایک بار اس سے کہنا چاہتی ہوں کہ مجھ سے جو زیادتی ہوئی ہے اس کے لئے وہ مجھے معاف کر دے، بس شیرا اتنا چاہتی ہوں تو اٹھے گی نہیں چلا جائے گا وہ تب اٹھے گی۔'' سونیا نے بے چینی سے کہا اور شیرا مسکرا پڑی۔

''چل رہی ہوں، مگر ایک بات تم سے کہوں سونیا۔''

''کیا؟''

''وہ جائے گا نہیں۔''

''کیا مطلب!''

''وہ کہیں نہیں جائے گا اسے جانا ہوتا تو کبھی کا چلا جاتا وہ تیرے آس پاس بھٹک رہا ہے تجھ سے دور نہیں جانا چاہتا وہ شیتا پر احسانات کر رہا ہے جس سے متاثر ہو کر شیتا تیرا ہاتھ اسے دے دے اور سونیا اسے یہ تو معلوم ہو ہی چکا ہے کہ تو کنور جیت سے متاثر نہیں تھی اس کا دل تو صاف ہو چکا ہے۔''

''پھر وہ مجھ سے ملتا کیوں نہیں اس نے خود کو مجھ پر ظاہر کیوں نہیں کیا وہ میرے خیمے میں آ سکتا تھا ہر رات اس کا انتظار کرتی ہوں ارے تو ابھی تک اٹھی نہیں چل تو سہی میرے ساتھ شیتا کے خیمے میں وہ وہاں موجود ہے۔ میں شیتا سے کہہ کر آئی تھی کہ ابھی آتی ہوں۔''

''چل لیکن خود کو سنبھالے رکھنا، ظاہر نہ کرنا کہ تو نے اسے پہچان لیا ہے۔'' شیرا نے کہا اور خود کو سنوار کر سونیا کے ساتھ باہر نکل آئی۔ پھر کچھ دیر کے بعد وہ غلام شاہ کے خیمے میں داخل ہو گئیں۔ وہاں قہقہے گونج رہے تھے۔ غلام شاہ کہہ رہا تھا۔

''ارے واہ رے پورن، تے تو بھائی آہست رہے پوری۔'' پھر اس نے سونیا اور شیرا کو دیکھ کر کہا۔''ارے کہاں چلی گئی تھی تے سونیا بٹیا، چا ٹھنڈی ہو گئی تیری، چا پی بٹیا۔ لے ری سیرا تے بھی چا لے۔ کا وکھت ہوئی گیا اکبر ارے۔''

''سوا پانچ بج رہے ہیں شیتا۔''

''کتنے بجے چلو گے ٹھاکر کے پاس؟''

''جب تم کہو شیتا۔''

''بس تھوری دیر ماں چلی ہے، جیادہ بھیڑ بھاڑ نا ہونے پائے تو اچھا ہے۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''میں انتظام کر لوں۔'' اکبر شاہ اٹھ گیا۔ وہ باہر نکلا تو شیرا بھی اس کے ساتھ اٹھ گئی تھی۔ سونیا نے اسے دیکھا لیکن خود وہ اٹھنے کی ہمت نہ کر سکی تھی۔ شیرا اکبر شاہ کے ساتھ باہر نکل آئی تھی۔ کچھ دور جا کر اس نے اکبر شاہ کو پکارا اور وہ رک گیا۔''ہاں شیرا کیا بات ہے؟''

''اکبر بھیا کچھ بات کرنی ہے تم سے۔''

''یہ پورن سنگھ کون ہے؟''

''سورج گڑھ کا ٹھاکر ہے، ہمارا دوست ہے۔''

''نہیں بھیا، سورج گڑھ کے ٹھاکر اتنے ذہین اتنے شاندار نہیں ہیں کہ سرکس والوں کو بھی بے وقوف بنا دیں۔''

''کیا مطلب ہے تمہارا؟''

''وہ شارق ہے اکبر بھیا، وہ شارق ہے۔'' شیرا نے کہا اور اکبر شاہ اچھل پڑا۔

''شارق!'' اس کے منہ سے سرسراتی آواز ابھری اور وہ سوچ میں ڈوب گیا پھر آہستہ سے بولا۔ ''تمہیں کیسے اندازہ ہوا؟''

''سونیا نے اسے پہچان لیا ہے۔''

''بھیس بدلے ہوئے ہے وہ۔'' اکبر شاہ خود کلامی کے سے انداز میں بولا۔ اس کے چہرے پر شدید سنسنی پھیل گئی تھی۔ اس نے کہا۔ ''میرا دل خود تسلیم نہیں کرتا تھا، اتنی غیر معمولی صلاحیتیں۔ اوہ! یقیناً شیرا، یقیناً۔ وہ ٹھاکر کے پاس بھی نہیں جانا چاہتا اور یقیناً یقیناً۔ وہ تو قیامت ڈھائے ہوئے ہے ان علاقوں میں، ہر جگہ ہمارے لئے کام کر رہا ہے اس نے بلبیرا کو صرف شیخا کے لئے پکڑا ہے تمہارا کہنا بالکل درست وہ شارق ہی ہو سکتا ہے۔''

وہ پھر چلا جائے گا اکبر بھیا، وہ موقع ملتے ہی نکل جائے گا۔''

''اس بار میں اسے نہیں جانے دوں گا۔ وہ واقعی بھاگ جانے کے چکر میں ہے۔ مگر، مگر'' اکبر شاہ کچھ سوچنے لگا پھر بولا۔ ''چاہے زبردستی کرنی پڑے اس کے ساتھ، اسے روکنا ضروری ہے بات تو ہے کچھ اس سے۔ میں اسے روک لوں گا شیرا تم فکر مت کرو، جاؤ اطمینان رکھو، وہ نکل کر نہ جا سکے گا اس بار۔'' اکبر شاہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ شیرا واپس خیمے میں آگئی، غلام شاہ کہہ رہا تھا۔ ''کاہے بیرا، تے نے تو اچھا کام کرا ہے احسان کرے ہے تو جگت سنگھ پر۔''

''ہمری کھوا بس رہے سیکھا، ساری عجت تجھے ملے ہمارا نام اونہ آئے۔''

''جگت ٹھاکر تو کا انعام دئی ہے بٹوا۔''

''ہمارا انعام ای رہے سیکھا کہ او تیرا سکریہ ادا کرے۔'' پورن سنگھ نے کہا۔

''ارے جیتا رہے بھائی تے، کسی بڑے باپ کا بیٹا رہے تے۔ بڑی بات ہے، پر بٹوا ہم بڑے ہیں تیرے، ہماری بھی کچھ مان لے۔''

''بس سیکھا ہم جان جات ہیں۔'' پورن سنگھ نے کہا۔

''نا بٹوا، ای نا ہو سکت، ٹھاکر سے مل لے پھر تیری مرجی ہوگی۔'' غلام شاہ نے کہا، سونیا نے شیرا کو دیکھا شیرا نے غیر محسوس انداز میں اسے اشارہ کیا تھا۔ کچھ دیر کے بعد اکبر شاہ نے اندر جھانکا اور کہا۔

''کاہے اکبر ساہ جی۔''

''آؤ ذرا دیکھ لو، میں نے ان لوگوں کو لے جانے کے انتظامات کئے ہیں۔ آؤ دومنٹ کے لئے۔'' اور پورن سنگھ اٹھ گیا، اکبر شاہ اسے لے کر سرکس کے پنڈال کی طرف چل پڑا تھا پیچھے پیچھے دوسرے لوگ بھی نکل آئے تھے۔ اکبر شاہ اسے لے کر اریناں میں داخل ہو گیا اریناں خالی پڑا ہوا تھا۔

''کیا انتظام کیا ہے شاہ صاحب؟'' پورن سنگھ نے پوچھا اور اکبر شاہ ہنس پڑا۔

''دیکھو گے تو خوش ہو جاؤ گے۔'' وہ بولا اور اسی وقت رسی کا ایک حلقہ پورن سنگھ پر لپکا اور وہ حلقے میں جکڑ گیا۔ اس کے منہ سے ایک آواز نکل گئی تھی لیکن دوسرے لمحے اس نے دونوں ہاتھ بلند کئے بدن لچکایا اور حلقہ اس کے بدن سے پھسل گیا۔ وہ حلقے سے آزاد ہو کر اچھلا تو دوسرا حلقہ اس کے اٹھے ہوئے پاؤں میں داخل ہو گیا۔ رسی کہیں سے کھینچی گئی تو پورن سنگھ کے پاؤں اکھڑ گئے مگر اس نے حیرتناک طریقے سے الٹی قلابازی کھائی اور اس حلقے سے بھی نکل گیا۔ پھر تو اس پر چاروں طرف سے پھندوں کی بارش ہو گئی مگر دیکھنے والوں نے یہ بھی دیکھا کہ وہ کسی چکنی مچھلی کی طرح ان حلقوں سے پھسل پھسل کر نکل رہا تھا اور ایک بھی حلقہ اس کے بدن میں پھنسنے میں کامیاب نہ ہو سکا تھا۔ سرکس کے مشاق اسے جکڑنے کے لئے پوری مہارت سے کام کر رہے تھے اور ان کی یہ مہارت بے اثر ہو رہی تھی۔ سامنے ہی غلام شاہ دوسرے لوگوں کے ساتھ منہ پھاڑے کھڑا یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ پھر اس کے حلق سے دہاڑ نکلی۔

''اکبرا، اوئی حرام کھور۔ اوئی سسرا احسان پھراموس کتو۔ ای کا ہوت ہے ای۔ ارے کا ہوت ہے۔ ارے، ارے اوئی ارے۔'' پھر ایک اور تماشا دیکھا انہوں نے۔ پورن سنگھ نے اچھل کر ایک رسہ پکڑا اور اس پر چڑھتا چلا گیا۔ رسے سے جھولے پر پہنچا اور پھر وہ لمبے جھولے لے کر تمبو کے اوپر کے سوراخ تک اور دوسرے لمحے سوراخ سے باہر۔ اس کے بدن میں جیسے بجلیاں بھری ہوئی تھیں اور پنڈال میں کھڑے لوگوں پر سکتہ طاری تھا۔ خود شیخا کی آنکھیں حلق سے ابلی پڑ رہی تھیں۔

اکبر شاہ نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔'' باہر، باہر جاؤ نکلنے نہ پائے۔'' اور وہ خود بھی باہر لپکا تھا۔ غلام شاہ اب بھی منہ پھاڑے کھڑا تھا پھر اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''ارے بھائی ای لنکاماں تو سب ہی سسر باون گج کے ہیں۔'' ادھر اکبر شاہ اور اس کے ساتھی پورا سرکس اریا کھنگال چکے تھے مگر پورن سنگھ یا نہ خیال کے مطابق شارق تو جیسے تمبو کی چھت سے آسمان میں پرواز کر گیا تھا۔ اس کا نشان بھی نہیں ملا تھا۔ شیرا نے غلام شاہ کو بتایا۔

''شیخا وہ شارق تھا۔''

''ایں؟'' غلام شاہ اچھل پڑا۔ وہ شیرا کو گھور رہا تھا، سوچ رہا تھا اور جب یہ نام سامنے آیا تو سب کچھ اس کی سمجھ میں آ گیا اس کے چہرے پر ایک دم

مردنی چھا گئی تھی پھر آہستہ آہستہ اس کا چہرہ سرخ ہوگیا۔'' ہاں او ہی سسرر ہے بات ہمار کھوپڑیاں ماں نا آئی تھی مگر ای اکبرا کا کرت پھرت رہے۔''

اکبر بھیا اس خیال سے اسے پکڑ رہے تھے کہ وہ بھاگ نہ پائے مگر شیخا رسیوں کے پھندے نکالتے ہوئے دیکھا تم نے اسے؟''

''ارے بھاڑ ماں جئی ہے اور او کے رسیاں کے پھندے۔ ارے سسرا اکبرا کی کھوپڑیا کاہے کھراب ہوئی گئی۔ کاہے پکڑت رہے بھائی او کا بندروا کی طرح۔ ارے کا پڑی ہے او کا بلا اکبرا کو۔ بلا۔'' غلام شاہ گرجا اور شیرا جلدی سے باہر نکل گئی۔ غلام شاہ کا موڈ بہت خراب ہوگیا تھا۔ اکبر شاہ خود اس کوشش میں ناکام ہوکر پنڈال میں آ رہا تھا۔ شیرا نے اس سے کچھ کہنا چاہا مگر غلام شاہ خود باہر نکل آیا تھا۔

''نکل گیا وہ شیخا لگتا ہے آسمان میں پرواز کر گیا۔''

''لے رے، اور تے ابھی جمین پر ہی ہے۔'' غلام شاہ نے طنزیہ انداز میں کہا۔

''شیخا وہ، وہ شارق تھا۔'' اکبر شاہ بولا۔

''کھدا کسم جی تو چات ہے دس جوتا لگائیں تو ہار کھوپڑیا پہ۔ پر کا کریں بس۔''

اوہ کوئی غلطی ہوگئی مجھ سے شیخا۔ دراصل جب مجھے پتہ چلا کہ وہ شارق ہے تو میں نے سوچا اس بار اسے نکلنے نہیں دوں گا۔'' اکبر شاہ نے بچوں جیسی معصومیت سے کہا۔

''کا کرنا ہے ہمیں او کا، اجاڑ ڈالی ہے سسر کا، جات ہے۔ تو جائے بھاڑ ماں، کاہے نکھرے کرے ہے رے بھائی، کون رہے تے ہمارا، کھیلے کا نہ جات کا، پھر ہم کاہے تو ہار نکھرے اٹھائے ہے اتے دن رکھا تو کا، کھلائی پلائی ہے، جبردستی تو نا ہے تیری، سنورے اب تو کا نام لئی ہمار سامنے اچھا نا ہوئی ہے ہاں۔ بس کھتم۔''

''اکبر شاہ غلام شاہ کی نیت سمجھ رہا تھا اس کے بعد وہ کچھ نہ بولا اور اپنے خیمے کی طرف چلا گیا۔ اکبر شاہ نے شیرا سے کہا۔'' شیخا اب بری طرح بگڑ گیا اس سے۔''

''ہاں!'' شیرا ٹھنڈی سانس لے کر بولی، اس کی نگاہیں سونیا کی طرف اٹھ گئیں جو خود بھی زیادہ دور نہیں تھی سونیا کی تیوریاں بھی چڑھی ہوئی تھیں۔ بہرحال پھر سب منتشر ہوگئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اکبر شاہ جھجکتا ہوا غلام شاہ کے خیمے میں داخل ہوگیا۔

''شیخا قیدیوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔''

''ہاک دے سب حرام کھور کا نگریاں ماں، کھبر بھجوائی ہے ٹھاکر کے پاس کہ او کا بھتیجوا پکڑ لئی ہے ہم۔''

''مگر شیخا تم تو خود ان لوگوں کو لے کر جانا چاہتے تھے۔''

''سہرہ ہوئی گواہ کا رے۔ ناجات ہم کہہ دیا تو کا۔''

''تو پھر بتاؤ کیا کروں میں؟'' اکبر شاہ نے بے بسی سے پوچھا اور غلام شاہ اسے دیکھنے لگا، وہ نرم لہجے میں بولا۔

''تے کھود لے جا ان سب کو دوسرے لوگوں کو بھی ساتھ لے لے۔ جا ای کام نمٹا دے۔ بلاوجہ ہمارا کام کھراب ہوگا۔ ٹھاکر کو ساری بات بتا دیجیو۔ کہہ دیجیو کہ سارک نے ای کام کرا ہے۔''

''ٹھیک ہے شینجا، بلبیرا کا کیا کروں؟''

''اوکا بھی لے جاؤ، ہم کا کریں اوکا، ہم نے تو نا پکڑا اوکا، ای احسان بھی سارک نے ہی کرا ہے ہمیں اوکی جرورت نا ہے۔''

''جاؤں شینجا۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''نا بیٹھ جا ہماری کھوپڑیا پر۔ آ جا، آ جا۔'' غلام شاہ پھر اٹھ گیا اور اکبر شاہ ٹھنڈی سانس لے کر اس کے خیمے سے باہر نکل آیا۔ پھر اس نے اس کارروائی میں دیر نہیں لگائی تھی۔ سرکس کی گاڑیاں قیدیوں کو لے کر چل پڑیں۔ صبح ہونے لگی تھی۔ ٹھاکر جگت سنگھ کی حویلی کے محافظوں نے سرکس کی گاڑیوں کو دیکھ کر دروازے کھول دیئے تھے۔ پہرے داروں کے سربراہ سے اکبر شاہ نے کہا۔

''ٹھاکر کو فوراً ہمارے آنے کی خبر دو۔''

''اگر وہ سو رہے ہوں تو۔''

''انہیں جگانا ضروری ہے۔'' اکبر شاہ نے کہا اور سربراہ اندر چلا گیا ٹھاکر نے آنے میں دیر نہیں لگائی تھی وہ شدید حیران رہ گیا تھا اتنی گاڑیاں اس کے لئے تعجب خیز تھیں۔

''خیریت اکبر شاہ۔'' اس نے اکبر شاہ کے پاس آ کر کہا۔

''غلام شاہ صاحب نے آپ کے کچھ قیدی آپ کے پاس بھیجے ہیں۔''

''قیدی؟''

''جی ہاں ٹھاکر صاحب، ان میں پنچل سنگھ بھی ہے اور بلبیر سنگھ بھی۔'' اکبر شاہ نے کہا اور ٹھاکر سناٹے میں رہ گیا۔ اس کے منہ سے چند لمحات آواز ہی نہ نکل سکی پھر وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولا۔

جاری ہے......

''چنچل سنگھ، بلبیر سنگھ۔''

''جی ٹھاکر صاحب۔''

''چنچل، میرا بھتیجا۔''

''جی وہی ہے۔'' اکبر شاہ نے کہا اور جگت سنگھ لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھ کر گاڑیوں کے قریب آ گیا اس نے غور سے قیدیوں کو دیکھا تھا اور پھر وہ بھرائی ہوئی آواز میں پہریداروں کے سربراہ سے بولا۔

''پونم، پونم سنگھ کو بلا کر لاؤ۔ جلدی۔'' بھگدڑ مچ گئی تھی، اکبر شاہ قیدیوں کو نیچے اتارنے لگا اور ٹھاکر نے ہانپتے ہوئے کہا۔'' اندر، اندر، اکبر شاہ نے قیدیوں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا تھا۔ خود ٹھاکر ان کی رہنمائی کر رہا تھا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انہیں دیکھتا جا رہا تھا۔ پھر اس نے بمشکل تمام کہا۔'' یہ کہاں سے پکڑے گئے؟''

''پوری تفصیل آپ کو بتانی ہے ٹھاکر۔''

''ہاں ہاں بیٹھو اکبر شاہ، بیٹھ جاؤ، اوہ میری حالت کافی خراب ہوگئی ہے میں سپنے میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ ایسا کوئی کام ہو سکتا ہے۔ مجھے تو اب بھی یقین نہیں آ رہا۔ مجھے دو منٹ کی اجازت دو ابھی آتا ہوں۔''

''آپ اطمینان سے آ جائیں ٹھاکر صاحب۔'' اکبر شاہ نے احترام سے کہا اور ٹھاکر جگت سنگھ خود کو سنبھال کر باہر نکل گیا پھر اس کی واپس پونم سنگھ کے ساتھ ہی ہوئی تھی وہ اپنا حلیہ سنبھال کر آیا تھا لیکن قیدیوں کو دیکھ کر پونم سنگھ کا حلیہ بگڑ گیا تھا شاید وہ ابھی آیا تھا اور ٹھاکر نے اسے کچھ نہیں بتایا تھا۔

''ہپ۔ پ۔ پی۔ ہپ۔ پی۔ پی۔ یہ ٹھاکر صاحب۔ یہ۔ یہ۔'' پونم سنگھ آنکھیں مل مل کر قیدیوں کو دیکھنے لگا۔

''وہی ہیں نا؟'' جگت سنگھ نے کہا۔

''چنچل سنگھ مہاراج، اور یہ بلبیر سنگھ۔'' پونم سنگھ نے کہا۔

''ہاں، اور یہ شاید ان کے ساتھی ہیں۔'' غلام شاہ نے انہیں پکڑ کر ہمارے پاس بھیجا ہے۔''

''ہے بھگوان، یہ کہاں سے پکڑ لئے غلام شاہ نے؟''

''مجھے خود نہیں معلوم۔''

''اکبر شاہ صاحب۔'' پونم سنگھ نے کہا۔

''شیتانے کہا ہے کہ میں آپ کو ان کے پکڑے جانے کی تفصیل بتادوں۔''

''تو بتاؤ اکبر شاہ۔ اب کیوں دیر کر رہے ہو۔''

''ہمارے ساتھ ایک اور آدمی نیا نگر آیا تھا ٹھاکر صاحب جس کا تعلق نہ ہمارے قبیلے سے تھا نا سرکس سے مگر وہ ہمارا دوست تھا اور بہت خطرناک تھا۔ اس کا نام شارق تھا، ٹھاکر صاحب یہ وہی آدمی تھا جس نے کرن سنگھ اور اس کے ساتھیوں کی مدد کی تھی اور انہیں یہاں تک پہنچایا تھا، پھر اس نے سونیا کو بلبیر سنگھ کے قبضے سے نکال کر سرکس پہنچایا اور اب اس نے یہ کارنامہ سرانجام دیا تھا۔''

''کیسے؟''

''رات کو وہ بلبیر سنگھ کو ایک صندوق میں رکھ کر سرکس میں لایا تھا، اسے ہمارے حوالے کر کے اس نے بتایا کہ خود پتیل سنگھ بھی بھیس بدل کر یہاں آیا ہے اور اپنے آٹھ آدمیوں کے ساتھ اس نے منصوبہ بندی کی ہے کہ ٹھاکر جگت سنگھ کو قتل کر کے وہ نیا نگر کی حکومت پر قبضہ کر لے اس کے بعد بلبیر سنگھ نے دوسرے بہت سے لوگوں کے قتل کے منصوبے بھی بنائے تھے جن میں غلام شاہ کا قتل بھی شامل تھا یہ لوگ اپنے ساتھ بہت سے آدمی لائے تھے جو میلہ دیکھنے والوں میں شامل ہیں، مگر ہتھیار رلئے جانے کی وجہ سے یہ ابھی تک اپنے منصوبے پر عمل نہیں کر سکتے تھے شارق ان کے ساتھ بھیس بدل کر شامل ہو گیا تھا اور اس نے ان کے منصوبے ناکام بنا دیئے اسی کی مدد سے ہم نے پتیل سنگھ اور اس کے ساتھیوں کو رات میں پکڑا ہے اور اب شیتا نے انہیں آپ کے حوالے کرنے بھیجا ہے۔''

پونم سنگھ اور جگت سنگھ اب بھی حواس میں نہ تھے پھر جگت سنگھ نے خود کو سنبھالا اور پتیل سنگھ سے بولا۔ کیوں رے جان سے مارنے آیا تھا چاچا ٹھاکر کو نیا نگر پر حکومت کرنا چاہتا ہے۔''

''ایں؟''

''میں نے سارے ناطے توڑ دیئے ہیں تم سے ٹھاکر، کوئی چاچا نہیں ہے میرا، دشمن ہو تم ہمارے، کہاں ہے میرا بھائی راون سنگھ، مار ڈالا تم نے اسے پھر بھی تم ہمارے چاچا ہو؟'' پتیل سنگھ نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور ٹھاکر جگت سنگھ کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔

''یقین نہیں آ رہا تھا تیرے پکڑے جانے پر یقین نہیں آ رہا تھا، ان باتوں پر مگر اب سب ٹھیک ہے ملا دوں گا تجھے راون سے، حکومتیں دوں گا تمہیں، فکر مت کرو، پونم سنگھ یہ غلام شاہ دیوتا ہے ہمارے لئے بھگوان کی سوگند، پوجا ہو گی نیا نگر میں اس کے سارے دلدر دور ہو گئے ان لوگوں کے آنے سے۔ اکبر شاہ عظیم غلام شاہ کو میرا اسلام کہنا، کہنا اس دیوتا سے کہ ہم اسے اپنا نجات دہندہ کہتے ہیں۔ اس نے نیا نگر کی کالی تقدیر دھو دی ہے پونم سنگھ،

قیدیوں کو قید خانے میں پہنچا دو کوئی رعایت نہ ہو ان کے ساتھ۔'' پھر جگت سنگھ نے بلبیر سنگھ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اور لنگڑے تو نے دیکھ لیا دیوتاؤں سے ٹکرانے کا نتیجہ۔ ٹھاکروں کے نام پر کالک ہو تم۔ تھو ہے تم پر۔''

پونم سنگھ انتظامات کرنے نکل گیا تھا کچھ دیر کے بعد وہ محافظوں کے ایک مسلح دستے کے ساتھ آ گیا اور یہ لوگ اس کی تحویل میں باہر نکل گئے تب جگت سنگھ نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''اکبر شاہ غلام شاہ سے کہہ دینا بہت جلد آؤں گا میں اس کے پاس کچھ کام کر لوں باقی کے ورنہ سارے کام تو اس نے کر دیئے ہیں۔''

''میں چلتا ہوں ٹھاکر۔''

''ہاں جاؤ بھگوان تمہارا بھلا کرے۔'' اکبر شاہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چل پڑا تھا۔

❀❀❀

سارے کام خاموشی سے ہو رہے تھے، میلہ زوروں پر تھا، خوب خرید و فروخت ہو رہی تھی کھیل تماشے جاری تھے مگر جگہ جگہ سے خیموں سے لوگوں کو لے جایا جا رہا تھا سادہ کپڑوں میں سپاہی آتے اور ہتھیاروں کے بل پر ان لوگوں کو لے جاتے یہ سب چنچل سنگھ کے ساتھی تھے جو بڑی خاموشی سے پکڑے جا رہے تھے۔ مزید کیا ہو رہا تھا یہ کسی کو معلوم نہیں تھا، خود ٹھاکر دو دن تک اس طرف نہیں آیا تھا، بھلا صاحب کی شوٹنگ بھی اعلیٰ پیمانے پر ہو رہی تھی اکبر شاہ صبر و سکون کے ساتھ سب کچھ کر رہا تھا اور راجکماری جی اب اس پر پورا پورا اختیار حاصل کر چکی تھیں۔ ضرورت کے سارے سین فلمائے جا رہے تھے اور بھلا کے خیال کے مطابق اکبر شاہ بہترین پرفارمنس دے رہا تھا۔ ابھی تک خود بھلا کو اس بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا کہ اکبر شاہ کا اندر سے کیا حال ہے۔

ادھر شیرا سونیا کا جائزہ لیتی رہی تھی اس واقعے کے بعد سے سونیا نے اس بارے میں شیرا سے ایک لفظ بھی نہ کہا تھا۔ مگر پھر ایک دن شیرا نے تنہائی میں سونیا کو ٹٹول ہی ڈالا۔

''شیخا شارق کے معاملے میں بری طرح پھنسا گیا ہے۔''

''اس کا موقف درست ہے۔'' سونیا پتھریلے لہجے میں بولی۔

''شارق کا؟''

''نہیں شیخا کا۔''

''کیا مطلب؟''

وہ فرشتہ بننے کی کوشش کر رہا ہے ہم پر احسانات کئے جا رہا ہے اور ہماری بات سننے کے لئے تیار نہیں ہے مگر یہ اس کا غلط خیال ہے اگر بلبیرا کا معاملہ ہے تو شیتا بالآخر کچھ نہ کچھ کر لیتا بلبیرا نے کیا بگاڑ لیا شیتا کے خلاف سازش کر کے بلکہ ایک ٹانگ ہی کھو بیٹھا باقی معاملہ جگت سنگھ کا تھا یہ ہم پر احسان تو نہیں ہوا۔ وہ جانے اور جگت سنگھ، نہ جانے وہ کیا سمجھ رہا ہے۔''

''سونیا!'' شیرا حیرت سے بولی۔

''میں نے غلط تو نہیں کہا شیرا۔''

''مگر تو اسے چاہتی ہے۔''

''ہاں اسے چاہتی ہوں میں، بتا چکی ہوں کہ شاید میں اس وقت سے اسے پسند کرنے لگی تھی جب اس نے پہلی بار رنگ میں مجھے پہلا پھول پیش کیا تھا۔ مجھے اس کی بے باکی اس کے الفاظ پر پیار آیا تھا بہت اچھا لگا تھا وہ مجھے اور بہت سوچا تھا میں نے اس کے بارے میں، وہ بار بار سامنے آتا رہا اور پھر میرے خیمے میں بھی گھس آیا، شیرا میں نے اس کے بارے میں اس وقت سنجیدگی سے سوچا اور مجھے احساس ہوا کہ مجھ سے کچھ غلطی ہو رہی ہے۔ اس نے مجھے سرکس میں شامل ہونے کا چیلنج کیا میں جانتی تھی کہ یہ ممکن نہیں ہے اور وہی ہوا شارق نے اپنی شاطرانہ چالوں سے شیتا تک رسائی حاصل کر لی مگر میں خود اپنا تجزیہ نہ کر پائی تھی بعد میں شیرا مجھے اس سے چڑ ہونے لگی اور میں نے دوبارہ اس کی جان لینے کی کوشش کی وہ بچ گیا تو مجھے خوشی ہوئی آہ! تم میری کیفیت کا اندازہ نہیں لگا سکتیں میں خود ہی کو نہ سمجھا پا رہی تھی مجھے اندازہ ہی نہیں ہو رہا تھا کہ میں کیا چاہتی ہوں۔ میں نے دل کو سمجھایا کہ وہ میرا نہیں ہو سکتا اور مجھے اس سے چھٹکارا حاصل کر لینا چاہئے، وہ مجھے چھیڑتا رہا اور میں چڑتی رہی خود کو اس سے نفرت پر آمادہ کرتی رہی بڑی بے بسی طاری تھی مجھ پر خود سے جنگ کرنا کتنا مشکل ہوتا ہے کاش تم جان سکتیں پھر اسے نکال دیا گیا، مجھے اس کی تضحیک پر دکھ ہوا تھا مگر میں نے خوشی کا اظہار کیا مگر میرا جی چاہا کہ وہ فلم یونٹ میں رہے اور پھر شیرا کنور جیت کتے نے کچھ ایسی حرکتیں کیں جن میں میرا قصور نہ تھا اس نے دیکھ لیا اور وہ بد دل ہو گیا۔ اس نے گلاب کے بہت سے پھول آگ میں جھونک دیئے اور شیرا مجھے لگا جیسے میرا دل جل رہا ہے۔ پھولوں کا دھواں مجھے اپنے دل سے اٹھتا ہوا لگا اور وہ چلا گیا شیرا اس کے بعد میری نیندیں بے سکون ہو گئیں میں سوچتی تھی کہ اچھا وہ چلا گیا مگر دل اسے یاد کرتا تھا اور اس کے بعد میں دل کو نہ سمجھا سکی، میری آرزو تھی کہ ایک بار صرف ایک بار اس سے کہوں کہ شارق مجھے معاف کر دو مجھ سے گناہ ہوا، میں کفارہ ادا کرنا چاہتی ہوں ساری باتیں دل سے زبان تک آنا چاہتی تھیں میں اس سے کہنا چاہتی تھی کہ میں تمہیں چاہتی ہوں لیکن ہم ندی کے دو کنارے ہیں۔ شیرا یہ کہہ دیتی

میں اس سے تو، تو میرا دل ہلکا ہو جاتا پھر کنور نے میرے خلاف سازش کی اور میری عزت پر بن گئی اس نے میری آبرو بچائی اور مجھے یہاں پہنچا گیا مگر شیرا یہاں سے اس نے میری نفی شروع کر دی اس نے مجھ سے انتقام لینا شروع کر دیا۔ بتاؤ اس نے خود دیکھا تھا کہ میں کنور سے کتنی نفرت کرتی تھی۔ وہ اس کا گواہ تھا اس کی غلط فہمی دور ہو جانی چاہئے تھی نہ اس کے بعد تو وہ، وہ، مگر شیرا وہ اپنے بارے میں کچھ بتائے بغیر چلا گیا اس نے مجھے اس قابل نہ سمجھا کہ خود کو مجھ پر ظاہر کر دیتا یہ تو زیادتی تھی اس کی۔ اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا مگر میں نے یہ سوچ کر خود کو سمجھایا کہ وہ بھی ضدی ہے۔ انتظار کرتی رہی اس کا وہ دوبارہ آیا اور ہماری کوشش کے باوجود نہ رکا، چلا گیا وہ اسے نہیں جانا چاہئے تھا اسے مجھ سے ملنا چاہئے تھا کیا ہو گیا ہے اسے نفرت کرنے لگا ہے نا وہ ہم سے تو ٹھیک ہے ہم بھی اس سے نفرت کرتے ہیں اس لئے اب کی ضرورت ہمیں بالکل نہیں ہے۔'' سونیا زار و قطار رونے لگی۔

''ارے نہیں سونی، میری جان، کیا ہے بھئی یہ۔ سونیا، سونیا سنبھالو خود کو۔'' شیرا اسے تسلیاں دیتی رہی لیکن اسے تشویش ہو گئی تھی اور وہ اس کے بعد وہ مسلسل سوچتی رہی تھی کہ اب وہ کیا کرے مگر سونیا اس کے بعد نہیں روئی تھی سرکس میں بھی وہ پوری دلچسپی لے رہی تھی ادھر جگت سنگھ پونم سنگھ کے ساتھ مل کر اپنا کام کر رہا تھا حالات بہت پرسکون نظر آ رہے تھے نیا نگر کے فوجی ٹیلوں سے غائب ہو گئے تھے میلہ شباب پر تھا سرکس پر دولت برس رہی تھی اور میلے کے دن ختم ہوتے جا رہے تھے۔

''ارے بھائی بھلے تیرا کام کتنا باکی رہے رے؟'' ایک دن غلام شاہ نے پوچھا۔

''بس شاہ صاحب آپ کی دعاؤں سے ختم ہو چکا ہے ایسی فلم بنائی ہے میں نے کہ اس کا جواب نہیں ہو گا۔''

''تے فرست ہو گئی تو کا؟''

''بالکل فرصت ہو گئی اور شاہ صاحب اکبر شاہ نے میری جتنی مدد کی ہے اس کا تو میں شکریہ نہیں ادا کر سکتا۔''

''تے کا پیٹ ماں درد رہے سکریہ ادا کرنے کا۔'' غلام شاہ نے ہنس کر کہا۔

''فلم ریلیز ہو جانے دیں اور سینکڑوں فلمساز سرکس تلاش نہ کرتے پھریں تو میرا نام بھلا نہیں۔''

''ای کا مطبل ہوئی رہے کا ہے تلاس کریں گے سرکس؟''

''تا کہ اکبر شاہ صاحب کو اپنی فلم میں کام کرنے کی دعوت دیں۔''

''ستا چھوڑ دئی کھا سسم کھورا پہ تیری بات اور رہے نا بھائی بھلے جے ہمار کام رہے او ٹھیک رہے بھائی۔''

''خیر وہ آپ کی مرضی ہے مگر میں آپ کو اس کے رش پرنٹ ضرور دکھاؤں گا۔''

''کا دکھائی ہے؟''

''تھوڑی سی فلم، جس میں اکبر شاہ کا کام ہے۔''

''ہاں اوہ! دیکھ لئی ہے۔''

''بس ایک آدھ دن میں اس کا انتظام کرلوں گا میں سوچ رہا تھا کہ ٹھاکر جگت سنگھ بھی اپنے کاموں سے فارغ ہو جائے تو میں یہ رش پرنٹ دکھاؤں۔''

''ارے ہاں بھائی بھلے ای ٹھاکر بڑے دن سے نجر نہ آئی ہے کا کرت رہے ان دنوں او۔''

''آپ نے غلام شاہ صاحب اس کی بہت بڑی آرزو پوری کردی ہے بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ آپ کی کوششوں سے نیا نگر میں بے شمار انسانوں کی زندگیاں محفوظ کردی ہیں ورنہ جو ہوتا اس میں لاتعداد انسانوں کا خون بہتا یہ سب کچھ جنگ و جدل کے بغیر ممکن نہیں تھا جو آپ نے کر دکھایا۔ راون سنگھ اور جیتل سنگھ اب ٹھاکر جگت کی قید میں ہیں اور شیطانوں کا شیطان بلبیر ابھی اس کا قیدی بن چکا ہے چنانچہ اب اس بات کے امکانات نہیں ہیں کہ نیا نگر میں خونریزی ہو۔ ٹھاکر نے مجھے تو کچھ نہیں بتایا لیکن ان دنوں وہ مجھ سے بھی نہیں ملا ہے اور شاید نیا نگر میں موجود ہی نہیں ہے۔ ظاہر ہے ان لوگوں کی گرفتاری کے بعد وہ نیا نگر کے دوسرے انتظامات سنبھالنے میں مصروف ہوگا۔''

''بڑا بڑھیا آدمی رہے ای ٹھاکر بائی ہمیں نیا نگر آ کر بڑی کھوسی ہوئی ہے بھلا بھائی آئے تو تھے اپنے کام سے پر ٹھاکر نے ایسی دوستی دی کہ اور کام کرنے کی بھی جی چاہ گیا ہمیں کھوسی ہے کہ ہم او کے کام آئے رہے۔''

''میرا خیال ہے شاہ صاحب کہ میں آپ کو اپنی فلم کا یہ حصہ دکھانے کا جلدی بندوبست کرلوں کیونکہ اس کے بعد میں اپنا کام پیک کر رہا ہوں لیکن ہماری واپسی ساتھ ساتھی ہوگی۔ ویسے میں نے جو کچھ سنا ہے اس سے مجھے یہ علم ہوا کہ میلے کے خاتمے کے اب چند ہی دن رہ گئے ہیں۔ اس کا ایک مخصوص وقت ہوتا ہے جب یہ شروع ہوتا ہے اور اپنے ہی وقت پر ختم ہو جاتا ہے۔''

''جیسی تیری مرضی بھائی ویسے ہمارا بھی بڑا اچھا ندہ ہوا ہے یہاں نیا نگر ماں آ کر ٹھاکر ن بڑے چندہ دل رہیں۔'' غلام شاہ نے کہا۔

بھلا غلام شاہ سے رخصت ہو گیا اور غلام شاہ معمول کے کاموں میں مصروف ہو گیا بظاہر اب ایسی کوئی خاص بات نہیں تھی جو کسی کے لئے باعث پریشانی ہو سارے کام بحسن وخوبی چل رہے تھے پھر بھلا صاحب نے ان لوگوں کو دعوت دی اور اس کا انتظام وہیں اپنے یونٹ کے ایک بڑے حصے میں کیا۔ پروجیکٹر وغیرہ تیار کر لئے گئے مہمانوں میں خاص خاص لوگوں کو شامل کیا گیا تھا پھر بھی بہت بڑی تعداد تھی ان کی غلام شاہ کے سرکس کے لوگ ایک سمت بیٹھ گئے تھے راجکماری جی تو اپنی عادت کے مطابق اکبر شاہ کے قریب رہنے کی کوشش کرتی تھیں جب کہ اکبر شاہ ہمیشہ ان سے بدکتا تھا

مگر کچھ ایسی طبیعت پائی تھی راجکماری جی نے کہ وہ کسی بات کو خاطر میں نہیں لاتی تھیں۔ اس وقت بھی وہ جگہ بنا کر اکبر شاہ کے پاس ہی آ بیٹھی تھیں غلام شاہ کچھ فاصلے پر تھا بھلا قریب بیٹھا ہوا تھا اور اس کے بعد فلم سکرین پر نمودار ہو گئی اور مناظر آگے بڑھنے لگے سرکس کے مناظر خصوصی طور پر فلمائے گئے تھے اور چنکو منکو سونیا، سانولی اور ایاز ایک دوسرے تمام لوگوں کے کام بہت ہی خوبصورتی سے نمایاں کئے گئے تھے۔ غلام شاہ بچوں کی طرح خوش ہو رہا تھا اور بار بار رانوں پر ہاتھ مار مار کر بھلا کو اس فنکاری کی ٹیکنیک سمجھا رہا تھا اور بتا رہا تھا کہ جھولے پر جھولنے والے صرف چھلانگیں ہی نہیں لگا رہے ہے بلکہ وہ زندگی کا خوفناک ترین کھیل، کھیل رہے ہیں اور اس میں ان کی ذرا سی لغزش انہیں کس طرح زندگی سے دور کر سکتی ہے۔ یہ تمام باتیں وہ بھلا کو بتا رہا تھا اس کے بعد مناظر میں تبدیلی ہوئی راجکماری کو خودکشی کرتے ہوئے دکھایا گیا اور اکبر شاہ نے اسے عین وقت پر بچایا تو غلام شاہ خوشی سے اچھل پڑا۔

''ارے واہ ای ہوئی نا بات سارے جوانوں کو ایسا ہی کرنا چاہئے ارے واہ رے اکبر بڑھیا بھئی بڑھیا۔'' تمام لوگ اپنی مسکراہٹیں نہیں روک سکے تھے پھر جب اکبر شاہ نے بے ہوش راجکماری کو اٹھایا تو غلام شاہ پہلو بدلنے لگا اور اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔ ''بڑے حرام کھور ہوت ہیں بھیا ای جوان لڑکا کو تو موقع ہاتھ سے نہ جانے دئی ہے۔'' بھلا صاحب کا قہقہہ بلند ہو گیا تھا لیکن غلام شاہ بڑی تشویش بھری نگاہوں سے اکبر شاہ کو دیکھ رہا تھا اور خود اکبر شاہ کا چہرہ شرم سے سرخ ہوتا جا رہا تھا پھر دوسرا اسٹین آیا اور اکبر شاہ کو راجکماری کی جانب متوجہ دکھایا گیا گو اسے زیادہ ڈائیلاگ نہیں بولنے پڑ رہے تھے لیکن چہرے کے تاثرات سے اسے یہ اظہار کرنا تھا کہ وہ راجکماری پر فدا ہو گیا ہے اور ایسے دوسرے سین بھی آتے تھے جن میں وہ راجکماری کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر اپنی محبت کا اظہار کر دیتا تھا۔ راجکماری بار بار اکبر شاہ کا شانہ دبا رہی تھی اور وہ بری طرح کسمسا رہا تھا ایک سین پر غلام شاہ کی دھاڑ ابھری۔

''ارے او ای حرام کھورا ئے کا کرت ہے بے سرم، ارے تیری حرام کھور کی ایسی تیسی ارے او بے سرم پیچھے ہٹ، پیچھے ہٹ۔''

لوگوں کے قہقہے روکے نہ رک رہے تھے اکبر شاہ جھلائے ہوئے انداز میں اٹھا اور تیزی سے خیمے سے باہر نکل گیا خود سونیا بے تحاشا ہنس رہی تھی سانولی کی ہنسی روکے نہ رک رہی تھی تمام ہی لوگ قہقہے لگا رہے تھے غلام شاہ دھاڑ کر بولا۔

''ارے ہم تو اس کو بڑا سرپھ سمجھتے تھے یہ حرام کھور گیا کدھر ادھر آ ہمارے پاس او اکبرا ائے حرکتیں ہیں تیری ارے کدھر گیا رے؟''

''وہ باہر چلے گئے شیخا۔''

''تو ہاتھ نہ لگے گا کا ہمارے ہم سے کہت رہے سوٹنگ کرے ہے سوٹنگ کرے ارے ای سوٹنگ کرے تے نے ارے بھائی بھلے تے نے بھی اسے نا منع کری ہے کا، اے بے سرم کی حرکتیں تو دیکھو ارے ہمارے سامنے کیسا منہ بنائے رہے اور ری سونی، ارے کدھر گیا تیرا یہ بھیا، پکڑ کر لائی ہمارے

سامنے ارے ای بے سرم نام ڈبوئی دے ہمار بھائی، حسان کریں ہے تو اس لئے کری ہے ارے بچاری کو پریسان کر کے رکھ دئی ہے ہم تے ایسا نہ سمجھ رہے تو کا بھائی ہاتھ نہ لگے گا کا ہمارے پوچھ لئی ہے تو کا۔''

''شاہ صاحب یہ تو فن ہے آرٹ ہے اس سے جو کہا گیا اس نے ایسا ہی کیا۔''

''ارے کون بے سرم کہے رہے اس سے ای سب کچھ کرنے کو، ارے تو سوچ بھائی بھلے اولونڈیا سرکس کی تو نار ہے اور ای بے سرم کو دیکھو اس کے پیچھے ہی پڑ گیا ارے ہم سے بات کری ہے ہم سے تو کبھو ای بھی نا کہت رہے کہ شادی کرے گا بھائی بھلے اب کا ہوئی گا؟''

''کچھ نہیں ہوگا شاہ صاحب آپ براہ کرم فلم دیکھئے۔''

''ارے کا کھاک دیکھی ہے سارا کھیل کھراب ہوئی گوا ہمار بھلا بتاؤ اب ای ان چکراں ماں پڑ گئی ہے تو سرکس ماں کا کری ہے، سرکس کا کا ہوئی ہے ارے سونی بیٹا جرتے ادھر آ ہمارے پاس۔'' سونیا ہنسی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھی، اچھا خاصا تماشا بن گیا تھا غلام شاہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اس نے سرگوشی کے انداز میں سونیا سے کہا۔

''اب کا ہوئی گا رہی تے سوچ ای لونڈیا کیسی رہے؟''

''شیخا خاموشی سے فلم دیکھو سب ہنس رہے ہیں۔''

''اری ای ہنس رہے ہیں ہم تو رو رہے ہیں ناں تے خود سوچ بیٹا ای کیسے ہوئی سکت او حرام کھور ہمارے تو کان ماں، کھبر تک نہ پڑنے دئی ہے۔''

''میرا خیال ہے آپ چلیں یہاں سے شیخا۔''

''ارے نا جات، نا جات او حرام کھور کا پکڑ کا ادھر لئی ہے بات کری ہے او سے ہم سے کا ہے نا ہے کہت ای سب کچھ۔'' بھلا صاحب نے ہاتھ اوپر کیا اور پروجیکٹر بند کر دیا لوگوں کے قہقہے آسمان سے باتیں کر رہے تھے اور ایک اچھا خاصا تفریحی پروگرام ہو گیا تھا بھلا صاحب کی عجیب کیفیت تھی ہنستے ہنستے ان کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے۔ انہوں نے غلام شاہ سے کہا۔

''آپ آیئے میرے خیمے میں آیئے۔'' اور پھر وہ زبردستی غلام شاہ کو اپنے خیمے میں لے گیا۔ سونیا وغیرہ اپنے آپ پر قابو نہ پا سکتے تھے اور بے تحاشا ہنس رہے تھے۔ بھلا نے غلام شاہ سے کہا۔

''قربان ہو جانے کو جی چاہتا ہے آپ کی معصومیت پر غلام شاہ صاحب۔''

''ارے بے وکوفی کہو بے وکوفی ہم ان سسرن کو کا سمجھت رہیں اور ای کا نکلے۔''

''نہیں غلام شاہ صاحب اکبر شاہ کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔''

''ہاں بھیا کسور ہمارا ہے ٹھیک کہت ہو تم ہم ان کی صحیح پرورس نا کر سکت رہے۔''

''نہیں شاہ صاحب ان فلموں میں یہ مناظر مصنوعی ہوتے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہانی کے مطابق کام کیا جاتا ہے۔ اب اس فلم کا منظر کچھ ایسا ہی تھا ہمیں یہ سین دکھانے تھے اس کی ہدایت کی گئی تھی اکبر شاہ صاحب کو اور ان بیچارے نے وہی سب کچھ کیا جو ان سے کہا گیا تھا۔''

''ارے پر ای بے سری نا ہے کا۔ تے کھو سوچ بھائی بھلے جوان چھوکرا، جوان چھوکریا اور ای ساری حرکتیں، نا بھائی نا تو گلت فہمی کا سکار ہے بھائی بھلے یہ جوان چھوکرے چھوکریاں سب بہوت تیج ہوت رہیں ہم سمجھ گئے اچھی طرح سمجھ گئے۔''

''شاہ صاحب آپ بیچارے اکبر شاہ سے کچھ نہ کہیں انہوں نے تو بڑی مشکل سے یہ سارے سین ہماری مرضی سے دیئے ہیں۔ آپ سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟''

''ارے کا سمجھت رہیں، بھائی بس ہمارا تو جان جھلس کر رہی گئی رہے۔ کھیر مولا کی مرجی کا کر سکت رہیں پر اب ہوئی گا کا؟'' غلام شاہ کسی طرح بات سمجھ نہیں پا رہا تھا بہر طور اس کے بعد فلم کو آگے دکھانے کا منصوبہ دھرا ہی کا دھرا رہ گیا۔

بھلا صاحب نے پروجیکٹر ہٹانے کی ہدایت کر دی تھی اور پھر وہ بہت دیر تک غلام شاہ کو سمجھاتا رہا تھا پھر غلام شاہ اپنے خیمے میں واپس آ گیا۔ عجیب گہری سوچوں کا شکار تھا وہ یہاں تک کہ اس نے سونی کو طلب کر لیا۔ سونی ہنستی ہوئی اس کے پاس پہنچ گئی۔

''ارے سونیا بٹوا دیکھا تو نے ای ساری حرکتیں دیکھیں اپنے بھیا کی؟''

''شینا، بھیا کا کوئی قصور نہیں ہے ناں اس میں۔''

''ہاں بٹیا کسور ہمارا ہے ہم کا ہے نا ہے سوچت ان سسرن کے بارے میں۔ ارے بھائی سادی وادی کر لیو ہماری جندگی ماں اور پتہ نہیں کا کا کرتے پھروگے تم لوگ۔'' اسی وقت اکبر شاہ غصے سے پاؤں پٹختا ہوا غلام شاہ کے خیمے میں آ گیا۔

''شینا تمہاری مروت نے ہمیشہ مجھے مروایا ہے۔ میں یہ سب کچھ نہیں کرنا چاہتا تھا تم نے کہا بھلا جی سے تعاون کرو، میں نے بہت منع کیا بھلا جی کو کہ میں ایسے سین نہیں کر سکتا مگر انہوں نے درخواست کی مجھ سے اور تم ان کے گہرے دوست بنے ہوئے تھے مجھے مجبوراً یہ سب کچھ کرنا پڑا۔''

''پر بٹوا ای تو سوچ اولڑکی ہمارے کبیلے کی نا ہے۔''

''تو مجھے کیا اس کا اچار ڈالنا ہے۔''

''ایں تے تے۔'' غلام شاہ نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا اور اکبر شاہ کو گھورنے لگا۔

''ایک بات آپ کو بتائے دیتا ہوں شیٹا اور سونیا تم بھی سن لو اب اگر راجکماری میری طرف آئی تو میں اسے گولی مار دوں گا دیکھو شیٹا، بھلا سے منع کر دینا کہ راجکماری اب میری طرف رخ بھی نہ کرنے پائے ورنہ جو کچھ ہوگا اس کے ذمے دار تم خود ہوگے۔''

''ارے ،ارے، ارے بھائی ہمار کھوپڑیا سسر بالکل ہی کھراب ہوت رہے کا، ارے ادھر کا کری ہے تے اور ادھر کا بکے ہے ہماری سمجھ ماں نا آت ہے۔''

''شیٹا سب لوگ تو تمھیں سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ یہ فن ہے کھیل ہے۔ جس طرح ہم لوگ جھولے پر فنکاری کرتے ہیں اسی طرح فلموں میں فنکار جھوٹی سچی کہانیوں پر اسی قسم کی فنکاری کرتے ہیں۔''

''ارے واری تیری پھنکاری، ارے جا ہمار کھوپڑیا نا کھراب کر بھائی سوچن دے ہم کا، جاؤ تم لوگ باہر جاؤ'' غلام شاہ نے دونوں ہاتھ جھٹک کر کہا اور سونیا اکبر شاہ کا بازو پکڑے ہوئے باہر نکل آئی۔ وہ پھر ہنس رہی تھی۔

''دیکھو سونیا میرا دماغ خراب ہو جائے گا مجھ پر ہنسنے کے مواقع فراہم کیے گئے ہیں میرا تو کوئی قصور نہیں تھا۔''

''بھیا تم شیٹا کو جانتے ہو ایک طرف وہ اپنے معاملات میں بہت شاطر بہت تیز ہے تو دوسری طرف اس دنیا سے بالکل ہی ناواقف۔ چھوڑو خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہو۔''

''بھلا صاحب سے یہ بھی کہہ دینا کہ اب اس فلم کا کوئی سین سرکس کے کسی آدمی کی نگاہوں میں نہ آئے گا۔''

''ہاں، ہاں ٹھیک ہے کہہ دوں گی، کہہ دوں گی۔'' سونیا نے کہا اور پھر بمشکل تمام وہ اکبر شاہ کو ٹھنڈا کرا سکی تھی۔ دلچسپ بات یہ ہوئی کہ مس راجکماری بھی اتفاق سے کچھ دیر کے بعد ادھر نکل آئی تھیں اور اکبر شاہ کو تلاش کرتی پھر رہی تھیں بدقسمتی سے غلام شاہ سے ملاقات ہوگئی اور غلام شاہ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

''ہیلو شاہ صاحب اکبر شاہ صاحب کہاں ہیں؟''

''ہمار ساتھ آ'' غلام شاہ نے کہا اور راجکماری اس کے پیچھے چل پڑی۔ دور سے سانولی نے اسے دیکھا اور سونیا کے خیمے کی طرف دوڑ پڑی۔ پھر شیرا سانولی اور سونیا غلام شاہ کے خیمے کے عقب میں آ چھپیں اور اندر ہونے والی باتیں سننے لگیں۔

''تے ای بتا بیٹا ای پھنکاری کا ہوت ہے؟''

''شاہ صاحب ہم لوگ آرٹسٹ ہیں۔ سکرین پر اپنا فن پیش کرتے ہیں، جس طرح آپ پنڈال میں شو پیش کرتے ہیں۔''

''اور تو کوئی بات نا ہے بیٹا؟''

''اور کون سی بات شاہ صاحب؟''

''ہمارا مطلب رہے اکبر سا اور تو کچھ نا کہے تو سے ارے اور کا جبان کھولی رہے ہم تو سے تو ہار باپ بھائی نا رہے گا۔'' غلام شاہ جھلا گیا۔

''آپ کی باتیں اوّل تو میری سمجھ میں مشکل ہی سے آتی ہیں شاہ صاحب نہ جانے آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں چلتی ہوں۔'' راجکماری مزید کچھ کہے بغیر باہر نکل گئی اور غلام شاہ دروازے کو گھورتا رہا پھر اس کے ہونٹوں سے بڑبڑاہٹ نکلی۔

''اب ٹھیک ہے بیٹا، ہمار دل تو ہار واسطے ہی دکھ رہا تھا، مگر تو پکی ہے بھائی پوری پکی ہے اب سب ٹھیک ہے۔''

''راجکماری باہر نکلی تو تینوں لڑکیوں نے اس کا استقبال کیا۔'' ہیلو راجکماری جی۔'' شیرا نے کہا۔

''ہیلو اکبر شاہ صاحب کہاں ہیں؟''

''اب کیا کریں گی راجکماری جی ان کا، شوٹنگ تو ختم ہو گئی ہے۔'' شیرا بولی۔

''وہ میرے دوست ہیں۔ آپ سب لوگ عجیب ہیں، پتہ نہیں کیسی جاہلانہ باتیں کرتے ہیں۔''

''قبائلی ہیں ہم لوگ، الٹے دماغ کے ہوتے ہیں۔'' بعض اوقات نقصان بھی پہنچا دیتے ہیں اس لئے آپ اکبر بھیا کو تلاش نہ کریں۔''

''میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا، اوہ، اوہ اہل بدتمیز۔'' راجکماری غصے میں پاؤں پٹختی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔ لڑکیاں قہقہے لگا رہی تھیں۔

وقت کچھ اور آگے بڑھ گیا۔ میلے کے خاتمے کی تاریخ کا اعلان ہو گیا تھا اور بہت سے لوگوں نے اپنا سامان باندھنا شروع کر دیا تھا۔ غلام شاہ کے ڈیرے میں بھی سبھا لگ تھی۔

''ہم تو ای واسطے بلائی ہے بیر تو کہ اب منڈوا نیا نگر سے چلی ہے اب کہ کدھر جاؤ گے؟''

''تم نے ایک بار کہا تھا شیتا کہ نیا نگر سے واپسی کے بعد کسی بڑے شہر میں سرکس لگاؤ گے۔'' گلاب خان نے کہا۔

''ہاں یاد ہے ہمارا بیرا، ہمار کھیال ہے اکبرا، ای بار ہم مانک گڑھ چلی ہے او علاکہ دیکھا او نا رہے ہم نے۔''

''بالکل ٹھیک ہے شیتا ہم وہیں چلیں گے۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''پھر پورا کام کرلو کدھر سے چلنا ہے واپسی کی ساری تیاریاں کرلو میلہ کے بعد جلدی نکل چلی ہے۔''

''کام فوراً شروع ہو جائے گا شیتا۔'' اکبر شاہ نے کہا اور بھلا صاحب کو بھی سرکس کی واپسی کے بارے میں بتا دیا گیا تھا اور وہ بھی تیاریوں میں

مصروف ہو گئے تھے۔ پھر میلے کے خاتمے کا دن آ گیا۔ ایک رات پہلے جگت سنگھ پونم سنگھ کے ساتھ سرکس آیا بہت خوش نظر آ رہا تھا۔

''آ ؤ ٹھاکر جی کہاں گائب ہوئی گے بھائی؟''

''آپ نے شاہ صاحب مجھے ہی نہیں پوری نیا نگری کو انعام دیا ہے، زندگی سلامتی اور خوشحالی کا انعام، نیا نگر کی تاریخ میں غلام شاہ، اکبر شاہ اور چنکو منکو کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ یہ سرکس کبھی نہ بھلایا جا سکے گا۔''

''ارے بھائی کا ہے سرمندہ کرے ہے۔ ہم کا کری ہے ایں۔'' غلام شاہ نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

دوسرے دن میلے کا اختتام کر دیا گیا۔ اس کے لئے خاص پروگرام ترتیب دیئے گئے تھے اور ایک بڑے میدان میں میلے میں شریک تمام لوگوں کو جمع ہونے کی ہدایت کی گئی تھی۔

دوپہر تک میدان انسانوں سے کھچا کھچ بھر گیا۔ ٹھاکر میلے کے شرکاؤ سے کچھ کہنا چاہتا تھا۔ غلام شاہ بھلا صاحب اور دوسرے لوگ بھی خاص طور سے مدعو کئے گئے تھے۔ پھر شیخنا سے ٹھاکر جگت سنگھ بے شمار انسانوں کے ساتھ میلہ گاہ میں آ گیا۔ اس کے ساتھ قیدی بھی تھے جنہیں ایک قطار میں کھڑا کر دیا گیا۔ پھر ٹھاکر نے کہا۔

''نیا نگر کے باسیو آج میلہ ختم ہو گیا۔ مجھے خوشی ہے کہ برے حالات کے باوجود میلہ اپنی روایات کے مطابق لگا۔ مجھ میں ہمت نہ تھی کہ میں یہ خطرہ مول لے سکتا لیکن بھگوان نے ہمارے درمیان ایک اوتار بھیجا جس نے نیا نگر کی کالی تقدیر پھر سے چمکا دی اور مصیبت میں گھرے ہوئے لوگوں کو مصیبت سے نکال دیا۔ اگر وہ نہ ہوتا تو شاید نیا نگر کے پہاڑوں کی چٹانیں خون سے سرخ ہو جاتیں۔ اتنے انسان مرتے کہ آبادیاں خالی ہو جاتیں۔ نیا نگر کے بڑوں نے ٹھاکر جگت سنگھ کو غاصب اور بے ایمان سمجھا تھا ان کا خیال تھا کہ جگت سنگھ ان کا حق مارنا چاہتا ہے میں نے ان کے تجویز کردہ علاقے انہیں دیئے اور وہاں جو کچھ ہوا وہ تم لوگ جانتے ہو مجھ سے کہا جا رہا تھا کہ میں ان علاقوں کو آزاد کراؤں فوج کشی کے بغیر یہ ممکن نہ تھا اور میں انسانوں کی ہلاکت نہ چاہتا تھا۔ بڑا پریشان تھا میں، مگر اس اوتار نے اپنے حیرت انگیز ساتھیوں کے ساتھ میری مدد کی یہ اوتار سرکس کا مالک غلام شاہ ہے۔ وہ ہے نیا نگر کے باسیو تمہارا نجات دہندہ۔'' جگت سنگھ نے غلام شاہ کی طرف اشارہ کیا اور لوگ گردنیں اٹھا کر غلام شاہ کو دیکھنے لگے۔ غلام شاہ کے منہ سے آہستہ سے نکلا۔

''ارے او وہ، تو بار حرام کھور کی۔''

جگت سنگھ نے گلوگیر لہجے میں کہا۔ ''ایک بھی انسان کا خون بہائے بغیر، چنٹل اور راون سنگھ کو گرفتار کر کے ہمیں پیش کرنے والا غلام شاہ اور اب میں

نے انہیں ٹھاکروں کے حوالے کر دیا ہے یہی ان کا فیصلہ کریں گے۔ تمہیں خبر دی جاتی ہے کہ سورج گڑھ اور پنچل نواس کی جوان کی راجدھائی تھے سب ہمارے قبضے میں ہیں، پورے نیا نگر پر ہمارا کنٹرول ہے۔ ہر شخص بے فکری سے اپنے گھر کو جا کر آباد کر سکتا ہے۔ تم لوگ میلہ لگا رہے تھے اور میں تمہارے گھروں کو آباد کر رہا تھا۔ اب سب ٹھیک ہو جائے گا۔ جاؤ اپنے گھر جاؤ اپنی کھیتیاں آباد کرو اب کوئی تم سے کچھ نہیں چھینے گا۔''

میلہ گاہ کا ہجوم خوشی کے نعرے لگانے لگا یہ نعرے پورا دن اور آدھی رات تک لگتے رہے تھے ٹھاکر غلام شاہ اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو اپنے ساتھ حویلی لے گیا تھا جہاں سارے معزز ٹھاکر موجود تھے۔

''ارے بھائی ٹھاکر، تے نے تو ہمار کھو پڑیا پر ہجاروں پھول برسا دیئے رے ارے ہم کا کری ہے تو ہار واسطے بھائی؟''

''عقیدت کے پھول ہیں شاہ صاحب جو ہم نہ کر پائے نیا نگر کے لئے وہ آپ نے کر دیا۔ کیا نہیں کیا آپ نے چنکو منکو نے ابتداء کی تھی اور اتنا کچھ کیا کہ ان ننھے دوستوں کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اکبر شاہ نے راون کو حاصل کر کے نیا نگر کی خوش بختی کے دروازے کھولے اور آپ نے پنچل سنگھ کو گرفتار کر کے امن کی تکمیل کر دی۔''

''ارے ہم نے ای نہ کرا ہتوا، جے ای کرے ہے او تو او تو سسرا ایسا روٹھا ہے کہ منائے نا منے۔'' غلام شاہ کے لہجے میں اداسی دوڑ گئی۔

''ہاں کاش شارق بھی ہمارے ساتھ ہوتا۔'' ٹھاکر جگت نے کہا پھر بولا۔

''بلبیر سنگھ آپ کا مجرم ہے شاہ صاحب، اس کا فیصلہ آپ کریں گے۔''

''ایں ہتوا۔ ای سسر لنگڑ وا کا ہم کا کری ہے۔ سسر ڈکیٹ تھاڈ اکہ ماری ہے ہم پکڑلئی ہے اور ای کہت ہم نیا نگر کا ٹھاکر ہے تو کا دیکھ لئی۔ گلام سا۔ ہم آئے گئے بھائی ای کا دکھاویں کو دھوکے باجی کرے ہمارے ساتھ پر ہمار کچھ نہ بگاڑ سکے ای۔ ارے ہم کا بولت، او لنگڑے گلام شاہ تیری تو بلبیر سنگھ کے ہاتھ لکھی ہے آج بول بھائی تے بھی لنگڑ وا ہوئی گیا۔ ارے اری بلبیر اسسر لنگڑے آج تو تو سے بولیں ہیں۔ ٹھاکر اگر توری جان بکسی کر دیوے تو اجتی ہے جہاں تو ہار جی چاہے تلاس کر لئی ہے ہمار سرکس اور ماروئی ہے اور حرام کھور ہماری موت تیرے ہاتھ سے نالکھی۔ ارے ترے نام ارسکت لکھ لے ہماری بات۔'' غلام شاہ جذباتی ہو گیا۔ پھر اس نے کہا ارے ما پھ کر دیئے بھائی ٹھاکر، اسے زندگی دے ہم اس سسر کا انتجار کریں گے اپنے سرکس ما۔''

سب لوگ سکوت کے عالم میں تھے۔

سرکس اکھڑ گیا۔ سامان ٹرکوں پر بار ہو گیا ادھر بھلا صاحب نے بھی تیاریاں کر لی تھیں۔ میلہ گاہ خالی ہو گئی تھی۔ پھر میلہ گاہ ہی میں ایک آخری تقریب ہوئی اور اس میں ٹھاکر جگت سنگھ نے انہیں انتہائی قیمتی تحائف پیش کئے۔ چنکو منکو کو خصوصی طور پر پونم سنگھ نے اپنی طرف سے بھی بہت سے تمغے دیئے

تھے اور کہا تھا۔

''تم دونوں نے ہمارے لئے جو کچھ کیا ہے اسے میں مرتے دم تک نہ بھول سکوں گا۔ بظاہر تمہارے قد چھوٹے ہیں، لیکن تم بڑے بڑے قد آوروں پر بھاری ہو۔ دنیا کے طاقتور ترین لوگ تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔''

چنکو نے عجیب سی نظروں سے سرکس کی لڑکی سدھیا کو دیکھا تھا اور پھر آہستہ سے بولا تھا۔ سدھیا ان الفاظ پر غور کرتا۔

اس کے بعد وہ بیاولی کنارے چل پڑے تھے۔ بیاولی عبور کرتے ہوئے غلام شاہ نے ٹھاکر سے ہاتھ ملایا تو جگت سنگھ نے کہا۔

''شاہ صاحب آئندہ سال نیانگر کے باسی سرکس کا انتظار کریں گے۔''

''ہم جرور آئی ہے ٹھاکر تو سے وعدہ۔ سرکس اور فلم یونٹ بیاولی عبور کر کے دوسری طرف آ گیا اور پھر برق رفتاری سے آگے کا سفر کیا جانے لگا۔ شیرا سونیا کے ساتھ تھی اور اس کا جائزہ لیتی رہی تھی۔ جس دن میلہ ختم ہوا تھا اس دن بھی اور اس کے بعد سے آج تک شیرا نے سونیا کی آنکھوں پر نگاہ رکھی تھی۔ یہ آنکھیں انسانوں کے ہجوم میں کوئی چہرہ تلاش کر رہی تھی۔ ان میں عجیب سے ویرانی چھائی رہی تھی۔

سرکس اور فلم یونٹ کا پہلا پڑاؤ ایک جانی پہچانی جگہ ہوا۔ دوسرا پڑاؤ اس جھیل کے کنارے ہوا جس میں شارق کو ڈبونے کی کوشش کی گئی تھی۔ شیرا نے سونیا کو دیر تک جھیل کے کنارے کھڑا ہو کر دیکھا تھا۔ پھر وہ واپس آ گئی تھی لیکن اسی وقت چنکو منکو اکبر شاہ کے خیمے میں گھس آئے۔ وہ بری طرح ہانپ رہے تھے۔

''اکبر بھیا، شارق، شارق۔'' چنکو نے ہانپتے ہوئے کہا اور اکبر شاہ اچھل پڑا۔

''کہاں ہے، کہاں ہے؟'' اس نے پوچھا۔

''ابھی ابھی وہ ایک ٹرک کی ترپال اٹھا کر نیچے اترا ہے اور جھیل کی طرف گیا ہے۔'' چنکو نے بتایا۔

اکبر شاہ نے بے اختیار خیمے سے باہر نکلنے کے لئے قدم بڑھائے مگر پھر رک گیا پھر اس نے پر خیال انداز میں کہا۔ ''ہمارا ٹرک تھا؟''

''جی اکبر بھیا! منکو بولا۔''

''تمہیں دھوکا تو نہیں ہوا؟''

''بالکل نہیں۔''

''آؤ شیتا کو بتائیں۔'' اکبر شاہ نے کہا اور خیمے سے باہر نکل آیا، پہلے اس نے سوچا تھا کہ جھیل کی طرف دوڑ جائے لیکن پھر ارادہ ترک کر دیا، کئی بار کا تجربہ تھا۔ وہ شارق کو پکڑ نہیں سکا تھا۔ بار بار کوشش کر کے اور ناکام رہ کر اپنا مذاق نہیں اڑوانا چاہتا تھا۔ سونیا اور سدھیا غلام شاہ کے خیمے میں موجود

تھیں سونیا ہنس رہی تھی اور غلام شاہ منہ پھاڑے بیٹھا تھا۔سونیا نے اکبر شاہ کو دیکھا اور ایک دم قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔

''تمہاری بڑی کمی محسوس ہو رہی تھی اکبر بھیا، اچھا ہوا تم آ گئے، ایک مشکل مرحلہ درپیش ہے۔'' اس نے کہا۔

''شیخا ایک اطلاع دینے آیا ہوں۔'' اکبر شاہ نے سونیا کی بات نظر انداز کر کے کہا۔

''دیو بھیا تے بھی اطلاع دیو۔'' غلام شاہ عجیب سے لہجے میں بولا۔

''شارق ہمارے ساتھ ہی سفر کر رہا ہے۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''ارے توہار حرام کھورا کی، ارے مر گئے بھائی ہم تو، ارے کا ہوئی ہے آ کھر ہمارا سسر کھوپڑیا کا ارے کہاں مرے ہے اور حرام کھور بتا دیو۔'' غلام شاہ نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔سونیا کی ہنسی آہستہ آہستہ سکڑنے لگی، وہ سنجیدہ ہونے لگی تھی۔''

''پنکو منکو نے اسے ٹرک سے اتر کر جھیل کی طرف جاتے ہوئے دیکھا ہے۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''ڈوب مرن گیا ہو گا حرام کھور۔ارے مرن دو سسر کو بھائی بار بار ہمیں کا ہے اس کی کھبر سناؤ ہو۔'' اکبر شاہ کراہتے ہوئے بولا۔

''ان لوگوں نے آ کر مجھے بتایا تو میں جھیل کی طرف جانے کے بجائے تمہارے پاس آ گیا شیخا اس کی یہ ادا سمجھ میں نہیں آئی اگر واپسی کے لئے ہمارا ہی سہارا چاہئے تھا تو پھر اس آنکھ مچولی کی کیا ضرورت ہے سیدھا سیدھا ہمارے ساتھ سفر کرتا۔''

''ہاڑے رے توہار سہارا۔ارے توہار سہارے کر ہی تو اس نے یہ عجت دلائی ہے ہمکا جلبیر اور چنتل کو پکڑوائی ہے۔بہوت بڑا بول بولنے لگا ہے رے تے اکبرا۔اسے تیرا سہارا ہی تو چات ہے۔''

''تمہاری باتیں میری سمجھ میں بالکل نہیں آئیں شیخا، یہ بتاؤ تم اس سے نفرت کرتے ہو یا محبت؟'' اکبر شاہ جھلا کر بولا۔

''ارے کا بتائی ہے بیرا، کھوپڑیا پلپلائے گئی ہمار تو، کیسے نپھرت کریں اس سے بچہ ہی تو رہے سسر، بچپن ماں سرارت تو سب ہی کرت ہیں اسے بھی اسی میں مجا آئے رہے اور کیسے جائے گا اوسر ماں ہمارے ساتھ آت ہمار ساتھ جات۔پتہ نا کھا پی کہاں سے رہے؟''

''کچن سے چوری کرتا ہو گا اور کہاں سے کھاتا ہو گا۔'' اکبر شاہ جل کر بولا۔

غلام شاہ نے کوئی جواب نہیں دیا وہ کسی سوچ میں گم تھا پھر اس نے کہا۔

''پنکو منکو نے دیکھا ہے اسے؟''

''ہاں!''

''اس نے انہیں دیکھا؟''

''مجھے نہیں معلوم۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''ہوں تو ے ایسا کروا اکبرا، کھاموس رہ جا، اکی ہم پکڑیں گے اوکا ارے گلام سا ہے ہمار نام اب دیکھیں سسر کیسے نکل جائی ہے چنک منک سے کہہ دے آرام کریں جاہر نہ کریں کہ اوا سے دیکھ چکے ہیں۔ بس باکی کام ہم کھود کرلئی ہے ہم او تو دیکھیں اس بانکے کو کیسے نکل جئی ہے۔''

''ٹھیک ہے شیخا میں چلتا ہوں۔''

''ارے نا ہوا، آ جا بیٹھ جا تو بھی سن لے ہمار لڑکی کی رام کہانی۔ ارے سسر سب کو بھاگ لگی ہے، بیٹھا جا۔''

''باہر چنکو منکو کھڑے ہیں۔''

''ارے بھگا حرام کھورا کو اور کہہ دے اس کا پیچھا نہ کریں۔'' اکبر شاہ چنکو منکو کو شیخا کی ہدایت کے مطابق بھگوا کر واپس آیا اور بیٹھ گیا۔'' ای تو ہار چھٹکے بڑے جالم ہیں بھائی ای حرام کھور چنک منک۔''

''اکبر شاہ نے سونیا کی طرف دیکھا اور سونیا مسکرا دی۔ اب اس کی وہ ہنسی برقرار نہیں رہی تھی جو کچھ دیر پہلے تھی۔'' پھر وہ بولا۔'' کیا ہوا شیخا؟''

''عسک! اس گلہری کے چوزے کو عسک ہو گیا ہے بھائی۔'' غلام شاہ آنکھیں گھما کر بولا۔

اکبر شاہ نے پریشان نگاہوں سے پہلے سونیا اور پھر سدھیا کو دیکھا اور پھر غلام شاہ کی طرف رخ کر کے بولا۔

''کسے شیخا، کس سے؟''

''او ہی تو ہار چنک پودنا کو اور جانت ہے کو سے عسک ہوئی رہے او کا؟''

''کس سے شیخا!''

''ای بیٹھی ہیں سدھیا بٹیا۔'' غلام شاہ نے سدھیا کی طرف اشارہ کر کے کہا اور سدھیا کا چہرہ نیچے جھک گیا۔ اکبر شاہ کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔ غلام شاہ پھر بولا۔

''اور مجے کی بات ای رہے ہوا کہ ای بٹیا بھی او کا گود لین کو تیار رہیں۔''

''ہیں!'' اکبر شاہ نے کہا اور غلام شاہ منہ ٹیڑھا کر کے دوسری طرف دیکھنے لگا۔ اب تو اکبر شاہ کو بھی ہنسی آنے لگی تھی بڑا انوکھا تصور تھا۔ چنک چھوٹے سے، ننھے سے قد کا مالک جبکہ اس کی نسبت سدھیا لمبی تڑنگی تھی بہترین جسم کی مالک، سرکس کا کسا ہوا بدن تھا چہرہ بھی خوبصورت ہی تھا لیکن حیرت کی

بات یہ تھی کہ سدھیا بھی چنک کو قبول کرنے کے لئے تیار تھی۔

اس نے غلام شاہ کی طرح رخ کر کے کہا۔

''یہ آپ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں شیخا؟''

''ارے بھائی ہم کا کہت رہیں ہمار سسر کھوپڑیا تو پرانی ہوئی گوے اب ہم کا کہت اور پھر ای عسک ارے تے سوچ تو سہی چنک ڈھائی فٹا اور ای بٹیا اور مجے کی بات ہے کہ عسک دونوں کو ہوئی رہے۔ ہیں ارے جرا جرا'' دفعتہً ہی غلام شاہ ہنس پڑا اور پھر اس کی وہی پرانی کیفیت عود کر آئی۔ اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سدھیا کو دیکھا اور اس نے منہ سے آوازیں نکلنے لگیں۔

''ارے ای، ارے ارے بھائی جرا جرا سوچو تو، ارے اکبرا جرا جوتا نکال اپنے پیر سے اور ہمار کھوپڑیا پر بس مار دے بھیا بات ہماری سمجھ میں نہ آت، اری سدھیا بٹیا ارے ارے۔'' غلام شاہ کا قہقہہ شروع ہوا اس کے بعد وہ پیٹ پکڑ پکڑ کر ہنسنے لگا اس کے قہقہے مسلسل گونج رہے تھے۔ اکبر شاہ بھی مسکرائے بغیر نہیں رہ سکا تھا اور سونیا بھی ہنس رہی تھی۔ سدھیا بدستور گردن جھکائے خاموش بیٹھی تھی اکبر شاہ نے آہستہ سے کہا۔

''کیا تم مذاق کر رہی ہو سدھیا؟'' لیکن سدھیا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ البتہ غلام شاہ بول پڑا۔

''نا ہنوا مجاک نا کرت رہی ای بٹیا، ہم پوچھ لئی ہے۔ ارے واہ رے واہ کا بڑھیا سادی ہوئی ہے۔ بات بڑھیا ہے بھائی اکبر شاہ تے پھر لگا دو میلہ ہمارا کا جات ہے۔ واہ بھئی واہ ای سادی سب سے بڑھیا ہوئی ہے، ٹھیک ہے ہنوا، جاری سونیا جا تیاریاں کر دولہا کے لئے سوٹ بنوا ہاں ری۔''

سونیا ہنستی ہوئی اٹھ گئی اس نے سدھیا کا ہاتھ پکڑا جو بہت شرمندہ اور شرمائی شرمائی سی نظر آ رہی تھی۔ تب اس نے کہا۔ ''اچھا ٹھیک ہے میں چلتی ہوں شیخا آپ کی ہدایت ہے ناں!''

''ارے ہاں ہدات ہے ہدات ہے، جاتے جاتیاریاں کر، ٹھیک ہے اکبرا جرا بڑھیا سی بریانی پکوائیا بھیا، بھلا بھی کا یاد کری ہے کہ کوتوں سرکس ملا او کا جہاں آتم دیکھے اور آتم آتم۔'' غلام شاہ کے قہقہے مسلسل گونجتے رہے، سونیا سدھیا کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکل گئی تھی۔ اکبر شاہ البتہ وہیں کھڑا رہا۔ دیر تک غلام شاہ ہنستا رہا پھر اکبر شاہ کی طرف دیکھ کر بولا۔

''ہے رہے اکبرا تو ای بتا ہنوا کا تو کا بھی عسک ہوئی ہے۔ او سسر را جکماری، مگر ہنوا ہمار کھوپڑیا میں ای بات نہ آوت رہے کہ ان سارے لوگوں کو عسک کیسے ہو جات ہے۔''

''چھوڑو شیخا یہ بیکار لوگ ہیں انہیں زندگی میں اور کوئی کام نہیں ہے۔''

''ارے نا بٹوا تے جانت رہے او چنک کا کہت رہے سسروا؟''

''کیا کہہ رہا تھا شیخا؟''

''او سونیا سے بولے رہے کہ او کھود کسی کری ہے۔ جھولا چھوڑ دئی ہے چھت ماں جا کے۔ مرجئی ہے سسرا اور بھیا ہم ای نا چات بڑے ارمانوں سے پالا ان سب کو ٹھیک ہے اے او جانیں او کا کام، ہمکا کا رہے، پھرا کبرا ای سوچ جرا دولہا دولہن کیسی لگی ہے۔'' غلام شاہ پھر ہنس پڑا۔ اکبر شاہ مسکراتا ہوا بولا۔

چھوڑو شیخا ان باتوں کو اب یہ بتاؤ شارق کے بارے میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟'' شیخا ایک دم سنجیدہ ہو گیا چند لمحات سوچتا رہا پھر بولا۔

''چھوڑا بٹوا او کا، او کی مرجی رہے ہم کا کرت سکت، ای بات بھی سچ رہے کہ ہم او کی بہوت بے عجتی کریں ہیں۔ پر جرا ایک بار سامنے تو آئے ہمارے بات کرے ہم سے جو برا کری ہے او کی ما پھی مانگ لئی ہے بس اور کا کر سکت ہمار کھیلے کا تو ہے نا کہ ہم او کا سرکس میں رکھ لئی ہے۔ ویسے مہمان کی حیثیت سے جب تک اس کا دل چاہتا رہ سکتا تھا۔''

''نہیں شیخا ہم نے اس سے خود ہی معذرت کی تھی۔''

''اب جو بھی بات ہوئی ہے بٹوا اور کا جانے دے، کا پھائدہ گیر کے معاملے میں اتنا جیادہ سوچنے سے، پر ہم پکڑی ہے جرور ایک بار او کا ہمار ساتھ رہے اور ہم سے بھاگ جائے ای نا ہو سکت۔ تے اس کی پرواہ کر ہم او کے ایک بار جرور پکڑ لئی ہے تو ہار ہاتھ سے تو بھاگ جئی ہے پر ہمار ہاتھ سے بھاگ نہ سکت۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''تو پھر میں جاؤں شیخا؟'' اکبر شاہ بولا۔

''ہاں بٹوا بس ای دونوں کی سادی کا انجام تے ہی کر لئی ہے پردیس میں ہمارا کا جات ہے۔ یہ چھوکرا دماغ کے الٹے ہوئی ہیں کہیں سچ مچ چنک کوئی نقصان نہ پہنچا لے اپنے اپ کو۔''

''ٹھیک ہے شیخا۔'' اکبر شاہ نے کہا اور باہر نکل آیا۔ بہت دیر تک وہ تاریکی میں کھڑا اس ٹرک کو گھورتا رہا جس کے بارے میں چنکو نے بتایا تھا کہ شارق اس سے اتر کر جھیل کی جانب گیا ہے اور پھر وہ ایک گہری سانس لے کر اپنے خیمے کی جانب چل پڑا تھا۔

''جانے کیوں غلام شاہ شارق کے سلسلے میں سنجیدہ نہیں ہوا تھا یا پھر اس کے ذہن کی گہرائیوں میں اگر کوئی بات ہو تو کم از کم وہ کسی کے سامنے نہیں آئی تھی۔ دوسری صبح اس نے بھلا سے ملاقات کی اور ہنستے ہوئے بولا۔

''بھائی بھلے اب تو ہار کام بھی ختم ہو جئی ہے اور ہمار کام بھی، پر سرکس کا کام تو ای رہے بٹوا کہ کہیں بھی چلا جائے اور اپنا کھیل تماسا دکھا کے روجی

کمائے۔ تیرا بھی کام اے ہی ہے پر اس کے ساتھ تھوڑی بہت ہنسی مجاق بھی ہوتا رہے تو کا ہرج رہے۔''

''کوئی ہرج نہیں ہے غلام شاہ صاحب معاملہ کیا ہے؟''

''ارے تو اوئی چنک دیکھی رہے نا؟''

''چنکو کو؟'' بھلا نے پوچھا۔

''ارے ہاں بھائی اوہی ڈھائے فٹے۔''

''کیوں نہیں، کیا ہوا خیریت؟''

''اوکی ساوی کرنی ہے بھائی بھلے۔''

''چنکو کی۔'' بھلا صاحب بھی مسکرائے بغیر نہ رہ سکے۔

''ہاں! سدھیا سے عسک کرے ہے وہ۔''

''ساڑھے پانچ فٹ کی رہے او، اور مجے کی بات ای رہے بھائی بھلے کہ او بھی چنکو سے عسک کرے ہے، یار بھلے تے نے کسی سے عسک کرا رہے۔'' بھلا صاحب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی انہوں نے کہا۔

''کیس تو میرا بھی یہی شاہ صاحب۔''

''لے بھائی تیرا بھی کیس رہے؟'' غلام شاہ نے کہا۔

''ہاں! آپ نے شرمیلا کو تو دیکھا ہے۔''

''ارے او تھنی۔'' غلام شاہ نے کہا۔

''جی شاہ صاحب وہ میری کزن ہے یوں سمجھ لیجئے کہ اس کے والد نے مجھے سڑکوں سے اٹھا کر آسمان پر بٹھا دیا۔ انھی کی مہربانی تھی کہ آج میں آپ کو اس قابل نظر آ رہا ہوں ورنہ نجانے میری منزل کہاں ہوتی۔ شرمیلا کے والد کا مسئلہ صرف ان کی یہی بیٹی تھی جو جسمانی طور پر چھوٹی سی عمر میں ہی بہت زیادہ بڑی ہوگئی تھی لیکن ذہنی طور پر بالکل معصوم اور بے وقوف تھی۔ مرتے ہوئے انہوں نے مجھ سے آنسو بھری آنکھوں سے ایک ہی بات کہی تھی اور وہ یہ تھی کہ شرمیلا کو اپنی زندگی میں ہی شامل رکھوں۔ اسے اپنے آپ سے جدا نہ کروں۔ اسے اگر سونے کے تخت پر بٹھا دیا گیا تو وہ جی نہ سکے گی اور شاہ صاحب میں نے اس مرتے ہوئے آدمی سے وعدہ کر لیا بس یوں سمجھ لیجئے کہ شرمیلا کو میں نے زبردستی اپنے ذہن و دل میں جگہ دی ہے اور یقینی طور

پر میں اسے اپنی زندگی میں خود سے جدا کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔''

''ٹھیک ہے بھائی۔اے کام ایسا رہے ہُوا کہ ہم ای کے بارے میں نا جانت رہیں، بڑا مر گیا، بھوجائی تھی ہماری، بے جندہ ہوتی تو ہمارے بارے میں کچھ سوچتی۔ پھر اس سسر پڑ روا نے سارا کام کھرب کرائی ہے ہمارے بڑے کو ماردئی ہے اور اسے چھوٹے چھوٹے بچہ ہماری گود ماں لا ڈالی ہے۔ پھر ہم نے ایسی باتوں کے بارے میں سوچا ہی ناہی بھائی بھلے چل چھوڑ کا گم کی باتیں کرنے بیٹھ گئے ہم ارے ہم سوچ رہی ہے کہ آج چنک اور سدھیا کی سادی کر ڈالی جائے۔''

''آج!''

''ہاں رے بھائی بھلے اس کے بعد کا راستہ بڑھیا نہ رہے۔ جھیل کنارے موسم بھی بہت بڑھیا ہے پھر ای کام کا ہے نہ کر ڈالے، رکنا پڑے گا ایک دن۔''

''کیا ہرج شاہ صاحب ہمیں کون سا وہاں جا کر تیر مارنا ہے۔''

''ٹھیک ہے بھیا تو سے مسورہ کر لی ہے اب اکبرا کو کہہ دئی ہے کہ تیاریاں کر لے۔''

''اور غلام شاہ نے اکبر شاہ کو ہدایات جاری کر دیں جس کے نتیجے میں وہی ''ہو ہا'' برپا ہو گئی جوان لوگوں کی فطرت کے عین مطابق تھی، سدھیا کو تمام سرکس کی لڑکیوں نے گھیر لیا۔ سونیا ان کی انچارج تھی اور ادھر اکبر شاہ تیاریاں کرنے لگا چنکو شرمایا شرمایا ایک سمت بیٹھا ہوا تھا۔ پھر یہ شادی بھی اپنی مثال آپ تھی، چاروں طرف قہقہے ہی قہقہے گونج رہے تھے۔ راجکماری جی بھی بہت مسرور نظر آ رہی تھیں اور حیرت سے اس دولہا کو دیکھ رہی تھیں جو ساڑھے پانچ فٹ کی دلہن کا شوہر تھا۔ دونوں کا نکاح کر دیا گیا۔ دعائیں دی گئیں اور اس کے بعد کھانے پینے کی تیاریاں ہونے لگیں۔ سارا دن ہنگاموں کی نذر ہو گیا تھا۔ قہقہے لگاتے لگاتے پیٹ دکھ گئے تھے کیونکہ مسئلہ ہی کچھ ایسا تھا لیکن چنکو بھی مطمئن تھا اور سدھا بھی خوش نظر آ رہی تھی۔ غلام شاہ نے منکو سے پوچھا۔

''ہاں رے بھیا اب تو ہار دونوں کے بیچ ماں ایک ستون آ گئی گوا، تو ہار اپنا کیا کھیال رہے منک؟''

''نہیں شیخا میں بالکل ٹھیک ہوں۔'' منکو نے جواب دیا اور غلام شاہ ہنستا رہا۔

جاری ہے......

سرشام ہی غلام شاہ کسی تیاری میں مصروف ہو گیا تھا اور پھر جب رات بھیگ گئی اور چاروں طرف گہرا سناٹا چھا گیا تو آہستہ آہستہ وہیل چیئر کے بغیر رینگتا ہوا باہر نکل آیا۔ اس نے باہر آنے کے بعد بندروں کے کٹہروں کی طرف رخ کیا اور تھوڑی دیر کے بعد اس نے دس بارہ بندر کھول دیئے۔ بندر باہر نکل آئے تو غلام شاہ ان سے عجیب سی گفتگو کرنے لگا وہ بندروں کو کچھ سمجھا رہا تھا، بندر اس کی بات اچھی طرح سمجھ رہے تھے چنانچہ چند ہی لمحات کے بعد وہ چاروں طرف آگے بڑھے اور تاریکی میں گم ہو گئے خود غلام شاہ آہستہ آہستہ آگے چل پڑا تھا۔ اس کا رخ جھیل کی سمت ہی تھا پھر اس نے ایک جگہ اپنالی لیکن اس دوران اکبر شاہ بھی غلام شاہ کو دیکھ چکا تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک تو اپنی جگہ کھڑا رہا پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہوا غلام شاہ کے پاس پہنچ گیا غلام شاہ نے چونک کر اسے دیکھا اور اس کا موڈ کچھ بگڑ سا گیا۔

''ارے کاہے رے بھائی تے ہمار پیچھا کاہے کرت رہے؟''

''شیخا کیا کر رہے ہو یہاں؟''

''جھک مار رہے ہیں بتواتے اپنی بول۔''

''میں جانتا ہوں آپ شارق کو تلاش کر رہے ہیں شیخا۔''

''تو جرم کرت ہیں ناں بھیا جا بھائی کاہے ہماری جان کو آت رہے جاتے اپنا کام کر۔'' غلام شاہ نے شدید جھلاہٹ سے کہا اور اکبر شاہ چند لمحات وہاں رکنے کے بعد واپس اپنے خیمے کی جانب پلٹ پڑا۔ غلام شاہ کی دیوانگی کے لئے وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا لیکن سونیا کے خیمے کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس نے سونیا کو خیمے کے دراز ے پر کھڑے دیکھا اور چونک کر پڑا سونیا نے اسے دیکھ کر واپس جانے کی کوشش نہیں کی تھی اکبر شاہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔

''جاگ رہی ہو؟'' اس نے پوچھا۔

''ہاں اکبر بھیا ایسے ہی نیند نہیں آ رہی تھی۔''

''نیندیں ایسے ہی نہیں اڑ جاتیں سونیا۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''میں سمجھی نہیں بھیا۔''

''کیوں جاگ رہی ہو تم؟''

''کہا ناں بس ایسے ہی نیند نہیں آ رہی تھی۔''

''تم اس کے لئے پریشان ہو نا؟''

''کس کے لئے؟'' سونیا نے سرد لہجے میں سوال کیا۔ لیکن اکبر شاہ کچھ نہ بولا تھا چند لمحات کے بعد اس نے کہا۔

''پتا نہیں شیخا پر بھی کیا دیوانگی طاری ہوگئی ہے؟''

''ہاں شیخا شارق کے سلسلے میں دیوانہ ہی ہوگیا ہے بھیا۔'' سونیا نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

''دیوانے تو ہم سب ہی اس کے لئے ہوگئے ہیں سونیا۔''

''مجھے ان میں شامل نہ کرو بھیا میں بھلا اس کے لئے کیوں دیوانی ہو جاؤں گی؟'' سونیا نے کہا۔ ''تو پھر یہاں اس خیمے پر یوں کھڑی ہوئی ہو، آرام کی نیند کیوں نہیں سو رہیں؟'' اکبر شاہ آہستہ سے بولا، سونیا نے کوئی جواب نہیں دیا چند لمحات تک دونوں خاموش رہے پھر سونیا بولی۔

''دراصل میں شیخا کے لئے پریشان ہوں وہ بار بار اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کی تلاش میں راتوں کو جاگتا رہتا ہے۔''

''یہی تو میں بھی کہہ رہا تھا سونیا بھی جاگ رہا ہوں اور تم بھی جاگ رہی ہو۔''

''جاؤ بھیا اپنے خیمے میں جاکر سو جاؤ بے کاری باتیں ہیں یہ سو جاؤ خدا حافظ شب بخیر۔'' سونیا نے کہا اور اپنے خیمے کے دروازے سے اندر چلی گئی۔ اکبر شاہ آہستہ آہستہ قدموں سے اپنے خیمے کی جانب بڑھ گیا تھا۔

''ادھر بھلا صاحب کے کیمپ میں راجکماری کے خیمے میں ایک اور تماشا ہو رہا تھا۔ راجکماری جی ذرا مطمئن قسم کی خاتون تھیں اور کسی بھی مسئلے کے بارے میں بس وقت پر سوچنا ان کی عادت تھی آرام کے وقت آرام اور کام کے وقت کام، سوچنے کے وقت سوچنا، اسی پر عمل پیرا تھیں اس وقت بھی اپنے خیمے میں آرام کر رہی تھیں نیند نہیں آئی تھی۔ کس خیال میں ڈوبی ہوئی تھیں نجانے کیا کیا خیالات ذہن میں تھے کہ کچھ آہٹیں محسوس کریں۔ آہٹیں غیر معمولی قسم کی تھی چنانچہ وہ چونک پڑیں اور پھر کسی اور کو اپنے خیمے میں محسوس کر کے ان کے حلق سے تیز آواز نکلتے نکلتے رہ گئی مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھیں اور اتنا اندھیرا تھا کہ وہ سامنے نظر آنے والے شخص کو پہچان نہ سکتیں یقینی طور پر وہ شارق ہی تھا راجکماری جی اپنے کینوس کے بستر پر اچھل کر بیٹھ گئیں اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے شارق کو دیکھنے لگیں۔ وہ اطمینان سے ایک اسٹول پر بیٹھا ہوا راجکماری کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے معذرت آمیز لہجے میں کہا۔

''معافی چاہتا ہوں راجکماری جی میں نے کوشش کی تھی کہ آہٹ نہ ہو لیکن بس ہو گئی۔''

''تت، تم تم، تم۔''

''جی جی فرمائیے؟''

''تم یہاں کیسے آ گئے؟ میرا مطلب ہے۔''

''مشکل وقت میں انسان اپنوں ہی کے سہارے تلاش کرتا ہے مجھ پر مشکل پڑی تو میں سیدھا آپ کے خیمے میں آ گیا میں جانتا ہوں کہ صرف آپ ہیں جو خلوص دل سے میری مدد کر سکتی ہیں۔ دراصل شیتا مجھے تلاش کر رہا ہے اس کے ساتھ کھوجی بندروں کی پوری فوج ہے میں جانتا ہوں میں کہیں بھی ہوتا وہ منحوس مجھے تلاش کر لیتے۔''

''اوہ میرا یہ مطلب نہیں تھا کہ تم میرے خیمے میں کیوں آئے۔ میں تو صرف یہ پوچھ رہی تھی کہ تم اتنے دن سے غائب تھے اور نمودار ہوئے تو یہاں۔ خیر یہ تو بعد کی باتیں ہیں اطمینان سے بیٹھو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے؟''

''ہے!''

''کیا چاہئے۔''

''کھانا!'' اس نے قیمیوں کی سی شکل بنا کر کہا۔ ''میں ابھی انتظام کرتی ہوں۔'' راجکماری نے خیمے کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور وہ جلدی سے بولا۔ ''کسی کو میرے بارے میں بتائیے گا نہیں۔''

''راجکماری نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا اور باہر نکل گئی۔ کچھ دیر کے بعد وہ کھانے کی ٹرے سجائے ہوئے اندر آ گئی اور اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

''وہ لوگ اس کے عادی ہیں۔ مجھے اکثر راتوں کو سوتے سوتے بھوک لگ جاتی ہے اور میں شور مچا دیتی ہوں۔''

''آہ کیا عمدہ عادت ہے، میرے کام آ گئی۔'' شارق نے کھانے پر جھپٹا مارتے ہوئے کہا۔ پھر اسی کے درمیان بولا۔ ''یہ غلام شاہ بہت چالاک آدمی ہے، اس نے خاص طور سے بندروں کی ڈیوٹی کچن پر لگائی تھی جانتا تھا کہ مجھے کھانے کی ضرورت ہوتی ہوگی۔''

''کچھ دیر کے بعد وہ کھانے سے فارغ ہو گیا۔ راجکماری اسے عجیب سے نظروں سے دیکھ رہی تھی، پھر اس نے کہا۔

''بہت سی باتیں پوچھنا چاہتی ہوں تم سے۔ یہ بتاؤ کہاں چلے گئے تھے۔''

''کب؟'' شارق نے کہا۔

''جب ہم نیا نگر جا رہے تھے۔ تم نے میرے سارے خواب چکنا چور کر دیئے۔ کیا سوچا تھا میں نے تمہارے بارے میں۔''

''میری ہڈیاں چکنا چور ہو گئی تھیں خود کون گیا تھا پکڑ کر لے جایا گیا تھا۔''

''کیا مطلب؟''

''اکیلے میں بلبیرا کے آدمیوں کے ہاتھ لگ گیا تھا، مار مار کر بے ہوش کر دیا انہوں نے اور اسی عالم میں یہاں سے اٹھا لے گئے پھر بے شمار مصیبتوں میں گرفتار رہا اور نہ جانے کیا کیا جتن کر کے واپسی نصیب ہوئی ہے۔''

''اوہ! تو تم خود نہیں گئے تھے؟''

''دماغ خراب تھا کیا میرا۔''

''تب تو بہت برا ہوا، تمہاری جگہ اکبر شاہ نے لے لی وہ ہیرو بن گیا۔''

''میرا مستقبل تاریک ہو گیا۔'' شارق نے افسردہ لہجے میں کہا۔

''نہیں، میں جو ہوں، تم فکر مت کرو، تم خود بے حد با صلاحیت انسان ہو، دیکھ لینا ایک دن میں تمہیں فلمی دنیا کا سب سے درخشاں ستارہ بنا دوں گی۔ مگر غلام شاہ سے کیوں چھپتے پھر رہے ہو علی الاعلان ہمارے ساتھ رہو۔''

''کچھ ایسے معاملات ہیں جن کی وجہ سے پوشیدہ رہنا ضروری ہے۔''

''تب آگے کا سفر کیسے کرو گے۔''

''دن میں کوئی مشکل نہیں بس رات کا معاملہ ہوتا ہے۔''

''رات کو میرے خیمے میں رہا کرو بلکہ کھانا بھی کھایا کرو۔'' راجکماری نے پیشکش کی۔

''تمہارا بے حد شکریہ، تمہیں تکلیف تو ہوگی لیکن۔''

''اوہ شارق، تم نے مجھ پر غور ہی نہیں کیا کبھی۔ میں تو تمہارے لئے نہ جانے کیا کیا کر سکتی ہوں۔''

''شارق نے رات راجکماری کے خیمے میں گزاری تھی اور صبح ہونے سے قبل نکل گیا تھا غلام شاہ اپنی کوشش میں ناکام رہا تھا اور اس کی جھلاہٹ بڑھ گئی تھی اکبر شاہ نے اس سے پوچھا۔''

''کیا رہا شیخا؟''

''بکواس مت کر، ڈیرہ اٹھا یہاں سے وقت جائع ہوت ہے۔'' اکبر شاہ سمجھ گیا کہ غلام شاہ ناکام رہا۔ بہرحال اس کے بعد یہاں سے روانگی ہوئی اور سفر کافی تیزی سے کیا گیا۔ غلام شاہ بدستور سنجیدہ تھا اور کسی نے اس سے کچھ پوچھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ البتہ راجکماری بہت خوش نظر آ رہی تھی اور

اس کے پیٹ میں گڑبڑ ہو رہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ یہ سب لوگ شارق کے لئے سرگرداں ہیں مگر شارق نے صرف اس پر بھروسہ کیا ہے۔ اپنی اس فوقیت کو وہ کسی پر ظاہر کرنا چاہتی تھی۔ لیکن خطرہ تھا کہ شارق کو ناگوار نہ گزرے۔ بمشکل تمام یہ راز ہضم کئے تھے۔ حالانکہ فلم کی شوٹنگ کے دوران اکبر شاہ پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کی تھی اور اپنی دانست میں اپنا کام کر چکی تھی مگر وہ اس معاملے میں چغد نکلا اور اس وقت سے تو وہ راجکماری کے سائے سے بھی بھاگنے لگا جب شینا نے رش پرنٹ دیکھے اور پریشان ہو گیا تھا۔

دوسری رات کا قیام ہوا اور راجکماری نے شارق کے استقبال کے لئے کافی اہتمام کیا۔ پھر جب سارا ماحول خاموش ہو گیا تو شارق اندر آ گیا، راجکماری اسے دیکھ کر مسرور ہو گئی۔

''ہیلو شارق ڈارلنگ، بڑا انتظار کرایا تم نے۔''

''سوری راج، بس ذرا خیال رکھنا پڑتا ہے۔''

''میں دن بھر تمہارے لئے پریشان رہی۔''

''کیوں؟ شارق نے پوچھا۔''

''پتہ نہیں، بس آنکھیں تمہیں تلاش کرتی رہیں بار بار خیال آتا رہا کہ نہ جانے تم کس حال میں ہو۔''

''مجھے بس پیٹ کی تکلیف کے علاوہ اور کوئی تکلیف نہیں ہے۔'' شارق نے کہا۔

''اوہ! خیریت کیا تکلیف ہے پیٹ میں؟'' راجکماری نے ہمدردی سے پوچھا۔

''پتا نہیں کیا ہو گیا ہے، بس صبح، دوپہر اور رات کو بھوک لگنے لگتی ہے۔'' شارق نے کہا اور راجکماری اس کے الفاظ پر غور کرنے لگی پھر ہنس پڑی۔

''اوہ! بہت شریر ہو تم، چلو کھانا تیار ہے۔'' وہ کھانے کا اہتمام کرنے لگی اور جب شارق کھانے میں مصروف ہو گیا تو اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

''میں سمجھی واقعی پیٹ میں کوئی تکلیف ہو گئی ہے۔ ویسے ڈارلنگ تم آخر سفر کیسے کرتے ہو؟''

''اتنی ساری گاڑیاں ہیں، کہیں نہ کہیں جگہ مل ہی جاتی ہے۔''

''مشکل کام ہے۔'' راجکماری نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ شارق نے کوئی جواب نہ دیا۔ یہ رات بھی پچھلی رات سے مختلف نہ گزری تھی۔ راجکماری نے راتوں رات شارق کے لئے ایک حسین مستقبل تعمیر کر دیا تھا اور صبح کو حسب معمول شارق کو غائب پایا تھا۔ لیکن اس دن اس کا ہاضمہ ساتھ نہیں دے سکا۔ ایک واقعہ ایسا ہوا تھا کہ جس نے اس کی زبان کھول دی تھی۔ سفر مناسب رفتار سے جاری تھا اور عین دوپہر کا وقت تھا کہ اچانک غلام شاہ

نے ساری گاڑیاں رکوا دیں۔ بھلا صاحب کے یونٹ کو بھی روک دیا گیا تھا اور پھر سرکس کے لوگ چاروں طرف پھیل گئے تھے۔ غلام شاہ نیچے اتر آیا اور ایک جگہ بیٹھ گیا۔ پھر تلاشی شروع ہوگئی۔ ایک ایک گاڑی کا جائزہ لیا جا رہا تھا۔ بھلا صاحب غلام شاہ کے پاس آ گئے۔

''خیریت شاہ صاحب؟''

''ہاں سب ٹھیک ہے بھائی بھلے۔''

''یہ کیا ہو رہا ہے۔''

''ارے اوہی چھلاوے کو ڈھونڈت رہیں بھائی۔''

''شارق کو؟''

''ہاں!''

''آپ کو یقین ہے کہ وہ ہمارے ساتھ سفر کر رہا ہے۔''

''ہاں بھیا چکرا کر رکھ دیت ہے سسروا۔ رات گلاب نے اسے پھر دیکھا تھا۔''

''کمال کا آدمی ہے آخر کہاں چھپ جاتا ہے۔''

''مولا جانے بھائی۔ سسر آدمی ہے بھی کہ نا۔''

''غلام شاہ نے کہا اور چاروں طرف ان لوگوں کو کام کرتے دیکھتا رہا۔ وہ ایک ایک گاڑی کا جائزہ لے رہے تھے۔ ہر اس جگہ کو تلاش کیا جا رہا تھا جہاں کسی کے چھپنے کے امکانات ہو سکتے تھے بھلا صاحب کے یونٹ کی گاڑیوں کا بھی جائزہ لے لیا گیا تھا مگر دو گھنٹے کی مسلسل جدوجہد کے باوجود کوئی نشان نہیں مل سکا تھا اس کا۔

غلام شاہ خاموشی سے اپنی گاڑی میں آ بیٹھا تھا اور سفر پھر شروع ہو گیا تھا۔ بہرحال رات کو قیام کرنا ہی پڑا تھا اور اسی اتفاق سے شیرا کا سامنا راجکماری سے ہو گیا تھا۔ ''ہیلو بے بی۔ کیا حال ہیں تمہارے اب یہ سفر ختم ہونے والا ہے۔'' شیرا نے اخلاقاً جواب دیا۔ ورنہ راجکماری کو وہ زیادہ پسند نہیں کرتی تھی۔

''غلام شاہ پر شارق کا بھوت سوار ہے، کیسی انوکھی بات ہے کہ اسے بار بار دیکھا جاتا ہے مگر وہ نہیں ملتا۔''

''آپ کو شارق کیسے یاد آ گیا کماری جی۔'' شیرا نے طنزیہ لہجے میں کہا اور راجکماری فخریہ انداز میں مسکرا دی اور پھر ایک ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

''وہ دل سے محو کب ہوا ہے، جو یاد آئے گا، وہ تو ہر لمحہ دل کے ساتھ ہے۔''

''کمال ہے راجکماری جی، ابھی کچھ دن پہلے تو ہمارے اکبر بھیا آپ کے دل میں آ گئے تھے۔'' شیراز بان کی تیکھی تھی اور کسی مسئلے میں تکلف نہیں کرتی تھی راجکماری برا ماننے کی بجائے ہنس پڑی۔ پھر بولی۔

''شاید تم فلمیں بہت کم دیکھتی ہو، اور دیکھتی بھی کہاں سے ہو گی جھولوں پر لٹکتے لٹکتے تمہاری عمر گزر گئی، ہم فنکار لوگ جب اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں تو یہ ثابت کر دیتے ہیں کہ جو کچھ پیش کر رہے ہیں وہ ایک سچائی ہے اور تم لوگ ہمارے اس فن سے متاثر ہوتے ہو، اکبر شاہ صاحب اس فلم میں میرے ہیرو ضرور بن گئے تھے، لیکن عملی زندگی میں وہ میرے لئے کچھ بھی نہیں تھے، ہم آرٹسٹ لوگ تو بے شمار لوگوں کے ساتھ کام کرتے ہیں اور دنیا پر یہی ظاہر کر دیتے ہیں کہ ہمارا مد مقابل ہمارے دل کی گہرائیوں میں اتر چکا ہے، یہی ہمارے فن کا کمال ہوتا ہے، لیکن جو لوگ ہمارے دل کی گہرائیوں میں ہوتے ہیں ان کا مقام کچھ اور ہوتا ہے۔''

''او وہ اس کا مطلب ہے کہ شارق آپ کے دل کی گہرائیوں میں ہے۔''

''تب تو شارق کو تمہاری رگ جاں میں تلاش کرنا چاہئے۔'' شیرا نے ہنستے ہوئے کہا اور راجکماری زور سے ہنس پڑی۔

''نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے، وہ رگ جاں سے باہر بھی آ جاتا ہے، کیا تم اس کی تصدیق کرنا چاہتی ہو؟''

''مطلب؟'' شیرا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''تم لوگ شارق کی تلاش کے لئے نہ جانے کیا کیا جتن کر رہے ہو۔ اس سے ملنا چاہو تو میرے خیمے میں آ جانا۔'' شیرا عجیب سی نگاہوں سے راجکماری کو دیکھنے لگی پھر اس نے کہا۔

''شاید آپ شارق کی محبت میں بہت زیادہ پریشان ہو گئی ہیں راجکماری۔ وہ جو کہتے ہیں نا کہ چشم تصور سے کسی کو دیکھ لینا۔ ہم سرکس کے لوگ فلمی باتیں نہیں جانتے، لیکن مجھے آپ پر واقعی افسوس ہو رہا ہے۔ میں تو سمجھتی تھی کہ آپ کسی کو بھی دل کے قریب نہیں آنے دیتی ہوں گی، کیونکہ آپ کا تو یہ دن رات کا کام ہے۔''

''کہنا کیا چاہتی ہو؟'' راجکماری نے پوچھا۔

''آپ نے ابھی کہا تھا نا کہ شارق کو آپ کے خیمے میں تلاش کیا جا سکتا ہے؟''

''نہیں۔ میرے خیمے میں اسے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں، وہ تو ہوتا ہی میرے پاس ہے۔''

''تصور میں نا۔''

''جی نہیں مس شیرا، حقیقت میں۔''

''اس کا مقصد ہے کہ آپ کا عشق بہت بلندی پر پہنچ گیا ہے۔''

''مذاق اڑا رہی ہو میرا۔ لیکن جو میں کہہ رہی ہوں چاہو تو اس کی تصدیق کر لینا۔ لیکن براہ کرم اندر گھس آنے کی کوشش مت کرنا اور نا ہی دوسروں کو اس کے بارے میں اطلاع دینا۔ وہ اپنا تحفظ کرنا جانتا ہے۔''

''مطلب یہ کہ وہ آپ کے خیمے میں مل جائے گا مجھے؟''

''سو فیصدی مل جائے گا۔ لیکن رات کو بارہ بجے کے قریب آنا اور میرے خیمے کے عقب میں چھپ جانا تم چاہو تو میری اور اس کی گفتگو بھی سن سکتی ہو، چاہو تو ایک آدھ جھلک دیکھ بھی لینا اس کی کوئی ایسی ویسی گفتگو نہیں ہوتی ہمارے درمیان، بس رات کو میرے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرتا ہے اور جب تک وہ ایسا نہیں کر لیتا، بے سکون رہتا ہے۔''

راجکماری نے کہا اور شیرا سنجیدہ ہوگئی۔ پھر اس نے کسی قدر انداز بدل کر کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ وہ رات کو آپ کے خیمے میں رہتا ہے۔''

''ہاں بھئی۔ ظاہر ہے مجھ سے زیادہ اس کا اپنا اور کون ہے اس پورے گروہ میں۔ لیکن ایک بات کان کھول کر سن لو، وہ نہیں چاہتا کہ کسی اور کو اپنی موجودگی کے بارے میں بتائے، چنانچہ اس بات کا خیال رکھنا کہ کوئی اور تمہارے ساتھ نہ ہو۔'' شیرا خاموشی سے راجکماری کو دیکھتی رہی، پھر اس نے کہا۔

''واقعی راجکماری جی آپ نے بڑی حیرت انگیز بات بتائی ہے مجھے ہو سکتا ہے ایسی کوئی بات ہو؟''

''ہو سکتا ہے نہیں، بلکہ ہے۔ پچھلی کئی راتیں وہ میرے ساتھ میرے خیمے میں گزار چکا ہے، دن بھر اپنا تحفظ کرتا ہے اور رات کو میرے پاس آ جاتا ہے۔ کھانا کھاتا ہے اور پھر آرام سے ہم دونوں بہت دیر تک باتیں کرتے رہتے ہیں۔'' راجکماری نے تو اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر لیا تھا، لیکن اب یہ بوجھ شیرا کے ذہن پر آ پڑا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے کیا کہے۔ ویسے اس نے یہ ضرور سوچا تھا کہ راجکماری اتنے وثوق سے یہ بات نہیں کہہ سکتی تھی اس نے تو ایک طرح سے شیرا کو چیلنج ہی کر دیا تھا اور صحیح الدماغ ہی تھی، بہت غور و غوض کیا، شیرا نے اور پھر یہ سوچا کہ اگر واقعی شارق راجکماری کے خیمے میں رات گزارتا ہے، تو یہ اچھی بات تو نہیں ہے، اس کا مطلب ہے کہ وہ اتنے اعلیٰ کردار کا مالک نہیں ہے، جتنا اسے سمجھا جا رہا ہے، اگر سونیا کو اس بات کی یہ حقیقت معلوم ہو جائے تو پھر سونیا اسے اپنے دل سے نکال دے گی، اپنی دوست کے بارے میں وہ اچھی طرح جانتی تھی

کہ وہ کس قدر متلون مزاج ہے، شارق کی بے وفائی شاید وہ برداشت نہ کر سکے گی اور اس کے بعد شارق کا راجکماری سے ملوث ہونا یا نہ ہونا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ رہ جائے گا اس سلسلے میں اس نے سونیا کو آگاہ کر دینا ضروری سمجھا اور سونیا سے کہا۔

''راجکماری نے ایک عجیب بات کہی ہے مجھ سے۔''

''کیا؟'' سونیا نے پوچھا اور شیرا نے اسے تمام تفصیلات بتا دیں سونیا کا چہرہ پھر اگیا تھا۔

''تو پھر ہمیں اس سے کیا، ہو سکتا ہے ایسی کوئی بات ہو۔'' سونیا نے کہا۔

''میں اس کی تصدیق کرنا چاہتی ہوں سونیا۔''

''کیوں آخر۔ اب تجھے کیا پڑی ہے۔'' سونیا نے جواب دیا۔

''ارے پتا تو چل جائے اور پھر، اور پھر دیکھ لوں گی اس شارق کے بچے کو، کو، کتنا چالاک ہے۔''

''مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور نہ ہی ایسی کارروائی کرنا چاہتی ہوں۔'' سونیا نے کہا اور شیرا خاموش ہو گئی۔ سونیا کو تو وہ مجبور نہیں کر سکی تھی لیکن آدھی رات کے وقت وہ راجکماری کے خیمے پر ضرور پہنچ گئی تھی۔ راجکماری کو اس نے باہر ہی ٹہلتے پایا۔ وہ بے چین نظر آ رہی تھی۔ اس نے شیرا کو دیکھا اور رک گئی۔ شیرا اس کے پاس پہنچ گئی۔

''ہیلو کماری جی۔'' شیرا نے کہا۔

''پتا نہیں۔ پتا نہیں وہ آج کیوں نہیں آیا۔ بہت پہلے آ چکا ہوتا ہے مگر نہ جانے کیوں۔''

''اوہ، وہ نہیں آیا۔''

''نہیں۔'' راجکماری افسردہ لہجے میں بولی اور شیرا دانت پیسنے لگی پھر اس نے کہا۔

''آپ واقعی فنکار ہیں کماری جی۔ عمدہ اداکاری کرتی ہیں لیکن آپ کی دماغی حالت کچھ زیادہ خراب ہو گئی ہے۔ بہتر ہے پہلی فرصت میں آپ اپنا علاج کرائیے۔'' شیرا پاؤں پٹختی ہوئی یہاں سے چل پڑی۔ راجکماری بے بسی سے اسے دیکھتی رہی تھی۔ دوسرا دن معمول کے مطابق تھا یہ سفر کا آخری دن تھا اور اس سفر کا اختتام اس شہر پر ہوا تھا جہاں سے نیا نگر کے لئے چلے تھے۔ اس رات بھلا اور غلام شاہ یکجا تھے۔ تمام ہی اہم لوگ موجود تھے بھلا نے کہا۔

''آپ یہاں سے مانک پور روانہ ہو جائیں گے شاہ صاحب۔''

''ہاں بھائی بھلے۔ تیرا کیا ارادہ ہے؟''

''بس میں اپنے شہر جاؤں گا۔''

''تیرے ساتھ بڑا بڑھیا وقت گجرا بھلا بڑی یادیں رہیں گی اس سیر کی۔''

''ہاں شاہ صاحب میں بھی زندگی بھر آپ کو نہ بھول سکوں گا۔ ویسے ہی آپ سے ملتا رہوں گا۔''

''جرور بھائی جرور۔ اور تیں اگر اس حرام کھور پڈروا کے بارے ماں کچھ معلوم ہو جئی ہے تے تو ہمیں جرور بتائی ہے بھوا۔''

''ضرور شاہ صاحب۔ آپ کو یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔'' بھلا صاحب نے کہا۔ پھر سب ایک دوسرے سے ملے اور اس کے بعد بھلا صاحب اپنے معمولات میں مصروف ہو گئے اور پھر صبح ہی صبح ان کی گاڑیاں وہاں سے روانہ ہو گئیں۔

سرکس کے مہم جو ہمیشہ ہی متحرک رہتے تھے ان کی زندگی ہی ایڈونچر تھی ہر شام موت سے پنجہ کشی ان کا دلچسپ مشغلہ تھا نئے نئے شہر نئے نئے لوگ لیکن نیا نگر کا سفر ان کی زندگی کا انوکھا سفر تھا اور یہ کہانی ان کے معمول کی کہانیوں سے بہت مختلف تھی۔

مانک پور کے بارے میں پوری پوری معلومات حاصل ہو چکی تھیں چند لوگوں کو وہاں روانہ کر دیا گیا تھا اور اس کے بعد غلام شاہ نے وہاں کا سفر شروع کر دیا یہاں تک کہ وہ لوگ مانک پور پہنچ گئے سرکس لگ گیا جوکروں نے اسٹیج سجائے اور سرکس کے شو شروع ہو گئے۔ کاروبار زندگی معمول کے مطابق جاری ہو گیا کمال دکھانے والوں کے کمالات، سونیا کے نئے نئے آئٹم، شیخا کا اطمینان سب کچھ معمول کے مطابق تھا لیکن سونیا کی سب سے خصوصی ساتھی اس کی مونس غمگسار شیرا نے سونیا کے اندر اس تبدیلی کو اچھی طرح محسوس کیا تھا۔ جس پر شیخا بھی غور نہ کر سکا تھا۔ سونیا شوخیاں بھی کرتی تھی شرارتیں بھی کرتی تھی نئے نئے آئٹم بھی بناتی تھی جھولے پر اس سے کوئی غلطی نہیں ہوتی تھی لیکن اس کی آنکھوں میں غم کی ایک پرچھائیں ہمیشہ نظر آتی تھی کبھی کبھی اس کی مسکراہٹ میں پھیکا پن آ جاتا تھا۔

مانک پور پھر وہاں سے گوپال نگری، گوپال نگری سے فتح آباد اور وہاں سے کہیں اور۔ سرکس کی زندگی میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ ان دنوں سرکس رام پور میں لگا ہوا تھا۔ بھادوں برس رہی تھی اور جل تھل ہو گئے تھے۔ مسلسل بارش کی وجہ سے سرکس کے شو بھی بند تھے اور سب بارش سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ شیرا نے سونیا سے کہا۔

''سونیا، زندگی کیسی لگتی ہے؟''

''بس زندگی لگتی ہے اور کیا۔''

''ہمارے ان معمولات کا کوئی اختتام ہے۔''

''ہاں بوڑھے ہو جائیں گے تو سرکس نشین ہو جائیں گے۔'' سونیا نے ہنس کر کہا۔
''وہ لوگ کیسے لگتے ہیں جو گھروں میں رہتے ہیں، یکساں رہتے ہیں۔''
''اچھے لگتے ہیں۔'' سونیا نے کہا۔
''جی نہیں چاہتا کہ ہمارا بھی ایک ایسا ہی گھر ہو؟''
''چاہتا ہے مگر ان گھروں میں رہنے والوں سے پوچھوں کا جی ضرور چاہتا ہوں گا کہ ان کا بھی ایسا ہی سرکس ہو۔ انسان ایسی ہی فطرت کا مالک ہے۔''
''سونیا، شارق کبھی یاد آتا ہے۔'' شیرا نے سوال کیا اور سونیا تھکے تھکے انداز میں اسے دیکھنے لگی۔ پھر اچانک سسک پڑی۔
''ہاں شیرا، وہ مجھے یاد آتا ہے، ہمیشہ یاد آتا ہے کہاں بھول سکتی ہوں میں اسے۔ ایک لمحہ بھی اس کی یاد کے بغیر نہیں گزرتا۔ بہت بلند تھا وہ شیرا، ہم نے اس کی ناقدری کی اسے سب کچھ مان کر بھی نہ مانے۔ اب یاد آتا ہے تو احساس ہوتا ہے جب تک ہمارے پاس تھا اس نے یہ تعاون کیا تھا ہم سے۔ ہم اسے کیا دیتے تھے مگر ہم نے اسے نفرت کا نشانہ بنایا اور جب وہ ہمارے پاس سے گیا تو پھر، تو پھر اس نے کچھ گوارا نہ کیا۔ کیوں کرتا آخر۔ میری عزت بچائی اس نے شیخا کو چند دنوں کی روٹیوں کے عوض ایک قیمتی ہیرا دیا نیا نگر کی تقدیر بدل دی۔ وہ بلبیر کو پکڑ کر شیخا کے حوالے کیا۔ اتنا کچھ تو سرکس میں زندگی گزارنے والوں نے بھی نہیں کیا شیرا۔ وہ مجھے بہت یاد آتا ہے، شیرا میری روح اسے تلاش کرتی رہتی ہے۔'' سونیا بلک بلک کر رونے لگی۔ شیرا بھی دیر تک اس کے ساتھ روتی رہی تھی۔
غلام شاہ بھی اکثر شارق کی باتیں کرتا تھا اور اس کے چہرے پر افسردگی طاری ہو جاتی تھی پھر ایک دن بھلا صاحب کا ایک آدمی جگدیش چندر سرکس پہنچ گیا وہ سرکس کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہوا یہاں آیا تھا۔ اطلاع ملنے پر غلام شاہ نے اسے بلایا اور وہ بڑی محبت سے اس سے ملا۔
''بھلا جی نے بھیجا ہے مجھے اور خبر بھجوائی ہے کہ پیڈرو کا سرکس ڈریم لینڈ فرید پور آیا ہے۔ ابھی تنبو گڑھ رہے ہیں اور پبلسٹی شروع نہیں ہوئی ہے۔ بھلا صاحب ان دنوں فرید پور میں اپنی نئی فلم کی شوٹنگ کر رہے ہیں وہ آپ کو وہیں ملیں گے۔
''پڈروا۔'' غلام شاہ کے منہ سے سانپ جیسی پھنکار نکلی۔
جگدیش چندر نے غلام شاہ کو ڈریم لینڈ سرکس کے بارے میں پوری تفصیل بتائی پھر بولا۔
''مجھے اجازت دیجئے غلام شاہ صاحب، بھلا جی نے کہا تھا کہ یہ اطلاع دے کر واپس آ جاؤں۔''
''ایک بات اور بتاتی بھائی جگے کا پڈروا سرا بھی سرکس کے ساتھ ہے یا کھالی او کا سرکس آئی ہے۔''

''نہیں شاہ صاحب، شاید یہ بات آپ کو بتانا بھول گیا، بھلا صاحب نے خاص طور سے کہا تھا کہ ڈریم لینڈ سرکس کے مالک دو پارٹنر ہیں ایک مسٹر پیڈ رو دوسرے مسٹر کاسٹرا ور دونوں سرکس کے ساتھ ساتھ یہاں آئے ہیں۔'' جگدیش نے بتایا۔

''ٹھیک ہے بھائی تے نے اگر جلدی جانا ہے تو تو کا نا روکی ہے ہم۔ بھلا کو ہمار سلام کہی ہے اور کہی ہے کہ اوکی بڑی مہربانی رہے۔'' گلام ساہ نے سکریہ ادا کیا ہے۔''

اکبر شاہ کو کچھ دیر سے بھلا صاحب کے کسی آدمی کے آنے کی خبر ملی تھی وہ غلام شاہ کے پاس پہنچ گیا۔ ''بھلا صاحب کا کوئی آدمی تمہارے پاس آیا ہے شیتا؟'' اس نے کہا اور پھر شیتا کا چہرہ دیکھ کر چونک پڑا غلام شاہ کا چہرہ گہرا سرخ تھا اور آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔ ''کیا بات ہے شیتا؟'' اس نے حیرانی سے کہا اور غلام شاہ ہنس پڑا مگر اس ہنسی میں بھیڑیوں جیسی غراہٹ تھی وہ بچوں جیسی شوخی جو اس کی ہنسی میں رچی ہوئی تھی پہلی بار گم ہو گئی تھی۔

''کچھ نا ہئوا کھوسی کی کھبر بھجوائی ہے ہمارے یار نے۔''

''بھلا صاحب نے؟''

''ہاں!''

''اوئی حرام کھور پڈ روا کا سرکس آئے رہے پھریدپور میں۔''

''ڈریم لینڈ سرکس؟''

''ہاں اوئی۔''

''خبر سچ ہے شیتا؟'' اکبر شاہ نے پھولے ہوئے سانس کے ساتھ کہا۔ اس خبر نے اس پر بھی عجیب سا تاثر کیا تھا۔

''کیسی بات کرت ہے ہئوا۔ اور پھریدپور آئے ہوئی کھبر لے کر یہاں آئے رہے بھلا ہم سے وعدہ کیا رہے کہ جب بھی پڈ روا کے بارے ماں کوئی کھبر ملی تو او ہم کا اطلاح دے گا۔ اس نے اپنا آدمی ہمارے پاس اسی کام سے بھیجا رہے۔''

''وہ آدمی کہاں ہے شیتا؟'' اکبر شاہ نے پوچھا۔

''جلدی تھی چلا گیا۔''

''آپ اس آدمی کو پہچانتے ہیں ناں؟''

''کاہے نا ہے رے او ہمارے ساتھ نیا نگر کا سکھر ماں رہے۔ جگدیش نام رہے او کا، ہم دیکھیں ہیں او کا بھلا کے ساتھ، تیرا کیا کھیال رہے اکبر کوئی

گڑبڑ ہوسکت رہے کا؟''

''نہیں شیخا اس کے امکانات تو نہیں ہیں اور پھر تم بھلا صاحب کے آدمی کو بھی پہچانتے ہو لیکن اتنی جلدی جانے دیا تم نے اسے، ذرا میں بھی تو اس سے کچھ سوالات کرتا۔''

''ارے ہم سارے سوالات کرلئی ہے اس سے، ہم پوچھی رہے اس سے کہ او کے سرکس کا کا نام رہے، سواو اوئی نام بتائے جو تے نے ابھی لیا ہے اور اے ہو پوچھے ہم اس سے کہ حرام کھور پڑروا بھی اسے سرکس کے ساتھ رہے کہ ناں، تو او بتی ہے کہ پیڈروا اور اوئی کاسٹر بھی ساتھ رہے ہیں، ہم اطمینان رکھتے ہیں بٹوا، بھلا کا آدمی جھوٹ نا بولی رہے اور بھلا نے ہمکا غلط کھبر نا بجوئی ہے۔''

''اکبر شاہ کسی سوچ میں ڈوب گیا تھا، پھر اس نے کہا۔''تو پھر اب آپ کا کیا ارادہ ہے شیخا؟''

''جندگی بھر اوکا انتجار کری ہے بٹوا اور اب تے ہمار ارادہ پوچھی رہے، ارے کا ہے کو ای کھڑاک پھیلئی ہے ہم، اس واسطے ناں کہ او حرام کھور پڑروا ایک بار ہمیں جیتا مل جائے تو ہم اس بڑے کا بدلہ لے لیویں، بٹوا جس دن ہم اپنا ای کام کرلئی ہے بوڑھے ہو جئی ہے، بڑی مشکل سے ہم نے اپنے آپ کو جوان رکھا ہے، کھیر ہم تیاریاں کریں ہیں پھر یدپور جانے کی۔''

''ہم سے تمہارا کیا مراد ہے شیخا؟''

''ارے بٹوا کام ہمارا ہے اور پھر سرکس یہاں کام کری ہے سرکس کے کام ایسے ہی چلنے دو۔ تم لوگ اس کا خیال رکھنا ہم اپنا کام کر کے ادھر ہی واپس آجئی ہے۔'' اکبر شاہ غصیلی نگاہوں سے غلام شاہ کو دیکھنے لگا۔ چند لمحات اسی طرح دیکھتا رہا اور اس کے بعد وہاں سے باہر نکل گیا۔ غلام شاہ حیرت سے منہ کھول کر اکبر شاہ کو دیکھنے لگا تھا اس نے اسے آواز دینے کی کوشش کی تھی لیکن اکبر شاہ خیمے سے دور چلا گیا تھا۔ غلام شاہ خاموش ہو کر خیمے کی ایک دیوار کو تکنے لگا اور پھر زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ خیمے میں اکبر شاہ، سونیا، ایاز، گلاب، سانولی اور چند اور بوڑھے آدمی گھس آئے، اکبر شاہ بھی ان کے ساتھ ہی ساتھ آیا تھا۔ آنے والوں نے غلام شاہ کو دیکھا اور غلام شاہ حیران نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگا۔

''کا ہوئی ہے بھائی، ای پھوج کا ہے حملہ کرے رہے؟''

''غلام شاہ کیا ڈریم لینڈ سرکس کے آنے کی اطلاع ملی ہے تمہیں؟'' ایک معمر آدمی نے پوچھا۔

''ہاں! گلن چاچا، اوئی حرام کھور پڑروا اپنا سرکس لے کر پھر یدپور آئی ہے۔ او جو کہت رہیں چاچا کہ گیدڑ سسر مرن کے واسطے سہری کا رخ کرے ہے۔ تو ای حرام کھور پڑروا بھی اپنا وکھت پورا کر کے آجئی ہے ہمار سامنے۔''

''اور یہ بات تمہیں اچھی طرح معلوم ہو چکی ہے غلام شاہ کے ڈریم لینڈ سرکس کے ساتھ وہ دونوں انگریز بھی موجود ہیں؟''

''ہاں! گمن چاچا ہمار یار بھلانے کھبر بھجوائی ہے ہمکا ایک اکبرا تم کا بتا دئی ہے۔''

''ہاں اور یہ بھی بتایا ہے اکبر شاہ نے مجھے کہ تم وہاں اکیلے جانے کا ارادہ رکھتے ہو۔''

''اکیلے تو ناں چاچا کسو کو ساتھ لے جئی ہے۔''

''نہیں غلام شاہ، تم اکیلے نہیں جاؤ گے۔''

''ارے ہم تم سب کی سکل دیکھ کر ہی سمجھ جئی ہے کہ ای حرام کھورا اکبرا کو توگڑ بڑ کر کے آئی ہے، کا کہت چاہن ہو بھائی تم لوگ؟'' غلام شاہ نے خشک لہجے میں کہا۔

''دیکھو غلام شاہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم اس سرکس کے مالک ہو، اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ تم حد سے زیادہ ذہین، ہم سے زیادہ چالاک اور بہترین عمل کرنے والے ہو لیکن ہر معاملے میں تمہاری ضد اچھی نہیں ہوتی، ہم اس بات سے بالکل انکار نہیں کرتے کہ فرید پور چلا جائے اور پیڈ رو اور کاسٹر سے بدلہ لیا جائے لیکن تمہاری یہ بات کبھی نہیں مانی جا سکتی کہ تم اکیلے وہاں جاؤ۔''

''دیکھو گمن چاچا! بڑے کا معاملہ ہے۔ ارے ہمار بھیا تھا حکیم سا اور کس کے من کو اتنا بوجھ پڑی ہے، جتنا بوجھ ہم جندگی بھر اپنے دل پر اٹھائے پھری ہے، ہم اپنا کام ہمیسہ کھود کریں ہیں، ٹنگڑیاں کٹ گئیں سو کا ہوا ہم نے کسو کو اپنی طرف سے دکھ دیا، ای بات بتاؤ تم لوگ۔''

''بالکل نہیں غلام شاہ لیکن اس مسئلے میں ہم تمہیں کسی قیمت پر تنہا نہیں چھوڑیں گے۔''

''نا گمن چاچا ایسی کوئی بات نا کہو جو تو ہاری گلام نہ مان سکے، ہمارا کھیل ہم او کھیلیں گے اور کونوں اس میں سریک نہ ہوئی سکت۔'' غلام شاہ نے آخری اور حتمی لہجے میں کہا۔

''مجھے کچھ بولنے کی اجازت ہے شیخا، مجھے تو ہمیشہ گستاخ اور بدتمیز کہا گیا ہے، سونیا آگے بڑھو شیخا سے بات کرو۔''

اکبر شاہ اے کہا اور سونیا تمتمایا ہوا چہرہ لے کر غلام شاہ کے سامنے آ گئی اس نے عجیب سے آواز میں کہا۔

''تم ہمارے سر کے تاج ہو شیخا، باپ ہو ہمارے تم سے بڑا تمہارا بھائی تھا اور ہمارا بھی کچھ نہ کچھ ضرور تھا حالانکہ ہم نہیں جانتے وہ کیسا تھا اور اگر وہ زندہ ہوتا تو تم سے زیادہ محبت کر سکتا تھا ہم سے یا نہیں، لیکن ہم تمہیں تنہا کسی ایسے کام کے لئے نہیں جانے دیں گے جس میں تمہاری زندگی کو خطرہ ہو۔''

''ارے بٹوا ہمار جندگی کا مقصد اور کا رہے، تے بتاؤ؟''

''وہ ٹھیک ہے شینا لیکن اس کام میں تمہارے ساتھ رہنا ہمارا بھی فرض ہے، تم یہ بات کیوں بھول جاتے ہو کہ آخر حکیم شاہ ہمارے باپ تھے تم صرف اپنا حق جتاتے ہو ان پر، ہم کیسے نامراد بہن بھائی ہیں کہ اپنے باپ کے قاتل کا سامنا بھی نہیں کر سکیں گے، یہ ہمارا حق ہے شینا، ہمیں ہمارا حق دو۔''

سونیا نے کہا اور غلام شاہ منہ پھاڑ کر سونیا کو دیکھنے لگا، سونیا کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے تھے، وہ تڑپ گیا۔

''ارے تیری حرام کھور کی، ارے روئے کاہے ہے بیٹا، لو دیکھو بھائی گلاب، دیکھو گھن چاچا ای سسر ہمکا جالم بنا رہے ہیں، ارے نا بھائی رونا ہئوا، نا رووا رے کا کرت ہو رہے، چلو حرام کھور و سارے کے سارے چلو، ہمار کا جات رہے۔'' غلام شاہ نے ہتھیار ڈال دیئے، اکبر شاہ آگے بڑھ کر بولا۔

''ہمیں بھی اس نیک کام میں حصہ لینے کا موقع دو شینا۔ آخر ہم بھی تمہارے بڑے کی اولاد ہیں، ہمارا بھی فرض بنتا ہے اس کی روح کو یہ خوشی پہنچانے کا، شینا جس کام کا بیڑا تم نے اٹھایا ہے وہ کام تم ہی کرو گے۔ ہم لوگ صرف تمہاری نگرانی کریں گے شینا، اس طرح ہمارا دل بھی رہے گا۔'' غلام شاہ کسی سوچ میں ڈوب گیا تھا، پھر اس نے کہا۔

''بیٹھو، تم سب لوگ بیٹھ جاؤ۔ ہم تمار ساتھ مسورہ کری ہے، ارے گھن چاچا جی تم اے بتاؤ ہمکا اگر ہمار سرکس پھریدپور پہنچے تو تمہارا کیا کھیال رہے۔ پڑروا حرام کھور ہوسیار نا ہو جئی ہے، او معلومات نا کری ہے کہ ای سرکس کس کا رہے، پھر جب او کا ای معلوم ہوئی ہے کہ ای گلام ساہ کا سرکس رہے جے حکیم سا کا بھائی رہے، تو او بھاگ جائی ہے، گھن چاچا مولا کسم ہم گلت نا کہے رہیں، ای حرام کھور گوری چمڑی وارن کو ہم اچھی طرح جانت رہیں، تے تم سارے کے سارے سوچو او ہاتھ آکے نکل جئی ہے تو کا دوبارہ ہمار ہاتھ لگی رہے۔''

''وہ ٹھیک ہے لیکن غلام شاہ تم کم از کم ان بچوں کو تو اپنے ساتھ رکھو سرکس ساتھ نہ لے جاؤ لیکن جو کام کرو اس میں کچھ ایسے لوگوں کو تو اپنے ساتھ ضرور رکھو جو تمہاری مدد کر سکیں۔'' غلام شاہ پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ کچھ دیر وہ خاموشی سے سوچتا رہا پھر بولا۔

''تے پھر ای کرت رہیں کہ منڈوا تو اکھاڑ دئی ہے۔ ہم جات ہیں پھریدپور سونیا اور اکبر اور کچھ دوسرے لوگاں کے ساتھ، ملاقات کرت ہیں اور پھر ہم مولا کے حکم سے اپنا کام کریں گے۔ سرکس آہستہ آہستہ پھریدپور چلتا رہے مگر کھاموسی سے کسو کو پتہ نا چلنا چاہئے بس پھر ہم مل جئی ہے۔''

''مناسب فیصلہ ہے۔'' اکبر شاہ نے تائید کی۔ دوسرے لوگوں نے بھی اختلاف نہیں کیا تھا۔ غلام شاہ ہدایات دینے لگا کہ کسے کیا کرنا ہوگا۔ اس کے بعد یہ مجلس مشاورت ختم ہو گئی تھی۔ غلام شاہ نے اکبر شاہ اور سونیا کو اپنے ساتھ روک لیا۔

''اب تو کھوس رہو تم لوگ۔''

''ہاں شینا۔''

''اکبرا، ایاج، سونیا، بابو، جھنگارا، سیرا اور تم دونوں ہمارے ساتھ جاؤ گے۔''

''شیخا چنکو منکو کو بھی ساتھ لے لیں۔'' سونیا نے کہا۔

''نا بیٹا، ان کے کد چھوٹے رہیں اور دوسرے لوگ انہیں دیکھت رہیں، ہم چاہت رہیں کہ کوئو ہم پر گور نہ کرے۔''

''شیخا ٹھیک کہتے ہیں سونیا۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''میں نے تو ایسے ہی تجویز پیش کی تھی۔'' سونیا بولی۔

''بس جاؤ تم دوئی تیاریاں کرو ہمار جندگی کا اصل میلہ تو اب سروع ہوئی رہے۔'' غلام شاہ نے کہا اور اکبر شاہ اور سونیا باہر نکل گئے۔

غلام شاہ نے دو دن تک تیاریاں کیں بہت سا سامان اکٹھا کیا اور ان کی گٹھریاں باندھ لیں۔ اس دوران سرکس کا سامان بھی بندھتا رہا تھا۔ غلام شاہ نے کچھ لوگوں کو سرکس کا ذمہ دار بنا دیا تھا اور انہیں اس کے سلسلے میں ہدایات دے دی تھیں کہ انہیں کیا کرنا ہے۔ ادھر اکبر شاہ بھی غلام شاہ کی ہدایات کے تحت تیار ہو گیا تھا۔ بالآخر فرید پور چل پڑے۔ راستے کے پورے سفر کے دوران غلام شاہ عموماً خاموش ہی رہا تھا۔ اس کی آنکھیں سوچ میں ڈوبی رہتی تھیں۔ یہاں تک کہ وہ فرید پور پہنچ گئے۔

فرید پور کافی بڑا شہر تھا بہت پر رونق تھا اور یہاں بے شمار صنعتیں لگی ہوئی تھیں۔ یہاں آ کر انہوں نے وہ جگہ تلاش کی جہاں سرکس لگا ہوا تھا اس میں انہیں زیادہ دقت نہیں ہوئی۔ لوگوں نے انہیں راستہ بتا دیا تھا۔ پھر انہوں نے ڈریم لینڈ سرکس دیکھا۔ ایک وسیع و عریض رقبے کو گھیرا گیا تھا چاروں طرف رنگین جھنگلے لگائے گئے تھے۔ ہر چیز شاندار تھی۔ بلاشبہ یہ سرکس غلام شاہ کے سرکس سے بہت بڑا اور اس سے کہیں زیادہ شاندار تھا۔ احاطے کے ایک سمت بے شمار ٹرک اور جانور کے کٹہرے کھڑے ہوئے تھے۔ لاتعداد لوگ اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ بونے اور بہت زیادہ لمبے فنکار جانوروں کو لے کر احاطے سے باہر چہل قدمی کر رہے تھے اور لوگ انہیں دیکھ رہے تھے۔ یہ بھی پبلسٹی کا طریقہ تھا۔

غلام شاہ کے منہ سے نکلا۔ ''بڑھیا۔'' پھر اس نے اکبر شاہ سے کہا۔ ''ارے اکبرا کوئو ایسی جگہ ملنی چاہئے بڑا جہاں سے ایک سرکس کو نجر ماں رکھا جا سکے۔''

''شیخا وہ ایک ہوٹل نظر آ رہا ہے۔'' اکبر شاہ نے ایک طرف اشارہ کر کے کہا۔

''ہوٹل؟''

''ہاں شیخا بڑا شہر ہے میونسپلٹی کی اجازت کے بغیر کہیں ڈیرہ تو ڈال نہیں سکتے اور پھر ہوٹل کس شے سے پاک رہے گا۔ اگر اس ہوٹل میں ہمیں جگہ مل جائے تو اچھا ہے۔ ہوٹل زیادہ بڑا نہیں تھا لیکن انہیں ان کی ضرورت کے مطابق کمرے حاصل ہو گئے۔ غلام شاہ نے اپنے لئے الگ کمرہ رکھا تھا اکبر

شاہ اور سونیا ایک کمرے میں تھے باقی کمروں میں دوسرے لوگ فروکش ہو گئے تھے۔ غلام شاہ اپنے کمرے کی بالکنی سے بہت دیر تک سرکس کا جائزہ لیتا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر آگ سلگتی نظر آتی تھی۔ شام کو سب اکٹھے ہوئے تو غلام شاہ نے کہا۔

''رات میں ہم سب سرکس دیکھنے چلیں گے۔ تیار ہو جئی ہو۔ پر الگ الگ۔''

''جی شیخا!'' اور پھر وہ سب غلام شاہ کی ہدایات کے مطابق تیار ہو گئے۔ سونیا اور اکبر شاہ تیاریوں کے بعد جب غلام شاہ کے کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ غلام شاہ پورے لباس میں ملبوس ایک صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے دونوں پاؤں زمین پر تھے اور ان میں جوتے بھی نظر آ رہے تھے۔

''تیار ہوئی گئے تم لوگ۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مگر دونوں کے منہ سے آواز نہ نکلی۔ تب غلام شاہ بڑے اعتماد سے اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا اور اسی پر اعتماد انداز میں چلتا ہوا ان کے پاس آ گیا۔ اس کے انداز میں کوئی جھول نہیں تھا۔'' کا ہوئی گوا تم دونوں کو رے؟''

''شیخا یہ، یہ۔''

''لکڑی کے ہیں بیٹا، اسی واسطے بنوائے ہیں۔''

''مگر شیخا تم نے انہیں کبھی استعمال کیوں نہیں کیا؟''

''ہر کام وکھت پر ہوئی ہے بیٹا۔''

''تم نے ان کی مشق کیسے کی شیخا؟''

''ارے بس کرلی مسک۔ عید بکرید پر بڑھا لباس پہنت رہیں ہٹوا ہماری عید تو اب آئی رہے۔ بڑے سے کیا ہوا وعدہ پورا ہو جئی ہے ہمار عید ہو جئی ہے۔'' غلام شاہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

صرف سونیا یا اکبر شاہ ہی نہیں باقی لوگوں کی بھی ایسی حالت ہوئی تھی غلام شاہ کو دیکھ کر۔ وہ بالکل نارمل انسانوں کی مانند چلتا ہوا ان کے ساتھ باہر آیا تھا اور پھر سب سرکس کی طرف چل پڑے تھے۔ وہ سرگوشیوں میں غلام شاہ کے اس فن پر تبصرہ کر رہے تھے۔ وہ سرکس پہنچ گئے۔ ٹکٹ فروخت ہو رہے تھے۔ انہوں نے ٹکٹ خریدے اور الگ الگ ٹولیوں کی شکل میں پنڈال میں داخل ہو گئے۔ پنڈال بھرتا جا رہا تھا۔ ایرینا بھی بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ سونیا اور شیرا ساتھ تھے۔ اکبر شاہ غلام شاہ کے ساتھ تھا۔ اسی طرح دوسرے لوگوں نے بھی اپنی ترتیب کی تھی۔ سرکس کا آغاز ہو گیا۔ آرکسٹرا نے نغمہ باری شروع کر دی۔ ڈرم پر تھاپ دی گئی اور اناؤنسر لڑکی نے آج کی انوکھی رات سرکس میں آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ اس نے کہا۔

''معزز مہمانوں کو خوابوں کے شہر میں خوش آمدید۔ آج جو کچھ آپ دیکھیں گے اس پر یقین کرنے میں مہینوں لگیں گے۔ ہمارے فنکار اپنی مثال آپ ہیں زندگی کو وہ صرف ایک تماشہ سمجھتے ہیں، موت سے پنجا لڑانے والوں کو اکٹھا کیا ہے ہمارے سرکس کے مالک مسٹر پیڈرو اور مسٹر کاسٹر نے، خواتین و حضرات ملئے مسٹر پیڈرو اینڈ مسٹر کاسٹر۔''

''ڈرم پر دھماکے ہوئے اور اس کے بعد پردے کے عقب سے پیڈرو اور کاسٹر باہر نکل آئے۔ غلام شاہ کے جبڑے بھینچ گئے تھے اور وہ چمکدار نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ دونوں شاندار قسم کے چمکتے ہوئے لباسوں میں ملبوس تھے۔ دونوں ہی بوڑھے ہو گئے تھے، پیڈرو نے داڑھی رکھ لی تھی اس کی صحت کافی اچھی نظر آ رہی تھی، البتہ کاسٹر اس کی نسبت کچھ کمزور ہو گیا تھا۔ دونوں نے گردنیں خم کیں اور پھر پیڈرو نے بالکل صاف اُردو زبان میں کہا۔

''خواتین و حضرات میں پیڈرو آپ سے مخاطب ہوں یہ سرکس میں نے بڑی محنت سے بنایا ہے اور اس کے سلسلے میں مجھے سب سے زیادہ خوشی یہ ہے کہ اسے آپ کے وطن کے لوگوں نے اس قابل بنایا ہے۔ میرے سرکس میں آپ کے دیس کے بہت سے لوگ کام کرتے ہیں اور دیکھ لیجئے میری آپ سے محبت کا یہ عالم ہے کہ آپ کی زبان میں آپ کی طرح بول سکتا ہوں۔ اس سرکس سے میری زندگی وابستہ ہے اور اس میں کام کرنے والا ہر فنکار میرے جسم کا ایک حصہ ہے۔ میرے بدن کے یہ حصے آپ کے لئے ایک خوبصورت رات سجانے آئے ہیں اور اب آپ اس سے لطف اٹھائیں میں آپ کو اپنے سرکس میں خوش آمدید کہتا ہوں۔''

دونوں نے ایک بار پھر گردن خم کی اور واپس چلے گئے۔ اس کے فوراً بعد بے شمار ننھے ننھے بونے بھرا مار کر باہر نکل آئے اور عجیب و غریب انداز میں اچھلتے کودتے پورے پنڈال میں پھیل گئے۔ ان کی حرکتیں لوگوں کو ہنسنے پر مجبور کر رہی تھیں اور ان کے کرتب بھی اس کے ساتھ ساتھ ہی جاری تھے۔ ایک بونے کے اوپر بونے سوار ہو گئے اور انتہائی بلندی تک پہنچ گئے۔ سب سے اوپر والے بونے نے ایک لٹکی ہوئی رسی کا سرا پکڑا اور اسی وقت باقی بونے گر گئے جب کہ رسے کا سرا پکڑنے والا بونا رسے میں لٹکا رہ گیا تھا۔ وہ بری طرح چیخ چلا رہا تھا۔ غرض یہ مزاحیہ آئٹم پیش کیا گیا اور اس کے بعد گھوڑوں کی باری آئی۔ یکے بعد دیگرے وہی تمام کھیل تماشے پیش کئے جاتے تھے۔ سارے کے سارے دلچسپ نگاہوں سے ان تمام آئٹمز کو دیکھ رہے تھے۔ سونیا نے شیرا سے کہا۔

''تم نے دیکھا شیرا وہ پیڈرو تھا اور دوسرا اس کا ساتھی۔ میرا خیال ہے شیتا کی تقدیر اس کا ساتھ دے گی۔ پوری زندگی جہاد کیا ہے اس نے اپنے آپ سے۔''

''ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے، دیکھنا یہ ہے کہ شیتا اب کیا کرتا ہے۔''

''میں کچھ اور ہی سوچ رہی ہوں۔''

''کیا؟'' شیرا نے سوال کیا۔

''شیفا اگر اپنی کوششوں میں کامیاب ہوگیا تو اس کے بعد اس کے جینے کا انداز کیا ہوگا؟''

''ہاں ہمیں اس کے لئے بہت محنت کرنا پڑے گی کیونکہ زندگی کا مقصد اگر ختم ہو جائے تو بات کو آگے بڑھانا مشکل ہو جاتا ہے۔'' شیرا نے کہا اور سونیا پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگی۔

''جھولے کے آئٹم پیش کئے گئے جو انتہائی معیاری تھے اور کسی بھی طرح غلام شاہ کے سرکس کے فنکاروں سے کم نہیں تھے۔ پھر ایک آئٹم کے لئے اناؤنسمنٹ ہوا، اناؤنسر نے جو بار بار آ کر اہم آئٹم کے بارے میں تفصیلات بتاتی تھی، نے اس بار بھی آ کر کہا۔

''اور اب دل تھام کر بیٹھ جایئے خواتین و حضرات آپ کے سامنے آ رہا ہے ہواؤں کا بیٹا، اس کے لئے جو لفظ کہا گیا ہے یہ اس سے بھی آگے ہے آپ تصور نہیں کر سکتے کہ فضاؤں میں پرواز کرنے والا کون ہے، شاید وہ کسی اور سیارے ہی کا باشندہ ہو۔ تو آپ کے سامنے ہواؤں کا بیٹا۔''

اور اس کے بعد ایک خوبصورت نوجوان ایک حسین لباس میں ملبوس اندر داخل ہوا۔ اس کا لباس جھلملا رہا تھا، لیکن اسے دیکھ کر شیرا اور سونیا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں، سونیا کے دانت مضبوطی سے ایک دوسرے پر جم گئے اور جبڑوں کی رگیں ابھر آئیں وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس نوجوان کو دیکھ رہی تھی جو شارق کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ شیرا بھی ششدر تھی۔ ادھر غلام شاہ اور اکبر شاہ بھی جس قدر حیران ہوئے تھے اس کا اظہار ان کے چہروں سے ہو رہا تھا۔ کوئی تبصرہ نہیں کیا گیا تھا۔ البتہ شیرا کے بازو پر سونیا کی گرفت انتہائی سخت ہو گئی تھی۔ شیرا نے سونیا کے بازو کو تھپتھپا کر اسے پرسکون رہنے کے لئے کہا۔ شارق نے اپنے آئٹم پیش کرنا شروع کر دیئے اور اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ غلام شاہ کے سرکس میں اتنا شاندار سدھے ہوئے جسم کا کوئی فنکار نہیں تھا۔

شارق نے ایک بلندی پر پہنچنے کے بعد جھولا پکڑا اور اس پر جھولنے لگا دو تین جھکولے لینے کے بعد اچانک اس نے جھولا چھوڑ دیا اور سر کے بل زمین کی جانب گرنے لگا، دیکھنے والوں کی چیخیں نکل گئی تھیں لیکن انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ زمین پر آدھی بلندی پر پہنچنے کے بعد اچانک شارق نے اپنے ہاتھوں کے بل پر غوطہ کھایا اور ایک بار پھر بلندی کی جانب لپکا۔ یہ وہی کارنامہ تھا جو اس نے غلام شاہ کے سرکس میں بھی ایک بار اس وقت پیش کیا تھا جب سونیا نے اسے ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس نے دوبارہ جھولا پکڑ لیا اور پھر جھولنے لگا۔ تماشائیوں کی تالیوں کا طوفانی شور بلند ہوا تھا اور خود غلام شاہ کے منہ سے بھی نکلے بغیر نہ رہ سکا تھا۔

''ارے ای حرام کھور، ارے ای حرام کھور اس سرکس ماں کا کری ہے رے اکبر، ارے دیکھ کا ای سارک تا ہے کا، کا ای سارک تا ہے اکبرا؟''

''وہی ہے شیخا۔''

''مر گئے بھائی رے، ای سسرا ادھر کہاں سے آمرا، ارے بڑا ہی بے غیرت انسان نکلا ای تو، ہمارے دشمن کے سرکس ماں کام کرے ہے اور ہم سے کہت رہے کہ، مگر اکبرا سارق نے کہا تو تھا سونی بٹیا سے کہ اوئی اوئی۔'' غلام شاہ جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گیا۔ اکبر شاہ کا ذہنی توازن بھی بگڑ سا گیا تھا، وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے شارق کے کرتب دیکھ رہا تھا اور اس وقت اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ ان لوگوں نے شارق کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں تھا وہ واقعی بہت بڑا فنکار تھا اور اس کے مقابلے کا کوئی فنکار غلام شاہ کے سرکس میں موجود نہیں تھا۔ شارق نے ایسے ایسے ناقابل یقین کارنامے دکھائے کہ لوگ پاگل ہو گئے کسی کی سمجھ ہی میں نہ آتا تھا کہ وہ واقعی انسانوں کی کون سی قسم سے تعلق رکھتا ہے۔ تماشائیوں کی بے پناہ تالیوں کے شور میں شارق کا آخری آئٹم بھی ختم ہو گیا۔ اس نے گردن خم کی اور پر تمکنت انداز میں چلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ تالیوں کا شور دیر تک گونجتا رہا تھا، تماشائیوں نے اس کے کمالات کو بے حد پسند کیا تھا۔

ادھر غلام شاہ کے سرکس کے ان تمام لوگوں نے اچھی طرح پہچان لیا تھا جو اس وقت سرکس دیکھ رہے تھے۔ پھر دوسرے آئٹم شروع ہو گئے، لیکن کوئی بھی نہ جم سکا شارق جو کمالات پیش کر گیا تھا بعد کے کمالات اس کے سامنے بے معنی نظر آ رہے تھے شیرا نے سرگوشی سے کہا۔

''سونیا یہ شارق کچھ سمجھ میں ہی نہیں آیا، آج تک آخر یہ یہ۔'' سونیا نے کوئی جواب نہیں دیا وہ خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

یہاں تک کہ سرکس کا آخری آئٹم بھی ختم ہوا اور اس کے بعد سرکس کے خاتمے کا اعلان کیا گیا۔ تماشائی باہر نکلنے لگے غلام شاہ بھی ایک ٹھنڈی سانس لے کر کھڑا ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد یہ سب ہوٹل میں داخل ہو گئے، شارق کے سلسلے میں سب ہی متجسس تھے چنانچہ غلام شاہ کے کمرے میں ایک بار پھر مجلس مشاورت کا آغاز ہو گیا۔ ایاز نے کہا۔

''شیخا ایک بات تو میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ شارق کی اس سرکس میں اس انداز میں موجودگی ہمارے لئے ناقابل یقین تو ضرور ہے لیکن بے مقصد نہیں۔'' غلام شاہ نے عجیب سی نگاہوں سے ایاز کو دیکھا اور بولا۔

''ہم سمجھت ناہیں ہوا کا مطلب رہے تو ہار۔''

جاری ہے......

''شیخا اس نے ہمیشہ ہمارے ہر مسئلے میں ہماری مدد کی ہے ہو سکتا ہے اس سرکس میں اس کا داخلہ بھی ایسے ہی کسی مقصد کے تحت ہو۔''

''ارے کا بات کرت ہے اے بڑا او ہمارا گلام تو نا رہے بھائی اس کی مرجی، نیا نگر ماں اس نے جو کچھ کرلیا او اس کی مرجی ہوگی، ہو سکت رہے کہ اب او ہم کا بھول ہی گیا ہو۔''

''مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے شیخا کہ آخر وہ اس سرکس میں داخل کیسے ہوا اور آپ نے یہ بھی دیکھا کہ وہ سرکس کا سب سے عظیم فنکار ہے میری ایک رائے ہے شیخا۔''

''کا رے اکبرا؟'' غلام شاہ نے کہا۔

''میں اس سے ملوں گا میں اس سے ملنا چاہتا ہوں شیخا مجھے اس کی اجازت دو، ایک بات کا مجھے بھروسہ ہے کہ وہ ہم سے انحراف نہیں کرے گا۔''

''اکبرا کوئی ایسا کام نہ کرنا بڑا جو میری اجاجت کے بگیر ہو سارا کام کھراب ہو جئی ہے ہمکا نا سارک سے کچھ لینا رہے اور نا کسو اور سے، تم لوگ میرے حکم کے بگیر ایک کدم آگے نہ بڑھاؤ گے سمجھت رہ سارے کے سارے۔''

''ہاں شیخا ٹھیک ہے، مگر شارق؟''

''جہنم ماں ڈالو، سارک اور سارے لوگوں کو ان حرام کھورن کو نہ دیکھا تم لوگاں نے جن کا نام پڈروا اور کاسٹر ہے۔''

''ہاں شیخا! ہم نے دیکھا۔''

''بس تو ای سمجھ لو کہ ہمار واسطہ ان سے ہے، تم میں سے کوئی جرورت سے آگے بڑھنے کی کوسس نا کرے تو ہم او کا کبھو معاف نا کری ہے اے ہماری جندگی اور موت کا سوال رہے۔''

''نہیں شیخا آپ اطمینان رکھیں ہم آپ کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کریں گے۔''

''اور اکبرا، تے اور کوئی بھی سارک کے پاس نا جئی ہے کسو کو نا چئی ہے کہ ہم ادھر رہیں، اب جے ہم کہیں، او ہوئی ہے کا سمجھت رہو تم لوگ۔''

دوسرے دن غلام شاہ ایاز کو ساتھ لے کر کہیں چلا گیا لیکن شارق ان سب کی گفتگو کا موضوع بنا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ ڈریم لینڈ سرکس میں جو کھیل تماشے دکھائے گئے تھے ان کے معیار پر بھی گفتگو ہو رہی تھی اور اس بات کا اعتراف کیا گیا تھا کہ وہاں بہت سے آئٹم بے حد شاندار تھے اور اس سرکس کی ترتیب بہت ہی خوبصورت تھی۔ اکبر شاہ سونیا سے ملا اور اس نے کہا۔

''سونیا، شارق کو دیکھ کر میری ذہنی کیفیت بہت عجیب ہو گئی ہے ذرا تم مجھے وہ الفاظ بتاؤ جو شارق نے تم سے کہے تھے۔''

''کون سے الفاظ اکبر بھیا۔''

''جب وہ تمہیں پہاڑوں سے نکال کر لایا تھا اور تم نے اس سے اس سرکس کا تذکرہ کیا تھا تو اس نے بتایا تھا کہ وہ مانچی کے سرکس میں خود بھی رہ چکا ہے۔''

''ہاں بھیا، اس نے کہا تھا کہ وہاں وہ چوکیدار کی حیثیت سے نوکری کرتا تھا۔''

''گویا اس نے اس سرکس سے واقفیت کا اظہار کیا تھا۔''

''ہاں!''

''تمہارا کیا اندازہ ہے سونیا، شارق کی اس سرکس میں دوبارہ موجودگی یا اس سرکس میں نظر آنا تمہارے نزدیک کیا حیثیت رکھتا ہے۔''

''بات دراصل یہ ہے بھیا کہ میں اب اس شخص کے بارے میں سوچنا ہی نہیں چاہتی۔''

''جذباتی نہ ہو بلکہ اس انداز میں سوچو کہ شارق اس بار بھی ہمارے کسی کام آ سکتا ہے۔''

''ہمارے لئے یہ ڈوب مرنے کا مقام ہوگا اگر بھیا، ہم ہر موقع پر اسی کا سہارا تلاش کریں، میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ اگر وہ ہم پر کوئی احسان کرنا بھی چاہے تو اس کے کسی احسان کو قبول نہ کیا جائے ہماری اپنی بھی غیرت ہے، ہم اس قدر بے غیرتی کا مظاہرہ کریں۔''

''یہ شینگا دراصل ہم لوگوں کو مفلوج کر کے رکھ دیتا ہے اپنے آپ کو ہمیشہ ذہین سمجھتا ہے اور ہمیں بیوقوف۔''

''اس کے باوجود بھیا یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اگر کوئی کام شینگا کی مرضی کے خلاف ہو گیا تو وہ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گا، اس کا خاص طور پر خیال رکھنا۔''

اکبر شاہ پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا تھا۔

''غلام شاہ تیاریاں کر رہا تھا پھر اس نے کہا۔'' بس اکبرا، ہوٹل چھوڑ دو، ہم نے دوسری جگہ ڈیرہ لگائی لئی ہے۔ کام سروع کر رہے ہیں اب ہم۔''

''ٹھیک ہے شینگا کہاں چلنا ہے۔'' اکبر شاہ نے پوچھا اور غلام شاہ مسکرانے لگا پھر بولا۔

''تو کا تو ہار اصلیت دکھائی ہے ہوا۔ تے بھی کیا یاد کری ہے۔'' غلام شاہ نے سچ کہا تھا جس جگہ وہ اور ایاز انہیں لے کر گئے تھے وہ آبادی سے دور ایک ویرانہ تھی درختوں کے جھنڈ لگے ہوئے تھے ان سے پرے پتھر اور چٹانی علاقہ شروع ہو جاتا تھا۔ درختوں کے جھنڈ کے پاس پھٹے پرانے بوسیدہ خیمے لگے ہوئے تھے۔ نئی رہائش گاہ انہیں بہت پسند آئی تھی یہاں بہت سا سامان انبار تھا، لمبے لمبے بانس ڈھول نگاڑے۔ غلام شاہ نے ہنس کر کہا۔

''چلو بٹیا سونیا سنوریا، چولا بدل لیو اپنا۔ او کات ماں آ جاؤ سارا اہتمام کر لئی ہے ہم۔'' ان لوگوں گھٹیا موٹے چھوٹے کپڑوں کے وہ لباس بخوشی پہنے جو خانہ بدوش قبیلوں کے لباس ہوا کرتے تھے۔ یہ چینج کتنا دلکش ہے شیرا۔'' سونیا نے کہا اکبر شاہ البتہ غلام شاہ کی اس کاوشوں پر غور کر رہا تھا۔

دوسرے دن غلام شاہ نے کہا۔

''چلو رے تیار ہو جاؤ دھندے پر جان کو۔'' اور پھر سب غلام شاہ کے ساتھ چل پڑے۔ غلام شاہ اپنے انہی مصنوعی پیروں پر چل رہا تھا۔ ڈریم لینڈ سرکس سے کچھ فاصلے پر انہیں پڑاؤ ڈالا اور لمبے لمبے بانس زمین پر کھڑے کر دیئے گئے۔ غلام شاہ ان لوگوں کو ان کا کام سمجھا رہا تھا تھوڑی دیر کے بعد وہ سب اپنا قدیم اور آبائی کام کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ غلام شاہ زمین پر پھسکڑا مار کر بیٹھ گیا تھا۔ کچھ دیر کے بعد بابو اور جھنگارا نے نگاڑوں پر لکڑیاں چلائیں اور زور زور سے انہیں بجانے لگے۔ اکبر شاہ اور سونیا لمبے لمبے بانسوں پر چڑھ گئے۔ ذرا سی دیر میں ان کے اطراف لوگوں کا جم غفیر لگ گیا تھا۔ غلام شاہ زمین پر بیٹھا انہیں کام کرتے دیکھ رہا تھا اس کی آنکھوں میں آتشیں چمک تھی چشم تصور سے وہ نہ جانے کیا کیا دیکھ رہا تھا نہ جانے اسے کیا کیا یاد آ رہا تھا۔ نگاڑے بجتے رہے اور حیران کر دینے والے کھیل جاری رہے پھر سرکس کی طرف سے ایک جیپ آتی نظر آئی اور کچھ دیر کے بعد یہاں آ کر رک گئی۔ جیپ میں پیڈرو، کاسٹر اور کچھ دوسرے لوگ موجود تھے۔ انہیں مجمع کے اندر داخل ہونے کا موقع تو نہیں ملا مگر وہ جیپ میں بیٹھے ہوئے بلندی پر ہونے والے کرتب دیکھ سکتے تھے پیڈرو نے کہا۔

''یہ کمبخت بہترین مہارت رکھتے ہیں، تمہیں کچھ یاد ہے کاسٹر۔''

''ہاں وہی مجھے یاد آ رہا ہے۔'' کاسٹر نے کہا۔

''یہ قبیلے ہوتے ہیں اور اسی طرح کھیل تماشے دکھا کر پیٹ پالتے ہیں۔''

''فقیر شاہ بھی تو ایسے ہی قبیلے کا آدمی ہے۔''

''ہاں بالکل، لڑکی تو دیکھو کتنی خوبصورت ہے۔''

''اتفاق سے میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔''

''آہ! اگر انہیں تھوڑی سی تربیت مل جائے تو قیامت ڈھا سکتے ہیں یہ لوگ۔''

''میرا خیال ہے ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔''

''میرا بھی یہی خیال ہے۔'' پیڈرو نے کہا اور اس کے بعد وہ یہ پورا تماشا دیکھتے رہے۔ تماشا ختم ہونے کے بعد غلام شاہ نے ایک برتن اٹھایا اور مجمع کے سامنے گھوم کر پیسے جمع کرنے لگا۔ اس کا پیالہ ریزگاری اور چھوٹے نوٹوں سے بھر گیا تھا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا جیپ کے پاس آ گیا۔ اس نے پیالہ آگے بڑھایا تو کاسٹر نے نوٹوں کی ایک بڑی گڈی پیالے میں ڈال دی غلام شاہ کے ہاتھ کانپنے لگے۔

''گریب سے مجاک کرت ہو گورے بابو، بعد میں پولیس سے پکڑ وائی دو گے۔''
''نہیں دوست، تم غریب نہیں، تمہیں شاید غریب رہنے کا شوق ہے۔'' پیڈرو نے کہا وہ عمدہ اردو بول رہا تھا۔
''مجھت نار ہے تو ہار بات مائی باپ۔''
''تمہارا تعلق کسی قبیلے سے ہے۔''
''مائی باپ نٹ رہیں ہم۔''
''تمہارے قبیلے کے کچھ اور لوگ بھی ہمارے پاس کام کرتے ہیں اور عیش سے زندگی گزارتے ہیں تم بھی اگر چاہو تو ہمارے پاس کام کر سکتے ہو۔''
''مگر سرکار ہم تو اے ہی کام کر سکتے ہیں جے تم نے دیکھا ہمار بال بچہ بھی رہیں اور کو تو کام نہ آت ہم کا؟''
''میں بھی اسی کام کی بات کر رہا ہوں، یہ جو کھیل دکھا رہے تھے تمہارے بچے ہیں؟''
''ہاں مائی باپ سب ہمار کنبہ رہے۔''
''کہاں رہتے ہو تم؟''
''سہر سے باہر ڈیرہ لگائے رہیں بابو جی گریب کھانہ بدوس ہیں ہم۔''
''پتا بتا دو ہمیں اپنا، تم سے ملیں گے۔'' پیڈرو نے کہا اور غلام شاہ اسے اپنا پتا سمجھانے لگا۔
''ٹھیک ہے کسی وقت آئیں گے تمہارے پاس۔ بلکہ یوں کرتے ہیں کل شام کو ملیں گے ہم تم سے۔ یہ نوٹ رکھ لو تمہارا انعام ہے۔'' پیڈرو نے کہا اور جیپ آگے بڑھا دی۔ غلام شاہ چمکتی آنکھوں سے اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے پیالے کی رقم اپنی جھولی میں ڈالی اور مسکراتا ہوا واپس پلٹ پڑا۔ مجمع منتشر ہو گیا تھا اور اکبر شاہ دوسروں کے ساتھ مل کر سارا سامان سمیٹ چکا تھا پھر وہ وہاں سے واپس چل پڑے اور لمبا سفر طے کر کے اپنے ڈیرے پر پہنچ گئے۔ درختوں کے جھنڈ خاموش کھڑے تھے چاروں طرف ہو کا عالم طاری تھا ڈیرے کے چراغ روشن ہو گئے تب ان سب نے ایک جیپ دیکھی جو ڈیرے پر آ کر رک گئی تھی۔ جیپ سے اترنے والا بھلا تھا۔ اس کے ساتھ ایک آدمی اور تھا غلام شاہ بھلا کو پہچان کر تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اسے گلے لگا لیا۔
''تے کیسے ادھر آ گیا بھائی بھلے، اِی پتا تو کا کیسے معلوم ہوئی ہے؟''
''آپ نے تو مجھے تلاش بھی نہ کیا شاہ صاحب۔''

''جے انعام تے ہمکا دئی رہے بیرا اس کے مجے لے کر تیرے پاس آ گئے ابھی ہمارا کام نا ہوئی رہے۔''

''یہ بات میں جانتا ہوں مگر آپ سے ملنے کو بہت جی چاہ رہا تھا اس لئے خود کو باز نہ رکھ سکا آج میں نے آپ کی بازیگری کے کمالات سرکس سے باہر دیکھے تھے میں بھی اس مجمع میں موجود تھا شاہ صاحب جو آپ کے کمالات دیکھ رہا تھا۔ میں نے پیڈرو اور کاسٹر کو آپ سے باتیں کرتے ہوئے بھی دیکھا تھا۔''

''ہارے، جنت ماں بڑا اکھوس ہو رہا ہوگا۔ ہماری جندگی بھر کی محنت کام آئی رہے۔''

''اب کیا ارادہ ہے شاہ صاحب۔''

''دانہ ڈال دیا ہے بیرا بس چڑیا بیٹھ جائے تب بات رہے۔''

''جو کچھ کریں احتیاط سے کریں شاہ صاحب، ایک دوست کی حیثیت سے یہ بات میں آپ سے کہہ رہا ہوں۔''

''تیری محبت ہے بھائی، بڑا کام کرا ہے تے نے ہمارے واسطے۔''

''ایک بات آپ کو اور بتانا چاہتا ہوں۔''

''کا رے۔''

''کا رے۔''

''ڈریم لینڈ سرکس میں، میں نے شارق کو بھی دیکھا ہے۔''

''ہاں بھائی اوئی سسر ہمارے دماگ کی چولیں ہلائی دے رہے ہم نے بھی دیکھا رہے اوکا۔''

''میں جان بوجھ کر اس سے نہیں ملا'' مگر بڑی عزت ہے اس کی سرکس میں اور بڑے حیرتناک مظاہرے کرتا ہے وہ۔''

''ٹھیک ہے بھائی بھلے ہم دوسروں کے معاملے ماں ٹانگ نہ آرائی ہے۔ بس اپنا کام کری ہے اور بات کھتم۔''

''میں دوبارہ آپ سے ملوں گا شاہ صاحب۔'' مگر ابھی آپ کو پریشان نہیں کروں گا سوائے اس کے کہ اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو ضرور بتایئے۔''

''ہوئی تے جرور بتائی ہے بیرا۔'' غلام شاہ نے کہا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس چلا گیا۔ چاروں طرف گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی دور سے گیدڑوں کے چیخنے کی آوازیں ابھر رہی تھیں ہو کا عالم طاری تھا، ایک خیمے میں شیرا اور سونیا خاموشی سے بیٹھی کچھ سوچ رہی تھیں۔ اس طرح کے خیموں میں رہنا ان کی زندگی کا نیا اور انوکھا تجربہ تھا۔ دونوں اس بارے میں کافی گفتگو کر چکی تھیں۔ بہت دیر کے بعد شیرا نے کہا۔

''نہ جانے شیتا اب کیا کرے گا۔''

''تمہیں نیند نہیں آ رہی۔'' سونیا بولی۔

''نہیں۔''

''آؤ پھر باہر ٹہلنے چلیں۔''

''چلو۔'' شیرا تیار ہوگئی۔ دونوں خیموں سے باہر نکل آئی تھیں۔ شیرا نے کہا۔ ''سونیا تم شارق سے نہیں ملوگی۔''

''نہیں شیرا، کیا فائدہ اس سے ملنے سے۔ وہ اپنے ذہن میں ہم سے سارے رابطے توڑ چکا ہے ایسا نہ ہوتا تو۔ تو چھوڑو شیرا، اس کے تذکرے سے میرا ذہن الجھ جاتا ہے ارے یہ آواز کیسی ہے اور روشنی، دیکھو شیرا، ادھر دیکھو کوئی ہے۔ اور وہاں کیا ہو رہا ہے شیرا۔'' شیرا نے بھی مدھم سی پھیلی روشنی دیکھ لی تھی اور اس روشنی کے سائے میں کوئی تحریک تھی۔''

''دیکھنا ضروری ہے۔'' سونیا نے کہا۔

''کسی کو جگالیں۔'' شیرا متاثر لہجے میں بولی۔

''کیا ضرورت ہے آؤ ہم خود دیکھیں۔'' سونیا نے خود اعتمادی سے کہا پھر گردن اٹھا اٹھا کر ادھر ادھر کا جائزہ لینے لگی وہ کوئی مناسب راستہ تلاش کر رہی تھی۔ دونوں ہی دلیر تھیں ورنہ اس بھیانک ماحول میں عام لڑکیاں تو باہر نکلنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ پھر سونیا ایک طرف اشارہ کر کے آگے بڑھ گئیں۔ درختوں کے ایک جھنڈ میں داخل ہو کر وہ دوسری طرف نکلیں پھر ایک لمبا چکر کاٹ کر اس جگہ پہنچ گئیں جہاں وہ روشنی بالکل قریب سے نظر آ رہی تھی۔ انہوں نے روشنی کے قریب غلام شاہ کو دیکھا تھا جو کدال ہاتھ میں لے کر گڑھا کھود رہا تھا۔ وہ پوری قوت سے کدال زمین پر مار رہا تھا۔ اچانک وہ رک گیا اور کسی چوکنے چیتے کی طرح سانس روک کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

''اسے، اسے ہماری موجودگی کا علم ہوگیا۔'' شیرا نے سرگوشی کی اور غلام شاہ نے جیسے یہ سرگوشی سن لی۔ دوسرے لمحے اس نے درختوں سے اس جھنڈ کی طرف زقند لگائی تھی۔

''ہم۔ ہم ہیں شیتا، ہم ہیں۔'' سونیا چیخ پڑی۔ غلام شاہ رک گیا پھر اس کی آواز ابھری۔

''اری حرام کھور۔ تم کا کر رہی ہو یہاں ارے تو ہار کا کہیں تم کا۔ اور بول نہ پڑتیں تو کدال کھوپڑیاں پھاڑ دیتی تمہاری کا کرو ہو تم دونوں یہاں۔''

''ایسے ہی ٹہلنے نکل آئے تھے شیتا۔''

''ارے ای ٹہلنے کا وکھت ہے باوریو، جاؤ یہاں سے ادھر بھگرے بھی ہوت رہیں۔''

''تم کیا کر رہے ہو شیتا۔'' سونیا نے پوچھا۔

''ہم۔ہم مایا ڈھونڈت رہیں بٹیا۔ بہت بڑا کھجانہ رہے یہاں اوہی نکالت رہیں جاؤ۔ بھاگ جاؤ ہمارا کام مت کھراب کرو۔ ارے ستت نا ہو کا۔''

غلام شاہ نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور دونوں وہاں سے واپس چل پڑیں۔ انہوں نے پلٹ کر دیکھا تو غلام شاہ اپنے کام میں مصروف ہو چکا تھا۔

''نہ جانے کیا کر رہا ہے شیتا۔'' شیرا نے کہا۔

''اس کی کوئی بات سمجھ میں آتی ہے کبھی جواب آئے گی۔'' سونیا نے گہرے سانس لے کر کہا پھر دونوں خیمے میں داخل ہو گئی تھیں۔

❁❁❁

دوسرا دن غلام شاہ نے اسی ویرانے میں گزارا تھا۔ اکبر شاہ وغیرہ سے اس نے کہا تھا کہ شکار تلاش کریں۔ کوئی زمینی جانور تو نہ مل سکا تھا البتہ پرندے مل گئے تھے، غلام شاہ بہت خوش نظر آ رہا تھا پھر جوں جوں شام ہوتی گئی غلام شاہ کچھ مضطرب نظر آنے لگا اس وقت جھٹپٹا سا چھا رہا تھا جب دور سے ایک جیپ نظر آئی۔ غلام شاہ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا تھا۔ اکبر شاہ وغیرہ اس جیپ کو دیکھنے لگے۔ غلام شاہ بولا۔

''دیکھو بیرا۔ ایک بات کہیں تم سب سے۔ جے کچھ ہوگا کھاموسی سے دیکھنا اور گڑھا کھودے رہیں ہم۔ اگر ان دونوں سسروں کے ہاتھوں مر جائیں ہم تو اس ماں ہمیں دبا دینا گلام سا تمہیں اپنی کسم دیوے ہے تم لوگوں نے کسی بات کا ماں دکھل دیے رہے ہم مرنے کے بعد بھی تم کا ما پھ نہ کریں گے ہاں۔''

وہ سب سنسنی خیز نظروں سے غلام شاہ کو دیکھنے لگے۔ جیپ اس طرف بڑھ رہی تھی۔

غلام شاہ نے اکبر شاہ سے کہا۔ ''ای لوگ آئے رہیں اکبر سا، تے ان کو عجت سے بٹھائی ہے ہم جرا تیار ہو کر آئے رہیں۔'' غلام شاہ اپنے خیمے میں گھس گیا، جیپ بالکل قریب آ گئی تھی۔ اس میں صرف پیڈرو اور کاسٹر تھے۔ اکبر شاہ نے ان کا استقبال کیا۔

''غلام شاہ صاحب......؟'' پیڈرو نے کہا اور اکبر شاہ گردن خم کر کے بولا۔

''آپ کا انتظار کر رہے تھے ابھی آتے ہیں آپ تشریف رکھئے۔'' اکبر شاہ نے قدیم طرز کے دو اسٹول رکھے اور پیڈرو کاسٹر کے ساتھ نیچے اتر آیا۔ پھر وہ دونوں اسٹول پر بیٹھ گئے۔ کاسٹر نے کہا۔

''تم غلام شاہ کے بیٹے ہو......؟''

''جی صاحب، وہ ہمارا چاچا ہے۔''

''ہمارا سرکس دیکھا تم نے......؟''

''نہیں صاحب......''

''اوہ! ضرور دیکھو، بلکہ آج رات تم سب ہمارا سرکس دیکھو ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ وہاں تمہارے جیسے سینکڑوں فنکار ہیں، ایک سے ایک شاندار فنکار وہ عیش کرتے ہیں دنیا بھر کی سیر کرتے ہیں۔ عمدہ لباس پہنتے ہیں۔ اگر وہ تمہیں پسند آئیں تو تم ان جیسی زندگی حاصل کر سکتے ہو۔ میں نے غلام شاہ سے بات کی ہے، میں تم سب کو سرکس میں نوکری دینے کے لئے تیار ہوں۔''

سونیا، سانولی، ایاز اور دوسرے تمام لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ وہ لاکھ کوشش کر رہے تھے کہ ان کے چہرے معتدل رہیں لیکن ان کے رگ و پے میں سنسنی دوڑ رہی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ یہ لمحات بڑے ہیجان خیز ہیں شیفانے پوری زندگی اس وقت کا انتظار کیا ہے۔ یہ وقت بہت اہم ہے۔ پھر غلام شاہ خیمے سے باہر نکلا۔ اس نے قدیم شہنشاہوں کا سا لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کے بال سنورے ہوئے تھے اس نے آنکھوں میں کاجل لگایا تھا۔ اس کے بدن سے خوشبو کی لپٹیں اٹھ رہی تھیں۔ لکڑی کے پیروں سے وہ بڑے پروقار چال چل رہا تھا۔ کسی نے کبھی اسے اس رنگ میں نہیں دیکھا تھا۔ نہ جانے کب اس نے یہ لباس تیار کرایا تھا۔ نہ جانے کہاں محفوظ کیا تھا اس نے یہ لباس۔ پیڈ رو اور کاسٹر نے اسے مسکراتی نظروں سے دیکھا پھر پیڈ رو نے کہا۔

''گڈ، غلام شاہ، بہت عمدہ لباس پہنا ہے تم نے، یوں لگتا ہے جیسے تم نے خود کو ڈریم لینڈ سرکس کے لئے پہلے سے تیار کر رکھا تھا۔''

''آئی گئے گورے صابو۔ ارے کا دیکھت رہو بالکو، مائی باپ آئے رہے چاہناؤ کچھ کھدمت کرو بہت بڑے لوگ رہیں بڑا انتجاری کری رہے ہم ان کا۔ سونی بٹیا، بڑھیا سی چاہنا...... اپنے ہاتھ سے۔''

یہ تکلف رہنے دو غلام شاہ، میں نے تمہارے ساتھیوں کو سرکس میں رات کے کھانے پر دعوت دی ہے۔'' پیڈ رو نے کہا۔

''ہم کھیلے کے لوگ ہیں گورا صاب، کچھو ریت رواج ہوویں ہیں ہمارے۔ چاجرور پینی ہوگی تم کا۔''

''ٹھیک ہے، تم ضد کرتے ہو تو پلا دو۔ ابھی ہمارے پاس کافی وقت ہے۔'' پیڈ رو نے کہا پھر بولا۔ ''غلام شاہ کل ہم نے تمہیں میرا مطلب ہے تمہارے ان بچوں کو بازیگری کے تماشے دکھاتے ہوئے دیکھا۔ تم سب بہت بڑے فنکار ہو مگر تمہاری قدر نہیں ہے۔ زندگی کی بازی لگانے کے باوجود تمہیں بھیک مانگنا پڑتی ہے۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ تم سب کو اپنے سرکس میں نوکری دیں۔ تمہارے ساتھ زیادہ لوگ بھی نہیں ہیں، تم اگر چاہو تو ہمارا ساتھ اختیار کر لو، ہر آسائش ملے گی تمہیں بہترین تنخواہ اس کے علاوہ، ملک ملک کی سیر بھی ہوگی۔ ہم اسی سلسلے میں تم سے بات کرنے آئے ہیں۔''

''چاپیو گورے بابو، ساری باتیں بعد ماں ہو جئیں ہیں۔ پر تم دوئی آئے رہو اور اکا ساتھ نہ لائی ہے......؟''

''تم سے بات کرنی تھی، اس لئے بس ہم دونوں آ گئے۔''

''چلو ٹھیک رہے، کام بھی دوئی کا رہے۔ ارے سونی بٹیا چا لائی رہے کا نا......؟''

''ابھی لائی شیخا، تیار ہوگئی ہے۔''

''ان لوگوں کے برتن گندے ہوں گے پیڈرو، کیا تم ان گندے برتنوں میں چائے پی سکو گے......؟'' کاسٹر نے انگریزی میں کہا۔

''انہیں خوش کرنا ضروری ہے، برداشت کرلو مگر تم اس کا لباس دیکھ رہے ہو سونے کے تاروں سے بنا ہوا ہے اور اس پر جڑے ہوئے پتھر بے حد قیمتی ہیں۔'' پیڈرو نے جواب دیا۔

اتنی دیر میں سونیا چائے لے آئی اور غلام شاہ نے خود اپنے ہاتھ سے انہیں چائے پیش کی برتن صاف ستھرے اور چائے بہترین تھی۔ دونوں نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

''تمہیں یقینی طور پر ہمارے جیسے قدر دانوں کی ضرورت تھی غلام شاہ اب دیکھنا تمہاری زندگی بدل جائے گی ہم تمہیں تمہارا اصل مقام دیں گے۔''

''ہاں گورے صاب ای ہی لگت رہے ساری جندگی تو ہار انتجار کرنے کے علاوہ اور کچھ نا کری ہے۔'' غلام شاہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ پیڈرو اور کاسٹر خاموشی سے چائے پیتے رہے پھر کاسٹر نے کہا۔

''تم لوگوں کے قبیلے تو بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں غلام شاہ، کیا تمہارے قبیلے کے باقی لوگ کہیں اور ڈیرے لگائے ہوئے ہیں۔''

''پتہ نہ رہے گورے صاحب کون سسر کہاں ڈیرے جمائے رہے برسوں ہوگئے ڈار سے بچھڑے ہوئے۔ بس اب تو تھوڑے سے بچے ساتھ رہیں۔''

''ان سب سے ہمارا تعارف کراؤ۔''

''جرور کرائی ہے، ای ستور یار ہے، ای ایاج رہے اور ای گلاب۔'' غلام شاہ نے سب کے نام بتائے پھر بولا۔ ''اور ای اکبر ساہے اور ای ہماری بٹیا سونی۔''

''تمہارے بھتیجے ہیں یہ۔''

''ہاں گورے صاحب، ہمارے بڑے کے بچے ہیں دوئی۔ ہماری کہانی سنو گے گورے صاحب؟''

''جلدی کیا ہے، اب تو تم ہمارے ساتھ ہی رہو گے۔ سن لیں گے تمہاری کہانی میرا تو خیال ہے کہ آج ہی سے ہمارے سرکس میں منتقل ہو جاؤ، سب کچھ تمہاری مرضی کے مطابق ہو جائے گا۔''

''مولا کا کرم ہے صاحب۔ اس نے سب کچھ ہماری مرجی سے ہی کر دیا۔ پر گورے صاب ہمار کہانی جرور سن لو۔'' غلام شاہ نے کہا اور دونوں ہنسنے لگے پھر کاسٹر نے کہا۔

''چلو ٹھیک ہے بتاؤ اپنے بارے میں، تم بہت دلچسپ آدمی معلوم ہوتے ہو۔''

سوتو آپ بھی ہو گورے صاب آپ یہاں کی جبان بڑی بڑھیا بولت رہو ای جبان آپ نے کیسی سیکھی رہے۔''

''ہم تمارے وطن میں پہلے بھی آئے ہیں، تمہارے وطن بلکہ یوں سمجھ لو تمہارے ہی جیسے ایک قبیلے کے لوگ ہمارے سرکس میں بھی کام کرتے ہیں اس کے علاوہ چونکہ ہمارا کام ملکوں ملکوں گھومنا ہے اس لئے ہم نے بہت سے ملکوں کی زبان سیکھی ہے۔''

''ٹھیک رہے گورے صاحب، بات ہمار سمجھ میں آ گئی۔ پر ای بتاؤ کا تم نے کسی اور ملک کے لوگوں سے محبت بھی کری رہے؟''

''سمجھے نہیں غلام شاہ......؟'' کاسٹر نے کہا۔

''ارے کا سمجھات رہے بھائی ٹھہرو بتات ہیں ہم تو کا، دیکھو رے بھائی گورے ہم بڑی لمبی جندگی گجار دے رہیں، کچھ کام تھے ہماری جندگی ماں۔ بڑی پرانی بات رہے ہمارے لئے پرانی نا رہے۔ ہاں بھائی ہم اپنی دونوں ٹنگڑیاں کھوئی بیٹھے رہیں اس وکھت، ارے ہاں انسان کے پنڈے سے کچھ کم ہو جائے تو کا او بھول سکت ہے اور پھر ہماری ٹنگڑیاں ہی نا ہمار تو دل کا آدھا حصہ بھی کاٹ کرلئی جات رہیں۔ اوئی سسرے ابھی بتات ہیں تم کا......'' غلام شاہ نے اپنے لباس کو نیچے سے ہٹایا اور پھر اپنی ٹانگوں میں بندھے ہوئے وہ دونوں مصنوعی پاؤں کھولنے لگا جن کے ذریعے وہ اب تک چلتا پھرتا رہا تھا اور جس پر خود اس کے اپنے آدمی بھی حیران تھے کیونکہ جو دیکھا تو اس کی چال میں انہیں ذرہ بھر لغزش نہیں آئی تھی۔ پیڈرو اور کاسٹر خود حیران نگاہوں سے اس کے مصنوعی پاؤں دیکھ رہے تھے اور جب دونوں پاؤں اس کے جسم سے علیحدہ ہو گئے تو ان کی آنکھیں متحیرانہ انداز میں پھیل گئیں۔ پیڈرو نے بے اختیار کہا۔

''اوہ مائی گاڈ تمہارے دونوں پاؤں مصنوعی ہیں اور تم تم اس طرح چلتے پھرتے رہے ہو کہ ہمیں ذرا برابر شبہ نہیں ہو سکا۔''

''غلام شاہ جس قبیلے سے تعلق رکھتا ہے، اس میں یہ کوئی انوکھی بات نہیں واقعی غلام شاہ تم نے ہمیں حیران کر کے رکھ دیا۔'' کاسٹر نے کہا۔

''بہت پہلے دوئی حرام کھور ہمکا بھی حیران کر کے رکھ دئی رہے۔'' غلام شاہ نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہاری ٹانگوں کو کیا حادثہ پیش آیا تھا......؟'' کاسٹر نے پوچھا۔

''ارے اوئی تو بتات ہیں بھائی رے، میلہ لگا تھا ایک جگہ، کھیلہ گیا تھا میلے ماں روجی کمانے ہمارے بڑے بھائی حکیم سا بھی ہمار ساتھ رہے تھا اور ادھر ایک سرکس آئی رہے پارسی سیٹھ مانجی کا، سرکس ماں بہت سے لوگ کام کرت رہیں، ہم اور ہمارت بڑا بھی ادھر اپنا پیٹ پالن کے واسطے کام دکھائی رہے تب مانجی نے ہمکا دیکھا اور بولا ''ارے بھائی گلاموں کا ہمار سرکس ماں کام کری ہے تھے۔'' تو ہم بولا مائی باپ ہمار پیٹ بھر جئی ہے تو

اور کا چائی ہے ہمکا۔ تے اوئی بولا۔ ''تے ہمار سرکس ماں آ کے ہمار سرکس دیکھو۔'' سو ہم دیکھا۔ بھائی ہمار بڑا بھائی بھی ہمار ساتھ رہے پھر ادھر دوئی حرام کھور کتیا کے پلے ہم سے جل گئے اور انہوں نے جلم ڈھائی دے رہے ہم پر، ہمار بڑے کو کھتم کر دئی ہے ہمار ڈیرہ ماں آگ لگا دئی ہے اور ہمار دوئی پاؤں کاٹ دئی ہے۔ ارے حرام کھور کتیار کے پلو تے ہمار دسمن کا ہے بن گئے رے بھائی۔ کا ہے ہمار گھر بار اجاڑ دئی رہے۔ حکیم سا مر گیا ہم اسپتال میں جا پڑی رہے۔ پھر جب وہاں سے آئی ہے تے ہمار بھو جائی بھی چلی گئی۔ دوئی بچہ چھوڑ گئی ہمار پاس۔ سونیا اور اکبرا۔ لوگ ہم سے کہت ارے پیالہ اٹھالے رے گلا مو بھیک مانگے بگیر تو ان بچوں کو کیسے پالے گا۔ تے ہمار آنکھوں ماں کھون اتر آئی ہے گورے صاحب، ہم کبھی ہم بھیک نہ مانگت رہیں بھائی، ہم تو ٹھیک رہیں، ارے اوئی اکبرا حرام کھور، لا چھلا لا جرا۔'' غلام شاہ نے اکبر شاہ کی طرف دیکھ کر کہا اور اکبر شاہ اچھل پڑا۔ سانولی جلدی سے خیمے میں گئی اور لوہے کے دو بڑے بڑے حلقے اٹھا لائی جن کے ذریعے کبھی غلام شاہ نے اپنی زندگی کا عظیم ترین کارنامہ دکھایا تھا اور جواب بھی ساتھ لایا تھا۔ غلام شاہ کے چہرے پر گہری سرخی چھائی ہوئی تھی اور پیڈرو اور کاسٹر کی آنکھیں دہشت سے سکڑ گئی تھیں۔ بھلا ماضی کا وہ اہم واقعہ وہ کبھی بھول سکتے تھے جو کہانی غلام شاہ انہیں سنا رہا تھا وہ ان کی ہی کہانی تھی اور ان کی رگوں میں خون جمنے لگا تھا، ریڑھ کی ہڈی میں سرد سرد لہریں اٹھ رہی تھیں، غلام شاہ کی غراہٹ ابھری۔

''اوئی سسر ہمکا بولے رہیں کہ ہم بھیک مانگیں کا ہے بھائی، کا ہے بھیک مانگیں، ارے ہمارے لنگڑیاں ہی تو کٹ گئیں ناں ہمت تو نا ٹوٹی۔ ای تو دیکھو گورے صاحب ہم کا کری ہے ارے اچھالو چھلا۔'' غلام شاہ نے کہا۔ لوہے کا ایک حلقہ فضا میں بلند ہوا اور غلام شاہ نے اپنے کٹے ہوئے پیروں کی مدد سے چھلانگ لگائی وہ اس حلقے سے با آسانی نکل گیا تھا اور اسی دوران دوسرا حلقہ، دوسرے زاویے سے اچھالا گیا تھا۔ غلام شاہ پہلے حلقے سے نکلا، اسے اصولی طور پر زمین پر آنا چاہئے تھا لیکن اس کے بدن نے پلٹی کھائی اور اس کا رخ دوسرے حلقے کی جانب ہو گیا، وہ اس دوسرے حلقے سے گزرا تو تیسرا حلقہ تیسرے زاویئے سے اچھالا گیا تھا اور غلام شاہ مسلسل ان حلقوں سے گزرتا رہا وہ فضا میں گویا پرواز کر رہا تھا۔ اس کا بھاری، بھدا اور معذور جسم زمین تک آ ہی نہیں رہا تھا بلکہ فضا ہی میں اچھل اچھل کر وہ ان حلقوں سے گزر رہا تھا۔ اس موقع پر اگر شارق ہوتا جسے اس بات پر ناز تھا کہ وہ لنگور کی طرح درمیان ہی سے پلٹنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو غلام شاہ کے اس کارنامے کو دیکھ کر شرمندہ ہو جاتا۔ پیڈرو اور کاسٹر چونکہ سرکس سے متعلق تھے اور فن کو جانتے تھے چنانچہ انتہائی دہشت اور خوف کے باوجود وہ اس کارنامے کو دیکھ کر ششدر رہ گئے تھے۔ غلام شاہ بے شمار حلقوں سے گزرتا رہا اور یہ ناقابل یقین بات تھی کیونکہ کوئی نہ کوئی سہارا لینا ضروری ہوتا ہے، صرف جسمانی قوت پر فضا میں زاویئے تبدیل کر لینا کوئی انسانی کام نہیں معلوم ہوتا تھا۔ بہت سے حلقوں سے گزرنے کے بعد وہ زمین پر گرا اور مینڈک کی طرح پیروں اور ہاتھوں کے بل جھک گیا۔ اس نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

''دیکھارے گورے صاب اب تے بتا ہم بھیک کا ہے مانگت رہیں بھائی۔ ہمار بھتیجوا ور بھتیجی کا سوچت جوان ہو کے، کہ چاچا نے ان کا بھیک کھلائی، ہم نے محنت کی رے گورے صاب اور ان کا خوب بڑھیا پروان چڑھائی ہے۔گورے صاحب جینے کے لئے ہم نے مولا کی کسم کھائی اور بڑے سے کہا کہ بڑے ہم اس لئے جیت رہیں کہ تو ہار بچہ کو پروان چڑھئی ہے اور تو ہار موت کا بدلہ لینی ہے۔ہاں رے گورے صاب ہماری جندگی بس اسی لئے تو باقی رہے اور کچھ نا ہے ہماری جندگی ماں کا سمجھے تم لوگ......'' کاسٹر اور پیڈرو کے حلق سے آواز نہیں نکل پارہی تھی۔واقعہ چونکہ بہت پرانا تھا اور وہ اسے بھول چکے تھے، بڑی تبدیلیاں آئی تھیں اس دوران کبھی اس سمت کا رخ ہی نہیں کیا تھا لیکن اب غلام شاہ کو دیکھ کر انہیں سب کچھ یاد آ گیا تھا یہ خدوخال اجنبی نہیں تھے ان کے لئے کچھ مٹے مٹے سے نقوش ان کی آنکھوں میں سمائے ہوئے تھے اور اس وقت ان کا دل وحشت سے کانپ رہا تھا۔ یہ خوف انہیں سہار رہا تھا کہ کیا غلام شاہ انہیں پہچان چکا ہے۔''غلام شاہ کی آواز ابھری۔

''ای رہے ہمار کہانی گورے صاب اب رہے ہمار جندگی آؤ تم کا دکھتی ہے کہ ہمار آگے کا ارادہ کا رہے آؤ رے ہمار پیچھے پیچھے آئی جاؤ۔'' غلام شاہ ایک سمت بڑھا اور پھر رک کر انہیں دیکھنے لگا۔اس کی خونخوار آنکھوں میں ایک عجیب سی مقناطیسی قوت نظر آرہی تھی حالانکہ پیڈرو اور کاسٹر کے قدم من من بھر کے ہو گئے تھے اور ان سے آگے نہیں بڑھا جا رہا تھا لیکن جب غلام شاہ کی غراہٹ ابھری تو ان کے پاؤں خود بخود آگے بڑھنے لگے۔غلام شاہ پھر آگے بڑھ گیا تھا، پیڈرو اور کاسٹر مشینی انداز میں اس کے پیچھے چلتے ہوئے اس جگہ تک پہنچ گئے جہاں غلام شاہ نے رات بھر محنت کر کے ایک گڑھا کھودا تھا۔دوسری طرف سونیا، اکبر شاہ اور وہ تمام لوگ بھی جو اس وقت وہاں موجود تھے آگے بڑھ آئے تھے۔غلام شاہ نے پتھر کا ایک ٹکڑا اٹھایا اور پھر ایک وسیع وعریض دائرہ اس گڑھے کے گرد کھینچ دیا۔پیڈرو اور کاسٹر اس دائرے میں تھے جب کہ غلام شاہ نے دوسرے لوگوں کو اس لکیر سے باہر کھڑے ہونے کے لئے کہا تھا۔پھر اس نے پیڈرو اور کاسٹر سے کہا۔

''ای دیکھو، ای گڑھا کھودے رہیں ہم ان حرام خوروں کے لئے جنہوں نے ہمار بڑے کو ہم سے چھین لیا اور ہمار ٹنگڑیاں کاٹ دئی رہیں۔'' بمشکل تمام پیڈرو کے منہ سے نکلا۔

''وہ کون تھے غلام شاہ، کون تھے وہ......؟''

''ارے حرام خور وہ کتے تھی گوری چمڑی والے، ارے تم ان کا نام جانت رہو کا حرام خور تم تم، تمہار علاوہ اور کون رہیں وہ یاد نا رہے تم کا، او جلم...... جو تم ہمار کبیلے والن پر کیا، آگ لگا دئی حرام خور تم نے، ارے نا چھوڑیں گے تم کا مالو کسم نا چھوڑیں گے، جندگی بھر ہم نے کسو کو نکسان نہ پہنچئی ہے پر تمہارے لئے، تمہارے لئے ہم نے اپنا دل کال کر لئی ہے ارے جان کہاں ہو سسرو۔اس لکیر سے نکل بھاگے تو چھوڑ دئی ہے ہم تم کا، ہار مان لئی

ہے اپنی ناجات سکت تم اس لکیر کے دوسری طرف، جندگی بھر ہم نے تمہارے اس لکیر ماں آنے کا انتجار کری ہے۔'' پیڈ رو اور کاسٹر بھاگنے کے لئے پرتول رہے تھے لیکن غلام شاہ اپنی اسی پوزیشن میں آ گیا تھا جس پوزیشن میں وہ بے حد خونخوار ہو جایا کرتا تھا۔ پیڈ رو نے پلٹ کر بھاگنے کی کوشش کی تو دفعتاً ہی غلام شاہ فضا میں اچھلا اور اس کا کٹا ہوا پاؤں پیڈ رو کی کمر پر پڑا، پیڈ رو زمین سے تین فٹ اونچا اچھل کر اوندھے منہ نیچے آ گرا تھا۔ تب غلام شاہ نے پلٹ کر کاسٹر کی گردن پکڑی اور اس کا ایک ہاتھ اسے بھی پیڈ رو کے برابر لے آیا تھا۔

''اس لکیر سے باہر تمہاری جندگی ہے اور اندر موت، ہم تو لنگڑے ہیں اور تم اب بھی جوان ہو، حرام کھوری کرت رہو، جندگی بھر، ہمکا مار کے اس گڑھے ماں دبائی دو، ہمار کونوں آدمی تمکا ناہیں روکے گا، ارے سنو رے تمام سسروا، اگر ای گوری چڑیا وارے ہمکا جان سے مار دیں تو تم نا بولو گے تمہیں گلام ساہ کی قسم، چلو رے اب تو تمہاری بھی تسلی ہوئی گوئی ہوگی، چلو مارو ہمکا نا تو پھر مر جاؤ ہماری ہاتھ سے۔''

''سنو غلام شاہ بات سنو شاید تم سچ کہہ رہے ہو، ہم سے غلطی ہوئی تھی ہم نے، ہم نے، وہ سب کچھ، وہ سب کچھ دیوانگی کے عالم میں کر ڈالا تھا، ہم...... مگر گلام شاہ ہم اس کا کفارہ ادا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم ہم، ہم تمہیں، ہم تمہیں اپنے سرکس میں برابر کا حصہ دار بنا لیں گے۔ ہمیں معاف کر دو، بس ایک بار ہمیں معاف کر دو غلام شاہ، بات بہت پرانی ہو گئی غلطی ہو گئی تھی ہم سے......'' وہ دونوں گڑگڑانے لگے۔

''جرور بھائی ہم تم کا جرور معاف کر دئی ہے، ہماری تم سے کوئی لڑائی نا رے بیرا، ہمارا بڑا ہمکا واپس کر دیو اور بھاگ جاؤ یہاں سے کا کہت رہیں...... ایں......؟''

''یہ یہ ممکن نہیں ہو سکتا تھا غلام شاہ، اگر ممکن ہو سکتا تو ہم ایسا بھی کر دیتے۔'' پیڈ رو نے کہا۔

''ای ناممکن ہو سکت تو پھر تمہارا جینا جروری ہے کا۔ ہمارا بڑا نا رہا تو تم بھی نا رہو گے حرام کھور چالاکی سے سارے کام کرت رہو تم چلو اب وکھت مت برباد کرو۔ آ و لڑو ہم سے نا تو پھر کھود اس گڑھے میں اتر جاؤ۔'' غلام شاہ نے کہا اور پیڈ رو اور کاسٹر ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگے، غلام شاہ نے انہیں اس طرح گھیرا ہوا تھا کہ وہ بھاگنے کی جگہ نہیں پا رہے تھے لیکن پھر انہوں نے پوری چالاکی اور مہارت سے دو مختلف سمتوں میں چھلانگیں لگائیں۔ ان کا خیال تھا کہ غلام شاہ ان میں سے ایک کو روکے گا اور دوسرا یقیناً نکل جانے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن بے وقوف تھے۔ یہ بھول گئے تھے کہ لوہے کے حلقوں کو دکھایا جانے والا کھیل بالکل ایسا ہی تھا جیسا وہ سوچ رہے تھے۔ ایک حلقہ ایک سمت آتا تو دوسرا دوسری سمت لیکن غلام شاہ کو دونوں ہی حلقوں سے گزرنا ہوتا تھا۔ چنانچہ جونہی انہوں نے اپنی اس حرکت پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا، غلام شاہ فضا میں اچھلا اس کی ایک لات ان میں سے ایک کے منہ پر پڑی اور وہیں سے پلٹ کر اس نے دوسرے کی گردن میں اپنے کٹے ہوئے پیروں کی قینچی ڈال لی اور پھر الٹا زمین پر آیا اور جب

اس کے ہاتھ زمین پر ٹکے تو اس نے اپنے پیروں کی مدد سے دوسری کو اچھل کر پھر نیچے زمین پر دے مارا مین پر گرنے والا کاسٹر تھا۔ اس کے منہ سے دلدوز چیخ نکلی تھی لیکن وہ اپنی چوٹ کا خیال کیے بغیر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

پیڈرو اور کاسٹر زندگی کی بازی لگا کر اس دائرے سے نکل جانے کی کوشش میں سرگرداں تھے اور غلام شاہ ان کے جسموں پر اپنے کٹے ہوئے پیروں اور ہاتھوں سے ایسی ضربیں لگا رہا تھا کہ ان کے اعضاء ناکارہ ہوتے جا رہے تھے۔ ان کے جسم کے مختلف حصوں سے خون بہنے لگا تھا۔ چہرہ مسخ ہو کر رہ گیا تھا اور غلام شاہ برق بنا ہوا تھا۔ وہ بجلی کی طرح کوندرہا تھا حالانکہ پیڈرو اور کاسٹر بھی اچھے خاصے تومند تھے لیکن غلام شاہ ان پر اسی طرح چھایا ہوا تھا کہ ان کی ایک نہ چل پا رہی تھی۔ پھر ایک موقع پر غلام شاہ نے ان دونوں کی گردنوں میں اپنے بازو ڈال دیئے اور اس طرح زمین سے اچھل کر نیچے گرا کہ دونوں کے چہرے زمین سے ٹکرائے ان کے چہرے لہولہان ہو گئے تھے اور ان کے حلق سے دلخراش چیخیں نکل رہی تھیں۔ غلام شاہ نے پھر اپنے آپ کو سنبھالا اور دونوں کے بال پکڑ کر ان کے سر آپس میں ٹکرا دیئے۔ دونوں ہی چکرا کر رہ گئے تھے۔ ان کے پاؤں بے جان ہو گئے تھے وہ خود کو گرنے سے بچانے کے لئے ایک دوسرے سے چمٹ گئے اور غلام شاہ انہیں دیکھتا رہا۔ سونیا اکبر شاہ اور دوسرے لوگ ساکت کھڑے ہوئے تھے۔ غلام شاہ اس وقت بہت بے رحم ہو گیا تھا اس کے چہرے پر بھوکے بھیڑیئے کی سی کیفیت نظر آ رہی تھی حالانکہ وہ کسی چیونٹے کے نیچے دب جانے سے بھی افسردہ ہو جاتا تھا مگر اس وقت اس کی آنکھوں میں وحشت کے سوا کچھ نہیں تھا۔ پیڈرو اور کاسٹر خون میں ڈوبے ہوئے تھے غلام شاہ نے کہا۔

''کلہاڑی اٹھا لا اکبرا۔'' اکبر شاہ مشینی انداز میں خیمے کی طرف بڑھ گیا تھا مگر اب کاسٹر اور پیڈرو نے رونا شروع کر دیا۔

''ایک بار معاف کر دو غلام شاہ ایک بار معاف کر دو...... ہماری زندگی بخش دو۔''

''نا بیرا، نا ہو سکت ایسا، نا کر سکت ہم ایسا، ارے سارے ارمان کھاک ماں ملائی دے تم لوگوں نے ہمار۔ ماں جیسی بھوجائی مر گئی تو ہاری وجہ سے باپ جیسا بڑا چھن گیا ہم سے۔ ساری جندگی گھر گئی رے تڑپتے ہوئے نا کر سکت ہم ایسا۔ کبھو نا کر سکت رے۔'' غلام شاہ نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ ''بڑے کے کھون سے گداری نا کر سکت۔'' اتنی دیر میں اکبر شاہ کلہاڑی لے آیا تھا۔ غلام شاہ نے کلہاڑی ہاتھ میں اٹھائی اسے تولا اور پھر ایک طرف پھینک دیا۔

''ما پھ کر دئی ہم تو کا کسٹروا، تو ہار ٹنگو یاں کاٹ رہے تھے ہم اس لئے کہ ہمار ٹنگو یاں کاٹی تھیں تم دوئی نے۔ پر ہم اپنا بدلہ نا لئی رہے مولا کی اے مرجی رہے۔''

سب چونک پڑے، پیڈرو اور کاسٹر کے چہروں پر زندگی آ گئی۔ انہوں نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔ ''ہم تمہیں اپنے سرکس کا پارٹنر بنا لیں گے ان سب کے زندگی بنا دیں گے۔''

''ارے سسر جندہ رہے گے تو ایسا کرو گے نا۔ اپنا بدلہ نا لے رہے ہم پر بڑے کا کھون تو نا ما پھ کری رہے۔ مرنا تو تمہیں ہے حرام کھورو...... چلو اب مر

جاؤ۔'' غلام شاہ پھر اچھلا اور اس نے ایک بار پھر دونوں کی گردنوں میں ہاتھ ڈال دیئے۔ اس بار اس کا انداز مختلف تھا۔ وہ اپنے کٹے ہوئے پیروں کی وجہ سے ان کے جسموں سے لٹک گیا تھا مگر وہ اس کا بوجھ نہ سنبھال سکے اور زمین پر گر پڑے۔ غلام شاہ کی گرفت اتنی شدید تھی کہ ان کی زبانیں باہر لٹک گئیں۔ آنکھیں حلقوں سے ابل پڑیں۔ انہوں نے اپنے کمزور ہاتھوں سے اپنے آپ کو غلام شاہ کی گرفت سے بچانے کی جدوجہد کی لیکن انہیں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ غلام شاہ ان کے زمین پر آگرنے والے جسموں سے چمٹا ہوا تھا اور اس وقت تک وہ ان سے چمٹا رہا جب تک ان کے بدن پھڑ پھڑا کر ساکت نہ ہو گئے۔ وہ دونوں تڑپ تڑپ کر مر گئے تھے اور ان کے بھیانک چہرے زبان حال سے اپنی برائیوں کی کہانی سنا رہے تھے۔ نٹ قبیلے کا ایک ناتواں جو بانسوں پر کرتب دکھا کر پیٹ پالتا تھا ان کی وجہ سے ایک وحشی درندہ بنا تھا ورنہ اس کی وجہ سے تو جانوروں تک کو نقصان نہیں پہنچا تھا۔ غلام شاہ اپنے کٹے ہوئے پیروں پر کھڑے ہو کر ان کی صورتیں دیکھتا رہا پھر اس کا چہرہ آسمان کی جانب اٹھ گیا اور اس کے حلق سے بھرائی ہوئی آواز نکلی۔

''کام ختم ہوئی گوا بڑے ہم جو کہت رہے سو کر دکھائے پر بیرا اے بھی تیرا بدلہ نا ہوئی رہے ہمارے پاس اگر موت سے بڑے کوئی سجا ہوتی تو ان سسروا کو او سجا بھی جرور دیتے۔ کام ختم ہوئی گوا بڑے تو ہار بچے بڑے ہوئی گئے ہیں۔ ہم سرکس بنا دئی ہے ان کے واسطے جندگی بھر آرام سے گجاریں گے بڑے، ہم تو کا نا بچا سکے پر، پر تو ہار دسمنوں کو ہم نے ختم کر دئی۔'' غلام شاہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ گئی اور سبھی کی آنکھیں نمناک ہو گئیں اس دوران یہ سارے کے سارے خاموش تماشائی بنے رہے تھے۔ کسی نے غلام شاہ کے حکم سے انحراف نہیں کیا تھا۔ تب غلام شاہ نے ان دونوں کی لاشیں خود گھسیٹیں اور اس گڑھے میں ڈال دیں، پھر وہ ان لوگوں کی طرف رخ کر کے بولا۔

''چلو بچو! اب تم ہمار مدد کرو اس گڑھے کو بند کر دو۔'' تمام کے تمام خاموشی سے واپس پلٹے اور پھر اس کام میں مصروف ہو گئے دونوں کی لاشیں گڑھے میں دبا دی گئی تھیں۔ غلام شاہ نے اس کی یہ قبر دیکھی اور اس کے چہرے پر خوشی کے آثار پھیل گئے اس کی نگاہیں اکبر شاہ اور سونیا کی جانب اٹھیں اور اس کے حلق سے آواز نکلی۔

''آؤ میرے بچو آجاؤ، میرے پاس آجاؤ۔'' سونیا اور اکبر شاہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے غلام شاہ کے قریب پہنچے تو اس نے انہیں سینے سے لگا لیا۔

''ہمار کام ختم ہوئی گوا اکبرا، ہمار کام ختم ہوئی گوا سونیا بٹیا مولا کا بڑا بڑا شکر ہے۔'' وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

یہ لوگ غلام شاہ کی طرف متوجہ تھے اور ادھر اس جیپ سے جس میں پیڈرو اور کاسٹرآئے تھے ایک سر آہستہ آہستہ ابھر رہا تھا پھر وہ جیپ سے نیچے اتر آیا۔ یہ شارق تھا جس کے ہاتھ میں کوئی چیز دبی ہوئی تھی اس نے وہیں وہ چیز کھولی اور اس کی آہٹ محسوس کر لی گئی شارق کے ہاتھوں میں پھولوں کا ایک موٹا سا ہار تھا۔ غلام شاہ، اکبر شاہ، سونیا اور دوسرے تمام لوگوں نے شارق کو دیکھا اور دنگ رہ گئے۔ غلام شاہ کا چہرہ ست گیا تھا۔ شارق موٹا ہار

ہاتھوں میں لئے آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور غلام شاہ کے قریب پہنچ گیا۔ سب کے چہروں پر سکوت چھایا ہوا تھا وہ شارق کی اس طرح آمد پر ششدر رہ گئے تھے ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس پورے واقعے کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے والا کوئی اجنبی موجود ہے، تب شارق نے جھک کر وہ ہار غلام شاہ کی گردن میں ڈال دیا اور بولا۔

''میری طرف سے دلی مبارک باد شیخا تم نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد پا لیا۔'' غلام شاہ چونک پڑا اور پھر اس نے ہار اپنی گردن سے اتار کر کہا۔

''نا پہنیں گے رہے تیرے ہاتھ سے ای ہار سسروا تے، تے، تے گدار ہے، تے نمک حرام ہے۔ ہمارا تیرا کوئی رستہ نا رہے کا ہے ہار پہنات ہے رہے ہمکا، ہمارا ہمارا۔'' شارق نے مسکراتی نگاہوں سے ان سب کو دیکھا اور پھر آہستہ آہستہ جیپ کی جانب واپس پلٹتا ہوا بولا۔

''میری تمام نیک خواہشات تمہارے ساتھ ہیں غلام شاہ تم انہیں تسلیم کرو یا نہ کرو۔'' وہ جیپ پر چڑھ گیا اور غلام شاہ کے حلق سے آواز نکلی۔

''ارے پکڑو حرام کھور کو پھر بھاگ جات ہے ارے ہم کہت رک جا اچھا نا ہوئی ہے ہاں۔'' لیکن جیپ اسٹارٹ ہو گئی تھی اور پھر وہ اس تیزی سے ریورس میں پلٹی کہ وہ لوگ اس تک نہ پہنچ پائے۔ تھوڑی دور جانے کے بعد اس کا رخ تبدیل ہوا اور وہ نگاہوں سے غائب ہو گئی۔ ساکت لوگ بھی متحرک ہو گئے تھے۔ اکبر شاہ نے کہا۔

''یہ اچھا نہیں ہوا شیخا اس نے تمہاری یہ کارروائی دیکھ لی۔''

''تے تیرا مطبل رہے اکبرا۔ بات کرت ہے سوچ جلانے والی۔ تیرا کا کھیال رہے، کا او ہمکا پکڑوئی دے رہے، نا ہوا نا اتنا برا نا رہے۔ او بس بگڑا ہوا سانڈ ہے۔ کابو میں نا آت ہے۔ ارے چلو کھان پین کی بات کرو۔ آج ہمارے کندھوں سے سب سے بڑا بوجھ اتر گئی ہے۔'' غلام شاہ نے کہا اور خیموں کی جانب واپس پلٹ پڑا، لیکن جو تاثر تھوڑی دیر پہلے ان سب پر پیڈرو اور کاسٹر کی موت سے طاری تھا اس کا اثر شارق کی اس اچانک آمد اور اس کے بعد جانے سے زائل ہو گیا تھا۔ سونیا کے چہرے پر وہی پتھریلا پن تھا۔ اکبر شاہ، ایاز اور دوسرے لوگ شارق کے بارے میں باتیں کر رہے تھے مگر غلام شاہ، شارق کی جانب سے بے فکر تھا، وہ رات تقریباً جاگتے ہوئے ہی گزری تھی۔ سب لوگ اپنی اپنی پسند کی باتیں کر رہے تھے۔ غلام شاہ کا یہ بھیانک روپ زیر بحث رہا اور اس کے بعد شارق کے بارے میں باتیں ہوتی رہیں۔ اکبر شاہ نے کہا۔

''شارق کے بارے میں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس شخص کا آخر کردار کیا ہے، میرا خیال ہے یہ چھپ کر آیا تھا ورنہ پیڈرو اور کاسٹر کسی نہ کسی طرح اس سے مدد ضرور طلب کرتے۔''

''لیکن یہ آ کہاں سے گیا......؟''

''کیا میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میں نے اسے ڈریم لینڈ سرکس میں دیکھا ہے اور وہاں اس نے جھولے پر جو قیامت ڈھائی تھی وہ دیکھنے کے قابل تھی۔ اس سرکس میں یہ ہوا کا بیٹا کہلاتا ہے۔''

کوئی بھی شارق کے بارے میں صحیح فیصلہ نہیں کر پایا تھا۔ دوسرے دن غلام شاہ نے اکبر شاہ سے کہا۔

''اکبر بٹوا یہاں رہنے کی جرورت نا ہے جب تک ہمار سرکس ادھرائی ہے ہوٹل ماں رہنا بڑھیا رہے، اب کا جرورت ہے رے، جے کام کرنا تھا سو کرلیا۔''

''تو پھر کیا حکم ہے شینا؟''

''ارے چلو کسی بڑھیا سے ہوٹل ماں رکیں گے جا کر۔''

وہ لوگ وہاں سے چل پڑے اور انہوں نے اپنے حلیئے تبدیل کر لئے، خانہ بدوشوں کا سا جو روپ دھارا تھا اب انہوں نے اس کی ضرورت نہیں محسوس کی تھی۔ چنانچہ اس بار فرید پور کے ایک خوبصورت ہوٹل کا انتخاب کیا گیا تھا۔ بھلا سے بھی دوبارہ ملاقات نہیں ہو سکی تھی، لیکن دوپہر کے بعد غلام شاہ، اکبر شاہ کو لے کر ڈریم لینڈ سرکس کی جانب چل پڑا، سرکس کے پاس پہنچے تو وہاں کوئی خاص بات محسوس نہیں ہوئی تھی یقینی طور پر پیڈرو اور کاسٹر کو تلاش کیا جا رہا ہوگا۔ لیکن یہ بات کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگی کہ اب وہ دونوں اس دنیا میں نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ جیپ کا مسئلہ بھی ذہن میں تھا جسے شارق لے آیا تھا بہت دیر تک وہ سرکس کے اطراف میں منڈلاتے رہے۔ یہ جاننا چاہتے تھے کہ سرکس میں کوئی ایسی بات تو نہیں ہوئی جس سے ان کی نشاندہی ہو سکے اس کے بعد وہ وہاں سے واپس پلٹنے کا ارادہ کر ہی رہے تھے کہ دفعتہً غلام شاہ کو ایک آواز سنائی دی۔

''ارے رکنا بھائی، رکنا ذرا رکنا۔'' کسی بوڑھے آدمی کی آواز تھی۔ غلام شاہ نے پلٹ کر اسے دیکھا ایک معمر آدمی جس کی صحت کافی اچھی تھی، کمر پر دونوں ہاتھ رکھے کھڑا انہیں گھور رہا تھا۔ جیپ رک جانے پر وہ دو قدم آگے بڑھا اور ان کے قریب پہنچ گیا اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے پھر اس نے غلام شاہ کی طرف انگلی اٹھا کر کہا۔

''بھیا معاف کرنا اگر میں غلطی نہیں کر رہا تو تم مجھے غلام شاہ معلوم ہوتے ہو ٹھ قبیلے کے غلام شاہ۔'' غلام شاہ بھی اس شخص کو دیکھ رہا تھا اور پھر دفعتہً ہی اس کے حلق سے آواز نکلی۔

''ارے پھکیر سا تو۔ ابے تو ہی ہے نا پھکیرے۔'' اس نے چیختی ہوئی آواز میں کہا اور دوسرے لمحے جیپ سے چھلانگ لگا دی۔ وہ شخص بھی غلام شاہ سے لپٹ گیا تھا، دونوں دیر تک بغل گیر رہے اور اکبر شاہ اس شخص کو دیکھتا رہا، اس کے بعد غلام شاہ نے کہا۔

''تے ادھر کیسے آ گیا بھائی پھکیرے، تے تے ارے وا رے وا کتنے دنوں کے بعد دیکھا تجھے پر دیکھ سسروا پہچان گوے ہم تو کا۔''

''تو میں نے تمہیں نہیں پہچانا غلام شاہ۔''

''ارے وارے وا بڑھیا بھائی بڑھیا، بہت ملاتے۔ آ آ جا گاڑی ماں آ جا۔ بیٹھ کر باتیں کری ہے، ارے اکبرا! دیکھ ہمار یار ملا ہے ہمکا۔ بہت دنن کے بعد، آ پھکیرے، اکبر سا سے تیری ملاقات کرائیں۔'' غلام شاہ، فقیر شاہ کو لئے ہوئے جیپ میں آ بیٹھا، اکبر شاہ نے کہا۔

''کہیں چلنا ہے شیجایا......؟''

''ارے ہوٹل ماں لے چل اے ہو۔ ہمار لنگوٹیار ہے سسر بیس سال بعد ملا رہے تو کا کوئون کام تو نہ رہے پھکیرا؟''

''اس سے بڑا کام اور کیا ہو سکتا ہے غلام شاہ تم ملے ہو مجھے......قبیلہ تو نہ جانے کہاں کھو گیا۔ سب یاد آتے ہیں۔'' فقیر شاہ نے کہا اور اکبر شاہ نے جیپ آگے بڑھا دی تھی۔ راستے میں غلام شاہ نے کہا۔

''پر تے ادھر کہاں گھومت رہے بھائی؟''

''میں ڈریم لینڈ سرکس میں کام کرتا ہوں۔ ہمارے سرکس کے مالک نہ جانے کہاں چلے گئے ہیں ان کی وجہ سے آج شو نہیں ہوگا سب لوگ کل سے انہیں تلاش کر رہے ہیں۔ پتہ نہیں سسرے بغیر بتائے کہاں غائب ہو گئے۔'' اکبر شاہ کے جبڑے بھینچ گئے غلام شاہ پر بھی اثر ہوا تھا مگر اس نے خود کو سنبھال کر کہا۔

''تے سرکس ماں کام کرے ہے......مگر بھائی ای سرکس تو باہر سے آئے رہے۔''

''میں بھی نیوزی لینڈ سے اس کے ساتھ آیا ہوں۔'' فقیر شاہ نے بتایا۔ جیپ ہوٹل پہنچ گئی تھی۔ غلام شاہ اس لئے ہوئے اپنے کمرے میں داخل ہو گیا۔ فقیر شاہ نے پوچھا ''اور کون کون ہے تمہارے ساتھ۔''

''ابھو سب سے ملائے دیت۔'' غلام شاہ نے کہا اور اس کی ہدایت پر اکبر شاہ سب کو بلا لایا۔ غلام شاہ نے ایک ایک کے بارے میں فقیر شاہ کو بتایا اکبر شاہ اور سونیا کو دیکھ کر فقیر شاہ نے کہا۔

''حکیم شاہ کا کسی سے جھگڑا ہو گیا تھا غلام شاہ، قبیلے میں بس اتنا معلوم ہوا تھا کہ ڈیرے پر حملہ ہوا تھا۔ حکیم شاہ کو قتل کر دیا گیا تمہاری ٹانگیں کاٹ دی گئیں۔ اس کے بعد ہم تو مانجی سرکس کے ساتھ نکل گئے پھر کچھ پتہ ہی نہیں چل سکا۔''

''تے ادھر سے کہاں چلا گیا پھکیرے......؟'' غلام شاہ بات ٹال گیا۔

''طارق زماں یاد ہے تمہیں؟''

''تارک، ہاں یاد رہے اوئی کٹ پٹیا جو سسر رہ کر آیا تھا اور سارے کبیلے ماں انگریجی بولے پھرت رہے تھا۔''

''ہاں وہی...... سرکس کے پارسی سیٹھ سے اس کی بات ہو گئی تھی۔ ہم آٹھ آدمی سرکس میں نوکر ہو گئے تھے طارق زماں اپنے بیوی بچے کو ساتھ لے گیا تھا۔ اس کے بعد تو غلام شاہ پوری دنیا دیکھ ڈالی ہم نے طارق زماں کا بیٹا شارق زماں تو بڑا ہی کرتبیا نکلا دھوم مچا دی اس نے پورے یورپ میں انگریزوں کی انگلیاں دانتوں میں دبا دیں مگر پھر مانجی مر گیا اس کے اپنے سرکس نہ چلا سکے اور سرکس پیڈرو نے خرید لیا۔ اس دوران طارق زمان کو شیر نے ہلاک کر دیا تھا اس کی بیوی بھی مر گئی تھی۔ شارق نے انگریزوں کے ساتھ کام کرنے سے انکار کر دیا اور سرکس چھوڑ کر کہیں چلا گیا۔ ہم لوگ اسی سرکس میں رہے۔ کچھ دن پہلے شارق زماں نیوزی لینڈ پہنچا سرکس اس کے موجود نہ ہونے سے پھیکا پڑ گیا تھا۔ کام تو ہو رہا تھا پر وہ مزا نہ تھا۔ انگریزوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اس نے شرط لگائی کہ سرکس یہاں آئے گا تو وہ کام کرے گا۔ وہ اتنا بڑا فنکار ہے کہ انگریزوں کو اس کی بات ماننی پڑی اور لمبے عرصے کے بعد ہم لوگ اپنے وطن آئے مگر قبیلہ اب نہ جانے کہاں گیا۔ برسوں تو بیت گئے۔'' فقیر شاہ اپنی داستان سنا رہا تھا اور ان سب کے دماغ جھنجھنا رہے تھے۔ شارق زماں، ہوا کا بیٹا...... وہ...... وہ سرکس کو یہاں لایا ہے غلام شاہ کی زندگی کی سب سے بڑی آرزو اس نے پوری کی ہے۔ وہ غلام شاہ ہی کے قبیلے کا ایک فرد ہے۔ یہ الفاظ ان کے کانوں میں پگھلے ہوئے سیسے کی طرح اتر رہے تھے۔ غلام شاہ کی آنکھوں سے آنسو رو کے نہ رک رہے تھے۔ فقیر شاہ نے کہا۔

''تم رو رہے ہو غلام شاہ؟''

''ایں...... ایں رے...... ساری جندگی یاد آ گئی۔'' غلام شاہ نے کہا۔ فقیر شاہ نہ جانے کیا کیا باتیں کرتا رہا مگر سب شارق میں الجھے ہوئے تھے ایک ایک لمحہ یاد آ رہا تھا انہیں۔ کافی دیر کے بعد فقیر شاہ وہاں سے رخصت ہوا، غلام شاہ نے اس سے دوسری ملاقات کا وعدہ لے لیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد غلام شاہ لیٹ گیا۔ تمام لوگ اس کے گرد جمع تھے۔ اس نے کراہتے ہوئے کہا۔

''ارے کا کریں رہے ہم، ٹھوکر مروا دئی ہے تم سب مل کر ہمکا۔ ارے اوئی سسر گیر کہاں رہے رے۔ اپنا کھون تھا اوئی تو، تارک جماں پڑھا لکھا آدمی تھا کبیلے کا نٹ تھا سہر چلا گیا تھا پڑھ لکھ کر کبیلے ماں آ گیا اور باپ دادا کا کام کرن لاگا۔ ارے سارک او کا بٹوار ہے بھائی۔ چاچا کے پاس آئے رہے پر کان پکڑ کر بھگائی دئے رہے ہم اس کا۔ ہم کبیلے کا ہے بھائی حرام کی روٹیاں توڑے رہے۔ بے گیرت ہم تھے بھائی او نا رہے، ہیرا دیا روٹیوں کے بدلے ماں او ہمکا، ہر جگہ سر اونچا کرت رہا ہمار، اوئی سسر بلبیر انگل بھاگا تھا ہمارے ہاتھوں سے اسے...... او پکڑ لائی رہے۔ سونیا او کا بتات رہے پڑ رو احرام کھور کے بارے میں او ان سب کو گھیر لائے رہے۔ ہمار بٹیا کی عجت بچائے رہے اور کو نو کا کر سکت بھائی۔ سسُورے سارے کے سارے دیکھو بھائی بڈھے ہو گئے ہم اپنا کام کر لیا ہم نے اب ہماری چھٹی کر دیو بھیا۔ اکبر ارے سنبھال تے اپنا سرکس نا سنبھال سکت بٹوا تے بند کر دے او کا ہمار کمر یا دکھ گئی ہیرا۔ سارے کانون کھتم ہمارے لئے کانون بنا وُ مل کے۔''

''ایسا کیوں کہتے ہو شیخا۔ ہمیں تمہارا سایہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چاہئے۔ شارق ہمارا بھائی ہے، ہم نے جو کچھ اس کے ساتھ کیا ہے اس کا کفارہ ادا کریں گے۔ معافی مانگیں گے اس سے۔'' اکبر شاہ نے کہا۔

''ساتھ رکھو گے او کا؟''

''ہمارے سینوں میں رہے گا وہ۔''

''سرا تمیں برداست کروگے او کی؟''

''وہ اپنا ہے شیخا...... ہم سب کے سر اس کے احسانات کے سامنے جھکے ہوئے ہیں۔'' اکبر شاہ بولا۔

''جی کھوس کر دیا مولا کسم...... اے ہوئی بات...... ارے اب ای سوچا جات کہ او حرام کھور کو کیسے گھریں۔ کوئی ترکیب کرو بھائی۔''

''فکرمت کرو شیخا یہ کام ہم کریں گے......؟'' شیرا نے کہا اور غلام شاہ گردن ہلانے لگا۔ تنہائی میں شیرا نے سونیا سے کہا۔

''اور اب یہ کام تو کرے گی سونیا۔''

''میں......؟ کیا بکواس ہے......؟''

''دل کا کیا حال ہے ایمان سے بتا۔'' شیرا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بہت خراب ہے شیرا، یوں لگتا ہے جیسے...... جیسے وہ پیچھا نہیں چھوڑے گا ہمارا، بہت کچھ کیا ہے شیرا اس نے ہمارے لئے۔ سوچو تو اندازہ ہوتا ہے، وہ مسلسل مصروف رہا ہے ہر مشکل آسان کر دی اس نے ہم پر۔ نیا نگر میں یہ سب کچھ کرتا رہا، اور پھر وہاں سے واپسی پر نیوزی لینڈ چلا گیا وہاں سے منحوس پیڈ رو اور کاسٹر کو دھوکہ دے کر لے آیا۔ بہت چالاک ہے۔ اپنی بات منوانے کی قوت رکھتا ہے وہ۔''

ڈریم لینڈ سرکس بند پڑا تھا۔ پولیس سرکس والوں کے ساتھ مل کر سرکس کے مالکوں کو تلاش کر رہی تھی لیکن کوئی خبر نہیں ملی تھی۔ پھر غلام شاہ کا سرکس یہاں پہنچ گیا۔ اجازت لے کر منڈوا لگا دیا گیا۔ غلام شاہ ہوٹل سے سرکس پہنچ گیا۔ ادھر اکبر شاہ وغیرہ شارق کی تاک میں لگے ہوئے تھے۔ اتفاق سے شارق انہیں نظر ہی نہیں آیا تھا وہ پھر روپوش ہو گیا تھا۔ غلام شاہ نے فقیر شاہ کو طلب کر کے پوچھا کہ اب ڈریم لینڈ سرکس کا مستقبل کیا ہے اور پھر غیروں کے ساتھ کام کرنے سے کیا فائدہ، اپنا سرکس موجود ہے۔ فقیر شاہ خود غلام شاہ کا سرکس دیکھ کر دنگ رہ گیا تھا۔ اس نے خوشی سے اس میں شامل ہونے کا اعلان کر دیا اور تمام لوگوں کے ساتھ آ گیا۔ اپنے دیس کی بات اچھی ہی تھی مگر شارق کے بارے میں اس نے کہا۔

''شارق زماں ٹیڑھی کھیر ہے غلام شاہ...... وہ تیار نہیں ہوتا۔''

''او سروا کو ایک بار بلا تو لائی ہے پھکیر سا تے۔''

''لے آؤں گا اسے میں ...... تم خود بات کر لینا۔'' فقیر شاہ نے کہا۔ کسی کو اُمید نہیں تھی کہ شارق فقیر شاہ کے ساتھ آ جائے گا لیکن شارق اسی وقت فقیر شاہ کے ساتھ سرکس میں آ گیا تھا جب سونیا وغیرہ جھولے پر مشق کر رہی تھی۔ سب حیران رہ گئے تھے۔

''اب تم خود بات کر لو غلام شاہ سے۔'' فقیر شاہ نے کہا۔

''جی شاہ صاحب کیا حکم ہے......؟'' شارق نے پوچھا۔

''ہم چات ہیں بٹوا کہ تے ہمار سرکس ماں کام کر۔'' غلام شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہوں، شاہ صاحب۔ کیا آپ کے سرکس میں مجھ سے بڑا کوئی فنکار موجود ہے......؟ شارق نے کہا۔

''نا بٹوا، کو نو سسر تو ہار پاسنگ او نا رہے۔ تے سب سے بڑا پھنکار رہے بھائی۔''

''مقابلہ کرا کر دیکھ لو شاہ صاحب۔ کوئی مجھ سے بہتر کام کر سکے تو مان جاؤں گا۔''

''بولت ہیں نا بھائی۔ تے سب سے بڑا پھنکار ہے۔''

''ان سب کو میری ماتحتی میں کام کرنا ہوگا۔''

''ہم سب تیرے ماتحت رہیں بیرا......اور کچھ بول۔'' غلام شاہ بولا۔

''تنخواہ کیا ملے گی......؟''

''جتے تے کہے......منہ مانگی دیں گے۔''

''ہوں......تب پھر سوچ کر جواب دوں گا۔'' شارق نے کہا اور غلام شاہ کا چہرہ بگڑ گیا۔

''اب او سوچے گا بھائی۔''

''ہاں شاہ صاحب غور کر کے جواب دوں گا۔ فیصلہ کرنے میں کچھ وقت لگے گا۔ اچھا اجازت دیجئے۔''

''ارے رے......جات کہاں ہے رے۔'' غلام شاہ بولا۔

''پھر کسی وقت آؤں گا شاہ صاحب۔''

''بیٹھ جا سرا ہمت سے بہت ہوگئی بس......حرام کھور ار دو کے لپٹے کی طرف اینٹھے ہی جات ہے ارے ہم کہت بیٹھ جا ادھر کدم او باہر نکالی رے تو مولا

قسم مار مار جوتا بھیجہ نکال باہر پھینک دئی ہے۔ ارے ہاں ہم سرا بھت سے ہاں ہاں کرے جات اور لاٹ صاحب کا مجاج ہی ٹھکانے نا آت۔"

غلام شاہ کرسی سے نیچے اتر آیا اور مینڈک کی طرح ہاتھوں اور پیروں کے بل بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہوگئی تھیں اور درحقیقت شارق اگر قدم اٹھاتا تو نقصان میں رہتا۔ خود شارق چونک کر اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور غلام شاہ کے پاس پہنچ گیا پھر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے اپنا سر غلام شاہ کے سامنے خم کر دیا۔

"تمہارا غلام ہوں شیٹا۔ تمہارے قدموں کی خاک ہوں۔" اس نے آہستہ سے کہا...... اور غلام شاہ نے اسے سینے سے لگا لیا۔

"ہم کا معاپھ کر دئی ہے بٹوا۔ بس ان حرام خور چھوکروا چھوکریا کے پھیر ماں آئے گئے تھے گلتی ہوگئی تھی ہم سے۔" اس نے کہا تمام لوگ مسکرا اٹھے تھے۔ غلام شاہ شارق کو ساتھ لے کر منڈوے سے باہر نکل گیا۔ مشقیں خود بخود ختم ہوگئی تھیں۔

پورا دن گزر گیا۔ غلام شاہ شارق کے ساتھ ہی رہا اس سے باتیں کرتا رہا بہت کچھ پوچھتا رہا تھا۔ پھر رات ہوگئی سونیا اپنے خیمے میں داخل ہوگئی۔ یہ رات سونے کی رات نہیں تھی اس کا سارا وجود گدگدا رہا تھا نہ جانے کیا کیا سوچیں تھیں اس کے دماغ میں۔ وہ ان سوچوں پر جھنجلا رہی تھی، شرما رہی تھی۔ چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگی تھی۔ باہر کا ماحول سنسان ہوگیا۔ اس نے عجیب سی نظروں سے خیمے کے دروازے کو دیکھا۔ اس کے کان کسی آہٹ کے منتظر تھے۔ مگر کوئی آہٹ نہ ہوئی۔ وہ گہری سانس لے کر اپنی جگہ سے اٹھی اور خیمے کے دروازے پر آئی۔ دیر تک باہر تاریکیوں میں گھورتی رہی پھر کسی قدر اداس ہو کر واپس پلٹی اور اچانک اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔

وہ اس کے خیمہ کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ سونیا نے دونوں ہاتھ سینے پر رکھ لئے۔ اسے یقین آ رہا تھا، تب اس کی آواز ابھری۔

"تم نے کہا تھا کہ مجھے سرکس کا سب سے بڑا فنکار بننا ہوگا۔ شیٹا کہتا ہے کہ میں اس سرکس کا سب سے بڑا فنکار ہوں۔ تمہارا خیال تھا کہ شیٹا کسی غیر کو سرکس میں جگہ نہیں دیتا۔ شیٹا نے کہا ہے کہ وہ مجھے یہاں سے نہیں جانے دے گا۔ کیا میں گلاب گلاب سونیا کو دل کا گلاب پیش کر سکتا ہوں۔"

سونیا مدہوشی کے عالم میں آگے بڑھی اور اس کے قریب پہنچ گئی۔ پھر اس کے ہونٹوں سے نکلا۔ "تم کچھ بھی نہ ہوتے...... فنکار نہ ہوتے، شیٹا تمہیں قبول نہ کرتا...... تب میں تمہارے لئے سرکس چھوڑ دیتی...... تمہیں...... تمہیں اپنا سب کچھ بنا لیتی۔ سب کچھ...... میں، میں تم سے محبت کرتی ہوں شارق...... میں تمہیں اپنی آنکھوں کی بینائی سے زیادہ چاہتی ہوں۔ میں تمہیں اپنے دل کی دھڑکن سے زیادہ پیار کرتی ہوں۔" اس نے اپنا سر شارق کے سینے سے لگا دیا۔

اختتام